

سُنَنُ ابُو دَاوُدَ (اُردو)

RMPInternational.TK

کتابُ الجہاد (جلد سوم) کتابُ لاطعمۃ

تالیف

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و فوائد

فضیلہ شیخ ابوعمار عسقرارق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی فی حفظہ اللہ

تقریراتی، تنقیح و اضافہ

حافظ صبر سلیم الدین یوسفی حفظہ اللہ

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

F - BOOKS RELEASER

THE REAL MUSLIMS PORTAL

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

www.KitaboSunnat.com

٢٤٢٨ هـ مكتبة دار السلام

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

أبو داود السجستاني، سليمان بن الأشعث

سنن أبو داود: المجلد الثالث / سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني - الرياض، ١٤٢٨ هـ

ص: ٩٧٣ مقام: ٢٤١٧ سم

ردمك: ٩٩٦٠-٩٩٢٧-٥-٦

(الكتب باللغة العربية)

١- الحديث - سنن أ. العنوان

ديري ٢٣٥٤ ١٤٢٨/٢٦٥٢

رقم الإيداع: ١٤٢٨/٢٦٥٢

ردمك: ٩٩٦٠-٩٩٢٧-٥-٦

244.4
١-٥

سعودي عرب (مكة)

پست نمبر: 22743 الرياض 11416 سوري عرب نمبر: 4033962-403432 00966 1 4021659 نمبر:

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.dar-us-salam.com

● طريق مكة المكرمة الرياض نمبر: 4614483 00966 1 4644945 ● الملز الرياض نمبر: 4735220 4735221 نمبر:

● سرطيم نمبر: 1 2860422 00966 1 6879254 00966 2 نمبر: 6336270

● مدينة المنورة: 04-8234446 00966 04-8151121 نمبر: 04-8151121 نمبر: 7 2207055 00966 7 نمبر: 0500710328

● الفير نمبر: 3 8692900 00966 3 نمبر: 8691551

● اشارجه نمبر: 6 5632623 00971 6 7220419 نمبر: 001 713

نمبر: 5632624 نمبر: 7220431

● لندن نمبر: 208 539 4885 نمبر: 0044 208 6255925 نمبر: 001 718

نمبر: 208 5394889 نمبر: 6251511

پاکستان (مكة)

● 36- نورال، كيريت سناپ لاہور

نمبر: 7111023-7110081 7232400-7240024 0092 42 7354072 نمبر:

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

● غزني طريق، اندر بازار لاہور نمبر: 7120054 نمبر: 7320703

● نمبر: 7846714 نمبر: 7846714

● كراچی شوروم (D.C.H.S) Z-110, 111 نمبر: 4393937

نمبر: 4393937-21-0092 نمبر: 4393937

Email: darussalamkhi@darussalampk.com

● اسلام آباد شوروم F-8 نمبر: 051-2500237

جلد سوم

سُننُ الْبُودَاوُد (اُردو)

کتابُ الْجِهَاد ————— کتابُ لَاطِعِمَة

تالیف

امام الْبُودَاوُدُ سُلَیْمَانُ بْنُ شُعَثٍ بَحْتَانِی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

ترجمہ و فوائد

فیضُ الشَّیخِ الْوَعْمَارِ عُمَرُ فَارُوقُ سَعِیْدِی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

تحقیق و تخریج

حافظُ الْبُوطَاہِرُ زُبَیْرُ عَلِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

نقد و تصحیح و اضافہ

حافظُ صِلَاحُ الدِّیْنِ یُوْسُفُ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

جدید عصری مسائل

پر وفیر محرمہ سید ساجد علی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

دارُ السَّلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
اسلام آباد • کراچی • لندن • میوسن • نیویارک



فہرست مضامین (جلد سوم)

www.KitaboSunnat.com

37	۱۵ کتاب الجہاد	تہذیب و تمدن
40	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَجْرَةِ وَسُكْنَى الْبَدْوِ	باب: ہجرت کا بیان اور دیہات میں سکونت
41	۲- بَابُ فِي الْهَجْرَةِ هَلِ انْقَطَعَتْ	باب: کیا ہجرت قطع ہو چکی ہے؟
43	۳- بَابُ فِي سُكْنَى الشَّامِ	باب: دیار شام میں سکونت اختیار کرنا
44	۴- بَابُ فِي دَوَامِ الْجِهَادِ	باب: جہاد ہمیشہ جاری رہے گا
45	۵- بَابُ فِي ثَوَابِ الْجِهَادِ	باب: جہاد کا ثواب
45	۶- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ السِّيَاحَةِ	باب: ممنوع سیاحت
46	۷- بَابُ فِي فَضْلِ الْقَتْلِ فِي الْغَزْوِ	باب: جہاد سے واپس لوٹنے کا ثواب
46	۸- بَابُ فَضْلِ قِتَالِ الرُّومِ عَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ	باب: دوسری قوموں کے مقابل رومیوں سے قتال
47		کی فضیلت
47	۹- بَابُ فِي رُكُوبِ الْبَحْرِ فِي الْغَزْوِ	باب: غزوے کی غرض سے سمندر کا سفر کرنا
48	۱۰- بَابُ فَضْلِ الْغَزْوِ فِي الْبَحْرِ	باب: سمندر میں غزوے کی فضیلت
52	۱۱- بَابُ فِي فَضْلِ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا	باب: کافر کو قتل کرنے والے کی فضیلت
	۱۲- بَابُ فِي حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِلِينَ	باب: غیر مجاہدین پر مجاہدوں کی خواتین کی حرمت
52		و احترام کا بیان
53	۱۳- بَابُ فِي الشَّرْبَةِ تُخَفِّقُ	باب: بولنگر قیمت نہیں پاتا
54	۱۴- بَابُ فِي تَضْعِيفِ الذَّكْرِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: دوران جہاد میں اللہ کے ذکر کے ثواب کا پرمعادا
55	۱۵- بَابُ فِيمَنْ مَاتَ غَارِيًا	باب: جو شخص سفر جہاد میں وفات پا جائے
55	۱۶- بَابُ فِي فَضْلِ الرِّبَاطِ	باب: دشمن کے مقابلے میں سوچے بند کی فضیلت
56	۱۷- بَابُ فِي فَضْلِ الْحَرَمِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: جہاد میں حرمے داری کی فضیلت
58	۱۸- بَابُ تَحَرُّجَةِ تَرْكِ الْغَزْوِ	باب: جہاد چھوڑ دینے کی خدمت
	۱۹- بَابُ فِي تَسْبِيحِ نَبِيِّ الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ	باب: خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں کے نفیر

60	(جہاد میں جانے) کا منسوخ ہونا	۱۹- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْقُعُودِ مِنَ الْعُذْرِ
61	باب: کسی (معتول) عذر کے باعث جہاد کے لیے نہ جانا درست ہے	۲۰- بَابُ مَا يُجْزَى مِنَ الْعَزْوِ
63	باب: جو چیز غزوے سے کفایت کرتی ہے	۲۱- بَابُ فِي الْجُرْأَةِ وَالْجُبْنِ
64	باب: جرأت اور ہزدلی کا بیان	۲۲- بَابُ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ۱۹۵]
65	باب: آیت کریمہ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ کی تفسیر	۲۳- بَابُ فِي الرَّمْيِ
66	باب: تیر اندازی کی فضیلت	۲۴- بَابُ فِيمَنْ يَغْزُو وَيَلْتَمِسُ الدُّنْيَا
67	باب: دنیا کی طلب میں غزوہ کرنے والا	--- بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ كَلِمَةً لِلَّهِ هِيَ الْعُلْيَا
69	باب: جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی نیت سے قتال کرے	۲۵- بَابُ فِي فَضْلِ الشَّهَادَةِ
70	باب: شہادت کی فضیلت	۲۶- بَابُ فِي الشَّهِيدِ يَشْفَعُ
72	باب: شہید سفارش کرے گا	۲۷- بَابُ فِي الثُّورِ يَرَى عِنْدَ قَبْرِ الشَّهِيدِ
73	باب: شہید کی قبر پر نور کا نظر آنا	۲۸- بَابُ فِي الْجَعَائِلِ فِي الْعَزْوِ
74	باب: تنخواہ اور مزدوری طے کر کے جہاد کرنا	۲۹- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي أَخْذِ الْجَعَائِلِ
75	باب: جہاد میں مادی بدلہ لے لینے کی رخصت	۳۰- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَغْزُو بِأَجْرِ الْخِدْمَةِ
76	باب: ایسا انسان جو محض مزدوری ہی پر جہاد کرے	۳۱- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَغْزُو وَأَبَوَاهُ كَارِهَانِ
77	باب: اگر کوئی ماں باپ کی رضامندی کے بغیر جہاد کرے	۳۲- بَابُ فِي النِّسَاءِ يَغْزُونَ
79	باب: خواتین بھی جہاد میں حصہ لے سکتی ہیں	۳۳- بَابُ فِي الْعَزْوِ مَعَ أَيْمَةِ الْجَوْرِ
79	باب: ظالم حکام کی زیر قیادت جہاد کرنا	۳۴- بَابُ الرَّجُلِ يَتَحَمَّلُ بِمَالٍ غَيْرِهِ يَغْزُو
80	باب: کسی دوسرے کی سواری پر جہاد کیلئے جانا	۳۵- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَغْزُو يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالْغَنِيمَةَ
81	باب: جو کوئی جہاد میں ثواب اور غنیمت کی نیت رکھتا ہو	۳۶- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَشْرِي نَفْسَهُ
82	باب: انسان جو اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بچ ڈالے	۳۷- بَابُ فِيمَنْ يُسْلِمُ وَيُقْتَلُ مَكَانَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى
83	باب: جو شخص اسلام لائے اور اسی وقت اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے	۳۸- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ بِسِلَاحِهِ
85	باب: جو شخص اپنا ہی ہتھیار لگنے سے فوت ہو جائے	



- ۳۹- بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ اللِّقَاءِ باب: جنگ کے وقت دعا کی قبولیت کا بیان 86
- ۴۰- بَابُ فِيمَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ باب: شہادت کی دعا کی فضیلت 87
- ۴۱- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ جَزِّ نَوَاصِي الْخَيْلِ وَأَذْنَابِهَا باب: گھوڑوں کی پیشانیوں اور دُوسوں کے بال کاٹنا 88
- ۴۲- بَابُ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ أَلْوَانِ الْخَيْلِ باب: گھوڑوں میں کون سے رنگ پسندیدہ اور مکروہ ہے 88
- بَابُ هَلْ تُسَمَّى الْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا؟ باب: مادہ گھوڑی کو ”فرس“ کہنا؟ 89
- ۴۳- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ باب: وہ گھوڑے جو پسندیدہ نہیں ہیں 90
- ۴۴- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقِيَامِ عَلَى الدَّوَابِّ وَالْبَهَائِمِ باب: جانوروں اور چوپایوں کی خدمت اور خبر گیری کرنے کا حکم 91
- بَابُ فِي نُزُولِ الْمَنَازِلِ باب: کسی منزل پر پڑاؤ کرنے کا ایک ادب 93
- ۴۵- بَابُ فِي تَقْلِيدِ الْخَيْلِ بِالْأَوْتَارِ باب: گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنا 93
- بَابُ إِكْرَامِ الْخَيْلِ وَارْتِبَاطِهَا وَالْمَسْحِ عَلَى أَكْفَالِهَا باب: گھوڑوں کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنے باندھ کر رکھنے اور ان کے سرینوں پر ہاتھ 94
- ۴۶- بَابُ فِي تَغْلِيْقِ الْأَجْرَاسِ باب: جانوروں کو گھنٹیاں باندھنے کا مسئلہ 94
- ۴۷- بَابُ فِي رُكُوبِ الْخِلَالَةِ باب: گندگی خور جانور پر سوار ہونا 95
- ۴۸- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُسَمَّى دَابَّتَهُ باب: جانور کا نام رکھنا 96
- ۴۹- بَابُ فِي التَّدَايِ عِنْدَ التَّغْيِيرِ بِأَخِيْلٍ اللَّهُ ارْكَبِي باب: نفیر (جہاد کیلئے روانگی) کے وقت یوں آواز دینا کہ اے اللہ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ 97
- ۵۰- بَابُ النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الْبَيْهَمَةِ باب: جانور کو لعنت کرنے کی ممانعت 97
- ۵۱- بَابُ فِي التَّخْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ باب: جانوروں کو آپس میں لڑانا 98
- ۵۲- بَابُ فِي وَسْمِ الدَّوَابِّ باب: جانوروں کو نشان لگانا 98
- ۵۳- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوُجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوُجْهِ باب: چہرے پر مارنا یا اس پر داغ لگانا منع ہے 99
- ۵۴- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْحُمْرِ تُنْزَى عَلَى الْخَيْلِ باب: گدھوں کی گھوڑیوں سے جفتی کرانے میں کراہت 99

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

- ۵۴- بَابُ فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةِ عَلَى دَابَّةٍ باب: ایک سواری پر تین افراد کا سوار ہونا 100
- ۵۵- بَابُ فِي الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ باب: جانوروں پر کھڑے ہونا 101
- ۵۶- بَابُ فِي الْجَنَائِبِ باب: بازو میں چلنے والی سواریاں 101
- ۵۷- بَابُ فِي سُرْعَةِ السَّيْرِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّعْرِيسِ باب: جلدی چلنے کا بیان اور راہ گزر پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت 102
- بَابُ فِي الدَّلَجَةِ باب: رات کے پہلے پہر سفر کرنے کا بیان 103
- ۵۸- بَابُ رَبِّ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِهَا باب: سواری کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ آگے بیٹھے 103
- ۵۹- بَابُ فِي الدَّابَّةِ تُعْرَقُ فِي الْحَرْبِ باب: جنگ میں جانوروں کی کونچیں کاٹنی پڑیں تو جائز ہے 104
- ۶۰- بَابُ فِي السَّبَقِ باب: مقابلہ بازی کا بیان 105
- ۶۱- بَابُ فِي السَّبَقِ عَلَى الرَّجُلِ باب: پیدل دوڑ میں مقابلے کا بیان 107
- ۶۲- بَابُ فِي الْمُحْلِلِ باب: گھوڑ دوڑ میں محلل کا شریک ہونا 107
- ۶۳- بَابُ فِي الْجَلْبِ عَلَى الْخَيْلِ فِي السَّبَاقِ باب: گھوڑ دوڑ میں جَلْب (اور بکب) کا بیان 108
- ۶۴- بَابُ فِي السَّيْفِ يُحْلَى باب: تلوار کو چاندی سے مزین کرنا 109
- ۶۵- بَابُ فِي النَّبْلِ يَدْخُلُ فِي الْمَسْجِدِ باب: تیر لے کر مسجد میں داخل ہونا 110
- ۶۶- بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ يَتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولاَ باب: ننگی تلوار لینا دینا منع ہے 111
- ۶۷- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ باب: چمڑے کے ٹکڑے کو دو انگلیوں میں رکھ کر کاٹنا منع ہے 111
- ۶۸- بَابُ فِي نُسِ الدَّرُوعِ باب: کٹی زریں پہننے کا بیان 112
- ۶۹- بَابُ فِي الرَّايَاتِ وَالْأَلْوِيَةِ باب: (جہاد میں) پرچم اور جھنڈیوں کا بیان 112
- ۷۰- بَابُ فِي الْاِتِّصَارِ بِرُذُلِ الْخَيْلِ وَالضَّعْفَةِ باب: معمولی گھوڑوں اور بے کس لوگوں کے حوالے سے مدد کی دعا کرنا 114
- ۷۱- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُنَادِي بِالشَّعَارِ باب: آدمی کسی شعار (کوڑ) کے ساتھ پکارے 114
- ۷۲- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَافَرَ باب: آدمی سفر کے وقت کون سی دعا پڑھے؟ 115
- ۷۳- بَابُ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْوَدَاعِ باب: مسافر کو الوداع کہنے کی دعا 117

فہرست مضامین (جلد سوم)

عنن ابو داود

- ۷۶- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَكِبَ
باب: آدمی سوار ہو کر کون سی دعا پڑھے؟ 118
- ۷۷- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا نَزَلَ الْمَنْزِلَ
باب: انسان جب کسی منزل پر پڑاؤ کرے تو کیا کہے 119
- ۷۸- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ السَّيْرِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ
باب: شروع رات میں سفر کی ممانعت 120
- ۷۹- بَابُ فِي أَيِّ يَوْمٍ يُسْتَحَبُّ السَّفَرُ
باب: کون سے دن سفر کرنا مستحب ہے؟ 121
- ۸۰- بَابُ فِي الْإِيْتِكَارِ فِي السَّفَرِ
باب: سفر کے لیے صبح صبح نکلتا (مستحب ہے) 121
- ۸۱- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُسَافِرُ وَحْدَهُ
باب: انسان کا اکیلے سفر کرنا (مکروہ ہے) 122
- ۸۲- بَابُ فِي الْقَوْمِ يُسَافِرُونَ يُؤْمَرُونَ أَحَدَهُمْ
باب: جب ایک جماعت سفر کر رہی ہو تو اپنے میں سے ایک آدمی کو اپنا امیر بنالیں 123
- ۸۳- بَابُ فِي الْمُضْطَحَبِ يُسَافِرُ بِهِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ
باب: دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانا 124
- ۸۴- بَابُ فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجِيُوشِ وَالرُّفَقَاءِ
باب: لشکروں، رفقاء اور سرایا میں مستحب تعداد کا بیان 124
- ۸۵- بَابُ فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ
باب: (قتال کے موقع پر) کفار کو اسلام کی دعوت دینا 125
- ۸۶- بَابُ فِي الْحَرْقِ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ
باب: دشمن کے علاقے میں آگ لگانے کا مسئلہ 128
- ۸۷- بَابُ فِي بَعْثِ الْعَيْنِ
باب: جاسوس بھیجنے کا بیان 129
- ۸۸- بَابُ فِي ابْنِ السَّبِيلِ يَأْكُلُ مِنَ التَّمْرِ وَيَشْرَبُ
باب: مسافر کسی باغ یا غلے کے پاس سے گزرے تو 129
- ۸۹- بَابُ فِي إِذَا مَرَّ بِهِ
باب: بغیر اجازت پھل، کھجور (وغیرہ) کھا سکتا..... 129
- ۹۰- بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّهُ يَأْكُلُ مِمَّا سَقَطَ
باب: درختوں سے گرا پڑا پھل کھا لینے کی رخصت کا بیان 131
- ۹۱- بَابُ فِيمَنْ قَالَ لَا يَحْلُبُ
باب: بغیر اجازت جانوروں کا دودھ نکالنا ممنوع ہے 132
- ۹۲- بَابُ فِي الطَّاعَةِ
باب: اطاعت کا بیان 132
- ۹۳- بَابُ مَا يُؤْمَرُ مِنَ انْضِمَامِ الْعُسْكَرِ وَسَعْيِهِ
باب: لشکریوں کا مل کر قریب قریب رہنا اور ان کا 132
- ۹۴- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ
باب: دشمن سے دو بدو ہونے کی تمنا کرنا پسندیدہ نہیں 134
- ۹۵- بَابُ مَا يُدْعَى عِنْدَ اللَّقَاءِ
باب: دشمن سے آمنا سامنا ہو تو کیا دعا کی جائے؟ 137
- ۹۶- بَابُ فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ
باب: (قتال سے پہلے) مشرکین کو دعوت دینے کا مسئلہ 137
- ۹۷- بَابُ الْمَكْرِ فِي الْحَرْبِ
باب: جنگ میں مکر (چال) کا بیان 139

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

- ۹۳- بَابُ فِي الْبَيَاتِ باب: شب خون کا بیان 140
- ۹۴- بَابُ لُزُومِ السَّاقَةِ باب: (امیر المجددین) ساقہ کے ساتھ رہے 140
- ۹۵- بَابُ عَلَى مَا يُقَاتِلُ الْمُشْرِكُونَ باب: کس بنا پر مشرکوں سے قتال کیا جائے؟ 141
- بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ مَنْ اغْتَصَمَ بِالسُّجُودِ باب: جو شخص سجدہ کر کے پناہ چاہے اس کا قتل کرنا ممنوع ہے 144
- ۹۶- بَابُ فِي التَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْبِ باب: کفار سے مقابلے میں بھاگ جانے کا مسئلہ 145
- ۹۷- بَابُ فِي الْأَمِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْكُفْرِ باب: ایسا قیدی جسے کفر بولنے پر مجبور کر دیا جائے 148
- ۹۸- بَابُ فِي حُكْمِ الْجَاسُوسِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا باب: جو کوئی مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کی جاسوسی کرے 149
- ۹۹- بَابُ فِي الْجَاسُوسِ الذَّمِّي باب: کوئی ذمی (کافر) مسلمانوں کی جاسوسی کرے تو؟ 151
- ۱۰۰- بَابُ فِي الْجَاسُوسِ الْمُسْتَأْمِنِ باب: جاسوس جو پروانہ امن لے کر آیا ہو 152
- ۱۰۱- بَابُ فِي أَيِّ وَقْتٍ يُسْتَحَبُّ اللَّقَاءُ باب: جنگ کے لیے کون سا وقت بہتر ہوتا ہے؟ 154
- ۱۰۲- بَابُ فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الصَّمْتِ عِنْدَ اللَّقَاءِ باب: دوران قتال میں خاموشی کا حکم 155
- ۱۰۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَرَجَّلُ عِنْدَ اللَّقَاءِ باب: مجاہد کا قتال کے وقت پیدل ہو جانا 156
- ۱۰۴- بَابُ فِي الْخِيَلِ فِي الْحَرْبِ باب: دوران جنگ غرو و تکبر کا اظہار مباح ہے 156
- ۱۰۵- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُسْتَأْسَرُ باب: آدمی جس سے قیدی بن جانے کا مطالبہ کیا جائے 157
- ۱۰۶- بَابُ فِي الْكَمَاءِ باب: کیمین گاہ میں بیٹھنے والوں کا بیان 159
- ۱۰۷- بَابُ فِي الصُّفُوفِ باب: جنگ میں صف بندی کا بیان 160
- ۱۰۸- بَابُ فِي سَلِّ السُّيُوفِ عِنْدَ اللَّقَاءِ باب: کلراؤ کے وقت تلوار سونپنا 161
- ۱۰۹- بَابُ فِي الْمُبَارَزَةِ باب: جنگ میں مقابلے کے لیے لاکارنا 161
- ۱۱۰- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُتَلَعِ باب: مقتول کی ناک کان وغیرہ کا نانا ناجائز ہے 162
- ۱۱۱- بَابُ فِي قَتْلِ النِّسَاءِ باب: عورتوں کو قتل کرنا منع ہے 163
- ۱۱۲- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ حَرْقِ الْعَدُوِّ بِالنَّارِ باب: دشمن کو آگ میں جلانا ناجائز ہے 166
- ۱۱۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُكْرِي دَابَّتَهُ عَلَى النَّصْفِ باب: جہاد میں غنیمت سے ملنے والے نصف یا پورے حصے کے بدلے جانور کرائے پر دینا 167

سنن ابو داود	فہرست مضامین (جلد سوم)
۱۱۴- بَابُ فِي الْأَسِيرِ يُؤْتَقُ	باب: قیدی کو باندھنا
۱۱۵- بَابُ فِي الْأَسِيرِ يُنَالُ مِنْهُ وَيُضْرَبُ [وَيُقَرَّرُ]	باب: قیدی کو مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور
۱۱۶- بَابُ فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ	باب: اسلام قبول کرنے کے لیے قیدی پر جبر کرنا
۱۱۷- بَابُ قَتْلِ الْأَسِيرِ وَلَا يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ	باب: قیدی کو اسلام کی دعوت دیے بغیر قتل کر ڈالنے
۱۱۸- بَابُ فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ صَبْرًا	باب: قیدی کو باندھ کر قتل کرنا
۱۱۹- بَابُ فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ بِالْتَّبَلِ	باب: قیدی کو تیر مار کر قتل کرنا
۱۲۰- بَابُ فِي اَلْمَنْ عَلَى الْأَسِيرِ بِغَيْرِ فِدَاءٍ	باب: فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے قیدی کو
۱۲۱- بَابُ فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ	باب: مال لے کر قیدی کو رہا کرنا
۱۲۲- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَقِيمُ عِنْدَ الظُّهُورِ عَلَى	باب: دشمن پر غلبہ پالینے کے بعد امیر کا کچھ وقت
الْعَدُوِّ بِعَرَضَتِهِمْ	کے لیے مفتوحہ علاقے میں ٹھہرنا
۱۲۳- بَابُ فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ	باب: قیدیوں کو جدا جدا کرنا
۱۲۴- بَابُ الرُّحْصَةُ فِي الْمُدْرِكِينَ يَفْرَقُ بَيْنَهُمْ	باب: اگر قیدی جوان ہوں تو ان میں جدائی کی
۱۲۵- بَابُ فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ	باب: کفار کسی مسلمان کا مال لے اڑیں پھر اس کا
تُمْ يَذْرِكُهُ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ	مالک مال غنیمت میں اپنا مال پالے
۱۲۶- بَابُ فِي عَيْدِ الْمُشْرِكِينَ يُلْجِقُونَ بِالْمُسْلِمِينَ	باب: مشرکوں کے غلام اگر مسلمانوں سے آئیں اور
فَيَسْلِمُونَ	اسلام قبول کر لیں
۱۲۷- بَابُ فِي إِباحَةِ الطَّعَامِ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ	باب: دشمن کے علاقے سے ملنے والی کھانے پینے کی
۱۲۸- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّهْيِ إِذَا كَانَ فِي	اشیا کے استعمال کا جواز
الطَّعَامِ قَلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ	باب: دشمن کے علاقے میں طعام کی کمی ہو تو لوٹ
	کی ممانعت

- ۱۲۹- بَابُ فِي حَمْلِ الطَّعَامِ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ
باب: دشمن کے علاقے سے کھانے پینے کی چیزیں اپنے ساتھ لے آنا
192
- ۱۳۰- بَابُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ إِذَا فَضَلَ عَنِ النَّاسِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ
باب: دارالحرب میں جب کھانے پینے کی اشیاء لوگوں کی ضرورت سے زائد ہوں تو.....
192
- ۱۳۱- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَفَعَّلُ مِنَ الْغَنِيمَةِ بِشَيْءٍ
باب: (دوران جہاد) مشترکہ غنیمت میں سے استعمال کی چیزیں استعمال کرنا
193
- ۱۳۲- بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي السَّلَاحِ يُقَاتِلُ بِهِ فِي الْمَعْرَكَةِ
باب: دوران معرکہ غیر تقسیم شدہ غنیمت کے اسلحہ سے قتال کرنا جائز ہے
194
- ۱۳۳- بَابُ فِي تَعْظِيمِ الْغُلُولِ
باب: مال غنیمت میں خیانت اور چوری انتہائی گھناؤنا عمل ہے
195
- ۱۳۴- بَابُ فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَتْرُكُهُ الْإِمَامُ وَلَا يُحَرِّقُ رَحْلَهُ
باب: جب خیانت کا مال معمولی ہو تو امام اسے چھوڑ دے اور اس کے سامان کو نہ جلائے
196
- ۱۳۵- بَابُ فِي عُقُوبَةِ الْغَالِ
باب: غنیمت میں خیانت کرنے والے کی سزا کا بیان
197
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ السَّيْرِ عَلَى مَنْ غَلَّ
باب: خائن کی خیانت پر پردہ ڈالنا ممنوع ہے
199
- ۱۳۶- بَابُ فِي السَّلْبِ يُعْطَى الْقَاتِلُ
باب: کافر مقتول کا مال اس کے قاتل کو دیا جائے
200
- ۱۳۷- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَمْنَعُ الْقَاتِلَ السَّلْبَ إِنْ رَأَى وَالْفَرَسُ وَالسَّلَاحُ مِنَ السَّلْبِ
باب: امام اگر مناسب سمجھے تو قاتل کو مقتول کے کچھ سلب سے محروم کر سکتا ہے اور یہ بیان کہ.....
203
- ۱۳۸- بَابُ فِي السَّلْبِ لَا يُحْمَسُ
باب: سلب میں سے خمس نہیں لیا جاتا
205
- ۱۳۹- بَابُ مَنْ أَجَارَ عَلَى جَرِيحٍ مُنْخَنِ يُنْقَلُ مِنْ سَلْبِهِ
باب: جو شدید زخمی کو قتل کرے اسے اس کے سلب میں سے کچھ دینا
205
- ۱۴۰- بَابُ فِيمَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَنِيمَةِ لَا سَهْمَ لَهُ
باب: جو شخص غنیمت کی تقسیم کے بعد پہنچے اس کا اس میں کوئی حصہ نہیں
206
- ۱۴۱- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْذَيَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ
باب: عورت اور غلام کو غنیمت میں سے انعام و اکرام دیا جائے
209
- ۱۴۲- بَابُ فِي الْمُشْرِكِ يُسَهَّمُ لَهُ
باب: کیا مشرک کا غنیمت میں کوئی حصہ ہے؟
212

سنن ابو داود	باب: گھوڑوں کے حصوں کا بیان	212
۱۴۲- بَابُ فِي سُهْمَانِ الْخَيْلِ	باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ گھوڑے کا	
۱۴۴، ۱۴۳- بَابُ فِيمَنْ أَشْهَمَ لَهُ سَهْمَا	بھی ایک ہی حصہ ہے	213
۱۴۵، ۱۴۴- بَابُ فِي الثَّقَلِ	باب: (غنیمت کے علاوہ) اضافی انعام دینے کا بیان	215
۱۴۵- بَابُ فِي الثَّقَلِ لِلْسَّرِيَةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعَسْكَرِ	باب: لشکر کے ایک دستے کو اضافی انعام دینا جس	
	نے بڑے لشکر سے علیحدہ کوئی مہم سر کی ہو	217
۱۴۶- بَابُ فِيمَنْ قَالَ الْخُمْسُ قَبْلَ الثَّقَلِ	باب: اس مسئلہ کی دلیل کہ خمس پہلے نکالا جائے اور	
	اضافی انعام بعد میں دیے جائیں	221
۱۴۷- بَابُ فِي السَّرِيَةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ	باب: چھوٹے دستے کی حاصل کردہ غنیمت بڑے لشکر	
	میں بھی تقسیم ہوگی	223
۱۴۸- بَابُ فِي الثَّقَلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمِنْ أَوْلَى	باب: اضافی انعام (نفل) سونے چاندی کی صورت	
مَغْنَمٍ	میں ہو سکتا ہے اور اس غنیمت.....	226
۱۴۹- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَسْتَأْذِنُ بِسَيْفِهِ مِنَ الْغَنِيِّ لِنَفْسِهِ	باب: کافروں سے حاصل ہونے والے مال میں سے	
	امام کا اپنے لیے کوئی چیز خاص کر لینا	227
۱۵۰- بَابُ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ	باب: عہد و پیمان کا پورا کرنا	228
۱۵۱- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَسْتَجِزُّ بِهِ فِي الْعَهْدِ	باب: لوگوں پر لازم ہے کہ امام کے طے کردہ عہد و پیمان	
	کی پابندی کریں	228
۱۵۲- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ	باب: معاہدہ کے دنوں میں امام اگر دشمن کی جانب	
فَيَسِيرُ نَحْوَهُ	کو چھ کرے تو (روائیں)	230
۱۵۳- بَابُ فِي الْوَفَاءِ لِلْمُعَاهِدِ وَحُرْمَةِ ذِمَّتِهِ	باب: ذمی سے کیے گئے عہد کی وفا کرنے اور اس کے	
	ذمہ کی حرمت کا بیان	230
۱۵۴- بَابُ فِي الرُّشْلِ	باب: سفیر اور قاصدوں (کی حرمت) کا بیان	231
۱۵۵- بَابُ فِي أَمَانِ الْمَرْأَةِ	باب: مسلمان خاتون کی دی ہوئی امان	233
۱۵۶- بَابُ فِي صُلْحِ الْعَدُوِّ	باب: دشمن سے صلح کر لینے کا بیان	234
۱۵۷- بَابُ فِي الْعَدُوِّ يُؤْتَى عَلَى غَرَّةٍ وَيُسَبَّهُ بِهِمْ	باب: غفلت اور بے خبری میں دشمن کے پاس جانا اور ان	

239	کی مشابہت اختیار کرنا	۱۵۸- بَابُ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ فِي الْمَسِيرِ
241	باب: دوران سفر میں بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا	۱۵۹- بَابُ فِي الْإِذْنِ فِي الْقُفُولِ بَعْدَ النَّهْيِ
242	پہلے ممنوع تھا	
243	باب: خوشخبری دینے والے بھیجنا	۱۶۰- بَابُ فِي بَعْثِ الْبُرَاءِ
244	باب: خوشخبری دینے والے کو کوئی انعام دینا	۱۶۱- بَابُ فِي إِعْطَاءِ الْبُشَيْرِ
245	باب: سجدہ شکر کا بیان	۱۶۲- بَابُ فِي سُجُودِ الشُّكْرِ
247	باب: (بغیر اطلاع) رات کو گھر آنا (مناسب نہیں)	۱۶۳- بَابُ فِي الطُّرُوقِ
248	باب: سفر سے واپس آنے والے کا استقبال کرنا	۱۶۴- بَابُ فِي التَّلْقِي
249	باب: غزوے سے واپسی پر دوران سفر ہی میں توٹے کو ختم کر دینے کا استحباب	۱۶۵- بَابُ فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِنْقَادِ الرَّادِّ فِي الْعَزْوِ إِذَا قَفَلَ
250	باب: سفر سے واپس آنے پر نماز پڑھنا	۱۶۶- بَابُ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ
251	باب: مشترک مال تقسیم کرنے کی اجرت لینا	۱۶۷- بَابُ فِي كِرَاءِ الْمَقَاسِمِ
252	باب: دوران جہاد میں تجارت کرنا جائز ہے	۱۶۸- بَابُ فِي التَّجَارَةِ فِي الْعَزْوِ
252	باب: دشمن کے علاقے میں ہتھیاروں کو لے جانے دینا	۱۶۹- بَابُ فِي حَمْلِ السَّلَاحِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ
253	باب: اہل شرک کے علاقے میں اقامت اختیار کر لینا	۱۷۰- بَابُ فِي الْإِقَامَةِ بِأَرْضِ الشُّرْكِ
255	قربانی کے احکام و مسائل	۱۶- كِتَابُ الضَّحَايَا
257	باب: قربانی کا وجوب	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْحَابِ الْأَصْحَايِ
258	باب: میت کی طرف سے قربانی	۲، ۱- بَابُ الْأُضْحِيَّةِ عَنِ الْمَيِّتِ
259	باب: جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اور وہ عشرہ ذوالحجہ میں اپنے بال کاٹتا ہو	۳، ۲- بَابُ الرَّجُلِ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَصْحِي
260	باب: کس قسم کا جانور قربانی کیلئے مستحب ہے؟	۴، ۳- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا
264	باب: قربانی کیلئے کس عمر کا جانور جائز ہے؟	۵، ۴- بَابُ مَا يَحُوزُ فِي الضَّحَايَا مِنَ السِّنِّ
267	باب: قربانی میں عیب دار جانوروں کا بیان	۶، ۵- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا
270	باب: گائے اور اونٹ کتنے افراد سے کفایت کرتے ہیں؟	۷، ۶- بَابُ الْبَقَرِ وَالْجَزُورِ عَنْ كَمِّ تُجْزَى؟

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

272	باب: ایک جماعت کی طرف سے ایک بکری قربانی کرنا	۸،۷- بَابُ فِي الشَّاةِ يُضْحَى بِهَا عَنْ جَمَاعَةٍ
272	باب: امام عید گاہ ہی میں قربانی کرے	۹،۸- بَابُ الْإِمَامِ يَذْبَحُ بِالْمُضَلَّى
273	باب: قربانی کا گوشت رکھ لینا جائز ہے	۱۰،۹- بَابُ حَنْسِ لُحُومِ الْأَصَاحِي
	باب: جانوروں کو باندھ کر قتل کرنا منع ہے اور ذبیحہ کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان	۱۱،۱۰- بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ تُصَبَّرَ الْبَهَائِمُ وَالرَّقِيقُ بِالذَّبِيحَةِ
274	باب: مسافر بھی قربانی کرے	۱۲،۱۱- بَابُ فِي الْمُسَافِرِ يُضْحَى
276	باب: اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم	۱۳،۱۲- بَابُ فِي ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ
	باب: ایسے جانوروں کا کھانا جن کو بدوی لوگ فخر و مباہات کے طور پر ذبح کریں	۱۴،۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ مُعَاقَرَةِ الْأَعْرَابِ
277	باب: پتھر سے ذبح کرنے کا مسئلہ	۱۵،۱۴- بَابُ الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ
278	باب: جو جانور کہیں گر گیا ہو تو اس کو ذبح کرنے کا طریقہ	۱۶،۱۵- بَابُ فِي ذَبِيحَةِ الْمُتَرَدِّةِ
281	باب: ذبح خوب اچھی طرح سے کرنا چاہیے	۱۷،۱۶- بَابُ فِي الْمُبَالَغَةِ فِي الذَّبْحِ
283	باب: پیٹ کے بچے کے ذبح کا مسئلہ	۱۸،۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكَاةِ الْجَنِينِ
	باب: جس گوشت کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اس کے ذبح کرنے والے نے ”بسم اللہ“ پڑھی ہے یا نہیں...	۱۹،۱۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ لَا يُدْرَى أَذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا
284	باب: عتیرہ کا مسئلہ	۲۰،۱۹- بَابُ فِي الْعَتِيرَةِ
286	باب: عقیقہ کے احکام و مسائل	۲۱،۲۰- بَابُ فِي الْعَقِيقَةِ

293	شکار کے احکام و مسائل	کتاب الصيد
295	باب: شکار وغیرہ کے لیے کتار کھنکے کا بیان	۲۱، ۲۲- بَابُ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ وَغَيْرِهِ
296	باب: شکار کرنے کا بیان	۲۲، ۲۳- بَابُ فِي الصَّيْدِ
303	باب: زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت حرام ہے	۲۳، ۲۴- بَابُ إِذَا قُطِعَ مِنَ الصَّيْدِ قِطْعَةٌ
303	باب: شکار کے پیچھے پڑے رہنا کیسا ہے؟	۲۴، ۲۵- بَابُ فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ
307	وصیت کے احکام و مسائل	۱۷- کتاب الوصایا

309	باب: وصیت کرنے کی تاکید	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَصِيَّةِ
310	باب: مال میں کس قدر وصیت جائز ہے؟	۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يَجُوزُ لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

- 312 - ۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ باب: وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا ناجائز ہے
- 314 - ۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي الْوَصَايَا باب: وصیت کا ذمہ دار بننا کیسا ہے؟
- 314 - ۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ باب: ماں باپ اور دوسرے (وارث) قرابت داروں کے لیے وصیت کرنا منسوخ ہے
- 315 - ۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ باب: وارث کے لیے وصیت
- 315 - ۷- بَابُ مُحَاظَةِ النَّيِّمِ فِي الطَّعَامِ باب: کھانے پینے میں یتیم کو اپنے ساتھ شریک رکھنا کیسا ہے؟
- 316 - ۸- بَابُ مَا جَاءَ فِيَمَا لَوْلِيَّ النَّيِّمِ أَنْ يَتَالَ مِنْ مَالِ النَّيِّمِ باب: یتیم کا سرپرست اس کے مال سے کس قدر لینے کا مجاز ہے؟
- 317 - ۹- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى يَنْقَطِعُ النَّيِّمُ باب: یتیمی کب ختم ہو جاتی ہے؟
- 318 - ۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ النَّيِّمِ باب: یتیم کا مال ہڑپ کر جانے کی مذمت
- 318 - ۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْكُفْرَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ باب: کفر بھی جملہ میت کے مال میں سے ہوتا ہے
- 319 - ۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَهْبُ الْهَبَةَ ثُمَّ يُوصِي لَهُ بِهَا أَوْ يَرِثُهَا باب: انسان کوئی چیز بہہ کرے پھر اس چیز کی اسی کے لیے وصیت کر دے یا دینے والا ہی.....
- 320 - ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ باب: آدمی کوئی چیز وقف کر دے
- 321 - ۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ باب: میت کی طرف سے صدقے کا بیان
- 323 - ۱۵- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ عَنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ يُصَدَّقُ عَنْهُ باب: میت کی وصیت کے بغیر ہی اس کی طرف سے صدقہ کرنا
- 324 - ۱۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصِيَّةِ الْحَرَبِيِّ يُسْلِمُ وَلِيُّهُ أَيْلَازُمُهُ أَنْ يُفْذَهَا باب: کافروں کی وصیت پر عمل کیا جائے یا نہ؟ جبکہ وارث مسلمان ہو گیا ہو
- 325 - ۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَفَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غُرْمَاؤُهُ وَيُرْفَقُ بِالْوَارِثِ باب: کوئی شخص مقروض فوت ہوا اور مال چھوڑ گیا تو وارث قرض خواہوں سے مہلت مانگے اور نرمی چاہے
- 326
- 329

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن ابو داود

- ۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ
باب: علم میراث کی اہمیت
- ۲- بَابُ فِي الْكَلَالَةِ
باب: کلالہ کا بیان
- ۳- بَابُ مَنْ كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتٌ
باب: جس شخص کی اولاد نہ ہو اور کئی بہنیں وارث ہوں
- ۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصُّلْبِ
باب: صلبی اولاد کی وراثت کا بیان
- ۵- بَابُ فِي الْجَدَّةِ
باب: دادی ثانی کی وراثت کا بیان
- ۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ
باب: دادا کی وراثت کا بیان
- ۷- بَابُ فِي مِيرَاثِ الْعَصْبَةِ
باب: عصبات کی وراثت کا بیان
- ۸- بَابُ فِي مِيرَاثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ
باب: ذوی الارحام کی وراثت کا بیان
- ۹- بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الْمَلَاعَةِ
باب: لعان والی عورت کے بچے کی وراثت کا بیان
- ۱۰- بَابُ هَلْ يَرِثُ الْمُتَسْلِمُ الْكَافِرَ؟
باب: کیا مسلمان کسی کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟
- ۱۱- بَابُ فِيمَنْ أَسْلَمَ عَلَى مِيرَاثٍ
باب: جو کوئی کسی میراث پر مسلمان ہوا
- ۱۲- بَابُ فِي الْوَلَاءِ
باب: ولاء کا بیان
- ۱۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ
باب: جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو ان کے مابین بھی تعلق ولاء سمجھا جاتا ہے
- ۱۴- بَابُ فِي بَيْعِ الْوَلَاءِ
باب: ولاء کا بیچنا کیسا ہے؟
- ۱۵- بَابُ فِي الْمَوْلُودِ يَسْتَهْلُ ثُمَّ يَمُوتُ
باب: بچہ جو زندہ پیدا ہو کر روئے اور پھر فوت ہو جائے
- ۱۶- بَابُ نَسْخِ مِيرَاثِ الْعَقْدِ بِمِيرَاثِ الرَّحِمِ
باب: نسب کی میراث نے مواخات اور حلف کی وراثت کو منسوخ کر دیا ہے
- ۱۷- بَابُ فِي الْحَلْفِ
باب: حلف کا بیان
- ۱۸- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا
باب: عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ پائے گی
- ۱۹- كِتَابُ الْخَرَجِ وَالْفِيءِ وَالْإِمَارَةِ
مخصوصات اراضی غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل
- ۱- بَابُ مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ
باب: عوام اور رعیت کے حقوق جو حاکم پر واجب ہیں
- ۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الْإِمَارَةِ
باب: حکومت طلب کرنے کا مسئلہ
- ۳- بَابُ فِي الضَّرِيرِ يُؤَلَّى
باب: نابینے کو عامل بنانا جائز ہے

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

367	باب: وزیر بنانا جائز ہے	۴- بَابُ فِي اتِّخَاذِ الْوَزِيرِ
368	باب: قوم کی نمائندگی	۵- بَابُ فِي الْعِرَافَةِ
371	باب: کاتب (سیکرٹری) رکھنے کا بیان	۶- بَابُ فِي اتِّخَاذِ الْكَاتِبِ
371	باب: صدقات وصول کرنے والے کا ثواب	۷- بَابُ فِي السَّعَايَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ
373	باب: خلیفہ اپنے جانشین کا نام دے	۸- بَابُ فِي الْخَلِيفَةِ يُسَخِّلُ
375	باب: بیعت کے احکام و مسائل	۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ
377	باب: محتمل حکومت کی تنخواہوں کا بیان	۹، ۱۰- بَابُ فِي أَزْرَاقِ الْعُمَّالِ
379	باب: عمال کا لوگوں سے ہدیے وصول کرنا	۱۰، ۱۱- بَابُ فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ
380	باب: صدقات میں خیانت کرنا	۱۱، ۱۲- بَابُ فِي غُلُولِ الصَّدَقَةِ
380	باب: رعیت کے تعلق سے حاکم کے فرائض کا بیان اور یہ کہ وہ عوام کو ملنے سے گریز نہ کرے	۱۲، ۱۳- بَابُ فِيْمَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ أَمْرِ الرَّعِيَّةِ وَالْحَجَّةِ عَنْهُمْ
383	باب: مال فے کی تقسیم کے احکام و مسائل	۱۳، ۱۴- بَابُ فِي قَسْمِ الْفَيْءِ
384	باب: مسلمانوں کی اولادوں کے حصے کا بیان	۱۴، ۱۵- بَابُ فِي أَزْرَاقِ الذَّرِّيَّةِ
386	باب: جہاد میں کب کسی کو باقاعدہ قتل کا موقع دیا جائے؟	۱۵، ۱۶- بَابُ مَتَى يُفَرِّضُ لِلرَّجُلِ فِي الْمَقَاتِلَةِ
386	باب: زمانہ آخر میں بادشاہوں سے کچھ لینا مکروہ ہے	۱۶، ۱۷- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْاِفْتِرَاضِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ
388	باب: غنیمت اور فے لینے والوں کے نام ضبط تحریر میں لانا	۱۷، ۱۸- بَابُ فِي تَدْوِينِ الْعَطَاءِ
390	باب: وہ خاص اموال جو رسول اللہ ﷺ اپنے لیے مخصوص کر لیا کرتے تھے	۱۸، ۱۹- بَابُ فِي صَفَايَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْأَمْوَالِ
406	باب: خمس (غنیمت کا پانچواں حصہ جو رسول اللہ ﷺ لیا کرتے تھے) کہاں خرچ ہوتا تھا اور قربات داروں کے حصے کا بیان	۱۹، ۲۰- بَابُ فِي بَيَانِ مَوَاضِعِ قَسْمِ الْخُمْسِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى
421	باب: صفی کے احکام و مسائل	۲۰، ۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ
425	باب: یہودی مدینہ منورہ سے کیسے نکالے گئے؟	۲۱، ۲۲- بَابُ كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟

- ۲۲، ۲۳- بَابُ فِي خَبَرِ النَّضِيرِ باب: یہودیوں کا واقعہ 430
- ۲۳، ۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَبِيرَ باب: خیبر کی زمین کا حکم 434
- ۲۴، ۲۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَبَرِ مَكَّةَ باب: فتح مکہ کا بیان 442
- ۲۵، ۲۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَبَرِ الطَّائِفِ باب: طائف کا بیان 446
- ۲۶، ۲۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ اليمَنِ باب: سرزمین یمن کا حکم 448
- ۲۷، ۲۸- بَابُ فِي إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ حَزْرَةَ العَرَبِ باب: یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا بیان 450
- ۲۸، ۲۹- بَابُ فِي إِيقَافِ أَرْضِ السَّوَادِ وَأَرْضِ العَنُوةِ باب: عراق کی زمین اور بڑو قوت حاصل شدہ اراضی 453
- ۲۹، ۳۰- بَابُ فِي أَخْذِ الْجَزِيَةِ باب: جزیہ لینے کے احکام و مسائل 454
- ۳۱- بَابُ فِي أَخْذِ الْجَزِيَةِ مِنَ الْمُجُوسِ باب: مجوس (آتش پرستوں) سے جزیہ لینے کا بیان 457
- ۳۰، ۳۲- بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي جَبَايَةِ الْجَزِيَةِ باب: جزیہ لینے میں سختی کرنے کا مسئلہ 459
- ۳۱، ۳۳- بَابُ فِي تَعْيِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالْبِجَارَةِ باب: غیر مسلم (ذمی لوگ) اپنا مال تجارت لے کر آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے 460
- ۳۲، ۳۴- بَابُ فِي الذِّمَّةِ [الَّذِي] يُسْلِمُ فِي بَعْضِ السَّنَةِ هَلْ عَلَيْهِ جَزِيَةٌ؟ باب: کوئی کافر (ذمی) سال کے دوران میں مسلمان ہو جائے تو کیا اس پر جزیہ ہوگا؟ 464
- ۳۳، ۳۵- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَقْبَلُ هَذَا الْمُسْرِكِينَ باب: حاکم کا مشرکوں سے ہدیہ قبول کرنا 464
- ۳۴، ۳۶- بَابُ فِي إِقْطَاعِ الْأَرْضَيْنِ باب: زمین کے قطعات عطا کرنا 469
- ۳۵، ۳۷- بَابُ فِي إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ باب: بنجر لاوارث زمین کو آباد کرنا 480
- ۳۶، ۳۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي أَرْضِ الْحَرَجِ باب: خراجی زمین خریدنے کا مسئلہ 485
- ۳۷، ۳۹- بَابُ فِي الْأَرْضِ يَحْمِيهَا الْإِمَامُ أَوِ الرَّجُلُ باب: حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص کسی زمین کو اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کر لے 486
- ۳۸، ۴۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ وَمَا فِيهِ باب: مال مدفون ملے تو اس کا مسئلہ 487
- ۳۹، ۴۱- بَابُ تَبْيِثِ الْقُبُورِ الْعَادِيَةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ باب: پرانی قبریں کھودنے کا مسئلہ کہ جن میں مال ہو 489

491	چناڑے کے احکام و مسائل	۲۰ کتاب الجنائز
494	باب: بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان	۱- بَابُ الْأَمْرَاضِ الْمَكْفُورَةِ لِلذُّنُوبِ
497	باب: جب آدمی نیک عمل کرتا رہا ہو پھر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ عمل نہ کر سکے تو؟	-- بَابُ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ
498	باب: عورتوں کی عیادت کرنا	-- بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ
499	باب: عیادت کا بیان	-- بَابُ فِي الْعِيَادَةِ
500	باب: ذمی کافر کی عیادت کرنا	۲- بَابُ فِي عِيَادَةِ الذَّمِيِّ
501	باب: کسی کی عیادت کیلئے پیدل چل کر جانا	-- بَابُ الْمَشْيِ فِي الْعِيَادَةِ
501	باب: با وضو ہو کر عیادت کیلئے جانے کی فضیلت	۳- بَابُ فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلَى وَضُوءٍ
503	باب: بار بار عیادت کرنا	۴- بَابُ فِي الْعِيَادَةِ مَرَارًا
504	باب: کسی کی آنکھ خراب ہو جائے تو اس کی عیادت کے لیے جانا	۵- بَابُ الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ
504	باب: طاعون سے نکل بھاگنا.....؟	۶- بَابُ الْخُرُوجِ مِنَ الطَّاعُونِ
505	باب: عیادت کے موقع پر مریض کیلئے شفا کی دعا کرنا	۷- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ
506	باب: عیادت کے موقع پر بیمار کے لیے دعا	۸- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ
507	باب: موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے	۹- بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ
508	باب: موت کا اچانک آ جانا	۱۰- بَابُ فِي مَوْتِ الْفَجَاءَةِ
508	باب: اس شخص کی فضیلت جو طاعون سے مر جائے	۱۱- بَابُ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ بِالطَّاعُونِ
510	باب: قریب الموت مریض کے ناخن کاٹے جائیں اور زیر ناف کی صفائی بھی کی جائے	۱۲، ۱۱- بَابُ الْمَرِيضِ يُؤْخَذُ مِنْ أَظْفَارِهِ وَعَانَتِهِ
511	باب: مستحب ہے کہ انسان موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے	۱۳، ۱۲- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ
512	باب: مستحب ہے کہ قریب الموت آدمی کے کپڑے پاک صاف کر دیے جائیں	۱۴، ۱۳- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ
513	باب: میت کے پاس کس قسم کی گفتگو کی جائے؟	۱۵، ۱۴- بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْكَلَامِ؟

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن ابو داود

514	باب: قریب المرگ کو تلقین کرنے کا بیان	۱۶، ۱۵ - بَابُ فِي التَّلْقِينِ
515	باب: میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں	۱۷، ۱۶ - بَابُ تَغْمِيزِ الْمَيِّتِ
	باب: کسی بھی مصیبت کے وقت [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھنے کا بیان	۱۸، ۱۷ - بَابُ فِي الْاِسْتِزْجَاعِ
516	باب: میت کو ڈھانپ دینے کا بیان	۱۹، ۱۸ - بَابُ فِي الْمَيِّتِ يُسَجَّى
517	باب: قریب المرگ کے پاس قرآن پڑھنے کا مسئلہ	۲۰، ۱۹ - بَابُ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَيِّتِ
517	باب: مصیبت کے وقت (غم کے سبب سے) بیٹھنے کا بیان	۲۱، ۲۰ - بَابُ الْجُلُوسِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ
519	باب: تعزیت کا بیان	۲۲، ۲۱ - بَابُ التَّعْزِيَةِ
520	باب: صبر و حقیقت وہی ہے جو صدمہ آتے ہی کیا جائے	۲۳، ۲۲ - بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ
521	باب: میت پر رونا	۲۴، ۲۳ - بَابُ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ
523	باب: نوٹے کا بیان	۲۵، ۲۴ - بَابُ فِي النَّوْجِ
526	باب: اہل میت کے لیے کھانا تیار کرنا	۲۶، ۲۵ - بَابُ صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ
527	باب: شہید کو غسل دینے کا مسئلہ؟	۲۷، ۲۶ - بَابُ فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ؟
530	باب: میت کو غسل دیتے ہوئے اس کے لیے پردہ کرنا	۲۸، ۲۷ - بَابُ فِي سِتْرِ الْمَيِّتِ عِنْدَ غُسْلِهِ
531	باب: میت کو کیسے غسل دیا جائے؟	۲۹، ۲۸ - بَابُ كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ
534	باب: کفن کا بیان	۳۰، ۲۹ - بَابُ فِي الْكَفَنِ
536	باب: کفن مہنگا بنانا مکروہ ہے	۳۱، ۳۰ - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمُغَالَاةِ فِي الْكَفَنِ
537	باب: عورت کے کفن کا بیان	۳۲، ۳۱ - بَابُ فِي كَفَنِ الْمَرْأَةِ
538	باب: میت کو کستوری لگانا	۳۳، ۳۲ - بَابُ فِي الْمِسْكِ لِلْمَيِّتِ
	باب: جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا مستحب اور اسے روک رکھنا مکروہ ہے	۳۴، ۳۳ - بَابُ تَعْجِيلِ الْجَنَازَةِ وَكَرَاهِيَةِ حَبْسِهَا
538	باب: میت کو نہلانے والے کیلئے غسل کرنے کا مسئلہ	۳۵، ۳۴ - بَابُ فِي الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ
540	باب: میت کو بوسہ دینا	۳۶، ۳۵ - بَابُ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ
541	باب: رات کے وقت میت کو دفن کرنا	۳۷، ۳۶ - بَابُ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

باب: میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا	۳۸، ۳۷- بَابُ فِي الْمَيِّتِ يُحْمَلُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى
541 ناپسندیدہ ہے	أَرْضٍ وَكَرَاهَةِ ذَلِكَ
باب: نماز جنازہ میں صف بندی کا بیان	۳۹، ۳۸- بَابُ فِي الصَّفِّ عَلَى الْجَنَازَةِ
542	
باب: عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا	۴۰، ۳۹- بَابُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ
543	
باب: جنازہ پڑھنے اور میت کے ساتھ جانے کی فضیلت	۴۱، ۴۰- بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ
543	وَتَشْيِيعِهَا
باب: میت کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے	۴۲، ۴۱- بَابُ فِي اتِّبَاعِ الْمَيِّتِ بِالنَّارِ
545	
باب: میت کے لیے کھڑے ہونے کا مسئلہ	۴۳، ۴۲- بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ
546	
باب: جنازہ میں سوار ہو کر جانا	۴۴، ۴۳- بَابُ الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ
548	
باب: جنازے کے آگے آگے چلنا	۴۵، ۴۴- بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ
549	
باب: جنازہ جلدی لے جانے کا بیان	۴۶، ۴۵- بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ
550	
باب: امام خود کشتی کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھائے	۴۷، ۴۶- بَابُ الْإِمَامِ لَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ
552	نَفْسَهُ
باب: جو شخص شرعی حد میں قتل کیا جائے اس کی نماز جنازہ	۴۸، ۴۷- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلْتَهُ الْحُدُودُ
553	
باب: بچے کی نماز جنازہ	۴۹، ۴۸- بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ
554	
باب: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	۵۰، ۴۹- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ
555	
باب: سورج طلوع یا غروب ہوتے وقت دفن کرنا	۵۱، ۵۰- بَابُ الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ
557	وَعُرُوبِهَا
باب: مردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے	۵۲- بَابُ إِذَا حَضَرَ جَنَائِزَ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدَّمُ
557	آجائیں تو کسے آگے کیا جائے؟
باب: جنازہ پڑھاتے ہوئے امام میت کے مقابل	۵۳، ۵۱- بَابُ أَيُّنَ يَتَوَقَّمُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا
558	صَلَّى عَلَيْهِ؟
باب: کہاں کھڑا ہو؟	۵۴، ۵۲- بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ
561	
باب: جنازے میں قراءت کا بیان	۵۵، ۵۳- بَابُ مَا يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ
562	
باب: میت کے لیے دعا کا بیان	۵۶، ۵۴- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ
562	

- 565 باب: قبر پر جنازہ پڑھنا ۵۷، ۵۵ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ
- باب: جو مسلمان مشرکین کے علاقے میں فوت ہو جائے ۵۸، ۵۶ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشَّرِكِ
- 566 باب: ایک قبر میں کئی میتوں کو اکٹھا کرنے اور قبر پر نشان رکھنے کا بیان ۵۹، ۵۷ بَابُ فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرِ وَالْقَبْرِ يُعْلَمُ
- 567 باب: قبر کھودنے والے کو کوئی ہڈی مل جائے تو کیا وہ اس جگہ کو کریدے (یا چھوڑ دے) ۶۰، ۵۸ بَابُ فِي الْحَفَّارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَتَنَكَّبُ ذَلِكَ الْمَكَانَ؟
- 568 باب: قبر میں لحد بنانے کا بیان ۶۱، ۵۹ بَابُ فِي اللَّحْدِ
- 569 باب: میت کو اتارنے کیلئے قبر میں کتنے آدمی اتریں؟ ۶۲، ۶۰ بَابُ كَمْ يَدْخُلُ الْقَبْرَ؟
- 570 باب: میت کو کیسے (کس طرف سے) قبر میں اتارا جائے؟ ۶۳، ۶۱ بَابُ كَيْفَ يَدْخُلُ الْمَيِّتُ قَبْرَهُ؟
- 570 باب: قبر کے پاس کس طرح بیٹھیں؟ ۶۴، ۶۲ بَابُ كَيْفَ يَجْلِسُ عِنْدَ الْقَبْرِ؟
- 571 باب: قبر میں اتارتے ہوئے میت کے لیے دعا کرنا ۶۵، ۶۳ بَابُ فِي الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ
- 571 باب: کسی کا مشرک رشتہ دار فوت ہو جائے تو ۶۶، ۶۴ بَابُ الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةٌ مُشْرِكٍ
- 572 باب: قبر گہری کھودی جائے ۶۷، ۶۵ بَابُ فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ
- 573 باب: قبر برابر کر دینے کا بیان ۶۸، ۶۶ بَابُ فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ
- باب: قبرستان سے واپس ہوتے ہوئے قبر کے پاس میت کے لیے استغفار کرنا ۶۹، ۶۷ بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الْإِنْصِرَافِ
- 575 باب: قبر کے پاس جانور ذبح کرنا حرام ہے ۷۰، ۶۸ بَابُ كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ
- 576 باب: ایک مدت کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا ۷۱، ۶۹ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ جَمِينٍ
- 577 باب: قبر پر عمارت بنانا ۷۲، ۷۰ بَابُ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ
- 579 باب: قبر پر بیٹھنا حرام ہے ۷۳، ۷۱ بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ
- 580 باب: جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چلنا ۷۴، ۷۲ بَابُ الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي النَّعْلِ
- باب: کسی وجہ سے میت کو اس کی جگہ سے منتقل کر دینا ۷۵، ۷۴ بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِنْ مَوْضِعِهِ لِأَمْرِ يَحْدُثُ
- 581 باب: میت کو ذکرِ خیر سے یاد کرنا ۷۶، ۷۴ بَابُ فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

582	باب: زیارت قبور کا بیان	۷۵، ۷۷- بَابُ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ
583	باب: عورتوں کا قبروں کی زیارت کے لیے جانا	۷۶، ۷۸- بَابُ فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورِ
	باب: قبرستان (میں جائے یا اس کے قریب) سے	۷۷، ۷۹- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا مَرَّ بِالْقُبُورِ؟
584	گزرے تو کیا پڑھے؟	
	باب: حرم اگر فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ کیسے	۷۸، ۸۰- بَابُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِالْمُحْرَمِ إِذَا مَاتَ؟
585	کیا جائے؟	
589	قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل	۲۱ کتاب الایمان والنذور
591	باب: جھوٹی قسم میں گناہ کی سختی	۱- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ
591	باب: جو شخص کسی کا مال مار لینے کے لیے قسم کھائے	-- بَابُ فِيمَنْ حَلَفَ لِيَقْتَطَعَ بِهَا مَالًا
594	باب: منبر نبوی کے پاس قسم کھانے کی عظمت	۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْيَمِينِ عِنْدَ مَنبَرِ النَّبِيِّ ﷺ
594	باب: غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا	۳- بَابُ الْيَمِينِ بِغَيْرِ اللَّهِ
595	باب: آباء و اجداد کے نام کی قسم کھانے کی حرمت	۴- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْآبَاءِ
597	باب: امانت کی قسم کھانا ناجائز ہے	۵- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْأَمَانَةِ
597	باب: لغو قسم کا بیان	۶- بَابُ لُغْوِ الْيَمِينِ
	باب: قسم کھانے میں مخفی طور پر اشارت کوئی اور مفہوم	۷- بَابُ الْمَعَارِضِ فِي الْإِيمَانِ
598	مراد لے لینا	
	باب: اسلام سے بری ہو جانے یا غیر مسلم ہونے کی	-- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَلْفِ بِالْبَرَاءَةِ وَبِجِلَّةٍ غَيْرِ
600	قسم کھانا	الإسلام
601	باب: جو کوئی قسم کھائے کہ سالن نہیں کھائے گا	۸- بَابُ الرَّجُلِ يَحْلِفُ أَنْ لَا يَتَأَدَّمَ
601	باب: قسم کے ساتھ [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہنا	۹- بَابُ الْاسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ
602	باب: نبی ﷺ کیسے قسم کھایا کرتے تھے	-- بَابُ مَا جَاءَ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَتْ
604	باب: کیا کسی کو قسم دینا بھی قسم میں داخل ہے؟	۱۰- بَابُ فِي الْقَسَمِ هَلْ يَكُونُ يَمِينًا
605	باب: اگر کوئی قسم کھالے کہ یہ کھانا نہیں کھاؤں گا	۱۱- بَابُ فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى طَعَامٍ لَا يَأْكُلُهُ
607	باب: قطع تعلق کی قسم کھالینا	۱۲- بَابُ الْيَمِينِ فِي قَطِيعَةِ الرَّجِيمِ
609	باب: جو شخص عمداً جھوٹی قسم کھائے	۱۳- بَابُ فِي الْحَلْفِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن ابو داود

- ۱۴- بَابُ الْحِنْثِ إِذَا كَانَ خَيْرًا
باب: قسم توڑ دینے میں بہتری ہو تو قسم توڑ دینی چاہیے
- ۱۵- بَابُ كَمِ الصَّاعِ فِي الْكُفَّارَةِ؟
باب: کفارہ میں کونسا صاع معتبر ہے؟
- ۱۶- بَابُ فِي الرِّقَبَةِ الْمُؤْمِنَةِ
باب: مومن گردن (لوٹری/غلام) کے بیان میں
- ۱۷- بَابُ الْحَالِفِ يَسْتَنْتِي بَعْدَ مَا يَتَكَلَّمُ
باب: قسم کھانے کے بعد قدرے توقف سے
- ۱۸- بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ
باب: نذر ماننا پسندیدہ ہے
- ۱۹- بَابُ النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ
باب: گناہ اور نافرمانی کی نذر ماننے کا بیان
- ۲۰- بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ
باب: جو شخص بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر
مان لے
- ۲۴- بَابُ قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ
باب: میت کی طرف سے نذر پوری کرنا
- ۲۵- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ
باب: جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے
- ۲۲- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ وَفَاءِ النَّذْرِ
باب: نذر پوری کرنے کا حکم
- ۲۱- بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ
باب: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں
- ۲۳- بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَالِهِ
باب: جو یہ نذر مانے کہ سب مال صدقہ کر دے گا
- ۲۵- بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ
باب: جو شخص ایسی نذر مان لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔
- ۳۰- بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهِ
باب: جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو
- ۳۱- بَابُ نَذْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَذْرَكَ الْإِسْلَامَ
باب: جس نے جاہلیت کے ایام میں نذر مانی ہو پھر مسلمان ہو جائے
- ۲۲ کتاب البیوع
خرید و فروخت کے احکام و مسائل
- ۱- بَابُ فِي التَّجَارَةِ يُخَالِطُهَا الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ
باب: تجارت جس کے ساتھ قسم اور لغو باتیں مخلوط ہو جائیں

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

- 645 باب: معاون (کانوں) سے مال نکالنا ۲- بَابُ فِي اسْتِخْرَاجِ الْمَعَادِنِ
- 646 باب: شبہات سے بچنے کی تاکید ۳- بَابُ فِي اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ
- 649 باب: سود کھانے کھلانے کی وعید ۴- بَابُ فِي اَكْلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ
- 649 باب: سود کی رقم چھوڑ دینے کا بیان ۵- بَابُ فِي وَضْعِ الرِّبَا
- 652 باب: خرید و فروخت میں قسمیں کھانا جائز ہے ۶- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ التَّبَيُّعِ فِي التَّبَيُّعِ
- 652 باب: جھگڑا تو لے کر (کی ترغیب) اور مزدوری لے کر مال تولنے کا بیان ۷- بَابُ فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ وَالْوَزْنِ بِالْأَجْرِ
- 652 باب: نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ”ناپنے کا پیانا (اہل مدینہ ہی کا معتبر ہے“ ۸- بَابُ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ «الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ الْمَدِينَةِ»
- 654 باب: قرضے کا معاملہ انتہائی سخت ہے ۹- بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي الدِّينِ
- 655 باب: ٹال مٹول کرنے کے بارے میں ۱۰- بَابُ فِي الْمَطْلِ
- 658 باب: ادائیگی میں عموگی کے بارے میں ۱۱- بَابُ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ
- 658 باب: بیع صرف کا بیان ۱۲- بَابُ فِي الصَّرْفِ
- 659 باب: تلوار کے دستے کی چاندی کو چاندی کے روپوں سے بیچنا ۱۳- بَابُ فِي حِلْيَةِ السَّيْفِ تُبَاعُ بِالذَّهَبِ
- 663 باب: چاندی کے بدلے سونا لینا ۱۴- بَابُ فِي اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ
- 665 باب: جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا ۱۵- بَابُ فِي الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَيْسَةً
- 666 باب: جانور ادھار بیچنے کا جواز ۱۶- بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
- 667 باب: ایک جانور کو دو جانوروں کے بدلے نقد بیچنا ۱۷- بَابُ فِي ذَلِكَ إِذَا كَانَ يَدًا يَدًا
- 667 باب: کھجور کے تازہ پھل کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا ۱۸- بَابُ فِي التَّمْرِ بِالتَّمْرِ
- 669 باب: بیع مزاجہ ممنوع ہے --- بَابُ فِي الْمَزَابَةِ
- 669 باب: بیع عرایا جائز ہے ۱۹- بَابُ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا
- 670 باب: بیع عرایا میں مقدار کا بیان ۲۰- بَابُ فِي مِقْدَارِ الْعَرِيَّةِ
- 671 باب: ”عرایا“ سے کیا مراد ہے؟ ۲۱- بَابُ فِي تَفْسِيرِ الْعَرَايَا
- باب: بھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہی ۲۲- بَابُ فِي بَيْعِ الثَّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صِلَاحُهَا

فہرست مضامین (جلد سوم)

نن ابو داود

672	فروخت کر دینا	۲- بَابُ فِي بَيْعِ السَّنِينِ
674	باب: کئی سالوں کے لیے پھل بیچ دینا	۲- بَابُ فِي بَيْعِ الْغَرَرِ
675	باب: دھوکے والی بیچ نا جائز ہے	۲- بَابُ فِي بَيْعِ الْمُضْطَرِّ
678	باب: مجبور ہو کر بیچ کرنا	۲- بَابُ فِي الشَّرِكَةِ
679	باب: شراکت کا بیان	۲- بَابُ فِي الْمُضَارِبِ يُخَالِفُ
680	باب: وکیل (ایجنٹ) کا ایسا تصرف جو مالک نے نہ کہا ہو	۲- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَجَرَّ فِي مَالِ الرَّجُلِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ
681	باب: جب کوئی شخص کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تجارت کرے	۲- بَابُ فِي الشَّرِكَةِ عَلَى غَيْرِ رَأْسِ مَالٍ
682	باب: مال لگائے بغیر شراکت کرنا	۳- بَابُ فِي الْمُزَارَعَةِ
682	باب: مزارعت یعنی بٹائی پر زمین دینا	۳- بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ
687	باب: بٹائی کے ممنوع ہونے کا بیان	۳- بَابُ فِي زَرْعِ الْأَرْضِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا
694	باب: بغیر اجازت کسی کی زمین کاشت کر لینا	۳- بَابُ فِي الْمُخَابَرَةِ
694	باب: مخابره (مزارعت) بٹائی پر کاشتکاری کا بیان	۳- بَابُ فِي الْمُسَاقَاةِ
696	باب: مساقات کا بیان	۳- بَابُ فِي الْخَرْصِ
698	باب: درختوں پر لگے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگانا	
701	اجارے کے احکام و مسائل	--- كِتَابُ الْإِجَارَةِ ---
705	باب: تعلیم دینے والے کی کمائی کا بیان	۳- بَابُ فِي كَسْبِ الْمُتَعَلِّمِ
707	باب: طبیعوں کی کمائی کا بیان	۳- بَابُ فِي كَسْبِ الْأَطْيَاءِ
709	باب: بچھنے لگانے والے کی کمائی کا بیان	۳- بَابُ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ
711	باب: لونڈیوں سے بدکاری کرا کے مال حاصل کرنا	۳- بَابُ فِي كَسْبِ الْإِمَاءِ
712	باب: کاہن کا ”نذرانہ“ (حرام ہے)	--- بَابُ حُلُوفِ الْكَاهِنِ ---
713	باب: جانور کو حقتی کرانے کی اجرت لینا	۴- بَابُ فِي عَسْبِ الْفَعْلِ
714	باب: ستاروں کی کمائی کا بیان	۴- بَابُ فِي الصَّائِغِ
716	باب: مال دار غلام جو فروخت کیا جا رہا ہو	۴- بَابُ فِي الْعَبْدِ يُبَاعُ وَلَهُ مَالٌ



سنن ابو داود

۴۳- بَابُ فِي التَّلَقِّي

باب: منڈی میں مال لانے والوں سے راستے ہی

717 میں سودا کر لیتا

718 باب: دھوکہ دینے کے لیے قیمت بڑھا چڑھا کر لگانا

719 باب: شہری کو دیہاتی کا مال بیچنا منع ہے

باب: اگر کسی نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا ہو اور

722 پھر وہ اسے پسند نہ آئے تو.....؟

724 باب: ذخیرہ اندوزی منع ہے

726 باب: دراہم کو توڑنا منع ہے؟

726 باب: نرخ مقرر کرنا

728 باب: دھوکا دینا اور ملاوٹ کرنا حرام ہے

729 باب: بیع میں لینے دینے والوں کیلئے اختیار کا بیان

732 باب: سودا واپس کر لینے کی فضیلت

733 باب: ایک سو دے میں دو سو دے کرنا

734 باب: عید کی بیع ناجائز ہے

734 باب: بیع سلم یا سلف کا بیان

739 باب: مخصوص درخت یا باغ کی بیع سلم جائز نہیں

739 باب: بیع سلف میں فروخت شدہ چیز کو تبدیل نہ کیا جائے

باب: اگر کھیت یا باغ میں آفت آجائے تو خریدار کے

740 نقصان کی طافی کی جائے

741 باب: آفت سے کیا مراد ہے؟

742 باب: پانی سے روکنا منع ہے

745 باب: زائد از ضرورت پانی فروخت کرنا

745 باب: بچے (اور بلی) کی خرید و فروخت جائز نہیں

746 باب: کتوں کی قیمت لینا منع ہے

747 باب: شراب اور مردار کی خرید و فروخت حرام ہے

۴۴- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ

۴۵- بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ يُبَيِّعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ

۴۶- بَابُ مَنْ اشْتَرَى مُصْرَاةً فَكَرَّهَهَا

۴۷- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْحُكْرَةِ

۴۸- بَابُ فِي كُسْرِ الدَّرَاهِمِ

۴۹- بَابُ فِي التَّنْصِيعِ

۵۰- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْعِشْرِ

۵۱- بَابُ فِي خِيَارِ الْمُتَبَايِعِينَ

۵۲- بَابُ فِي فَضْلِ الْإِقَالَةِ

۵۳- بَابُ فِيمَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ

۵۴- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْعَيْنَةِ

۵۵- بَابُ فِي السَّلَفِ

۵۶- بَابُ فِي السَّلَمِ فِي ثَمَرَةٍ بَعَيْنِهَا

۵۷- بَابُ السَّلَفِ يُحَوَّلُ

۵۸- بَابُ فِي وَضْعِ الْجَائِثَةِ

۵۹- بَابُ فِي تَفْسِيرِ الْجَائِثَةِ

۶۰- بَابُ فِي مَنَعِ الْمَاءِ

۶۱- بَابُ فِي بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ

۶۲- بَابُ فِي ثَمَنِ السُّوْرِ

۶۳- بَابُ فِي أَثْمَانِ الْكِلَابِ

۶۴- بَابُ فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن ابو داود

- باب: غلام اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ہی فروخت کرنا 750
- باب: جو شخص معاملہ کرتے ہوئے کہہ دے کہ ”دھوکا اور فریب نہیں“ 754
- باب: بیٹگی دیا ہوا بیعت مار لینا جائز نہیں 755
- باب: جو چیز انسان کے پاس نہ ہو اس کا فروخت کرنا 756
- باب: بیع میں ایک شرط کر لینا 757
- باب: غلام کی بیع اور اس کی سلامتی کی ضمانت 758
- باب: غلام خریدا اور اسے کام پر لگایا بعد ازاں اس کے عیب پر مطلع ہوا 758
- باب: جب خریدار اور فروخت کرنے والے میں اختلاف ہو جائے اور چیز موجود ہو 760
- باب: شفعہ کا بیان 761
- باب: اگر کوئی کنگال اور دیوالیہ ہو جائے اور قرض خواہ اپنا مال یعنی اس کے پاس پائے 763
- باب: جس نے کسی لاچار ضعیف متروک جانور کو صحت مند بنا لیا ہو تو؟ 766
- باب: گردی رکھنے کے احکام و مسائل 770
- باب: باپ اپنے بیٹے کی کمائی کھا سکتا ہے 771
- باب: جب کوئی شخص اپنا مال بھینے کسی کے پاس پائے؟ 773
- باب: جو کوئی بے قدر میں آئے مال سے اپنے حق کے بقدر لے لے تو؟ 774
- باب: بدیہ بھول کرنے کا بیان 776
- باب: بدیہ دے کر وہ پس لے لینا 777
- باب: کوئی کام کر دیتے پر بدیہ لینا 778
- باب: باپ کا علیحدہ دینے میں اپنے کسی بچے کو ترجیح دینا؟ 779
- ۶۵- بَابُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى
- ۶۶- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ عِنْدَ الْبَيْعِ لَا خِلَافَةَ
- ۶۷- بَابُ فِي الْعُرْتَانِ
- ۶۸- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ
- ۶۹- بَابُ فِي شَرْطٍ فِي بَيْعٍ
- ۷۰- بَابُ فِي عَهْدَةِ الرَّقِيقِ
- ۷۱- بَابُ فِيمَنْ اشْتَرَى عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا
- ۷۲- بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَالْمَبِيعُ قَائِمٌ
- ۷۳- بَابُ فِي الشُّفْعَةِ
- ۷۴- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُفْلِسُ فَيَجِدُ الرَّجُلَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَهُ
- ۷۵- بَابُ فِيمَنْ أَخْبَا حَبِيرًا
- ۷۶- بَابُ فِي الرَّهْنِ
- ۷۷- بَابُ الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالٍ وَلَدِهِ
- ۷۸- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ
- ۷۹- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مِنْ تَحْتِ يَدِهِ
- ۸۰- بَابُ فِي قِيُولِ الْهَذَابَا
- ۸۱- بَابُ الرَّجُوعِ فِي النِّهْيَةِ
- ۸۲- بَابُ فِي الْهَدِيَّةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ
- ۸۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُفْضِلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي التَّخْلِيعِ

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

782	باب: بیوی کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا	۸۴- بَابُ فِي عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ رَوْحِهَا
783	باب: عمری یعنی زندگی بھر کے لیے عطا کر دینا	۸۵- بَابُ فِي الْعُمَرَى
	باب: جس شخص نے عمری کے ہدیے میں (موہوب لہ	۸۶- بَابُ مَنْ قَالَ فِيهِ وَلِعَقْبِهِ
785	کی) اولاد کے لیے بھی صراحت کی ہو	
787	باب: رقبی کے احکام و مسائل	۸۷- بَابُ فِي الرُّقْبَى
788	باب: مانگے کی چیز پر ضمان (ادائیگی کی ضمانت) کا مسئلہ	۸۸- بَابُ فِي تَضْمِينِ الْعَارِيَةِ
	باب: جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے تو اس کی مثل	۸۹- بَابُ فِيمَنْ أَفْسَدَ شَيْئًا يُعْرَمُ مِثْلُهُ
791	تاوان دے	
793	باب: جانور جو کسی قوم کی کھتی خراب کر جائیں	۹۰- بَابُ الْمَوَاشِي تَفْسِدُ زَرْعَ قَوْمٍ
795	قضا کے متعلق احکام و مسائل	۲۳ کتاب القضاء
797	باب: قاضی کا عہدہ طلب کرنا	۱- بَابُ فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ
798	باب: قاضی جو خطا کرے	۲- بَابُ فِي الْقَاضِي يُخْطِئُ
	باب: قضا کا عہدہ طلب کرنا اور فیصلہ کرنے میں جلد	۳- بَابُ فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ وَالتَّسْرُعِ إِلَيْهِ
800	بازی کرنا	
802	باب: رشوت حرام ہے۔	۴- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ
802	باب: حکام قاضی اور دیگر اہلکاروں کیلئے ہدایا کا مسئلہ	۵- بَابُ فِي هَدَايَا الْعُمَالِ
803	باب: فیصلہ کرنے کے آداب	۶- بَابُ كَيْفَ الْقَضَاءِ
804	باب: قاضی سے فیصلہ کرنے میں خطا ہو جائے، تو؟	۷- بَابُ فِي قَضَاءِ الْقَاضِي إِذَا أَخْطَأَ
	باب: مقدمے کے دونوں فریق قاضی کے سامنے	۸- بَابُ كَيْفَ يَجْلِسُ الْخَصْمَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَاضِي؟
807	کیسے بیٹھیں؟	
807	باب: قاضی کا غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا	۹- بَابُ الْقَاضِي يَقْضِي وَهُوَ غَضَبَانُ
808	باب: ذمی لوگوں (کفار) میں فیصلہ کرنا	۱۰- بَابُ الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الذِّمَّةِ
809	باب: فیصلہ کرنے میں اجتہاد اور رائے سے کام لینا	۱۱- بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ
810	باب: مصالحت کر لینے کا بیان	۱۲- بَابُ فِي الصُّلْحِ
812	باب: گواہیوں کا بیان	۱۳- بَابُ فِي الشَّهَادَاتِ

باب: جو کوئی حقیقت جانے بغیر کسی جھگڑے میں	۱۴- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ
813 مددگار بنے	أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا
باب: جھوٹی گواہی کا بیان	۱۵- بَابُ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ
814	
باب: کن لوگوں کی گواہی قبول نہیں	۱۶- بَابُ مَنْ تُرَدُّ شَهَادَتُهُ
815	
باب: شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی	۱۷- بَابُ شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ
816	
باب: دودھ پلانے کی گواہی	۱۸- بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الرُّضَاعِ
817	
باب: سفر میں وصیت کے سلسلے میں کافر کی گواہی	۱۹- بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَ[فِي] الرِّصَاةِ فِي السَّفَرِ
818	
باب: قاضی کو جب ایک گواہ کی صداقت کا یقین ہو تو	۲۰- بَابُ إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ شَهَادَةِ الْوَاحِدِ،
820 ایک گواہی پر فیصلہ کرنا بھی جائز ہے	يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ بِهِ
باب: ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا	۲۱- بَابُ الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ
821	
باب: جب دو آدمی کسی چیز کا دعویٰ کریں لیکن ان	۲۲- بَابُ الرَّجُلَيْنِ يَدْعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ
825 کے پاس گواہ نہ ہوں	
باب: جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ	۲۳- بَابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ
828 قسم کھائے	
باب: قسم کیسے اٹھائی جائے؟	۲۴- بَابُ كَيْفَ الْيَمِينِ
828	
باب: کیا جب مدعا علیہ ذمی (کافر) ہو تو وہ بھی قسم کھائے	۲۵- بَابُ إِذَا كَانَ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ ذِمِّيًّا أَيُحْلَفُ
829	
باب: (متنازع معاملہ میں) کسی سے اس کے علم پر قسم	۲۶- بَابُ الرَّجُلِ يُحْلَفُ عَلَى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ
829 لینا جبکہ وہ اس میں موجود نہ رہا ہو	
باب: ذمی کافر سے قسم کیسے لی جائے؟	۲۷- بَابُ الذِّمِّيِّ كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ؟
831	
باب: آدمی اپنے حق کے حصول کے لیے قسم کھالے	۲۸- بَابُ الرَّجُلِ يَحْلِفُ عَلَى حَقِّهِ
832	
باب: قرضے وغیرہ میں مقروض کو قید کر لینا	۲۹- بَابُ فِي الدَّيْنِ هَلْ يُحْبَسُ بِهِ
833	
باب: کسی کو اپنا وکیل بنانا	۳۰- بَابُ فِي الْوَكَالَةِ
835	
باب: قضاے متعلق دیگر احکام و مسائل	۳۱- بَابُ فِي الْقَضَاءِ
835	
باب: حصول علم کی ترغیب کا بیان	۳۲- كَذِبُ نَعْمَ
841	
باب: حصول علم کی ترغیب کا بیان	۳۳- بَابُ فِي فَضْلِ الْعِلْمِ
845	

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن ابو داود

- 847 باب: اہل کتاب سے روایت کرنے کا بیان ۲- بَابُ رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ
- 848 باب: علمی باتیں ضبط تحریر میں لانے کا بیان ۳- بَابُ كِتَابَةِ الْعِلْمِ
- 851 باب: رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے ۴- بَابُ التَّنْذِيرِ فِي الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
- 851 باب: علم و معرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا ۵- بَابُ الْكَلَامِ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِلاَ عِلْمٍ
- 852 باب: بات دہرا کر بیان کرنا ۶- بَابُ تَكْرِيرِ الْحَدِيثِ
- 852 باب: جلدی جلدی باتیں کرنا ۷- بَابُ فِي سَرْدِ الْحَدِيثِ
- 853 باب: فتویٰ دینے میں احتیاط کرنا ۸- بَابُ التَّوَقُّي فِي الْفِتْيَا
- 855 باب: علم کی بات چھپانا ناجائز ہے ۹- بَابُ كَرَاهِيَةِ مَنَعِ الْعِلْمِ
- 855 باب: اشاعت علم کی فضیلت ۱۰- بَابُ فَضْلِ نَشْرِ الْعِلْمِ
- 856 باب: بنی اسرائیل سے روایت کرنا ۱۱- بَابُ الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
- 857 باب: غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرنے کی مذمت ۱۲- بَابُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لِغَيْرِ اللَّهِ
- 858 باب: وعظ کہنے کا بیان ۱۳- بَابُ فِي الْقَصَصِ

مشروبات سے متعلق احکام و مسائل

۲۵ کتاب الأشربة

- 865 باب: شراب کی حرمت کا بیان ۱- بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ
- 868 باب: اگر کوئی شراب بنانے کی غرض سے انگور نچوڑے ۲- بَابُ الْعَصِيرِ لِلْخَمْرِ
- 869 باب: شراب کو سرکہ بنالینا ۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ تُخَلَّلُ
- 869 باب: شراب کن چیزوں سے بنتی ہے؟ ۴- بَابُ الْخَمْرِ مِمَّا هِيَ
- 871 باب: نشہ کا بیان ۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّكْرِ
- 876 باب: بادہ قسم کی شراب کا حکم ۶- بَابُ فِي الدَّاذِي
- 876 باب: شراب کے برتنوں کا بیان ۷- بَابُ فِي الْأَوْعِيَةِ
- 884 باب: دو مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا ۸- بَابُ فِي الْخَلِيطَيْنِ
- 887 باب: نیم پختہ کھجور سے نبیذ بنانا ۹- بَابُ فِي نَبِيذِ الْبُسْرِ
- 888 باب: نبیذ کا بیان ۱۰- بَابُ فِي صِفَةِ النَّبِيذِ
- 890 باب: شہد پینے کا بیان ۱۱- بَابُ فِي شَرَابِ الْعَسَلِ
- 892 باب: نبیذ میں جب تیزی (تخمیر) آجائے ۱۲- بَابُ فِي النَّبِيذِ إِذَا غَلَى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

سنن ابو داود فہرست مضامین (جلد سوم)

893	باب: کھرے ہو کر پینا	۱۱- بَابُ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا
894	باب: مکینزے کے منہ سے منہ لگا کر پینا	۱- بَابُ الشَّرَابِ مِنْ فِي السَّقَاءِ
895	باب: منک کا منہ الٹ کر اس سے پینا	۱۱- بَابُ فِي اخْتِنَاتِ الْأُسْقِيَةِ
896	باب: پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا	۱۱- بَابُ فِي الشَّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ
897	باب: سونے چاندی کے برتن میں (کھانا) پینا	۱۱- بَابُ فِي الشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
897	باب: زمین کے کسی حصے میں جمع شدہ صاف پانی پینا	۱۱- بَابُ فِي الْكَرْخِ
898	باب: (لوگوں کو) بلانے والا کب پیے؟	۱۱- بَابُ فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ؟
899	باب: پانی میں پھونک مارنا اور برتن میں سانس لینا	۲- بَابُ فِي التَّنْفُخِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ
901	باب: دودھ پینے کی دعا	۲- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ اللَّبَنَ
902	باب: برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا بیان	۲- بَابُ فِي إِكْبَاءِ الْآيَةِ
907	کھانے سے متعلق احکام و مسائل	۲۶- كِتَابُ الْأَطْعَمَةِ
907	باب: دعوت قبول کرنے کا بیان	- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ
909	باب: نکاح کے موقع پر ولیمہ کرنا مستحب ہے	- بَابُ فِي اسْتِغْبَابِ الْوَلِيمَةِ لِلنِّكَاحِ
910	باب: ولیمہ کی دعوت کتنے دنوں تک مستحب ہے؟	- بَابُ فِي كَمْ تُسْتَحَبُّ الْوَلِيمَةُ؟
911	باب: سفر سے واپس پہنچے پر کھانا کھلانا	- بَابُ الْإِطْعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ
912	باب: ضیافت (مہمانی) کا بیان	- بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ
914	باب: دوسرے کا مال بطور ضیافت کھانے کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے	- بَابُ تَسْخِ الضَّيْفِ فِي الْأَكْلِ مِنْ مَالِ غَيْرِهِ
915	باب: (بطور خوریہ) مقابلہ بازی میں کھلانے والے کا کھانا	- بَابُ فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِعِينَ
916	باب: ایسی دعوت میں جانا جس میں کوئی غیر شرعی بات ہو	- بَابُ الرَّجُلِ يُدْعَى فَيَرَى مَكْرُوهًا
917	باب: جب دوداعی اکٹھے ہو جائیں تو کون زیادہ حق دار ہے؟	- بَابُ إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ أَيهِمَا أَحَقُّ؟
917	باب: جب نماز تیار ہو اور رات کا کھانا بھی	۱- بَابُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعِشَاءُ

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

- باب: کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کا بیان 319
- باب: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا بیان 320
- باب: اچانک کھانے کے موقع پر (بغیر ہاتھ دھوئے) کھانا 320
- باب: کھانے میں عیب جوئی مکروہ ہے 321
- باب: اکٹھے مل کر کھانا کھانے کا بیان 321
- باب: کھانے پر بِسْمِ اللہ پڑھنا 322
- باب: سہارالے کر (ٹیک لگا کر) کھانا 325
- باب: پیالے کے اوپر کے حصے سے کھانا (درست نہیں) 326
- باب: جس دسترخوان پر مکروہات کا استعمال ہو اس پر نہیں بیٹھنا چاہیے 327
- باب: دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم 328
- باب: گوشت کھانے کا بیان 329
- باب: کدو کھانے کا بیان 331
- باب: شید کھانے کا بیان 331
- باب: کسی کھانے سے بلاوجہ بیزاری مکروہ ہے 332
- باب: نجاست خور جانور کے گوشت کھانے اور اس کے دودھ پینے کی ممانعت کا بیان 333
- باب: گھوڑے کا گوشت کھانے کا مسئلہ 335
- باب: خرگوش کھانے کا بیان 337
- باب: سانڈا کھانے کا بیان 338
- باب: جباری کا گوشت کھانا 340
- باب: زمین کے اندر رہنے والے جانوروں کا کھانا 341
- باب: جن چیزوں کے حرام ہونے کی صراحت نہیں (ان کا حکم) 342
- باب: گلز بگڑ (Hyena) کھانا کیسا ہے؟ 343

- ۱۱- بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ
- بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ
- ۱۲- بَابُ فِي طَعَامِ الْفُجَاءَةِ
- ۱۳- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ ذَمِّ الطَّعَامِ
- ۱۴- بَابُ فِي الْاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ
- ۱۵- بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ
- ۱۶- بَابُ فِي الْأَكْلِ مُتَكَيِّئًا
- ۱۷- بَابُ فِي الْأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصُّحُفَةِ
- ۱۸- بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَا يُكْرَهُ
- ۱۹- بَابُ الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ
- ۲۰- بَابُ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ
- ۲۱- بَابُ فِي أَكْلِ الدُّبَاءِ
- ۲۲- بَابُ فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ
- ۲۳- بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّقْذِيرِ لِلطَّعَامِ
- ۲۴- بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِيهَا
- ۲۵- بَابُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحَيْلِ
- ۲۶- بَابُ فِي أَكْلِ الْأَرْنَبِ
- ۲۷- بَابُ فِي أَكْلِ الصَّبِّ
- ۲۸- بَابُ فِي أَكْلِ لَحْمِ الْحَبَارَى
- ۲۹- بَابُ فِي أَكْلِ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ
- ۳۰- بَابُ مَا لَمْ يُذَكَّرْ تَحْرِيمُهُ
- ۳۱- بَابُ فِي أَكْلِ الصَّبِغِ

- 944 باب: درندوں کا گوشت کھانا حرام ہے ۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ السَّبَاعِ
- 947 باب: پالتو گدھوں کا گوشت کھانا؟ ۳۱- بَابُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ
- 949 باب: نڈی کھانے کا بیان ۳- بَابُ فِي أَكْلِ الْجَزَادِ
- 951 باب: جو مچھلی مر کر ادھر پر تیر آئے اس کا کھانا (کیسا ہے؟) ۳۱- بَابُ فِي أَكْلِ الطَّافِي مِنَ السَّمَكِ
- 952 باب: مجبور کے لیے مردار کھانا (مباح ہے) ۳۰- بَابُ فِيمَنْ اضْطُرَّ إِلَى الْمَيْتَةِ
- 953 باب: ایک وقت میں دو قسم کے کھانے جمع کرنا ۳۱- بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْثَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ
- 954 باب: پیڑ کا بیان ۳۱- بَابُ فِي أَكْلِ الْجُبْنِ
- 955 باب: سرکہ کا بیان ۳۱- بَابُ فِي الْحَلِّ
- 955 باب: لہسن کھانے کا بیان ۴- بَابُ فِي أَكْلِ الثَّوْمِ
- 959 باب: کھجور کا بیان ۴- بَابُ فِي الثَّمَرِ
- 960 باب: کیڑا لگی کھجور کو کھاتے وقت صاف کرنے کا بیان ۴۱- بَابُ فِي تَفْيِثِ الثَّمَرِ الْمُسَوِّسِ عِنْدَ الْأَكْلِ
- 961 باب: دودھ کھجوریں اکٹھی کھانا ۴۱- بَابُ الْإِقْرَانِ فِي الثَّمَرِ عِنْدَ الْأَكْلِ
- 961 باب: کھانے میں دو قسم کی چیزیں اکٹھی کھانا ۴۱- بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ اللَّوْثَيْنِ عِنْدَ الْأَكْلِ
- 963 باب: اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے برتنوں میں کھانا؟ ۴۱- بَابُ فِي اسْتِعْمَالِ آيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ
- 964 باب: سمندری جانوروں کا حکم ۴۱- بَابُ فِي دَوَابِّ الْبَحْرِ
- 965 باب: سگی میں اگر چوہا گر جائے تو؟ ۴۱- بَابُ فِي الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمَنِ
- 967 باب: مکھی اگر کھانے میں گر جائے تو؟ ۴۱- بَابُ فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ
- 968 باب: کھانے کا لقمہ نیچے گر جائے تو؟ ۴۱- بَابُ فِي اللَّقْمَةِ تَسْقُطُ
- 969 باب: خادم اپنے مالک کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے ۵- بَابُ فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى
- 969 باب: کھانے کے بعد رومال سے ہاتھ صاف کرنا ۵- بَابُ فِي الْمُنْدِيلِ
- 970 باب: کھانا کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھے؟ ۵- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ
- 972 باب: کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے کا بیان ۵- بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدِ مِنَ الطَّعَامِ
- 972 باب: صاحب دعوت کے لیے دعا کرنا ۵- بَابُ فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ

جہاد کی اہمیت و فضیلت

www.KitaboSunnat.com

[جہاد، جہد] سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ”محنت و مشقت۔“ اس معنی کے اعتبار سے دین کے لیے کی جانے والی تمام مساعی (جانی، مالی، قوی، فکری، فعلی اور تحریری سبھی) جہاد میں شامل ہیں۔ تاہم اصطلاحاً و عرفاً نفسِ امارہ کا مقابلہ ”مجاہدہ“ اور دشمن اور فساد یوں کے ساتھ مسلح آویزش کو ”جہاد“ کہتے ہیں۔ مکی دور میں کفار کے ساتھ ﴿فَاَصْفَحَ الصَّفْحَ الْحَمِیْلَ﴾ اعراض و درگزر سے کام لو۔“ کا حکم تھا مگر مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد مسلمانوں کو مسلح مقابلے کی اجازت دے دی گئی اور فرمایا گیا: ﴿اِذْنٌ لِلَّذِیْنَ يُفَاتِلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِہِمۡ لَقَدِیْرٌ﴾ (الحج: ۳۹) ”ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں (مسلح قتال کی) اجازت دی جاتی ہے اس لیے کہ یہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد پر خوب قدرت رکھتا ہے۔“ بعد ازاں اس عمل کو امت پر من حیث المجموع واجب کر دیا گیا اور فرمایا گیا: ﴿کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ کُرَّةٌ لَّکُمْ وَ عَسٰی اَنْ تَکْرَہُوْا شَیْئًا وَ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ عَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَ هُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرة: ۲۱۶) ”(کفار سے) قتال کرنا تم پر فرض کر دیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز بری لگے اور وہ (درحقیقت) تمہارے

لیے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ کوئی چیز تمہیں بھلی لگے اور وہ (حقیقت میں) تمہارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“ اور عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے۔

جہاد کی فضیلت کی بابت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے اچھا اور افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ۔“ (صحیح البخاری، العتق، باب أي الرقاب أفضل؟ حدیث: ۲۵۱۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کون سے اعمال سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں؟ یا کون سے اعمال بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“ پھر پوچھا گیا، اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جہاد (نیک) اعمال کی کوہان ہے۔“ (جامع الترمذی، فضائل الجہاد، حدیث: ۱۶۵۸) دین اسلام میں جہاد کی بہت زیادہ اہمیت و فضیلت بیان ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان لانے کے بعد جہاد فی سبیل اللہ بلند ترین درجات کے حصول کا اور رنج و غم اور مصائب و مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ہجرت اور جہاد کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ تین گھر بناتا ہے، ایک گھر جنت کے گرد، ایک جنت کے وسط میں اور ایک جنت کے بالا خانوں میں۔ (مسند النسائی، الجہاد، حدیث: ۳۱۳۵)

جہاد کی اہمیت کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ لیا نہ کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش ہی پیدا ہوئی، وہ نفاق کے ایک درجہ میں مرے گا۔“ (صحیح مسلم، الإمارة، حدیث: ۱۹۱۰) اسی طرح آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ نہ لیا اور نہ کبھی مجاہد کی مدد ہی کی، اللہ تعالیٰ اسے دنیا ہی میں سخت مصیبت میں مبتلا فرمادے گا۔“ (مسند أبی داود، الجہاد، حدیث: ۲۵۰۳)

قرآن و حدیث میں جہاد کی تعلیم اور ترغیب کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔



صرف امت کو جہاد کی ترغیب اور فضیلت ظاہر کرنے کے لیے نہ تھے بلکہ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی تڑپ پیدا کرے تاکہ اس گئے گزرے دور میں بھی دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے ہر طرف دین اسلام ہی کا بول بالا ہو اور دین اسلام باقی تمام ادیان پر غالب آ جائے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۵) - کتاب الجہاد (التحفة ۹)

جہاد کے مسائل

باب: ۱- ہجرت کا بیان اور دیہات
میں سکونت

(المعجم ۱) - باب مَا جَاءَ فِي الْهَجْرَةِ
وَسُكْنَى الْبَدْوِ (التحفة ۱)

۲۴۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے متعلق دریافت کیا۔ (مدینہ منورہ میں سکونت کے لیے بیعت کرنی چاہی) آپ نے فرمایا: ”تم پر افسوس! ہجرت کا معاملہ انتہائی سخت ہے کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ”ان کی زکوٰۃ دیتے ہو؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”ان بستیوں کے پار عمل کیے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔“

۲۴۷۷- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْهَجْرَةِ فَقَالَ: «وَيَحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهَجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتَرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا».

☀️ فوائد و مسائل: ① [ہجرت] لغت میں ”چھوڑ دینے“ کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً یہ ہے کہ انسان اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی غرض سے دار الکفر، دار الفساد اور دار المعاصی کو چھوڑ کر دار الاسلام اور دار الصلاح کی سکونت اختیار کر لے۔ اور ہجرت کی جان یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے منع کردہ امور سے باز رہے۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی

۲۴۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ماجاء في قول الرجل: ويلك، ح: ۶۱۶۵، ومسلم، الإمارة، باب المبايعه بعد فتح مكة على الإسلام والجهاد والخير... الخ، ح: ۱۸۶۵ من حديث الوليد بن مسلم به.

صراحت ہے۔ (صحیح البخاری، الإیمان، حدیث: ۱۰) ① ہجرت کے تقاضے انتہائی شدید ہیں یہ کوئی آسان عمل نہیں ہے۔ ② [البَحَارُ] کا لفظ عربی زبان میں بستیوں اور شہروں پر بھی بولا جاتا ہے۔ ③ اعمال کی بنیاد ایمان اور اخلاص پر ہے۔

۲۴۷۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرِ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْمُقَدَّامِ ابْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْبَدَاوَةِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبْدُو إِلَى هَذِهِ التَّلَاعِ وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نَزَعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ».

۲۴۷۸- مقدم بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ بستی اور دیہات میں سکونت اختیار کرنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ (کبھی بکھار) ان ٹیلوں اور میدانوں کی طرف چلے جایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک بار باہر جانے کا ارادہ فرمایا اور میری طرف صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک جو ان اونٹنی بھیجی (کہ سواری کے دوران میں اس پر کچھ سختی کرنی پڑی) تو آپ نے فرمایا: ”عائشہ! نرم خوئی سے کام لو نرمی جس چیز میں بھی آ جائے وہ مزین ہو جاتی ہے اور جس سے نکال لی جائے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔“

🌞 نوادہ و مسائل: ① اس روایت کا پہلا حصہ [هذه التلَاع] صحیح ثابت نہیں ہے۔ (علامہ البانی) تاہم تدبر فی الافس کی نیت سے آدمی کسی وقت عزت و تنہائی اختیار کرے تو مفید ہے۔ جس کی صورت اعتکاف ہے نہ کہ صوفیاء کی سیاحت۔ ② جب حیوانات سے نرم خوئی مدوح اور مطلوب ہے تو انسانوں سے یہ معاملہ اور بھی زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ فِي الْهَجْرَةِ هَلْ انْقَطَعَتْ (التحفة ۲)

باب: ۲- کیا ہجرت منقطع ہو چکی ہے؟

۲۴۷۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ حَرِيرِ بْنِ ۲۴۷۹- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے:

۲۴۷۸- تخريج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۵۸/۶ من حديث شريك القاضي به، وتابعه شعبة عند مسلم، ح: ۲۵۹۴، والحديث في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ۳۳۵/۱۲.

۲۴۷۹- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۹۹/۴، والنسائي في الكبرى، ح: ۸۷۱۱ من حديث حريز بن عثمان به، أبو هند لم يعرفه الذهبي، وللحديث شاهد عند أحمد: ۱۹۲/۱، والطحاوي في مشكل الآثار: ۲۵۹/۳.

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

عُثْمَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَنْقَطِعُ الْهَجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا».

”ہجرت ختم نہیں ہو سکتی، حتیٰ کہ توبہ منقطع ہو جائے، اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔“

☀ فائدہ: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا آثار قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ اور اس وقت تک توبہ کرنے کا کھلا موقع ہے۔ اسی طرح دین و ایمان کی حفاظت کے لیے اگر انسان دار الکفر کو چھوڑے اور دارالاسلام میں سکونت اختیار کرے تو اس کے ”مہاجر“ ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

۲۴۸۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ - فَتَحَ مَكَّةَ - : «لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْتَةٌ، وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَانْفِرُوا».

۲۴۸۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا: ”(اب) ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت باقی ہے جب تمہیں جہاد کے لیے دعوت دی جائے تو نکل کھڑے ہو۔“

☀ فائدہ: چونکہ فتح مکہ سے پہلے جہاں آدمی رہ رہا تھا، اسلام لانے کے بعد اسے وہاں سے مدینہ کو ہجرت کرنا واجب تھا اور مکہ ان تمام جگہوں کا مرکز تھا۔ اب فتح مکہ کے بعد وہ دارالاسلام بن گیا تو اس سے ہجرت کا کوئی معنی باقی نہ رہا۔ مگر باقی دنیا میں جہاں کہیں احوال و گرگوں ہوں تو اپنے اسلام و ایمان کی حفاظت کے لیے نقل مکانی مطلوب و مایہجور ہے۔ اور ایسے ہی جہاد بھی قیامت تک کیلئے جاری ہے۔

۲۴۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو وَعِنْدَهُ

۲۴۸۱- عامر (شعی) نے کہا: ایک شخص حضرت عمرو بن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جب کہ ان کے پاس اور کچھ لوگ بھی موجود تھے وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا اور

۲۴۸۰- تخریج: أخرجه البخاري عن عثمان بن أبي شيبة به، كما تقدم: ۲۰۱۸، ورواه البيهقي في دلائل النبوة: ۱۰۸/۵ من حديث أبي داود به.

۲۴۸۱- تخریج: أخرجه البخاري، الإیمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ح: ۱۰ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

الْقَوْمَ حَتَّى جَلَسَ عِنْدَهُ، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ».

کہا: مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”مسلمان“ وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور ”مہاجر“ وہ ہے جو اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے باز رہے۔“

🌟 فائدہ: ایک باکردار مسلمان کے اوصاف کو اس حدیث میں جس مختصر اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً الہامی ہیں۔ ہر مسلمان اپنے آپ کو اس آئینے میں جانچ کر اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کس درجے کا مسلمان ہے۔

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي سُكْنَى الشَّامِ
(الحنفة ۳)

43

۲۴۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «سَتَكُونُ هَجْرَةٌ بَعْدَ هَجْرَةٍ، فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا يُبْرَاهِيمَ، وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفُظُهُمْ أَرْضُهُمْ تَقْدَرُهُمْ نَفْسُ اللَّهِ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْفُرَادَةِ وَالْخَنَازِيرِ».

۲۴۸۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”ہجرت کے بعد ہجرت ہوتی رہے گی زمین کے باسیوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دار ہجرت کو اختیار کیے ہوں گے۔ اور (قرب قیامت کے وقت) برے لوگ ہی رہ جائیں گے۔ ان کی زمینیں انہیں نکال باہر پھینکیں گی اللہ عزوجل بھی انہیں برا جانے گا اور آگ ان لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی۔“

🌟 فائدہ: جزیرۃ العرب کے شمال مغربی علاقہ کو ”شام“ سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں آج کل لبنان، اردن، فلسطین اور سوریہ (شام) کی ریاستیں قائم ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ علاقہ قبلہ سے بائیں جانب واقع ہے یا بنو کنعان نے اس کی بائیں جانب کارخ کیا تھا یا کہ اس میں زمین کے طبقات مختلف ہیں۔ اس میں سرخ، سفید اور سیاہ ہر طرح کی زمین پائی جاتی ہے اور اس مفہوم کے لیے ”شامات“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (قاموس)

۲۴۸۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲/۲۰۹ من حديث هشام الدستوائي به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند الحاكم: ۴/۵۱۰، ۵۱۱، وأبي نعيم في الحلية: ۶/۶۶ وغيرهما.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۴۸۳- حضرت (عبداللہ) بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حالات اس طرح ہو جائیں گے کہ تم لوگ مختلف گروہوں اور لشکروں میں جمع ہو جاؤ گے، ایک لشکر شام میں ہوگا، ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔“ ابن حوالہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے منتخب فرما دیجیے اگر یہ حالات پاؤں تو کہاں سکونت اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: ”شام کو اختیار کر لینا“ بلاشبہ یہ علاقہ اللہ عزوجل کا پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو یہیں جمع فرما دے گا لیکن اگر تم لوگ اس سے انکار کرو تو پھر اپنے یمن کو اختیار کرنا اور اپنے تالابوں کا پانی پینا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے متعلق (فتنوں سے حفاظت کی) ضمانت دی ہے۔“

۲۴۸۳- حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ يَمْنِي ابْنَ مَعْدَانَ، عَنْ ابْنِ أَبِي قُتَيْبَةَ، عَنْ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَيَصِيرُ الْأَمْرُ إِلَى أَنْ تَكُونُوا جُنُودًا مُجْتَنِدَةً: جُنْدٌ بِالشَّامِ، وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ، وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ». قَالَ ابْنُ حَوَالَةَ: خِرْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ، فَقَالَ: «عَلَيْكَ بِالشَّامِ، فَإِنَّهَا خَيْرَةٌ اللَّهُ مِنْ أَرْضِهِ، يَجْتَنِبُ إِلَيْهَا خَيْرَتُهُ مِنْ عِبَادِهِ، فَأَمَّا إِذْ أَبَيْتُمْ فَعَلَيْنَاكُمْ يَمِينَكُمْ وَاسْقُوا مِنْ عُذْرِكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ تَوَكَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ».

فائدہ: علاقہ شام مبارک علاقوں میں سے ہے۔ اللہ عزوجل نے بیت المقدس کے علاوہ اسے اپنی ظاہری و باطنی خیرات و برکات کا مرکز بنایا ہے۔ علاقے کی زرخیزی و شادابی تو واضح ہے اور باطنی طور پر یہ علاقہ انبیاء کی سرزمین رہا ہے۔ لوگ بالعموم فطری طور پر خیر چاہنے والے اور دین حق کے پیرو ہیں۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اسی علاقہ میں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس علاقے کی طرف ہجرت کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہمیں جو سیاسی اور غیر سیاسی فتنے نظر آتے ہیں یہ سب وقتی چیز ہے۔ اور اس سے کوئی بھی علاقہ خالی نہیں ہے۔ جو ان شاء اللہ وقت آنے پر ختم ہو جائیں گے۔

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي دَوَامِ الْجِهَادِ
باب: ۴- جہاد ہمیشہ جاری رہے گا
(التحفة ۴)

۲۴۸۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

۲۴۸۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۱۱۰ عن حيوة به، رواية بقية عن بحير محمولة على السماع، سواء صرح بالسماع أم لا، انظر كتابي "الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين".

۲۴۸۴- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۲۹، ۴۳۷ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه أبو العلاء يزيد بن عبد الله بن الشخير، أحمد: ۴/ ۴۳۴، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴/ ۴۵۰، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

۱۰- کتاب الجہاد جہاد کے مسائل

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ
عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ
عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ،
حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحُ الدَّجَالُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ
حق کے لیے قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مقابل آنے
والوں پر غالب رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ مسیح
دجال سے لڑائی کرے گا۔“

فائدہ: اس ”گروہ“ سے مراد عقیدہ توحید و سنت کے حامل اور اتباع رسول ﷺ کے پابند لوگ ہیں ان کے نام
مختلف زمانوں میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ ان کی پہچان ان کا عقیدہ و عمل اور کردار ہے۔

(المعجم ۵) - بَابُ فِي ثَوَابِ الْجِهَادِ
(التحفة ۵)

۲۴۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْاطِبَاءِيُّ:
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ
عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْمَلُ
إِيمَانًا؟ قَالَ: «رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَرَجُلٌ يَعْبُدُ اللَّهَ فِي شَيْءٍ
مِنَ الشَّعَابِ قَدْ كَفَى النَّاسَ شَرًّا».

۲۳۸۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مومنوں میں سے کون سا
آدمی کامل ایمان والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ
کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتا ہو اور وہ آدمی
جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت میں مشغول ہو اور
لوگوں کو اس کی برائی نہ پہنچتی ہو۔“

فائدہ: جہاد کے بعد مجاہدے کی فضیلت ہے۔ اور ”پہاڑ کی گھاٹی“ میں عبادت سے مقصود یہ ہے کہ آدمی
دکھاوے اور سانے کی کیفیات سے بہت بعید ہو یا دوران جہاد میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے عبادت بھی کرتا
ہو یا یہ بیان ہے کہ جب معاشرے میں دین و ایمان خطرے میں ہو اور صحبت صالح میسر نہ ہو تو ان سے علیحدہ ہو جانے
میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۶) - بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ
السِّيَاحَةِ (التحفة ۶)

۲۴۸۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله،
ح: ۲۷۸۶، ومسلم، الإمامة، باب فضل الجهاد والرباط، ح: ۱۸۸۸ من حديث الزهري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۴۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ التَّوْحِيَّيُّ أَبُو الْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْذَنْ لِي بِالسِّيَاحَةِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۲۳۸۶- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور اجازت مانگی کہ مجھے سیاحت کی اجازت مرحمت فرمائیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”سیر و سیاحت“ کی عام عرفی مفہوم میں شریعت کے اندر کوئی حیثیت نہیں جیسے کہ خوش حال بے فکرے لوگ کسی اہم مقصد کے بغیر ہی ملک ملک گھومتے پھرتے ہیں۔ اس میں بالعموم مال کا اسراف ہے اور وقت کا ضیاع بھی۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی جبکہ مسلمان کی پوری زندگی با مقصد اعمال میں بسر ہوتی ہے۔ اسلام میں اس کا نعم البدل جہاد ہے۔ اور قرآن مجید میں جو کئی مقامات پر ﴿سِيرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ کا حکم ہے وہ علم اور تدبر فی الانفس والافات کی غرض سے ہے۔ اس نیت سے سیاحت میں کوئی حرج نہیں اور جہاد کی سیاحت ان سب اغراض کی جامع ہے۔ ② صوفیاء کی سیاحت کا شریعت میں کوئی جواز نہیں سوائے اس کے کہ تعلیم و تعلم کی غرض سے ہو۔



(المعجم ۷) - بَابُ: فِي فَضْلِ الْقَفْلِ فِي الْعَزْوِ (التحفة ۷)

باب: ۷- جہاد سے واپس لوٹنے کا ثواب

۲۴۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي شَفِيٍّ، عَنْ شَفِيٍّ بْنِ مَاتِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ».

۲۳۸۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جہاد سے واپس لوٹنا (فضیلت اور ثواب میں) ایسے ہے جیسے جہاد کے لیے جانا۔“

🌞 فائدہ: مجاہد کے تمام اعمال اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب اور رفیع درجات کا باعث ہوتے ہیں۔ جہاد سے

۲۴۸۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۶۱ / ۹ من حديث محمد بن عثمان به، وصححه الحاكم: ۸۳ / ۲، ووافقه الذهبي.

۲۴۸۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۷۴ / ۲ من حديث الليث بن سعد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۷۳ / ۲، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

واپسی کے بعد مجاہد جہاد ہی کی تیاری کرتا، مزید قوت و وسائل فراہم کرتا اور اہل خانہ کی خبر گیری کرتا ہے اس لیے اس کی واپسی بھی جہاد ہی کی طرح اجر و ثواب کی حامل ہے۔

باب: ۸- دوسری قوموں کے مقابل
رومیوں سے قتال کی فضیلت

(المعجم ۸) - **باب فَضْلِ قِتَالِ الرُّومِ**
عَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ (التحفة ۸)

۲۴۸۸- جناب عبدالخیر بن ثابت بن قیس بن شماس اپنے والد سے وہ داد اسے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی جس کا نام ام خلا تھا اس نے نقاب ڈالا ہوا تھا اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کر رہی تھی جبکہ وہ (جہاد میں) مارا گیا تھا۔ اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی نے اس سے کہا: تم اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کرنے آئی ہو اور نقاب ڈال رکھا ہے۔ (ایسی پریشانی میں پردے کا یہ اہتمام؟) اس نے کہا: اگر میرا بیٹا کھو گیا ہے تو میں نے اپنی حیا تو نہیں کھوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہے۔“ اس نے پوچھا: یہ کیوں اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ”کیونکہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔“

۲۴۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَامٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ فَرَجِ بْنِ فَصَّالَةَ، عَنْ عَبْدِ الْخَبِيرِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا 'أُمُّ خَلَاذٍ، وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ تَسْأَلُ عَنْ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ؟ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكَ وَأَنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ؟ فَقَالَتْ: أَنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَاتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّكَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ»، قَالَتْ: وَلِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «لَأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ».

فائدہ: یہ حدیث واعظوں کی بدولت خاصی مشہور ہے۔ لیکن ضعیف ہے۔ اس لیے اس کا بیان کرنا درست نہیں ہے۔

(المعجم ۹) - **بَابُ فِي رُكُوبِ الْبَحْرِ**
فِي الْغَزْوِ (التحفة ۹)

۲۴۸۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَّا عَنْ مُطَرِّفٍ،

۲۴۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حج، عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ کی

۲۴۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۷۵/۹ من حديث أبي داود به * فرج بن فضالة ضعيف، وعبد الخبير مجهول الحال، وثابت بن قيس مستور.

۲۴۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۳۴/۴ من حديث أبي داود به * بشر وبشير مجهولان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد..... جہاد کے مسائل

عن بَشْرِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عن بَشِيرِ بْنِ مُسْلِمٍ، عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا».

☀️ ملحوظہ: یہ روایت از حدیث ضعیف ہے جبکہ آگے آنے والے باب کی احادیث صحیح ہیں۔

(المعجم . . .) - باب فَضْلِ الْغَزْوِ فِي الْبَحْرِ (التحفة ۱۰)

۲۴۹۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [رضي الله عنه] قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ أُخْتُ أُمِّ سَلِيمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عِنْدَهُمْ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: «رَأَيْتُ قَوْمًا مِمَّنْ يَرْكَبُ ظَهَرَ هَذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ». قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ قَالَ: «فَإِنَّكَ مِنْهُمْ». قَالَتْ: ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَضْحَكَكَ؟ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ. قَالَتْ: قُلْتُ:

۲۴۹۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (میری خالہ) ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اور یہ (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہم شیرہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ان کے ہاں قیلولہ کیا۔ آپ جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ کہتی ہیں میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے دیکھا کہ (میری امت میں سے) ایک قوم کے لوگ (بڑی شان سے) سمندر میں سفر کر رہے ہیں جیسے کہ بادشاہ تختوں پر ہوں۔“ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ آپ نے فرمایا: ”تم بھی ان میں سے ہو۔“ آپ پھر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو پھر ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ تو آپ

۲۴۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب فضل الغزو في البحر، ح: ۱۹۱۲ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الجهاد والسير، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم، ح: ۲۷۹۹، ۲۸۰۰ من حديث يحيى ابن سعيد الأنصاري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

يَا رَسُولَ اللَّهِ! اِذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: «أَنْتَ مِنَ الْأَوَّلِينَ». قَالَ: فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّامِتِ، فَغَزَا فِي الْبَحْرِ، فَحَمَلَهَا مَعَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ قُرِبَتْ لَهَا بَغْلَةٌ لَتَرَكَبَهَا فَصَرَ عُنْثَهَا، فَأَنْدَقَتْ عُنْثَهَا فَمَاتَتْ.

نے پہلے والی بات بتائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے۔ آپ نے فرمایا: ”تم پہلے لوگوں میں ہوگی۔“ انس بیان کرتے ہیں کہ بعد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور جہاد کے لیے سمندر کے سفر پر گئے اور ان (ام حرام) کو بھی ساتھ لے گئے اور جب واپس لوٹے تو ایک نجران کے لیے لایا گیا کہ اس پر سوار ہوں تو اس نے ان کو گرا دیا اس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ وفات پا گئیں۔

نوائد و مسائل: ① یہ حدیث صریح اور واضح طور پر دلائل نبوت میں سے ہے، کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہے جس کو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی اور نہیں جان سکتا، لہذا رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کا علم ہوا۔ ② یہ سن ۲۸ ہجری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی بات ہے جبکہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس جہادی سفر کے امیر تھے، لہذا اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بھی ثابت ہوئی۔ نیز ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی جنہوں نے ان کی معیت میں یہ سمندری سفر کیا تھا، یہ ایک جہادی سفر تھا۔ ③ کسی خوش کن اور پسندیدہ بات پر ہنسنا جائز ہے۔

۲۴۹۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَزَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَقْلِي رَأْسَهُ وَسَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ.

۲۳۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء تشریف لے جاتے تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں بھی جاتے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ آپ ایک دن ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا اور پھر بیٹھ کر آپ کے سر سے جوئیں تلاش کرنے لگیں۔ اور یہی مذکورہ حدیث بیان کی۔

۲۴۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ح: ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح: ۱۹۱۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي) ۲/ ۴۶۴، ۴۶۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَاتَتْ بِنْتُ مِلْحَانَ ابْنِ دَاوُدَ كَقَبْتِهِ هُنَّ بَنَاتُ مِلْحَانَ كِي وَفَاتِ قَبْرِ صِ مِ بَقْبَرُ صِ .
ہوئی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ام سلمہ اور ام حرام نبی ﷺ کے محارم میں سے تھیں۔ کچھ نے ان کو آپ ﷺ کی رضاعی خالہ بتایا ہے اور کئی کہتے ہیں یہ آپ کے والد یادادہ کی خالہ تھیں۔ ② نبی کا خواب اور پیشین گوئیاں سب وحی پر مبنی ہوتی ہیں۔ ③ آپ ﷺ کے دوسرے خواب میں آپ کو کوئی دوسرے لوگ دکھائے گئے تھے۔ اس لیے آپ نے ام حرام سے فرمایا کہ تم پہلے لوگوں میں ہوگی۔ ④ سفر جہاد میں موت جس کیفیت میں بھی آئے مبارک ہوتی ہے ⑤ اس میں یہ پیش گوئی تھی کہ یہ امت بڑ (خشکی) کے علاوہ بحر (سمندر) میں بھی جہاد کرے گی جو کہ ثابت ہے۔

۲۴۹۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُخْتِ أُمِّ سَلِيمٍ الرُّمَيْصَاءِ قَالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ وَكَانَتْ تَغْسِلُ رَأْسَهَا، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَضْحَكُ مِنْ رَأْسِي؟ قَالَ: «لَا» وَسَاقَ هَذَا الْخَبَرَ زَيْدٌ وَيَنْفُصُ.

۲۴۹۲- حضرت ام سلمہ کی ہمیشہ رمیصاء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سو گئے پھر جاگے جبکہ یہ اپنا سر دھو رہی تھیں! آپ جاگے تو ہنس رہے تھے اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میرے سر پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اور پوری حدیث بیان کی جس میں کچھ کمی بیشی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الرُّمَيْصَاءُ أُخْتُ أُمِّ سَلِيمٍ مِنَ الرِّضَاعَةِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: [رمیصاء] ام سلمہ کی رضاعی بہن ہیں اور یہی ام حرام بنت ملحان ہیں۔

۲۴۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الْعَيْشِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْجَوْبَرِيُّ الدَّمَشَقِيُّ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيُّ عَنْ يَعْلَى بْنِ

۲۴۹۳- حضرت ام حرام نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں! آپ نے فرمایا: ”سمندر کے سفر میں جس کا سر چکرائے اور تے آجائے تو اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے اور جو ڈوب کر مر جائے اس کو دو شہیدوں کا ثواب ہے۔“

۲۴۹۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/ ۴۳۵ من حديث زيد بن أسلم به.

۲۴۹۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۴/ ۳۳۵ من حديث أبي داود به، ورواه الحميدي، ح: ۳۴۹.

۱۰- کتاب الجہاد جہاد کے مسائل

شَدَّادٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ الَّذِي يُصِيبُهُ الْقَيْءُ، لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ، وَالْغَرِقُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ».

🌞 فائدہ: اس سے مراد جہاد یا حج و عمرہ کا سفر ہے، دیگر سمندری سفر جو اطاعت کے سفر ہوں ان میں بھی اس فضیلت کی توقع کی جانی چاہیے۔

۲۴۹۴- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”تین (قسم کے) آدمیوں کا اللہ عز و جل ضامن ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتیٰ کہ (اگر) اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر و ثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا، دوسرا وہ آدمی جو مسجد کی طرف گیا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتیٰ کہ (اگر) اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر و ثواب اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا، اور تیسرا وہ آدمی جو سلام (یا سلامتی) کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوا تو اللہ عز و جل اس کا ضامن ہے۔“

۲۴۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَتِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُشَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ سَمَاعَةَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَارِيًّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ قَيْدُ خَلِّهِ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ قَيْدُ خَلِّهِ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ».

🌞 فائدہ: گھر میں داخل ہونے والا ”السلام علیکم“ کہے جیسے کہ فرمایا: ﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾ (النور: ۶۱) ”جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہو“ دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ دو رفتن میں امن و سلامتی کی غرض سے لوگوں سے احتیاط کو کم کر دے اور گھر میں رہے تو ایسا آدمی اللہ کی ضمانت میں ہوگا۔ (خطابی)

۲۴۹۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح: ۱۰۹۴ من حديث أبي مسهر به،

وصححه الحاكم: ۷۴، ۷۳/۲، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي فَضْلِ مَنْ قَتَلَ
كَافِرًا (التحفة ۱۱)

باب: ۱۰- کافر کو قتل کرنے والے کی فضیلت

۲۳۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کافر اور اس کا قاتل (مجاہد) آگ میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔“

۲۴۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ
الْبُرَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ
عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعُ فِي النَّارِ
كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ أَبَدًا».

☀ فائدہ: جہاد مجاہد کیلئے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اس طرح وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کے ذمے کوئی حقوق العباد ہوں۔ اگر یہ معاف نہ ہوئے اور کوئی عقاب ہوا بھی تو آگ کے بغیر ہوگا مثلاً اعراف وغیرہ میں روکا جائے گا۔ (نووی) واللہ اعلم۔

باب: ۱۱- غیر مجاہدین پر مجاہدوں کی خواتین کی حرمت و احترام کا بیان

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي حُرْمَةِ نِسَاءِ
الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ (التحفة ۱۲)

۲۳۹۶- جناب (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد

(بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خانہ نشین لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی عزت و حرمت ایسے (واجب اور لازم) ہے جیسے کہ ان کی اپنی مائیں ہوں جو کوئی (جہاد سے) پیچھے رہے اور مجاہدین کے اہل میں خیانت (بد نظری یا خباثت) معاملہ کرے تو قیامت کے روز ایسے شخص کے لیے جھنڈ لگایا جائے گا اور (اسے اہل محشر میں رسوا کرتے ہوئے مجاہد سے کہا جائے گا: یہی شخص ہے جو تیرے پیچھے تیرے اہل میں برائی کرتا رہا) اس کی نیکیوں میں سے جو لینا چاہے

۲۴۹۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَعْنَبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ إِلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَبِيلٌ لَهُ: هَذَا قَدْ خَلَفَكَ فِي أَهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ»، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا ظَنُّكُمْ».

۲۴۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب من قتل كافراً ثم سدد، ح: ۱۸۹۱ من حديث إسماعيل بن جعفر به

۲۴۹۶- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب حرمة نساء المجاهدين، وإثم من خانهم فيهن، ح: ۱۸۹۷ ع سعيد بن منصور به، وهو في سننه، ح: ۲۳۳۱.

ہے لے لے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تو تمہارا کیا خیال ہے؟“ (بھلا وہ کچھ چھوڑے گا، یعنی ہرگز نہیں، سبھی نیکیاں سمیٹ لے گا۔)

امام ابو داؤد بیان کرتے ہیں کہ راوی حدیث قعنب ایک نیک آدمی تھے ابن ابی لیلیٰ نے ان کو قاضی بنانا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے ایک درہم کی کوئی معمولی چیز بھی لینی ہوتی ہے تو دوسرے آدمی کی مدد لیتا ہوں (تو قضا و عدالت کی ذمہ داریاں کیسے اٹھا سکتا ہوں؟) انہوں نے کہا: ہم میں سے کون ہے جسے دوسرے کی مدد کی ضرورت نہ پڑتی ہو؟ انہوں نے کہا: اب تو اجازت دیں میں کچھ سوچ لوں۔ چنانچہ اجازت دی گئی تو چھپ گئے۔ سفیان بیان کرتے ہیں کہ اسی کیفیت میں تھے کہ گھر کی چھت گر پڑی اور اس سے وفات پا گئے۔

[قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ قَعْنَبٌ رَجُلًا صَالِحًا وَكَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى أَرَادَ قَعْنَبًا عَلَى الْقَضَاءِ قَالَ: فَأَبَى عَلَيْهِ وَقَالَ قَعْنَبٌ: أَنَا أُرِيدُ الْحَاجَّةَ بِذَرَاهِمٍ فَأَسْتَعِينُ عَلَيْهَا بِرَجُلٍ وَأَيْنَا لَا يَسْتَعِينُ فِي حَاجَتِهِ قَالَ: أَخْرِجُونِي حَتَّى أَنْظَرَ فَأَخْرَجَ فَتَوَارَى قَالَ سُفْيَانٌ: بَيْنَمَا هُوَ مُتَوَارٍ إِذْ وَقَعَ عَلَيْهِ النَّبْتُ فَمَاتَ.]

فائدہ: مجاہدین جو جہاد و قتال میں مشغول و مصروف ہوں ان کے اہل و عیال کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت اور ان کی خدمت کرنا انتہائی اجر و ثواب کا کام ہے اور ان میں خیانت و خباثت کا مظاہرہ ایسے ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے یہ معاملہ کرے۔ اور اسی پر ان لوگوں کو قیاس کیا گیا ہے جو دین اسلام کی دیگر فکری حدود مثلاً تعلیم و تعلم کے سلسلے میں اپنے گھروں سے غائب ہوں تو ان کے اقربا اور دیگر افراد معاشرہ پر لازم ہے کہ ان کے اہل و عیال کے تحفظ و حرمت کا پوری طرح خیال رکھیں جیسے کہ اپنی ماؤں کا تحفظ کرتے ہیں۔

باب ۱۲- جو لشکر غنیمت نہیں پاتا

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي السَّرِيَّةِ

تُخْفِقُ (التحفة ۱۳)

۲۴۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے

ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مجاہدین اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں اور غنیمت حاصل کر لیتے ہیں وہ

۲۴۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ

نُفْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَبِوَةُ وَابْنُ لَهْبَعَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو هَانِيءٍ

۲۴۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم، ح: ۱۹۰۶ من حديث أبي عبد الرحمن عبد الله بن يزيد المقرئ عن حيوه به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اپنے آخرت کے اجر میں سے دو تہائی جلد ہی (اس دن ہی میں) پالیتے ہیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہ جاتا ہے اور اگر انہیں کوئی غنیمت نہ ملے تو ان کا کامل اجر (قیامت تک کے لیے) محفوظ ہو جاتا ہے۔“

الْحَوْلَانِي: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُجَلِّي يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَازِيَةٍ تَعُزُّو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إِلَّا تَعَجَّلُوا ثُلثِي أَجْرِ هِمٍّ مِنَ الْآخِرَةِ، وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ، فَإِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ».

فائدہ: انسان جس قدر بھی نعمتیں اس دنیا میں استعمال کر رہا ہے وہ اپنے آخرت کے حصے سے استعمال کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ ”ہمیں اس قدر جو دنیا دی گئی ہے تو ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں تو نہیں دے دیا گیا۔“ (صحیح البخاری، الحناظر، حدیث: ۱۲۷۵) حضرت جناب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ”ہم میں سے کچھ کے پھل یہیں پک گئے ہیں اور وہ اب ان سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ (صحیح البخاری، الحناظر، حدیث: ۱۲۷۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لذیذ مطعومات و مشروبات کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ اور آخرت میں کفار سے بالخصوص کہا جائے گا: ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ﴾ (الاحقاف: ۲۰) ”تم دنیا کی زندگی میں اپنی لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے سو آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ تم زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے اور بدکردار تھے۔“



(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي تَضْعِيفِ الذِّكْرِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
باب: ۱۳- دورانِ جہاد میں اللہ کے ذکر کے ثواب کا بڑھاوا
(التحفة ۱۴)

۲۴۹۸- جناب سہل بن معاذ اپنے والد (معاذ بن انس رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران میں نماز، روزے اور زکوٰۃ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مقابلے میں سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔“

۲۴۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الصَّلَاةَ وَالصَّيَامَ

۲۴۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۳۸ من حديث زبان به، وانظر، ح: ۱۲۸۷، لعلته، ومع ذلك صححه الحاكم: ۲/ ۷۸، ووافقه الذهبي.

۱۰- کتاب الجہاد

وَالذِّكْرُ يُضَاعَفُ عَلَى التَّقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ بِسَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ.

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِيمَنْ مَاتَ

عَارِياً (التحفة ۱۵)

۲۴۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ
نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ ابْنِ
مُزَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، يَرُدُّ إِلَى مَكْحُولٍ إِلَى
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ أَبَا
مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ: «مَنْ فَضَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ، أَوْ
وَقَصَهُ فَرَسُهُ أَوْ بَعِيرُهُ، أَوْ لَدَعَتْهُ هَامَّةٌ، أَوْ
مَاتَ عَلَى فِرَاسِهِ، أَوْ بِأَيِّ حَنْفٍ شَاءَ اللَّهُ:
فَإِنَّهُ شَهِيدٌ وَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ».

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي فَضْلِ

الرِّبَاطِ (التحفة ۱۶)

۲۵۰۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو
هَانِيءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ فَضَالَةَ
ابْنِ عُيَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ

۱۱- جہاد کے مسائل

باب: ۱۴- جو شخص سفر جہاد میں وفات پا جائے

۲۴۹۹- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے:
”جو شخص جہاد کے لیے روانہ ہوا اور وفات پا گیا یا قتل کر
دیا گیا تو وہ شہید ہے یا اگر اس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ
نے گرا دیا ہو یا کسی جانور نے کاٹا ہو یا اپنے بستر ہی پر
اسے موت آئی ہو یا جس کسی کیفیت میں بھی اس کی وفات
ہوئی ہو تو وہ شہید ہے اور بلاشبہ اس کے لیے جنت ہے۔“

باب: ۱۵- دشمن کے مقابلے میں مورچہ

بندی کی فضیلت

۲۵۰۰- حضرت فضالہ بن عبید اللہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مرنے والے کا عمل (اس
کے مرنے پر) ختم ہو جاتا ہے مگر مورچہ بند کہ اس کا
عمل قیامت تک کے لیے بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر

۲۴۹۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۷۸/۲، ۷۹ من حديث عبد الوهاب بن نجدة به، وصححه
على شرط مسلم، ورده الذهبي بقوله: "عبد الرحمن بن غنم لم يدركه مكحول فيما أظن" وبقيّة مدلس، لم يصرح
بالسماع المسلسل.

۲۵۰۰- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من مات مرابطاً،
ع: ۱۶۲۱ من حديث أبي هانئ به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۲۴، والحاكم على شرط
مسلم: ۷۹/۲، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد۔ جہاد کے مسائل

الْمَيِّتُ يُحْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطُ فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤْمَنُ مِنْ فَتَنِ الْقَبْرِ».

کے عذاب سے (یا منکر و نکیر کے سوال جواب) سے امن میں رہتا ہے۔“

☀ فائدہ: یہ فضیلت دشمن کے سامنے مورچہ بند ہونے کی ہے۔ تو جو شخص کفار سے پنجہ آزمائی کرتا اور قتل ہوتا یا قتل کرتا ہو اس کے درجات اور بھی زیادہ ہوں گے۔ قرآن مجید نے اس عمل کی ترغیب میں فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۲۰۰) ”اے ایمان والو! صبر کرو ثابت قدم رہو، مورچوں پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔“ جہاد و قتال سے ملتا جلتا کام مثلاً مشکل حالات میں اشاعت تو حید و سنت اور ردّ شرک و بدعت جو کہ درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے ذریعے سے ہو اس کے متعلق بھی توقع کی جانی چاہیے کہ حسب نیت یہ بھی ایک عظیم رباط و مرابطہ ہے۔ چنانچہ اساتذہ، مبلغین اور مولفین قلعہ اسلام کی فکری حدود کے مورچہ بند ہیں جب تک ان کی باقیات صالحات موجود رہیں گی، ان کی حسنت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ.

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي فَضْلِ الْحَرَسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۶- جہاد میں پہرے داری کی فضیلت

۲۵۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي السَّلُولِيُّ أَبُو كَبْشَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ: أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْبَتُوا السَّيْرَ حَتَّى كَانَ عَشِيَّةً فَحَضَرَتْ صَلَاةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلٌ

۲۵۰۱- حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ہم) لوگ غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور بہت لمبی مسافت طے کی حتیٰ کہ پچھلا پہر ہو گیا۔ سو میں نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ ایک گھوڑا سوار آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ گیا تو دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے سب لوگ اپنی عورتوں، چوپاؤں اور بکریوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے قسم فرمایا اور

۲۵۰۱- تخریج: [اسنادہ حسن] تقدم، ح: ۴۱۶، أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۱۲۵/۵ من حديث أبي داود، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۸۳/۲، ووافقه الذهبي.

- کتاب الجہاد -

جہاد کے مسائل

کہا: ”کل ان شاء اللہ یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہو گا۔“ پھر فرمایا: ”آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا؟“ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”تو سوار ہو جاؤ۔“ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اس گھائی کی طرف چلے جاؤ حتیٰ کہ اس کے اوپر چڑھ جاؤ اور ایسا نہ ہو کہ رات میں ہم تمہاری طرف سے دھوکہ کھا جائیں۔“ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دریافت فرمایا: ”کیا تم نے اپنے سوار کو دیکھا ہے؟“ صحابہ نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! ہم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور اس دوران میں آپ گھائی کی طرف بھی دیکھتے رہے حتیٰ کہ جب نماز مکمل کر لی اور سلام پھیر لیا تو فرمایا: ”خوشخبری ہو تمہارا سوار آ گیا ہے۔“ پس ہم بھی درختوں میں سے گھائی کی طرف دیکھنے لگے تو وہ سامنے آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: میں (آپ کے ہاں سے) روانہ ہوا حتیٰ کہ اس گھائی کے اوپر چڑھ گیا جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھائیوں میں دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تم رات کو (گھوڑے سے) اترے بھی تھے؟“ اس نے کہا: نہیں صرف نماز پڑھنے یا قضاے

فَذَا وَكَذَا فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ طُعْنِهِمْ وَنَعْمِهِمْ وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «تِلْكَ فَيْمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟» قَالَ أَنَسُ بْنُ لَبِي مَرْثِدٍ الْعَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «فَارْكَبْ»، فَارْكَبَ فَرَسًا لَهُ وَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الاسْتَقْبِلْ هَذَا الشَّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَغْلَاهُ، وَلَا تُعَرِّزَنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ»، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مُضَلَّاهُ لَوَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ أَحْسَسْتُمْ لِمَارِسِكُمْ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَحْسَسْنَاهُ، فَنُوبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَتَلَقَّى إِلَى الشَّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمْ فَقَالَ: «أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ»، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشَّعْبِ فَإِذَا قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَلَّمْ وَقَالَ: «إِنِّي أَنْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَغْلَى هَذَا الشَّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَطْلَعْتُ الشَّعْبَيْنِ وَلَهُمَا، فَتَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرِ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟» قَالَ: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أُوجِبَتْ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ حاجت کے لیے ہی اتر اہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تم نے اپنے لیے لازم کر لی (جنت) لا تَعْمَلْ بَعْدَهَا“۔

اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی مواخذہ نہیں۔“



فوائد و مسائل: ① جہادی مہموں اور دیگر اہم مواقع پر پہریداری کا انتظام حسب ضرورت مشروع و مسنون بلکہ واجب ہے اور توکل کے خلاف نہیں۔ ② نماز کے دوران میں بلا وجہ التفات ممنوع ہے مگر اہم ضرورت کے پیش نظر مباح ہے۔ مگر خیال رہے کہ منہ پھیر کر نہ دیکھا جائے۔ ③ صحابی رسول ﷺ نے فرمان رسول کے ظاہر الفاظ پر اس شدت سے تعمیل کی کہ ساری رات گھوڑے کی پیٹھ پر گزاردی۔ ④ نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو مواخذہ نہیں“ ان کے اس عمل کی قبولیت کی بشارت تھی۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ انہیں اعمال تکلیفیہ سے آزادی کا پروانہ دے دیا گیا تھا بلکہ اس میں ان کی بخشش کی خوشخبری تھی جس کی بنا پر یہ لوگ اور بھی زیادہ متقی، عامل اور محنت کش ہو جاتے تھے۔ جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا تھا: ”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔“ (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۳۰ و صحیح مسلم، صفات المنافقین، حدیث: ۲۸۱۹) ⑤ جہاد میں پہریداری کے ایک آسان عمل کا جب یہ اجر ہے تو قتال و معرکہ آرائی کے فضائل کس قدر زیادہ ہوں گے۔ ⑥ مجاہدین معرکہ کی طرح فکر و عمل کے میدان میں بھی علما و حق پر لازم ہے کہ دنیا میں پھیلنے والی مہمانہ تحریکوں پر گہری نظر رکھیں جو کہ مسلمانوں اور ان کے معاشرے میں نقب لگانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتیں اور ان کا جواب بھرپور علمی و فکری اسلوب میں دینا واجب ہے۔



58

(المعجم ۱۷) - باب كَرَاهِيَةِ تَرْكِ الْغَزْوِ

باب: ۱۷- جہاد چھوڑ دینے کی مذمت

(التحفة ۱۸)

۲۵۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْوَرْدِ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ ۲۵۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد نہیں کیا اور اپنے دل میں بھی جہاد کی نیت نہیں کی تو، نفاق کی ایک شاخ پر مرا۔“

۱۲۵۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب ذم من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه بالغزو، ح: ۱۹۱۰ من حديث عبدالله بن المبارك به .

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوِ مَاتَ عَلَى شُعْبَةَ
مِنْ نَفَاقٍ.

فائدہ: مخلص مسلمان ہر حال میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ چاہتا ہے اور اس کے لیے کوشاں رہتا ہے، جہاد کا شائق اور جہادی عمل کا مؤید اور معاون ہوتا ہے۔ اگر کسی میں ایسی کوئی کیفیت نہیں تو وہ نام ہی کا مسلمان ہے اور ایسے جذبات سے محرومی نفاق کا ایک حصہ اور بہت بڑی بدبختی ہے۔

۲۵۰۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ،
وَقَرَأَهُ عَلَى يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجُسِيُّ
قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَحْيَى
ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ الْقَاسِمِ أَبِي
هَبْدٍ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهَّزْ غَازِيًا أَوْ
خَلُفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللَّهُ
عَذَابًا». قَالَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ فِي حَدِيثِهِ:
«لَمْ يَزَلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

فائدہ: امت مسلمہ کو جس ہزیمت کا سامنا ہے بلاشبہ وہ جہاد سے روگردانی اور کفار کے مقابلے میں بزدلی کا نتیجہ ہے۔ اور اللہ عزوجل کی جانب سے قسم قسم کی آفات بھی اس کے مواخذے کی دلیل ہیں۔

۲۵۰۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
سَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ
نَبِيَّ ﷺ قَالَ: «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ
إِلَّكُمْ وَأَنْفُسَكُمْ وَالْأَسْتِكُمْ».

۲۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب التغليب في ترك الجهاد، ح: ۲۷۶۲ من حديث الوليد
بن مسلم، وصرح بالسماع المسلسل عند ابن عساکر في "الأربعين في الحث على الجهاد"، ح: ۲۰، وتابعه
ابن خالد عند الطبرانی في مسند الشاميين، ح: ۸۸۳.

۲۶- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب وجوب الجهاد، ح: ۳۰۹۸ من حديث حماد بن سلمة
صححه ابن حبان، ح: ۱۶۱۸، والحاكم على شرط مسلم: ۸۱/۲، ووافقه الذهبي، ورواه ثابت البناني عن
عنه عند الضياء في المختارة: ۳۶/۵، ح: ۱۶۴۲.

۱۰- کتاب الجہاد جہاد کے مسائل

☀️ فائدہ: مسلمانوں کے تمام طبقات کو اپنی اپنی ممکنہ صلاحیات کے ساتھ کفر کے مقابلہ میں تیار رہنا واجب ہے۔ جو ان اپنی جانوں اور جوانی سے اغنیاء اپنے مالوں سے علماء دعوت و ترغیب سے اور تردید کفر و شرک سے بزرگ عورتیں اور بچے اللہ کے حضور دعاؤں سے اسلام مسلمانوں اور مجاہدین کے لیے مدد مانگیں۔ اشعار کی صورت میں کفر و شرک و مشرکین کی مذمت اور بھوبھی زبان سے جہاد میں شمار ہے۔ الغرض جو مسلمان جہاد کے داعیہ سے خالی الذہن ہے اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ۱۸) - بَابٌ فِي نَسْخِ نَفِيرِ الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۸- خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں کے نفیر (جہاد میں جانے) کا حکم منسوخ ہونا

۲۵۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبَكُمُ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ [التوبة: ۳۹] و ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَسْتَلُونَ﴾ نَسَخْتَهَا الْآيَةُ الَّتِي تَلِيهَا ﴿وَمَا كَانَتِ الْمُؤْمِنُونَ يَسْفِرُوا﴾ [التوبة: ۱۲۰-۱۲۲].

۲۵۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورہ توبہ (کی آیت نمبر ۳۹) ”اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلا گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کر دے گا۔“ اور (آیات ۱۲۰ اور ۱۲۱) ”اہل مدینہ اور ان کے ارد گرد کے دیہاتیوں کو روانہ نہیں (کہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو رسول کی جان سے پیاری سمجھیں.....) ان آیات کو اس کے بعد والی آیت (نمبر: ۱۲۲) نے منسوخ کر دیا ہے۔ جس میں ہے: ”اور مومنوں کو لائق نہیں کہ یہ سب کے سب جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں۔ (ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر جماعت میں سے ایک گروہ نکلتا تاکہ وہ باقی دین میں سمجھ حاصل کرتے اور جب یہ (جہاد سے) لوٹ کر آتے تو اپنی قوم کو بھی ڈرا۔ تاکہ وہ بھی متنبہ رہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کا مفہوم یہ ہے کہ ہر جہاد میں تمام مسلمانوں کا نکلنا منسوخ ہے۔ جبکہ دیگر مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ یہ آیات محکم ہیں اور جہاد میں احوال و ظروف کا خیال کرنا چاہیے اور ایک جماعت کو دارالاسلام میں بھی لازماً رکنا چاہیے تاکہ مرکز بالکل ہی خالی نہ ہو جائے۔ ② آیت نمبر: ۱۲۲ سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جہاد میں عملاً مشغول ہو کر جو تفقہ فی الدین حاصل ہوتا ہے وہ عام حالات میں حاصل نہیں ہوتا۔

۲۵۰۵- تخریج: [اسناد حسن] أخرجه البيهقي: ۴۷/۹ من حديث أبي داود به.

۱۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۵۰۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْمُجَابِبِ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدِ الْحَتَّيِّ: حَدَّثَنِي نَجْدَةُ بْنُ نَفِيعٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿إِلَّا تَنفِرُوا يُمَذِّنْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ قَالَ: فَأَمْسِكَ عَنْهُمْ الْمَطَرُ وَكَانَ عَذَابُهُمْ.

۲۵۰۶- نجدہ بن نفیع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورہ توبہ (کی آیت ۳۹) کی تفسیر پوچھی، جس میں ہے کہ ”اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کر دے گا۔“ انہوں نے فرمایا: ان سے بارش روک لی گئی اور یہی ان کا عذاب تھا۔

باب: ۱۹- کسی (معتول) عذر کے باعث جہاد کے لیے نہ جانا درست ہے

(المعجم ۱۹) - باب الرخصة في القعود من العذر (التحفة ۲۰)

۲۵۰۷- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کو سکنت نے ڈھانپ لیا (وحی کا نزول شروع ہو گیا) اور رسول اللہ ﷺ کی ران میری ران پر آ گئی مجھے آپ ﷺ کی ران سے جو بوجھ محسوس ہوا کسی اور چیز سے محسوس نہیں ہوا۔ جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”لکھو“ چنانچہ میں نے شانے کی ہڈی پر لکھا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ.....﴾ (آخر آیت تک) ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے موئین اور بیٹھ رہنے والے برابر نہیں ہو سکتے.....“ ابن ام حکوم جو تائید صحابی تھے انہوں نے جب مجاہدین کی یہ فضیلت سنی تو کمرے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! موئین میں سے ایسے شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو؟

۲۵۰۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كُنْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَغَشِيَتْهُ السَّكِينَةُ، فَوَقَعْتُ فَخِذَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي فَمَا وَجَدْتُ ثِقَلَ شَيْءٍ أَثْقَلَ مِنْ فَخِذِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سُرِّي عَنْهُ فَقَالَ: «اُكْتُبْ»، فَكُتِبَتْ فِي كَتِفِ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَامَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ - وَكَانَ رَجُلًا لَهْمًا - لَمَّا سَمِعَ فَضِيلَةَ الْمُجَاهِدِينَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ يَمْنُ لَا يَسْتَطِيعُ

۲۵۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح: ۶۸۲ عن زيد بن حباب به * نجدة بن نافع يهول (تقريب).

۲۵۰۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/۱۹۰، ۱۹۱ من حديث عبد الرحمن بن أبي الزناد به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۳۱۴، وصححه الحاكم: ۲/۸۱، ۸۲، ووافقه الذهبي.

انہوں نے جب اپنی بات پوری کی تو رسول اللہ ﷺ کو سکینت نے ڈھانپ لیا اور آپ کی ران میری ران پر آگئی اور دوسری بار بھی میں نے اسی طرح کا بوجھ محسوس کیا جو پہلے محسوس کیا تھا۔ پھر جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”اے زید! پڑھو۔“ میں نے پڑھا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ.....﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾ ”سوائے ان کے جنہیں کوئی عذر ہو۔“ اور باقی آیت اسی طرح رہی۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾ کے لفظ اللہ نے علیحدہ سے نازل فرمائے اور میں نے ان کو ان کی جگہ پر لکھ دیا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! گویا میں شانے کی ہڈی کے اس درز کو دیکھ رہا ہوں جہاں میں نے اس کو ملایا تھا۔

الْجِهَادَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَلَمَّا قَضَىٰ كَلَامَهُ، عَشِيَّتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ السَّكِينَةَ فَوَقَعَتْ فَخِذُهُ عَلَىٰ فَخِذِي وَوَجَدْتُ مِنْ ثِقَلِهَا فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ كَمَا وَجَدْتُ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى، ثُمَّ سُرِّيَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «اقْرَأْ يَارِزِدُ»، فَقَرَأْتُ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾ الْآيَةَ كُلَّهَا [النساء: ۹۵]۔ قَالَ زَيْدٌ: فَأَنْزَلَهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَحَدَّثَهَا فَأَلْحَقْتُهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَىٰ مُلْحَقِهَا عِنْدَ صَدْعٍ فِي كَتِفٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مریض نابینا، اچانچ یا دیگر شرعی عذر کی بنا پر اگر کوئی جہاد سے پیچھے رہ جائے تو مباح ہے۔ لیکن جب بغیر عام کاکم ہو تو بلا عذر پیچھے رہنا کسی طرح روا نہیں۔ ② نزول وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ پر انتہائی بوجھ پڑتا تھا حتیٰ کہ سخت سردی میں بھی آپ کو پسینہ آ جاتا تھا اور اگر آپ اونٹنی پر ہوتے تو وہ بھی تک کر کھڑی ہو جاتی تھی اور چل نہ سکتی تھی۔ ③ قرآن مجید جس قدر اترتا تھا نبی ﷺ اس کی کتابت کروادیا کرتے تھے۔ البتہ ابتداء احادیث کے لکھنے کی عام اجازت نہ تھی سوائے چند ایک صحابہ کے یا وہ واثق جو آپ نے بالخصوص لکھوائے۔

۲۵۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۲۵۰۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تم لوگ مدینے میں ایسے لوگوں کو چھوڑ آئے ہو کہ جو سفر بھی تم کرتے ہو یا کوئی خرچ کرتے ہو یا کوئی وادی طے کرتے ہو تو وہ (اجر و ثواب میں) تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔“ صحابہ

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَاسِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ، وَلَا قَطَعْتُمْ

۲۵۰۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲۴/۹ من حديث أبي داود به، وقال البخاري في صحيحه، كتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو، ح: ۲۸۳۹ وقال موسى... الخ، فذكر السند ولم يذكر اللفظ، وقال: "الاول اصح".

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

بْنِ وَادٍ إِلَّا وَهُمْ مَعَكُمْ فِيهِ». قَالُوا: «لَا وَرَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ يَكُونُونَ مَعَنَا وَهُمْ الْمَدِينَةُ؟ قَالَ: «حَبَسَهُمُ الْعُدُوُّ».

نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ ہمارے ساتھ کس طرح ہوتے ہیں حالانکہ وہ مدینے میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ان کو عذر اور مجبوری نے روک رکھا ہے۔“

فائدہ: حسن نیت اور اخلاص کی بنا پر ایک معذور انسان بھی وہ درجات حاصل کر لیتا ہے جو ایک مجاہد اور عامل حاصل کرتا ہے۔

(المعجم ۲۰) - باب مَا يُخْزِي مِنْ
البُغْزِ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۰- جو چیز غزوے سے کفایت کرتی ہے

۲۵۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ يَخِيرُ فَقَدْ غَزَا».

۲۵۰۹- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے مجاہد کو سامان جہاد دیا تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا اور جو مجاہد کے اہل خانہ کی بحسن و خوبی نگریری کرتا رہا تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا۔“

۲۵۱۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ بَخِيرٍ، ح: ۲۸۴۳ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، وَمُسْلِمٌ، الْإِمَارَةُ، بَابُ فَضْلِ إِعَانَةِ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِمَرْكُوبٍ وَغَيْرِهِ ... الخ، ح: ۱۸۹۵ مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ الْمَعْلَمِ بِهِ * يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، وَأَبُو سَلَمَةَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ.

۲۵۱۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو لحيان کی جانب ایک مہم بھیجی اور فرمایا: ”ہر دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے چلا جائے (آدھے لوگ جہاد کے لیے جائیں اور آدھے رکے رہیں۔“ پھر آپ نے رکنے والوں سے فرمایا:

۲۵۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل من جهز غازیاً أو خلفه بخیر، ح: ۲۸۴۳ عن أبي معمر، ومسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازی في سبيل الله بمركوب وغيره ... الخ، ح: ۱۸۹۵ من حديث الحسين المعلم به * يحيى هو ابن أبي كثير، وأبو سلمة هو ابن عبد الرحمن بن عوف.

۲۵۱۰- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازی في سبيل الله بمركوب وغيره ... الخ، ح: ۱۸۹۶ عن سعيد بن منصور به، وهو في سننه، ح: ۲۳۲۶.

اللہ ﷻ بَعَثَ إِلَىٰ بَنِي لِحْيَانَ وَقَالَ: لِيَخْرُجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ. ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: «أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ».

”جو تم میں سے مجاہد کے گھر والوں کی عمدہ طور پر خبر گیری کری کرے گا اس کو جانے والے کا آدھا ثواب ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: مذکورہ بالا پہلی حدیث سے یہ سمجھا گیا ہے کہ جو شخص مجاہد کے اہل خانہ کی عمدہ طور سے خبر گیری کرے تو اس کو بھی مجاہد کی طرح پورا ثواب ملتا ہے اور اس دوسری حدیث میں آدھے ثواب کا ذکر آیا ہے تو اس میں تطبیق اس طرح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ان دونوں افراد کے مجموعی ثواب کو آدھا آدھا کیا جائے تو دونوں کے لیے برابر ہو جاتا ہے اور اس طرح تعارض نہیں رہتا۔ مگر راقم مترجم کا خیال ہے کہ اگر پیچھے رہنے والے نے اسی رکنے کے عمل کو ترجیح دی ہو تو اسے آدھا ثواب ملے گا۔ لیکن اگر یہ دونوں ہی قتال میں شریک ہونے کے شائق ہوں اور امیر کسی ایک کو قتال کے لیے منتخب کرے اور دوسرے کو اس کے اہل خانہ کی خدمت کا پابند کرے تو اس طرح یہ دونوں ہی ثواب میں برابر ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ: فِي الْجُرْأَةِ وَالْجُبْنِ (التحفة ۲۲)

باب: ۲۱- جرأت اور بزدلی کا بیان

۲۰۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ شُحُّ هَالِعٍ وَجُبْنٌ خَالِعٌ».

۲۵۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”انسان میں دو وصف بہت برے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ حریص و بخیل ہونے کے ساتھ ساتھ دل کا کچا ہو۔ دوسرا یہ کہ اتنا بزدل ہو کہ گویا دل ہی نکل جائے گا۔“

🌞 فائدہ: کسی انسان میں حرص اور بخل دونوں کیفیتیں جمع ہوں تو اس کو [شُح] کہتے ہیں: [هَلَع] کی وضاحت قرآن کریم میں یوں آئی ہے: ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا، إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا، وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا﴾ (المعارج: ۱۹-۲۱) ”بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچا۔ جب پہنچے اس کو برائی تو بے صبر اور جب پہنچے اس کو بھلائی تو نادہند۔“

۲۰۱۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۲۰ عن عبد الله بن يزيد أبي عبد الرحمن المقرئ به. وصححه ابن حبان، ح: ۸۰۸.

(المعجم ۲۲) - بَابُ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُقْلُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾
[البقرة: ۱۹۵] (التحفة ۲۳)

باب: ۲۲- آیت کریمہ: ﴿وَلَا تُقْلُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ”اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو“ کی تفسیر

۲۵۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ لَسْرَجٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ وَابْنِ لَهَيْعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: عَزَّوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نَزِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ. وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَالرُّومُ مُلْصِقُو ظُهُورِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِينَةِ، فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ، فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: إِنَّمَا أَنْزَلَتْ لَهُ الْآيَةُ فَبِنَا مَغْشَرُ الْأَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ وَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ قُلْنَا: هَلُمَّ نَقِمْ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحْهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ فَلَا لِقَاءَ بِأَيْدِينَا إِلَى التَّهْلُكَةِ: أَنْ نَقِمْ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحْهَا وَنَدْعَ الْجِهَادَ. قَالَ أَبُو عِمْرَانَ: فَلَمْ يَزَلْ أَبُو أَيُّوبَ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى دُفِنَ بِالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ.

۲۵۱۲- جناب اسلم ابو عمران بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ منورہ سے جہاد کے لیے روانہ ہوئے، ہم قسطنطنیہ (استنبول) جانا چاہتے تھے اور جناب عبدالرحمن بن خالد بن ولید ہمارے امیر جماعت تھے۔ رومی لوگ اپنی پشت فصیل شہر کی طرف کیے ہمارے مد مقابل تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے دشمن پر ہلہ بول دیا تو لوگوں نے کہا: رکڑ ٹھہرو! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، یہ شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تو حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصاریوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب اللہ ذوالجلال نے اپنے نبی ﷺ کی نصرت فرمائی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم نے کہا: چلو اب ذرا اپنے اموال و جائیداد میں رک جائیں اور ان کو درست کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“ ہلاکت میں ڈالنا یہ تھا کہ ہم اپنے مالوں میں رک جائیں ان کی اصلاح میں مشغول ہو جائیں اور جہاد چھوڑ دیں۔ ابو عمران نے کہا: چنانچہ ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ قسطنطنیہ (استنبول) ہی میں دفن ہوئے۔

۲۵۱۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح: ۲۹۷۲ من حديث حيوة بن شريح به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶۷، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۲۷۵، ووافقه الذهبي.

🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کو صحیح احادیث میں وارد شان نزول کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔ اس سے صرف نظر کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ مگر ہر آیت کا شان نزول ثابت نہیں ہے۔ ② مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ مشاغل دنیا میں انہماک اور جہاد سے اعراض ہی باعث ہلاکت ہے خواہ افراد اس کے مرتکب ہوں یا قومیں۔

(المعجم ۲۳) - بَابُ: فِي الرَّمْيِ
(التحفة ۲۴)

۲۵۱۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”اللہ عزوجل ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ایک اس کا بنانے والا جو اپنی اس صنعت میں اجر و ثواب کا امیدوار ہو۔ دوسرا تیر مارنے والا (جہاد میں) اور تیسرا وہ جو اسے تیر پکڑنے والا ہو (جو اس کا معاون ہو)۔ تیر اندازی اور گھوڑ سواری سیکھو تاہم مجھے گھوڑ سواری کی نسبت تیر اندازی (نشانہ بازی) زیادہ پسند ہے۔ (شریعت میں) کھیل تین ہی ہیں: ایک یہ کہ انسان اپنے گھوڑے کو سدھائے۔ دوسرا یہ کہ انسان اپنی بیوی سے کھیلے۔ تیسرا یہ کہ انسان اپنے تیر کمان سے تیر پھینکنے کی مشق کرتا رہے۔ جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دے تو اس نے بلاشبہ ایک نعمت کو چھوڑ دیا۔“ یا یوں فرمایا: ”اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔“

۲۵۱۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَامٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ غَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ، صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنْبَلَّهً، وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، لَيْسَ مِنَ اللَّهِوِ إِلَّا ثَلَاثُ تَأْدِيبَ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ أَهْلَهُ وَرَمْيُهُ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ. وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا» أَوْ قَالَ: «كَفَرَهَا».



🌞 فائدہ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ البتہ ہمارے فاضل محقق نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ جس کی وجہ سے حدیث میں مذکور اعمال کی اباحت اور فضیلت ثابت ہے، لہذا اگر کسی تفریح کا پروگرام ہو تو انہی

۲۵۱۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح: ۳۱۴۸ من حديث عبدالرحمن بن يزيد بن جابر به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۴۵۰ بطوله، وصححه الحاكم: ۲/ ۹۵، ووافقه الذهبي * خالد بن زيد حسن الحديث على الراجح.

مذکورہ بالا تفریحات میں سے کسی کو ترجیح دی جائے تاکہ جسمانی قوت اور تفریح کے ساتھ ساتھ عند اللہ اجر و ثواب کا بھی مستحق ٹھہرے۔

۲۵۱۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ ثُمَامَةَ بْنِ شَفِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ» [الأنفال: ۶۰] أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيَ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيَ.

۲۵۱۴- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ کہتے ہوئے سنا: (آپ نے سورہ انفال کی آیت: ۶۰ پڑھی) ”ان کفار کے مقابلے میں جس قدر ہو سکے قوت بہم پہنچاؤ۔“ (اس کی تشریح میں آپ نے فرمایا: ”خبردار! تیر اندازی ہی قوت ہے۔ خبردار! تیر اندازی ہی قوت ہے۔“)

فائدہ: [رمی] کے معنی ہیں کسی چیز کو پھینک کر مارنا۔ تیر اندازی کا بیان بطور رمز کے ہے ورنہ مطلوب یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان، مسلمان کے لیے رائج الوقت اسلحہ کے استعمال کی تربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور چلا کر مارنے والے اسلحے ہی سب سے اہم ترین ہیں۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ: فِيمَنْ يَغْرُو وَيَلْتَمِسُ الدُّنْيَا (التحفة ۲۵)

باب: ۲۴- دنیا کی طلب میں غزوہ کرنے والا

۲۵۱۵- حَدَّثَنَا حَيَوَةُ بْنُ شَرِيحٍ لَحْضَرَمِيٍّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةٍ، عَنْ عَمَّادِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: الْغَزْوُ غَزَاوَانٍ فَأَمَّا مَنْ ابْتَغَى وَجْهَ اللَّهِ،

۲۵۱۵- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد دو قسم کا ہے: جس نے اللہ کی رضا چاہی، امام کی اطاعت کی، عمدہ مال خرچ کیا، اپنے شریک کار سے نرمی کا برتاؤ کیا اور فساد سے بچتا رہا، تو بلاشبہ ایسے مجاہد کا سونا اور جاگنا سبھی اجر و ثواب کا کام

۲۵۱۴- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه، ح: ۱۹۱۷ من حديث ابن وهب به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۴۴۸.

۲۵۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيعة، باب التشديد في عصيان الإمام، ح: ۴۲۰۰ من حديث أبيه به * وهو يدل على تدليس التسمية، ولم أجد تصريح سماعه المسلسل، ومع ذلك صححه الحاكم على شرط مسلم: ۸۵/۲، ووافقه الذهبي.

ہے لیکن جس نے فخر دکھلاوے اور شہرت کی نیت رکھی، امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد کیا تو بلاشبہ ایسا آدمی (ثواب تو کیا) برابری کے ساتھ بھی نہیں پلایا۔ (گناہ سے بچ آنا بھی مشکل ہے۔“)

وَاطَاعَ الْإِمَامَ، وَأَنْفَقَ الْكَرِيمَةَ، وَيَأْسَرَ الشَّرِيكَ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ؛ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنَبَهُهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَرَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَرْجَعْ بِالْكَفَافِ.

۲۵۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انسان جہاد کے لیے نکلتا ہے مگر وہ دنیا کا مال چاہتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔“ لوگوں نے اس فرمان کو بہت گراں جانا انہوں نے اس آدمی سے کہا: دوبارہ پوچھو شاید تم اپنی بات واضح نہیں کر سکے ہو۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلتا ہے اور وہ دنیا کا مال چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔“ لوگوں نے اس آدمی سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پھر پوچھو۔ اس نے آپ سے تیسری بار پوچھا تو بھی آپ نے اسے یہی فرمایا: ”اس کو کوئی ثواب نہیں۔“

۲۵۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَشَجِّ عَنْ ابْنِ مَكْرَزٍ، رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا أَجْرَ لَهُ»، فَأَعْظَمَ ذَلِكَ النَّاسُ وَقَالُوا لِلرَّجُلِ: عُدْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَعَلَّكَ لَمْ تُفْهَمْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضًا مِنَ عَرَضِ الدُّنْيَا؟ قَالَ: «لَا أَجْرَ لَهُ»، فَقَالُوا لِلرَّجُلِ عُدْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ الثَّالِثَةُ، فَقَالَ لَهُ: «لَا أَجْرَ لَهُ».

🌞 فائدہ: اگر مجاہد کی نیت بنیادی طور پر یا کاری اور حصول مال کی ہو تو اس کا سب عمل باطل ہے اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ لیکن اگر اصل اور بنیادی نیت جہاد اور اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہو اور اس کے ساتھ حصول مال جیسی نیت بھی خلط ملط ہو جائے تو اس سے اجر میں کمی آجاتی ہے عمل باطل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ سابقہ حدیث: ۲۳۹۷ میں گزرا ہے کہ مجاہدین کو اگر قیمت مل جائے تو وہ اپنا دوتہائی اجر اس دنیا ہی میں حاصل کر لیتے ہیں ورنہ ان کا سارا اجر محفوظ رہتا ہے۔ امام احمد



۲۵۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۹۰ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذنب به، وهو في كتاب الجهاد لابن المبارك، ح: ۲۲۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۰۴، والحاكم: ۸۵/ ۲، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الجہاد

ﷺ فرماتے ہیں کہ جہاد میں تاجر، مزدور اور کرائے پر کام کرنے والے افراد کا اجر ان کی اپنی اپنی نیت کی مقدار پر ہوتا ہے۔ نیت اور اخلاص کا معاملہ انتہائی مشکل اور توجہ طلب ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں جامع العلوم والحکم (لابن رجب ضلی رحمہ اللہ) میں شرح حدیث: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ قَاتَلَ لِنُكُونِ
كَلِمَةِ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا (التحفة ۲۶)
باب: جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی نیت
سے قتال کرے

۲۵۱۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَيُقَاتِلُ لِمُحَمَّدٍ، وَيُقَاتِلُ لِيُغْنِمَ، وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَاتَلَ حَتَّى تَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ أَعْلَى فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۲۵۱۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ أَبِي وَائِلٍ حَدِيثًا أَعْجَبَنِي فَلَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۵۱۷- حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: ایک آدمی قتال کرتا ہے شہرت کے لیے، کوئی قتال کرتا ہے تعریف کے لیے اور کوئی غنیمت کے لیے اور کوئی مرتبہ (بہادری و شجاعت) دکھانے کے لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس غرض سے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہی اللہ کی راہ میں ہے۔“

۲۵۱۸- عمرو بن مرہ نے کہا: میں نے ابو وائل سے حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: اگر مجاہد کی اصل نیت اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہو تو دیگر اغراض سے اس کے اجر میں کمی آ جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس عنوان کے تحت درج کیا ہے: [بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ، هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ؟] (صحیح البخاری، فرض الخمس، باب: ۱۰) ”کیا جو شخص غنیمت کے لیے قتال کرے اس کا اجر کم ہو جاتا ہے؟“

۲۵۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، ح: ۲۸۱۰، ومسلم، الإمامة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله، ح: ۱۹۰۴ من حديث شعبة به.

۲۵۱۸- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم تخریجه، انظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵۱۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (میں نے کہا) اے اللہ کے رسول! مجھے جہاد اور غزوے کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم صبر کے ساتھ اور اجر کی نیت سے قتال کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کرنے والوں اور اجر کے طلب گاروں میں اٹھائے گا اور اگر تم دکھلاؤے اور مال جمع کرنے کی غرض سے قتال کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ریاکار اور مال جمع کرنے والوں میں اٹھائے گا“ اے عبداللہ بن عمرو! جس حال (اور نیت) میں بھی تم نے لڑائی کی (جہاد کیا) یا تمہیں قتل کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ اسی حالت پر اٹھائے گا۔“

۲۵۱۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ حَاتِمٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ حَنَانِ بْنِ خَارِجَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: يَارَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْجِهَادِ وَالْغَزْوِ: فَقَالَ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو! إِنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللَّهُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، وَإِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِيًا مُكَائِرًا بَعَثَكَ اللَّهُ مُرَائِيًا مُكَائِرًا، يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَلَى أَيِّ حَالٍ قَاتَلْتَ أَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللَّهُ عَلَى تَيْكَ الْحَالِ».



☀ فائدہ: ہر نیک کام کے لیے اخلاص اور حسن نیت ضروری ہے۔ اس لیے جہاد و قتال ہو یا دیگر اعمال حسنہ ہر مسلمان کو تمام اعمال میں اپنی نیت کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ اس روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

باب: ۲۵- شہادت کی فضیلت

(المعجم ۲۵) - بَابُ: فِي فَضْلِ

الشَّهَادَةِ (التحفة ۲۷)

۲۵۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارے بھائی احد میں شہید کر دیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں میں کر دیا جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں“

۲۵۲۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ

۲۵۱۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۸۶، ۸۵/۲، وصححه، ووافقه الذهبي.

۲۵۲۰- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۶۶/۱ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/۸۸، ۲۹۷، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق صرح بالسماع، وللحديث شواهد عند البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ۲۱۲ (بتحقيقي) وغيره.

۱- کتاب الجہاد

— جہاد کے مسائل

وہاں کے پھل کھاتے ہیں اور پھر سونے کی قدیلوں میں لوٹ جاتے ہیں جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں۔ جب انہوں نے وہاں کے کھانے پینے اور آرام و راحت کے مزے دیکھے تو کہا: کون ہے جو ہمارا یہ پیغام ہمارے بھائیوں تک پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا.....﴾ ”وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کے بارے میں یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔“

عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَمَّا صِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأَحَدٍ جَعَلَ اللَّهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خَضِرٍ تَرُدُّ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثَمَارِهَا، وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طَيْبَ نَافِثِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيلِهِمْ قَالُوا: مَنْ يَبْلُغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا أَحْيَاءُ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِقَاءَ بَرَزَهُمْ فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكَلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ؟ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ، قَالَ: وَانْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا﴾ إِلَى الْخِرَ الْآيَةِ [آل عمران: ۱۶۹]۔

فوائد و مسائل: ① شہداء کے اس اعزاز و اکرام میں مسلمانوں کو ترغیب و تشویق ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں جان کی بازی لگانے سے دریغ نہ کریں۔ ② شہداء کی زندگی کو دنیا کی اس زندگی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ سورہ بقرہ میں صراحت ہے کہ ان کی زندگی کو تم لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ اور بعد از محشر انہیں نہایت اعزاز و اکرام سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ③ محمد رسول اللہ ﷺ ان شہداء سے مراتب میں افضل و اعلیٰ ہیں لہذا آپ کی برزخی زندگی کو بدرجہ اولیٰ نہیں سمجھا جاسکتا۔

۲۵۲۱- حسناء بنت معاویہ صریحہ بیان کرتی ہیں کہ ہم سے ہمارے چچا (اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ جنت میں کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”نبی جنت میں ہوں گے“ شہید جنت میں جائے گا“ چھوٹا بچہ جنت میں جائے گا اور زندہ دفن کیا گیا بچہ جنت میں جائے گا۔“

۲۵۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زَيْعٍ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ: حَدَّثَنَا حَسَنَاءُ بِنْتُ مُعَاوِيَةَ الصَّرِيمِيَّةُ قَالَتْ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: لَيْسَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَنْ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْوَلِيدُ فِي الْجَنَّةِ.

۲۵۲۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳۳۹ / ۵ من حديث عوف الأعرابي به * حسناء

بجوهة الحال، وفي الباب حديث يخالفه، ح: ۴۷۱۷.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”چھوٹے بچے“ جو نابالغی کی عمر میں فوت ہو گئے ہوں اس میں وہ بھی شامل ہیں جن کی پیدائش نامکمل رہی اور ساقط ہو گئے ہوں۔ البتہ کافروں اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ جب کفار کے بچے سن تیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والد کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا کہ نہ انہیں غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا“ کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں۔ باقی رہا آخرت میں ان کا حال تو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ بڑے ہوتے تو دنیا میں کس طرح کے عمل کرتے؟ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟“ (صحیح البخاری، القدر، باب اللہ أعلم بما کانوا عاملین، حدیث: ۶۵۹۷)

بعض اہل علم کا قول ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور ان کا بھی اہل فترت کی طرح امتحان ہوگا اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی تو جنت میں داخل ہوں گے اور اگر نافرمانی کی تو جہنم رسید ہوں گے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترت کا قیامت کے دن امتحان ہوگا۔ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس انبیاء کرام ﷺ کی دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے مثلاً کفار اور مشرکین کے بچے ان کا بھی امتحان ہوگا۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵/۱۷) ”اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیجیں ہم عذاب نہیں دیا کرتے۔“ اہل فترت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہما نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۷۳-۳۷۲/۲۳) ② عرب کے بعض قبائل عارکی بنا پر اپنی بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے اور یہ بھی آتا ہے کہ بعض فقر و فاقہ کی صورت میں بیٹیوں کے ساتھ بھی ایسے ہی کرتے تھے۔ قرآن مجید نے اس کا ذکر یوں کیا ہے: ﴿وَإِذَا الْمَوْءَدَةُ سُئِلَتْ ۖ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (التکویر: ۸-۹) ”جب زندہ درگور کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا؟“

(المعجم ۲۶) - بَابُ: فِي الشَّهِيدِ
يَشْفَعُ (التحفة ۲۸)

۲۵۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ۲۵۲۲- جناب نمران بن عتبہ ذماری بیان کرتے
حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ہیں کہ ہم ام درداء (صغر) کے ہاں گئے اور ہم یتیم تھے

۲۵۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ۱۶۱۲ من حديث يحيى بن حسان به، وانظر الحديث الآتي: ۴۹۰۵ * نمران ذكره ابن حبان في الثقات: ۵۴۴/۷، وقال: روى عنه حريز بن عثمان "ولم يثبت عن أبي داود قوله: "شيخ حريز كلهم ثقات"، فنمران مجهول الحال.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۔ کتاب الجہاد۔ جہاد کے مسائل

رَبَّاحُ الدَّمَارِيِّ: حَدَّثَنِي عَمِّي نِمْرَانُ بْنُ عُثْبَةَ الدَّمَارِيِّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ أَيَّتَامٌ فَقَالَتْ: أَبْشِرُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُبَشِّفُ الشَّهِيدَ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ».

تو انہوں نے کہا: تمہیں بشارت ہو! میں نے (اپنے شوہر) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید کی سفارش اپنے گھرانے کے ستر افراد کے حق میں قبول کی جائے گی۔“

فَالْأَبُو دَاوُدَ: صَوَّاهُ رَبَّاحُ بْنُ الْوَلِيدِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس سند میں (ولید بن رباح الذماری صحیح نہیں بلکہ) رباح بن ولید صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ اس سفارش کا مستحق بننے کے لیے عقیدہ توحید و سنت کا حامل ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ مشرک کے لیے قطعاً بخشش نہیں ہے اور جنت اس کے لیے حرام ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸) ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے علاوہ ازیں جسے چاہے گا معاف فرما دے گا۔“ اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾ (المائدہ: ۷۲) ”بلاشبہ جس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا بلاشبہ اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔“

(المعجم ۲۷) - بَابُ فِي الثَّوْرِ يُرَى
عِنْدَ قَبْرِ الشَّهِيدِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۷۔ شہید کی قبر پر نور کا نظر آنا

۲۵۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّاظِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زُوَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَحَدِّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ.

۲۵۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دیتا ہے۔

[قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ

۲۵۲۳۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن هشام في السيرة: ۱/ ۳۶۴ (بتحقيقي) عن محمد بن إسحاق به *
ابوسعید ہوا بن الاعرابی.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

ابن عبد الجبار قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بَكْرِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ]. بیان کیا کہ ہم کو یزید بن کبیر نے ابن اسحاق سے اسی کی مانند روایت کیا۔

🌞 ملحوظ: اس روایت کو ہمارے فاضل محقق رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

۲۵۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: أَخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَتَلَ أَحَدَهُمَا وَمَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ بِجُمُعَةٍ أَوْ نَحْوِهَا، فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا قُلْتُمْ؟» فَقُلْنَا: دَعَوْنَا لَهُ وَقُلْنَا: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَالْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِنَّ صَلَاتَهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ، وَصَوْمُهُ بَعْدَ صَوْمِهِ» شَكَ شُعْبَةُ فِي صَوْمِهِ، «وَعَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ، إِنَّ بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ».

۲۵۲۳- حضرت عبید بن خالد سلمیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں میں بھائی چارا کرایا تھا۔ چنانچہ ایک (جہاد میں) قتل ہو گیا اور اس کا دوسرا ساتھی ایک ہفتہ بعد یا اس کے قریب فوت ہوا، ہم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”تم نے (اس کے حق میں) کیا کہا ہے؟“ ہم نے کہا: ہم نے اس کے لیے دعا کی اور کہا: اے اللہ! اس کو اپنے ساتھی کے ساتھ ملا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کی وہ نمازیں جو اس کے بعد پڑھتا رہا، وہ روزے جو اس کے بعد رکھتا رہا اور وہ عمل جو اس کے بعد کرتا رہا، کیا ہوئے؟ ان کے درمیان تو اتنا فاصلہ ہے جیسے کہ زمین و آسمان کے درمیان۔“ شعبہ کو [فبی صومہ] کے الفاظ میں شک ہوا ہے۔

🌞 فائدہ: زندگی انتہائی قیمتی متاع ہے۔ ہر لمحہ جو گزر رہا ہے اس میں انسان یا تو اللہ کے ہاں اپنا مقام بلند کر رہا ہے یا گرا رہا ہے۔ شہید کا ایک مقام و مرتبہ ہے مگر بعض غیر شہداء اپنے اخلاص و تقویٰ اور کثرت عمل کی بنا پر بلند مراتب حاصل کر لیں گے۔ مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رحمہ اللہ امت محمدیہ میں سب سے فائق ہیں اگرچہ شرف شہادت سے سرفراز نہیں ہوئے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ: فِي الْجَعَائِلِ فِي بَاب: ۲۸- تنخواہ اور مزدوری طے کر کے جہاد کرنا (الغزو (التحفۃ ۳۰)

۲۵۲۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الدعاء، ح: ۱۹۸۷ من حديث شعبة به * عبد الله بن ربيعة وثقة ابن حبان، وهو مختلف في صحبته، فمثله حديثه حسن.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۵۲۵- حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”عقرب تمہارے لیے بڑے بڑے شہر فتح کیے جائیں گے اور لشکر جمع کیے جائیں گے ان کے کچھ حصے تمہارے ذمے آئیں گے (تمہارے مختلف قبیلوں اور علاقوں سے لوگ ان میں شامل کیے جائیں گے۔) تو (ایسے بھی ہوگا کہ) تم میں سے کوئی اس فوج میں بغیر اجرت کے شامل ہونا پسند نہیں کرے گا اور اپنی قوم میں سے نکل کھڑا ہوگا اور قبیلہ قبیلہ گھومتا پھرے گا اپنے آپ کو ان پر پیش کرے گا اور کہے گا: کون ہے کہ فلاں لشکر میں میں اس کی (طرف سے) اجرت پر لڑتے ہوئے (کفایت کروں؟) کون ہے کہ فلاں لشکر میں میں اس کی طرف سے (اجرت پر) کفایت کروں؟ خبردار! ایسا آدمی تو تمھیں مزدور ہے خواہ اپنا آخری قطرہ خون بھی بہادے۔“

باب: ۲۹- جہاد میں مادی بدلہ لے لینے کی رخصت

۲۵۲۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد کرنے والے کو اپنا ثواب ملتا ہے اور جو کوئی کسی مجاہد کو تعاون دیتا ہے اسے اپنا ثواب ملتا ہے اور ساتھ ہی جہاد کرنے والے مجاہد کا بھی۔“ (وگنا ثواب ملتا ہے۔)

۲۵۲۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْمَعْنَى، وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتَقَنَّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِي، عَنْ ابْنِ أَبِي أُيُوبٍ أَبِي أَيُّوبٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اسْتَفْتَحَ عَلَيْكُمْ الْأَمْصَارُ، وَاسْتَكُونُ جُنُودُ الْمُجَنَّدَةِ يَقْطَعُ عَلَيْكُمْ فِيهَا [بُعُوثٌ] فَيَكْرَهُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ الْبُعْثَ فِيهَا فَيَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهِ، ثُمَّ يَتَصَفَّحُ الْقَبَائِلَ يَغْرِضُ نَفْسَهُ لَهَا، يَقُولُ: مَنْ أَكْفَيْهِ بَعَثَ كَذَا؟ مَنْ أَكْفَيْهِ بَعَثَ كَذَا؟ أَلَا وَذَلِكَ الْأَجِيرُ إِلَى خَيْرِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ.

(المعجم ۲۹) - باب الرخصة في أخذ الجعائل (التحفة ۳۱)

۲۵۲۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصْبِصِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِي ابْنَ حَمْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ نَعِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ ابْنِ

۲۵۲۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/ ۴۱۳ من حديث محمد بن حرب به * أبو سورة ابن أخي أبي يوب ضعيف (تقریب).

۲۵۲۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۷۴ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن الجارود، ۱۰۳۹، وانظر، ح: ۲۴۸۷.

شَفِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِلْغَازِي أَجْرُهُ، وَلِلْجَاعِلِ أَجْرُهُ وَأَجْرُ الْغَازِي».

🌞 فائدہ: یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث جن میں جہاد و قتال کے لیے مادی تعاون لینے کی رخصت ہے ان کا تعلق ان مخلصین مگر مفلوک الحال اور فقیر لوگوں سے ہے جو اسباب و زاد جہاد نہ ہونے کے باعث جہاد سے پیچھے رہیں۔ ان کا جہاد برہنائے اخلاص و تقویٰ اعلائے کلمۃ اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے۔ تو ایسے لوگوں سے تعاون کرنا باعث اجر و ثواب ہے بلکہ تعاون دینے والوں کے لیے دہرا اجر ہے۔ جیسے کہ حکومت کے تنخواہ دار فوجی۔ اگر یہ اخلاص سے اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر لڑیں تو اجر و غنیمت دونوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں ورنہ وہی ہے جو ان کی نیت ہوئی۔ اور اسی پر قیاس ہیں وہ علماء مدرسین اور خطباء وغیرہ جو شرعی علوم کی اشاعت میں مشغول ہیں اگر ان کی نیت صاف ہو تو فہما و نعمت انہیں تنخواہیں اور وظیفے لینے جائز ہیں ورنہ انہیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

باب: ۳۰- ایسا انسان جو محض مزدوری ہی پر جہاد کرے

(المعجم ۳۰) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو بِأَجْرِ الْخِدْمَةِ (التحفة ۳۲)

۲۵۲۷- حضرت یعلیٰ بن مُعِیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا اعلان فرمایا جبکہ میں بوڑھا آدمی تھا، میرا کوئی خادم بھی نہ تھا تو مجھے کسی ایسے ملازم کی تلاش ہوئی جو (جہاد میں) میری کفایت کرتا اور میں اس کو اس کا حصہ دیتا چنانچہ مجھے ایک آدمی مل گیا۔ پھر جب کوچ کا وقت ہوا تو وہ میرے پاس آیا اور کہا: مجھے نہیں معلوم کہ (مال غنیمت میں) حصے کیا ہوں گے اور میرا حصہ کتنا ہوگا؟ پس آپ مجھے متعین طور پر بتا دیں وہ آئے نہ آئے (مجھے اس سے غرض نہیں)۔ تو میں نے اس کے لیے تین دینار متعین کر دیے۔ پھر جب میں

۲۵۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيَّانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ أَنَّ يَعْلَى ابْنَ مُثَنَّى قَالَ: أَدْنَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْغَزْوِ وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ لَيْسَ لِي خَادِمٌ، فَانْتَمَسْتُ أَجِيرًا يَكْفِينِي، وَأُجْرِي لَهُ سَهْمُهُ، فَوَجَدْتُ رَجُلًا، فَلَمَّا دَنَا الرَّجُلُ أَتَانِي فَقَالَ: مَا أَذْرِي مَا السُّهُمَانُ؟ وَمَا يَبْلُغُ سَهْمِي؟ فَسَمَّ لِي شَيْئًا كَانَ السُّهُمُ أَوْ

۲۵۲۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۶/ ۳۳۱ من حديث أحمد بن صالح به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۱۱۲، ووافقه الذهبي.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

لَمْ يَكُنْ، فَسَمِيتُ لَهُ ثَلَاثَةَ ذَنَائِرٍ فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيمَتُهُ أَرَدْتُ أَنْ أُجْزِيَ لَهُ سَهْمَهُ فَذَكَرْتُ الدَّنَائِرَ، فَجِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ أَمْرَهُ فَقَالَ: «مَا أَجِدُ فِي غَزْوَتِهِ هَذِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا ذَنَائِرَهُ الَّتِي سَمَى».

غنیمت لینے کے لیے حاضر ہوا اور چاہا کہ اس کا حصہ اسے دوں تو مجھے مقرر کردہ دیناروں کا خیال آیا۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آدمی کا معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں اس کے اس جہاد میں دنیا و آخرت میں سوائے ان دیناروں کے جو اس نے مقرر کر لیے اور کچھ نہیں پاتا۔“

فائدہ: حسب ضرورت جہاد وغیرہ میں ملازم سے کام لینا جائز ہے مگر ایسے غلام اور ملازم کا اجر اس کی اپنی نیت پر موقوف ہے۔ اگر اس کی نیت میں تقرب الی اللہ اور حصول رضا کا داعیہ موجود ہو تو اجر اور غنیمت دونوں کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے ورنہ بہت بڑی محرومی ہے کہ دنیا کے مال کے سوا اسے کچھ نہیں ملے گا۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو وَأَبَوَاهُ كَارِهَانِ (التحفة ۳۳)

باب: ۳۱- اگر کوئی ماں باپ کی رضامندی کے بغیر جہاد کرے

۲۵۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: جِئْتُ أَبَايَ عَلَى الْهَجْرَةِ وَتَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ، قَالَ: «ارْجِعْ فَأُصْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا».

۲۵۲۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں آپ کے پاس ہجرت پر بیعت کے لیے حاضر ہوا ہوں اور اپنے ماں باپ کو روتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس جا اور انہیں ہنسا (اور خوش کر) جیسے کہ تو نے ان کو رولا یا ہے۔“

فائدہ: والدین مسلمان ہوں اور جہاد فرض نہ ہو تو ان کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ دیگر مجاہدین اس کی کفایت کر سکتے ہیں۔ لیکن جب جہاد فرض ہو تو اجازت لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ تاہم ایسے حالات میں کہ والدین باوجود مسلمان ہونے کے جہاد کی شرعی اہمیت و ضرورت سے آگاہ نہ ہوں یا آگاہ ہونا نہ چاہیں اور بزدلی کا شکار ہوں مادی خدمات کے لیے اور اولاد بھی موجود ہو اور پھر بھی وہ اجازت نہ دیں تو مسئلہ امیر جہاد کے سامنے پیش کیا جائے اور اس کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۵۲۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۹۶ من حديث سفیان الثوري، وأحمد: ۱۶۰/۲. من سفیان بن عیینہ بہ، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۴۰۲۴، والحاكم: ۱۵۲/۴، ۱۵۳، ووافقه الذهبي.

۲۵۲۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تیرے ماں باپ ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو تو انہی میں جہاد کر (ان کی خدمت کر) یہی تیرا جہاد ہے۔“

۲۵۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَجَاهِدُ؟ قَالَ: «أَلَا أَبَوَانِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند حدیث میں راوی ابوالعباس یہ شاعر ہے اور اس کا نام سائب بن فروخ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْعَبَّاسِ هَذَا الشَّاعِرُ اسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فُرُوخَ.

🌞 فائدہ: والدین کی خدمت، مسلمان اولاد کا اہم ترین فریضہ ہے۔ نفلی جہاد کے مقابلے میں ان کی خدمت کو اولیت حاصل ہے، بالخصوص جبکہ ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہوں۔

۲۵۳۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا یمن میں تیرا کوئی عزیز بھی ہے؟“ اس نے کہا: میرے ماں باپ ہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا انہوں نے تجھے اجازت دی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس واپس جا اور ان سے اجازت طلب کر۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کی خدمت کر۔“

۲۵۳۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ دَرَّاجًا أَبَا السَّمْحِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: «هَلْ لَكَ أَحَدٌ بِالْيَمَنِ؟» فَقَالَ: أَبَوَايَ، فَقَالَ: «أَذِنَا لَكَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «ارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَاسْتَأْذِنْهُمَا فَإِنْ أَذِنَا لَكَ فَجَاهِدْ وَإِلَّا فَبِرَّهُمَا».

🌞 فائدہ: نفلی جہاد میں والدین کی اجازت ضروری ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اسلام نے خاندانی اکائی اور اسے مضبوط کرنے اور رکھنے کی از حد تلقین کی ہے۔ اس سے نیکی کو فروغ ملتا ہے اور برائی کے در بند ہوتے ہیں مگر

۲۵۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الجهاد باذن الأبوين، ح: ۳۰۰۴، ومسلم، البر والصلة، باب بر الوالدين وأيهما أحق به، ح: ۲۵۴۹ من حديث سفيان الثوري به.

۲۵۳۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۷۵/۳ من حديث دراج به، وسنده ضعيف، وهو في سنن سعيد ابن منصور، ح: ۲۳۴، والحديث السابق: ۲۵۲۹ يغني عنه.

مغربی تہذیب نے اس بنیادی اکائی اور وحدت کو توڑنے کے لیے افراد کنبہ اور بالغ اولاد کو بالخصوص آزاد روی اور آزادنشی کا جو سبق دیا ہے اس کے اثرات انتہائی زہریلے ہیں۔ مغرب نے خود تو اس کا انجام دیکھ لیا ہے اور اب اس کا رخ مشرق اور بالخصوص اسلامی معاشروں کی طرف ہے۔

(المعجم ۳۲) - **بَابُ: فِي النِّسَاءِ** باب ۳۲- خواتین بھی جہاد میں حصہ لے سکتی ہیں
يَغْزُونَ (التحفة ۳۴)

۲۵۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامُ بْنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْزُو بِأُمَّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لِيَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِيَ الْجَرَحَى .

۲۵۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (میری والدہ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ عورتوں کو جہاد میں ساتھ لے جایا کرتے تھے تاکہ وہ پانی پلائیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔

🌟 فائدہ: جہاد میں عورتوں سے مجاہدین کی خدمت کے کام لیے جاسکتے ہیں۔ یہ امور باحجاب ہو کر ادا کیے جاسکتے ہیں لہذا یہ خدمات لینے کے لیے خواتین کی تعلیم و تربیت اور مشق بھی ضروری ہے۔ شرعی تعلیمات کی روشنی میں اجنبی مردوں اور عورتوں کو بے حجاب کھلے اختلاط کی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی۔ بعض لوگ عہد نبوی کے اس قسم کے بعض اگاؤ کا واقعات سے یہ کلیہ اور اصول اخذ کرتے ہیں کہ مرد و عورت کے درمیان کسی بھی معاملے میں فرق و امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ عورتوں کو زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لینا چاہیے۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعو بھی یکسر غلط ہے اور استدلال بھی بے بنیاد۔ بھلا چند عمر رسیدہ خواتین کو زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور ان کو پانی پلانے جیسی معمولی خدمات کے لیے ان کو ساتھ لے جانے سے مرد و زن کی مغربی مساوات اور ہر معاملے میں دوش بدوش کا اثبات کس طرح ممکن ہے؟

(المعجم ۳۳) - **بَابُ: فِي الْغَزْوِ مَعَ** باب ۳۳- ظالم حکام کی زیر قیادت جہاد کرنا
أُيْمَةِ الْجَوْرِ (التحفة ۳۵)

۲۵۳۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ

۲۵۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین باتیں ایمان کی اصل

۲۵۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، ح: ۱۸۱۰ من حديث جعفر بن سليمان به.

۲۵۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۶/۹ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۳۶۷ * يزيد بن أبي نشبة مجهول (تقريب).

ہیں: جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اس کے درپے نہ ہوا سے کسی گناہ کی بنا پر کافر نہ کہو اور نہ کسی عمل کی وجہ سے اسے ایمان سے نکالو۔ اور جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے جہاد جاری ہے اور جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کا آخری حصہ دجال سے قتال کرے گا اس کو کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا عدل باطل نہیں کر سکتا اور تقدیروں پر ایمان رکھنا۔

عن یزید بن ابی نُسبۃ، عن أنس بن مالک قال: قال رسول الله ﷺ: «ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الْإِيمَانِ: الْكَفُّ عَنْ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تُكْفَرُهُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ، وَالْجِهَادُ مَا ضَرَّ مُنْذُ بَعَثَنِي اللَّهُ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَالَ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ، وَالْإِيمَانُ بِالْأَقْدَارِ».

۲۵۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم پر ہر امیر کے ساتھ جہاد واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد اور تم پر ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اگرچہ کبار کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو اور تم پر واجب ہے کہ ہر مسلمان کی نماز (جنازہ) پڑھو خواہ کوئی نیک ہو یا بد اگرچہ کبار کا مرتکب ہو۔“

۲۵۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرُ، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرُ».

☀ فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ ان میں کچھ باتیں صحیح ہیں جن کی تائید دوسری صحیح روایات سے ہوتی ہے۔ اور کچھ باتیں صحیح نہیں ہیں۔ بہر حال یہ دونوں روایات مدار استدلال نہیں ہیں۔

(المعجم ۳۴) - باب الرَّجُلِ يَتَحَمَّلُ بِمَالٍ غَيْرِهِ يَغْزُو (التحفة ۳۶)

۲۵۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۲۵۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۵۹۴، وأخرجه البيهقي ۱۲۱/۳ من حديث أبي داود به.
۲۵۳۴- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳۵۸/۳ من حديث عبيدة بن حميد به، وصححه الحاكم: ۹۰/۲، ووافقه الذهبي.

۱۔ کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے جہاد کا ارادہ کیا اور فرمایا: ”اے مہاجر و انصار! تمہارے کچھ بھائی ایسے بھی ہیں کہ ان کے پاس مال نہیں اور نہ کوئی ان کا خویش قبیلہ ہے تو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ ان میں سے دو تین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لے چنانچہ ہم میں سے جس کسی کے پاس سواری تھی وہ اپنے ساتھی کو باری سے سوار کرتا اور خود بھی باری سے سوار ہوتا تھا۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بھی دو تین کو اپنے ساتھ ملا لیا تو مجھے اپنے ہی اونٹ پر باری سے سواری ملتی تھی جیسے کہ انہیں۔

الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحِ الْعَنْزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ! إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَلَا عَشِيرَةٌ فَلْيَضْمُمْ أَحَدَكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوْ الثَّلَاثَةَ فَمَا لِأَحَدِنَا مِنْ ظَهَرٍ يَحْمِلُهُ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ» يَعْنِي أَحَدَهُمْ قَالَ: فَضَمَّمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً - قَالَ - : مَالِي إِلَّا عُقْبَةً كَعُقْبَةِ أَحَدٍ مِنْ جَمَلِي .

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ ارادہ کہ آپ ﷺ سے اللہ عز و جل نے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا ہی میں رفعت عنایت فرمادی تھی جبکہ جہاد میں دوسرے سے تعاون کرنے والا خود مجاہد جتنا ثواب پاتا ہے۔

باب: ۳۵۔ جو کوئی جہاد میں ثواب اور غنیمت کی نیت رکھتا ہو

(المعجم ۳۵) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُوَ يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالْغَنِيمَةَ (التحفة ۳۷)

۲۵۳۵۔ ابن زُغَبِ ایادی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ میرے مہمان بنے تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پیدل (جہاد کے لیے) روانہ فرمایا تاکہ کوئی غنیمت حاصل کر لائیں۔ پس ہم واپس آئے اور ہمیں کوئی غنیمت نہ ملی۔ آپ نے مشقت اور غمی کے آثار ہمارے چہروں پر دیکھے تو کھڑے ہوئے اور (دعا کرتے ہوئے) فرمایا: ”اے اللہ! انہیں میرے سپرد نہ کر دے کہ ان کی کفالت سے عاجز رہوں اور نہ انہیں ان کی اپنی جانوں کے سپرد

۲۵۳۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي ضَمْرَةُ أَنَّ ابْنَ زُغَبِ الْأَيَادِيِّ حَدَّثَهُ قَالَ: نَزَلَ عَلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الْأَزْدِيُّ فَقَالَ لِي: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنُغَنِّمَ عَلَى أَقْدَامِنَا، فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَعَرَفَ الْجُهْدَ فِي وُجُوهِنَا، فَقَامَ فِينَا قَالَ: «اللَّهُمَّ! لَا تَكِلْهُمْ إِلَيَّ فَأُضْعَفَ قُوَّتَهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَيُعْجِزُوا

۲۵۳۵۔ تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه أحمد: ۵ / ۲۸۸ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه الحاكم:

۴۲۵/۲، ووافقه الذهبي.

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

کردے کہ اپنی کفالت سے عاجز رہیں اور نہ انہیں لوگوں کے سپرد کر دینا کہ وہ اپنے آپ ہی کو ترجیح دینے لگیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا ”اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ (شام) تک پہنچ گئی ہے تو نزلے آنے لگیں گے، مصیبتیں ٹوٹیں گی۔ (علاوہ ازیں) اور بھی بڑی بڑی علامتیں ظاہر ہوں گی اور قیامت اس وقت لوگوں کے اس سے زیادہ قریب ہوگی جتنا کہ میرا ہاتھ تمہارے سر پر ہے۔“

عَنْهَا وَلَا تَكْلُهُمْ إِلَى النَّاسِ فَيَسْتَأْثِرُوا عَلَيْهِمْ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى هَامَتِي ثُمَّ قَالَ: «يَا بَنُ حَوَالَةَ! إِذَا رَأَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتْ أَرْضَ الْمُقَدَّسَةِ فَقَدْ دَنَّتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالْأُمُورُ الْعِظَامُ، وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِي هَذِهِ مِنْ رَأْسِكَ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حوالہ رحمہ اللہ تعلق حمص سے ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَوَالَةَ حِمَصِيٌّ.

فوائد و مسائل: ① جہاد میں اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ غنیمت کی توقع رکھنا کوئی معیوب نہیں بشرطیکہ یہ نیت ہی اصل مقصود نہ ہو۔ اتنا ضرور ہے کہ غنیمت حاصل ہونے سے آخرت کے اجر میں کمی آجاتی ہے جیسے کہ (باب فی السریۃ تحقّق) حدیث: ۲۳۹۷ میں گزرا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ نے مال کو انسان کے لیے گزران کا ایک اہم سبب بنایا ہے جبکہ حقیقی کفیل خود اللہ عز و جل ہے۔ اگر وہ اسباب مہیا نہ فرمائے اور ان میں برکت نہ دے تو کائنات کے تمام افراد اور اس کے کل اسباب پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ ③ مستقبل کے امور غیبیہ کی خبریں نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں کہ فتح بیت المقدس کے بعد سے دنیا میں اور امت اسلامیہ میں مذکورہ بالا علامات تواتر سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ④ قیامت از حد قریب ہے، لہذا ہر انسان کو اس کی فکر کرنی چاہیے۔

باب: ۳۶- انسان جو اپنے آپ کو اللہ

(المعجم ۳۶) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ

کے ہاتھ بچ ڈالے

يَشْرِي نَفْسَهُ (التحفة ۳۸)

۲۵۳۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے رب تعالیٰ کو اس بندے پر بڑا تعجب آتا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے اور اس کے ساتھی بھاگ نکلیں (مگر) اس

۲۵۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَجِبَ

۲۵۳۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/۴۱۶ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان ح: ۶۴۳، ۶۴۴.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

يُنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ غَزَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَزُوجَلٍّ فَانْهَزَمَ» يَعْنِي أَصْحَابَهُ «فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فَرَجَعَ حَتَّى أَهْرَبَ دَمُهُ فَيَقُولُ اللَّهُ مَزُوجَلٍّ لِمَلَايِكِهِ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي جَمَعَ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي هَنَى أَهْرَبَ دَمُهُ».

بندے کو گناہ کا احساس ہو تو وہ (قتال کے لیے) واپس لوٹ آئے حتیٰ کہ اس کا خون بہا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے: دیکھو میرے بندے کی طرف کہ میرے ہاں ثواب کی رغبت میں اور میری پکڑ کے ڈر سے واپس لوٹ آیا حتیٰ کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔“

فوائد و مسائل: سورۃ التوبہ میں یہ مضمون تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآلِهِمُ الْحَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَغَدَاً عَلَيْهِ حَقٌّ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ﴾ (التوبہ: ۱۱) ”اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں یہ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں تو مارتے ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں یہ تورات، انجیل اور قرآن میں بیان شدہ سچا وعدہ ہے۔“ الغرض مسلمان کو اپنے تمام تر اعمال اور احوال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کا امیدوار اور اس کے عقاب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ یہی اصل ایمان اور اس کی چوٹی ہے ﴿اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَاتِبٌ كَرِيمٌ﴾ اسی طرح اس کی دیگر صفات کی کیفیت ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱) ”اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔“ بنا بریں یہ صفات الہی ایسی ہی ہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہیں۔ ہمیں ان پر ایمان رکھنا ہے جیسے وہ بیان ہوئی ہیں ان کی کنہ اور حقیقت جاننے کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ کوئی جان ہی نہیں سکتا۔

باب: ۳۷- جو شخص اسلام لائے اور اسی

(المعجم ۳۷) - بَابٌ: فِيمَنْ يُسْلِمُ

وقت اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے

وَيُقْتَلُ مَكَانَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى

(التحفة ۳۹)

۲۵۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

عمر و بن اُقیش نے لوگوں سے اسلام سے پہلے کا سود لینا

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ

تھا تو وہ اس کی وصول یا بی تک اسلام سے دور رہا۔ آخر

أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عَمْرُو بْنَ

۲۵۳۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۲۳۷/۳ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۱۳/۲، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الإصابة، وللحديث شواهد كثيرة * حماد مو ابن سلمة.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

احد کے دن آیا اور پوچھا کہ میرے بچا زاد کہاں ہیں لوگوں نے کہا: احد میں ہیں پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: احد میں ہے۔ پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: احد میں ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ہتھیار پہنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان لوگوں کا جانب چلا گیا۔ مسلمانوں نے جب اس کو دیکھا تو کہ اے عمرو! ہم سے دور رہو۔ اس نے کہا: یقین کرو کہ میرا ایمان لاچکا ہوں چنانچہ قتال کرنے لگا حتیٰ کہ زخمی ہو گیا اسے اسی حالت میں اٹھا کر اس کے اہل میں لایا گیا پس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس کی بہر سے کہا: اس سے پوچھو (کہ اس نے جنگ میں حصہ کیوں لیا ہے) اپنی قوم کی حمیت و حمایت میں یا ان کے لیے غصہ کی بنا پر یا اللہ کے لیے غصے کی وجہ سے؟ تو اس نے کہا: بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے لیے غصے کی وجہ سے (اس جنگ میں شریک ہوا ہوں)۔ چنانچہ فوت ہو گیا اور جنت میں داخل ہوا اور اس نے اللہ کے لیے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔

فوائد و مسائل: ① اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حمیت اور حمایت میں اپنی جان و دار دینا اور اسی کے لیے اپنی محبت اور غصے کے جذبات کا اظہار کرنا ایمان کامل کی علامت اور اللہ کے ہاں نجات کی ضمانت ہے۔ ② نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے مگر عمرو بن اقیس رضی اللہ عنہ کو اس کے سیکھنے اور ادا کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تو اس لیے معذور سمجھے گئے۔ ③ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ اسلام ایک عملی اور باضابطہ دین ہے۔ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت و معصیت کا کوئی تصور نہیں اور نہ حرام کی کوئی گنجائش ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عمرو نے اپنے اسلام کو موخر کیا۔ یہ ان کی سعادت تھی کہ اللہ عز و جل نے ان کو مہلت دی اور وہ اسلام اور پھر شہادت سے بہرہ ور ہو گئے۔ ④ یہ واقعہ کسی شخص کو اپنا اسلام یا گناہ سے توبہ کو موخر کرنے کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ نہ معلوم مطلب پورا ہونے تک زندگی کی مہلت بھی ملے گی یا نہیں یا کہیں نیت ہی نہ بدل جائے یا حالات سازگار نہ رہیں اور پھر اسلام یا توبہ سے محروم رہ گیا تو ہمیشہ کی محرومی کا سامنا ہوگا۔



- کتاب الجہاد -

جہاد کے مسائل

(المعجم ۳۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ

باب: ۳۸- جو شخص اپنا ہی ہتھیار لگنے سے
فوت ہو جائے

يَمُوتُ بِسِلَاحِهِ (التحفة ۴۰)

۲۵۳۸- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے موقع پر میرے بھائی (عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے خوب قتال کیا اور (اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ) اس کی اپنی تلوار اچٹ کر خود اس کو لگ گئی جس سے وہ قتل ہو گیا۔ اصحاب رسول ﷺ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگے اور اس (کی شہادت) کے سلسلے میں انہوں نے شک کا اظہار کیا کہ ایک آدمی اپنے ہی ہتھیار سے مارا گیا ہے (تو کیونکر شہید سمجھا جائے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا اور مجاہد فوت ہوا ہے۔“

۲۵۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: فَذُنَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو أَوْدٍ: قَالَ أَحْمَدُ: كَذَا قَالَ هُوَ يَعْنِي ابْنَ وَهْبٍ وَعَبْسَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ جَمِيعًا عَنْ يُونُسَ، قَالَ أَحْمَدُ: وَالصَّوَابُ نَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي تَالًا شَدِيدًا فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ صَحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ وَشَكُّوا بِهِ: رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا».

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے سلمہ بن اکوع کے بیٹے سے دریافت کیا تو اس نے مجھے اپنے باپ کے حوالے سے اسی کی مانند بیان کیا مگر اس کے الفاظ یہ تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلط کہتے ہیں یہ جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا ہے مجاہد فوت ہوا ہے اور اس کے لیے دگنا اجر ہے۔“

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنَ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ؟ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ بِمِثْلِ لِكَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَذَبُوا، مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ جَزَاءُ مَرَّتَيْنِ».

فائدہ: اس مجاہد کے لیے دہرے اجر کی خوشخبری ممکن ہے جہاد اور شہادت کی بنا پر ہو۔ واللہ اعلم.

۲۵۳۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ

۲۵۳۹- جناب ابوسلام نبی ﷺ کے ایک صحابی

۲۵۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة خيبر، ح: ۱۸۰۲ من حديث عبد الله بن وهب به.

۲۵۳۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۱۰/۸ من حديث أبي داود به * الوليد بن مسلم لم يصرح //

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے جہینہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا۔ پس مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے ان کے ایک آدمی پر وار کیا اور اسے مار دیا چاہا مگر اس کا وار خطا گیا اور اس کی تلوار خود اسے ہی لگ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے مسلمانو! تمہارا بھائی! (اس کی خبر لو۔)“ لوگ بھاگ کر اس کی طرف گئے تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی کے کپڑوں میں خون سمیت لپیٹ دیا اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا وہ شہید ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اور میں اس کے لیے گواہ ہوں۔“

باب: ۳۹- جنگ کے وقت دعا کی

قبولیت کا بیان

۲۵۴۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو وقت کی دعائیں روئیں گی جاتیں یا بہت کم روکی جاتی ہیں: ایک اذان کے وقت اور دوسری جنگ کے وقت جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھڑ جاتے ہیں۔“

موسیٰ (بن یعقوب) نے کہا: مجھے رزق بن سعید بن عبد الرحمن نے ابو حازم سے اس نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَغْرَنَّا عَلَى حَيٍّ مِنْ جُهَيْنَةَ فَطَلَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا مِنْهُمْ فَضْرَبَهُ فَأَخْطَاهُ وَأَصَابَ نَفْسَهُ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَحْوَكُم بِمَا عَشَرَ الْمُسْلِمِينَ!» فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَوَجَدُوهُ قَدْ مَاتَ، فَلَفَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِثِيَابِهِ وَدِمَائِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَفَنَهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَشْهِيدُ هُوَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَنَا لَهُ شَهِيدٌ».

(المعجم ۳۹) - باب الدُّعَاءِ عِنْدَ اللَّقَاءِ (التحفة ۴۱)

۲۵۴۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِثْنَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَّ مَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَاسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُ بَعْضًا».

قال موسى: وَحَدَّثَنِي رِزْقُ بْنُ سَعِيدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ

◀ بالسماع المسلسل، وسلام بن أبي سلام مجهول (تقريب).

۲۵۴۰- تخريج: [صحيح] أخرجه الدارمي، ح: ۱۰۲۳ من حديث ابن أبي مريم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۱۹، وللحديث شواهد عند ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۷۱۷، ۱۷۶۱ وغيره، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۶۹، والحاكم ۱/ ۱۹۸، ۲/ ۱۱۳، ۱۱۴، ووافقه الذهبي، وحديث رزق بن سعيد ضعيف لجهالة حاله.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

سَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «وَتَحْتَ الْمَطَرِ». سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا: ”بارش کے وقت (بھی دعا روئیں کی جاتی۔“)

فائدہ: اذان اور اقبال دونوں عمل اللہ کا کلمہ بلند کرنے کیلئے ہیں لہذا ان اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ درج ذیل حدیث میں جہاد میں معمولی وقت لگانے کی فضیلت کا ذکر آ رہا ہے۔ خیال رہے کہ ”بارش کے وقت“ کا جملہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

(المعجم ۴۰) - بَابُ: فِيمَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ (التحفة ۴۲)

باب: ۴۰- شہادت کی دعا کی فضیلت

۲۵۴۱- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”اگر کسی نے اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کے وقفہ کے برابر بھی قاتل کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہے اور جس نے اللہ سے سچے دل سے قتل فی سبیل اللہ کی دعا مانگی پھر فوت ہو گیا یا قتل کر دیا گیا تو اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔“ ابن المصنفی نے یہاں اضافہ کیا: ”اور جسے (دشمن کی طرف سے) اللہ کی راہ میں کوئی زخم آ گیا یا کوئی چوٹ لگ گئی تو قیامت کے دن وہ زخم اسی طرح (تازہ) اور بڑا ہوگا جیسے کہ وہ تھا اس کے خون کا رنگ زعفران کا اور خوشبو کستوری کی ہوگی اور جسے اللہ کی راہ میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو اس پر شہیدوں کے جیسی مہر ہوگی۔“

۲۵۴۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو زُرَّانَ وَابْنُ الْمُصَفَّى قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ يُرَدُّ إِلَى مَكْحُولٍ إِلَى مَالِكِ بْنِ يُخَايَمِرَ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَاقٍ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْقَتْلَ مِنْ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَإِنَّ لَهُ أَجْرَ شَهِيدٍ. زَادَ ابْنُ الْمُصَفَّى مِنْ هُنَا: «وَمَنْ خَرَجَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ نُكِبَ كَتِفُهُ، فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا أَنْتَ، لَوْ أَنَّهَا لَوْنُ الزَّرْعِ غَرَّانٍ وَرِيحُهَا رِيحُ نَسِكِ، وَمَنْ خَرَجَ بِهِ خُرَاجٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ عَلَيْهِ طَائِعَ الشَّهَادَةِ».

فوائد و مسائل: ① اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد چند منٹ کے لیے وقفہ دیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ دوہتے ہیں اس درمیانی وقفے کو [فواق] سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ② اخلاص نیت کی وجہ سے انسان بہت بڑے درجات حاصل

۲۵۴۱- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۴۲۵۱ من حديث أبي داود به مختصراً، ولم يذكر هشام بن خالد، ورواه النسائي، ح: ۳۱۴۳، والترمذي: ۱۶۵۷، وقال: "صحیح".

کر لیتا ہے خواہ بالفعل عمل کر کے اس مقام تک نہ بھی پہنچ سکے۔

(المعجم ۴۱) - **بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ جَزِّ نَوَاصِي الْخَيْلِ وَأَذْنَابِهَا** (التحفة ۴۳)

باب: ۴۱- گھوڑوں کی پیشانیوں اور دموں کے بال کاٹنا مکروہ ہے

۲۵۴۲- حضرت عتبہ بن عبد سلمیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”گھوڑوں کی پیشانیوں اور دموں کے بال نہ کاٹو، بلاشبہ ان کی دُمیں ان کے پچھلے ہیں (کہ وہ ان سے کھینوں وغیرہ کو دور کرتے ہیں) اور گردنوں کے بالوں سے یہ اپنی سردی دور کرتے ہیں اور پیشانیوں کے بالوں کے ساتھ خیر و برکت بندھی ہوئی ہے۔“

۲۵۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ عَنْ الْهَيْثَمِ بْنِ حُمَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ جَمِيعًا عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ نَصْرِ الْكِنَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، وَقَالَ أَبُو تَوْبَةَ: عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، عَنْ عُثْبَةَ بْنِ عَبْدِ السَّلَمِيِّ وَهَذَا لَفْظُهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَقْصُوا نَوَاصِي الْخَيْلِ وَلَا مَعَارِفَهَا وَلَا أَذْنَابَهَا، فَإِنَّ أَذْنَابَهَا مَذَابِهَا وَمَعَارِفَهَا دِفَاؤُهَا، وَنَوَاصِيهَا مَعْقُودٌ فِيهَا الْخَيْرُ».



🌞 فائدہ: جن معمولات کے متعلق شرعی ہدایات آجائیں وہ عام معمولات اور عادات سے نکل کر شرعی مسائل بن جاتے ہیں جن کی اہمیت واضح ہے ان میں سے ایک گھوڑوں کی تربیت کا یہ مسئلہ بھی ہے۔

(المعجم ۴۲) - **بَابُ: فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ أَلْوَانِ الْخَيْلِ** (التحفة ۴۴)

باب: ۴۲- گھوڑوں میں کون سے رنگ پسندیدہ اور مستحب ہیں

۲۵۴۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّلَقَانِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ شَيْبٍ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُسَمِيِّ: ۲۵۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۳۱/۶ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۱۸۳/۴ * نصر

۲۵۴۳- حضرت ابو وہب جُثَميؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے گھوڑے منتخب کیا کرو جو گمیت اور پانچ کلیان ہوں (رنگ سرخ سیاہ ہو مگر پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں) یا اشقر پانچ کلیان

۲۵۴۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الخيل، باب ما يستحب من شية الخيل، ح: ۳۵۹۵ من حديث هشام بن سعيد به * عقيل بن شبيب مجهول (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۶۳۳ وغيره.

۲۵۴۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الخيل، باب ما يستحب من شية الخيل، ح: ۳۵۹۵ من حديث هشام بن سعيد به * عقيل بن شبيب مجهول (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۶۳۳ وغيره.

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَعْرَ مُحَجَّلٍ أَوْ نَقَرَ أَعْرَ مُحَجَّلٍ أَوْ أَذْهَمَ أَعْرَ مُحَجَّلٍ».

ہوں (رنگ سرخ ہو اور پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں) یا مشک (سیاہ رنگ) اور پانچ کلیان ہوں۔“

فائدہ: علامہ طبری نے ان رنگوں میں ایک فرق یہ بھی لکھا ہے کہ اشقر میں سرخی پر سیاہی غالب ہوتی ہے اور کُمیت کی گردن اور دم کے بال سیاہ ہوتے ہیں۔

۲۵۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ طَائِيٌّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَهَاجِرٍ: حَدَّثَنَا عَقِيلُ بْنُ شَيْبٍ عَنْ أَبِي وَهَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِكُلِّ أَشْقَرٍ أَعْرَ مُحَجَّلٍ أَوْ كُمَيْتٍ غَرَّ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ مَهَاجِرٍ وَسَأَلْتُهُ: لِمَ فَضَّلَ الْأَشْقَرَ؟ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ نَاءَ بِالْفَتْحِ صَاحِبُ أَشْقَرٍ.

۲۵۴۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ بَاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُمْنٌ خَيْلٌ فِي شُقْرَاهَا».

۲۵۴۴- حضرت ابو وہب کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑا ایسا منتخب کرو جو اشقر پانچ کلیان ہو (سرخ رنگ) یا کُمیت سفید پیشانی۔“ اور مذکورہ حدیث کی مانند ذکر کیا۔ محمد بن مہاجر کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ سے دریافت کیا کہ اشقر کو فضیلت کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا: کیونکہ نبی ﷺ نے ایک مہم بھیجی تو جو شخص سب سے پہلے فتح کی خوشخبری لے کر آیا وہ اشقر گھوڑے پر سوار تھا۔

۲۵۴۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں میں برکت ان کے سرخ رنگ والوں میں ہے۔“

فائدہ: جب گھوڑوں کے اختیار و انتخاب کا معاملہ ہو تو مندرجہ بالا صفات کا خیال رکھنا مستحب ہے۔ اس سے استدلال یہ بھی ہے کہ دیگر آلات جہاد حاصل کرتے وقت ان کے ظاہری محاسن اور عمدہ کارکردگی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - بَابُ: هَلْ تُسَمَّى الْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا؟ (التحفة ۴۵)

باب: مادہ گھوڑی کو ”فرس“ کہنا

۲۵۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۳۳۰/۶ من حديث أبي داود به.

۲۵۴۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب [ما جاء] ما يستحب من الخيل، ح: ۱۶۹۵.

۲۵۴۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي حَبَانَ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَمِّي الْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا.

۲۵۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مادہ گھوڑی کو ”فرس“ کہا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: رسول اللہ ﷺ فتح العرب تھے اور آپ کی زبان منتخب اور معیاری زبان تھی۔ ایسے ہی داعیان دین کو لازم ہے کہ اپنی اپنی زبان کے فصیح و بلیغ عالم بنیں اس طرح ان کا عمل دعوت دو چند ہو جائے گا۔ غلط الفاظ اور بھدی گفتگو کرنے والے کی بات سنی جاتی ہے نہ موثر ہوتی ہے۔

(المعجم ۴۳) - باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ (التحفة ۴۶)

باب: ۴۳- وہ گھوڑے جو پسندیدہ نہیں ہیں

۲۵۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ الشَّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ، وَالشَّكَالُ يَكُونُ الْفَرَسُ فِي رِجْلِهِ الْيُمْنَى بَيَاضٌ وَفِي يَدِهِ الْيُسْرَى بَيَاضٌ، أَوْ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى وَفِي رِجْلِهِ الْيُسْرَى.

۲۵۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شکال قسم کے گھوڑوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور شکال سے مراد یہ ہے کہ اس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَيُّ مُخَالَفٍ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے وضاحت کی کہ ہاتھ پاؤں میں سفیدی مخالف جاتی ہو۔

🌞 فائدہ: شکال کی تفسیر مدرج ہے، یعنی نبی ﷺ کی بیان کردہ نہیں ہے، بلکہ راوی کی طرف سے ہے۔ اسی لیے امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ کراہت کی بھی بعض توجیہات بیان کی گئی ہیں اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (عون المعبود)

۲۵۴۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱۴۴/۲ من حديث موسى بن مروان به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۳۴، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * مروان بن معاوية صرح بالسماع.

۲۵۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ما يكره من صفات الخيل، ح: ۱۸۷۵ من حديث سفيان الثوري به.

باب: ۴۴- جانوروں اور چوپایوں کی خدمت اور خبر گیری کرنے کا حکم

۲۵۴۸- حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ اس کی کمر سے لگ گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ”ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان پر سواری کرو تو بھلے انداز میں اور کھلاؤ تو بھی عمدہ طرح سے۔“

(المعجم ۴۴) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ إِقْبَامٍ عَلَى الدَّوَابِّ وَالْبَهَائِمِ (التحفة ۴۷)

۲۵۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قُتَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَدٍّ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلَةِ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعَيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِطَنْبِهِ قَالَ: «اتَّقُوا اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا بِالِحَقِّ وَكُلُّوهَا صَالِحَةً».

فائدہ: مومن [سَيِّءُ الْمَلَكَةِ] نہیں ہوتا، یعنی اپنی ملوکہ چیزوں سے برا سلوک نہیں کرتا۔

۲۵۴۹- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر پیچھے بٹھالیا اور خاموشی سے مجھے ایک بات بتائی جو میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا، اور رسول اللہ ﷺ کو قضائے حاجت کے لیے چھپنے کی دو جگہیں بہت زیادہ پسند تھیں: یا تو کوئی اونچی جگہ ہوتی یا کوئی کھجوروں کا جھنڈ ہوتا۔ آپ ایک بار ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو روئی سی آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبی ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ”اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟“ تو

۲۵۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ حَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ يَرَسُولُ ﷺ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَسْرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا حَدَّثَ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا شَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَّتِهِ هَدَفًا أَوْ مَائِشَ نَحْلٍ. قَالَ: فَدَخَلَ حَاطِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ مَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ، فَقَالَ: «مَنْ رَبُّ لَذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟» فَجَاءَ

۲۵۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۶۲۹، وصححه ابن حبان، ح: ۸۴۴، ۸۴۵، وانظر، ح: ۲۵۶۷.

۲۵۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب التستر عند البول، ح: ۳۴۲ من حدیث مہدی بن میمون بہ.

فَتَى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لِي: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: «أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَيْمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتَذْنِبُهُ».

ایک انصاری جوان آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اس نے تجھ کو مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا اور بہت تھکاتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اونٹ کا نبی ﷺ کو پہچان لینا اور آپ کے سامنے مالک کا اپنے انداز میں شکوہ کرنا نبی ﷺ کا معجزہ ہے۔ ② جانور سے اسی قدر کام لینا چاہیے جو اس کی طاقت و ہمت کے مطابق ہو۔ زیادہ کام لینا اور پھر خدمت بھی نہ کرنا حرام ہے اور خادم کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

۲۵۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهْتُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَنِي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ وَمَلَأَ خُفَّهُ فَأَمْسَكَهُ بِيَمِينِهِ حَتَّى رَفَى فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَعَفَّرَ لَهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَإِنَّا لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لِأَجْرًا؟ قَالَ: «فِي كُلِّ ذَاتٍ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ».

۲۵۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کسی راستے میں جا رہا تھا کہ اسے بہت پیاس لگی اسے ایک کنواں ملا وہ اس میں اتر پانی پیا اور باہر نکلا تو اس نے ایک کتا دیکھ جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اس آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی پیاس نے ستایا ہے جیسے کہ مجھے ستایا تھا۔ پس وہ دوبارہ کنویں میں اتر آیا اپنے موزے کو پانی سے بھر کر اپنے منہ سے پکڑا اور اوپر چڑھ اور کتے کو پلایا سو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرمایا اور اسے بخش دیا۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہمارے لیے جانوروں کی خدمت میں بھی ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہر گلیہ جگر (جان دار) میں ثواب ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① لوگوں کے لیے سرائیں اور ان کے راستوں میں پانی کا انتظام کرنا بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ ② انسان مسلمان ہو یا کافر اس کے ساتھ اور ایسے ہی جاندار مخلوق کے ساتھ احسان کرنا بڑے اجر کی بات ہے۔ البتہ

۲۵۵۰- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب فضل سقي الماء، ح: ۲۳۶۳، ومسلم، السلام، باب فضل سقي البهائم المحترمة وإطعامها، ح: ۲۲۴۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي) ۲/ ۹۲۹، ۹۳۰.

- کتاب الجہاد جہاد کے مسائل

واجب القتل اور رموزی جانور اس احسان سے مستثنیٰ ہیں جیسے کہ خنزیر اور سانپ بچھو وغیرہ۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي نَزْوِلِ
بَاب: کسی منزل پر پڑاؤ کرنے کا ایک ادب
الْمَنَازِلِ (التحفة ۴۸)

۲۵۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ
لَدُنِّي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ
نُفْرَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
قَالَ: إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتَّى
يُحِلَّ الرَّحَالُ.

فائدہ: جس طرح انسان کو آرام اور راحت کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح حیوانات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔
اس لیے بعض علماء یہ مستحب سمجھتے ہیں کہ انسان جب کسی منزل پر اترے تو چاہیے کہ پہلے اپنے جانور کو چارہ ڈالے پھر
خود کھانا کھائے یہ تعلیمات اسلام کے دین فطرت اور عالمی دین ہونے کی دلیل ہے۔

(المعجم ۴۵) - بَابُ: فِي تَقْلِيدِ الْخَيْلِ
بَاب: ۴۵- گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنا
بِالْأَوْتَارِ (التحفة ۴۹)

۲۵۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
مَرْثَدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ
أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ
قَالَ: كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ
سَفَرِهِ قَالَ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
سُؤْلًا، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ:
سَبَّحْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ: «لَا

۲۵۵۲- حضرت ابو بکر انصاری ؓ نے بیان کیا ہے کہ
وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے..... کہ
رسول اللہ ﷺ نے ایک پیغامبر بھیجا، راوی حدیث
عبداللہ بن ابی بکر کا کہنا ہے: میرا خیال ہے کہ شیخ نے
بیان کیا: لوگ رات کی آرام گاہ میں تھے (آپ ﷺ
نے کہلا بھیجا کہ) ”کسی اونٹ کے گلے میں کوئی تانت یا
کوئی قلابہ باقی نہ چھوڑا جائے مگر اسے کاٹ ڈالا جائے۔“

۲۵۵۳- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۹/۳ عن محمد بن جعفر غندر به .

۲۵۵۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما قيل في الجرس ونحوه في أعناق الإبل، ح: ۳۰۰۵،
مسلم، اللباس والزينة، باب كراعة قلادة الوتر في ربة البعير، ح: ۲۱۱۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(نہی): ۹۳۷/۲.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

يُبَيِّنُ فِي رَقَبَةٍ بَعِيرٍ قَلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ وَلَا قَلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ.

قَالَ مَالِكٌ: أُرَى أَنْ ذَلِكَ مِنْ أَجْلِ الْعَيْنِ.

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے بد نظر کے سے بچاؤ کے لیے یہ ڈالتے تھے۔

☀ فائدہ: علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ لوگ اسے نظر بد سے بچاؤ کے لیے بطور تعویذ ڈالتے تھے اور اسے ہی مؤثر سمجھتے تھے۔ کئی علماء کا خیال ہے کہ لوگ یہ ان کے گلوں میں گھنٹیاں باندھنے کے لیے ڈالتے تھے۔ کچھ نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ دوڑتے بھاگتے ہوئے جانور کا گلا گھٹ جائے۔ بہر حال وجہ کوئی بھی ہو، تانت ڈالنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اور اسی طرح دیگر جاہلانہ تعویذ گنڈے بھی ڈالنا جائز نہیں۔

(المعجم . . .) - باب إِحْرَامِ الْخَيْلِ وَارْتِبَاطِهَا وَالْمَسْحِ عَلَى أَكْفَالِهَا (التحفة ۵۰)

باب: - گھوڑوں کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنے، باندھ کر رکھنے اور ان کے سرینوں پر ہاتھ پھیرنے کا بیان

۲۵۵۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّائِفَانِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ شَيْبٍ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُسَمِيِّ وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَعْجَازِهَا» أَوْ قَالَ: «أَكْفَالِهَا وَقَلْدُوهَا وَلَا تَقْلُدُوهَا الْأَوْتَارَ».

۲۵۵۳- صحابی رسول حضرت ابو وہب جُسمیؓ بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کو باندھ کر رکھو (ان کی خوب دیکھ بھال کرو) ان کی پیشانیوں اور سرینوں پر ہاتھ پھیرا کرو“ راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ لفظ ”أَعْجَازِهَا“ کہا یا ”أَكْفَالِهَا“ اور گردنوں میں رسیاں باندھو مگر تانت کی رسی نہ ہو۔“

☀ فائدہ: گھوڑا محبت کرنے والا جانور ہے اور جہاد میں کام آنے کی وجہ سے محبوب ہے اس لیے اس کی خوب خدمت کرنی چاہیے اور اس محبت کا اظہار کرنا چاہیے اس عمل سے جانور خوش ہوتا ہے۔

(المعجم ۴۶) - باب: فِي تَغْلِيْقِ الْأَجْرَاسِ (التحفة ۵۱)

باب: ۴۶- جانوروں کو گھنٹیاں باندھنے کا مسئلہ

۲۵۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۲۵۴۳.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۵۵۴- ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس قافلہ اور جماعت میں گھنٹی ہو، فرشتے اس کے ساتھ نہیں ہوتے۔“

۲۵۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
نُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ
يُ الْجَرَّاحِ مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ
ن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ
قَفَّ فِيهَا جَرَسٌ».

۲۵۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے اس جماعت کے ساتھ نہیں چلتے جن کے ساتھ کتا ہو یا گھنٹی۔“

۲۵۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:
مَدَّنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ
ن أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
لَهُ ﷺ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُقَّةً فِيهَا
لَبٌّ أَوْ جَرَسٌ».

95

۲۵۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول

اللہ ﷺ نے گھنٹی کے متعلق فرمایا: ”یہ شیطان کا باج ہے۔“

۲۵۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا
وَبَكْرُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ
دَلِ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ،
ن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فِي
جَرَسٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ».

فوائد و مسائل: ① جانوروں کے گلوں میں گھنٹیاں اور گھنگر و قسم کی چیزیں باندھنا جائز نہیں ② موسیقی کے
دوسرے آلات کی حرمت بھی احادیث سے ثابت ہے۔ ③ ایسے ہی کتا رکھنا اگر محض اظہارِ بیعت اور زینت کے لیے
ہو تو ناجائز ہے۔ حفاظت کی نیت سے ہو تو جائز ہے۔

باب: ۴۷- گندگی خور جانور پر سوار ہونا

(المعجم ۴۷) - بَابُ: فِي رُكُوبِ

الْحَلَالَةِ (التحفة ۵۲)

۲۵۵۷- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۲۶، ۳۲۷ عن يحيى القطان به، ورواه النسائي في الكبرى،
۸۸۱۹، وانظر الحديث الآتي.

۲۵۵۸- تخریج: أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس في السفر، ح: ۲۱۱۳ من حديث
عبد بن أبي صالح به.

۲۵۵۹- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۲۱۱۴ من حديث العلاء بن عبد الرحمن به، انظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۵۵۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

۲۵۵۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا

عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نُهِيَ عَنْ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ.ایسے جانور پر سواری کرنے سے منع کیا گیا ہے جو گندگ
کھاتا ہو۔

۲۵۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ

۲۵۵۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انہوں نے

الرَّازِي: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَجَّامِ:
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ أَيُّوبَ
السَّخْنَانِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَلَّالَةِ فِي
الْإِبِلِ أَنْ يُرَكَبَ عَلَيْهَا.نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے اونٹ کی سواری سے
منع فرمایا جو گندگی کھاتا ہو۔

فوائد ومسائل: دیگر احادیث میں ایسے جانور کا دودھ پینے اور اس کا گوشت کھانے کی بھی ممانعت وارد ہے۔
دیکھیے: (سنن أبي داود، الأطعمة، حدیث: ۳۷۸۵)



(المعجم ۴۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ

باب: ۴۸- جانور کا نام رکھنا

يُسَمَّى ذَابْتَهُ (التحفة ۵۳)

۲۵۵۹- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

۲۵۵۹- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ
عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: كُنْتُ
رَدَفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ: عَفِيرٌ.کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گدھے پر آپ
کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا جسے عَفِير کہا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① جانور کا نام رکھنا مباح ہے۔ ② بوقت ضرورت جانور پر دو آدمی بھی سوار ہو سکتے ہیں۔
③ اگر کسی جانور پر دو آدمی سوار ہو جائیں تو یہ ظلم شمار نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ جانور صحت مند اور اس قدر بوجھ اٹھا سکتا ہو۔

۲۵۵۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۵۴/۵، ۳۳۳/۹ من حديث أبي داود به، وللحديث شواه
كثيرة، انظر ح: ۳۷۸۷، ۳۷۸۵.

۲۵۵۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۳۴/۲ من حديث أحمد بن أبي سريج به، وصححه النووي في
رياض الصالحين، ح: ۱۶۹۴.

۲۵۵۹- تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، ح: ۲۸۵۶ من حديث
أبي الأحوص به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- کتاب الجہاد -

جہاد کے مسائل

باب: ۴۹- نفیر (جہاد کے لیے روانگی) کے وقت یوں
آواز دینا کہ اے اللہ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي النَّدَاءِ عِنْدَ
النَّفِيرِ يَا خَيْلَ اللَّهِ ارْكَبِي (التحفة ۵۴)

۲۵۶۰- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے، اما بعد: نبی ﷺ ہمارے سواروں کو جب ہم
گھبراتے تو [خَيْلُ اللَّهِ] ”اللہ کے شہسوار بندو!“ کہہ کر
پکارتے اور رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب
خوف اور گھبراہٹ کی کیفیت ہو تو اکٹھے ہو جایا کریں، صبر
اور سکون سے کام لیں اور ایسے ہی قتال کے وقت کیا کریں۔

۲۵۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ
فَيْصَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ: أَخْبَرَنَا
نَلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ
 بْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: حَدَّثَنِي
فَيْصُبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ
سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ
النَّبِيَّ ﷺ سَمَى خَيْلَنَا خَيْلَ اللَّهِ إِذَا فَرَعْنَا،
إِذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا فَرَعْنَا
الْجَمَاعَةَ وَالصَّبْرَ وَالسَّكِينَةَ وَإِذَا قَاتَلْنَا.

باب: ۵۰- جانور کو لعنت کرنے کی ممانعت

(المعجم ۵۰) - بَابُ: النَّهْيُ عَنْ لَعْنِ
الْبَهِيمَةِ (التحفة ۵۵)

۲۵۶۱- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ نبی ﷺ ایک سفر میں تھے پس آپ نے (کسی سے)
لعنت کرنے کی آواز سنی تو آپ نے پوچھا: ”یہ کیا
ہے؟“ صحابہ نے کہا: یہ فلاں عورت ہے جس نے اپنی
سواری کو لعنت کی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس سے
(کجاوہ اور سامان) اتار دو۔ بلاشبہ یہ اب ملعونہ ہے۔“
چنانچہ صحابہ نے اس سے (سامان وغیرہ) اتار دیا۔

۲۵۶۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ،
عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ:
لَنِ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَسَمِعَ لَعْنَةً
قَالَ: «مَا هَذِهِ؟» قَالُوا: هَذِهِ فُلَانَةٌ
لَعَنَتْ رَاحِلَتَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ضَعُوا
فُلَانَهَا، فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ»، فَوَضَعُوا عَنْهَا.
قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهَا نَاقَةً
وَرَزَاءً.

عمران کہتے ہیں: گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں
کہ وہ سیاہی مائل اونٹنی تھی۔

۲۵۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۷۵ لعلته.

۲۵۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح: ۲۵۹۵ من حديث أيوب
السختياني به.

☀️ فائدہ: ”لَعْنَتُ“ کے لفظی معنی ہیں اللہ کی پھینکار اور اس کی رحمت سے دوری۔ اور یہ انتہائی بری خصلت ہے کہ انسان ایک چیز سے فائدہ بھی اٹھائے اور پھر اس کے متعلق لعنت کا لفظ بھی استعمال کرے۔ نبی ﷺ نے غالباً بطور زجر و تنبیہ کے اس جانور کو اس کے سوار سے آزاد کرادیا تھا تاکہ آئندہ کے لیے کوئی اس طرح نہ بولے۔ لوگوں کا آپس میں یہ لفظ استعمال کرنا اور بھی قبیح ہے۔

(المعجم ۵۱) - بَابُ: فِي التَّحْرِيشِ
بَاب: ۵۱- جانوروں کو آپس میں لڑانا
بَيْنَ الْبَهَائِمِ (التحفة ۵۶)

۲۵۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑایا جائے۔
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ سَيَّاهٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ.



☀️ فائدہ: باعتبار سند کے یہ روایت ضعیف ہے مگر لحاظ معنی بات ایسے ہی ہے کہ یہ عمل کسی طرح بھی شرفاء کے لائق نہیں ہے۔ عوام کو بھی اس سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور جب جانوروں کو لڑانے کی ممانعت ہے تو لوگوں کے درمیان لڑائی کروادینا تو اور بھی بدترین خصلت ہے۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ: فِي وَسْمِ
بَاب: ۵۲- جانوروں کو نشان لگانا
الدَّوَابِّ (التحفة ۵۷)

۲۵۶۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے بھائی (عبداللہ بن ابی طلحہ) کی ولادت ہوئی تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ اسے گھٹی دیں۔ میں نے آپ کو بکریوں کے
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَخٍ لِي حِينَ وُلِدَ لِيَحْنُكُهُ فَإِذَا هُوَ فِي مِرْبَدٍ يَسْمُ غَنَمًا،

۲۵۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية التحريش بين البهائم والضرب والوسم في الوجه، ح: ۱۷۰۸ عن أبي كريب محمد بن العلاء به * الأعمش عنن، وأبو يحيى القتات ضعيف إلا في رواية الثوري عنه.

۲۵۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم في الصورة، ح: ۵۵۴۲، ومسلم، اللباس والزينة، باب جواز وسم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه... الخ، ح: ۲۱۱۹ من حديث شعبة به.

ز- کتاب الجہاد..... جہاد کے مسائل

خُسْبَةُ قَالَ: فِي آذَانِهَا. باڑے میں پایا آپ بکریوں کو نشان لگا رہے تھے۔
(شعبہ نے) کہا میرا خیال ہے، شیخ نے بیان کیا: آپ ان کے کانوں پر نشان لگا رہے تھے۔

فائدہ: پہچان کے لیے جانوروں کو نشان لگانا جائز ہے۔ اس مقصد کے لیے لوہا گرم کر کے ان کے جسم کو داغا جاتا تھا لیکن برے پرداغ لگانا اور مارنا جائز نہیں البتہ کان پر جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کان چرے کا حصہ نہیں ہیں۔

(المعجم . . .) - باب التَّهْيِ عَنِ الْوَسْمِ باب:..... چرے پر مارنا یا اس پرداغ لگانا منع ہے
فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ
(التحفة ۵۸)

۲۵۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھالے جایا گیا جس کے چرے پر داغ دیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ”کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی کہ میں نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جو کسی جانور کو اس کے چرے پر داغے یا اس کے منہ پر مارے؟“ چنانچہ آپ نے اس کام سے منع فرمادیا۔

فوائد ومسائل: ① چہرہ جسم کا قابل عزت حصہ ہے انسان کا ہو یا حیوان کا چرے پر مارنا ممنوع ہے۔
② نبی ﷺ کا لعنت کرنا اپنی مرضی سے نہ تھا بلکہ الہام الہی کی بنیاد پر تھا۔

(المعجم ۵۳) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الْخَيْلِ بَاب: ۵۳- گدھوں کی گھوڑیوں سے جھتی کرانے میں کراہت
(التحفة ۵۹)

۲۵۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خچر بیدیا گیا تو آپ اس

۲۵۶۶- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۲۳ من حديث سفیان الثوري، ومسلم، اللباس والزينة، باب عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، ح: ۲۱۱۷ من حديث أبي الزبير به.
۲۵۶۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الخيل، باب التشديد في حمل الحمير على الخيل، ح: ۳۶۱۰ عن قتيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۳۹، وله شاهد تقدم، ح: ۸۰۸.

پر سوار ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ہم گدھوں (گھوڑیوں) پر چڑھائیں (تو ان کے اس جنسی عمل سے) ہمیں اس طرح کے فخر حاصل ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاہل لوگ یہ کام کرتے ہیں۔“

الخَيْر، عن ابن زُرَيْرٍ، عن عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْلَةٌ فَرَكِبَهَا، فَقَالَ عَلِيُّ: لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هَذِهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ».

☀ فائدہ: گدھے اور گھوڑی کے جنسی ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور فخر کہلاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے انعامات میں اس کا بھی ذکر کیا ہے: ﴿وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل: ۸) ”اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، فخر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لیے زینت کا باعث بھی ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے بھی فخر پر سواری کی ہے۔ اگر فخر کا پیدا کرنا ناجائز ہوتا تو اسے انعامات الہی میں شمار کیا جاتا نہ نبی ﷺ اس پر سواری فرماتے۔ اسی لیے علماء نے اس حدیث کو جس میں گدھے گھوڑی کے ملاپ کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے انتخاب (بچنے کے پسندیدہ ہونے) پر محمول کیا ہے۔ یعنی یہ پسندیدہ عمل نہیں ہے تاہم اس کا جواز ہے۔

(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةِ عَلَى دَابَّةٍ (التحفة ۶۰)

باب: ۵۴- ایک سواری پر تین افراد کا سوار ہونا

۲۵۶۶- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو ہمارے ساتھ آپ کا استقبال کیا جاتا تو جس (بچے) کے ساتھ آپ کا پہلے استقبال کیا جاتا آپ اسے اپنے آگے بٹھالیتے۔ چنانچہ میرے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا تو آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھالیا پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے حسین رضی اللہ عنہ تو آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھالیا، پھر ہم مدینے میں داخل ہوئے تو اسی طرح تھے (کہ تینوں ایک سواری پر سوار تھے)۔

۲۵۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُورِقٍ يَعْنِي الْعِجْلِيَّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اسْتَقْبَلَ بِنَا فَأَتَيْنَا اسْتَقْبَلْ أَوْ لَا جَعَلَهُ أَمَامَهُ فَاسْتَقْبَلَ بِي فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِحَسَنِ أَوْ حُسَيْنٍ، فَجَعَلَهُ خَلْفَهُ فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ وَإِنَّا لَكَذَلِكَ.

۲۵۶۶- تخریج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل عبدالله بن جعفر رضي الله عنهما، ح: ۴۲۸ من حديث عاصم به.

جہاد کے مسائل

۱- کتاب الجہاد

🌞 نوآمد و مسائل: ① اشراف اور معزز لوگوں کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا مباح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ بچوں سے محبت کرتے تھے اور انہیں عزت بھی دیتے تھے۔ ③ جانور کی صحت اور طاقت کے لحاظ سے اس پر دو یا تین افراد کا سوار ہو جانا ظلم نہیں مباح ہے۔

باب: ۵۵- جانوروں پر کھڑے ہونا

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِي الْوُقُوفِ عَلَى

(الذَّابَّةِ) (التحفة ۶۱)

۲۵۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو بلاشبہ اللہ عزوجل نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ تمہیں ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچا دیں جہاں تم نفسوں کی مشقت کے بغیر پہنچ سکتے تھے اور اس نے تمہارے لیے زمین بنائی ہے تو اپنی ضرورتیں اس پر پوری کیا کرو۔“

۲۵۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ جَدَّةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو السَّيَّانِيِّ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِيَّايَ أَنْ تَخْجُذُوا ظُهُورَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ فَإِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغُكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا إِلَيْهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ وَجَعَلَ لَكُمْ لَأَرْضَ فَعَلَيْهَا فَافْضُوا حَاجَاتِكُمْ».

🌞 فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ اپنی اونٹنی پر ارشاد فرمایا تھا گریہ ایک وقتی ضرورت تھی۔

باب: ۵۶- بازو میں چلنے والی سواریاں

(المعجم ۵۶) - بَابُ: فِي الْجَنَائِبِ

(التحفة ۶۲)

۲۵۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطانوں کے اونٹ ہوتے ہیں اور شیطانوں کے گھر بھی شیطانوں کے اونٹ میں نے دیکھے ہیں تم میں ایک اپنے ساتھ خوبصورت اونٹنیاں

۲۵۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَكُونُ

۲۵۶۷- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۲۵۵/۵ من حديث أبي داود به، وله شاهد عند ابن خزيمة، ح: ۲۵۴۴، وابن حبان، ح: ۲۰۰۲، وصححه الحاكم: ۱۰۰/۲، ووافقه الذهبي، وسنده، حسن وانظر، ح: ۲۵۴۸.

۲۵۶۸- تخريج: [سناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۵۵/۵ من حديث أبي داود به * رجاله ثقات، ولكن سعيد بن أبي هند "لم يلق أبا هريرة"، قاله أبو حاتم الرازي، انظر المراسيل، ص: ۷۵، فالسند منقطع.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

لے کر چلتا ہے انہیں خوب موٹا تازہ کیا ہوتا ہے خود کسی پر سوار نہیں ہوتا اپنے کسی بھائی کے پاس سے گزرتا ہے جو چلنے سے عاجز ہوا تھا اسے بھی سوار نہیں کرتا اور شیطان کے گھر میں نے نہیں دیکھے ہیں۔“ جناب سعید بن ابی ہند کہا کرتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ شیطان کے گھر یہی ہودے اور کجاوے ہیں جن کو لوگوں نے ریشمی کپڑوں سے ڈھانپا ہوتا ہے۔

إِبْلِ لِلشَّيَاطِينِ وَيُوتُ لِلشَّيَاطِينِ فَأَمَّا إِبْلِ الشَّيَاطِينِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ بِجَنِيَّاتٍ مَعَهُ قَدْ أَسْمَنَهَا فَلَا يَغْلُو بَعِيرًا مِنْهَا وَيَمُرُّ بِأَخِيهِ قَدْ انْقَطَعَ بِهِ فَلَا يَحْمِلُهُ، وَأَمَّا يُّوتُ الشَّيَاطِينِ فَلَمْ أَرَهَا، كَانَ سَعِيدٌ يَقُولُ: لَا أَرَاهَا إِلَّا هَذِهِ الْأَفْقَاصُ الَّتِي يَسْتُرُ النَّاسُ بِالذِّبَاجِ.

🌞 فوائد و مسائل: یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ تاہم اس میں جو بات بیان کی گئی ہے وہ کافی حد تک صحیح ہے۔ اور آج کل ”شیطان کے اونٹ“ کی جگہ نئے ماڈل کی متنوع گاڑیوں نے لے لی ہے جن کے مالکان بالعموم اصحاب ضرورت کا کوئی احساس نہیں رکھتے۔ اللہ ماشاء اللہ۔ اور شیطان کے گھر صحیح معنوں میں سینا ہال ہیں اور رنگین و شہاب فراہم کرنے والے بدقماش ہوٹل اور اقامت گاہیں۔ بلکہ اب توٹی وی، انٹرنیٹ، کیبل اور ڈش وغیرہ کی بدولت ہر گھر ہی شیطان کا گھر بن گیا ہے۔ إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.



باب: ۵۷- جلدی چلنے کا بیان اور گزر گاہ پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت

(المعجم ۵۷) - بَابُ: فِي شَرْعَةِ السَّيْرِ
وَالْتَّهْيِ عَنِ التَّعْرِيسِ فِي الطَّرِيقِ
(التحفة ۶۳)

۲۵۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم شاداب علاقوں میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیا کرو (کہ وہ بھی کھا اور چر لیں) اور جب خشکی کے (دن یا علاقے ہوں) تو جلدی جلدی چلا کرو (تاکہ سوار یوں کو اذیت نہ ہو) اور جب تم رات کو آرام کے لیے کہیں پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کیا کرو۔“

۲۵۶۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَقَّهَا، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَأَسْرِعُوا السَّيْرَ فَإِذَا أَرَدْتُمْ التَّعْرِيسَ فَتَكَبَّوْا عَنِ الطَّرِيقِ».

۲۵۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير... الخ، ح: ۱۹۲۶ من حديث سهل بن أبي صالح به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

☀ فوائد و مسائل: ① انسان جس طرح خود اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح اپنے زیر ملکیت حیوانات کو بھی یہ حق دینا لازمی ہے۔ ② نیز دوران سفر میں رات کو کہیں پڑاؤ کرنا پڑے تو ادب یہ ہے کہ راستے سے ہٹ کر اترنا چاہیے اس کی حکمت یہ بیان ہوئی ہے کہ راستے پر سانپ، بچھو اور بعض اوقات درندے بھی ہوتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ و سنتھا، حدیث: ۳۲۹)

۲۵۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۵۷۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ مَذْكُورَةٍ حَدِيثَ كَيْسِ بْنِ خَلِّافٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى سَوْءَ بَشَرٍ فِي رَأْسِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ» (مَعْرُوفٌ) (اور مسافت) سے تجاوز مت کیا کرو۔
أَوَّلًا تَعَدُّوا الْمَنَازِلَ.

☀ فائدہ: کیونکہ اس سے سواریوں کو مشقت ہوتی ہے اور ہمراہی بھی اذیت محسوس کرتے ہیں۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي الدُّلْجَةِ باب:- رات کے پہلے پہر سفر کرنے کا بیان (التحفة ۶۴)

۲۵۷۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: ۲۵۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کے پہلے پہر (یا رات کو بھی) سفر کیا کرو بلاشبہ رات کے وقت زمین لپیٹ لی جاتی ہے۔
حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطَوَّى بِاللَّيْلِ».

☀ فائدہ: اور تجزیہ کی بات ہے کہ رات کو سفر خوب طے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں انتہائی گرم موسم میں مسافروں اور سواریوں کو رات کے وقت قدرے آرام رہتا ہے۔ مگر خیال رہے کہ شام ہوتے وقت قدرے توقف کرنا چاہیے حتیٰ کہ خوب اندھیرا ہو جائے۔ احادیث شریفہ میں اس بات کی صراحت آئی ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم، الأشربة، حدیث: ۲۵۱۳)

(المعجم ۵۸) - بَابُ: رَبِّ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِاصْدِرَها (التحفة ۶۵) باب: ۵۸- سواری کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ آگے بیٹھے

۲۵۷۲- تخريج: [إسناده ضعيف] * الحسن البصري لم يثبت سماعه من جابر في هذا الحديث بسند صحيح.

۲۵۷۱- تخريج: [حسن] سندہ ضعیف، وللحدیث شواہد عند ابن خزيمة، ح: ۲۵۵۵ وغیرہ.

۲۵۷۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لیے جا رہے تھے کہ ایک شخص آ یا اور اس کے پاس گدھا تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آئیے!) سوار ہو جائیے اور وہ خود پیچھے ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں تم اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو۔ سوائے اس کے کہ تم اپنا یہ حق مجھے دے دو۔“ اس نے کہا: بے شک میں اپنا یہ حق آپ کو دیتا ہوں، سو آپ سوار ہو گئے۔

۲۵۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، بُرَيْدَةَ يَقُولُ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي جَاءَ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ارْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّي إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِي»، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ فَارْكَبْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کار۔ چپ اور دیگر سوار یوں میں فرنٹ سیٹ کا بھی یہی حکم ہے۔ ② نبی ﷺ ہر ہر موقع پر تعلیم و تربیت کو پیش نظر رکھتے اور یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے۔



(المعجم ۵۹) - بَابُ: فِي الدَّابَّةِ تُعَرَّفُ فِي الْحَرْبِ (التحفة ۶۶)

باب: ۵۹- جنگ میں جانوروں کی کونجیوں کا ٹی پڑیں تو جائز ہے

۲۵۷۳- عباد بن عبد اللہ بن زبیر اپنے رضاعی باپ سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنی مرہ میں سے تھے اور غزوہ موث میں شریک ہوئے تھے۔ کہتے ہیں: قسم اللہ کی! میں گویا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے سرخ گھوڑے سے اتر پڑے اس کی کونجیوں کاٹ ڈالیں پھر کافروں سے لڑتے رہے حتیٰ کہ خود قتل ہو گئے۔

۲۵۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ - حَدَّثَنِي أَبِي الَّذِي أَرْضَعَنِي وَهُوَ أَحَدُ بَنِي مُرَّةَ بْنِ عَوْفٍ، وَكَانَ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ غَزَاةَ مُوْتَةَ

۲۵۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الألب، باب ما جاء أن الرجل أحق بصدر دابته، ح: ۲۷۷۳ من حديث علي بن حسين بن واقد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۰۱، والحاكم على شرط مسلم: ۶۴/۲، ووافقه الذهبي.

۲۵۷۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن هشام في سيرته: ۲۰/۴ من حديث محمد بن إسحاق به * رجل من بني مرة بن عوف الذي سماه عباد بن عبد الله بن الزبير أباه من الرضاة، لم أعرفه بالتعديل فهو علة الخبر، ولو ثبت أنه صحابي فالسند حسن.

جہاد کے مسائل

۱۰- کتاب الجہاد

قَالَ: وَاللَّهِ! لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى جَعْفَرٍ حِينَ
اِفْتَحَمَ عَنْ فَرَسٍ لَهُ شَقْرَاءُ فَعَقَرَهَا، ثُمَّ
قَاتَلَ الْقَوْمَ حَتَّى قُتِلَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ
بِالْقَوِيِّ.

فائدہ: جنگ میں اگر اندیشہ ہو کہ مجاہد مغلوب ہو جائے گا تو اپنی سواری یا دوسرے سامان کو تلف کر دے تو جائز ہے
تا کہ دشمن اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ: فِي السَّبَقِ
(التحفة ۶۷)

فائدہ: [السبق] "ب" کی جزم کے ساتھ مصدر ہے اور معنی ہیں آگے بڑھنا۔ اور اگر "ب" پر زبر پڑھی جائی تو
اس سے وہ مال اور انعام مراد ہوتا ہے جو کسی مقابلہ پر دیا جائے۔ درج ذیل روایت میں یہ کلمہ "ب" پر زبر کے ساتھ
پڑھا جاتا ہے۔

۲۵۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
عَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مقابلہ صرف تین چیزوں میں
ہُنَّ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: جائز ہے اونٹ دوڑ، گھوڑ دوڑ یا تیر اندازی۔"
لَا سَبَقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ أَوْ نَصْلٍ.

فائدہ: جہاد اور تعلیم و تربیت کے مختلف امور میں مقابلہ کرنا اسی پر قیاس ہے مگر ایسے تمام امور جن کا کوئی
حاصل نہ ہو ان میں مقابلہ بازی ناجائز اور باطل ہے۔ مثلاً کبوتر اڑانا یا سرخ اور شیر لڑانا وغیرہ۔

۲۵۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
لَقَعْنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ کہ رسول اللہ ﷺ نے مَضْمَر گھوڑوں میں مقابلہ کروایا

۲۵۷۶- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرهان والسبق، ح: ۱۷۰۰ من حديث
محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذنب به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۳۸.

۲۵۷۷- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل يقال مسجد بني فلان؟ ح: ۴۲۰، ومسلم، الإمارة، باب
لمسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ۱۸۷۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۴۶۷ / ۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

ابن عمر: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفَنَاءِ، وَكَانَ أَمْدُهَا ثِنْتَةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا.

اور ان کے لیے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کا فاصلہ مقرر تھا، اور غیر مضمر گھوڑوں میں مقابلہ کروایا تو ان کے لیے ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک کا فاصلہ مقرر تھا، اور عبداللہ ان مقابلہ کرنے والوں میں شریک تھے اور کامیاب رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① گھوڑوں کو پالتے ہوئے پہلے انہیں کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا جاتا ہے پھر ان کی خوراک میں بتدریج کمی کی جاتی ہے اور کسی مکان میں بند رکھا جاتا ہے اور ان پر کپڑا بھی ڈالتے ہیں اس سے ان کو پسینہ آتا ہے حتیٰ کہ ان کی زائد چربی وغیرہ ختم ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ بہت طاقت ور ہو جاتے ہیں اور ان کا سانس بہت کم پھولتا ہے۔ اس عمل کو اضمار اور ایسے گھوڑوں کو ”مضمر“ کہتے ہیں (پہلی میم پر پیش اور دوسری پر زبر کے ساتھ) ② حدیث شریف میں ہے کہ حفیاء سے ثنیۃ الوداع کے درمیان پانچ چھ میل کا فاصلہ تھا۔ اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق کے درمیان ایک میل کا۔ (صحیح بخاری، الجہاد والسیر، حدیث: ۳۸۶۸)



۲۵۷۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُضْمَرُ الْخَيْلَ، يُسَابِقُ بِهَا.

۲۵۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑوں کو مضمر بنایا کرتے، جن میں مقابلہ کرائے جاتے تھے۔

۲۵۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَبَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ، وَفَضَّلَ الْقَرَّحَ فِي الْغَايَةِ.

۲۵۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا تو جو گھوڑے پانچویں سال میں داخل ہو چکے تھے ان کے لیے دوڑ کا فاصلہ زیادہ رکھا تھا۔

فوائد و مسائل: ① امت میں جہاد کی روح باقی رکھنے اور جہاد کی تیاری کے لیے ان تربیتی امور کا اہتمام انتہائی ضروری اور واجب ہے۔ ② [الْقَرَّحُ] یہ قارح کی جمع ہے اس سے مراد ایسا گھوڑا ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۲۵۷۶- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۸۷۰ من حديث عبيد الله بن عمر به، انظر الحديث السابق: ۲۵۷۵.

۲۵۷۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۸۴ / ۱۴ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۱۵۷ / ۲، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۷۳۷.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

(المعجم ۶۱) - بَابُ: فِي السَّبَقِ عَلَى

الرَّجُلِ (التحفة ۶۸)

باب: ۶۱- پیدل دوڑ میں مقابلے کا بیان

۲۵۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْأَنْطَاكِيُّ
مُحِبُّ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ
الْفَزَارِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ
أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، قَالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ
عَلَى رِجْلَيَّ، فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ
فَسَبَقَنِي فَقَالَ: «هَذِهِ بَنَاتُكَ السَّبَقَةِ».

فائدہ: اس واقعہ میں یہ بیان ہے کہ گھریلو زندگی میں نبی ﷺ کا انداز انتہائی ملائمت اور الفت بھرا ہوتا تھا نیز پیدل دوڑ کا مقابلہ بھی کیا کرایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۶۲) - بَابُ: فِي الْمُحَلَّلِ

(التحفة ۶۹)

باب: ۶۲- گھوڑ دوڑ میں محلل کا شریک ہونا

۲۵۷۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا
بُخَيْرِيُّ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ
حُسَيْنٍ، ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ:
حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ
حُسَيْنٍ الْمَعْنَى عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ أَذْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ»

۲۵۷۸- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، ح: ۱۹۷۹ من حدیث
ہشام بن عروۃ عن أبيه عن عائشۃ به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۱۰.

۲۵۷۹- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجہاد، باب السبق والرهان، ح: ۲۸۷۶ من حدیث سفیان
بن حسین به، وهو ضعيف عن الزهري.

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

يَعْنِي وَهُوَ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يُسَبَقَ «فَلَيْسَ بِقِمَارٍ، وَمَنْ أَدْخَلَ فَرْسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْ أَمِنَ أَنْ يُسَبَقَ فَهُوَ قِمَارٌ».

🌞 فائدہ: اس باب کی احادیث سمجھنے کے لیے چند امور معلوم ہونے چاہئیں۔ ① اگر امیر المجاہدین یا کوئی اور شخص دو شہسواروں میں دوڑ وغیرہ کا مقابلہ کرائے اور جیتنے والے کو انعام و اکرام دے تو جائز ہے۔ ② لیکن دو افراد (یا فریق) آپس میں یہ طے کر کے مقابلہ کریں کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اس قدر انعام دے گا تو یہ جوا ہے اور ناجائز ہے ③ اگر ان دو مقابلہ کرنے والوں میں کوئی تیسرا فریق داخل ہو جائے جس کے جیتنے یا ہارنے کا کوئی یقین نہ ہو بلکہ ان کے ہم پلہ ہونے کی بنا پر کوئی بھی نتیجہ نکل سکتا ہو کہ اس کے جیت جانے پر وہ دونوں اس کو انعام دیں اور ہار جانے پر اس پر کچھ بھی لازم نہ آتا ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ چونکہ اس کا ان دو میں داخل ہو جانا ان کے انعام لینے دینے کو جائز بنا دیتا ہے اس وجہ سے اسے محلل کہا جاتا ہے۔ محلل یعنی (جوئے سے) حلال کرنے والا۔

۲۵۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۲۵۸۰- حَدَّثَنَا زُهْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حضرت زہری رحمہ اللہ نے بہ سند عباد بن عوام بیان کیا اور مذکورہ بالا کے ہم معنی ذکر کیا۔
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادٍ عَنَّا وَمَعْنَاهُ.
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَشُعَيْبٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ رَجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدَنَا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو معمر، شعیب اور عقیل نے بواسطہ زہری کئی علماء سے نقل کیا ہے اور یہ ہمارے نزدیک صحیح تر ہے۔

(المعجم ۶۳) - بَابُ: فِي الْجَلْبِ عَلَى الْخَيْلِ فِي السَّبَاقِ (التحفة ۷۰)
باب: ۶۳- گھوڑ دوڑ میں جَلْب (اور جَنْب) کا بیان

۲۵۸۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: ۲۵۸۱- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: کا بیان ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”نہ جَلْب ہے اور نہ جنب۔“ یحییٰ
حَدَّثَنَا عَنَسَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بن خلف کی روایت میں صراحت ہے یعنی ”مقابلے میں۔“

۲۵۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۸۸/۱۴ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۲۵۸۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب الشغار، ح: ۳۳۳۷، والترمذي، ح: ۱۱۲۳ من حديث بشر بن المفضل به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۹۳۷ من حميد، وللحديث شواهد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

جہاد کے مسائل

کتاب الجہاد

ثُرْبُنُ الْمُفْضَلِ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ جَمِيعًا،
نَ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ
نَبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا جَلْبَ وَلَا جَنْبَ». زَادَ
حَبِی فِي حَدِيثِهِ: «فِي الرَّهَانِ».

فائدہ: کتاب الزکوٰۃ میں بھی اس کا ذکر آیا ہے اس کے لیے دیکھیے: حدیث ۱۵۹۱- مگر یہاں مراد یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں کوئی شخص اپنے گھوڑے کے ساتھ کسی اور شخص کو بھی دوڑائے جو اس کے گھوڑے کو ڈانٹتا جائے اور مقصد یہ ہو کہ اس کا گھوڑا آگے بڑھ کر جیت جائے اسے جلب کہتے ہیں۔ اور جنب یہ ہے کہ دوڑ میں اپنے گھوڑے کے پہلو پہلو ایک اور گھوڑا رکھے تاکہ جب دیکھے کہ پہلا گھوڑا تھک گیا ہے تو جلدی سے دوسرے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ جیتنے کی کوشش کرے یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

۲۵۸۲- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا
بُذُّ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ:
جَلَبٌ وَالْجَنْبُ فِي الرَّهَانِ.

(المعجم ۶۴) - بَابُ: فِي السَّيْفِ
يُحَلَّى (التحفة ۷۱)

۲۵۸۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ إِبرَاهِيمَ:
نَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ
سِ قَالَ: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فَضَّةً.

فائدہ: مجاہد کے لیے جائز ہے کہ اپنے اسلحہ کو اس طرح سے مزین کر لے۔

۲۵۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ رَوَايَةٍ هِيَ أَنَّ

۲۵۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۱/۱۰ من حديث أبي داود به * سعيد بن أبي عروبة عن عن.
۲۵۸۱- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب حلية السيف، ح: ۵۳۷۶، والترمذي، ح: ۱۶۹۱ من
ديث جرير بن حازم به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شاهد عند النسائي، ح: ۵۳۷۵، وسنده صحيح،
مسححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/۱۴۷، ح: ۱۹.

۲۵۸۱- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۴۳/۴ من حديث أبي داود به، ورواه
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ
قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ:
كَانَتْ فِئْبَعَةُ سَيِّفِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَّةً.

قال قَتَادَةُ: وَمَا عَلِمْتُ أَحَدًا تَابَعَهُ
عَلَى ذَلِكَ.

۲۵۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:
حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعُبَيْرِيُّ
عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قال: كَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

قال أَبُو دَاوُدَ: أَقْوَى هَذِهِ الْأَحَادِيثُ
حَدِيثُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، وَالْبَاقِيَةُ
ضِعَافٌ.

(المعجم ۶۵) - بَابُ: فِي التَّبَلُّ يُدْخَلُ
فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۷۲)

۲۵۸۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا كَانَ يَتَصَدَّقُ
بِالتَّبَلِّ فِي الْمَسْجِدِ أَنْ لَا يَمُرَّ بِهَا إِلَّا وَهُوَ
أَخِذٌ بِنُصُولِهَا.

۲۵۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مَوْسَى الْبُزْجَانِيُّ عَنْ مَرْوَى عَنْ

النسائي، ح: ۵۳۷۷.

۲۵۸۵- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ۱۴۳/۴ من حديث يحيى بن كثير به.

۲۵۸۶- تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلوة، باب أمر من مر بسلام في مسجد أو سوق أو غيرهما من المواضع
الجامعة للناس، أن يسلك بنصاها، ح: ۱۲۲/۲۶۱۴ عن قتيبة به.

۲۵۸۷- تخريج: أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "من حمل علينا السلاح فليس منا"، ح: ۷۰۷۵،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

نَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ،
عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا، أَوْ فِي
سُوقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى
مَالِهَا، أَوْ قَالَ: «فَلْيَقْبِضْ كَفَّهُ»، أَوْ
الْ: «فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ تُصِيبَ أَحَدًا مِنْ
مُسْلِمِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ہماری
مسجد یا بازار میں سے گزرے اور اس کے پاس تیر
ہوں تو چاہیے کہ انہیں ان کے پھلوں کی طرف سے پکڑ کر
رکھے۔“ یا فرمایا: ”انہیں اپنی مٹھی سے پکڑے رہے“ یا
فرمایا: انہیں اپنی مٹھی سے پکڑے رہے کہ کہیں کسی مسلمان
کو نہ لگ جائیں۔“

🕌 فوائد و مسائل: ① صدقہ صرف مال کا نہیں ہوتا بلکہ ہر مفید چیز صدقہ کی جاسکتی ہے تیر یا جہاد میں کام آنے والا
اسلحہ بھی بطور صدقہ تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ② تیر دھاردار اور دیگر اسلحہ جات کی نقل و حمل میں انتہائی احتیاط کی ضرورت
ہے ایسا نہ ہو کہ غفلت اور غلطی سے کسی مسلمان کو لگ جائے۔

باب: ۶۶- نگلی تلوار لینا دینا منع ہے

(المعجم ۶۶) - بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ

يَتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولا (التحفة ۷۳)

۲۵۸۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
نَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ
نَبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولا.

۲۵۸۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: پیشک
نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ تلوار کو اس کیفیت میں لیا دیا
جائے کہ وہ نگلی ہو (میان میں نہ ہو۔)

🕌 فائدہ: کیونکہ اس طرح اندیشہ رہتا ہے کہ کسی کو لگ سکتی ہے یا چبھ سکتی ہے اس لیے احتیاط ضروری ہے۔

باب: ۶۷- چمڑے کے کٹڑے کو دو انگلیوں

(المعجم ۶۷) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَدَّ

السَّيْرُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ (التحفة ۷۴)

۲۵۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
۲۵۸۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

، ومسلم، البر والصلوة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق . . . الخ، ح: ۲۶۱۵ عن أبي كريب محمد بن
ملاء به .

۲۵۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في النهي عن تعاطي السيف مسلولا،
: ۲۱۶۳ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴/ ۲۹۰،
رافقه الذهبي، وللحديث شواهد ضعيفة * أبو الزبير عن . . .

۲۵۸۹- تخریج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۷/ ۲۲۴، ح: ۶۹۳۵ من حديث قريش بن أنس به، وصنيعه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنْ
الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ: أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إصْبَعَيْنِ .

☀ فائدہ: اس طرح اندیشہ رہتا ہے کہ چڑا کتنے کے بعد کہیں ہاتھ نہ زخمی ہو جائے لہذا چاہیے کہ کسی لکڑی یا پتھر وغیرہ پر رکھ کر احتیاط سے کاٹا جائے۔

باب: ۶۸- کئی زرہیں پہننے کا بیان

(المعجم ۶۸) - بَابُ: فِي لِبْسِ

الدُّرُوعِ (التحفة ۷۵)

۲۵۹۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
قَالَ: حَسِبْتُ أَنِّي سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ خُصَيْفَةَ
يَذْكُرُ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَجُلٍ قَدْ
سَمَّاهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ظَاهَرَ يَوْمَ أُحُدٍ
بَيْنَ دِرْعَيْنِ أَوْ لِبْسِ دِرْعَيْنِ .

☀ فائدہ: زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے مگر حفاظت کی غرض سے ہتھیار لینا اور زرہ وغیرہ پہننا مشروع ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔

باب: ۶۹- (جہاد میں) پرچم اور جھنڈیوں کا بیان

(المعجم ۶۹) - بَابُ: فِي الرِّايَاتِ

وَالْأَلْوِيَةِ (التحفة ۷۶)

۲۵۹۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى
الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ: أَخْبَرَنَا
أَبُو يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ

الحافظ في التهذيب يدل على أن سماع محمد بن بشار وابن المديني من قريش بن أنس قبل اختلاطه، وباقي السند صحيح، الحسن عن سمرة كتاب، لا يضره تدليس الحسن، والرواية عن الكتاب صحيحة ما لم يثبت الجرح فيه .

۲۵۹۰- تخريج: [صحيح] وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ۳۷۳۸، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصحة الحاكم على شرط مسلم: ۲۵/۳، ووافقه الذهبي .

۲۵۹۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ما جاء في الرايات، ح: ۱۶۸۰ من حديث يحيى ابن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: "حسن غريب" .

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

مُتَّيِدٌ مَوْلَى مُحَمَّدٍ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: بَعَثَنِي
 مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
 سَأَلُهُ عَنْ رَأْيِهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا كَانَتْ؟
 فَقَالَ: كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرْبَعَةٍ مِنْ نَمْرَةٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① [الْبَرَاءُ] پرچم اعظم کو اور [الرَّايَةُ] اس کے ذیلی جھنڈوں کو کہتے ہیں۔ اور نبی ﷺ کے لیے عشر میں [لَوَاءُ الْحَمْدِ] ہوگا۔ ② شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ روایت صحیح ہے البتہ [مُرْبَعَةٌ] ”چوکور“ کا لفظ صحیح نہیں ہے۔

۲۵۹۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
 لَمْرُوزِي وَهُوَ ابْنُ رَاهُوِيَه: حَدَّثَنَا يَحْيَى
 بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارِ الدُّهْنِيِّ،
 عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ
 ﷺ أَنَّهُ كَانَ لَوَاهُ يَوْمَ دَخَلَ مَكَّةَ أَبْيَضَ.

۲۵۹۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا
 نَسْلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ الشَّعِيرِيُّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ
 يَمَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، عَنْ آخَرَ مِنْهُمْ
 نَالَ: رَأَيْتُ رَأْيَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَفْرَاءَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جہاد میں جھنڈے کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔ ② قرون اولیٰ میں جھنڈوں کا کوئی رنگ اور ساز مخصوص نہ ہوتا تھا۔ اور یہ زرد رنگ والی روایت ضعیف ہے۔ ③ جنگ میں اور دیگر اہم مواقع پر جھنڈے کو بلند اور نمایاں رکھنا بلاشبہ مطلوب ہے مگر یہ سب ایک نظم کے لیے ہوتا ہے اسے تقدس و احترام کا ایسا مفہوم دینا جو آج کل عام کر دیا گیا ہے غیر شرعی ہے بلکہ شرک کی حد کو چھوتا ہے۔

۲۵۹۲- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الألوية، ح: ۱۶۷۹، والنسائي، ح: ۲۸۶۹، وابن ماجه، ح: ۲۸۱۷ من حديث يحيى بن آدم به، وقال الترمذي: "غريب"، وله شاهد حسن عند ابن ماجه، ح: ۲۸۱۸.

۲۵۹۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۶۳/۶ من حديث أبي داود، وأبو الشيخ 'في أخلاق النبي ﷺ'، ص: ۱۴۵ من حديث سلم بن قتيبة به * رجل من قومه مجهول.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باب: ۷۰- معمولی گھوڑوں اور بے کس لوگوں کے حوالے سے مدد کی دعا کرنا

۲۵۹۳- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”میرے لیے ضعفاء اور کمزور لوگوں کو تلاش کرو، تم لوگ اپنے کمزور لوگوں ہی کے ذریعے سے رزق دیے جاتے اور مدد کیے جاتے ہو۔“

(المعجم ۷۰) - بَابُ: فِي الْاِنْصَارِ
بِرُدْلِ الْخَيْلِ وَالضَّعْفَةِ (التحفة ۷۷)

۲۵۹۴- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاةَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «ابْعُونِي الضَّعْفَاءَ فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضَعْفَائِكُمْ».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راوی حدیث زید بن ارطاة عدی بن ارطاة کے بھائی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ أَخُو عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ.



فائدہ: ضعیف و بے کس اور نادار افراد اور دیگر مخلوق کی عبادت اور دعا میں اخلاص ہوتا ہے۔ وہ ریاکاری سے بالعموم بری ہوتے ہیں تو ان کی عبادت دعا اور بے کسی کی برکت سے اللہ عز وجل دوسروں پر بھی رحم فرما دیتا ہے۔

(المعجم ۷۱) - بَابُ: فِي الرَّجْلِ يُنَادِي بِالشَّعَارِ (التحفة ۷۸)

۲۵۹۵- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک جنگ میں) مہاجرین کا شعار ”عبداللہ“ اور انصار کا ”عبدالرحمن“ تھا۔

۲۵۹۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِينَ عَبْدُ اللَّهِ، وَشِعَارُ الْأَنْصَارِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ.

۲۵۹۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين، ح: ۱۷۰۲ من حديث عبدالرحمن بن يزيد بن جابر به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي: ۳۱۸۱، وصححه ابن حبان: ۱۶۲۰، والحاكم: ۱۴۵/۲.

۲۵۹۵- تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۳۶۱/۶ من حديث أبي داود به * حجاج بن أرطاة وقنادة مدلسان وعنعنا.

جہاد کے مسائل

۱۰- کتاب الجہاد

☀ فائدہ: اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا ذاتی تعارف نہ ہونے کی صورت میں اپنے افراد کو پہچاننے میں غلطی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی جاسوس وغیرہ درآئے تو اس کو پکڑنا بھی آسان رہتا ہے۔

۲۵۹۶- حَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ [رضي الله عنه] زَمَنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ شِعَارُنَا: أَمِيتُ أَمِيتُ.

۲۵۹۶- حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں جہاد کیا تو ہمارا شعار تھا [أَمِيتُ أَمِيتُ] (معنی ہے مار دے مار دے اور اس میں کفار کی ہزیمت اور مسلمانوں کی فتح کا تقاضا تھا۔)

۲۵۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنْ بَيْتُكُمْ فَلْيُكُنْ شِعَارُكُمْ حِمٌّ لَا يُنْصَرُونَ».

۲۵۹۷- حضرت مہلب بن ابی صفرہ کا کہنا ہے کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ سے سنا تھا آپ نے فرمایا: ”اگر تم پر رات کو حملہ ہو جائے تو تمہارا شعار [حِمٌّ لَا يُنْصَرُونَ] ہونا چاہیے۔“

115

باب: ۷۲- آدمی سفر کے وقت کون سی

(المعجم ۷۲) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ

دعا پڑھے؟

إِذَا سَافَرَ (التحفة ۷۹)

۲۵۹۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْقُمْرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ قَالَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ الْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ

۲۵۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اللَّهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ

۲۵۹۶- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان، مع: ۲۸۴۰ من حديث عكرمة بن عمار به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱۰۷/۲، ووافقه الذهبي.

۲۵۹۷- [صحیح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الشعار، ح: ۱۶۸۲ من حديث سفیان الثوري به، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ومسلم: ۱۰۷/۲، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق صرح بالسماع عند عبد الرزاق: ۵/۲۳۳، ح: ۹۴۶۷.

۲۵۹۸- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۳۳/۲ عن يحيى القطان به، ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۵۰۰، وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۳۴۲ وغيره.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَاتِبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوءِ الْمُنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ ، اللَّهُمَّ! اطْوِلْنَا الْأَرْضَ وَهُوَ عَلَيْنَا السَّفَرُ ” اے اللہ! سفر میں تو ہی ہمارا رفیق اور اہل میں خلیفہ ہے۔ (ان کی حفاظت کرنے والا ہے) اے اللہ! سفر کی مشقت اور شدت سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے کہ غم و اندوہ کے ساتھ واپس لوٹوں اور اپنے اہل اور مال میں کوئی برا منظر دیکھوں اے اللہ! ہمارے لیے زمین کو پلید دے اور سفر کو ہمارے لیے آسان فرما دے۔“

☀ فائدہ: سفر مختلف مقاصد کے لیے ہوتا ہے مگر سب سے اہم اور مبارک سفر جہاد کا ہے۔

۲۵۹۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ عَلَّمَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ : «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّنِينَ ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ . اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى ، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى . اللَّهُمَّ! هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا ، اطْوِلْنَا الْبُعْدَ ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ » [پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کیا، ہم (از خود) اس کو اپنا تابع نہ بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے اس سفر



۲۵۹۹- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الذكر إذا ركب دابته متوجهاً لسفر حج أو غيره... الخ، ح: ۱۳۴۲ من حديث ابن جريج به، دون قوله: 'وكان النبي ﷺ وجيوشه إذا علوا الثنايا... الخ'.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل کی توفیق چاہتا ہوں جو تیرا پسندیدہ ہو اے اللہ! ہمارے لیے ہمارا یہ سفر آسان فرما دے اور مسافت کو ہمارے لیے لیٹ دے اے اللہ! سفر میں تو ہی رفیق اور اہل اور مال میں خلیفہ ہے۔“ اور جب واپس تشریف لاتے تو یہی کلمات پڑھتے اور ان میں یہ اضافہ کرتے: [اَتَّبِعُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ] ”ہم واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد کرنے والے ہیں۔“ نبی ﷺ اور آپ کے لشکری جب کسی گھاٹی پر چڑھتے تو [اللَّهُ أَكْبَرُ] اور اگر کسی پستی میں اترتے تو [سُبْحَانَ اللَّهِ] کہتے اور نماز بھی اسی قاعدے پر ہے (کہ اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہی جاتی ہے۔)

اَتَّبِعُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ۔
وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجِيهَهُ إِذَا عَلَوْا الثَّنَايَا
فَبَرَّوْا، وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا، فَوُضِعَتْ
الصَّلَاةُ عَلَى ذَلِكَ۔

فوائد و مسائل: ① توحید یہی ہے کہ انسان کسی بھی موقع پر اپنے رب تعالیٰ کو بھولنے نہ پائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اسی میں ہے کہ ہر عمل میں آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے۔ ② حدیث کا جملہ: [فَوُضِعَتْ الصَّلَاةُ عَلَى ذَلِكَ] ”اور نماز بھی اسی قاعدے پر ہے۔“ ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

باب: ۷۳- مسافر کو الوداع کہنے کی دعا

(المعجم ۷۳) - بَابُ: فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ

الْوَدَاعِ (التحفة ۸۰)

۲۶۰۰- حضرت قزوعہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: ادھر آؤ! میں تمہیں الوداع کہوں جیسے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے الوداع کہا تھا: [أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ] ”میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ

۲۶۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ،
عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ قَزْعَةَ قَالَ:
قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: هَلَمْ أُودِّعَكَ كَمَا
أَدْعَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، «أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ

۲۶۰۰- [تخریج: أخرجه أحمد: ۳۸/۲ من حديث عبد العزيز بن عمر به، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۳۴۴۳، وابن حبان، ح: ۲۳۷۶، وغيرهما.]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دینکَ وَأَمَانَتکَ وَخَوَاتِیمَ عَمَلکَ». تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔“

۲۶۰۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حضرت عبداللہ عظمیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو الوداع کہنا چاہتے تو یوں فرماتے: «أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينکُمْ وَأَمَانَتکُمْ وَخَوَاتِیمَ أَعْمَالِکُمْ» ”میں تمہارا دین، تمہاری امانتیں اور تمہارے اعمال کا اختتام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔“

۲۶۰۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْخَطْمِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ: «أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِیمَ أَعْمَالِكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قابل توجہ مسئلہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسان کے لیے سب سے قیمتی سرمایہ اس کے دین کو قرار دیا ہے اور اسی طرح اُن اعمال کو بھی (بالخصوص اختتامی اعمال کو) جن کے ساتھ وہ اپنے اللہ سے ملنے والا ہے۔ ② حدیث میں ہے: [إِنَّ اللَّهَ إِذَا اسْتَوْدِعَ شَيْئًا حَفِظَهُ] (الصحيحه، حدیث: ۲۵۴۷) ”جب کسی چیز کو اللہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔“



(المعجم ۷۴) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَكِبَ (التحفة ۸۱) باب: ۷۴- آدمی سوار ہو کر کون سی دعا پڑھے؟

۲۶۰۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَأُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَ الْمُقَرَّنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ] ”پاک ہے و

۲۶۰۲- جناب علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ہاں حاضر تھا کہ سوار ہونے کے لیے آپ کے سامنے سواری لائی گئی۔ آپ نے جب اپنا پاؤں رکاب میں ڈال لیا تو کہا: بِسْمِ اللّٰہِ پھر جب ٹھیک طرح سے اس پر بیٹھ گئے تو کہا: الْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر کہا: سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا کُنَّا لَ الْمُقَرَّنِیْنَ وَإِنَّا اِلَی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ] ”پاک ہے و

۲۶۰۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۵۰۷ من حديث حماد بن سلمة به وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۷۱۶ (بتحقيق).

۲۶۰۲- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما جاء ما يقول إذا ركب دابة، ح: ۳۴۴۶ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۳۸۱، ۲۳۸۱، والحاكم على شرو مسلم: ۹۸/۲، ۹۹، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ۵/ ۲۵۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱- کتاب الجہاد

- جہاد کے مسائل -

ذات جس نے اس کو ہمارے تابع کیا اور ہم از خود اس کو اپنا تابع نہ بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔“ پھر کہا: [الْحَمْدُ لِلّٰہ] تین بار۔ پھر کہا: [اَللّٰہُ اَكْبَرُ] تین بار۔ پھر کہا: [سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ]، اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ [اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ] [اے اللہ! تو پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف فرما دے بلاشبہ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش سکے۔“ پھر آپ ہنسے۔ آپ سے کہا گیا: امیر المؤمنین! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے اور آپ ہنسے (بھی) تھے تو میں نے آپ سے دریافت کیا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ تیرے رب کو اپنے بندے پر تعجب آتا ہے جب وہ کہتا ہے: (الہی!) میرے گناہ بخش دے بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا۔“

إِلَى رَبَّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰہ، فَلَا تَمْرَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰہُ اَكْبَرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ، اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، ثُمَّ صَحَّحَكَ، فَقِيلَ: يَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! مِنْ اَیِّ شَیْءٍ صَحَّحْتَ؟ قَالَ: رَأِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَعَلَ کَمَا فَعَلْتُ، ثُمَّ صَحَّحَكَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مِنْ اَیِّ شَیْءٍ صَحَّحْتَ؟ قَالَ: «اِنَّ رَبَّكَ تَعَالٰی یَعْجَبُ مِنْ عَبْدٍ اِذَا قَالَ: اَغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ، یَعْلَمُ اللّٰہُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَیْرِیْ».

فائدہ: اسلام انسان کا مزاج ایسا بنا دینا چاہتا ہے کہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہ گزرے جس میں وہ اپنے خالق و مالک سے غافل ہو۔ چاہیے کہ ہر حال میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور اسی طرح جو رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے اسے بقدر امکان اختیار کیا جائے۔

باب: ۷۵- انسان جب کسی منزل پر پڑاؤ کرے تو کیا کہے

باب مَا یَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا نَزَلَ الْمَنْزِلَ (التحفة ۸۲)

۲۶۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۶۰۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ:

۲۶۱۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۵۶۳ من حديث بقیة. وأحمد: ۱۳۲/۲ من طبیب صفوان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۷۲، والحاكم: ۱۰۱/۲، ووافقه الذهبي * الزبير بن الوليد حسن الحديث على الراجح.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور رات آجاتی کہتے: [يَا أَرْضُ! رَبِّي وَ رَبُّكَ اللَّهُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَ شَرِّ مَا فِيكَ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ وَ مِنْ شَرِّمَا يَدُبُّ عَلَيْكَ وَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ أَسْوَدَ، وَ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَ مِنْ سَاكِنِي الْبَلَدِ، وَ مِنَ الْوَالِدِ وَمَا وَلَدَ] ”اے زمین! میرا اور تیرے رب اللہ ہی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے، اور اس شر سے جو تیرے اندر ہے اور جو تیرے اندر پیدا کیا گیا ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی پھرتی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے، کالے ناگ سے اور سانپ اور بچھو سے اور اس علاقے کے رہنے والوں کے شر سے، اور جننے والے کے شر سے اور جس کو وہ جنے اس کے شر سے۔“

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ: حَدَّثَنِي شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ [عُمَرَ] قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ: «يَا أَرْضُ! رَبِّي وَ رَبُّكَ اللَّهُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَ شَرِّ مَا فِيكَ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ، وَ مِنْ شَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكَ، وَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ، وَ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَ مِنْ سَاكِنِي الْبَلَدِ، وَ مِنَ الْوَالِدِ وَمَا وَلَدَ».



🌞 فائدہ: ”اس علاقے کے رہنے والوں“ سے مراد جن ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ”جننے والے“ سے مراد شیطان اور اس کی اولاد ہے۔ مگر الفاظ اپنے عموم سے ہر جننے والے اور جننے گئے کو شامل ہیں۔

(المعجم ۷۶) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ السَّيْرِ
فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ (التحفة ۸۳)

۲۶۰۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج غروب ہوتے ہی اپنے چوپایوں کو مت چھوڑو حتیٰ کہ رات کا اندھیرا خوب چھا جائے بلاشبہ جس وقت سورج غروب ہوتا ہے شیاطین فساد کرتے ہیں حتیٰ کہ رات کا اندھیرا چھا جائے۔“

۲۶۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْخُرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُرْسِلُوا قَوَاشِيَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحَمَةُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَعِيثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ

۲۶۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطيته، ح: ۲۰۱۳ من حديث زهير بن معاوية أبي خيثمة به.

جہاد کے مسائل

- کتاب الجہاد

حُمَةُ الْعِشَاءِ» .

قال أَبُو دَاوُدَ: الْفَوَاشِي مَا يَفْشُو مِنْ
 امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [الْفَوَاشِي] سے
 مراد ہر قسم کی گھومنے پھرنے والی چیزیں ہیں۔

فائدہ: مستحب ہے کہ مغرب کے وقت سفر قدرے موقوف کر لیا جائے اور پھر اندھیرا اچھانے پر باقی سفر کیا جائے۔

(المعجم ۷۷) - بَابُ: فِي أَيِّ يَوْمٍ
 يُسْتَحَبُّ السَّفَرُ (التحفة ۸۴)
 باب: ۷۷- کون سے دن سفر کرنا مستحب ہے؟

۲۶۰۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ
 يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
 لُحَيْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:
 لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي سَفَرٍ
 إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ .
 ۲۶۰۵- حضرت کعب بن مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے
 انہوں نے کہا: بہت کم ایسے ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ
 جمعرات کے علاوہ کسی اور دن سفر کے لیے نکلتے۔

فائدہ: دن سب اللہ ہی کے ہیں مگر جمعرات کو اہمیت حاصل ہے کہ اس روز اللہ کے حضور اعمال پیش ہوتے
 ہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۲۵۷۱)

(المعجم ۷۸) - بَابُ: فِي الْإِتِّكَارِ فِي
 السَّفَرِ (التحفة ۸۵)
 باب: ۷۸- سفر کے لیے صبح کتنا (مستحب ہے)

۲۶۰۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
 حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ:
 حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ حَدِيدٍ عَنْ صَخْرِ
 السَّامِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ
 ۲۶۰۶- حضرت صخر غامدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں
 کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لیے
 ان کی صبحوں میں برکت ڈال دے۔“ چنانچہ آپ ﷺ
 کو کوئی مہم یا لشکر روانہ کرنا ہوتا تو انہیں دن کے پہلے پھر

۲۶۰۷- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من أراد غزوة فوری بغیرھا . . . الخ، ح: ۲۹۴۸ من
 حدیث ابن المبارک به، وهو فی سنن سعید بن منصور، ح: ۲۳۸۰ باختلاف يسیر .

۲۶۰۸- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في التبكير بالتجارة، ح: ۱۲۱۲، وابن ماجه،
 ح: ۲۲۳۱ من حدیث هشیم به، وقال الترمذي: "حسن" وهو فی سنن سعید بن منصور، ح: ۲۳۸۲، وللحدیث
 شواهد كثيرة .

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

روانہ فرماتے۔ اور حضرت صحیحہؓ ایک تاجر صحابی تھے کہ وہ اپنے کارندوں کو دن کے پہلے پہر روانہ کیا کرتے تھے چنانچہ وہ مال دار ہو گئے تھے اور ان کا مال خوب بڑھ گیا تھا۔

امام ابو داؤدؒ نے کہا: ان کا نام صحیح بن وداعہ ہے۔

(المعجم ۷۹) - **بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُسَافِرُ**
وَحَدَّثَهُ (التحفة ۸۶)

۲۶۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
حَرْمَلَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«الرَّائِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّائِبَانِ شَيْطَانَانِ،
وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ».

۲۶۰۷- حضرت عمر بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اکیلا سوار ایک شیطان ہے، سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہیں۔“



☀️ **فوائد ومسائل:** ① انسان کا اکیلے سفر کرنا بعض اوقات انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ بالفرض کوئی حادثہ پیش آجائے تو اسے سنبھالنے والا کوئی نہ ہوگا اور نہ کوئی خبر ہی ملے گی۔ اس طرح دو افراد کا معاملہ بھی بہت کمزور ہے البتہ تین ہوں تو سب کو مکمل سہولت ہوگی۔ باجماعت نماز پڑھیں گے ایک دوسرے کے انیس اور معاون ہوں گے۔ ② موجودہ حالات میں بسوں، گاڑیوں اور جہازوں میں اگرچہ ایک کثیر تعداد بطور قافلہ کے سفر کرتی ہے اور مذکورہ نبی سے انسان خارج ہو جاتا ہے مگر انسان کے اپنے محبت اور انیس رفیق سفر ہوں تو بہت ہی افضل ہے کیونکہ عام ہمراہی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بالخصوص اب جبکہ شرفساد بہت بڑھ گیا ہے اور دین و امانت میں کمی آتی جا رہی ہے۔ ③ یہ حدیث تنہا سفر کرنے کی قباحت پر صریح دلالت کرتی ہے۔ اس لیے بعض اہل علم نے اس حدیث سے یہ استنباط کیا ہے کہ صوفی قسم کے لوگ تنہا ”تہذیب نفس“ اور ”مزمومہ“ ”چلہ کشی“ کے نام پر صحراؤں اور بے آباد علاقوں کے جو سفر اختیار کرتے ہیں وہ بھی صریحاً غلط اور مردود ہیں۔ ایسے ہی وہ چلہ کشی جو آج کل ”بزرگ“ اور ”ولی اللہ“ بننے کے

۲۶۰۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن يسافر الرجل وحده ح: ۱۶۷۴ من حديث مالك به، وقال: "حسن"، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۷۸/۲، وصححه الحاكم: ۱۰۲/۲ ووافقه الذهبي، وحسنه البغوي في شرح السنة، ح: ۲۶۷۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

چکر میں کی جاتی ہے یہ بھی قرآن وحدیث کے منافی ہے۔ اس لیے ایسے تمام امور سے احتراز اور اجتناب ضروری ہے کیونکہ یہ چیزیں بدعت ہیں۔ بدعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ جس نے بھی دین اسلام میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (صحیح البخاری 'الصلح' حدیث: ۲۶۹۷)

(المعجم ۸۰) - **بَابُ: فِي الْقَوْمِ**
سَافِرُونَ يُؤْمَرُونَ أَحَدَهُمْ (التحفة ۸۷)

باب: ۸۰- جب ایک جماعت سفر کر رہی ہو، تو اپنے میں سے ایک آدمی کو اپنا امیر بنالیں

۲۶۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ بْنُ ي: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي لَمَّةٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ ﷺ قَالَ: «إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ يَوْمَرُوا أَحَدَهُمْ».

۲۶۰۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تین افراد سفر پر نکلیں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر مقرر کر لیں۔“

123

۲۶۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنَا إِيْمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي لَمَّةٍ أَنَّ رَسُولَ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤْمَرُوا أَحَدَهُمْ»، قَالَ: «فَقُلْنَا لِأَبِي سَلَمَةَ: فَأَنْتَ أَمِيرُنَا».

۲۶۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تین افراد سفر میں ہوں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر بنالیں۔“ نافع رضی اللہ عنہ (مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہا: (یہ حدیث سننے کے بعد) ہم نے ابوسلمہ (بن عبد الرحمن بن عوف) سے کہا: آپ ہمارے امیر ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس نظم سے امور سفر مرتب اور آسان ہو جاتے ہیں اور سب کو سہولت رہتی ہے۔ نفسی نفسی کا عالم نہیں ہوتا نیز جب اس معمولی اجتماع میں امیر مقرر کرنے کی تاکید ہے تو امارت عظمیٰ کی اہمیت اور بھی زیادہ ہوتی۔ ② قوم کو کسی بھی وقت امیر اور امارت کے بغیر نہیں رہنا چاہیے۔

۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو عوانة: ۱۱۷/۵ من حديث علي بن بحر به * محمد بن عجلان مدلس

۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو عوانة: ۱۱۷/۵ من حديث علي بن بحر به، وانظر الحديث السابق لعلته.

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

(المعجم ۸۱) - بَابُ: فِي الْمُضْحَفِ
يُسَافِرُ بِهِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ۸۸)

باب: ۸۱- دشمن کے علاقے میں قرآن مجید
لے جانا

۲۶۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ
يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، قَالَ
مَالِكٌ: أَرَاهُ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

۲۶۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت:-
انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ انسان
قرآن مجید لے کر دشمن کے علاقے میں جائے۔ اما
مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے اس نبی کی حکمت
یہ ہے کہ کہیں یہ دشمن (کافر) کے ہاتھ نہ لگ جائے (او
وہ اس کی ہتک کرے۔)

فائدہ: جہاں بھی یہ اندیشہ ہو کہ قرآن کریم کی ہتک کی جائے گی اسے وہاں نہ لے جایا جائے۔ لیکن اگر کافر قرآن
مجید سمجھنا چاہتا ہو اور اسے اسلام کی دعوت دینا مقصود ہو تو اس غرض سے اس کو دینا جائز ہے۔ جیسے کہ ہر قل کے نام خط
لکھا گیا اور اس میں قرآن مجید کی آیت (آل عمران: ۶۳) لکھی گئی تھی۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي مَا يُسْتَحَبُّ
مِنَ الْجُبُوشِ وَالرُّفَقَاءِ وَالسَّرَايَا
(التحفة ۸۹)

باب: لشکروں، رفقاء اور سرایا میں مستحب
تعداد کا بیان

۲۶۱۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَبُو
خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي
قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ

۲۶۱۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ہ
ﷺ نے فرمایا: ”بہترین رفقاء وہ ہیں جو چار کی تعداد میں
ہوں اور بہترین دستہ وہ ہے جس میں چار سو شہسوار ہوں
اور بہترین لشکر وہ ہے جو چار ہزار کی تعداد میں ہو اور با
ہزار قلت کی بنا پر ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے۔“

۲۶۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب كراهية السفر بالمصحف إلى أرض العدو، ح: ۹۹۰
عن القعني، ومسلم، الإمامة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار . . . الخ، ح: ۱۸۶۹ من حديث
مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۴۶/۲.

۲۶۱۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ما جاء في السرايا، ح: ۱۵۵۵ من حديث وه
ابن جرير به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۳۸، وابن حبان، ح: ۶۶۳، والحاكم على شرط
الشيخين ۴۴۳/۱، ۱۰۱/۲، ووافقه الذهبي * الزهري مدلس وعنن.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جہاد کے مسائل

۱- کتاب الجہاد

السَّارِيَا أَرْبَعِمِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ
الْآفِ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قَلِيلَةٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ مُرْسَلٌ. امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

☀ فائدہ: تعداد جس قدر زیادہ ہوگی برکت اور فائدہ زیادہ ہوگا۔ مسلمانوں کی بارہ ہزار کی تعداد اگر کہیں شکست کھائے گی تو اس کا سبب قلت تعداد نہیں بلکہ کوئی اور سبب ہوگا۔ مثلاً عدم تقویٰ، تکبر، غرور اور بزدلی وغیرہ۔ تاہم یہ روایت مرسل ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے۔

باب ۸۲- (قتال کے موقع پر) کفار کو اسلام کی دعوت دینا

(المعجم ۸۲) - بَابُ: فِي دُعَاءِ
الْمُشْرِكِينَ (التحفة ۹۰)

۲۶۱۲- حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (کسی شخص کو) کسی دستے یا کسی بڑے لشکر کا امیر بنا کر روانہ کرتے تو اسے خود اپنی ذات میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اپنی معیت میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتے اور فرماتے: ”جب تم اپنے مشرک دشمن کے مقابلے پر آؤ تو انہیں تین باتوں کی دعوت دو وہ جسے بھی اختیار کرنا چاہیں کر لیں اور پھر جو وہ اختیار کر لیں اسے قبول کر لینا اور اپنے ہاتھ کو ان سے روک لینا۔ (سب سے پہلے) انہیں اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اسے قبول کر لیں تو تم بھی ان سے قبول کر لو اور ان سے اپنے ہاتھ روک لو۔ پھر انہیں دعوت دو کہ وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر دارالمہاجرین میں منتقل ہو جائیں اور انہیں بتاؤ کہ اگر انہوں نے یہ امر قبول کر لیا تو ان کو وہی حقوق حاصل

۲۶۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْبَنْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ
لُقْمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرِيدَةَ،
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ
بِرًّا عَلَى سَرِيَّةٍ أَوْ جَيْشٍ أَوْصَاهُ بِتَقْوَى
فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ وَيَمْنٍ مَعَهُ مِنْ
سُلَيْمِينَ خَيْرًا وَقَالَ: «إِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ
فَالْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثٍ
صَالٍ أَوْ خِلَالٍ، فَأَتَيْتُهَا أَجَابُوكَ إِلَيْهَا
قَبْلَ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ادْعُهُمْ إِلَى
سَلَامٍ، فَإِنْ أَجَابُوا فَأَقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ
عَنْهُمْ - ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ
إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَعْلِمُهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ
فَعَلُوا ذَلِكَ أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَأَنَّ

۲۶۱۲- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب تأمير الإمام الأمراء على البعث... الخ، ح: ۱۷۳۱ من

صحيح وكيعة به.

ہوں گے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور ان پر وہ سب کچھ واجب ہوگا جو ان مہاجرین پر واجب ہے، اگر وہ منتقل ہوتا قبول نہ کریں اور اپنے علاقوں ہی میں رہنا چاہیں تو انہیں بتانا کہ وہ بدوی مسلمانوں کی طرح ہوں گے ان پر اللہ کا حکم اسی طرح نافذ ہوگا جیسے کہ دیگر مومنین پر نافذ ہوتا ہے (مال) فے اور غنیمت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔ (۲) پس اگر وہ لوگ اسلام قبول کرنے سے انکاری ہوں تو انہیں کہنا کہ جزیہ دینا قبول کریں اگر وہ اس پر راضی ہو جائیں تو اسے قبول کر لینا اور اپنا ہاتھ ان سے روک لینا۔ (۳) اگر وہ جزیہ دینے پر راضی نہ ہوں تو اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے ان سے قتال کرنا۔ اور جب تم کسی قلعے والوں کا محاصرہ کر لو اور پھر وہ تم سے یہ چاہیں کہ ان کو ہتھیار ڈالنے دو اس شرط پر کہ ان پر اللہ کا حکم نافذ ہو تو یہ بات قبول نہ کرنا کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ کیا ہے، لیکن انہیں اپنی شرطوں اور فیصلے کے مطابق ہتھیار ڈالنے کی اجازت دو اور پھر جو چاہو ان کے متعلق فیصلہ کرو۔“

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ علقمہ نے کہا: میں نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: مجھے مسلم نے بیان کیا۔

ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس (مسلم) سے مراد مسلم بن ہشیم ہے۔ اس نے نعمان بن مقرن رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا جیسے کہ سلیمان بن بریدہ نے بیان کیا ہے۔

عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا
وَاخْتَارُوا دَارَهُمْ فَأَعْلِمَهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ
كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يُجْرَى عَلَيْهِمْ حُكْمُ
اللَّهِ الَّذِي يُجْرَى عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَكُونُ
لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ نَصِيبٌ إِلَّا أَنْ
يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ - فَإِنْ هُمْ أَبَوْا
فَادْعُهُمْ إِلَى إِعْطَاءِ الْجَزِيَّةِ فَإِنْ أَجَابُوا
فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِزْ
بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ. وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ
فَارَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ فَلَا
تُنْزِلُهُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ مَا يَحْكُمُ اللَّهُ
فِيهِمْ، وَلَكِنْ أَنْزِلُوهُمْ عَلَى حُكْمِكُمْ ثُمَّ
أَفْضُوا فِيهِمْ بَعْدَ مَا شِئْتُمْ».

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: قَالَ عَلْقَمَةُ:
فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِمُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ
فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابْنُ هِشَمٍ عَنْ
النُّعْمَانِ بْنِ مِقْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ
حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرِيدَةَ.

- کتاب الجہاد -

❦ فوائد و مسائل: ① یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور اب بھی ان قوموں سے متعلق ہے جن کو اسلام کی دعوت واضح طور سے نہ پہنچی ہو۔ (صحیح البخاری، العنق، حدیث: ۲۵۴۱، وصحیح مسلم، الجہاد، حدیث: ۱۷۳۰) و سنن أبی داود، حدیث: (۲۶۳۳) ② دین اسلام کی دوسرے دینوں سے آویزش صرف اور صرف اللہ کی مخلوق تک اس کا کلمہ پہنچانے اور غالب کرنے کے لیے ہے اس میں محض ملکوں کو فتح کرنا یا لوگوں کو اپنے تابع کرنا نہیں ہے۔ ③ امیر مجاہدین (اور اسی طرح دیگر مفتیان اور مجتہدین) کا فیصلہ بالعموم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے اس کے باوجود ان میں اس کے حق یا خطا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ (ان اجتہادی امور میں) عین یہ دعو کرنا کہ یہی اللہ کا فیصلہ ہے بالکل غلط ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے صادر ہونے والے فیصلے اور احکام عین اللہ کے فیصلے ہوتے تھے اور عین شریعت تھے کیونکہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳-۴) ”آپ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے مگر جو اللہ کی وحی ہوتی ہے۔“ اور اجتہادی امور میں جہاں کہیں کوئی خطا ہوتی بھی تو فوراً اس کی اصلاح ہو جاتی تھی۔ نبی ﷺ کے بعد کسی بھی امتی کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔

127

۲۶۱۳- حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں غزوہ کرو اور اللہ کا انکار کرنے والوں سے قتال کرو۔ غزوہ کرو و غدر نہ کرو (غیبت میں) خیانت نہ کرو، مقتولین کے اعضا نہ کاٹو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔“

۲۶۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْأَنْطَاكِيُّ خُبُوبُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ شُعْبَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، اغْزُوا، وَلَا تَدْرُوا، وَلَا تَغْلُوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا تُلُوا وَلِيدًا».

۲۶۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چلو اللہ کے نام سے اللہ کی مدد حاصل کرتے ہوئے اور رسول اللہ کی ملت پر قائم رہتے ہوئے (اور اس کی دعوت دیتے ہوئے) کسی بڑھے

۲۶۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى بْنِ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ فِزْرِ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ

۲۶۱۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۴ / ۲۳۲ من حديث أبي داود به.

۲۶۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۱۲ / ۳۸۲، ۳۸۳ عن يحيى بن آدم به * خالد بن الفزير لم يلقه غير ابن حبان، وقال ابن معين "ليس بذلك".

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

اللہ ﷻ قال: «انْطَلِقُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَإِنِّي لَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَغْلُوا، وَضَمُّوا غَنَائِمَكُمْ وَأَصْلَحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ».

کھوسٹ کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بچے یا نابالغ کو اور نہ کسی عورت کو۔ (غنیمت میں) خیانت سے باز رہنا، غنائم کو جمع رکھنا اور اصلاح کا معاملہ کرنا، نیکی اور احسان اپنانا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

🌞 فائدہ: لڑائی میں کسی بوڑھے شخص کو قتل نہیں کرنا، مگر ایسے بوڑھے جن کے بارے میں معلوم ہو کہ منصوبے اور پروگرام دیتے ہیں اور ایسی عورتیں جو جاسوسی وغیرہ کے معاملات میں ملوث ہوں ان کو قتل کرنا جائز ہوگا۔

(المعجم ۸۳) - بَابُ فِي الْحَرْقِ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ (التحفة ۹۱)

باب: ۸۳- دشمن کے علاقے میں آگ لگانے کا مسئلہ

۲۶۱۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَّقَ نَخِيلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُؤَيْرَةُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ...﴾ [الحشر: ۵].

۲۶۱۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بؤیرہ مقام پر قبیلہ بنو نضیر کی کھجوریں جلائی تھیں اور کائی بھی تھیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ...﴾ ”جو کھجوریں تم نے کاٹ ڈالیں یا جڑوں پر قائم رہنے دیں سو وہ اللہ کے حکم سے تھا، اور تاکہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو رسوا کر دے۔“

🌞 فائدہ: جنگی ضرورت اور مصلحت کے تحت آگ لگانا یا مکانات گرانا جائز ہے۔ محض فساد پھیلانے کی نیت سے جائز نہیں۔

۲۶۱۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ ابْنِ مِبْرَكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنْ الزُّهْرِيِّ: قَالَ عُرْوَةُ: فَحَدَّثَنِي

۲۶۱۶- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ”ابنئی“ کے علاقے پر صبح کے وقت چڑھائی کرنا اور اسے جلا دینا۔

۲۶۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الحشر، باب قوله: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ﴾، ح: ۴۸۸۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قطع أشجار الكفار وتحريقها، ح: ۱۷۴۶ عن قتية به.

۲۶۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب التحريق بأرض العدو، ح: ۲۸۴۳ من حديث صالح بن أبي الأخضر به، وهو ضعيف مشهور.

أَسَامَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَهْدَ إِلَيْهِ
بِقَالَ: أَغْرَ عَلَى ابْنِي صَبَاحًا وَحَرْقًا.

۲۶۱۷- عبداللہ بن عمرو غزی کہتے ہیں کہ میں نے
ابو مسہر سے سنا ان سے ”ابنی“ کے متعلق پوچھا گیا تو
انہوں نے کہا: ہم اس کے متعلق خوب جانتے ہیں کہ یہ
فلسطین میں ”یُننا“ کے نام سے معروف جگہ ہے۔

(المعجم ۸۴) - بَابُ: فِي بَعَثِ الْعُيُونِ
(التحفة ۹۲)

۲۶۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ
نے (واقعہ بدر سے پہلے) بُسَیْسَہ کو بطور جاسوس روانہ
فرمایا تھا کہ وہ دیکھے کہ ابوسفیان کا قافلہ کس مرحلے
میں ہے؟

۲۶۱۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:
حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ
بِعْنِي ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ
قَالَ: بَعَثَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - بُسَيْسَةَ
فَمِنَّا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيرُ أَبِي سُفْيَانَ.

فائدہ: مسلمانوں میں ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا حرام ہے۔ الایہ کہ امیر المومنین اصلاح احوال کے لیے ان
کے بعض امور کی ٹوہ گائے تو جائز ہے۔ تاہم دشمن کے احوال کی خبر لینے کے لیے یہ عمل سیاست واجب ہے۔

باب: ۸۵- مسافر کسی باغ یا غلے کے پاس سے
گزرے تو (بغیر اجازت پھل) کھجور (وغیرہ) کھا
سکتا ہے اور جانوروں کا دودھ پی سکتا ہے

(المعجم ۸۵) - بَابُ: فِي ابْنِ السَّبِيلِ
يَأْكُلُ مِنَ الثَّمَرِ وَيَشْرَبُ مِنَ اللَّبَنِ إِذَا مَرَّ
بِهِ (التحفة ۹۳)

۲۶۱۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی (دوران

۲۶۱۹- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ
قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ

۲۶۱۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۸۴/۹ من حديث أبي داود به.

۲۶۱۹- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ح: ۱۹۰۱ من حديث هاشم بن القاسم به.

۲۶۱۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في احتلاب المواشي بغير إذن الأرباب،
ص: ۱۲۹۶ من حديث عبد الأعلى بن عبد الأعلى به، وقال: "حسن غريب صحيح" * سعيد بن بشير ضعيف، وسعيد
ابن أبي عروبة مدلس، وقادة عن ابن صبح السند إليه، وللحديث شاهد ضعيف.

عن قتادة، عن الحسن، عن سمرة بن جندب أن نبي الله ﷺ قال: «إذا أتى أحدكم على ماشية فإن كان فيها صاحبها فليستأذنه، فإن أذن له فليحتلب وليشرب، وإن لم يكن فيها فليصوت ثلاثاً فإن أجابه فليستأذنه وإلا فليحتلب وليشرب ولا يحمل».

سفر میں) جانوروں کے پاس سے گزرے اور ان میں ان کا مالک موجود ہو تو اس سے اجازت لے، اگر وہ اجازت دے دے تو دودھ دودھ لے اور پی لے، اگر مالک موجود نہ ہو تو تین بار آواز لگائے، اگر وہ جواب دے تو اس سے اجازت طلب کرے ورنہ دودھ نکال لے اور پی لے مگر ساتھ نہ لے جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث کے کتاب الجہاد میں بیان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مجاہدین سفر میں ہوتے ہیں اور کھانا پینا ان کی لازمی ضرورت ہے اور اہل علاقہ یہ ضروریات مہیا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ② علامہ خطابی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ رخصت ایسے مسافر کیلئے ہے جو اضطراری (مجبوری کی) کیفیت میں ہو کہ اگر وہ نہ کھائے پیے تو ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ جبکہ کچھ اصحاب الحدیث کہتے ہیں یہ ایسا مال ہے کہ نبی ﷺ نے اسے اس کا مالک بنایا ہے (جان بچانے کی حد تک اسے کھانے کی اجازت دی ہے) تو اس کے لیے مباح ہے اور اس پر کوئی قیمت لازم نہیں آتی۔ مگر اکثر فقہاء کا کہنا ہے کہ اس پر قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ وہ قیمت دے سکتا ہو، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”کسی مسلمان کی خوش دلی اور رضامندی کے بغیر اس کا مال لینا حلال نہیں ہے۔“ (مسند احمد: ۷۲۵) تاہم اگر کسی علاقے کے عرف عام میں تھوڑے بہت کھانے پینے کی اجازت ہو تو وہاں اجازت کی ضرورت ہوگی نہ قیمت دینے کی۔ عرف عام ہی اجازت کے مترادف ہوگا۔ جیسا کہ آج سے پیشتر عام دیہاتوں میں یہ عرف عام تھا۔



۲۶۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عَبَادِ بْنِ شُرْحَبِيلٍ قَالَ: أَصَابَنِي سَنَةٌ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَفَرَكْتُ سُنْبُلًا فَأَكَلْتُ وَحَمَلْتُ فِي ثَوْبِي، فَجَاءَ صَاحِبُهُ فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: «مَا

۲۶۲۰- حضرت عباد بن شُرْحَبِيل کا بیان ہے کہ مجھے قحط (اور بھوک) نے ستایا تو میں مدینہ کے ایک باغ میں چلا گیا اور وہاں سے میں نے ایک بالی لی اسے مسلا اور کھالیا اور کچھ اپنے کپڑے میں بھی باندھ لے چلا پس باغ کا مالک آ گیا تو اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا بھی چھین لیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ”تو نے اسے سمجھایا نہیں جبکہ یہ

۲۶۲۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب منه؟، ح: ۲۲۹۸ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ۵۴۱۱، وصححه الحاكم: ۱۳۳/۴، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

نَلَمْتُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا، وَلَا أَطْعَمْتُ إِذْ
 كَانَ جَائِعًا، أَوْ قَالَ: «سَاعِبًا»، وَأَمَرَ
 رَدَّ عَلَيَّ ثَوْبِي وَأَعْطَانِي وَسَقَا أَوْ يَصِفُ
 زُسْقٍ مِنْ طَعَامٍ.

۲۶۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ
 أَبِي بَشْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَادَ بْنَ شُرَحْبِيلَ
 جَلًّا مِنَّا مِنْ بَنِي عُبَيْرٍ بِمَعْنَاهُ.

نوائد و مسائل: ① فی الواقع حاجت مند کو اجازت ہے کہ بغیر اجازت کے باغ اور کھیت میں سے کھاپی لے لے کر
 ساتھ لے جانا جائز نہیں۔ ② سزا دینے سے پہلے ضروری ہے کہ نادان کو سمجھایا جائے اور جاہل ایک حد تک معذور بھی
 ہوتا ہے۔ ③ حسب حیثیت ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا مسلمان کا فریضہ ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ قَالَ: إِنَّهُ
 يَأْكُلُ مِمَّا سَقَطَ (التحفة ۹۴)

باب:..... درختوں سے گرا پڑا پھل کھالینے
 کی رخصت کا بیان

۲۶۲۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرِ ابْنَا
 أَبِي شَيْبَةَ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ
 سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي حَكَمٍ
 الْغَفَارِي يَقُولُ: حَدَّثَنِي جَدِّي عَنْ عَمِّ
 أَبِي، رَافِعِ بْنِ عَمْرِو الْغَفَارِي قَالَ: كُنْتُ
 مَلَامًا أُرْمِي تَحْلُ الْأَنْصَارِ فَأَتَيْتُ بِي النَّبِيَّ
 فَقَالَ: «يَا غُلَامُ! لِمَ تَرْمِي التَّحْلَ؟»
 قَالَ: أَكُلُ، قَالَ: «فَلَا [تَرْمِ] التَّحْلَ وَكُلْ

۲۶۲۲- حضرت رافع بن عمر وغفاری کا بیان ہے کہ
 میں لڑکپن میں انصاریوں کی کھجوروں کو (پتھر وغیرہ) مارا
 کرتا تھا تو مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔
 آپ نے پوچھا: ”اے لڑکے! تو کھجوروں کو کیوں مارتا
 ہے؟“ میں نے کہا: پھل کھانے کے لیے۔ آپ نے
 فرمایا: ”مت مارا کر جو نیچے گری پڑی ہو کھالیا کر۔“ پھر
 آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی: ”اے اللہ!
 اس کے پیٹ کو سیر کر دے۔“

۲۶۲۱- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، ح: ۲۲۹۸ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق: ۲۶۲۰.
 ۲۶۲۲- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصب
 به؟ ح: ۲۲۹۹ من حديث معتمر بن سليمان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۸۱/۶، ۸۲* ابن أبي حنبل الغفاري
 مجهول الحال، وله طريق ضعيف عند الترمذي، ح: ۱۲۸۸.



۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

مَا يَسْقُطُ فِي أَسْفَلِهَا، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ
فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! أَشْبِعْ بَطْنَهُ».

(المعجم ۸۶) - بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ: لَا
يَحْلُبُ (التحفة ۹۵)

باب ۸۶- بغیر اجازت جانوروں کا دودھ
نکالنا ممنوع ہے

۲۶۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحْلُبُنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةً أَحَدٍ
بِغَيْرِ إِذْنِهِ، أَيْحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرَبَتُهُ
فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيَنْتَلَّ طَعَامُهُ، فَإِنَّمَا تَخْزَنُ
لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعَمَتْهُمْ، فَلَا
يَحْلُبُنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةً أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۲۶۲۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی کسی کے
جانور کا بغیر اجازت دودھ نہ نکالے کیا تم پسند کرتے ہو
کہ کوئی اس کی کوٹھڑی (سٹور) کو توڑ کر اس کا ذخیرہ طعام
نکال لے جائے؟ (ایسے ہی) جانوروں کے تھن اپنے
مالکوں کے لیے دودھ جمع کرتے ہیں تو کوئی کسی کے
جانور کا دودھ نہ نکالے مگر یہ کہ مالک کی اجازت ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قیاس کرنا ایک معروف شرعی و فقہی قاعدہ ہے اور اشاہ و نظائر پر ایک دوسرے کا حکم لگتا ہے۔
② بغیر شرعی عذر کے اگر کسی نے جانوروں کا اس قدر دودھ نکال لیا جس کی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اس پر
چوری کی حد لگے گی۔

(المعجم ۸۷) - بَابٌ: فِي الطَّاعَةِ
(التحفة ۹۶)

باب ۸۷- اطاعت کا بیان

۲۶۲۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا
حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾
[النساء: ۵۹] [فِي] عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ بْنِ

۲۶۲۴- ابن جریر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (آیت
کریمہ) ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ”اے ایمان والو! اللہ کی
اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولی الامر

۲۶۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب لا تحلب ماشية أحد بغير إذنه، ح: ۲۴۳۵، ومسلم، اللقطة،
باب تحريم حلب الماشية بغير إذن مالئها، ح: ۱۷۲۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۹۷۱/۲.
۲۶۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية،
ح: ۱۸۳۴ عن زهير بن حرب، والبخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرُّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ
مِنْكُمْ﴾، ح: ۵۵۸۴ من حديث حجاج بن محمد به.

۱- کتاب الجہاد — جہاد کے مسائل

عَدِيٍّ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ . أَخْبَرَنِيهِ
بُعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ .

کی۔“ حضرت عبداللہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے
میں نازل ہوئی تھی نبی ﷺ نے ان کو ایک مہم میں بھیجا
تھا۔ (ابن جریر کہتے ہیں) کہ مجھے یہ روایت یعلیٰ نے
بواسطہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی۔
[تفسیر درج ذیل روایت میں ہے]

۲۶۲۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ :
أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ
عُبَيْدَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ ،
عَنْ عَلِيٍّ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا
وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ
وَيُطِيعُوا ، فَأَجَجَ نَارًا وَأَمَرَهُمْ أَنْ
يَقْتَحِمُوا فِيهَا ، فَأَبَى قَوْمٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا
وَقَالُوا : إِنَّمَا فَرَزْنَا مِنَ النَّارِ ، وَأَرَادَ قَوْمٌ
أَنْ يَدْخُلُوهَا ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ :
«لَوْ دَخَلُوهَا - أَوْ دَخَلُوا فِيهَا - لَمْ يَزَالُوا
فِيهَا» ، وَقَالَ : «لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ ،
إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ» .

۲۶۲۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ان پر ایک شخص
(عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا اور ان (لشکر والوں)
کو حکم دیا کہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں تو
اس نے آگ بھڑکائی اور انہیں حکم دیا کہ اس میں کود
جائیں تو ایک قوم نے اس کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا
اور کہنے لگے کہ ہم آگ ہی سے تو بھاگے ہیں (مسلمان
ہوئے ہیں) اور کچھ دوسرے لوگوں نے آگ میں کود
جانے کا ارادہ کیا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:
”اگر یہ اس میں داخل ہو جاتے تو پھر ہمیشہ اسی میں
رہتے۔“ اور فرمایا: ”اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں
اطاعت ہمیشہ نیکی کے کاموں میں ہے۔“

فائدہ: جو شخص شریعت کی مخالفت میں حکام وقت کی اطاعت کرے وہ اللہ کا نافرمان ہے۔ اور اللہ کے ہاں اس کا
یہ عذر قبول نہ ہوگا کہ حاکم کی اطاعت میں میں نے ایسے کیا تھا۔

۲۶۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

۲۶۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر واجب ہے کہ

۲۶۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، أخبار الأحاد، باب ما جاء في إجازة خبر الواحد الصدوق ... الخ،
ج: ۷۲۵۷، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ... الخ، ح: ۱۸۴۰ من حديث شعبة به .

۲۶۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، ح: ۷۱۴۴ عن
مسدد، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ... الخ، ح: ۱۸۳۹ من حديث يحيى القطان به .

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

(تمام احکام) سنے اور مانے، خواہ اسے پسند آئیں یا ناپسند ہوں، جب تک اسے نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، جب معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ اطاعت ہے۔

عن رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ».

۲۶۲۷- حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... جو کہ بشر بن عاصم کی قوم سے تھے..... انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مہم بھیجی، تو میں نے ان میں سے ایک آدمی کو تلوار دی جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: کاش کہ آپ (وہ حالات) دیکھتے جن پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ملامت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ جب میرے بھیجے ہوئے آدمی نے میرے احکام کی تعمید نہیں کی تو تم اس کی جگہ کسی اور کو مقرر کر لیتے جو میرے احکام کی تعمید کرتا؟“

۲۶۲۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ بَشْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَالِكٍ - مِنْ رَهْطِهِ - قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً فَسَلَحَتْ رَجُلًا مِنْهُمْ سَيْفًا فَلَمَّا رَجَعَ، قَالَ: لَوْ رَأَيْتَ مَا لَامَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: «أَعَجَزْتُمْ إِذْ بَعَثْتُ رَجُلًا مِنْكُمْ فَلَمْ يَمُضْ لِأَمْرِي أَنْ تَجْعَلُوا مَكَانَهُ مَنْ يَمُضِي لِأَمْرِي؟».

🌞 فائدہ: یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ جب کوئی امیر یا حاکم شریعت کی تعمید نہ کر رہا ہو یا اس کی مخالفت کرتا ہو اور اس کو بدلنا ممکن ہو تو اس کو بدل کر دوسرا آدمی مقرر کر لیا جائے جو انہیں شریعت کے مطابق لے کر چلے۔

باب: ۸۸- لشکریوں کا قریب قریب رہنا اور ان کا کشادہ ہونا

(المعجم ۸۸) - باب مَا يُؤْمَرُ مِنْ انْضِمَامِ الْعَسْكَرِ وَسَعْيِهِ (التحفة ۹۷)

۲۶۲۸- حضرت ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجاہدین جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تھے

۲۶۲۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمَصِيُّ وَبَزِيدُ بْنُ قُبَيْسٍ مِنْ أَهْلِ جَبَلَةَ

۲۶۲۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۱۰/۴ عن عبد الصمد به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۵۳، والحاكم على شرط مسلم: ۱۱۴/۲، ووافقه الذهبي.

۲۶۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۸۵۶ عن عمرو بن عثمان به، ورواه أحمد: ۱۹۳/۴، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶۴، والحاكم: ۱۱۵/۲، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

..... عمرو بن عثمان کے الفاظ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ پڑاؤ کرتے تھے..... تو لوگ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جاتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا ان وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔“ چنانچہ اس کے بعد جب بھی آپ کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو صحابہ کرام ایک دوسرے کے بہت ہی قریب رہتے حتیٰ کہ کہا جاتا: اگر ان پر ایک ہی کپڑا اتان دیا جائے تو سب پر آجائے۔

نَاجِلٍ حِمَصَ وَهَذَا لَفْظُ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لَعْلَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُسْلِمَ بْنَ مِشْكَمٍ أَبَا نَبِيْدٍ اللَّهِ يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيُّ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا، قَالَ نَمْرُو: وَكَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشُّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هَذِهِ لَشُعَابٍ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ لَشَيْطَانٍ، فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ ذَلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا تَضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالَ: لَوْ سَطَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ».

فائدہ: مجاہدین اور مسافروں کو آپس میں قریب قریب رہنے میں ظاہری اور معنوی بہت فائدے ہیں مگر اتنا بھی گھسٹر کر نہیں ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے کو اذیت ہو جیسے کہ درج ذیل حدیث میں وارد ہے۔

۲۶۲۹- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فلاں فلاں غزوے میں میں اللہ کے نبی ﷺ کے ہمراہ تھا تو لوگوں نے منزلوں پر پڑاؤ کرنے اور خیمے وغیرہ لگانے میں بہت تنگی کا مظاہرہ کیا کہ راستہ بھی نہ چھوڑا۔ تو نبی ﷺ نے اپنا ایک منادی بھیجا جس نے لوگوں میں اعلان کیا: ”جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے یا راستہ کاٹے تو اس کا جہاد نہیں۔“

۲۶۲۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ أَسِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَنْعَمِيِّ، عَنْ قُرْوَةَ بْنِ جَاهِدٍ اللَّخْمِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ بْنِ سِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةً كَذَا وَكَذَا فَضَيَّقَ النَّاسُ مَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ نَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ: «أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ».

۲۶۲۹- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۴۰ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أبي يعلى، سند، ح: ۱۴۸۳، وفي المفاريد (وهو كتاب آخر له)، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۴۶۸.

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

🌞 فوائد و مسائل: ① زندگی کے تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں، بھولیوں اور ساقیوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا واجب ہے۔ ② واضح بنیادی امور سے صرف نظر کرنے کے باعث نیکی کے عظیم کام بھی بے وقعت ہو جاتے ہیں بالخصوص راستے کا حق ادا نہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

۲۶۳۰- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ أَسِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُجَاهِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، بِمَعْنَاهُ.

۲۶۳۰- سہل بن معاذ اپنے والد (حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ غزوے میں شرکت کی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

باب: ۸۹- دشمن سے دُور ہونے کی تمنا کرنا پسندیدہ نہیں

(المعجم ۸۹) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ (التحفة ۹۸)

۲۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقَبَةَ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مَعْمَرٍ، وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى جِئْنَا خَرَجَ إِلَى الْحَرُورِيَّةِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْلُوْا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ الشُّوفِ». ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! مُنْزِلَ الْكِتَابِ مُجْرِي السَّحَابِ وَهَازِمَ

۲۶۳۱- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے سالم ابو النضر کو لکھا جبکہ وہ حروری لوگوں کی طرف نکلے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک غزوے میں جب وہ دشمن سے ٹکرائے تھے فرمایا تھا: ”لوگو! دشمن سے ملنے کی تمنا مت کرو! اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو! مگر جب اس سے ٹدھ بیٹھ ہو جائے تو پھر صبر و شہادت سے کام لو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔“ پھر (یہ) دعا فرمائی: ”اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! شکروں کو پسپا کرنے والے! انہیں پسپا کر دے اور ہمیں ان پر نصرت اور غلبہ عطا فرما۔“

۲۶۳۰- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۵۲/۹ من حديث أبي داود به.

۲۶۳۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: لا تمنوا لقاء العدو، ح: ۳۰۲۴ من حديث الفزاري، ومسلم، الجهاد والسير، باب كراهة تمنى لقاء العدو والأمر بالصبر عند اللقاء، ح: ۱۷۴۲ من حديث موسى بن عقیبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

الْأَحْزَابِ اهْزِمْتُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① جنگ کوئی عام کھیل نہیں جب اس سے واسطہ پڑتا ہے تو حقیقت کھلتی ہے کہ انسان ایمان اور بہادری کے کس معیار پر ہے اس لیے آرزو یہ ہونی چاہیے کہ یہ موقع ہی نہ آئے تو اچھا ہے مگر جب دبدو ہونا لازمی ٹھہرے تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنی قوت و بسالت کا بھرپور اظہار کرنا چاہیے۔ شہادت کی تمنا بھی اسی طرح ہے کہ موقع آنے پر انسان اپنے سردھڑکی بازی لگانے سے دریغ نہ کرے مگر بے موقع یا بے مقصد جان دے دینا تو کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ② ”حروری“ خارجیوں کا ایک نام ہے کیونکہ یہ لوگ صفین سے واپس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الگ ہو کر کوفہ سے باہر مضافات میں ”حروراء“ نام کے ایک مقام پر جمع ہو گئے اور یہی ان کا پہلا مرکز تھا۔ اس کی طرف نسبت سے یہ لوگ حروری کہلائے۔

(المعجم ۹۰) - باب مَا يُدْعَى عِنْدَ
اللقاء (التحفة ۹۹)

باب: ۹۰- دشمن سے آنا سا منا ہو تو کیا
دعا کی جائے؟

۲۶۳۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ مُضِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ وَبِكَ أَقَاتِلُ».

۲۶۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو یوں دعا فرماتے: «اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضِدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ وَبِكَ أَقَاتِلُ وَبِكَ أَقَاتِلُ»

(المعجم ۹۱) - باب: فِي دُعَاءِ
الْمُشْرِكِينَ (التحفة ۱۰۰)

۲۶۳۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ نَافِعٍ كَوَلِّهَ بَجِيجًا أَوْ رَأَى مِنْهُ يَوْمَ يَوْمٍ قَالَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ مُضِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ وَبِكَ أَقَاتِلُ».

۲۶۳۳- ابن عون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نافع کو لکھ بھیجا اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ قتال کے

۲۶۳۲- [استادہ ضعیف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في الدعاء إذا غزا، ح: ۳۵۸۴ عن نصر بن موهب، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶۱ * قتادة عمن.

۲۶۳۳- أخرجه البخاري، العتق، باب من ملك من العرب رقيقاً فوهب... الخ، ح: ۲۵۴۱، ومسلم، زاد السیر، باب جواز الإغارة على الكفار الذين بلغتهم دعوة الإسلام... الخ، ح: ۱۷۳۰ من حديث عبد الله بن مسعود، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۴۸۴.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

موقع پر مشرکین کو دعوت دینا کیا حکم رکھتا ہے؟ تو انہوں نے مجھے لکھ بھیجا: بے شک یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ (بعد ازاں) نبی ﷺ نے قبیلہ بنو مصطلق پر حملہ کیا جبکہ وہ غافل تھے اور ان کے جانور پانی پی رہے تھے تو آپ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا اور باقیوں کو قید کر لیا۔ اسی موقع پر جویریہ بنت حارث آپ کے ہاتھ لگی تھیں۔ (بعد میں حرم نبوی میں داخل کی گئیں) نافع کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں شریک تھے۔

عَوْنٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ عَنْ دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الْقِتَالِ؟، فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَنَّ ذَلِكَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، وَقَدْ أَغَارَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَنِي الْمُضْطَلِقِ وَهُمْ غَارُونَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى سَبْيَهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جَوْيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ حَدَّثَنِي بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ وَكَانَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عمدہ ہے۔ اسے ابن عون نے نافع سے بیان کیا ہے۔ ابن عون کا اس میں اور کوئی شریک نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ نَبِيلٌ رَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ وَلَمْ يَشْرُكْهُ فِيهِ أَحَدٌ.



🌞 فوائد و مسائل: ① جن لوگوں کو اسلام اور مسلمانوں کی دعوت پہنچ چکی ہو بوقت قتال ان کو دعوت دینا کوئی ضروری نہیں ہے اور جنہیں نہ پہنچی ہو تو انہیں دی جانی چاہیے۔ ② حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر کے اپنے حرم میں شامل کر لیا تھا۔

۲۶۳۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغَيِّرُ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَكَانَ يَتَسَمَّعُ فَإِذَا سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ، وَإِلَّا أَغَارَ. ۲۶۳۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نماز فجر کے وقت شب خون مارا کرتے تھے۔ اور (اس سے پہلے) کان لگا کر سنتے، اگر اذان کی آواز سن لیتے تو بازرہتے ورنہ حملہ کر دیتے۔

🌞 فائدہ: اذان کا سنائی دینا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں اس لیے ان پر حملہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اذان کی آواز کا نہ آنا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان نہیں ہیں لہذا ان پر حملہ کر دیا جاتا تھا۔

۲۶۳۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَصَامُ مَرْفُوعًا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بَيَانُ كَرْتِهِمْ

۲۶۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الإمساك عن الإغارة على قوم في دار الكفر إذا سمع فيهم الأذان، ح: ۳۸۲ من حديث حماد بن سلمة به.

۲۶۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب النهي عن الإغارة إذا رأى مسجدًا وسمع أذانًا،

۱۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک جہادی مہم میں روانہ کیا اور فرمایا: ”جب تم کوئی مسجد دیکھو یا کسی مؤذن کو سنو تو پھر کسی کو قتل نہ کرنا۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ تَوْقَلٍ بْنِ مُسَاجِقٍ، عَنْ ابْنِ عَصَامٍ الْمُرِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوا أَحَدًا».

باب ۹۲- جنگ میں مکر (چال) کا بیان

باب المکر فی الحرب (المعجم ۹۲)

(التحفة ۱۰۱)

۲۶۳۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جنگ چال کا نام ہے۔“

۲۶۳۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».

۲۶۳۷- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی طرف غزوے کا ارادہ فرماتے تو کسی اور جانب کا اشارہ کرتے۔ اور فرمایا کرتے: ”جنگ چال کا نام ہے۔“

۲۶۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ غَزْوَةً وَرَى غَيْرَهَا وَكَانَ يَقُولُ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [الْحَرْبُ خَدْعَةٌ] کا لفظ اس روایت میں صرف معمر بنی نے اس سند سے بیان کیا ہے۔ جو درحقیقت عمرو بن دینار عن جابر کی سند میں آیا ہے (جو اوپر ذکر ہوئی ہے) اور اسی طرح معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہ کی سند میں بھی وارد ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَجِئْ بِهِ إِلَّا مَعْمَرٌ يُرِيدُ قَوْلَهُ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ» بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِنَّمَا يُرَوَّى مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ، وَمِنْ حَدِيثِ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَامِ بْنِ مَثَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ح: ۱۵۴۹ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "غريب"، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۳۸۵ * وابن عسّام لا يعرف حاله.

۲۶۳۶- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: الحرب خدعة، ح: ۳۰۳۰، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز الخداع في الحرب، ح: ۱۷۳۹ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۸۸۹. ۲۶۳۷- تخريج: [صحيح] أخرجه عبد الرزاق في المصنف: ۳۹۸/۵، ح: ۹۷۴۴ عن معمر به مطولاً * والزهري مرع بالسماع، وللحديث شواهد كثيرة جداً.

☀️ فائدہ: جنگ میں صرف تیر و تفنگ ہی کام نہیں آتا بلکہ حکمت، تدبیر اور چال بھی امور کام دیتے ہیں، تاہم یہ ضرور ہے کہ دشمن سے قبل از جنگ یا بعد از جنگ جو عہد معاہدہ ہو جائے اس میں دھوکہ کرنا حرام ہے۔

(المعجم ۹۳) - بَابُ: فِي الْبَيَاتِ
(التحفة ۱۰۲)

۲۶۳۸- جناب ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا، پھر ہم مشرکین سے جہاد کے لیے نکلے۔ ہم نے ان پر شب خون مارا۔ اس رات ہمارا شعار تھا [أَمْتُ أَمْتُ] سلمہ کہتے ہیں کہ اس رات میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھروں کے مشرکین کو قتل کیا تھا۔

۲۶۳۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَأَبُو عَامِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْنَا أَبَا بَكْرٍ فَعَزَّوْنَا نَاسًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَبَيَّنَّاهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَكَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ: أَمْتُ أَمْتُ. قَالَ سَلَمَةُ: فَقَتَلْتُ بِيَدِي تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَبْعَةَ أَهْلِ أَيْيَاتٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.



☀️ فائدہ: حسب ضرورت و مصلحت شب خون مارنے میں کوئی عیب نہیں اور نہ اسے معروف معنی میں دھوکہ یا بزدلی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۹۴) - بَابُ لُزُومِ السَّاقَةِ
(التحفة ۱۰۳)

۲۶۳۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر میں پیچھے رہا کرتے تھے ضعیفوں کی سواری ہانک لے جاتے اور انہیں اپنے پیچھے بٹھالیے اور ان کے لیے دعائیں کرتے۔

۲۶۳۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شَوْكِرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُرْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ.

۲۶۳۸- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۲۵۹۶، أخرجه البيهقي: ۷۹/۹ من حديث أبي داود به.

۲۶۳۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الحاكم: ۱۱۵/۲ من حديث إسماعيل ابن علي به، وصححه علي شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

☀ فائدہ: لشکر کا آخری اور پچھلا جتھہ جس میں بالعموم ضعیف بیمار اور مجروح (زخمی) لوگ ہوتے ہیں "ساقہ" کہلاتا ہے۔

(المعجم ۹۵) - **بَابُ: عَلَى مَا يُقَاتِلُ** باب: ۹۵- کس بنا پر مشرکوں سے قتال کیا جائے؟
المُشْرِكُونَ (التحفة ۱۰۴)

۲۶۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو
مَعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا
لَهُ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ
أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ
بِزَوْجَلٍ".
۲۶۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں
سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں
جب وہ اس کا اقرار کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے
خون اور مال محفوظ کر لیے سوائے اس کے کہ اس اقرار
(اسلام) کا کوئی حق ہو اور (دلی معاملات میں) ان کا
حساب اللہ پر ہے۔"

141

☀ فوائد و مسائل: ① "اسلام" بنی نوع انسان کے لیے امن و سلامتی کا دین ہے۔ اس کی دعوت اس کے علاوہ اور
کچھ نہیں کہ اس دنیا میں اس کائنات کے خالق و مالک کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نہ کرنے دی جائے۔ اسی
اصل و بنیاد پر منکرین سے حسب احوال و ظروف قتال کا حکم ہے جس کی معلوم و معروف شرطیں اور آداب ہیں جو اس
کتاب الجہاد اور کتب فقہ اسلامی میں محفوظ ہیں۔ ② اگر کوئی قوم اسلام قبول کرنے پر راضی نہ ہو تو اس کو اہل اسلام کی
اطاعت قبول کرنی ہوگی اور جزیہ دینا ہوگا۔ ③ اسلام میں اقرار توحید، اقرار رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کو مستلزم ہے۔
اس کے بغیر توحید کا اقرار قابل قبول نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

۲۶۴۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ
عَلَى الْقَانِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ
عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى

۲۶۴۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے
قتال کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی
معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں"

۲۶۴۱- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله محمد رسول الله...
ح: ۲۱ من حديث الأعمش، والترمذي، ح: ۲۶۰۶ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال: "حسن صحيح".
۲۶۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب فضل استقبال القبلة، ح: ۳۹۲ من حديث ابن المبارك،
الترمذي، ح: ۲۶۰۸ عن سعيد بن يعقوب به، وقال: "حسن صحيح غريب".

يَسْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ، وَأَنْ يَسْتَقْبِلُوا قَبِلَتَنَا، وَأَنْ
يَأْكُلُوا ذَبِيحَتَنَا، وَأَنْ يُصَلُّوا صَلَاتَنَا، فَإِذَا
فَعَلُوا ذَلِكَ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ
وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ
وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ".

اور وہ ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں ہمارا ذبیحہ کھائیں
اور ہماری طرح نماز پڑھیں لوگ جب یہ سب کچھ کریں
تو ان کے خون اور مال ہم پر حرام ہوں گے الا یہ کہ اگر
(کلمہ توحید و اسلام) کا کوئی حق ہو۔ ان کے حقوق و عو
ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان کے فرائض بھی
وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں۔“

☀ فائدہ: ”حق اسلام“ کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے کو ناحق قتل کر دے تو قصاص میں اسے قتل کیا
جائے گا شادی شدہ ہوتے ہوئے بدکاری کر لے تو رجم ہوگا اور کسی کا مال لوٹ لے تو بدلے میں مال لیا جائے گا وغیرہ۔

۲۶۴۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي
يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ» بِمَعْنَاهُ.

۲۶۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مشرکین سے قتال
حکم دیا گیا ہے۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی
روایت کیا۔

☀ فوائد و مسائل: مذکورہ بالا احادیث میں ”الناس“ (لوگوں) سے مراد مشرک لوگ ہیں یا مفسد یعنی جو اللہ تعالیٰ کی
نازل کردہ شریعت کے قائل و فاعل نہ ہوں۔ ۵) اہل اسلام اور اصحاب امن سے قتال کے کوئی معنی نہیں اسے کسی طور
جہاد کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

۲۶۴۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا
يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي
ظَبْيَانَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: بَعَثَنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلَى الْحُرَقَاتِ فَتَدَرُّوا
بِنَا فَهَرَبُوا فَأَدْرَكْنَا رَجُلًا فَلَمَّا غَشِيَتْهُ

۲۶۴۳- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو ایک مہم میں مخرقات
(قبیلے) کی طرف روانہ فرمایا انہوں نے ہماری خبر سن لی او
نکل بھاگے ہم نے ایک آدمی کو جالیا جب ہم نے اس کا
گھیر لیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ ہم نے اس کا
مارا حتیٰ کہ قتل کر دیا۔ میں نے یہ واقعہ نبی ﷺ کے سامنے

۲۶۴۲- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق

۲۶۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، الإیمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله، ح: ۹۶ من حديث الأعمش
والبخاري، الديات، باب: "ومن أحيأها... الخ"، ح: ۶۸۷۲ من حديث أبي ظبيان حصين بن جندب به."

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں تیرے لیے کون ہوگا؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے یہ ہتھیار کے خوف سے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”بھلا تو نے اس کا دل کیوں نہ چیر لیا حتیٰ کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے اس وجہ سے کہا تھا یا کسی اور وجہ سے؟ قیامت کے دن تیرے لیے لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں کون ہوگا؟“ آپ یہ کلمہ دہراتے رہے حتیٰ کہ میرا دل چاہا کاش کہ میں آج ہی اسلام لایا ہوتا۔ (مجھ سے یہ گناہ عظیم سرزد نہ ہوا ہوتا۔)

ال: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَضَرَبْنَاهُ حَتَّى قَتَلْنَاهُ ذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَمَا قَالَهَا مَخَافَةَ السَّلَاحِ. قَالَ: «أَفَلَا نَقَعْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ أَلَهَا أَمْ لَا؟». مَنْ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أُسْلِمَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

نوائد و مسائل: ① کافر جب بھی توحید و رسالت کا اقرار کر لے مقبول ہے اور اس کی جان و مال کا محفوظ ہونا واجب ہے۔ ② احکام شریعت کا اعتبار و نفاذ ظاہر پر ہوتا ہے۔ دلوں کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ③ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ایک اجتہادی خطا تھی اس لیے ان پر کوئی دیت لازم نہ کی گئی۔ ④ کلمہ گو کا قتل کبیرہ گناہ ہے۔ ⑤ شہادت توحید اللہ کے ہاں باعث نجات ہے۔

۲۶۴۳- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اگر کسی کافر سے ٹکراؤں وہ مجھ سے قتال کرے اور تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر (میرے وار کرنے پر) کسی درخت کی اوٹ لے لے اور کہے: میں نے اللہ کے لیے اسلام قبول کیا۔ تو اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل کروں (یا نہ) جبکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ”اسے قتل مت کرو۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ رسول اللہ

۲۶۴۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ بْنِ حَبَّارٍ، عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ مُلَاً مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِيَّاهُ بِالسَّيْفِ ثُمَّ لَازَمَنِي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: لَمْتُ لَكَ، أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ لَمَّ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْتُلْهُ».

۲۶۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله، ح: ۹۵ عن قتيبة، البخاري، الديات، وباب قول الله تعالى: ﴿مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾، ح: ۶۸۶۵ من حديث ابن جہاد الزہری بہ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”اے قتل مت کرو! اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تیرے مقام پر ہوگا جہاں کہ تو اس کو قتل کرنے سے پہلے تھا۔ (معصوم الدم اور اس کا قتل حرام تھا۔) اور اس کی جگہ پر ہوگا جہاں کہ وہ یہ کلمہ کہنے سے پہلے تھا؛ (حلال الدم اور اس کا قتل کرنا حلال تھا۔)

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ قَطَعَ يَدِي، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلْهُ، وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① کوئی بھی ذمہ داری لینے سے پہلے اس کے فرائض و واجبات اور حقوق و آداب کا علم حاصل کرنا ضروری ہے جیسے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے تفصیلات حاصل کیں۔ ② ہر مجاہد اسلام اور ہر داعی کو اپنے میدانِ عمل میں انتہائی دانشمندی، حلم و صبر اور اطاعت شریعت کا ثبوت دینا لازمی ہے۔ ③ بلا سبب شرعی کسی مسلمان کا قتل کرنا جرمِ عظیم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

باب :- جو شخص سجدہ کر کے پناہ چاہے اس کا قتل کرنا ممنوع ہے

(المعجم . . .) - باب النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ مَنْ اِعْتَصَمَ بِالسُّجُودِ (التحفة ۱۰۵)

۲۶۴۵- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ خثعم کی طرف ایک مہم روانہ فرمائی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے سجدہ کر کے پناہ حاصل کرنی چاہی لیکن (مجاہدین نے ان کو) جلدی جلدی قتل کر ڈالا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کو آدھی دیت دینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ”میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے اندر مقیم ہو۔“ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”یعنی دونوں کو ایک دوسرے کی آگ دکھائی نہ دے (آبادی اس قدر ورڈ ورڈ ہوئی چاہیے۔“)

۲۶۴۵- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلَى خَثْعَمَ، فَأَعْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بِالسُّجُودِ، فَأَسْرَعَ فِيهِمُ الْقَتْلُ. قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ لَهُمْ بِنُصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ: «أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهَرِ الْمُشْرِكِينَ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ؟ قَالَ: «لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشتم معمر خالد واسطی اور کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هُشَيْمٌ وَمَعْمَرٌ وَخَالِدُ الْوَاسِطِيُّ وَجَمَاعَةٌ لَمْ يَذْكُرُوا

۲۶۴۵- تخریج: [استادہ ضعیف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في كراهية المقام بين أظهر المشركين. ح: ۱۶۰۴ عن عتاده، ورواه النسائي، ح: ۴۷۸۴ * إسماعيل بن أبي خالد مدلس وعنعن، وللحديث طرق ضعيفة كلها.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

انہوں نے جریر رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

ضریراً۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن بعض ائمہ کے نزدیک صحیح ہے البتہ اس میں نصف دیت والا نکلا صحیح نہیں ہے۔ ② حدیث کا آخری جملہ [لَا تَرَايَا نَارًا هُمْ] کا لفظی ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ ”ان دونوں یعنی مسلمانوں اور کافروں کی آگیں بھی نظر نہیں آئی چاہیں۔“ علامہ خطابی نے اس کی توضیح میں تین قول لکھے ہیں: (۱) مسلمان اور کافر برابر نہیں اور ان کا حکم ایک جیسا نہیں۔ (ب) مسلمانوں کو کافروں سے اس حد تک دور رہنا چاہیے کہ آگ جلائی جائے تو نظر نہ آئے۔ اس معنی سے استدلال کیا جاتا ہے کہ دارالحرب میں کسی اشد ضرورت کے پیش نظر چار دن سے زیادہ اقامت نہ کی جائے۔ (ج) بعض اہل لغت یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ ”ان دونوں (مسلمان اور مشرک) میں کوئی مشابہت و مماثلت نہیں ہونی چاہیے۔“ یہ معنی عرب کے اس اسلوب کلام سے ماخوذ ہے جس میں وہ بولتے [مانار بعیرک؟] ”تیرے اونٹ کی علامت اور اس کا حال کیا ہے؟“ [نَارُهَا نَجَارُهَا] ”اس کی اونچی کوہاں پر دیا گیا داغ اس کے اچیل ہونے کی علامت ہے۔“ ③ جب کوئی شخص کسی طرح اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کر دے تو اس کا خون اور مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ ④ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ کفار کے ملک میں بالخصوص دارالحرب میں مستقل سکونت اختیار کرے۔ ⑤ واجب ہے کہ مسلمان اپنے عقیدہ و عمل کے علاوہ عادات و ثقافت میں بھی کفار سے نمایاں رہے اور ان کی مشابہت و مماثلت اختیار نہ کرے۔

باب: ۹۶- کفار سے مقابلے میں بھاگ

جانے کا مسئلہ

(المعجم ۹۶) - بَابُ: فِي التَّوَلَّى يَوْمَ

الرَّحْفِ (التحفة ۱۰۶)

۲۶۴۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ ”اگر تم میں بیس ہوئے صبر کرنے والے تو وہ دوسو پر غالب آجائیں گے۔“ تو مسلمانوں کو یہ امر بڑا بھاری محسوس ہوا کہ اللہ نے فرض کر دیا ہے کہ ایک آدمی دس کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ پھر (یہ) تخفیف نازل ہوئی: ﴿الْفَن خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ.....﴾ ”اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی

۲۶۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ خَرِيتٍ، عَنْ مَكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ فَقَدْ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حِينَ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ، ثُمَّ إِنَّهُ نَهَاءَ تَخْفِيفٌ فَقَالَ: ﴿الْفَن خَفَّفَ اللَّهُ

۲۶۴۶- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الأنفال، باب ﴿الآن خفف الله عنكم وعلم أن فيكم ضعفا﴾، ج: ۴۶۵۳ من حديث عبد الله بن المبارك به.

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ تم میں کمزوری ہے سو اگر تم میں سو افراد ہوئے صابر و ثابت قدم تو وہ دو سو پر غالب ہوں گے۔“ ابو توبہ رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) نے یہ آیت کریمہ: ﴿يَعْلَبُوا مَا تَتَّبِعُونَ﴾ تک پڑھی۔ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے کفایت میں تخفیف فرمادی تو اس اعتبار سے صبر میں بھی کمی کر دی۔

عَنْكُمْ ﴿ قَرَأَ أَبُو تَوْبَةَ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَعْلَبُوا مَا تَتَّبِعُونَ﴾ [الأنفال: ۶۵، ۶۶] قَالَ: فَلَمَّا خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدَرٍ مَا خَفَّفَ عَنْهُمْ.

☀ فائدہ: اگر دشمن کی تعداد مسلمانوں سے دگنی ہو تو گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ جم کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد شامل حال ہوگی۔

۲۶۴۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بھیجی گئی ایک مہم میں شریک تھے۔ تو لوگ (مجاہدین) مقابلے سے بھاگ چلے اور میں بھی ان (بھاگنے والوں) میں شریک تھا۔ جب ہم علیحدہ ہوئے تو ہم نے کہا: کیسے کریں ہم تو جہاد سے بھاگ آئے ہیں اور (اللہ کا) غضب لے کر لوٹے ہیں؟ ہم نے کہا: ہم مدینے چلتے ہیں وہاں ٹھہریں گے اور (کسی دوسری مہم میں) شریک ہو جائیں گے اور ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا سو جب ہم مدینے آئے تو ہم نے سوچا کیوں نہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کر دیں اگر تو بہ قبول ہوئی تو (بہتر) ٹھہرے رہیں گے ورنہ جہاد میں چلے جائیں گے۔ چنانچہ نماز فجر سے پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب آپ باہر نکلے تو ہم آپ کی طرف بڑھے اور کہا: ہم لوگ بھگوڑے ہیں۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

۲۶۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَكُنْتُ فِيْمَنْ حَاصٍ، فَلَمَّا بَرَزْنَا قُلْنَا: كَيْفَ نَصْنَعُ وَقَدْ فَرَرْنَا مِنَ الرَّحْفِ وَبُؤْنَا بِالْغَضَبِ!؟، فَقُلْنَا: نَدْخُلُ الْمَدِينَةَ فَتَنْتَبِثُ فِيهَا لِنَذْهَبَ وَلَا يَرَانَا أَحَدٌ. قَالَ: فَدَخَلْنَا فَقُلْنَا: لَوْ عَرَضْنَا أَنْفُسَنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ كَانَتْ لَنَا تَوْبَةٌ أَقَمْنَا، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ دَهَبْنَا. قَالَ: فَجَلَسْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: نَحْنُ الْفَرَارُونَ، فَأَقْبَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «لَا،



۲۶۴۷- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۲۲۳، وأخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الفرار من الزحف، ح: ۱۷۱۶ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وقال: "حسن غريب" * يزيد ضعيف كما تقدم مراراً، انظر: ۱۴۷۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَلْ أَنْتُمْ الْعَكَارُونَ»، قَالَ: فَدَنَوْنَا فَقَبَّلْنَا يَدَهُ فَقَالَ: «أَنَا فِيَّةُ الْمُسْلِمِينَ».

”نہیں تم دوبارہ لڑائی میں جانے والے ہو۔“ چنانچہ ہم آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں مسلمانوں کی جائے پناہ ہوں۔“

☀ فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے [العکاکار] کا ترجمہ یہ لکھا ہے: ”جو شخص امام کی طرف بھاگ آئے تاکہ وہ اس کی مدد کرے، محض لڑائی سے بھاگ جانا مراد نہیں ہے۔“ (جامع الترمذی، الجہاد، حدیث: ۱۷۱۶)

۲۶۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: نَزَلَتْ فِي يَوْمٍ بَدْرٍ: ﴿وَمَنْ يُؤَيِّدْ دُبْرَهُ﴾ [الأنفال: ۱۶].

۲۶۴۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَمَنْ يُؤَيِّدْ دُبْرَهُ﴾..... ”جس نے اس دن ان (کفار) سے پیٹھ پھیری سوائے اس حال کے کہ پینتر ابدلتا ہو لڑائی میں یا کسی جماعت کی پناہ لیتا ہو۔“ (تو وہ مستثنیٰ ہے ورنہ وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم: ہمیں خبر دی الامام الحافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی نے کہا الامام القاضی ابو عمرو قاسم بن جعفر بن عبد الواحد ہاشمی نے کہا: ہمیں خبر دی ابو علی محمد بن احمد بن عمرو لؤلؤی نے انہوں نے کہا: ہمیں بیان کیا ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ نے ماہ محرم سن دو سو پچھتر ہجری میں..... فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ مَنِ ثَابِتِ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ: قَالَ الْإِمَامُ الْقَاضِي أَبُو عَمْرٍو الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْهَاشِمِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرِو اللَّوْلُؤِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ السَّجِسْتَانِيُّ فِي مُحَرَّمِ سَنَةِ ۲۷۵ خَمْسٍ وَسَبْعِينَ بِأَثْنَيْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ:

۲۶۴۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في السنن الكبرى، ح: ۱۱۲۰۴ من حديث بشر بن المفضل به، صحيحه الحاكم على شرط مسلم ۳۲۷/۲، ووافقه الذهبي.

🌞 فائدہ: یہ سند سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں نہیں ہے کیونکہ بظاہر اس کا کل کتاب کا آغاز ہے۔ بہر حال یہ امام ابوداؤد کی سند ہے۔ جو آغاز کے بجائے کتاب کے درمیان میں آگئی ہے۔

(المعجم ۹۷) - بَابُ: فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ
عَلَى الْكُفْرِ (التحفة ۱۰۷)
باب: ۹۷- ایسا قیدی جسے کفر بولنے پر مجبور کر دیا جائے

۲۶۳۹- حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ ایک چادر کو تکیہ بنائے کعبہ کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ سے شکایت کی اور کہا: کیا آپ ہمارے لیے مدد نہیں مانگتے؟ کیا آپ ہمارے لیے اللہ سے دعائیں فرماتے؟ تو آپ اٹھ بیٹھے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: ”تم سے پہلے جو لوگ تھے ان میں سے کسی کو پکڑا جاتا اور اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اسے دو حصے کر دیا جاتا مگر یہ (عذاب بھی) اسے اس کے دین سے نہ پھیرتا تھا اور (وہ کسی کے ساتھ یوں کرتے کہ) اس کی ہڈیوں تک گوشت اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں چلاتے یہ کارروائی بھی اسے اس کے دین سے نہ پھیرتی تھی۔ اللہ کی قسم! اللہ عز وجل اپنا یہ دین پورا کر کے رہے گا حتیٰ کہ ایک سوار صنعاء اور حضرموت کے درمیان سفر کرے گا اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا یا (زیادہ سے زیادہ) بکریوں کے متعلق اندیشہ ہوگا کہ بھیڑ یا نہ حملہ کر دے لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔“ (یعنی صبر و تحمل سے کام لو اللہ مدد کرے گا۔)

۲۶۴۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَشَكُونَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا؟ فَجَلَسَ مُحْضَمًا وَجْهَهُ فَقَالَ: «قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمِنْشَارِ فَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ فِرْقَتَيْنِ، مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُمَشَّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عَظْمِهِ مِنْ لَحْمٍ وَعَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهُ! لَيَتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى [يَسِيرَ] الرَّائِبُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَحَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذُّبَّ عَلَى غَنَمِهِ وَلِكَيْتُمْ تَعْجَلُونَ».

۲۶۴۹- تخریج: أخرجه البخاري، الإكراه، باب من اختار الضرب والقتل والهوان على الكفر، ح: ۶۹۴۳ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

فائدہ: مسلمان اگر کفار کے زمرے میں ہوں اور اپنی جان بچانے کے لیے بظاہر کفریہ کلمات بول دیں تو رخصت ہے قرآن مجید نے اس ضمن میں بیان کیا ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِاِلْيَمَانٍ﴾ (النحل: ۱۰۶) ”جس نے ایمان لے آنے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا (تو اس پر اللہ کا غضب ہے) سوائے اس کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا۔“ سورہ آل عمران (آیت: ۲۸) میں ہے: ﴿اِلَّا اَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰةً﴾ ”اگر تم کفار سے بچاؤ کی کوئی صورت بنا لو تو (کوئی حرج نہیں۔)“

باب: ۹۸- جو کوئی مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کی جاسوسی کرے

(المعجم ۹۸) - بَابُ: فِي حُكْمِ الْجَاسُوسِ اِذَا كَانَ مُسْلِمًا (التحفة ۱۰۸)

۲۶۵۰- عید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کاتب (سیکرٹری) تھے انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زیر اور مقدار کو روانہ کیا اور فرمایا: ”جاؤ حتیٰ کہ جب تم روضہ خانہ کے مقام پر پہنچو گے تو تمہیں ایک اونٹنی سوار عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے، وہ اس سے لے آؤ۔“ چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں بڑی تیزی سے لیے جا رہے تھے حتیٰ کہ ہم مقام روضہ پر پہنچ گئے، تو ہم نے وہاں ایک عورت پائی جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا: لاؤ خط دے دو۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ میں نے کہا: یا تو تو خط نکالے گی یا ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنی چٹیا میں سے خط نکال دیا، تو اسے لے کر ہم نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے شرکین کو لکھا گیا تھا، اس میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعض

۲۶۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ عَمْرِو حَدَّثَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ نَاتِبًا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ لَيْثًا يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا بِالزُبَيْرِ وَالْمِقْدَادِ فَقَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّىٰ أَتُوا رَوْضَةَ خَاحٍ فَإِنَّ بِهَا ظُعِينَةً مَعَهَا ثِيَابٌ فَخَذُوهُ مِنْهَا، فَانْطَلَقْنَا تَتَعَادَىٰ بِنَا فَمِلْنَا حَتَّىٰ أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ الظُّعِينَةُ فَقُلْنَا: هَلُمِّي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا بِيَدِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْتُ: لَتُخْرِجَنَّ لِكِتَابٍ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: أَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، إِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَىٰ نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا حَاطِبُ؟»

۲۶۵۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الجاسوس والتجسس التبحث، ح: ۳۰۰۷، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعہ وأهل بدر رضي الله عنهم، ح: ۲۴۹۴ من حديث سفيان بن عيينة به.

معاملات کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا ”حاطب! یہ کیا ہے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھ پر جلدی (میں فیصلہ) نہ کیجیے دراصل میں اہل قریش میں نوآباد تھا، خاص قبیلہ قریش سے میرا تعلق نہیں تھا جبکہ (مہاجرین) قریش کے وہاں مکہ میں دیگر تعلق والا موجود ہیں جو ان کے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں لہذا میں نے چاہا کہ مجھے ان کے ساتھ تعلق داری کا کوئی واسطہ حاصل نہیں ہے تو میں ان پر ایک احسان کر دوں جس کی بنا پر وہ میرے قرابت داروں کا خیال رکھیں۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! مجھ میں کوئی کفر نہیں ہے اور نہ کوئی ارتداد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سچ کہو ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے چھوڑیے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بدر میں شریک ہو چکا ہے اور تمہیں کیا خبر شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر فرمائی ہو اور کہا ہے کہ جو چاہے کرو تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ فَإِنِّي كُنْتُ امْرَأًا مَلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَإِنَّ قُرَيْشًا لَهُمْ بِهَا قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي بِهَا وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كَانَ بِي مِنْ كُفْرٍ وَلَا ارْتِدَادٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَدَقَكُمْ». فَقَالَ عُمَرُ: دَغْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ».

www.KitaboSunnat.com



🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا غیب کی خبریں دینا وحی کی بنا پر ہوتا تھا۔ ② مجاہد کو تلوار کا دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر تدابیر سے بھی کام لینا چاہیے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دھمکی سے کام نکالا۔ ③ کافر کا کوئی احترام و اکرام نہیں ہوتا بالخصوص جب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتا ہو۔ ④ صحابہ کی امانت قابل قدر ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر خط پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ ⑤ بعض صحابہ کرام تمام تر رفعت شان کے باوجود بشری خطاؤں سے مبرا نہ تھے اور ان سے ان کے عادل ہونے پر بھی کوئی اثر نہیں پڑا جیسے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ۔ ⑥ جب کوئی شخص کسی ناجائز کام کا مرتکب ہوا ہو اور وہ اس کے جواز میں اپنے فہم (تاویل) کا سہارا لے تو اس کا عذر ایک حد تک قبول کیا جائے گا بشرطیکہ اس کے فہم (تاویل) کی گنجائش نکلتی ہو۔ ⑦ کوئی مسلمان ہوتے ہوئے اپنے مسلمانوں کے راز افشا کرے اور ان کی جاسوسی کرے تو یہ حرام کام ہے اور انتہائی کبیرہ گناہ مگر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا لیکن تعزیر ضرور ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان باوقار ہو اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کی تہمت سے متہم نہ ہو تو اس کو معاف بھی کیا جاسکتا ہے۔ ⑧ کسی واضح عمل کی بنا پر اگر کوئی شخص کسی کو کفر یا نفاق کی طرف منسوب کر دے تو اس

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

پر کوئی سزا نہیں جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ ④ اہل بدر کو دیگر صحابہ کے مقابلے میں ایک ممتاز مرتبہ حاصل تھا حضرت حاطب رضی اللہ عنہ انہی میں سے تھے اور نفاق کی تہمت سے بری تھے۔ ⑤ ”جو جی چاہے کرو“ کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ شرعی پابندیوں سے آزاد قرار دیے گئے۔ بلکہ یہ ان کی مدح و شائستگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت تھی کہ یہ لوگ اللہ کی خاص حفاظت میں ہیں ان سے کوئی ایسا کام صادر نہ ہوگا جو شریعت کے صریح منافی ہو۔ واللہ اعلم۔

۲۶۵۱- حضرت ابو عبد الرحمن سلمیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو لکھا تھا کہ محمد ﷺ تمہاری طرف رخ کرنے والے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ اس عورت نے کہا: میرے پاس خط نہیں ہے۔ تو ہم نے اس کی اونٹنی کو بٹھالیا مگر ہمیں اس کے پاس کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علی بولے: قسم اس ذات کی جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، نہیں تو خط نکال دے۔ اور حدیث بیان کی۔

۲۶۵۱- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ

خَالِدٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: انْطَلَقَ حَاطِبٌ: لِكُتُبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ أَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ سَارَ إِلَيْكُمْ وَقَالَ فِيهِ: قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ لَأَتُخَنَّاهَا فَمَا وَجَدْنَا مَعَهَا كِتَابًا، فَقَالَ لِمَنِّي: وَالَّذِي يُخْلَفُ بِهِ لَأَقْتُلَنَّكَ أَوْ نُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

باب: ۹۹- کوئی ذمی (کافر) مسلمانوں کی

جاسوسی کرے تو؟

(المعجم ۹۹) - بَابُ: فِي الْجَاسُوسِ

الذَّمِّي (التحفة ۱۰۹)

۲۶۵۲- حضرت فرات بن حیان رضی اللہ عنہ (اپنے

متعلق) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جبکہ وہ ابوسفیان کی طرف سے جاسوس بن کر آیا تھا۔ یہ ایک انصاری کا حلیف بھی تھا۔ وہ انصاریوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور کہا: بے شک میں مسلمان ہوں۔ تو ایک انصاری نے کہا:

۲۶۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَبِّبٍ أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شَحَّاقٍ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِهِ كَانَ عَيْنًا لِأَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ حَلِيفًا لِرَجُلٍ

۲۶۵۱- تخریج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعة وأهل بدر رضي الله عنهم،

۲۴۹۴: من حديث خالد، والبخاري، الجهاد والسير، باب: إذا اضطر الرجل إلى النظر في شعور أهل الذمة . . .

ح، ح: ۳۰۸۱ من حديث حصين به.

۲۶۵۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۳۶/۴ من حديث سفیان الثوري به، وصححه ابن الجارود،

ح: ۱۰۵۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۶۶/۴، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق السبيعي مدلس وعنعن.

۱۰- کتاب الجہاد جہاد کے مسائل

مِنَ الْأَنْصَارِ فَمَرَّ بِحَلَقَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: اے اللہ کے رسول! یہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔
إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ
يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ يَقُولُ إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ: ہم ان کو ان کے ایمان کے سپرد کر دیتے ہیں ان میں
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا نَكَلُهُمْ سے فرات بن حیان بھی ہے۔“
إِلَى إِيْمَانِهِمْ مِنْهُمْ فَرَاتُ بْنُ حَيَّانٍ».

☀️ فوائد و مسائل: ① مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اظہارِ ایمان کو نہیں جھٹلاتے، بلکہ ان کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں اگر وہ مخلص ہوں گے تو عند اللہ معزز اور اس کے برعکس ہوں گے تو عند اللہ مجرم۔ لیکن ہم اس کے ساتھ اس کے ظاہر کے مطابق معاملہ کریں گے۔ اس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ اسلامی مملکت عوام کے ظاہری حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہے۔ کیونکہ باطن کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے اور وہی قیامت کے دن اس کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: [نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّوَاهِرِ وَاللَّهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ] ”ہم صرف ظاہری حالات پر حکم لگا سکتے ہیں، جبکہ پوشیدہ معاملات اللہ ہی کے سپرد ہیں۔“ ② کافر جاسوس کے قتل کر دینے پر اتفاق ہے مگر مسلمان کو قتل نہیں کرنا چاہیے خواہ منافق ہی ہو۔ ③ باب میں ذمی جاسوس کا ذکر ہے جب کہ حدیث میں حضرت فرات کے ذمی ہونے کی صراحت نہیں ہے۔ لیکن یہی روایت ”منتقى الأخبار“ میں مسند احمد کے حوالے سے ہے اس میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دیا وَكَانَ ذِمِّيًّا اور وہ ذمی تھے۔ ان الفاظ سے باب کے ساتھ مناسبت بھی واضح ہو جاتی ہے اور ذمی جاسوس کے قتل کرنے کا جواز بھی۔ (عون المعبود) ④ فرات بن حیان نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور بہت عمدہ مسلمان ثابت ہوئے، ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے صحن حیات آپ کی معیت میں جہاد کرتے رہے۔ بعد ازاں کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی ﷺ۔



(المعجم ۱۰۰) - بَابُ: فِي الْجَاسُوسِ باب: ۱۰۰- جاسوس جو پروانہ امن لے کر آیا ہو
الْمُسْتَأْمِنِ (التحفة ۱۱۰)

۲۶۵۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ کہ ایک سفر میں مشرکین کا کوئی جاسوس نبی ﷺ کے
ابنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَنَّى پاس آیا اور صحابہ کے ساتھ بیٹھا رہا، پھر خاموشی سے
النَّبِيِّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمَشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ کھسک گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے ڈھونڈو اور قتل کر

۲۶۵۳- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الحربي إذا دخل دار الإسلام بغير أمان، ح: ۳۰۵۱ عز
أبي نعيم الفضل بن دكين به.

ڈالو۔“ حضرت سلمہ نے کہا: میں نے دوسروں سے پہلے اس کو جالیا اور قتل کر دیا اور اس کا سامان لے آیا۔ پس آپ ﷺ نے وہ سامان مجھے ہی بطور نفل (انعام) عنایت فرمادیا۔

جَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ ثُمَّ أُنْسِلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اطْلُبُوهُ فَأَقْتُلُوهُ»، قَالَ: فَسَبَقْتُهُمْ إِلَيْهِ فَقَتَلْتُهُ وَأَخَذْتُ سَلْبَهُ فَفَعَلَنِي إِيَّاهُ.

۲۶۵۳- حضرت ایاس بن سلمہ کہتے ہیں: مجھ سے میرے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبیلہ ہوازن پر جہاد کیا۔ اتفاق سے ہم چاشت کے وقت کھانا کھا رہے تھے اور ہم میں اکثر مجاہدین پیدل تھے اور کچھ لوگ کمزور بھی تھے اتنے میں ایک شخص آیا جو سرخ اونٹ پر سوار تھا اس نے اونٹ کی کمر سے رسی نکالی اس سے اس کو باندھا اور آ کر لوگوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مجاہدین میں کمزور لوگ ہیں اور ان میں سوار یوں کی بھی کمی ہے تو وہاں سے لٹکا بھاگتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اور اسے کھولا اس کو بٹھایا خود اس پر بیٹھا اور پھر اسے دوڑاتے ہوئے چل دیا۔ (اس وقت ہم کو یقین ہو گیا کہ یہ جاسوس ہے) چنانچہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص اپنی خاکستری اونٹنی پر اس کے تعاقب میں گیا، اور یہ اونٹنی ہماری سب سوار یوں سے عمدہ سواری تھی۔ سلمہ کہتے ہیں: میں پیدل ہی بھاگتا ہوا اس کے پیچھے گیا اور اسے جالیا جبکہ اونٹنی کا سر اونٹ کی ران کے پاس تھا اور میں اونٹنی کی پچھلی ٹانگوں کے ساتھ تھا۔ پھر میں آگے بڑھا حتیٰ کہ اونٹ کی پچھلی ٹانگوں کے پاس پہنچ گیا۔ میں

۲۶۵۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ نَاشِمَ بْنَ الْقَاسِمِ وَهَشَامًا حَدَّثَانَاهُمَا قَالَا: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَوَازِنَ، قَالَ فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَضْحَى وَغَامَتُنَا مُشَاهَ وَفِينَا ضِعْفَةٌ إِذْ جَاءَ بُجُلٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَانْتَرَعَ طَلَقًا مِنْ بَقْعِ الْبَعِيرِ فَقَبِذَ بِهِ جَمَلَهُ ثُمَّ جَاءَ يَتَغَدَّى مَعَ الْقَوْمِ، فَلَمَّا رَأَى ضَعْفَتَهُمْ وَرِقَّةَ لَهْرِهِمْ خَرَجَ يَغْدُو إِلَى جَمَلِهِ فَأَطْلَقَهُ ثُمَّ نَاحَهُ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُهُ وَاتَّبَعَهُ بُجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ عَلَى نَاقَةٍ وَرِقَاءَ هِيَ أَمْثَلُ لَهْرِ الْقَوْمِ قَالَ: فَخَرَجْتُ أُغْدُو فَأَذْرَكْتُهُ بِرَأْسِ النَّاقَةِ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ وَكُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ النَّاقَةِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِخَطَامِ الْجَمَلِ فَأَنَحْتُهُ فَلَمَّا وَضَعَ رُكْبَتَهُ بِالْأَرْضِ خَنَرْتُ سَيْفِي فَأَضْرَبْتُ رَأْسَهُ فَتَنَدَّرَ بِرَأْسِهِ وَمَا عَلَيْهِمْ أَقْوَدُهَا

۲۶۵۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتل، ح: ۱۷۵۴ من حديث عكرمة بن عمار به.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

اور آگے بڑھا حتیٰ کہ اونٹ کی تکیل پکڑ لی اور پھر اس بٹھالیا۔ جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار نکالی اور اس سوار کے سر پر دے ماری تو وہ کٹ کر دور جا گرا چنانچہ میں اس کا اونٹ اور جو اس پر تھا سب ہانک کر لے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا اور پوچھا: ”اس آدمی کو کس نے قتل کیا ہے؟“ صحابہ نے کہا: سلمہ بن اکوع نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا سارا اسباب اسی کا ہے۔“ (امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے شیخ) ہارون نے کہا: اگر روایت کے الفاظ ہاشم بن قاسم کے ہیں۔

فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ مُقْبِلًا، فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ؟» فَقَالُوا: سَلْمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ، فَقَالَ: «لَهُ سَلْبُهُ أَجْمَعُ»

قَالَ هَارُونُ: هَذَا لَفْظُ هَاشِمٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کافر جاسوس خواہ مستامن ہی ہو (اجازت لے کر مسلمانوں کے پاس آیا ہو) قتل کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ حربی کافروں میں شامل ہے۔ ② کافر مقتول کا خاص سامان اس کے قاتل مجاہد کو دیا جاتا ہے اسے ”سلب“ کہتے ہیں۔ ③ جہاد میں کامیابی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تقویٰ ہے دیگر وسائل محض ظاہری اسباب ہوتے ہیں لیکن ان سے صرف نظر کرنا جائز نہیں۔ ④ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نوجوان تھے اور تیز دوڑنے میں نہایت ممتاز تھے اسی لیے اونٹ سوار کو جا پکڑا۔



باب: ۱۰۱- جنگ کے لیے کون سا وقت بہتر ہوتا ہے؟

(المعجم ۱۰۱) - بَابُ: فِي أَيِّ وَقْتٍ يُسْتَحَبُّ اللَّقَاءُ (التحفة ۱۱۱)

۲۶۵۵- حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر رہا ہوں آپ اگر دن کے ابتدائی حصے میں قتال نہ کرتے تو اس میں اتنا تاخیر فرماتے کہ سورج ڈھل جاتا، ہوا میں چلنے لگتیں اور نصرت نازل ہوتی۔

۲۶۵۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ الثُّعْمَانَ يَغْنِي ابْنَ مُقَرِّنٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ

۲۶۵۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ما جاء في الساعة التي يستحب فيها القتال ح: ۱۶۱۳ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۴۷۳۷ والحاكم على شرط مسلم: ۱۱۶/۲، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جہاد کے مسائل

کتاب الجہاد

وَإِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ آخَرَ
نَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهْبِ الرِّيَّاحُ
نَزَلَ النَّصْرُ.

فائدہ: سورج ڈھلنے کا وقت اللہ کی طرف سے نزول نصرت کا وقت ہوتا ہے اس وقت میں قتال شروع کرنا مستحب ہے اسی لیے ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھنی مسنون اور رائج ہے۔ آپ ﷺ سے اس وقت چار رکعت نفل پڑھنا بھی وارد ہے۔

باب: ۱۰۲- دوران قتال میں خاموشی کا حکم

المعجم (۱۰۲) - بَابٌ فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ
بِالصَّمْتِ عِنْدَ اللِّقَاءِ (التحفة ۱۱۲)

۲۶۵۶- حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی ﷺ کے صحابہ قتال کے دوران میں آوازیں
نکلانے کو ناپسند کرتے تھے۔

۲۶۵۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ
: حَدَّثَنَا هِشَامٌ : ح : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
عُمَرُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ :
ثَنَا هِشَامٌ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ ،
ن قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ : كَانَ أَصْحَابُ
يُكْرَهُونَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ .

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک ضعیف ہے۔ البتہ شیخ الہانی رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرفوع نہیں موقوف صحیح ہے۔ ② دوران قتال بے معنی تکبر آمیز ڈینگیں مارنا اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ تاہم مسلمانوں کے حوصلے بڑھانے، بلند رکھنے، آگے بڑھنے کی دعوت دینے اور کفار کو دبانے کے لیے حسب احوال کچھ کہنا جائز اور مطلوب ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کا یہ رجز دوران قتال ہی کا ہے: اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ [صحیح البخاری، الجہاد والسير، حدیث: ۳۰۴۲] ایسے ہی حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک بار اپنے مقابل سے کہا تھا ”یہ لو! اور میں اکوع کا فرزند ہوں۔“ [صحیح البخاری، الجہاد والسير، حدیث: ۳۰۴۱] اور سب سے افضل عمل اللہ کا ذکر ہے۔

۲۶۵۷- حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ

۲۶۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ :

ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ :

ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ :

۲۶۶- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۳/۹ من حديث أبي داود به * قتادة والحسن البصري عننا .

۲۶۶- [تخریج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنن .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

حَدَّثَنِي مَطَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ رَوَايَتِ كَرْتِي هُنَّ.
أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ.

(المعجم ۱۰۳) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ
يَتَرَجَّلُ عِنْدَ اللَّقَاءِ (التحفة ۱۱۳)

باب: ۱۰۳- مجاہد کا قتال کے وقت پیدل ہو جانا

۲۶۵۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَمَّا لَقِيَ النَّبِيُّ
ﷺ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَانْكَشَفُوا، نَزَلَ
عَنْ بَعْلَتِهِ فَتَرَجَّلَ.

۲۶۵۸- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین
کے دن جب نبی ﷺ کا مشرکین کے ساتھ مقابلہ ہوا
مسلمان آپ کے پاس سے بھاگ گئے تو آپ اپنے
نچر سے نیچے اتر کر پیدل ہو گئے۔

☀️ فائدہ: مجاہد دوران جہاد میں حسب احوال کوئی انداز بھی اختیار کرے روا ہے۔ اور نبی ﷺ سب مسلمانوں سے
بڑھ کر بہادر و دلیر اور عزم و ثبات کے پیکر تھے۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ: فِي الْخِيَلِ فِي
الْحَرْبِ (التحفة ۱۱۴)

باب: ۱۰۴- دوران جنگ غرور و تکبر کا
اظہار مباح ہے

۲۶۵۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ
وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَعْنَى وَاحِدًا قَالَا:
حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ
ابنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ابْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ:
«مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يُبْعَضُ
اللَّهُ، فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ

۲۶۵۹- حضرت جابر بن عتيك رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”غیرت کے کچھ
انداز اللہ تعالیٰ کو محبوب اور کچھ ناپسند ہیں اللہ عزوجل کو
پسندیدہ غیرت وہ ہے جو شہ کی بنا پر ہو مگر ایسی غیرت جو
بغیر کسی شہ کے ہو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اسی طرح بڑا
کا اظہار بھی کچھ ایسا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے اور کچھ
پسندیدہ ہے۔ پسندیدہ بڑائی کا اظہار وہ ہے جو قتال کے

۲۶۵۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من قال: خذها وأنا ابن فلان، ح: ۳۰۴۲،
ومسلم، ح: ۱۷۷۶ من حديث أبي إسحاق به مطولاً.

۲۶۵۹- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الزکوة، باب الاختيال في الصدقة، ح: ۲۵۵۹ من حديث يحيى بن آدم
كثير به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۶۶۶، ۳۱۳، والمحافظ في الإصابة ۱/ ۲۱۵، وإ
شواهد عند ابن ماجه: ۱۹۹۶، وابن خزيمة، ح: ۲۴۷۸ وغيرهما.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

بِ الرِّبَّةِ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللَّهُ فَالْعَبْرَةُ
بِ غَيْرِ رِبَّةٍ. وَإِنَّ مِنَ الْخِيَلِ مَا يُبْغِضُ
لَهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللَّهُ، فَأَمَّا الْخِيَلُ الَّتِي
حِبُّ اللَّهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهُ عِنْدَ الْقِتَالِ
اخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ
لَهُ عَزَّوَجَلَّ فَاخْتِيَالُهُ فِي الْبَغْيِ قَالَ
مُوسَى: «وَالْفَخْرُ».

ترجمہ: ”شہد کی بنا پر غیرت“ اس طرح کہ مثلاً انسان کسی ایسے شخص کو دیکھے جو غیر محرم ہوتے ہوئے اس کی بیوی یا
بہن وغیرہ کے ساتھ آزادانہ میل جول بڑھاتا ہے اور ہنسی مذاق کرتا ہے۔ اس حال میں غیرت کا اظہار مطلوب اور اللہ
کو محبوب ہے۔ اور ”بغیر کسی شہد کے غیرت“ مثلاً کوئی کسی کی ماں یا بہن سے عقد شرعی کرنا چاہے تو اس پر غیرت کھانے
کے کوئی معنی نہیں کیونکہ یہ عمل عین شریعت کا مطلوب ہے۔ ”بڑائی اور تکبر کا اظہار“ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی
ہمت بڑھانے کے لیے مطلوب و محبوب ہے یوں کہ انسان انتہائی اعتماد و ثبات سے کفار پر حملہ آور ہو اور اس کی چال
و حال سے کسی کمزوری یا مرعوبیت کا اظہار نہ ہو۔ اور صدقہ دینے میں بڑائی یہ ہے کہ خوش دلی سے دے اس عمل کو اللہ
کا انعام سمجھے اور جو دے اسے کم سمجھے اور فقر و فاقہ کا اندیشہ نہ رکھتا ہو۔

(المعجم ۱۰۵) - بِمَآثِرِ فِي الرَّجُلِ
يُسْتَأْسَرُ (التحفة ۱۱۵)

باب: ۱۰۵- آدمی جس سے قیدی بن جانے
کا مطالبہ کیا جائے

۲۶۶۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْنَى بْنُ سَعْدٍ
قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي
مُرْوَى بْنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي
نَزْلَةَ، [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَشْرَةَ عَيْنًا، وَأَمَرَ
بِهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ، فَتَفَرَّقُوا لَهُمْ

۲۶۶۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: هل يستأسر الرجل؟ ومن لم يستأسر... الخ،
من ۳۰۴۵ من حديث ابن شهاب الزهري به.

تم سے یہ عہد کرتے ہیں اور پختہ وعدہ ہے کہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کسی کافر کے عہد میں نہیں آتا۔ تو انہوں نے ان مجاہدین کو تیر مارے اور عاصم سمیت سات افراد کو قتل کر دیا، اور تین افراد نے ان کافروں کا عہد و میثاق قبول کر لیا۔ یہ تھے خبیب اور زید بن دہشہ اور ایک اور آدمی (اس کا نام عبداللہ بن طارق بلوی آیا ہے۔) جب ان کافروں نے ان کو پکڑ لیا تو انہوں نے ان کی کمانوں کی تانتیں کھولیں اور ان سے ان کو باندھ دیا۔ تیسرا آدمی کہنے لگا: یہ پہلا دھوکہ ہے اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں چلوں گا۔ میرے لیے میرے (قتل ہو جانے والے) ساتھی ہی نمونہ ہیں۔ انہوں نے اس کو گھسیٹا مگر اس نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (اور خبیب اور زید کو انہوں نے مکہ لے جا کر بیچ دیا) حضرت خبیب کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا! چنانچہ خبیب رضی اللہ عنہ (ان کے) قیدی ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ (متعینہ تاریخ سے پہلے) خبیب نے ان سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف بال صاف کر سکیں، جب وہ ان کو قتل کرنے کے لیے لے چلے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے مہلت دو میں دو رکعت ادا کر لوں۔ پھر کہا: قسم اللہ کی! اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ ڈر کے مارے نماز پڑھتا ہے تو میں اور زیادہ پڑھتا۔

هَذَا يَلِي بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامَ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ لَجَأَ إِلَى قَرَدٍ فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدُّثَيْنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمَكَّنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا. قَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ: هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللَّهِ! لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهِؤَلَاءِ لَأَسُوءَ فَجْرٍ وَهُوَ قَابِي أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوهُ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ فَاسْتَعَارَ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أَرْكَعَ رُكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ! لَوْ لَا أَنْ تَحْسِبُوا مَا بِي جَزَعًا لَزِدْتُ.

۲۶۶۱- حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا ۲۶۶۱- ابن عوف کی سند ہے کہ زہری نے کہا: مجھے

۲۶۶۱- تخريج: أخرجه البخاري، ح: ۳۰۴۵ عن أبي اليمان به، انظر الحديث السابق.

- کتاب الجہاد - جہاد کے مسائل -

وَالْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جریث ثقفی نے بیان کیا اور یہ بنی زہرہ کے حلیف اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے اور حدیث بیان کی۔
نَاصِحَاتِ الثَّقَفِيِّ وَهُوَ حَلِيفُ لَبْنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

فوائد و مسائل: ① کفار کی امان یا قید قبول نہ کرنا عزیمت اور قبول کر لینا رخصت ہے۔ ② جہاں تک ہو سکے نبی ﷺ کی سنت کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے جیسے کہ خبیث بن عدی رضی اللہ عنہ نے قبل از شہادت زیر ناف کی صفائی کا اہتمام کیا۔ ③ نماز ہی وہ بہترین عمل ہے جس کے ذریعے سے بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اور قتل کیے جانے سے پہلے نماز پڑھنا سب سے پہلے جناب خبیث رضی اللہ عنہ نے شروع کیا ہے۔ ④ حضرت خبیث رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا حارث کے بیٹوں نے حضرت خبیث کو شہید کر کے اپنی آتش انتقام کو بجھانے کا اہتمام کیا۔ حالانکہ جنگ میں مد مقابل حریف کو قتل کرنا اور چیز ہے، لیکن حالت امن میں اس کا بدلہ لینا کسی بھی لحاظ سے صحیح نہیں ہے اور کوئی بھی مذہب اس کا قائل نہیں ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - بَابُ: فِي الْكُفْمَاءِ
(التحفة ۱۱۶)

۲۶۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَقَلِي: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَقٍّ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الرِّمَاءِ يَوْمَ أُحُدٍ لَمَّا نَافُوا خَمْسِينَ رَجُلًا، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: «إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَحْطِفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تُحُوا مِنْ مَكَانِكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ نَافُوا رَأَيْتُمُونَا هَرَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَانَاهُمْ فَلَا تُحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ» قَالَ: فَهَرَمَهُمْ. قَالَ: فَأَنَا وَاللَّهِ! رَأَيْتُ النِّسَاءَ يُسْنِدْنَ

۲۶۶۲- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد والے دن تیر اندازوں کے جھتے پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا، ان لوگوں کی تعداد پچاس تھی اور ان سے فرمایا تھا: ”اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمیں اچک رہے ہیں تب بھی تم یہ جگہ نہ چھوڑنا حتیٰ کہ میں تمہیں کوئی پیغام بھیجوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کافروں کو شکست دے دی ہے اور ہم ان کو روند رہے ہیں تب بھی تم یہیں رہنا حتیٰ کہ میں تمہیں بلواؤں۔“ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو شکست سے دوچار کر دیا۔ قسم اللہ کی! میں نے دیکھا ان

۲۶۶۲- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب... الخ، ۳۰۳۹ من حديث زهير بن معاوية به..

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

کی عورتیں (پناہ کے لیے) پہاڑ پر چڑھ رہی تھیں۔ اے عبد اللہ بن جبیر کے (تیر انداز) ساتھیوں نے کہا غنیمت! اے قوم غنیمت! تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں، تم کیا دیکھ رہے ہو؟ عبد اللہ بن جبیر نے کہا: کیا تم بھول گئے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا تھا! انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم تو لوگوں کے ساتھ مل کر غنیمت جمع کریں گے۔ چنانچہ وہ چلے آئے، تو ان کے منہ پھیر دیے گئے اور شکست سے دو چار ہوئے۔

عَلَى الْجَبَلِ، فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيمَةُ أَيُّ قَوْمِ الْغَنِيمَةِ!! ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْظُرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنْسَيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَاللَّهِ! لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَأَتَوْهُمْ فَصُرِفَتْ وَجُوهُهُمْ وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دشمن پر حملہ کرنے یا اپنے دفاع کے لیے مجاہدین کو کمین گاہ میں چھپنا یا چھپانا جائز اور نظم جہاد کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پروا نہ کرنے اور مال کی حرص کا نتیجہ شکست کی صورت میں سامنے آیا جو اگرچہ عارضی تھی۔ اس لیے واجب ہے کہ انسان فرامین رسول ﷺ کو ہر حال میں اولیت اور اولویت دے تاکہ دنیا اور آخرت کی ہریمت سے محفوظ رہے۔ ③ شرعی امیر کی اطاعت بھی واجب ہے۔ اور سپہ سالار کی منصوبہ بندی کے احکام بلا چون و چرا ماننے چاہئیں۔

باب: ۱۰۷- جنگ میں صف بندی کا بیان

(المعجم ۱۰۷) - بَابُ فِي الصَّفُوفِ

(التحفة ۱۱۷)

۲۶۶۳- حضرت حمزہ بن ابی اسید اپنے والد (ابو اسیمہ مالک بن ربیعہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: جب ہم نے بدر میں صفیں بنالیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ تمہارے قریب ہوں (تمہارا) زو میں آ جائیں (تو تیر مارنا اور اپنے تیروں کو محفوظ رکھنا۔“ (بلا ضرورت تیر نہ چلانا تاکہ تیر محفوظ رہیں۔)

۲۶۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ اضْطَفَفْنَا يَوْمَ بَدْرٍ: «إِذَا أَكْتَبُوكُمْ» - يَعْنِي إِذَا عَشَوْكُمْ - «فَارْمُوهُمْ بِالنَّبْلِ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ».

🌞 فائدہ: دشمن کے مقابلے میں صف بندی عمدہ ہونی چاہیے اور خوب تاک کر نشانہ مارا جائے تاکہ کوئی تیر گولی یا

۲۶۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب: بعد باب فضل من شهد بدراً، ح: ۳۹۸۴، ۳۹۸۵ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

— جہاد کے مسائل

— کتاب الجہاد

گولہ وغیرہ ضائع نہ ہو۔ اور کسی بھی موقع پر مال کا ضائع کرنا جائز نہیں۔

باب: ۱۰۸- ٹکراؤ کے وقت تلوار سونگنا

(المعجم ۱۰۸) - بَابٌ فِي سَلِّ

السُّيُوفِ عِنْدَ اللَّقَاءِ (التحفة ۱۱۸)

۲۶۶۴- حضرت مالک بن حمزہ بن ابی اسید الساعدی

اپنے والد سے وہ دادا (ابو اسید مالک بن ربیعہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر والے دن فرمایا: ”جب وہ تمہارے قریب آجائیں (اور تمہاری زد میں ہوں) تب ان پر تیر مارنا اور تلوار بھی اسی وقت سونگنا جب وہ تم پر چھا جائیں۔“ (اور تلوار کی مار پر ہوں۔)

۲۶۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى قَالَ:

عَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَجِيعٍ وَلَيْسَ بِالْمَلْطِيِّ عَنْ بَالِكِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: «إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَأَرْفُوهُمْ بِالسَّيْلِ، وَلَا تَلُؤُوا السُّيُوفَ حَتَّى يَغْشَوْكُمْ».

باب: ۱۰۹- جنگ میں مقابلے کے لیے لٹکارنا

(المعجم ۱۰۹) - بَابٌ فِي الْمُبَارَزَةِ

(التحفة ۱۱۹)

۲۶۶۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ

بدر میں) عتبہ بن ربیعہ سامنے آیا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی آگئے تو اس نے لٹکارا: کون ہے جو مقابلے میں آئے؟ اس پر انصاری جوان سامنے آئے۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ تو انہوں نے اس کو بتا دیا (کہ ہم انصاری جوان ہیں) اس نے کہا: ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں۔ ہم اپنے چچا زاد چاہتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھو! اے حمزہ! ”اٹھو! اے علی! اٹھو! اے عبیدہ بن حارث!“ چنانچہ حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابل

۲۶۶۵- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:

عَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ، عَنْ أَبِي قَالَ: تَقَدَّمَ - يَعْنِي عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ - بَعَثَهُ ابْنُهُ وَأَخُوهُ فَنَادَى: مَنْ يُبَارِزُ؟ تَدَبَّ لَهُ شَبَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: مَنْ نَم؟ فَأَخْبِرُوهُ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا نَم، إِنَّمَا أَرَدْنَا بَنِي عَمَّتْنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ يَا حَمْزَةُ! قُمْ يَا عَلِيُّ! قُمْ يَا عَبِيدَةَ

۲۶۶۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۵/۹ من حديث أبي داود به * إسناده مجهول (تقريب)،

ك مستور.

۲۶۶۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۱۷/۱ من حديث إسرائيل به، وسنده ضعيف، وصححه إمام علي شرط الشيخين: ۱۹۴/۳، وتعبه الذهبي، وللحديث شواهد في السيرة لابن هشام: ۲۷۷/۲، ودلائل للبيهقي: ۱۳۱/۹ * أبو إسحاق عمن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۰۸ شعبہ فقہ

۵: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۷۸۳/۳: صحیح بخاری [مجموعہ ۱۰۰ ج]: ۸۶۸-۸۶۹

۶: ۱/۸۵۸: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۷: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۸: ۱۷۸: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۷۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۷۸/۱

۹: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۰: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۲: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۳: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۴: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۵: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۶: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۷: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۸: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۱۹: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۰: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۲: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۳: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۴: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۵: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۶: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۷: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۸: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۲۹: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱

۳۰: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۵۸/۱



جہاد کے مسائل

- کتاب الجہاد

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور (مقتول کا) مثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ میں پھر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بھی دریافت کیا، تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور مقتول کا مثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

بَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْتُنَا عَلَى الصَّدَقَةِ يَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ، فَأَتَيْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْتُنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ.

فائدہ: مقتول کو قتل کرنے کے بعد اس کے اعضا کا ٹنٹا یا اس کی شکل بگاڑنا ناجائز ہے اور ایسے ہی قتل سے پہلے بھی یہ عمل ناجائز ہے۔ الا یہ کہ قصاص کی کوئی صورت ہو جیسے قبیلہ، غل و عریضہ کے لوگوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

باب: ۱۱۱- عورتوں کو قتل کرنا منع ہے

(المعجم ۱۱۱) - بَابُ: فِي قَتْلِ

النِّسَاءِ (التحفة ۱۲۱)

۲۶۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی غزوے میں دیکھا گیا کہ ایک عورت کو قتل کیا گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو بہت برا جانا۔

۲۶۶۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ أَوْهَبٍ وَثَبِيَّةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِقَوْلِهِ فَإَنْكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ.

۲۶۶۹- حضرت ربیع بن ربیع بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز پر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھ کر آئے وہ کیوں جمع ہیں؟ وہ

۲۶۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا [عُمَرُ] بْنُ الْمُرْقَعِ بْنِ صَيْفِيٍّ رَّبَاحُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّهِ رَبَاحِ بْنِ رَبِيعٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي

۲۶۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب تحريم قتل النساء والصبيان في الحرب، ح: ۱۷۴۴ عن نيفة، والبخاري، الجهاد والسير، باب قتل الصبيان في الحرب، ح: ۳۰۱۴ من حديث الليث بن سعد به.

۲۶۶۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۲۵ عن أبي الوليد الطيالسي به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۸۴۲، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح: ۱۶۵۶ وغيره.

۱۰- کتاب الجہاد - جہاد کے مسائل

عَزَّوَجَلَّ فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَى شَيْءٍ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: انْظُرْ عَلَى مَا اجْتَمَعَ هُؤُلَاءِ، فَجَاءَ فَقَالَ: عَلَى امْرَأَةٍ قَتِيلٍ، فَقَالَ: «مَا كَانَتْ هَذِهِ لِيُقَاتَلَ»، قَالَ: وَعَلَى الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: «قُلْ لِيَخَالِدٍ: لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا».

وہ ہو کر آیا اور بتایا: ایک عورت قتل کی گئی ہے اور وہ اس پر جمع ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: ”یہ تو لڑنے والی نہ تھی بلکہ بیان کیا کہ اس فوج کے مقدمہ پر خالد بن ولید تھے۔“ آپ نے ایک شخص کو بھیجا کہ خالد سے کہہ دو: ”کون عورت یا کسی مزدور کو ہرگز قتل نہ کریں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر عورت کا قاتل میں کوئی عمل دخل نہ ہو تو اس کا قتل جائز نہیں۔ لیکن اگر ثابت ہو کہ وہ کوئی کردار ادا کرتی ہے تو قتل کرنا جائز ہوگا۔ اور یہی حکم گھریلو قسم کے ملازمین اور بوڑھے لوگوں کا ہے۔ ⑤ حدیث میں لفظ مقدمہ مذکور ہے لغت میں مقدمہ کسی بھی چیز کے اگلے حصہ کو کہتے ہیں تو یہاں اس سے مراد فوج کا ہر اہل دستہ ہے جو آگے آگے چلتا ہے۔

۲۶۷۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْتُلُوا شُبُوحَ الْمُشْرِكِينَ وَاسْتَبَقُوا شَرَخَهُمْ».

۲۶۷۰- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کرو اور نو عمروں (نا بالغ بچوں) کو زندہ رہنے دو۔“

🌞 فائدہ: شيوخ سے ایسے بوڑھے مراد ہیں جن کی جوانی ڈھل چکی ہو مگر لڑنے پر قادر ہوں یا جوانوں کو لڑنے پر ابھارتے ہوں۔

۲۶۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ

۲۶۷۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (یہودیوں کے قبیلہ) بنی قریظہ کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا تھا وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر

۲۶۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في النزول على الحكم، ح: ۱۵۸۳ م حديث قتادة به، وقال: 'حسن صحيح غريب'، ورواه أحمد: ۲۰/۵ عن هشيم به • قتادة مدلس وعنه.

۲۶۷۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۷/۶ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في السيرة لابي هشام (بتحقيق): ۲/۲۴۲.

رہی تھی اور اتنا ہنستی تھی کہ اس کے پیٹ اور کمر میں بل پڑ جاتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ بازار میں اس کی قوم کے لوگوں کو قتل کیے جا رہے تھے۔ اچانک ایک پکارنے والے نے اس عورت کا نام پکارا کہ فلائی کہاں ہے؟ وہ کہنے لگی: میں ہوں۔ میں نے پوچھا: تیرا کیا قصہ ہے؟ کہنے لگی: میں نے ایک سازشی کام کیا ہے۔ چنانچہ وہ پکارنے والا اسے لے گیا اور پھر اس کی گردن مار دی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اسے نہیں بھولی ہوں اور اس پر تعجب ہوتا ہے کہ اسے معلوم تھا کہ وہ قتل ہونے والی ہے مگر وہ ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

جَعْفَرُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ تُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ - تَعْنِي بَنِي قُرَيْظَةَ - إِلَّا أَمْرًا، إِنَّهَا لَعِنْدِي تَحَدَّثُ: تَضَحُّكَ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بِالسُّوقِ إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا: أَيْنَ فُلَانَةُ؟ قَالَتْ: أَنَا، قُلْتُ: وَمَا شَأْنُكَ؟ قَالَتْ: حَدَّثْتُ أَخَدَثْتُ، قَالَتْ: فَأَنْطَلِقَ بِهَا فَضَرَبْتُ عُنُقَهَا، قَالَتْ: فَمَا أَنْسَى عَجَبًا مِنْهَا إِنَّهَا تَضَحُّكَ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهَا تُقْتَلُ.

فائدہ: علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس عورت نے نبی ﷺ کو گالی دی تھی اس وجہ سے اسے قتل کیا گیا تھا۔ اور شام رسول کی یہی سزا ہے۔

۲۶۷۲- حضرت صعب بن جشمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ مشرکین کے گھروالوں کا کیا حکم ہے جبکہ ان پر شب خون مارا جاتا ہے تو چھوٹے بچے اور عورتیں بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ بھی انہی میں سے ہیں۔“ اور عمرو (بن دینار) کہا کرتے تھے: ”وہ بھی اپنے آباء میں سے ہیں۔“ زہری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا تھا۔

۲۶۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الشَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ يَغْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَسْتُونُ فَيَصَابُ مِنْ ذَرَارِيهِمْ وَنِسَائِهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هُمْ مِنْهُمْ»، وَكَانَ عَمْرُو يَغْنِي ابْنَ دِينَارٍ يَقُولُ: «هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ». قَالَ الزُّهْرِيُّ: ثُمَّ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ.

۲۶۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أهل الدار يبيتون فيصاب الولدان والذراري، ج: ۳، ۱۲، ومسلم، الجهاد، باب جواز قتل النساء والصبيان في البيات من غير تعمد، ح: ۱۷۴۵ من حديث سفیان بن عیینہ بہ.

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

☀ فائدہ: عورتوں اور بچوں کو عداً قتل کرنا منع ہے اور شب خون وغیرہ میں جب تمیز کرنا مشکل ہو تو معاف ہے۔ یا جب بڑوں تک پہنچنے کے لیے ان کو قتل کرنا پڑے تو جائز ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا تھا۔“ کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

(المعجم ۱۱۲) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ
حَرْقِ الْعَدُوِّ بِالنَّارِ (التحفة ۱۲۲)

۲۶۷۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعِينَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَمْرَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ عَلَى سَرِيَّةٍ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فِيهَا وَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا فَأَخْرِقُوهُ بِالنَّارِ» فَوَلَّيْتُ فَنَادَانِي فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا فَأَقْتُلُوهُ وَلَا تُحْرِقُوهُ فَإِنَّهُ لَا يُعَذَّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ».

۲۶۷۳- محمد بن حمزہ سلمی اپنے والد (حمزہ بن عمر سلمی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دستے کا امیر بنایا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تمہیں فلاں شخص مل جائے تو اس کو آگ سے جلا دینا۔“ میں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے مجھے بلایا میں آپ کے پاس واپس آیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تم فلاں کو پاؤ تو اسے قتل کر دینا جلا نا نہیں بلاشبہ آگ سے عذاب آگ کا رب ہی دے سکتا ہے۔“

۲۶۷۴- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ وَفَتِيَّةٌ أَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَفَلَانًا» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۶۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا ”اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ.....“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

☀ فائدہ: کسی قیدی یا مجرم کو آگ سے جلا نا ناجائز اور حرام ہے البتہ جنگی مصالح کے پیش نظر قلعوں اور عمارتوں وغیرہ کو جلانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہی حکم گولہ بارود اور بمباری کا ہے اور اس کی زد میں اگر کوئی آجائے تو معاف ہے۔

۲۶۷۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۹۴ عن سعيد بن منصور به، وهو في السنن له، ح: ۲۶۴۳ باختلاف يسير، وصححه الحافظ في فتح الباري: ۶/ ۱۴۹.

۲۶۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: لا يعذب بعذاب الله، ح: ۳۰۱۶ عن فتية به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۱۔ کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۶۷۵- حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو چڑیا آئی اور (بچوں کے اوپر ارد گرد) منڈلانے لگی۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”کس نے اس کو اس کے بچوں سے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔“ (ایک دوسرے موقع پر) آپ نے دیکھا کہ چوٹیوں کے بڑے بل کو ہم نے جلا ڈالا ہے؟ آپ نے پوچھا: ”اس کو کس نے جلایا ہے؟“ ہم نے کہا: ہم نے جلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”آگ کے رب کے سوا کسی کو روٹھیں کہ آگ سے عذاب دے۔“

۲۶۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ وَسَلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَرَارِيُّ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ غَيْرِ أَبِي صَالِحٍ: عَنْ الْحَسَنِ بْنِ نَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَفْرٍ فَأَنْطَلَقَ لِحَاجَّتِهِ فَرَأَيْنَا حُمْرَةً مَعَهَا رُحَانٌ فَأَخَذْنَا فَرُخْيَهَا، فَجَاءَتِ الْحُمْرَةُ بِجَعَلَتْ تَفْرُسُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ جَعَلَ هَذِهِ يَوْلِدَهَا، رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا»، وَرَأَى قَرِيَةً تَمَلُّ قَدْ حَرَقْنَاهَا فَقَالَ: «مَنْ مَرَّقَ هَذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ، قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَبْعِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ».

فائدہ: انسان تو انسان جانوروں کو بھی خواہ موذی ہی ہوں آگ سے جلاتا جائز نہیں۔

باب: ۱۱۳- جہاد میں غنیمت سے ملنے والے نصف یا پورے حصے کے بدلے جانور کرائے پر دینا

(المعجم ۱۱۳) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُكْرِى دَابَّتَهُ عَلَى النَّصْفِ أَوْ السَّهْمِ (النحفة ۱۲۳)

۲۶۷۶- حضرت واہل بن اسحق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اعلان جہاد فرمایا تو میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا واپس آیا تو

۲۶۷۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ لُدْمَشْقِيُّ أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو زُرْعَةَ يَحْيَى

۲۶۷۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم ۲۳۹/۴ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وصححه، ووافقه لهي، وللحديث طريق آخر عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ۳۸۲.

۲۶۷۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۲۸/۹ من حديث أبي داود، والطبراني في الكبير: ۸۱، ۸۰/۲۲. حديث محمد بن شعيب به * عمرو بن عبد الله الحضرمي وثقه العجلي وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة حسن أبدًا.

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا پہلا قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ میں مدینے میں گھومنے لگا اور اعلان کرتا تھا: کوئی ہے جو ایک آدمی کو اپنے ساتھ سوار کرائے اور اس کی غنیمت کا حصہ پائے؟ تو ایک انصاری بوڑھے نے کہا: اس کی غنیمت کا حصہ ہمارا ہوگا اور ہم اسے باری سے اپنے ساتھ سوار کرائیں گے اور وہ کھانا بھی ہمارے ساتھ کھائے گا؟ میں نے کہا: بہت بہتر۔ اس نے کہا: تو چلیے اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ۔ چنانچہ میں ایک بہترین ساتھی کے ساتھ روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ اللہ نے ہمیں مال غنیمت سے بہرہ ور فرمایا اور مجھے کچھ اونٹیاں ملیں میں انہیں اپنے ساتھی کے پاس ہانک لایا چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے کجاوے پر پچھلے حصے پر بیٹھا اور مجھے کہا: انہیں چلاؤ کہ میں انہیں پیچھے کی طرف سے دیکھوں۔ پھر کہا: انہیں چلاؤ کہ میں انہیں آگے کی طرف سے دیکھوں۔ وہ بولا: تمہاری اونٹیاں بہت عمدہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: یہ تو آپ کی غنیمت ہیں جس کی میں آپ سے شرط کر چکا ہوں۔ اس نے کہا: بھیجیے! اپنی اونٹیاں لے جاؤ، ہم نے تیرے دوسرے حصے کا ارادہ کیا ہے۔ (اجرو ثواب میں حصے داری کا۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کوئی غازی اس طرح کا معاملہ کرے تو جائز ہے۔ ② اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس امتیازی وصف کے ایک نمونے کا ذکر ہے جو ان میں عام تھا وہ یہ کہ وہ دنیوی منفعت کے مقابلے میں اخروی اجر و ثواب کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

باب: ۱۱۴- قیدی کو باندھنا

(المعجم ۱۱۴) - بَابُ: فِي الْأَسِيرِ

يُوثَقُ (التحفة ۱۲۴)

۲۶۷۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ قَالَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْادٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : اعْجَبْ رَبُّنَا تَعَالَى مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلَاسِلِ .

۲۶۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ہمارے رب عزوجل کو ایسے لوگوں پر تعجب آتا ہے جو نخیروں میں جکڑے جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔“

☀ توضیح: یعنی کچھ لوگ بحالت کفر قید ہو جاتے ہیں پھر ہدایت پا کر مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ قیدی کو باندھ لینا جائز ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مسلمان کفار کی قید میں وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں، تو وہ اسی حالت میں اٹھائے جائیں گے۔

۲۶۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ مَكِيثٍ قَالَ : بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ غَالِبِ اللَّيْثِيِّ فِي سَرِيَّةٍ وَكَثُنَتْ فِيهِمْ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْتُوا الْغَارَةَ عَلَى بَنِي الْمَلُوحِ بِالْكَدِيدِ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيدِ لَقِينَا الْحَارِثَ بْنَ الْبَرَصَاءِ اللَّيْثِيَّ فَأَخَذَنَا فَقَالَ : إِنَّمَا جِئْتُ أُرِيدُ الْإِسْلَامَ، وَإِنَّمَا خَرَجْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا : إِنْ تَكُ مُسْلِمًا لَمْ يَضُرَّكَ رِبَاطُنَا

۲۶۷۸- حضرت جندب بن مکیت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن غالب لیشی رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ دے کر روانہ کیا، میں ان لوگوں میں شامل تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ مقام کدید میں بنی ملووح پر (ہر طرف سے) چڑھائی کرنا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ مقام کدید پر پہنچ گئے۔ ہم کو حارث بن برصاء لیشی ملا، ہم نے اس کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا: میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں جانے کی نیت ہی سے نکلا ہوں۔ ہم نے اس سے کہا: اگر تو فی الواقع مسلمان ہے تو ہمارا تجھے ایک دن اور رات کے لیے باندھ لینا تیرے لیے کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ اور اگر تو ایسے نہ ہو تو (تجھے باندھ کر) ہم تیری طرف سے بے فکر

۲۶۷۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۰۲/۲ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البخاري، ۳۰۱۰ من حديث محمد بن زياد به.

۲۶۷۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۶۷/۳ من حديث محمد بن إسحاق به مطولاً، وصرح بالسماع * مسلم بن عبد الله بن خبيب الجهني مجهول (تقريب)، وفيه علة أخرى * عبد الله بن غالب صوابه غالب بن عبد الله كما في السيرة لابن هشام: ۴/ ۲۵۷، ۲۵۸ وغيرها.

يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ نَسْتَوْثِقُ هُوَ جَائِسٌ گے۔ چنانچہ ہم نے اس کو رسی سے جکڑ لیا۔
مِنْكَ، فَشَدَدْنَاهُ وَثَاقًا.

۲۶۷۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک جہادی دستہ روانہ فرمایا۔ وہ قبیلہ بنو ضیفہ کا ایک آدمی پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور پوچھا: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ (یا تیرا کیا خیال ہے؟) اس نے کہا: اے محمد! میرے پاس خیر ہے۔ اگر تم نے قتل کیا تو ایک خون والے کو قتل کرو گے۔ اور اگر احسان کرو گے تو ایک شکر گزار پر احسان کرو گے۔ اگر آپ کو مال کی ضرورت ہو تو کہیے جتنا چاہتے ہو ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا۔ اگلا دن ہوا تو آپ نے اس سے پھر پوچھا: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ (یا تیرا کیا خیال ہے؟) تو اس نے پہلے جیسی بات دہرائی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا۔ حتیٰ کہ اگلا دن ہوا تو بھی یہی مکالمہ ہوا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثمامہ کو آزاد کر دو۔“ چنانچہ وہ چلا گیا اور مسجد کے قریب نخلستان میں پہنچا وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد میں واپس آ گیا اور کہنے لگا: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا رسول ہے۔“

۲۶۷۹- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ وَفُتَيْبَةُ - قَالَ فُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا - اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْلًا قِتْلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يَقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ أَثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟» قَالَ: عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ! خَيْرٌ، إِنْ تَقْتُلَ تَقْتُلَ ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمَ تُنْعِمَ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ الْغَدُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: «مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟» فَأَعَادَ مِثْلَ هَذَا الْكَلَامِ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَذَكَرَ مِثْلَ هَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُطْلِقُوا ثُمَامَةَ»، فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاعْتَسَلَ فِيهِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ [سَاقًا] الْحَدِيثُ.

۲۶۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب دخول المشرك المسجد، ح: ۴۶۹، ومسلم، الجهاد والسير باب ربط الأسير وجسه وجواز المن عليه، ح: ۱۷۶۴ عن فتية به.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ اور دونوں نے پوری حدیث بیان کی۔

قال عيسى: أخبرنا الليثُ وقال: ذَا ذِمٍّ. عيسى بن حماد نے کہا: ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی تو اس میں [إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا ذِمٍّ] کی بجائے [ذَا ذِمٍّ] کے لفظ بیان کیے۔ (اگر قتل کیا تو ایک صاحب ذمہ اور احترام والے کو قتل کرو گے) (مفہوم دونوں کا یہ ہے کہ میری قوم بدلہ لے گی۔)

فوائد ومسائل: ① مصلحت کے تحت کافر کو مسجد میں آنے یا باندھنے کی رخصت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے حسن عبادات اور حسن عادات نے ایک جنگی قیدی کو بلا جبر و اکراہ اسلام کا قیدی بنالیا۔ اور یہ دلیل ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا ہے۔

171

۲۶۸۰- حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں کو جب لایا گیا تو ام المومنین سودہ بنت زمعہؓ آل عفراء کے پاس یعنی عفراء کے صاحبزادوں عوف اور معوذ کے ہاں بٹھری ہوئی تھیں جہاں کہ ان کے اونٹوں کا باڑا تھا۔ اور یہ امہات المومنین پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ سودہؓ بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں (آل عفراء) کے ہاں تھی جب میں (وہاں سے) آئی تو مجھے بتایا گیا کہ قیدی لائے گئے ہیں۔ میں اپنے گھر لوٹی، تو رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور ابو یزید سمیل بن عمرو بھی حجرے کے کونے میں پڑا تھا۔ ایک رسی سے اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔..... پھر باقی حدیث بیان کی۔

۲۶۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زَرَّارَةَ قَالَ: قَدِمَ بِالْأَسَارَى جَيْنَ قَدِمَ بِهِمْ سُودَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ عِنْدَ آلِ عَفْرَاءَ فِي تَنَاجِيهِمْ عَلَى عَوْفٍ وَمَوْعُذَ ابْنَيْ عَفْرَاءَ. قَالَ: وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عَلَيْهِنَ الْحِجَابُ قَالَ: تَقُولُ سُودَةُ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَمَنْدُهُمْ إِذْ أَتَيْتُ فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ الْأَسَارَى لَمْ أَتِ بِهِمْ، فَارْجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِ، وَإِذَا أَبُو يَزِيدَ - سُهَيْلُ بْنُ

۲۶۸۰- تخریج: [إسناده حسن] * بحی روى هذا الحديث عن سودة كما هو الأظهر.

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

عَمِرُو - فِي نَاحِيَةِ الْحُجْرَةِ مَجْمُوعَةٌ يَدَّاهُ
إِلَى عُنُقِهِ بِحَبْلٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُمَا قَتَلَا أَبَا جَهْلٍ
ابْنَ هِشَامٍ وَكَانَا انْتَدَبَا لَهُ وَلَمْ يَعْرِفَاهُ
وَقَتَلَا يَوْمَ بَدْرٍ .

ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے (عمو
اور معوذ نے) ابوجہل بن ہشام کو قتل کیا تھا۔ یہ اس کی
طرف بڑھے تھے مگر پہچانتے نہ تھے اور خود بدر کے روز
شہید ہو گئے تھے۔

فائدہ: ابوجہل کے قتل میں عفرہ کے دو صاحبزادوں معاذ اور معوذ کے علاوہ معاذ بن عمرو بن جموح اور عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور ابن سعد نے عوف بن عفرہ کا نام بھی شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ
نے ان روایات میں جمع و تطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے کہ معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفرہ نے پہلے مل کر حملہ کیا
پھر معوذ بن عفرہ نے بھی اس کو گھائل کیا اور آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کیا۔ (فتح الباری)
کتاب المغازی، باب: قتل ابی جہل، حدیث: ۳۹۶۳ والرحیق المختوم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا
تذکرہ حدیث: ۲۷۰۹ میں آ رہا ہے۔



باب: ۱۱۵- قیدی کو مار پیٹ اور ڈانٹ
ڈپٹ کرنا اور اقرار کرانا

(المعجم ۱۱۵) - بَابُ: فِي الْأَسِيرِ
يُنَالُ مِنْهُ وَيُضْرَبُ [وَيَقْرَرُ] (التحفة ۱۲۵)

۲۶۸۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور پھر بدر کی طرف
روانہ ہوئے۔ تو اچانک انہیں قریش کے اونٹ ملے جن
پر وہ پانی ڈھوتے تھے ان میں بنی حجاج کا کالے رنگ کا
ایک غلام بھی تھا، صحابہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس سے تفتیش
کرنے لگے کہ ابوسفیان کہاں ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی
قسم! مجھے اس کے معاملے کی کوئی خبر نہیں، لیکن یہ اہل
قریش آئے ہیں ان میں ابوجہل ربیعہ کے دونوں بیٹے
عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ جب وہ صحابہ کو
بات کہتا، تو وہ اسے مارنے لگتے۔ پس وہ کہتا: مجھے چھوڑ

۲۶۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَدَبَ أَصْحَابَهُ فَاَنْطَلَقُوا إِلَى
بَدْرٍ فَإِذَا هُمْ بِرَوَايَا قُرَيْشٍ فِيهَا عَبْدٌ أَسْوَدُ
لِبَنِي الْحَجَّاجِ، فَأَخَذَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ أَيْنَ أَبُو سُفْيَانَ؟
فَيَقُولُ: وَاللَّهِ! مَا لِي بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ عِلْمٍ،
وَلَكِنْ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ جَاءَتْ فِيهِمْ أَبُو
جَهْلٍ وَعَتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بْنُ
خَلْفٍ، فَإِذَا قَالَ لَهُمْ ذَلِكَ ضَرَبُوهُ فَيَقُولُ:

۲۶۸۱- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة بدر، ح: ۱۷۷۹ من حديث حماد بن سلمة به مختصراً.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

مجھے چھوڑ دیتا ہوں۔ جب اسے چھوڑ دیتے تو کہتا: اللہ کی قسم! مجھے ابوسفیان کا کوئی علم نہیں، لیکن یہ اہل قریش آئے ہیں، ان میں ابو جہل ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ سب سن رہے تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ تمہیں سچ کہتا ہے تو تم مارنے لگتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہو یہ قریش کے لوگ ابوسفیان ہی کو بچانے کے لیے آئے ہیں۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی“ اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ ”کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی۔“ اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ ”کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی۔“ اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ انس کہتے ہیں: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان نامزد لوگوں میں سے کوئی ایک بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہ ہوا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے ان مقتولوں کے متعلق حکم دیا تو انہیں ناگوں سے پکڑ پکڑا اور گھسیٹ گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔

دَعُونِي، دَعُونِي أَخْبِرْكُمْ فَإِذَا تَرَكُوهُ قَالَ: وَاللَّهِ! مَا لِي بِأَبِي سُفْيَانَ مِنْ عِلْمٍ، وَلَكِنْ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ فِيهِمْ أَبُو جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ قَدْ أَقْبَلُوا وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَسْمَعُ ذَلِكَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ لَتَضْرِبُونَهُ إِذَا صَدَقَكُمْ وَتَدْعُونَهُ إِذَا كَذَبَكُمْ، هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ لِتَمْنَعَ أَبَا سُفْيَانَ»، قَالَ أَنَسٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ عَدَا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، «وَهَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ عَدَا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، «وَهَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ عَدَا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا جَاوَزَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَخَذَ بَأَرْجُلِهِمْ، فَسَجُّوا، فَأَلْقُوا فِي قَلْبِ بَدْرٍ.

فوائد و مسائل: ① احوال و مصالح کے پیش نظر قیدی کو مارنا پھینا اور اس طریقے سے حقائق اگلوں ایک مطلوب اور جائز امر ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات کچھ خبریں وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی دے دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان امور کی اطلاع دی جاتی تھی۔ قرآن مقدس میں ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ﴾ (النجم: ۳-۲) ③ اس حدیث میں حربی کافروں کے مقتولوں کا عدم احترام بھی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۱۱۶- اسلام قبول کرنے کے لیے قیدی پر جبر کرنا مناسب نہیں

۲۶۸۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا: جب کوئی عورت ایسی ہوتی کہ اس کے بچے زندہ نہ رہتے تو وہ نذرمان لیا کرتی تھی کہ اگر اس بچہ زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنا ڈالے گی۔ سو جب یہ نصیر کو مدینے سے جلا وطن کیا گیا تو ان میں انصار یوں کے لڑکے بھی تھے۔ (جو اس قسم کی نذر کے تحت یہودی بنائے گئے تھے) انہوں نے کہا: ہم اپنے بچوں کو نہیں چھوڑیں گے (ان کے ساتھ نہیں جانے دیں گے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ ”دین میں کوئی جبر واکراہ نہیں۔ ہدایت گمراہی کے مقابلے میں واضح اور نمایاں ہو چکی ہے۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الْمِغْلَاةُ] وہ عورت ہوتی ہے جس کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں۔

☀ فائدہ: اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں جبر واکراہ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ جہاد کا حکم اور عمل اشاعت اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ہے نہ کہ لوگوں کو اسلام پر مجبور کرنے کے لیے۔

(المعجم ۱۱۷) - باب قَتْلُ الْأَسِيرِ وَلَا يُغَرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ (التحفة ۱۲۷)

باب: ۱۱۷- قیدی کو اسلام کی دعوت دیے بغیر قتل کر ڈالنے کا مسئلہ

۲۶۸۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان

(المعجم ۱۱۶) - بَابُ: فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ (التحفة ۱۲۶)

۲۶۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَغْنِي السَّجِسْتَانِيَّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَهَذَا لَفْظُهُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَكُونُ مِغْلَاةً فَتَجْعَلُ عَلَى نَفْسِهَا إِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تُهَوِّدَهُ، فَلَمَّا أُجْلِيَتْ بَنُو النَّصِيرِ كَانَ فِيهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: لَا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ [البقرة: ۲۵۶].

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْمِغْلَاةُ الَّتِي لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ.



۲۶۸۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۰۴۸ من حديث شعبة به .

۲۶۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الحكم في المرتد، ح: ۴۰۷۲ من حديث أحمد بن المفضل به .

ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی تھی۔ راوی نے ان کے نام گنوائے۔ اور ابن ابی سرح بھی تھے۔ اور حدیث بیان کی۔ ابن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان کے ہاں چھپ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو عثمان رضی اللہ عنہ (ابن ابی سرح) کو لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! عبد اللہ کی بیعت قبول فرمالیجیے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا، ان کی طرف دیکھا، تین بار اس طرح ہوا، آپ نے ہر بار اس کا انکار فرمایا۔ تیسری بار کے بعد آپ نے ان سے بیعت فرمائی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہ تھا، جو اس کی طرف اٹھتا“ جب دیکھا کہ میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے تو اس کو قتل کر دیتا؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے جی میں کیا ہے؟ آپ اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ”نبی کو لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔“

حدثنا أحمد بن المفضل: حدثنا أسباط بن نصر قال: زعم السدي عن مضع بن سعيد، عن سعيد قال: لما كان يوم فتح مكة آمن رسول الله ﷺ يعني الناس إلا أربعة نفر وامرأتين وسماهم وابن أبي سرح، فذكر الحديث قال: وأما ابن أبي سرح فإنه اختبأ عند عثمان بن عفان فلما دعا رسول الله ﷺ الناس إلى البيعة جاء به حتى أوقفه على رسول الله ﷺ فقال: يا نبي الله! بايع عبد الله، فرفع رأسه فنظر إليه ثلاثاً، كل ذلك يأبى [عليه]، فبايعه بعد ثلاث، ثم أقبل على أصحابه فقال: «أما كان فيكم رجلٌ وشيد يقوم إلى هذا حيث رأيته كففت يدي عن بيعته، فيقتله»، فقالوا: ما نكدر يا رسول الله! ما في نفسك ألا تؤمات إلينا بعينك؟ قال: «إنه لا ينبغي لي أن تكون له حائنه الأعين».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبد اللہ (بن ابی سرح) حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تھے۔ اور ولید بن عقبہ حضرت عثمان کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ انہوں نے جب شراب پی تھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ہد لگائی تھی۔

قال أبو داود: وكان عبد الله أخا عثمان من الرضاعة وكان الوليد بن عقبه أخا عثمان لأمه وضربه عثمان الحد إذ شرب الخمر.

نوائد و مسائل: ① چونکہ یہ لوگ جنگی مجرم تھے اور اسلام کی شہرت ہی ان کے لیے اسلام کی دعوت تھی اس لیے ان کے بارے میں حکم تھا کہ جہاں ملیں ان کو قتل کر دیا جائے خواہ کعبہ کے پردوں ہی کے ساتھ کیوں نہ چمٹے ہوئے ہوں۔

ابی داؤد الجانی: حدیث: (۳۱۹۳)

٢٦٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ أَفْهَمْ إِسْنَادَهُ مِنْ
ابْنِ الْعَلَاءِ كَمَا أُحِبُّ.

٢٦٨٥- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

٢٦٨٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦٦/٦، ح: ٥٥٢٩ من حديث زيد بن حباب به. ■

٢٦٨٥- **تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ١٣٥٧ عن القعني، والبخاري، الجهاد والسير، باب قتل الأسير وقتل الصبر، ح: ٣٠٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٤٢٣/١.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

عن ابن شہاب، عن أنس بن مالك: أن رسول الله ﷺ دخل مكة عام الفتح وعلى رأسه المعفر فلما نزعہ جاءه رجل، فقال: ابن خطلٍ متعلقٍ بأستار الكعبة فقال: «اقتلوه».

ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔ جب آپ نے اسے اتارا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو قتل کر ڈالو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ ابْنِ خَطْلٍ: عبد الله وَكَانَ أَبُو بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيُّ قَتَلَهُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن خطل کا نام عبد اللہ تھا اور حضرت ابو بزرہ اسلمی رحمہ اللہ نے اس کو قتل کیا تھا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا خود پہنے ہوئے مکہ میں داخل ہونا دلیل ہے کہ حج و عمرہ کے علاوہ حسب احوال انسان بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ ② ابن خطل پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کو رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیجا اور ایک انصاری کو بطور خادم اس کے ساتھ روانہ کیا اس سے کوئی تقصیر (غلطی) ہوئی تو اس نے اس انصاری کو قتل کر ڈالا اور اس کا مال لوٹ لیا، اور مرتد ہو گیا۔ سو اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کو امان نہ دی اور قتل کرنے کا حکم دیا۔

(المعجم ۱۱۸) - بَابُ: فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ

صَبْرًا (التحفة ۱۲۸)

۲۶۸۶- جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: ضحاک بن قیس نے ارادہ کیا کہ مسروق کو عامل بنائے۔ تو عمرہ بن عقبہ نے کہا: کیا تم ایسے آدمی کو عامل بنانا چاہتے ہو جو عثمان رحمہ اللہ کے قاتلوں میں سے باقی رہ گیا ہے؟ تو مسروق نے اس سے کہا: ہمیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے بیان کیا اور وہ ہمارے نزدیک حدیث بیان کرنے میں معتبر تھے کہ نبی ﷺ نے جب تیرے باپ (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس (عقبہ)

۲۶۸۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الرَّقُيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقُيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ مَرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَرَادَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ أَنْ يَسْتَعْمِلَ مَسْرُوقًا، فَقَالَ لَهُ عَمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ: أَسْتَعْمِلُ رَجُلًا مِنْ بَقَايَا قَتَلَةِ عُثْمَانَ؟ فَقَالَ لَهُ مَسْرُوقٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ،

۲۶۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۳۹۷/۶ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق كثيرة في "العقد التمام في تخریج السيرة لابن هشام"، ص: ۲۶۵ (يسر الله لي طبعه) * إبراهيم النخعي مدلس وعمن، وللحديث شواهد ضعيفة كلها.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد جہاد کے مسائل

وَكَانَ فِي أَنْفُسِنَا مَوْتُوَقَ الْحَدِيثِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا أَرَادَ قَتْلَ أَبِيكَ، قَالَ: مَنْ لِلصَّبِيَّةِ؟ قَالَ: «النَّارُ»، فَقَدْ رَضِيتُ لَكَ مَا رَضِيَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

نے کہا: میرے بچوں کا قتل کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”آگ“ سو میں بھی تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جسے تیرے لیے رسول اللہ ﷺ نے پسند کیا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① عقبہ بن ابی معیط بڑا بد بخت انسان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں بہت بڑھ گیا تھا اور اسی نے رسول اللہ ﷺ پر دوران نماز میں اونٹ کی اوجھڑائی تھی۔ اسے بدر سے واپسی پر راستے میں قتل کیا گیا۔ اسے باندھ کر قتل کیا گیا تھا جیسا کہ فتح الباری میں صراحت ہے۔ اور یہی بات اس باب میں محل استشہاد ہے۔ (عون المعبود) اس کے ساتھ دو اور بھی تھے طعیمہ بن عدی اور نضر بن حارث۔ ② مجرم یا قیدی کو قتل کرنا ہو تو اس کا دورے نشانہ لینے کی بجائے تلوار سے سر قلم کر دیا جائے یا پھانسی دے دی جائے۔

(المعجم ۱۱۹) - بَابُ: فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ
بِالنَّبْلِ (التحفة ۱۲۹)

۲۶۸۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشْجِ، عَنِ ابْنِ تَعْلَى قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأَتَيْتِ بَارَبْعَةَ أَعْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَتَلُوا صَبْرًا.

۲۶۸۷- (عبید) ابن تعلی کی روایت ہے کہ ہم نے عبدالرحمن بن خالد بن ولید کی معیت میں جہاد کیا۔ ان کے سامنے دشمن کا فر کے چار افراد لائے گئے جو غمی تھے اور بڑے طاقتور تھے۔ پس انہوں نے حکم دیا اور انہیں بندھے بندھے قتل کر دیا گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ لَنَا غَيْرُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: بِالنَّبْلِ صَبْرًا، فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةٌ مَا

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ابن وہب کے شاگرد سعید کے علاوہ دوسروں نے ہمیں یوں بیان کیا کہ ”ان کو تیرے مارا گیا جبکہ وہ بندھے ہوئے تھے۔“ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے: آپ اس طرح قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (ابو

۲۶۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۲۲/۵ من حديث ابن وهب به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۱۶۶۷ * بكير بن عبدالله بن الأشج رواه عن أبيه عن عبيد بن تَعْلَى به، وأبو له لم يوثقه غير ابن حبان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

صَبَرْتُهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْيُوسُفِ (یوسفؑ نے کہا) قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایک مرغی بھی ہو تو اس کو باندھ کر نہ ماروں۔ جناب عبدالرحمن بن خالد کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے چار گردنیں آزاد کیں۔

🌟 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے حجت نہیں۔ حربی کافروں کو ہر طرح سے حسب ضرورت واقعتاً قتل کیا جا سکتا ہے، صرف مثلاً کرنا منع ہے۔

(المعجم ۱۲۰) - بَابُ: فِي الْمَنْ عَلَى الْأَسِيرِ بِغَيْرِ فِدَاءٍ (التحفة ۱۳۰)

باب: ۱۲۰- فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے قیدی کو ویسے ہی رہا کر دینا

🌟 فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَنتَحْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدَ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (محمد: ۴) ”جب کافروں سے گھسان کارن پڑے تو ان کی گردنوں پر وار کر دو جب ان کو خوب کاٹ چکو تو اب خوب مضبوط باندھ کر قید کر لو پھر اختیار ہے خواہ احسان کر کے چھوڑ دیا فدیہ (عوض اور بدل) لے کر یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔“

۲۶۸۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَالِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ لِيَقْتُلُوهُمْ، فَأَخَذَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سِلَاحًا، فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَلِيَدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِطَّنِ مَكَّةَ.....﴾ (اللہ) وہ ذات ہے جس نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھوں کو تم سے روک رکھا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک رکھا۔“

۲۶۸۸- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب قول الله تعالى: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾، ح: ۱۸۰۸، بن حديث حماد بن سلمة به.

☀ فائدہ: یہ لوگ قریش کے پر جوش اور جنگ باز نوجوان تھے جو اپنے بڑوں کی رائے کے برخلاف مسلمانوں کے ساتھ صلح کے حق میں نہ تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر یہ خطرناک پروگرام بنایا جسے اللہ تعالیٰ نے مٹی میں ملا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فدیہ لیے بغیر بطور احسان کے ان کو رہا کر دیا۔

۲۶۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَسَارَى بَدْرٍ: «لَوْ كَانَ مُطْعِمٌ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا نُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّسَى لِأَطْلَقْتُهُمْ لَهُ».

۲۶۸۹- محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا: ”اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان نجس بدبوداروں کے متعلق بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو رہا کر دیتا۔“

☀ فوائد و مسائل: ① مذکورہ آیت قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوا کہ حسب مصلحت قیدی کو فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے رہا کر دینا جائز ہے۔ ② مطعم بن عدی کا رسول اللہ ﷺ پر یہ احسان تھا کہ طائف سے واپسی پر آپ اس کی حمایت اور پناہ سے مکہ میں آئے تھے اور اس نے آپ کا دفاع بھی کیا تھا۔



(المعجم ۱۲۱) - بَابُ: فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ (التحفة ۱۳۱)

باب: ۱۲۱- مال لے کر قیدی کو رہا کرنا

۲۶۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُوحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْمَاقُ الْحَقَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ فَأَخَذَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ الْفِدَاءَ أَنْزَلَ

۲۶۹۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بدر کا دن تھا اور نبی ﷺ نے قیدیوں سے فدیہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُخْرَجَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ ۱ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا

۲۶۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب: ما من النبي ﷺ على الأسارى من غير أن يُخَمَّسَ: ح ۳۱۳۹ من حديث عبد الرزاق به.

۲۶۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب: الإمداد بالملائكة في غزوة بدر، وإباحة الغنائم: ح ۱۷۶۳ من حديث عكرمة بن عمار به، وهو في مسند أحمد: ۱/ ۳۰، ۳۳.

- کتاب الجہاد -

جہاد کے مسائل

لَهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَا كَانَتْ لِنَبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ نَرِي حَتَّى يُتَخَفَ فِي الْأَرْضِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: بِلَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ ﴿[الأنفال: ۶۸] مِنْ فِدَاءٍ ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَهُمُ الْغَنَائِمَ.

اَخَذْتُمْ عَذَابَ عَظِيمٍ﴾ ”نبی کو مناسب نہیں کہ اس کے لیے قیدی ہوں یہاں تک کہ (دشمن کو) زمین میں اچھی طرح پھیل لے تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا فیصلہ پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (فدیہ) لیا ہے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔“ پھر اللہ عزوجل نے ان کے لیے غنیمتوں کو حلال فرمادیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ نَبِيلٍ يُسْأَلُ عَنْ اسْمِ أَبِي نُوحٍ فَقَالَ: بَشٍ تَصْنَعُ بِاسْمِهِ؟ اسْمُهُ اسْمٌ شَنِيعٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُهُ قُرَادٌ، الصَّحِيحُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَزْوَانَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہ ان سے ابونوح کا نام پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: تم اس کے نام کا کیا کرو گے؟ اس کا نام قبیح سا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا نام ”قُرَاد“ ہے (چیچری) اور صحیح یہ ہے کہ اس کا نام عبدالرحمن بن عروان ہے۔

فائدہ: آیت قرآنی کا مطلب یہ ہے کہ تم نے کافر قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے جو فدیہ لیا ہے یہ فیصلہ غلط تھا۔ تمہارے لیے بہتر یہ تھا کہ تم ان کو قتل کرتے تاکہ کفار کی قوت کم ہوتی۔ لیکن چونکہ اللہ کی تقدیر میں تمہارے لیے مالی غنیمت کا حلال ہونا لکھا ہوا تھا اس لیے اللہ نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور اس کے بعد مسلمانوں کے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا جب کہ پہلی امتوں کے لیے مالی غنیمت حلال نہیں تھا۔

۲۶۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ لُمْبَارِكٍ الْعَيْشِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ فِدَاءَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ نَرَأُرَبْعِمِائَةً.

۲۶۹۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدر کے موقع پر اہل جاہلیت (مشرك قیدیوں) کا فدیہ چار سو (درہم کی کس) مقرر کیا تھا۔

۲۶۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۱۱ من حديث عبدالرحمن بن المبارك به، صححه الحاكم: ۱۴۰/۳، ووافقه الذهبي * أبو العباس، لا ينزل حديثه عن درجة الحسن.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☀️ توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ البتہ ”چار سو درہم“ کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

۲۶۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی صاحبزادی) نے (اپنے شوہر) ابوالعاص کے فدیہ میں مال بھیجا اور وہ ہار پیش کیا جو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ابوالعاص سے شادی کے وقت دیا تھا۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر شدید رقتہ طاری ہوئی اور فرمایا: ”اگر تم مناسب سمجھو تو اس کے قیدی کو اس کے لیے دیے ہی رہا کرو اور اس کا ہارا واپس کر دو۔“ صحابہ نے اسے بخوشی قبول کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص سے یہ عہد لیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ کی طرف بھیج دے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کو بھیجا اور انہیں کہا: ”تم وادی یاجج کے دامن میں رکنا حتیٰ کہ زینب تمہارے پاس آ جائے تو پھر اسے ساتھ لے کر آ جانا۔“

۲۶۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أُسْرَائِهِمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بِمَالٍ وَبَعَثَتْ فِيهِ بِفَلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ عِنْدَ خَدِيجَةَ أَذْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ. قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رَقَّةً شَدِيدَةً وَقَالَ: «إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِفُوا لَهَا أُسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا». قَالُوا: نَعَمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ عَلَيْهِ، أَوْ وَعَدَهُ أَنْ يُخْلِيَ سَبِيلَ زَيْنَبَ إِلَيْهِ، وَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: «كُونَا بِبَطْنِ يَاجِجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتُصَحِّبَاَهَا حَتَّى تَأْتِيَا بِهَا».



☀️ فوائد و مسائل: ① حسب مصالح قیدی کو فدیہ لیے بغیر رہا کرنا بھی جائز ہے۔ ② حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ابوالعاص کے ساتھ نکاح بعثت سے پہلے ہوا تھا مگر ابوالعاص نے صلح حدیبیہ کے ایام میں اسلام قبول کیا۔ ③ وادی یاجج مکہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع تھی۔ ④ زینب رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اشد ضرورت کی بنا پر عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے۔ جبکہ عورت کا خاوند اور محرم کوئی نہ ہو یا خاوند اور محرم کا کسی وجہ سے ساتھ جانا ممکن نہ ہو۔

۲۶۹۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۶/۶ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم: ۲۳۶/۳، ۳۲۴/۴، ۴۴/۴، ۴۵ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وهو في السيرة لابن هشام، ص: ۶۵۳.

- کتاب الجہاد

۲۶۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ:

جَدَّثَنَا عَمِّي يَعْنِي سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ:

خَبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ

بْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَذَكَرَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

بُرْوَانَ وَالْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفَدَ هَوَازِنَ

مُتَسَلِّمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ،

فَاللَّهُ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَعِيَ مَنْ

وَنٌ، وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ،

فُتَّارُوا إِمَّا السَّبْيِ وَإِمَّا الْمَالِ»، فَقَالُوا:

فَتَارَ سَبْيَنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَى

بِإِلَهِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ

بِلَاءٌ جَاءُوا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أُرَدَّ

إِلَيْهِمْ سَبْيُهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيَّبَ

لَكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ

لِي حَظًّا حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ

عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ»، فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا

لَكَ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ: «إِنَّا لَا نَذَرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ

يُفَرِّجُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاءُكُمْ

مِنْكُمْ، فَرَجَعَ النَّاسُ وَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاءُهُمْ

فَرَوَوْا أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

جہاد کے مسائل

۲۶۹۳- حضرت مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ کا

بیان ہے کہ ہوازن کے مسلمان لوگوں کا وفد رسول اللہ

ﷺ کی خدمت میں آیا تو انہوں نے درخواست کی کہ

ہمارا مال واپس کر دیا جائے (جو کہ غزوہ حنین میں

مسلمانوں کے قبضہ میں آیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ”میرے ساتھ یہ لوگ ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو

(مجاہدین) اور مجھے بات وہ پسند ہے جو سچی ہو تم لوگ دو

میں سے ایک چیز اختیار کر لو قیدی یا مال۔“ انہوں نے

کہا: ہم اپنے قیدیوں کو اختیار کرتے ہیں (انہیں رہا

کر دیا جائے) تو رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے

ہوئے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: ”تمہارے

یہ بھائی تائب ہو کر آئے ہیں میں نے یہ مناسب سمجھا

ہے کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دوں تو تم میں سے بھی

جو خوشی خوشی یہ کام کرنا چاہے کرے اور جو پسند کرے کہ

(اس کے قیدی کے بدلے) اسے اس کا حصہ دیا جائے تو

یہ ہمارے ذمے رہا اور پہلی پہلی غنیمت جو اللہ ہمیں دے

گا اس میں سے ہم اس کا حق ادا کریں گے۔“ لوگوں نے

کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ان کے لیے بخوشی یہ کام

کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہم پر یہ واضح نہیں ہے

کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں

دی لہذا تم جاؤ حتیٰ کہ تمہارے نمائندے ہمیں آکر تمہارا

معاملہ بتائیں۔“ چنانچہ وہ لوگ لوٹ گئے ان کے

امیروں اور نمائندوں نے ان سے (کھل کر) بات کی تو

ان نمائندوں نے آکر بتایا کہ ہمارے لوگ خوشی سے

۲- تخریج: أخرجه البخاري، الوكالة، باب: إذا وهب شيئا لوكيل أو شفيع قوم جاز، ح: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸ من

الليث بن سعد به.



انہیں (آزاد کرنے کی) اجازت دے رہے ہیں۔

۲۶۹۳- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے و (شعیب) اپنے دادا سے اس واقعہ کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان لوگوں کی عورتیں اور بچے انہیں لوٹا دو اور جو کوئی بلا عوض واپس نہ کرنا چاہے تو ہمارا اس سے وعدہ ہے کہ پہلی پہلی غنیمت جو اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے گا اس میں سے چھ اونٹ اسے دیے جائیں گے۔“ پھر آپ اپنے اونٹ کے قریب ہوئے اور اس کے کوہان سے کچھ بال لیے اور فرمایا: ”لوگو! اس غنیمت میں سے میرے لیے شکر (پانچویں حصے) کے سوا کچھ نہیں ہے اس قدر (بال) بھی نہیں۔“ اور آپ نے اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی بلند فرمائی۔ اور فرمایا: ”یہ شمس بھی تم لوگوں ہی میں تقسیم ہوگا لہذا سوئی اور دھاگے تک واپس کر دو۔“ چنانچہ ایک آدمی کھڑا ہوا اس کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا سا تھا، بولا: میں نے یہ بال لیے ہیں تاکہ پالان کے نیچے کی گدی درست کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو میرا ذاتی حصہ ہے یا نبی عبدالمطلب کا وہ تم لے سکتے ہو (دوسروں کا نہیں)۔“ اس نے کہا: اگر اس کا اتنا گناہ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور اس نے گچھا پھینک دیا۔

۲۶۹۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رُدُّوْا عَلَيْهِمْ نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ، فَمَنْ مَسَكَ بِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْفَيِّ فَإِنَّ لَهُ بِهِ عَلَيْنَا سِتَّ فَرَانِصٍ مِنْ أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيئُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْنَا» ثُمَّ دَنَا، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، مَنْ بَعِيرٍ فَأَخَذَ وَبَرَّةً مِنْ سَنَامِهِ ثُمَّ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ هَذَا الْفَيِّ شَيْءٌ وَلَا هَذَا»، وَرَفَعَ إصْبَعَهُ «إِلَّا الْخُمْسُ. وَالْخُمْسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ فَأَدُّوْا الْخِيَاطَ وَالْمِخِيْطَ» فَقَامَ رَجُلٌ فِي يَدِهِ كُبَّةٌ مِنْ شَعْرِ، فَقَالَ: أَخَذْتُ هَذِهِ لِأُصْلِحَ بِهَا بَرْدَعَةً لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا مَا كَانَ لِي وَلِإِنِّي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ»، فَقَالَ: أَمَّا إِذَا بَلَغْتَ مَا أَرَى فَلَا أَرَبَ لِي فِيهَا وَتَبَدَّهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہمیشہ سچے اور صاف بات کیا کریں۔ ② مسلمانوں کے قائد کو بھی یہ حق نہیں کہ ان کی دلی رضامندی کے بغیر ان کے مال پر کوئی تصرف کرے۔ ③ اگر اجتماعی مصلحت کے تحت کوئی تصرف کرنا ہو تو اس کا عوض ادا کرنا لازمی ہے۔ ④ حسب مصلحت قیدیوں کو فدیہ

۲۶۹۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الهبة، باب هبة المشاع، ح: ۳۷۱۸ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في السيرة لابن هشام (بتحقيق)، ح: ۲۰۳ * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند ابن الجارود، ح: ۱۰۸۰ وغيره.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

لیے بغیر آزاد کرنا جائز ہے۔ ⑤ قومی امانت میں معمولی خیانت بھی جرم عظیم ہے لہذا منصب داروں کو فکر کرنی چاہیے اور خبردار رہنا چاہیے۔ ⑥ ہر قوم اور جماعت کو اجتماعی نظم قائم کرتے ہوئے اپنا امیر اور نمائندہ منتخب کرنا چاہیے جو اجتماعی امور میں ان کی نمائندگی کرے۔

باب: ۱۲۲- دشمن پر غلبہ پالینے کے بعد امیر کا کچھ وقت کے لیے مفتوحہ علاقے میں ٹھہرنا

المعجم (۱۲۲) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ يُقِيمُ عِنْدَ الظُّهُورِ عَلَى الْعَدُوِّ بِعَرَصَتِهِمْ (التحفة ۱۳۲)

۲۶۹۵- حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر غالب آجاتے تو (اس کے بعد) تین دن تک ان کے علاقے میں اقامت فرماتے۔ ابن ثنی نے کہا: جب آپ کسی قوم پر غالب آجاتے تو پسند فرماتے کہ ان کے علاقے میں تین دن اقامت کریں۔

۲۶۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي لُحَّةٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَلَبَ لِمَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرَصَةِ ثَلَاثًا - قَالَ ابْنُ مُثَنَّى: إِذَا غَلَبَ قَوْمًا - أَحَبُّ أَنْ يُقِيمَ عَرَصَتَهُمْ ثَلَاثًا.

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدث یحییٰ بن سعید اس حدیث پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ یہ سعید (ابن ابی عروبہ) کی قدیم روایات میں سے نہیں ہے کیونکہ سن ۴۵ ہجری میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ اور انہوں نے یہ حدیث اس عارضے کے بعد ہی بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ لَعَنَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ يَسِيمِ حَدِيثِ سَعِيدٍ، لِأَنَّهُ تَغَيَّرَ سَنَةٌ ثَمَسٍ وَأَرْبَعِينَ، وَلَمْ يُخْرِجْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا بِأَخْبَرِهِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: (کہا جاتا ہے کہ وکیع نے ان سے یہ حدیث حافظہ کی خرابی کے دنوں میں لی تھی۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُقَالُ إِنَّ وَكِيعًا حَمَلَ هَذَا فِي تَغْيِيرِهِ.

فائدہ: حدیث صحیح ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے (۳۰۶۵)۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابوداؤد کا یہ قول جو بریکٹوں کے اندر ہے ابوداؤد کے بعض نسخوں میں نہیں ہے اور اس کا نہ ہونا ہی زیادہ مناسب ہے۔

۲۶۹۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والمسير، باب من غلب العدو، فأقام على عرصتهم ثلاثاً ح: ۳۰۶۵ من حديث روح بن عباد به.

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

(المعجم ۱۲۳) - بَابُ: فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ
السَّبْيِ (التحفة ۱۳۳)

۲۶۹۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَوَلَدِهَا، فَفَنَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ وَرَدَّ الْبَيْعَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ميمون (بن ابی شیبہ) نے حضرت علی کو نہیں پایا۔ یہ سن ۸۳ھ میں مجامع میں قتل کر دیے گئے تھے۔

۲۶۹۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: وَالْحَرَّةُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقَتَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ.

فائدہ: یہ روایت یہاں اس سند کے ساتھ منقطع ہے جیسا کہ امام ابو داود نے تصریح کی ہے، لیکن دوسرے شواہد کی بنا پر یہ روایت حسن ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ صحیح ہے کہ لونڈی اور اس کے بچے کو الگ الگ پیتھاجھ نہیں ہے۔ اس طرح ماں کو بھی تکلیف ہوگی اور بچہ بھی پریشان ہوگا۔

(المعجم ۱۲۴) - بَابُ: الرُّخْصَةِ فِي الْمُدْرِكِينَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمُ (التحفة ۱۳۴)

۲۶۹۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: وَالْحَرَّةُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقَتَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ.

۲۶۹۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۲۶/۹ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، وحديث الترمذي، ح: ۱۲۸۳، ۱۵۶۶، يعني عنه.

۲۶۹۷- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب التفتيل وفداء المسلمين بالأسارى، ح: ۱۷۵۵ من حديث عكرمة بن عمار به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

اکوع (ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں: ہم حضرت ابوبکر (ؓ) کے ساتھ (جہاد کے لیے) روانہ ہوئے۔ رسول اللہ (ﷺ) نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا، ہم نے بنو فزارہ کے ساتھ جہاد کیا اور ہر طرف سے ان پر چڑھائی کی۔ میں نے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، ان میں بچے تھے اور عورتیں بھی۔ میں نے ایک تیر مارا جو ان کے اور پہاڑ کے درمیان جاگرا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے میں انہیں حضرت ابوبکر (ؓ) کے پاس لے آیا۔ ان میں فزارہ کی ایک عورت تھی جس نے ایک پرانی کھال اوڑھی ہوئی تھی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکیوں میں سے تھی۔ ابوبکر (ؓ) نے وہ لڑکی بطور نفل غنیمت مجھے دے دی۔ میں مدینے آیا اور رسول اللہ (ﷺ) مجھے ملے اور فرمایا: ”اے سلمہ! وہ عورت مجھے بہہ کر دے۔“ میں نے عرض کیا: قسم اللہ کی! وہ تو مجھے بہت پسند آئی ہے اور میں نے اس کا کپڑا بھی نہیں اٹھایا۔ پس آپ خاموش ہو رہے۔ جب اگلا دن ہوا رسول اللہ (ﷺ) مجھے بازار میں ملے اور فرمایا: ”اے سلمہ! عورت مجھے بہہ کر دے تیرے باپ کی بھلائی ہو۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا، مگر وہ آپ کی ہوئی۔ چنانچہ آپ نے اسے اہل مکہ کی طرف بھیج دیا جبکہ کچھ مسلمان قیدی ان کے قبضے میں تھے تو اس عورت کو بطور فدیہ کے ان کو دے دیا۔

ل: حدثنا هاشم بن القاسم: حدثنا جرمة قال: حدثني إياس بن سلمة ل: حدثني أبي قال: خرجنا مع أبي نير - وأمره علينا رسول الله ﷺ - زونا فزاره، فسننا العارة، ثم نظرت عني من الناس فيه الذرية والنساء، ميت بسهم فوق بينهم وبين الجبل أموا فحيت بهم إلى أبي بكر فيهم راة من فزاره وعليها قشع من آدم، نها بنت لها من أحسن العرب، فقلني و بكر بنتها فقدمت المدينة، فلقيني رسول الله ﷺ فقال لي: «ياسلمة! هب المرأة»، فقلت: والله! لقد أعجبني ما كشفت لها ثوبا، فسكت حتى إذا أن العدي لقيني رسول الله ﷺ في سوق، فقال لي: «ياسلمة! هب لي امرأة الله أبوك»، فقلت: يا رسول الله! الله! ما كشفت لها ثوبا وهي لك، عت بها إلى أهل مكة وفي أيديهم برى، فقدأهم بئلك المرأة.

فوائد ومسائل: ① مجاہدین کو اضافی انعامات (نفل غنیمت) ختم نکالنے سے پہلے دیے جاتے ہیں۔ ② قیدی اگر بڑی عمر کے ہوں تو قرہبی رشتہ داروں میں بھی تفریق کی جاسکتی ہے۔ ③ رسول اللہ (ﷺ) کسی مسلمان کا مال اس کی ولی رضامندی کے بغیر لینا پسند نہ کرتے تھے۔ ④ لوٹ پلوں سے مباشرت جائز ہے خواہ مشرک ہی ہوں مگر استبراء (ایک حیض آنے) کے بعد۔ ⑤ جس طرح بھی بن پڑے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسأ

باب: ۱۲۵- کفار کسی مسلمان کا مال لے اڑیں پھر اس کا مالک مال غنیمت میں اپنا مال پالے

(المعجم ۱۲۵) - بَابُ: فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يَذَرُكُهُ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ (التحفة ۱۳۵)

۲۶۹۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک غلام بھاگ کر دشمنوں کے پاس چلا گیا۔ پھر مسلمان ان لوگوں پر غالب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ غلام ابن عمر کو واپس کر دیا اور (بطور غنیمت) تقسیم نہیں فرمایا۔ ابو داؤد و ترمذی فرماتے ہیں: (یحییٰ بن ابی زائدہ کے علاوہ کسی دوسرے نے کہا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے واپس کیا تھا۔

۲۶۹۸- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ سُهَيْلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْنَى ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ غُلَامًا لَابْنِ عُمَرَ أَتَى إِلَى الْعَدُوِّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، فَرَدَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يُقَسِّمْ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ غَيْرُهُ رَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ.

فائدہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگلی روایت صحیح ہے جس میں ہے کہ یہ واقعہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد پیش آیا ہے اور حضرت خالد بن ولید نے وہ غلام یا گھوڑا واپس کیا تھا۔



۲۶۹۹- (محمد بن سلیمان الانباری کی سند سے مروی ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا ایک گھوڑا بھاگ گیا تو دشمن نے اسے پکڑ لیا۔ پھر مسلمان اس پر غالب آ گئے تو وہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کو واپس دے دیا گیا۔ (ایک اور موقع پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ گیا اور رومی کے علاقے میں چلا گیا۔ مسلمان ان پر غالب آئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ ان کو واپس کر دیا۔ اور نبی ﷺ کے بعد کا واقعہ ہے۔

۲۶۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَبْقَى عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِأَرْضِ الرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۶۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۳/ ۲۶۴ من حديث ابن أبي زائدة به، و ه شاذ، انظر الحديث الآتي

۲۶۹۹- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب ما أحرز العدو ثم ظهر عليه المسلمون، ح: ۴۷، من حديث ابن نمير به، وعلقه البخاري، ح: ۳۰۶۷.

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

(المعجم ۱۲۶) - بَابُ: فِي عِبْدِ
الْمُشْرِكِينَ يُلْحِقُونَ بِالْمُسْلِمِينَ فَيُسْلِمُونَ
(التحفة ۱۳۶)

باب: ۱۲۶- مشرکوں کے غلام اگر مسلمانوں سے
آ ملیں اور اسلام قبول کر لیں

۲۷۰۰- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز صلح سے پہلے کچھ غلام بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تو ان کے مالکوں نے آپ کو لکھا: اے محمد! (ﷺ) قسم اللہ کی! یہ لوگ تمہارے دین کے شوق میں تمہارے پاس نہیں آئے ہیں بلکہ غلامی سے بھاگ کر آئے ہیں۔ صحابہ میں سے کچھ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہوں نے سچ کہا ہے آپ انہیں ان کو واپس لوٹا دیں تو رسول اللہ ﷺ غصے ہوئے اور فرمایا: ”اے قریشیو! میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک کہ اللہ تم پر کسی ایسے کو نہ بھیج دے جو تمہاری اس (بٹ دھری) پر تمہاری گردنیں مار دے۔“ اور آپ نے ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ”یہ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔“

۲۷۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى لَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ بَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ قُيَيْبِ بْنِ جِرَاشٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: «خَرَجَ عَبْدَانُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ يَوْمِ الْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ الصُّلْحِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ وَآلِيهِمْ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! وَاللَّهِ! مَا مَرَجُوا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِي دِينِكَ، وَإِنَّمَا مَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرُّقِّ، فَقَالَ نَاسٌ: لَمَذُوقُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! رُدُّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «مَا أَرَأَيْكُمْ تَنْتَهُونَ امْعَشَرَ قُرَيْشٍ! حَتَّى يَنْبَعَثَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ قَرِيبٌ رِقَابَكُمْ عَلَى هَذَا» وَأَبَى أَنْ يَرُدَّهُمْ قَالَ: «هُمْ عَتَقَاءُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

فائدہ: جب ایک آدمی دارالکفر سے نکل بھاگا تو اپنے طور پر آزاد ہو گیا۔ پھر اسلام قبول کر لیا تو اب وہ آزاد ہے۔ اس کا اسلام بھی قبول ہے۔ اسے کفار کے پاس واپس بھیجے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(المعجم ۱۲۷) - بَابُ: فِي إِيَاخَةِ
الطَّعَامِ بِأَرْضِ الْعَمَلُو (التحفة ۱۳۷)

باب: ۱۲۷- دشمن کے علاقے سے ملنے والی
کھانے پینے کی اشیاء کے استعمال کا جواز

۲۷۰۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱۲۵/۲ من حديث عبد العزيز بن يحيى به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه الترمذي، ح: ۳۷۱۵ من حديث شريك القاضي عن منصور به، وقال: "حسن صحيح" • محمد بن إسحاق وشريك القاضي مدلسان وعنعنا.

۲۷۰۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک لشکر کو غلہ اور شہد بطور غنیمت ملا تو اس میں سے خمس نہیں لیا گیا تھا۔

۲۷۰۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ جَيْشًا غَنِمُوا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا وَعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمْ الْخُمْسُ.

۲۷۰۲- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے روز چربی سے بھرا ایک تھیلا اوپر سے لڑھکا گیا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے جھپٹ لیا پھر میں نے کہا: آج میں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے گردن موڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میری جانب (دیکھ کر) مکرار ہے تھے۔

۲۷۰۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَالْقَعْبِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ: ذُلِّي جِرَابٌ مِنْ شَحْمِ يَوْمِ خَيْبَرٍ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَالْتَزَمْتُهُ قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: لَا أُعْطِي مِنْ هَذَا أَحَدًا الْيَوْمَ شَيْئًا قَالَ: فَالْتَفَتَ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ إِلَيَّ.



🌞 فوائد و مسائل: ① فقہائے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مطعومات (کھانے پینے والی چیزوں) میں سے خمس نہیں نکالا جاتا۔ اور مجاہد بن کعب حاجت کھانی لینے کی رخصت ہے۔ البتہ بہت زیادہ مقدار میں حاصل ہونے والا غلہ بعد از استعمال بطور غنیمت تقسیم ہوگا۔ ② خمس کا مسئلہ آگے باب: ۱۵۸ میں آ رہا ہے۔ ③ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور ان کی چربی بھی۔

(المعجم ۱۲۸) - بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنِ النَّهْيِ إِذَا كَانَ فِي الطَّعَامِ قَلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ۱۳۸)

باب: ۱۲۸- دشمن کے علاقے میں طعام کی کمی ہو تو لوٹ کی ممانعت

۲۷۰۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: ۲۷۰۳- ابولیبید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت

۲۷۰۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۶۹/۱۲، ۳۷۰، ح: ۱۳۳۷۷، والبيهقي: ۵۹/۹ من حديث إبراهيم بن حمزة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۷۰، ورواه البخاري، ح: ۳۱۵۴ من حديث نافع به.

۲۷۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب جواز الأكل من طعام الغنمة في دار الحرب، ح: ۱۷۷۲ من حديث سليمان بن المغيرة، والبخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح: ۳۱۵۳ من حديث حميد بن هلال به.

۲۷۰۳- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۵/۶۲، ۶۳ من حديث جرير بن حازم به، وللحديث شواهد.

وَأَصَابُوا غَنَمًا فَانْتَهَبُوهَا، فَإِنْ قُدِّرْنَا
لِنُغْلِي إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي عَلَى
قَوْسِهِ فَأَكْفَأَ قُدِّرْنَا بِقَوْسِهِ ثُمَّ جَعَلَ يَرْمِلُ
اللَّحْمَ بِالتُّرَابِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ
بِأَحَلِّ مِنَ الْمَيْتَةِ» أَوْ «إِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ
بِأَحَلِّ مِنَ النُّهْبَةِ» الشُّكُّ مِنْ هَذَا.

192

(المعجم ١٣٠) - بَابُ: فِي بَيْعِ الطَّعَامِ
إِذَا فَضَّلَ عَنِ النَّاسِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ
(التحفة ١٤٠)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۷۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى :
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ
 قُزَمَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الْعَزِيزِ - شَيْخُ مَنْ
 هَلِ الْأَرْدُنُّ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ قَالَ : رَابَطْنَا مَدِينَةَ
 تَشْرِينَ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَّمْطِ، فَلَمَّا
 تَحَا أَصَابَ فِيهَا غَمًّا وَبَقَرًا، فَقَسَمَ فِينَا
 طَائِفَةً مِنْهَا وَجَعَلَ بِقِيَّتِهَا فِي الْمَغْنَمِ،
 لَلْقَيْتَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ
 لِعَاذٍ : غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ
 نَاصِبًا فِيهَا غَمًّا، فَقَسَمَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ
 طَائِفَةً وَجَعَلَ بِقِيَّتِهَا فِي الْمَغْنَمِ.

۲۷۰۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ
 وَهَيْثَمُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، - قَالَ أَبُو
 طَوْدٍ : وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتَقَنَّ - قَالَا : حَدَّثَنَا
 لُحَيْمُ بْنُ الْمُعَاوِيَةِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ
 أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ

۲۷۰۷- حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے
 کہ ہم نے حضرت شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ کی معیت میں
 قسرسین شہر کا محاصرہ کیا۔ جب انہوں نے اس کو فتح کر لیا
 تو وہاں سے انہیں بکریاں اور گائیں ملیں۔ انہوں نے
 ان میں سے ایک حصہ ہم میں تقسیم کر دیا اور باقی کو غنیمت
 میں جمع کر لیا۔ پھر میں (عبدالرحمن بن غنم) حضرت معاذ
 بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہ سب ان کو بتایا، تو انہوں نے
 کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں
 شرکت کی پس ہمیں بکریاں ملیں، تو رسول اللہ ﷺ نے
 کچھ کو ہم میں تقسیم کر دیا (کھانے کے لیے) اور باقی کو
 مال غنیمت میں شامل کر لیا۔

فائدہ: مطعومات میں سے جو استعمال ہو جائے اسے استعمال کر لیا جائے اور بقیہ کو بطور غنیمت جمع رکھا جائے تاکہ
 بعد میں خمس (پانچواں حصہ) نکال کر حصوں کے مطابق تقسیم کیا جاسکے اسے فروخت نہ کیا جائے۔ ہاں ہر شخص اپنا
 حصہ وصول کر لینے کے بعد اس میں جو تصرف کرے اس کا حق ہے۔

(المعجم ۱۳۱) - بَابُ فِي الرَّجُلِ
 يَتَّبِعُ مِنَ الْغَنِيمَةِ بَشِيْرًا (التحفة ۱۴۱)

باب: ۱۳۱- (دوران جہاد) مشترکہ غنیمت میں
 سے استعمال کی چیزیں استعمال کرنا

۲۷۰۸- حضرت ربيع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے
 بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا اللہ پر اور
 قیامت پر ایمان ہے اسے روانہ نہیں کہ مسلمانوں کی
 غنیمت میں سے کسی جانور پر سواری کرتا رہے حتیٰ کہ جب
 اسے لاغر کر ڈالے تو اسے غنیمت میں واپس کر دے۔ اور

۲۷۰۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ
 وَهَيْثَمُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، - قَالَ أَبُو
 طَوْدٍ : وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتَقَنَّ - قَالَا : حَدَّثَنَا
 لُحَيْمُ بْنُ الْمُعَاوِيَةِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ
 أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ

۲۷۰۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶۰/۹ من حديث أبي داود به.
 ۲۷۰۸- تخریج: [حسن] تقدم طرفه، ح: ۲۱۵۸، ۲۱۵۹ وأخرجه أحمد: ۱۰۸/۴، والدارمي،
 ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۷۲۲.

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں کابل میں تھے۔ لوگوں کو غنیمت ملی تو ہر ایک نے اسے لوٹ لیا۔ پس انہوں نے خطبہ دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے لوٹ سے منع کیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیا۔ پھر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اسے ان میں تقسیم کر دیا۔

بَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ كَيْسٍ، عَنْ أَبِي لَيْبِيدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ بَدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ بِكَابُلٍ فَأَصَابَ نَاسٌ غَنِيمَةً فَأَنْتَهَبُوهَا، فَقَامَ خَطِيبًا نَالٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ تَهْبِي، فَرَدُّوا مَا أَخَذُوا فَقَسَمَهُ بَيْنَهُمْ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مقررہ حقوق والی چیزوں میں بقدر حق لینا اور عام جائز چیزوں میں ایک دوسرے کا لحاظ کرنے اور ہمدردی کرتے کا حکم دیا ہے جبکہ لوٹ اور چھیننا جھپٹ میں استحقاق کی بجائے زور بازو سے کام لیا جاتا ہے اور کسی کو زیادہ اور کسی کو کم ملتا ہے اور کئی محروم رہ جاتے ہیں، اس لیے یہ طرز عمل جائز نہیں۔

191

۲۷۰۴- محمد بن ابی جہالد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کھانے پینے کی اشیاء میں سے شے نکالا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہمیں خبر کے روز غلام تو ضرورت مند آتا اور جس قدر اسے ضرورت ہوتی لے کر چلا جاتا۔

۲۷۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: بَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قُلْتُ: هَلْ تَمَّ تَحْمُسُونَ يَعْنِي الطَّعَامَ، فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَصَبْنَا طَعَامًا يَوْمَ بَيْر فَكَانَ الرَّجُلُ يَجِيءُ فَيَأْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارَ يَكْفِيهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ.

۲۷۰۵- ایک انصاری صحابی نے کہا: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں کو انتہائی احتیاج اور بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں بکریاں مل گئیں جو انہوں نے لوٹ لیں (اور تقسیم نہ کیں) ہمارے دنگے ابل رہے تھے۔ (گوشت پک رہا

۲۷۰۵- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: بَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ يَعْنِي ابْنَ نَبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَجَهْدٌ

۲۷۰۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۳۵۴ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وصححه ابن خزيمة، ۱۰۷۲، والحاكم على شرط البخاري: ۲/۱۲۶، ووافقه الذهبي.

۲۷۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۹/۶۱ من حديث أبي داود به.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

جس کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے اسے جائز نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کپڑا پہنے اور جب اسے بوسیدہ کر دے تو وہ اسے اس میں واپس کر دے۔“

مَوْلَى تُجِيبُ، عَنْ حَنْشِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَرْكَبُ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسُ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ».

☀ فائدہ: بلا ضرورت شرعی مشرکہ غنیمت میں سے کچھ لینا ناجائز ہے۔ ہاں! اگر جہادی ضرورت کے پیش نظر اشد ضرورت ہو تو لے سکتا ہے۔ امیر سے اجازت لے اور اس کی مکاحقہ حفاظت کرے اور ضرورت پوری ہونے پر بروقت واپس کر دے ضائع کر کے واپس دینا جرم ہے۔ اور ملی امانتوں کا یہی حکم ہے۔

باب: ۱۳۲- دورانِ معرکہ غیر تقسیم شدہ غنیمت کے اسلحہ سے قتال کرنا جائز ہے

(المعجم ۱۳۲) - بَابُ: فِي الرُّخَصَةِ فِي السَّلَاحِ يُقَاتَلُ بِهِ فِي الْمَعْرَكَةِ (التحفة ۱۴۲)

۲۷۰۹- حضرت ابو عبیدہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ (غزوہ بدر میں) میں ابو جہل کے پاس سے گزرا۔ وہ گرا پڑا اور اس کی ٹانگ پر ضرب لگی تھی۔ میں نے اس سے کہہ اے اللہ کے دشمن! اے ابو جہل! (بالآخر) اللہ (تجھ) کیلئے کو ذلیل کر ہی دیا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت اس سے کوئی خوف نہ تھا۔ تو اس نے کہا: تعجب (اور حسرت) ہے اس آدمی پر کہ اس کی اپنی ہی قوم نے اسے قتل کر دیا تو میں نے اس کو اپنی تلوار سے

۲۷۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّعِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَرْتُ فَإِذَا أَبُو جَهْلٍ صَرِيحٌ قَدْ ضَرَبَتْ رِجْلُهُ فَقُلْتُ: يَا عَدُوَّ اللَّهِ! يَا أَبَا جَهْلٍ! قَدْ أَخْزَى اللَّهُ الْآخِرَ - قَالَ: وَلَا أَهَابُهُ عِنْدَ ذَلِكَ - فَقَالَ: أَبْعُدْ

۲۷۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۳/۱، والنسائي في الكبرى، ح: ۸۶۷۰ من حديث السبيح به، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۳۹۶۱-۳۹۶۳، ومسلم، ح: ۱۸۰۰ والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۰۴ وغيرهم * أبو إسحاق السبيعي عن عن وحديث البخاري يغني عنه.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جہاد کے مسائل

☀️ فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کافر ہی کی تلوار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے قتل کیا اور یہ استفادہ تقسیم سے پہلے کیا گیا جو بالکل بجا تھا۔ قتل ابو جہل کا مختصر بیان پیچھے حدیث ۲۶۸۰ میں دیکھیں۔

(المعجم ١٣٣) - بَابُ: فِي تَعْظِيمِ

الْغُلُولُ (التحفة ١٤٣)

٢٧١٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ وَبِشْرَ بْنَ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» تَغْيَرَتْ وَجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ، فَقَالَ: «إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»، فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا [فِيهِ] خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ لَا يَسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

٢٧١١- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

٢٧١١-تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب: هل يدخل في الإيمان والنذور الأرض والغنم والزرع والأمتعة؟، ح: ٦٧٠٧، ومسلم، الإيمان، باب غلظ تحريم الغلول وأنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، ح: ١١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٤٥٩/٢.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو ہمیں سونے چاندی کی بجائے عام کپڑے اور دیگر مال و متاع غنیمت میں حاصل ہوا۔ پھر آپ ﷺ وادی القریٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کو ایک غلام ہدیہ کیا گیا تھا جس کا نام مدغم تھا۔ جب ہم وادی القریٰ پہنچے اور مدغم رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے پالان اتار رہا تھا کہ اسے ایک تیراں لگا جس سے وہ قتل ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو (کہ اسے دوران جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے ہوئے موت آئی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں“ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ چادر جو اس نے خیبر کے روز تقسیم سے پہلے غنیمت میں سے اٹھائی تھی وہ اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔“ لوگوں نے جب یہ سنا تو کوئی ایک تسمہ لے آیا تو کوئی دو تسمے اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک تسمہ آگ کا تھا۔“ یا فرمایا ”دو تسمے آگ کے تھے۔“

عن ثور بن زید الدیلی، عن أبي الغيث - مولى ابن مطيع -، عن أبي هريرة أنه قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَعْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وِرْقًا إِلَّا الثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ وَالْأَمْوَالَ. قال: فَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَحْوَ وَادِي الْقُرَى - وَقَدْ أَهْدَيْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَبْدُ أَسْوَدُ يَقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ - حَتَّى إِذَا كَانُوا بِوَادِي الْقُرَى، فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحْطُ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هِنَيْتَا لَهُ الْجَنَّةَ، فقال رسول الله ﷺ: «كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَعَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَسْتَعِلَّ عَلَيْهِ نَارًا»، فَلَمَّا سَمِعُوا ذَلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ»، أَوْ قال: «شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ».



فائدہ: ملی امانتوں کا معاملہ انتہائی سخت ہے بلا اجازت امیر یا بلا استحقاق کوئی معمولی چیز بھی اٹھالینا بہت بڑے عتاب کا باعث ہے۔

(المعجم ۱۳۴) - بَابُ فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَنْزِعُهُ الْإِمَامُ وَلَا يُحْرِقُ رَحْلَهُ (التحفة ۱۴۴)

۲۷۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ ۲۷۱۳- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

۲۷۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۱۰۲/۹ من حديث محبوب بن موسى، وأحمد: ۲۱۳/۲ من حديث عبد الله بن شوفب به.

مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَوْذَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي
عَامِرُ بْنُ يَعْنَى ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ ابْنِ
بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَصَابَ غَنِيمَةً أَمَرَ
بِلَالًا، فَنَادَى فِي النَّاسِ، فَيَجِئُونَ
بِعَنَائِهِمْ فَيَحْمِسُهُ وَيُقْسِمُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ
بَعْدَ ذَلِكَ بِرِمَامٍ مِنْ شَعْرِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ! هَذَا فِيمَا كُنَّا أَصْبَنَاهُ مِنَ الْغَنِيمَةِ
فَقَالَ: «أَسَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي؟» ثَلَاثًا
قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَجِيءَ
بِهِ؟» فَأَعْتَدَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «كُنْتُ أَنْتَ تَجِيءُ بِهِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ أَقْبَلَهُ عَنْكَ».

رسول اللہ ﷺ کو جب غنیمت حاصل ہوتی تو بلال کو حکم
دیتے اور وہ اعلان کرتے اور لوگ اپنی اپنی غنیمتیں لے
آتے۔ پھر آپ اس میں سے خمس (پانچواں حصہ)
نکالتے اور پھر تقسیم کر دیتے۔ ایک بار ایک آدمی اس
اعلان اور تقسیم کے بعد بالوں سے بنی ہوئی ایک لگام
لے آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میں غنیمت
میں ملی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو نے بلال کو
منادی کرتے سنا تھا؟“ آپ نے تین بار پوچھا۔ تو اس
نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: ”تو (اس وقت) تجھے یہ لے
آنے سے کیا رکاوٹ تھی؟“ اس نے عذر معذرت کی مگر
آپ نے فرمایا: ”اب اسے اپنے پاس رکھو قیامت کے
دن لے آنا میں اسے تجھ سے ہرگز قبول نہیں کرتا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عام معاملات میں نبی ﷺ انتہائی نرم اور رقیق القلب تھے مگر حدود اللہ اور حقوق العباد کے
معاملے میں انتہائی سخت تھے۔ ② دنیا کی سزا جتنی بھی ہو آخرت کے عذاب کے مقابلے میں تھوڑی ہلکی اور ختم
ہونے والی ہوتی ہے۔ اور آخرت کا عذاب ناقابل بیان حد تک سخت ہے۔ ③ نبی ﷺ کا قبول کرنے سے انکار
کرنے سے مقصد اس جرم کی شاعت و قباحت کو واضح کرنا تھا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس کی توجہ غیر مقبول تھی یا
اس مال کو اس کے مستحقین میں پہنچانا ناممکن تھا۔ اور بعض نے اس کی توجہ اس طرح کی ہے کہ اس مال غنیمت میں تمام
مجاہدین کا حصہ تھا اور وہ سب متفرق ہو چکے تھے اس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ پہنچانا ناممکن تھا۔ اس لیے اس حصے کو
اس کے پاس ہی رہنے دیا گیا تاکہ اس کا وبال اسی پر پڑے اور وہی اس کی سزا بھگتے۔ اس میں بھی گویا عید شدید کا پہلو
ہے۔ (عون)

(المعجم ۱۳۵) - بَابُ: فِي عُقُوبَةِ

الْغَالِ (التحفة ۱۴۵)

۲۷۱۳- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ

۲۷۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في الغال ما يصنع به، ح: ۱۴۶۱ من ۴۹

مسلمہ بن عبد الملک کی معیت میں رومی علاقے میں گیا تو ایک آدمی لایا گیا جس نے غنیمت میں خیانت کی تھی۔ انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے آپ نے فرمایا: ”جب تم کسی کو پاؤ کہ اس نے غنیمت میں خیانت کی ہو تو اس کا مال و اسباب جلا ڈالو اور اسے مارو۔“ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اس کے سامان میں قرآن مجید کا ایک نسخہ پایا۔ مسلمہ نے اس کے بارے میں جناب سالم سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: اسے فروخت کر دو اور اس کی قیمت صدقہ کر دو۔

مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ - قَالَ الثَّقَلِيُّ: الْأَنْدَرَاوَرْدِيُّ - عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ زَائِدَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَالِحٌ هَذَا أَبُو وَقِيدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ مَسْلَمَةَ أَرْضَ الرُّومِ فَأَتَيْتُ بِرَجُلٍ قَدْ غَلَّ فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَجَدْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فَأَحْرِقُوا مَتَاعَهُ وَاضْرِبُوهُ». قَالَ: فَوَجَدْنَا فِي مَتَاعِهِ مُضْحَقًا، فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ؟ فَقَالَ: بَعُهُ وَتَصَدَّقْ بِشَمْنِهِ.

۲۷۱۳- صالح بن محمد کہتے ہیں کہ ہم نے ولید بن ہشام کی معیت میں جہاد کیا اور ہمارے ساتھ جناب سالم بن عبد اللہ بن عمر اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ایک شخص نے غنیمت میں کچھ خیانت کر لی۔ پس ولید نے اس کے اسباب کے متعلق حکم دیا تو اسے جلا دیا گیا، پھر اسے لشکر میں گھمایا گیا اور غنیمت کے حصے سے بھی اسے محروم کر دیا۔

۲۷۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ مُوسَى الْأَنْطَاكِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: عَزَوْنَا مَعَ الْوَلِيدِ بْنِ هِشَامٍ وَمَعَنَا سَالِمٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَعَلَّ رَجُلٌ [مِنَّا] مَتَاعًا فَأَمَرَ الْوَلِيدُ بِمَتَاعِهِ فَأَحْرَقَ وَطِيفَ بِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ سَهْمُهُ.

امام ابو داود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ (موقوف) روایت پہلی کی نسبت زیادہ صحیح ہے۔ کئی ایک نے روایت کیا ہے کہ ولید بن ہشام نے زیاد بن سعد کا اسباب جلا دیا تھا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ الْحَدِيثَيْنِ رَوَاهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ هِشَامٍ أَحْرَقَ رَحْلَ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَ قَدْ غَلَّ وَضْرَبَهُ.

۴۴ حدیث عبد العزیز الدراوردی بہ، وقال: "غريب"، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۷۲۹ * صالح بن محمد ضعيف، والحديث ضعفه البيهقي: ۱۰۳/۹ وغیره.

۲۷۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۰۳/۹ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جہاد کے مسائل

کیونکہ اس نے غنیمت میں خیانت کی تھی اور اسے مارا بھی تھا۔

۲۷۱۵- عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غنیمت میں خیانت کرنے والے کا مال جلایا اور اسے مارا پیٹا۔

۲۷۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ حَرَقُوا مَتَاعَ الْغَنَاءِ وَضَرَبُوهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: علی بن بحر نے بواسطہ ولید مزید کہا ہے: انہوں نے اسے اس کے غنیمت کے حصے سے محروم رکھا مگر میں (ابو داود) نے اس سے یہ نہیں سنا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ عَنْ الْوَلِيدِ - وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ - وَمَنْعُوهُ سَهْمَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اور ہمیں یہ روایت ولید بن عتبہ اور عبد الوہاب بن نجدہ نے بسند ولید زہیر بن محمد عمرو بن شعیب کا اپنا قول بتایا۔ اور عبد الوہاب بن نجدہ حوطی نے غنیمت کا حصہ نہ دینے کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا بِهِ الْوَلِيدُ بْنُ عَتَبَةَ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوَاطِي: مَنْعَ سَهْمِهِ.

فائدہ: اس باب میں کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ جناب سالم بن عبد اللہ بن عمر کا قول بھی سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے یہ معاملہ امیر المجاہدین کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ غنیمت میں خیانت کرنے والے کو جسانی سزا دے یا اس کو اس کے مال سے محروم کر دے یا کوئی اور سزا تجویز کرے، لیکن سامان جلانے سے گریز کرے کیونکہ اس کی بابت مرفوع اور موقوف کوئی بھی روایت صحیح نہیں۔

باب:- (مال غنیمت کے) خائن کی خیانت پر پردہ ڈالنا ممنوع ہے

(المعجم . . .) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ السَّرِّ عَلَى مَنْ عَلَّ (التحفة ۱۴۶)

۲۷۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۲/۹ من حديث الوليد بن مسلم به * زهير بن محمد صدوق، روى عنه أهل الشام مناكير، والوليد بن مسلم شامي.

۲۷۱۶- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے (خطبے میں بیان کیا) اما بعد! اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جس نے غنیمت میں کسی خائن کی خیانت پر پردہ ڈالا تو وہ بھی اسی خائن کی طرح ہے۔“

۲۷۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ شُمَيْانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنُ سَعْدٍ بِنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ ابْنِ سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَتَمَ غَالًا فَإِنَّهُ مِثْلُهُ».

🌞 فائدہ: یہ حدیث گوزیف ہے، لیکن معنا صحیح ہے۔ یعنی یہ بات جو اس میں کہی گئی ہے وہ دوسرے دلائل کی زو سے صحیح ہے۔

باب: ۱۳۶- کافر مقتول کا مال اس کے قاتل کو دیا جائے

(المعجم ۱۳۶) - بَابُ: فِي السَّلْبِ يُعْطَى الْقَاتِلُ (التحفة ۱۴۷)

۲۷۱۷- حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم کفار کے مقابلے میں آئے تو مسلمانوں میں بہت گڑبڑ مچی۔ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر چڑھائی کر رہا تھا۔ میں گھوم کر اس کے پیچھے سے آیا اور اس کی گردن کے پاس تلوار ماری تو وہ میری طرف آیا اور مجھے (پکڑ کر) اس قدر بھینچا کہ میں نے اس سے موت کی بو پائی۔ پھر اسے موت آگئی اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ (کہ بھاگ

۲۷۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي عَامِ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قَالَ: فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ: فَاسْتَدْرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً

۲۷۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۷۵ لعلته.

۲۷۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، البيهقي، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ح: ۲۱۰۰ عن القعنبي، ومسلم، الجهاد والسير، باب استحقات القاتل سلب القاتل، ح: ۱۷۵۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۴۵۴، ۴۵۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھڑے ہوئے ہیں) انہوں نے کہا: بس یہ اللہ کا کرنا ہے۔ پھر لوگ لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور فرمایا: ”جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کا گواہ بھی ہو تو اس مقتول کا اسباب اسی کا ہے۔“ (ابوقادہ) کہتے ہیں: میں کھڑا ہوا اور کہا: کوئی ہے جو میری گواہی دے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسری بار یہی بات فرمائی کہ ”جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کا گواہ بھی ہو تو اس کا اسباب اسی کا ہے۔“ کہتے ہیں کہ میں پھر اٹھا اور کہا: میرے متعلق گواہی کون دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ آپ نے تیسری بار فرمایا ”تو میں کھڑا ہوا“ پس رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”ابوقادہ! کیا بات ہے؟“ میں نے اپنا قصہ بیان کیا۔ تو جماعت میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سچ کہتا ہے اور اس مقتول کا اسباب میرے پاس ہے۔ آپ اسے اس کے بارے میں راضی فرما دیجیے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! (یہ نہیں ہو سکتا) کہ وہ (کافر) اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کا قصد کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑ رہا ہو اور آپ اس کا سلب (اسباب) تجھے دے دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(ابو بکر) (نے) سچ کہا۔ وہ اسباب اسے دے دو۔“ ابوقادہ بیان کرتے ہیں: چنانچہ وہ اس نے مجھے دے دیا۔ پھر میں نے زرہ نیچی تو اس سے بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا۔ اور وہ میری پہلی جائیداد تھی جو میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کی۔

وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللَّهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ»، قَالَ: فَقُمْتُ: ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ [ذَلِكَ] الثَّانِيَّةُ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ». قَالَ: فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ الثَّلَاثَةُ، فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ!» فَأَقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَسَلَبَ ذَلِكَ الْقَتِيلَ عِنْدِي، فَأَرْضِيهِ مِنْهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: لَا هَا اللَّهُ إِذَا، يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنْ اللَّهِ وَعَنْ رَسُولِهِ، فَيُعْطِيكَ سَلْبَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَدَقَ فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ»، فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: فَأَعْطَانِيهِ فَبِعْتُ الدَّرْعَ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأْتَلَتْهُ فِي الْإِسْلَامِ.

🌞 فائدہ: جو مال مقتول کے پاس ہو اس کا قاتل ہی اس کا حقدار سمجھا جاتا ہے۔ اور اسے اصطلاحاً ”سلب“ کہتے ہیں۔ یعنی لباس، سواری اور اسلحہ۔ پیچھے اس کے ٹھکانے پر جو کچھ ہو وہ اس میں شامل اور شمار نہیں ہوتا۔ اس کی نقدی اور زیورات جو مخفی ہوتے ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ (نیل الاوطار: ۳۰۵/۷)

۲۷۱۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ يَغْنِي يَوْمَ حُنَيْنٍ: «مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلْبُهُ». فَقَتَلَ أَبُو طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ عَشْرِينَ رَجُلًا وَأَخَذَ أَسْلَابَهُمْ، وَلَقِيَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ وَمَعَهَا خَنْجَرٌ، فَقَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! مَا هَذَا مَعَكَ؟ قَالَتْ: أَرَدْتُ وَاللَّهِ! إِنْ دَنَا مِنِّي بَعْضُهُمْ أَبْعَجَ بِهِ بَطْنُهُ فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ أَبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۲۷۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین والے دن فرمایا تھا: ”جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو تو اس کا سلب (اسباب) اسی قاتل کا ہے۔“ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی دن بیس آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا سلب بھی حاصل کیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (اپنی بیوی) ام سلیم سے ملے جبکہ ان (ام سلیم) کے پاس ایک خنجر تھا، تو پوچھا: اے ام سلیم! یہ تیرے پاس کیا ہے؟ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میرا ارادہ یہ ہے کہ ان کافروں میں سے کوئی میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ چیر دوں گی۔ پھر ابو طلحہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بھی بتائی۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔



امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اور اس حدیث کے بیان سے ہمارا مقصد خنجر کے متعلق بتانا ہے (کہ بطور اسلحہ اس کا استعمال جائز ہے) کہ ان دنوں عجمی لوگ ہی اسے استعمال کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَرَدْنَا بِهَذَا الْخَنْجَرِ، فَكَانَ سِلَاحَ الْعَجَمِ يَوْمَئِذٍ الْخَنْجَرُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① غزوہ حنین میں ابتدائی طور پر مسلمانوں کو کچھ ہزیمت ہوئی تھی مگر بعد میں انہوں نے اپنی قوت جمع کر لی اور اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی۔ سورہ توبہ میں اس کا ذکر موجود ہے: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَ ضَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ﴾ (التوبہ: ۲۵) ”بلاشبہ اللہ عزوجل بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور (یاد کرو) حنین کے روز کو جب تم اپنی کثرت پر نازاں ہوئے مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر

۲۷۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، ح: ۱۸۰۹ من حديث حماد بن سلمة به مختصراً.

۱۰- کتاب الجہاد -- جہاد کے مسائل

تک ہوگئی تھی اور تم بیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔“ ① مقتول کے پاس جو ذاتی استعمال کا مال ہو وہ اس کے قاتل مجاہد کا حق ہوتا ہے خواہ کسی قدر ہو نیز اس میں سے خُس بھی نہیں لیا جاتا۔ ③ ہر دور میں رائج الوقت اسلحہ استعمال کرنا چاہیے۔ ⑤ مسلمان عورتوں کو بھی دفاع کے لیے تیار رہنا چاہیے تاکہ حسب ضرورت وہ اپنا دفاع کر سکیں۔

(المعجم ۱۳۷) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ يَمْنَعُ الْقَاتِلَ السَّلْبَ إِنْ رَأَى وَالْفَرْسُ وَالسَّلَاحُ مِنَ السَّلْبِ (التحفة ۱۴۸)

باب: ۱۳۷- امام اگر مناسب سمجھے تو قاتل کو مقتول کے کچھ (سلب) سے محروم کر سکتا ہے۔ اور یہ بیان کہ گھوڑا اور اسلحہ ”سلب“ میں شمار ہوگا

۲۷۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي غَزْوَةِ مُؤَتَةَ وَرَافَقَنِي مَدَدِيُّ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُ سَيْفِهِ، فَتَحَرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ جُزُورًا فَسَأَلَهُ الْمَدَدِيُّ طَائِفَةً مِنْ جَلَدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَاتَّخَذَهُ كَهَيْئَةِ الدَّرَقِ وَمَضَيْنَا فَلَقِينَا جُمُوعَ الرُّومِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ لَهُ أَشْقَرٌ عَلَيْهِ سَرَجٌ مَذْهَبٌ وَسِلَاحٌ مَذْهَبٌ فَجَعَلَ الرُّومِيُّ يَقْرِي بِالْمُسْلِمِينَ فَقَعَدَ لَهُ الْمَدَدِيُّ خَلْفَ صَخْرَةٍ فَمَرَّ بِهِ الرُّومِيُّ فَعَرَقَ فَرَسَهُ فَخَرَّ وَعَلَاهُ فَقَتَلَهُ وَحَارَ فَرَسَهُ وَسِلَاحَهُ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُسْلِمِينَ بَعَثَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَخَذَ

۲۷۱۹- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوہ مؤتہ میں روانہ ہوا۔ اہل یمن سے جو کمک ہمیں ملی ان میں سے ایک شخص میرے ساتھ ہولیا اس کے پاس سوائے ایک تلوار کے اور کچھ نہ تھا۔ مسلمانوں کے ایک آدمی نے اونٹ ذبح کیا تو اس آدمی نے ذبح کرنے والے سے کھال کا ایک حصہ مانگا جو اس نے اس کو دے دیا۔ پس اس نے اس کو ڈھال کی طرح بنالیا اور پھر ہم چلتے رہے۔ ہمیں رومی جماعتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ان میں ایک آدمی اپنے سرخ گھوڑے پر سوار تھا جس کی زین اور ہتھیار سنہری تھے۔ وہ رومی مسلمانوں پر بڑے سخت حملے کر رہا تھا۔ تو یمن کی کمک والا یہ آدمی ایک چٹان کی اوٹ میں اس رومی کی تاک میں بیٹھ گیا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس یمنی نے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں تو وہ (رومی) گر پڑا اور یہ (یمنی) خود اس آدمی پر چڑھ بیٹھا اور اسے قتل کر دیا اور اس کا گھوڑا اور اسلحہ لے لیا۔ جب اللہ عزوجل نے

۲۷۱۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجہاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ۱۷۵۳ من حديث الوليد ابن مسلم به، وهو في مسند أحمد: ۲۷/۶، ۲۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

مَنْ السَّلْبِ. قَالَ عَوْفٌ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا خَالِدُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالسَّلْبِ لِلْقَاتِلِ؟ قَالَ: بَلَى وَلَكِنِّي اسْتَكْثَرْتُهُ. قُلْتُ: لَتَرُدَّنَّهُ إِلَيْهِ أَوْ لَا عَرَفْنَاكَهَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قَالَ عَوْفٌ: فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَضَصْتُ عَلَيْهِ قِصَّةَ الْمَدَدِيِّ وَمَا فَعَلَ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا خَالِدُ! مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَكْثَرْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا خَالِدُ! رُدَّ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ». قَالَ عَوْفٌ: فَقُلْتُ لَهُ: دُونَكَ يَا خَالِدُ! أَلَمْ أَفِ لَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ. قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «يَا خَالِدُ! لَا تَرُدَّ عَلَيْهِ، هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي أُمْرَائِي لَكُمْ صِفْوَةٌ أَمْرِهِمْ وَعَلَيْهِمْ كَدْرُهُ».

مسلمانوں کو فتح دی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس یمنی کو بلوایا اور اس کے اسباب میں سے کچھ لے لیا۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے خالد! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ سلب قاتل کا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ لیکن میں اسے بہت زیادہ سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا: یا تو آپ اسے واپس کر دیں ورنہ میں آپ کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا، مگر انہوں نے اس کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں جمع ہوئے تو میں نے آپ سے اس یمنی کا قصہ بیان کیا اور وہ بھی جو خالد رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خالد! اس کی کیا وجہ تھی جو تم نے کیا؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس سلب کو بہت زیادہ سمجھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے وہ اس کو واپس کر دو۔“ عوف کہتے ہیں: میں نے خالد سے کہا: خالد! لو اب میں نے جو بات کہی تھی پوری کر دی؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”وہ کیا بات ہے؟“ میں نے انہیں بتا دی تو رسول اللہ ﷺ غصے ہو گئے اور فرمایا: ”خالد! وہ مت واپس کرو! کیا تم لوگ میری خاطر میرے امراء سے کوئی رعایت نہیں کر سکتے؟ (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ) ان کے معاملات کی عمدگی اور بھلائی تو تمہارے لیے ہو اور اس کی خرابی کے وہ ہی ذمہ دار ہوں۔“

۱۰- کتاب الجہاد --- جہاد کے مسائل

۲۷۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ
حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ ابْنِ وَالِدِ سَعْدٍ وَهُوَ
عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي عَنْ خَالِدِ بْنِ
مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ
مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ نَحْوَهُ.

☀ فائدہ: انتظامی معاملات میں امیر مجتہد کو کسی قدر تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کو مناسب نہیں کہ حکام و
امراء کو ہر معاملے میں تنقید کی سان پر چڑھائے رکھیں۔

(المعجم ۱۳۸) - بَابُ: فِي السَّلْبِ لَا
يُخَمَّسُ (التحفة ۱۴۹)

۲۷۲۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ
عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ
وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى
بِالسَّلْبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ يُخَمَّسِ السَّلْبُ.

(المعجم ۱۳۹) - بَابُ مَنْ أَجَارَ عَلَى
جَرِيحٍ مُتَخَنٍ يُنْفَلُ مِنْ سَلْبِهِ
(التحفة ۱۵۰)

۲۷۲۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ
الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

۲۷۲۰- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۳۱۰/۶ من حديث أبي داود به.

۲۷۲۱- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۹۰/۴ من طريق آخر عن صفوان بن عمرو به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۶۹۸.

۲۷۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۲۴۴ أبو إسحاق عن عمن، وأبو عبيدة عن أبيه منقطع كما تقدم، ح: ۹۹۵.

إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: نَفَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ أَبِي جَهْلٍ كَانَ قَتَلَهُ.

تلوار عنایت فرمائی۔ اس کا کام انہوں نے ہی تمام کیا تھا۔

فائدہ: ابو جہل کو عفراء کے بیٹوں معاذ اور معوذ اور معاذ بن عمرو بن جموح نے زخمی کیا تھا۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹی تھی۔ (دیکھیے سابقہ حدیث: ۲۶۸۰)

(المعجم ۱۴۰) - بَابُ: فِيمَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَنِيمَةِ لَا سَهْمَ لَهُ (التحفة ۱۵۱)

باب: ۱۴۰- جو شخص غنیمت کی تقسیم کے بعد پہنچے اس کا اس میں کوئی حصہ نہیں

۲۷۲۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عَنَسَةَ بِنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ بْنِ الْعَاصِ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ، فَقَدِمَ أَبَانُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَصْحَابُهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِخَيْبَرَ بَعْدَ أَنْ فَتَحَهَا. وَإِنَّ حُزْمَ خَيْلِهِمْ لَيْفٌ، فَقَالَ أَبَانُ: أَقْسِمُ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: لَا تَقْسِمُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ أَبَانُ: أَنْتَ بِهَا يَا وَبُرُّ تَحَدَّرَ عَلَيْنَا مِنْ رَأْسِ ضَالٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اجْلِسْ يَا أَبَانُ!» وَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۷۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابان بن سعید بن عاص کو مدینہ منورہ سے نجد کی جانب ایک جہادی مہم پر روانہ کیا۔ پس ابان بن سعید اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں پہنچے جبکہ آپ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ ابان بن سعید اور ان کے ساتھیوں کے گھوڑوں کے تنگ (زمین) کسنے کے چوڑے تھے یا لگام) کھجور کی چھال کے تھے۔ تو ابان نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی عنایت فرمائیے۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہیں مت دیجیے۔ ابان بولے: اوبلے نما جانور! تم یہ کہہ رہے ہو اور (کہاں سے) ہمارے پاس ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے اتر آئے ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابان بیٹھ جاؤ۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو غنیمت میں سے کچھ نہ دیا۔

۲۷۲۴- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى

۲۷۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

۲۷۲۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۳۳۴/۶ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۷۹۳، وعلقه البخاري، ح: ۴۲۳۸ * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع وتابعه عبد الله بن سالم. ۲۷۲۴- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۳۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

الْبَلْخِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ فَحَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدٍ الْقُرَشِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحَبِيرَ حِينَ افْتَتَحَهَا، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُسَهِّمَ لِي، فَتَكَلَّمَ بَعْضُ وَلَدِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ: لَا تُسَهِّمُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَقُلْتُ: هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقِلٍ، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ: يَا عَجَبًا لَوْ بَرَّ، قَدْ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَالٍ يُعِيرُنِي بِقَتْلِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهْنِي عَلَى يَدَيْهِ.

میں نے پہنچا جب کہ رسول اللہ ﷺ خیر میں تھے جس وقت کہ آپ نے اسے فتح کیا تھا۔ میں نے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی عنایت فرمائیں۔ تو سعید بن عاص کے بچوں میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسے مت دیجیے۔ میں نے کہا: یہ ابن قوقل رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔ تو سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بے نما جانور پر تعجب ہے کہ ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے ہمارے پاس اتر آیا ہے اور مجھے ایک مسلمان کے قتل پر عار دلاتا ہے جس کو اللہ عز و جل نے میرے ہاتھوں عزت بخشی (اسے شہادت نصیب ہوئی) اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔

[قال أبو داود: هؤلاء كانوا نحو عَشْرَةٍ فَقَتِلَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَرَجَعَ مَنْ بَقِيَ].
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لوگ تقریباً دس آدمی تھے۔ ان میں سے چھ شہید ہو گئے اور باقی واپس لوٹ آئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جو لوگ معرکہ میں کسی طرح شریک نہ ہوں ان کا غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہوتا۔ البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ غنیمت جمع کر لیے جانے کے بعد انکار اسلام سے جا ملیں اور غنیمت تقسیم نہ ہوئی ہو تو انہیں بھی اس میں سے حصہ ملے گا۔ ② ابن قوقل (نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ) انصاری صحابی تھے جو غزوہ احد میں ابان بن سعید کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے جبکہ ابان رضی اللہ عنہ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں اور غزوہ خیبر حدیبیہ کے بعد ہوا ہے۔ ③ پہلی روایت میں ہے کہ ابان بن سعید نے غنیمت کا مطالبہ کیا تھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا اور دوسری میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تو ابان نے انکار کیا۔ حافظ منذری نے بحوالہ ابو بکر الخطیب رحمہ اللہ دوسری روایت کو راجح کہا ہے۔

۲۷۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: ۲۷۲۵- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۷۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۳۳، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من

ہیں کہ ہم لوگ (جسہ سے) واپس آئے (اور خیبر پہنچے) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا تو آپ نے ہم لوگوں کو بھی حصہ دیا..... یا کہا کہ آپ نے ہمیں بھی اس میں سے کچھ دیا..... حالانکہ آپ نے فتح خیبر سے غائب رہنے والوں میں سے کسی کو بھی کچھ نہ دیا تھا۔ صرف انہی لوگوں کو دیا جو آپ کے ساتھ حاضر تھے مگر ہم لوگ جو کشتی میں سوار ہو کر آئے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دیگر مجاہدین کے ساتھ حصہ دیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَدِمْنَا فَوَافَقَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قَالَ: فَأَعْطَانَا مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابٍ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا، جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، فَأَسْهَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

فائدہ: یہ عطیہ یا تو شمس میں سے دیا گیا تھا جس کے نبی ﷺ خود متصرف تھے یا دیگر مجاہدین کی رضامندی سے غنیمت میں سے دیا گیا تھا تا کہ ان مہاجرین کی دلجوئی ہو۔ واللہ اعلم۔ (خطابی)

۲۷۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر والے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”عثمان رضی اللہ عنہ کے کام سے اور رسول اللہ کے کام سے گئے ہیں اور میں ان کی بیعت لے رہا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا اور ان کے سوا غائب رہنے والوں میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔

۲۷۲۶- حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَرَارِيُّ عَنْ كُتَيْبِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ هَانِيءِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ: «إِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِي حَاجَةِ اللَّهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ وَإِنِّي أَبَايَعُ لَهُ» فَضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَهْمٍ وَلَمْ يَضْرِبْ لِأَحَدٍ غَابٍ غَيْرُهُ.

فائدہ: بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا یہاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے از خود انہیں حضرت رقیہ کی خدمت و تیمارداری کے لیے پابند فرمایا تھا۔ اور پھر وہ اس بیماری میں وفات پا گئی تھیں۔ اسی بنیاد پر انہیں غنیمت میں سے حصہ دیا گیا تھا۔ البتہ اس میں بیعت والی بات راوی کا وہم ہے

﴿ فضائل جعفر بن ابی طالب و أسماء بنت عمیس و اهل سفینتهم رضي الله عنهم، ح: ۲۵۰۲ من حديث بريد به .

۲۷۲۶- تخریج: [حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ۴/ ۱۳۵ من حديث الفراري به مطولاً، وهو في كتاب السير للفراري، ح: ۲۶۵، وله طريق آخر، صححه الحاكم: ۹۸/ ۳، ووافقه الذهبي، وسنده حسن .

۲۷۲۷- یزید بن ہرمر نے بیان کیا کہ نجدہ (حروری) جو کہ خوارج کا سردار تھا) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کئی سوالات لکھ کر بھیجے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ کیا غلام کا غنیمت میں کوئی حصہ ہوتا ہے؟ اور عورتوں کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ نبی ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا غنیمت میں ان کا کوئی حصہ ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ کوئی حماقت کرے گا تو میں اسے جواب نہ دیتا۔ (آپ نے لکھا کہ) غلام کو انعام دیا جاتا تھا اور عورتیں زخیوں کا علاج معالج کیا کرتی تھیں اور پانی پلایا کرتی تھیں۔

٢٧٢٧- حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى أَبُو
صَالِحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ
زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ
صَيْفِيٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزٍ قَالَ: كَتَبَ
نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ كَذَا وَكَذَا
ذَكَرَ أَشْيَاءَ وَعَنِ الْمَمْلُوكِ أَلَهُ فِي الْفَيْءِ شَيْءٌ
وَعَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَخْرُجْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ؟ وَهَلْ لَهُنَّ نَصِيبٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
لَوْلَا أَنْ يَأْتِيَ أَحْمُقَةَ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ، أَمَّا
الْمَمْلُوكُ فَكَأَنَّ يُحْذَى، وَأَمَّا النِّسَاءُ فَكَأَنَّ
يُدَاوِينَ الْجَرَحَى وَيَسْقِينَ الْمَاءَ.

۲۷۲۸- یزید بن ہرمز نے بیان کیا کہ نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا اور پوچھا کہ کیا عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا آپ انہیں غنیمت میں سے کوئی حصہ عنایت فرماتے تھے؟ یزید بن ہرمز کہتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب نجدہ کی طرف میں نے تحریر کیا تھا کہ عورتیں رسول

٢٧٢٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ
فَارِسٍ [قال]: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ يَعْنِي
الْوَهْبِيَّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي
جَعْفَرٍ وَالزُّهْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ:
كَتَبَ نَجْدَةُ الْحُرُورِيِّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ
يَسْأَلُهُ عَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَشْهَدْنَ الْحَرْبَ

٢٧٢٧- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب النشاء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم... الخ، ح: ١٨١٢ من حديث زائدة به.

٢٧٢٨- تخریج : [صحیح] انظر الحديث السابق .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور یہ کہ انہیں غنیمت میں کوئی حصہ دیا جائے..... یہ نہیں ہوتا تھا تاہم انہیں عطیہ و انعام ضرور دیا جاتا تھا۔

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ وَهَلْ كَانَ يُضْرَبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ. قَالَ: فَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى نُجْدَةَ: قَدْ كُنَّ يَحْضُرْنَ الْحَرْبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَّا أَنْ يُضْرَبَ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَلَا، وَقَدْ كَانَ يُرْضَخُ لَهُنَّ.

🌞 فوائد و مسائل: ① عورتوں اور دیگر خدمت گاروں کے لیے غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہے مگر ان کی خدمت کی مناسبت سے معقول انعام و اکرام ضرور دیا جائے۔ ② اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ عورتوں نے ایک فوجی اور مجاہد کی حیثیت سے شرکت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو انہیں غنیمت میں سے پورا حصہ دیا جاتا۔ ان کی حیثیت خدمت گار کی سی تھی اور وہ بھی پس پردہ رہ کر۔ ③ اس سے زندگی کے ہر شعبے میں مرد و زن کی مغربی مساوات کا ہرگز اثبات نہیں ہوتا جیسا کہ بعض مغرب زدہ حضرات کرتے ہیں۔

۲۷۲۹- حضرت حشر بن زیاد اپنی دادی (ام زیاد) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک ہوئی تھیں اور وہ چھ میں سے چھٹی عورت تھی، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے ہمیں بلوا بھیجا۔ ہم حاضر خدمت ہوئیں تو ہم نے آپ کو غصے میں دیکھا۔ فرمایا: ”تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آئی ہیں بال بٹی ہیں، اور اس سے جہاد میں مدد کرتی ہیں ہمارے پاس زخموں کے لیے دوا دارو بھی ہے، ہم تیرا کٹھے کر کے دیتی ہیں اور ستوپلاتی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ۔“ (کوئی بات نہیں) حتیٰ کہ جب اللہ نے آپ کے لیے خبر فتح کر دیا تو آپ نے ہمیں بھی حصہ عنایت فرمایا جیسے کہ مردوں کو دیا تھا۔

۲۷۲۹- حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ عَنْ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا زَيْدُ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا رَافِعُ بْنُ سَلَمَةَ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَشْرَجُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ جَدِّهِ، أُمِّ أَبِيهِ: أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَادِسَ سِتِّ نِسْوَةٍ، فَبَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَبَعَثَ إِلَيْنَا فَجِئْنَا، فَرَأَيْنَا فِيهِ الْغَضَبَ، فَقَالَ: «مَعَ مَنْ خَرَجْتُنَّ وَبِإِذْنِ مَنْ خَرَجْتُنَّ؟» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! خَرَجْنَا نَغْزِلُ الشَّعْرَ وَنُعِينُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَعَنَا دَوَاءٌ لِلْجَرْحَى وَنَنَاوِلُ السَّهْمَ وَنَسْقِي السَّوِيقَ، فَقَالَ: «قُمْنَ». حَتَّى إِذَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ أَسْهَمَ لَنَا كَمَا أَسْهَمَ



۲۷۲۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۷۱، والنسائي في الكبرى، ح: ۸۸۷۹ من حديث رافع بن سلمة به * حشر بن زياد لا يعرف، لم يوثقه غير ابن حبان.

میں نے پوچھا دادی اماں! وہ کیا تھا؟ کہا: کھجور۔

لِلرَّجَالِ. قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: يَا جَدَّةُ وَمَا كَانَ ذَلِكَ؟ قَالَتْ: تَمْرًا.

۲۷۳۰- حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ

۲۷۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

کے غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ غزوہ خیبر میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو آپ نے میرے متعلق حکم دیا، میری گردن میں ایک تلوار لٹکا دی گئی، میں اسے گھسیٹنے لگا۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ غلام ہے تو آپ نے میرے متعلق فرمایا اور مجھے گھر کے اسباب میں سے کچھ بطور انعام دیا گیا۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ أَبِي الْمُفَضَّلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ: شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَاتِنِي فَكَلَّمُوا فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِي فَقُلْتُ سَيِّفًا فَإِذَا أَنَا أَجْرُهُ فَأَخْبَرَ أَنِّي مَمْلُوكٌ فَأَمَرَ لِي بِشَيْءٍ مِنْ خُرْنِيِّ الْمَتَاعِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا ہے: ابو عبید نے بیان کیا کہ راوی حدیث ”آبی اللحم“ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے گوشت کو اپنے لیے حرام کر لیا تھا اس لیے انہیں ”آبی اللحم“ کہا جاتا تھا (گوشت سے انکار کرنے والا۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: كَانَ حَرَّمَ اللَّحْمَ عَلَى نَفْسِهِ فَسُمِّيَ أَبِي اللَّحْمِ.

فائدہ: ان کا اصل نام عبداللہ بن عبدالملک بن عبداللہ بن غفار ہے۔ (الاصابہ)

۲۷۳۱- حضرت جابر (بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے

۲۷۳۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ

کہ میں بدر کے روز اپنے اصحاب کے لیے کنویں سے پانی بھرتا رہا تھا۔ (کنویں میں اتر کر ہاتھوں سے ڈول بھرتا تھا کیونکہ نیچے پانی کم تھا۔)

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنْتُ أُمِيعُ أَصْحَابِي الْمَاءَ يَوْمَ بَدْرٍ.

۲۷۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب هل يسهم للعبد، ح: ۱۵۵۷ من حديث بشر بن المفضل به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶۹، والحاكم ۲/ ۱۳۱، ووافقه الذهبي، وهو في مسند الإمام أحمد: ۵/ ۲۲۳.

۲۷۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۱/ ۹، "بلفظ: أُمِيعُ" من حديث أبي داود به * أبو معاوية الضربير والأعمش مدلسان وعنعنا.

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

☀ فائدہ: غالباً انہیں اس خدمت پر انعام دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۴۲) - بَابُ: فِي الْمُشْرِكِ
يُسْهِمُ لَهُ (التحفة ۱۵۳)
باب: ۱۴۲- کیا مشرک کا غنیمت میں کوئی حصہ ہے؟

۲۷۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الْفُضَيْلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِيَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، - قَالَ يَحْيَى -: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ لَحَقَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ يُقَاتِلُ مَعَهُ فَقَالَ: «ارْجِعْ» ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَا -: «إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ».

۲۷۳۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی نبی ﷺ سے ملتا کہ آپ کے ساتھ مل کر (مشرکین سے) قتال کرے۔ آپ نے فرمایا: ”واپس چلے جاؤ۔“ (یہ الفاظ یحییٰ بن معین کے ہیں۔ اس کے بعد مسدد اور یحییٰ دونوں باتفاق کہتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔“

☀ فائدہ: جب مشرکین سے مدد نہیں لی جاتی تو غنیمت میں ان کا حصہ ہونے کے بھی کوئی معنی نہیں۔ اور اسلامی سیاست کا بنیادی اصول وقاعدہ یہی ہے کہ مشرکین سے مدد نہ لی جائے۔ مگر حسب احوال و مصالح اگر کہیں اضطراری کیفیت ہو تو بمقابلہ کفار مدد لی جاسکتی ہے مسلمانوں کے خلاف نہیں۔ جیسے کہ سفر ہجرت میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریطہ لیشی کی رہنمائی میں اپنا سفر مکمل فرمایا تھا۔ یہ مشرک تھا مگر قابل اعتماد تھا۔ ایسی کوئی صورت ہو تو کچھ انعام وغیرہ دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم، دیکھیے: (نیل الاوطار) باب ماجاء فی الاستعانة بالمشرکین: ۲۵۴/۴

(المعجم ۱۴۳) - بَابُ: فِي سُهْمَانِ الْخَيْلِ (التحفة ۱۵۴)
باب: ۱۴۳- گھوڑوں کے حصوں کا بیان

۲۷۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۲۷۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے مقرر فرمائے تھے۔ ایک حصہ مجاہد کا اور دو

۲۷۳۲- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر إلا لحاجة أو كونه حسن الرأي في المسلمين، ح: ۱۸۱۷ من حديث الإمام مالك به.

۲۷۳۳- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب سهام الفرس، ح: ۲۸۶۳، ومسلم، ح: ۱۷۶۲ من حديث عبيد الله بن عمر به، وهو في مسند الإمام أحمد: ۴۱/۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۱- کتاب الجہاد — جہاد کے مسائل

أَسْهَمَ لِرَجُلٍ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَشْهُمٍ: سَهْمًا
لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ.

🌞 فائدہ: جہاد میں پیدل جہاد کرنے والے کے مقابلے میں گھوڑ سوار کی کارکردگی عموماً بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے غنیمت میں گھوڑے کا بھی حصہ رکھا گیا ہے۔ فی زمانہ ٹینکوں، لڑاکا طیاروں اور دیگر سوار یوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔

۲۷۳۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا
الْمَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍة عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَمَعَنَا
فَرَسٌ، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ مِنَّا سَهْمًا
وَأَعْطَى الْفَرَسَ سَهْمَيْنِ.

۲۷۳۴- حضرت ابو عمرہ اپنے والد سے بیان کرتے
ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم
چار آدمی تھے اور ہمارے پاس گھوڑا تھا تو آپ نے ہم
میں سے ہر ایک کو ایک ایک حصہ اور گھوڑے کو دو حصے
عنایت فرمائے۔

۲۷۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أُمِيَّةُ بْنُ
خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ
أَبِي عَمْرٍة، عَنْ أَبِي عَمْرٍة بِمَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ
ثَلَاثَةَ نَفَرٍ زَادَ: فَكَانَ لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةُ أَشْهُمٍ.

۲۷۳۵- (جناب مسدد کی سند سے ہے کہ) ابو عمرہ
نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا مگر اس روایت
میں ہے کہ ہم تین اشخاص آئے اور آپ نے گھوڑ سوار کو
تین حصے عنایت فرمائے۔

(المعجم ۱۴۳، ۱۴۴) - بَابُ: فِيمَنْ
أَسْهَمَ لَهُ سَهْمًا (التحفة ۱۵۵)

باب: ۱۴۳، ۱۴۴- ان حضرات کی دلیل جو کہتے
ہیں کہ گھوڑے کا بھی ایک ہی حصہ ہے

۲۷۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:
حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَمِّعِ بْنِ
يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ
ابْنَ الْمُجَمِّعِ يَذْكُرُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۲۷۳۶- حضرت مجمع بن جریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے..... اور یہ ایسے قاری تھے جنہوں نے پورا
قرآن پڑھا تھا (حفظ کیا تھا)..... وہ بیان کرتے ہیں:
ہم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے۔

۲۷۳۴- تخریج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ۱۳۸/۴، سنده ضعيف، وللحديث شواهد * أبو عمره
مجهول الحال، والخبر معلل.

۲۷۳۵- تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۲۷۳۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۲۰/۳ من حديث مجمع بن يعقوب به، وصححه الحاكم ۲/۱۳۱، ووافقه الذهبي، والتطبيق ممكن، والحمد لله.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جب ہم وہاں سے واپس ہونے لگے تو دیکھا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو تیز بھگا رہے ہیں لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے تو ہم بھی لوگوں کے ساتھ اونٹ دوڑاتے ہوئے نکلے۔ ہم نے کراع الغمیم مقام پر دیکھا کہ نبی ﷺ اپنی سواری پر رکے ہوئے ہیں۔ جب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے سورہ فتح کی آیات تلاوت فرمائیں: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ ”بلاشبہ ہم نے آپ کو واضح فتح دی ہے۔“ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ فتح ہے؟ فرمایا: ”ہاں“ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بلاشبہ یہ فتح ہے۔“ چنانچہ (بعد میں) خیبر کی غیمیم اہل حدیبیہ ہی پر تقسیم کی گئیں۔ آپ نے ان کے اٹھارہ حصے بنائے اور لشکر والوں کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں تین سو گھوڑ سوار تھے۔ پس آپ نے گھوڑ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ عنایت فرمایا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابومعاویہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے۔ (حدیث: ۲۷۳۳) اور مجمع کی روایت میں وہم ہے کہ یہ گھوڑ سوار تین سو بتاتے ہیں حالانکہ وہ دو سو تھے۔

ابن یزید الأنصاری، عن عمه مُجَمَّع بن جارية الأنصاري - قَالَ: وَكَانَ أَحَدُ الْقُرَاءِ الَّذِينَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ - قَالَ: شَهِدْنَا الْحُدَيْبِيَّةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا إِذَا النَّاسُ يَهْزُونَ الْأَبَاعِرَ، فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: مَا لِلنَّاسِ؟ قَالُوا: أُوحِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجْنَا مَعَ النَّاسِ نُوجِفُ فَوْجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا عَلَى رَاحِلِهِ عِنْدَ كُرَاعِ الْغَمِيمِ فَلَمَّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ قَرَأَ عَلَيْهِمْ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفْتَحُ هُو؟ قَالَ: «نَعَمْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنَّهُ لَفَتْحٌ»، فَقَسَمْتُ خَيْبَرَ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةِ عَشَرَ سَهْمًا، وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسِمِائَةً، فِيهِمْ ثَلَاثُ مِائَةِ فَارِسٍ، فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأَعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ أَبِي مُعَاوِيَةَ أَصَحُّ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ وَأَرَى الْوَهْمَ فِي حَدِيثِ مُجَمَّعٍ أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثُ مِائَةِ فَارِسٍ وَكَانُوا مِائَتَيْنِ فَارِسٍ.

🌞 توضیح: غنائم خیبر کے اٹھارہ حصے یوں بنتے ہیں کہ اگر مجاہدین کی تعداد پندرہ سو اور ان میں گھوڑ سوار تین سو ہوں اور ہر گھوڑے کا ایک حصہ شمار کیا جائے تو یہ کل تعداد اٹھارہ سو ہوگی چنانچہ ہر حصہ ایک سو کے لیے ہوا اور گھوڑے کے لیے بھی ایک ہی حصہ دیا گیا۔ مگر یہ بات صحیح تر روایات کے خلاف ہے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے جیسے کہ امام

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مجاہدین کی تعداد چودہ سواران میں گھوڑ سوار دو سو تھے۔ گھوڑے کے لیے دو حصے تھے۔ اس طرح کل حصے جن میں یہ غنیمتیں تقسیم ہوئیں اٹھارہ سو بنے ہر ایک سو کے لیے ایک حصہ تھا اور کل حصے اٹھارہ بنائے گئے۔

باب: ۱۳۴، ۱۳۵- (غنیمت کے علاوہ) اضافی
انعام دینے کا بیان

(المعجم ۱۴۴، ۱۴۵) - بَابُ فِي
النَّفْلِ (التحفة ۱۵۶)

۲۷۳۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ”جس نے ایسے ایسے کیا اسے اتنا انعام (نفل) ملے گا۔“ چنانچہ نو جوان آگے بڑھے اور بڑی عمر کے لوگ نشانات (یا جھنڈوں) کے پاس رکے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی تو بزرگوں نے کہا: ہم تمہارا سہارا تھے اگر تمہیں شکست ہوتی تو تم لوگ ہمارے ہی پاس لوٹ کے آتے ساری غنیمت تم ہی نہ سمیٹ لے جاؤ کہ ہمیں کچھ نہ ملے مگر جوانوں نے انکار کیا اور کہنے لگے: یہ تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مخصوص فرمائی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال کی آیات نازل فرمائیں: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ سے لے کر: ﴿وَإِنْ قَرِيبًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُوهُمْ﴾ چنانچہ یہ سب ان کے لیے بہتر ہوا اور ایسے فرمایا کہ میری اطاعت کرو بے شک اس کے انجام کو میں تم سے بہتر جانتا ہوں۔

۲۷۳۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: «مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَلَهُ مِنَ النَّفْلِ كَذَا وَكَذَا». قَالَ: فَقَدَّمَ الْفَتْيَانُ وَلَزِمَ الْمَشِيخَةُ الرَّايَاتِ فَلَمْ يَبْرَحُوهَا. فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَالَتِ الْمَشِيخَةُ: كُنَّا رِذَاءًا لَّكُمْ لَوْ أَنهَزْتُمْ فِثْمُ إِلَيْنَا فَلَا تَذْهَبُونَ بِالْمَغْنَمِ وَتَبْقَى، فَأَبَى الْفَتْيَانُ وَقَالُوا: جَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُوهُمْ﴾ [الأنفال: ۱-۵] يَقُولُ: فَكَانَ ذَلِكَ خَيْرًا لَهُمْ، فَكَذَلِكَ أَيْضًا: فَأَطِيعُونِي فَإِنِّي أَعْلَمُ بِعَاقِبَةِ هَذَا مِنْكُمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① سورۃ انفال کی ابتدائی پانچ آیتوں کا ترجمہ یہ ہے: ”یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجیے کہ غنائم کا مالک اللہ ہے اور اس کا رسول سو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور آپس میں صلح سے رہو۔“

۲۷۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۹۷ من حديث داود بن أبي هند به، وصححه الحاكم: ۱۳۱/۲، ۱۳۲، ۳۲۶، ۳۲۷، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم (واقعی) مومن ہو۔ ایمان والے تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان دار ہیں ان کے لیے اپنے رب کے پاس درجات ہیں اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔ جیسے کہ آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا جبکہ مومنوں میں سے ایک جماعت راضی نہ تھی۔“ ⑤ جہاد اور دیگر اعمال خیر میں لوگوں کو شوق دلانے ان کی حوصلہ افزائی اور مزید سبقت کے لیے انعامات دینا مومنوں و مستحب ہے مگر ان پر واجب ہے کہ اپنی نیوتوں کو محض دنیا کے مال و متاع تک محدود نہ رکھیں۔

۲۷۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ”جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کے لیے اتنا اتنا انعام ہے اور جو کسی کو پکڑ کر قید کر لے تو اس کیلئے اتنا اتنا ہے۔“ پھر مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا اور خالد کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

۲۷۳۸- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَبِي حَبْدَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا، وَمَنْ أَسْرَ أَسِيرًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا» ثُمَّ سَأَلَ نَحْوَهُ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَتَمُّ.

۲۷۳۹- (ہارون بن محمد بن بکار کی سند سے مروی ہے) اور داود بن ابی ہند نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کو برابر برابر تقسیم کیا۔ اور خالد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ (مذکورہ بالا حدیث: ۲۷۳۷)

۲۷۳۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ هَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالسَّوَاءِ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَتَمُّ.

۲۷۴۰- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں انہوں

۲۷۴۰- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ

۲۷۳۸- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي ۶/ ۳۱۵، ۳۱۶ من حديث أبي داود به.

۲۷۳۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۳/ ۱۳۶ من حديث أبي داود به.

۲۷۴۰- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ۱۷۴۸ من طريق آخر عن مصعب بن سعد، والترمذي، ح: ۳۰۷۹ من حديث أبي بكر بن عياش به * عاصم هو ابن بهذلة.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

مَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي الْيَوْمَ مِنَ الْعَدُوِّ فَهَبْ لِي هَذَا السَّيْفَ. قَالَ: «إِنَّ هَذَا السَّيْفَ لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ» فَذَهَبْتُ، وَأَنَا أَقُولُ يُعْطَاهُ الْيَوْمَ مَنْ لَمْ يُبَلِّ بِلَايِي، فَبَيْنَا أَنَا إِذْ جَاءَنِي الرَّسُولُ فَقَالَ: أَحِبِّ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ بِكَلَامِي، فَجِئْتُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ سَأَلْتَنِي هَذَا السَّيْفَ وَلَيْسَ هُوَ لِي وَلَا لَكَ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَهُ لِي فَهُوَ لَكَ»، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

نے بیان کیا کہ بدر کے روز میں ایک تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آج دشمن کے مقابلے میں میرا سینہ ٹھنڈا کر دیا ہے، تو آپ یہ تلوار مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تلوار نہ میری ہے اور نہ تیری۔“ چنانچہ میں چلا اور میں کہہ رہا تھا: یہ آج اس آدمی کو دے دی جائے گی جس نے میرے جیسی بہادری نہیں دکھائی ہوگی۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ ایک بلانے والا میرے پاس آیا اور کہا کہ (رسول اللہ ﷺ کے ہاں) پہنچو۔ میں نے گمان کیا کہ میں نے جو بول بولے ہیں ان کی بنا پر میرے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہوگی۔ چنانچہ میں آیا تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا ”تو نے مجھ سے یہ تلوار مانگی تھی حالانکہ یہ نہ میری ہے نہ تیری اور (اب) اللہ عزوجل نے اسے مجھے دے دیا ہے سو (اب) یہ تیری ہے۔“ پھر آپ نے سورہ انفال کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ آخر آیت تک۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ: (يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ).
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ کی قراءت میں ہے: ”يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ“ (بغیر عَنْ کے اور مفرد صیغہ کے ساتھ)

☀ فائدہ: معروف قراءت میں ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾ کے معنی ہیں ”لوگ آپ سے غلیہوں کا حکم پوچھتے ہیں۔“ اور حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ کی قراءت: ”يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ“ کا ترجمہ ہے ”لوگ آپ سے ”نفل“ کا سوال کرتے ہیں“ (مزید اضافی انعام کا۔)

(المعجم ۱۴۵) - بَابُ فِي النَّفْلِ
باب: ۱۴۵- لشکر کے ایک دستے کو اضافی انعام دینا جس نے بڑے لشکر سے علیحدہ کوئی مہم سر کی ہو
(التحفة ۱۵۷)

۲۷۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں نجد کی طرف روانہ کیا اور اس میں سے ایک دستہ دشمن کے مقابلے میں گیا۔ چنانچہ لشکر والوں کو بارہ بارہ اونٹ ملے لیکن اس دستے میں شریک مجاہدوں کو ایک ایک اونٹ مزید دیا گیا اس طرح ان کا حصہ تیرہ تیرہ اونٹ ہو گیا۔

۲۷۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْطَاكِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشَّرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمُ الْمَعْنَى، كُلُّهُمْ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جَيْشٍ قَبْلَ نَجْدٍ، [وَأَنْبَعَثَ] سَرِيَّةً مِنَ الْجَيْشِ، فَكَانَ سُهْمَانُ الْجَنْشِ اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا وَنَقَلَ أَهْلُ السَّرِيَّةِ بَعِيرًا بَعِيرًا، فَكَانَتْ سُهْمَانُهُمْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ.

☀ فائدہ: لشکر میں سے کوئی دستہ جب کوئی خاص کارروائی کرے تو اس کی مناسبت سے اسے اضافی انعام دینا مستحب ہے۔ جبکہ عام غنیمت میں کبھی شریک ہوں گے۔

۲۷۴۲- ولید بن عتبہ دمشقی کہتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے کہا: میں نے ابن مبارک سے یہ حدیث بیان کی۔ میں نے کہا: ہمیں ابن ابی فروہ نے بھی نافع سے یہ روایت بیان کی ہے۔ ابن مبارک نے کہا: یہ لوگ جن کا تم نے نام لیا ہے مالک بن انس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ (امام مالک رحمہ اللہ کی روایت رائج ہے)

۲۷۴۲- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ الدَّمَشْقِيُّ قَالَ: قَالَ الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ: حَدَّثْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قُلْتُ: وَكَذَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُرَوَّةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَا يَعْدِلُ مَنْ سَمِعْتُ بِمَالِكٍ هَكَذَا أَوْ نَحْوَهُ يَعْنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

۲۷۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

۲۷۴۳- حَدَّثَنَا هَنَادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۲۷۴۱- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي: ۲۷۴۴، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۳۹، ۳۸، ۱۴ من حديث أبي داود، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۷۴ عن محمد بن عوف.

۲۷۴۲- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

۲۷۴۳- تخریج: [صحيح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۳۵۶/۴ من حديث أبي داود

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی جانب روانہ کیا، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہمیں بہت سے جانور ہاتھ آئے تو ہمارے امیر نے ہم میں سے ہر شخص کو ایک ایک اونٹ بطور نفل دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ نے ہم میں ہماری نعمتیں تقسیم کیں تو ہم میں سے ہر شخص کو خسر نکالنے کے بعد بارہ بارہ اونٹ ملے اور ہمارے امیر نے جو ہمیں دیا تھا اس کا رسول اللہ ﷺ نے کوئی محاسبہ نہ فرمایا اور نہ اس کی کارروائی پر کوئی عیب لگایا، اس طرح ہمیں نفل سمیت تیرہ تیرہ اونٹ ملے۔

يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْكِلَابِيَّ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلَى نَجْدٍ، فَخَرَجْتُ مَعَهَا، فَأَصَبْنَا نَعَمًا كَثِيرًا، فَتَقَلَّتْنَا أُمِيرُنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لِكُلِّ إِنْسَانٍ، ثُمَّ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَسَمَ بَيْنَنَا غَنِمَتَنَا فَأَصَابَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا بَعْدَ الْخُمْسِ، وَمَا حَاسَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالَّذِي أُعْطَيْنَا صَاحِبِنَا وَلَا عَابَ عَلَيْهِ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَكَانَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا ثَلَاثَةُ عَشَرَ بَعِيرًا بِتَقْلِهِ.

219

۲۷۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی طرف روانہ فرمایا جس میں عبداللہ بن عمر بھی شامل تھے۔ تو ان لوگوں کو بہت بڑی تعداد میں اونٹ حاصل ہوئے۔ چنانچہ لشکر کے مجاہدین کا حصہ بارہ بارہ اونٹ ہوا اور ایک ایک اونٹ بطور نفل مزید دیے گئے۔ ابن مہوب نے مزید کہا کہ (امیر کی تقسیم میں) رسول اللہ ﷺ نے کوئی تبدیلی نہ فرمائی۔

۲۷۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ وَبَرْيَدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، الْمَعْنَى عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَبْلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سَهْمَانَهُمْ اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا وَتَقَلُّوا بَعِيرًا بَعِيرًا. زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ فَلَمْ يُغَيِّرْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۷۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے

۲۷۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

﴿۱﴾ بہ، وللحديث شواهد.

۲۷۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنواب المسلمين... الخ، ح: ۳۱۳۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ۱۷۴۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۵۰/۲، ح: ۱۰۰۰ (بتحقيق).

۲۷۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۳۷/۱۷۴۹ من حديث يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَلَبَغَتْ سَهْمَانَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعِيرًا بَعِيرًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دستے میں روانہ کیا تو ہمارے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایک اونٹ مزید بطور نفل عنایت فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ بُرْدُ بْنُ سَيْنَانَ مِثْلَهُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَنَفَلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو مرد بن سینان نے بواسطہ نافع، عبید اللہ کی حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔ اور ایوب نے بھی نافع سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس روایت میں ہے کہ ”ہمیں ایک ایک اونٹ بطور نفل دیا گیا۔“ اس میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔

☀ فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں جمع تطبیق یہی ہے کہ امیر نے جو انعام دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی توثیق فرمائی جس کو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا جو صحیح ہے۔



۲۷۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ ابْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي؛ ح: وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُجَيْنٌ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ كَانَ يُنْفِلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً النَّفْلَ سِوَى قَسَمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ، وَالْخُمْسُ وَاجِبٌ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ.

۲۷۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بڑے لشکر میں سے) جب چھوٹے دستوں کو بھیجتے تو ان لوگوں کو عام لشکر میں تقسیم ہونے والی غنیمت کے علاوہ خاص نفل (اضافی انعام) بھی دیا کرتے تھے۔ اور خمس مجموعی غنیمت میں سے نکالنا واجب ہے۔

۲۷۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ بُرْدُ بْنُ سَيْنَانَ مِثْلَهُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَنَفَلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ ﷺ.

۲۷۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ۴۰/۱۷۵۰ عن عبد الملك بن شعيب، البخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنواب المسلمين... الخ، ح: ۳۱۳۵ من حديث الليث بن سعد به.

۲۷۴۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم ۱۳۲/۲، ۱۳۳ من حديث أحمد بن صالح به.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے روز تین سو پندرہ اشخاص کو لے کر روانہ ہوئے۔ آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! یہ لوگ پیدل ہیں، انہیں سواریاں دے، اے اللہ! یہ لوگ بے لباس ہیں، انہیں لباس عنایت فرما، اے اللہ! بھوکے ہیں، انہیں سیر فرما۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بدر میں فتح عنایت فرمائی۔ پس جب یہ لوگ واپس ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک یا دو دو اونٹ تھے، انہیں کپڑے بھی ملے اور طعام سے بھی سیر ہوئے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنَا حُبَيْبٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلَاثِمِائَةٍ وَخَمْسَةِ عَشَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ، اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاسْكُتْهُمْ، اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاسْمِعْهُمْ»، فَفَتَحَ اللَّهُ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَأَنْقَلَبُوا حِينِ أَنْقَلَبُوا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ أَوْ جَمَلَيْنِ وَاسْتَسْوَأُوا وَشَبِعُوا.

باب: ۱۴۶- اس مسئلے کی دلیل کہ خُص پہلے نکالا جائے اور اضافی انعام بعد میں دیے جائیں

(المعجم ۱۴۶) - بَابُ: فِيمَنْ قَالَ الْخُمْسُ قَبْلَ النَّفْلِ (التحفة ۱۵۸)

۲۷۴۸- حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (غنیمت میں سے) پانچواں حصہ نکالنے کے بعد تیسرا حصہ نفل یعنی اضافی انعام کے طور پر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

۲۷۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ الشَّامِيِّ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْفَهْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِلُ الثَّلَثَ بَعْدَ الْخُمْسِ.

فائدہ: کفار سے مقابلے میں حاصل ہونے والے مال و اسباب کو ”غنیمت“ کہا جاتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے نام کا ہوتا ہے جسے عربی میں ”خُص“ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ حصہ اپنی صوابدید پر پانچ جگہ خرچ کر سکتے تھے۔ اس مسئلے کا ذکر دوسری بار سے کی ابتدا میں ہوا ہے: ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ (الانفال: ۴۱) ”یہ جان لو کہ تمہیں جو کچھ بھی غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور رسول کا ہے اور قربات داروں، یتیموں، مسکینوں اور

۲۷۴۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب النفل، ح: ۲۸۵۱ من حديث سفیان به، وصححه الحاكم: ۱۳۳/۲، ووافقه الذهبي * مكحول صرح بالسماع، وهو بريء من التدليس في القول الراجح، والحمد لله.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

مسافروں کا ہے۔“ بقیہ غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو مزید دو حصے ملتے ہیں۔ اور کافروں سے بغیر لڑے بھڑے حاصل ہونے والے مال کو ”ف“ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا مصرف بھی تقریباً یہی ہے۔ (دیکھیے سورۃ الحشر آیات: ۶۰ و ما بعد)

۲۷۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ ابْنِ جَارِيَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُنْقَلُ الرُّبْعُ بَعْدَ الْخُمْسِ وَالثُلُثُ بَعْدَ الْخُمْسِ إِذَا قَفَلَ.

۲۷۴۹- حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خمس نکالنے کے بعد شروع میں (پہلی مرتبہ) چوتھا حصہ بطور نفل (اضافی انعام) دیا کرتے تھے۔ اور غزوے سے لوٹنے وقت (دوبارہ لشکر کشی میں) تیسرا حصہ دیا کرتے تھے خمس نکال لینے کے بعد۔

فائدہ: مذکورہ حدیث میں [إِذَا قَفَلَ] اور اگلی روایت میں [فِي الرَّحْمَةِ] (لوٹنے وقت) کے معنی یہ ہیں کہ جب لشکر ایک بار دشمن پر حملہ کر چکا ہوتا..... بعد ازاں دوبارہ اس پر حملہ کرتا..... اس کا مطلب امام خطابی کے نزدیک یہ ہے کہ جب لشکر کسی علاقے میں جہاد کے لیے جاتا تو اس میں سے کوئی ایک گروہ بڑے لشکر سے الگ ہو کر کسی محدود جنگ کے لیے جاتا تو نبی ﷺ اس گروہ میں شامل افراد کو چوتھا حصہ بطور نفل دیتے، جب کہ بڑے لشکر کے لوگوں کو اس کے تین چوتھائی میں سے حصہ دیتے اور اگر واپسی میں اس طرح کوئی چھوٹا گروہ بڑے لشکر سے الگ ہو کر کسی جگہ معرکہ آرائی کے لیے جاتا تو واپسی پر جب کہ گھر کا شوق دید بے قراری میں بدل چکا ہوتا ہے علاوہ ازیں دشمن بھی زیادہ چوکس اور مستعد ہو جاتا ہے چونکہ زیادہ پر مشقت اور زیادہ صبر آزما ہوتا تو نبی ﷺ اس گروہ کو تیسرا حصہ دیتے۔ واللہ اعلم. (خطابی، نیل الاوطار)

۲۷۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرٍ بْنُ ذَكْوَانَ وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدَّمَشَقِيُّ، الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ

۲۷۵۰- حضرت کمال (شامی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مصر میں بنی ہذیل کی ایک عورت کا غلام تھا۔ اس نے مجھے آزاد کر دیا۔ پھر میں وہاں (مصر) سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے

۲۷۴۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۶/ ۳۱۴ من حديث أبي داود به.

۲۷۵۰- تخریج: [مسند حسن] أخرجه الحاكم: ۲/ ۱۳۳ من حديث عبد الله بن أحمد ومحمود بن خالد به، وله شاهد عند الترمذي، ح: ۱۵۶۱.

مطابق وہاں کے علماء سے تمام کا تمام علم حاصل نہیں کر لیا۔ پھر میں حجاز آیا اور وہاں سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے مطابق وہاں کا تمام علم جمع نہیں کر لیا۔ پھر عراق آیا اور وہاں سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے مطابق وہاں کا تمام علم جمع نہیں کر لیا۔ پھر میں شام آیا اور اس (کے علماء) کو خوب کریدا اور ہر ایک سے میں غنیمت میں نفل (اضافی انعام) کے متعلق سوال کرتا رہا تو مجھے کوئی نہ ملا جو مجھے اس بارے میں کچھ بتاتا۔ بالآخر میں ایک شیخ سے ملا جس کا نام زیاد بن جاریہ تھیں تھا میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ نے نفل کے متعلق کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے، فرما رہے تھے: میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ آپ نے شروع جہاد میں چوتھا حصہ اور لوٹنے وقت (دوسری بار حملہ کرنے کی صورت میں) تیسرا حصہ بطور نفل (اضافی انعام) عنایت فرمایا تھا۔

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَهَبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ مَكْحُولًا يَقُولُ: كُنْتُ عَبْدًا بِمِصْرَ لَامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي هُذَيْلٍ فَأَعْتَقَنِي فَمَا خَرَجْتُ مِنْ مِصْرَ وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِجَازَ فَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى، ثُمَّ أَتَيْتُ الْعِزَاقَ وَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى، ثُمَّ أَتَيْتُ الشَّامَ فَعَرَبْتُهَا كُلَّ ذَلِكَ أَسْأَلُ عَنِ النَّفْلِ، فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي فِيهِ بِشَيْءٍ حَتَّى لَقِيتُ شَيْخًا يُقَالُ لَهُ: زِيَادُ بْنُ جَارِيَةَ التَّمِيمِيُّ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ فِي النَّفْلِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْفَهْرِيِّ يَقُولُ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَفَلَ الرَّبْعَ فِي الْبُدَاةِ وَالثُلْثَ فِي الرَّجْعَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ احادیث اسی امر پر محمول ہیں کہ غنیمت میں سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ (خمس) نکال لیا گیا تھا تب غنیمت تقسیم ہوئی اور اضافی انعامات بھی دیے گئے۔ ② جناب مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ معروف اور ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ علم دین کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں غلامی کی پستی سے نکال کر امت مسلمہ کی امامت کا بلند مقام عطا فرمایا۔

باب: ۱۴۷- چھوٹے دستے کی حاصل کردہ غنیمت بڑے لشکر میں بھی تقسیم ہوگی

(المعجم ۱۴۷) - بَابُ فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعُسْكَرِ (التحفة ۱۵۹)

۲۷۵۱- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

۲۷۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۵۱- تخریج: [حسن] یأتی، ح: ۴۵۳۱، أخرجه البيهقي: ۲۹/۸ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي، وتابعه يحيى بن سعيد وعبد الرحمن بن الحارث وغيرهما.

(شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب مسلمانوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔ (حدود کے نفاذ میں معزز اور غیر معزز کا کوئی فرق نہیں) ان میں سے جو بھی کسی کافر کو امان دے دے تو ان کا ادنیٰ فرد بھی اس کا پاس رکھے (جیسے کہ اعلیٰ رکھتے ہیں) اور ان میں کا دور والا بھی امان دے سکتا ہے (جیسے کہ مرکز میں رہنے والا) تمام مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک ہاتھ ہیں ان کا تنومند اور قوی رفتار اپنے ضعیف اور ست رفتار کو بھی ساتھ ملائے اور چھوٹے دستے میں جانے والا بڑے لشکر میں رہ جانے والوں کو بھی شریک سمجھے کسی مومن کو کافر کے بدلے میں یا کسی عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو قتل کرنا روا نہیں۔“

ابنُ اَبی عَدِیٍّ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، هُوَ مُحَمَّدٌ بَعْضُ هَذَا؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ابْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي هُثَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ جَمِيعًا، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَذْنَاهُمْ وَيَجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدُ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَرُدُّ مُشِدَّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ، وَتُتَسَرِّبُهُمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ».



ابن اسحاق نے اپنی روایت میں قصاص اور خون برابر ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ إِسْحَاقَ الْقَوْدَ وَالتَّكَافِي.



فائدہ: یہ اس صورت میں ہے کہ جہاد میں نکلتے ہوئے بڑے لشکر میں سے کسی دستے کو علیحدہ کر کے کسی خاص مہم پر بھیجا جائے۔ لیکن اگر مرکز ہی سے کسی چھوٹے دستے کو روانہ کیا گیا ہو اور بڑے لشکر سے علیحدہ نہ کیا گیا ہو تو اس میں دوسروں کا حصہ نہ ہوگا۔

۲۷۵۲- ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عیینہ (فزاری) نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لوٹ لیے ان کے چراوے کو قتل کر ڈالا اور پھر وہ اور اس کے گھوڑ سوار ساتھی انہیں ہانکتے ہوئے چل نکلے۔ (مجھے خبر ہوئی) تو

۲۷۵۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَغَارَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُيَيْنَةَ عَلَى إِبِلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَتَلَ رَاعِيَهَا وَخَرَجَ يَطْرُدُهَا

۲۷۵۲- تخریج: [سناده صحيح] أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة ذي قرد وغيرها، ح: ۱۸۰۷ من حديث هاشم بن القاسم به، ورواه أحمد: ۵۱/۴، ۵۲ عن هاشم به.

هُوَ وَأُنَاسٌ مَعَهُ فِي خَيْلٍ، فَجَعَلْتُ وَجْهِي قِبَلَ الْمَدِينَةِ ثُمَّ نَادَيْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: يَاصْبَا حَاهُ! ثُمَّ اتَّبَعْتُ الْقَوْمَ فَجَعَلْتُ أَرْمِي وَأَغْقِرُهُمْ، فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فَارِسٌ جَلَسْتُ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا جَعَلْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي وَحَتَّى أَلْقُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ رُمْحًا وَثَلَاثِينَ بُرْدَةً يَسْتَخِفُّونَ مِنْهَا ثُمَّ أَتَاهُمْ عُيَيْنَةُ مَدَدًا، فَقَالَ: لِيَقُمْ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ، فَقَامَ إِلَيَّ أَرْبَعَةٌ مِنْهُمْ وَصَعِدُوا الْجَبَلَ، فَلَمَّا أَسْمَعْتُهُمْ قُلْتُ: أَتَعْرِفُونِي؟ قَالُوا: وَمَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ، وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ! لَا يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيُذِرْكُنِي وَلَا أَطْلُبُهُ فَيَفُوتَنِي فَمَا بَرَحْتُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى فَوَارِسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ أَوَّلَهُمُ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ، فَيَلْحَقُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَعْطِفُ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَاخْتَلَفَا طُعْنَتَيْنِ، فَعَقَرَ الْأَخْرَمُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَتَلَهُ، فَتَحَوَّلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ فَيَلْحَقُ أَبُو قَتَادَةَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ فَاخْتَلَفَا طُعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ بِأَبِي قَتَادَةَ وَقَتَلَهُ أَبُو قَتَادَةَ فَتَحَوَّلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي جَلَسَتْهُمْ عَنْهُ ذُو قَرْدٍ فَإِذَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فِي خَمْسِمِائَةٍ، فَأَعْطَانِي

میں نے اپنا منہ مدینہ کی طرف کیا اور تین بار یہ ہانک لگائی: یَا صَبَا حَاہ! (لوگو! مدد کو پہنچو! ہم کو دشمن نے لوٹ لیا ہے) پھر میں (دوڑتے ہوئے) ان لوگوں کے پیچھے ہولیا، تیر مارتا جاتا تھا اور ان کی سواریوں کو زخمی کرتا جا رہا تھا، اگر ان میں سے کوئی گھوڑ سواری میری طرف پلٹتا تو میں کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتا حتیٰ کہ نبی ﷺ کی تمام سواریاں جو اللہ نے پیدا فرمائی تھیں میں نے ان کو اپنے پیچھے (اپنے قبضے میں) کر لیا۔ اور ان لوگوں نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ بھالے اور تیس چادریں پھینک دیں۔ پھر عیینہ بھی ان کی مدد کو آن پہنچا تو اس نے کہا: تم میں سے کچھ آدمی اس (سلمہ بن اکوع) کی طرف ہو جاؤ۔ تو ان میں سے چار آدمی میری طرف آئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں نے بلند آواز سے انہیں کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اکوع کا فرزند ہوں، اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے! یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میں سے کوئی مجھے پکڑنا چاہے تو میں اس کے ہاتھ آ جاؤں اور اگر میں پکڑنا چاہوں تو وہ بھاگ نکلے۔ پھر تھوڑی دیر گزری تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار درختوں میں سے (دوڑے) آرہے ہیں۔ ان میں سب سے آگے حضرت اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ عبد الرحمن بن عیینہ کے مقابلے میں ہو گئے عبد الرحمن ان پر پلٹا اور پھر دونوں نے ایک دوسرے پر نیزے چلائے۔ چنانچہ اخرم اسدی رضی اللہ عنہ نے اس (عبد الرحمن) کا گھوڑا زخمی کر دیا اور عبد الرحمن نے اخرم رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا اور

۱۵- کتاب الجہاد

سَهْمَ الْفَارِسِ وَالرَّاجِلِ .

جہاد کے مسائل

ان کو شہید کر دیا۔ پھر عبدالرحمنؓ، اخرمؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا تو ابوقادہؓ عبدالرحمنؓ کے مقابلے میں آ گئے۔ ان کے مابین بھی نیزے کے حملوں کا تبادلہ ہوا۔ اس نے ابوقادہؓ کا گھوڑا زخمی کر دیا لیکن ابوقادہؓ نے عبدالرحمنؓ کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابوقادہؓ اخرمؓ والے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ اس چشمے پر تشریف لے آئے تھے جہاں سے میں نے ان کو بھگایا تھا۔ اس کا نام ذو فَرَد تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ پانچ سو سوار لیے ہوئے تھے۔ پس آپ نے مجھے ایک شہسوار اور ایک پیدل کا حصہ عنایت فرمایا۔

فائدہ: حضرت سلمہ بن اکوعؓ انتہائی تیز رفتار بہادر جوان تھے انہیں ان کی اسی جرأت و بہادری کا اضافی انعام دیا گیا اور باقی دوسرے مجاہدین میں تقسیم ہوا۔

باب: ۱۳۸- اضافی انعام (نفل) سونے چاندی کی صورت میں ہو سکتا ہے اور اس غنیمت سے بھی جو سب سے پہلے حاصل ہو

(المعجم ۱۴۸) - بَابُ: فِي النَّفْلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمِنْ أَوَّلِ مَغْنَمِ (التحفة ۱۶۰)

۲۷۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي الْجَوَيْرِيَةِ الْجَرَمِيِّ قَالَ: أَصَبْتُ بِأَرْضِ الرُّومِ جَرَّةَ حَمْرَاءَ فِيهَا دَنَانِيرُ فِي إِمْرَةٍ مُعَاوِيَةَ وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ: مَعْنُ بْنُ يَزِيدَ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَسَمَهَا

۲۷۵۳- حضرت ابو جویریہ جرمیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں مجھے رومی علاقے میں سرخ رنگ کا ایک گھڑا ملا اس میں دینار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے بنی سلیم کے ایک فرد حضرت معن بن یزیدؓ ہمارے امیر تھے وہ گھڑا میں ان کے پاس لے آیا۔ پس انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور مجھے بھی اتنا ہی دیا جتنا کہ

۲۷۵۳- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۷۰ من حديث عاصم بن كليب به .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَانِي مِنْهَا مِثْلَ مَا
أَعْطَى رَجُلًا مِنْهُمْ ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا نَقْلُ إِلَّا
بَعْدَ الْخُمْسِ» لَأَعْطَيْتُكَ ثُمَّ أَخَذَ يَعْزِضُ
عَلَيَّ مِنْ نَصِيْبِهِ فَأَبَيْتُ.

دوسروں میں سے ہر ایک کو دیا۔ پھر کہا: اگر میں نے
رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ”اضانی
انعام (نفل) خُس نکالنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔“ تو میں
تمہیں بھی دیتا، پھر وہ اپنا حصہ مجھے دینے کی کوشش کرتے
رہے مگر میں نے انکار کر دیا۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① چونکہ یہ مال دار الحرب سے بغیر کسی آویزش کے حاصل ہوا تھا اور ایسے مال میں خُس ہوتا ہے نہ
نفل، کیونکہ خُس اور نفل (اضانی انعام) دونوں ہی قائل سے حاصل ہونے والے مال میں ہوتے ہیں۔ اور یہ گھڑا
ویسے ہی ملا تھا اس لیے اس میں سبھی مجاہدین کو برابر کے حصے دیے۔ ② اس میں مسئلۃ الباب کا اثبات ”تو میں تمہیں
بھی دیتا“ سے ہوتا ہے، یعنی ان دیناروں میں سے تجھے نفل دیتا اور دینار سونے کا ہوتا تھا۔

۲۷۵۴- حَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ ابْنِ
الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
كَلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۲۷۵۳- (سند ہناد) عاصم بن کلیب نے اپنی سند
سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ۱۴۹) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ
يَسْتَأْذِنُ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَقِيهِ لِنَفْسِهِ
(التحفة ۱۶۱)

باب: ۱۳۹- کافروں سے حاصل ہونے والے مال
میں سے امام کا اپنے لیے کوئی چیز خاص کر لینا

۲۷۵۵- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ قَالَ:
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ الْأَسْوَدَ قَالَ: سَمِعْتُ
عَمْرَو بْنَ عَبْسَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمَغَنَمِ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ
وَبَرَةً مِنْ جَنْبِ الْبَعِيرِ ثُمَّ قَالَ: «وَلَا يَحِلُّ
لِي مِنْ غَنَائِمِكُمْ مِثْلُ هَذَا إِلَّا الْخُمْسُ،
وَالْخُمْسُ مُرْدُودٌ فِيكُمْ».

۲۷۵۵- حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، غنیمت کا ایک
اونٹ (بطور سترہ) آگے تھا جب آپ نے سلام پھیرا
تو آپ نے اس اونٹ کے پہلو سے کچھ بال لیے پھر فرمایا:
”اور تمہاری غنیمتوں میں سے میرے لیے اس قدر بھی
حلال نہیں سوائے پانچویں حصے کے اور وہ پانچواں حصہ بھی
پھر تم ہی میں واپس ہو جاتا ہے۔“

۲۷۵۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۷۰/۳ من حديث أبي عوانة به، انظر الحديث السابق.

۲۷۵۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۳۹/۶ من حديث أبي داود به.

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ غنیمت میں سے صرف خمس لیا کرتے تھے۔ اسی طرح امام المسلمین بھی اس مسئلے میں نبی ﷺ کی اقتدا کرے اور کوئی خاص چیز اپنے لیے خاص نہ کرے لہذا یہ کہ کوئی خاص مصلحت ہو۔ (نیل الاوطار' الجہاد' باب: ان اربعة احماس الغنیمۃ للغانمین ۲۹۶/۷ و باب بیان الصفی ۳۱۶/۷)

(المعجم ۱۵۰) - بَابُ: فِي الْوَفَاءِ
بِالْعَهْدِ (التحفة ۱۶۲)

۲۷۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لَوَاءٌ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ بْنِ فُلَانٍ».

☀ فائدہ: یعنی ایسے شخص کو رسوا کیا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ اس دھوکے باز کا انجام ہے۔ عہد و پیمان دو افراد کے درمیان ہو یا دو قوموں کے درمیان مسلمانوں کے ساتھ ہو یا کافروں کے ساتھ بد عہدی دنیا و آخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔

(المعجم ۱۵۱) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ
يُسْتَجَنُّ بِهِ فِي الْعُهُودِ (التحفة ۱۶۳)

۲۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ
الْبِرَّازُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ
يُقَاتَلُ بِهِ».

☀ فائدہ: ”امام“ یعنی رئیس اور قائد اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت کی ایک علامت ہوتا ہے۔ دشمنوں سے انہیں

۲۷۵۶- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يدعى الناس بابائهم، ح: ۶۱۷۸ من حديث مالك به، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۱۷۳۵.

۲۷۵۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۲۳/۹ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ۲۹۵۷، ومسلم، ح: ۱۸۴۱ من حديث أبي الزناد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

محفوظ رکھنے کی تدبیر کرتا اور خود ان کے مابین بھی امن و امان قائم رکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کفار سے جو عہد و پیمان کیے گئے ہوں تمام لوگ اس کا پاس کریں۔

۲۷۵۸- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) قریشیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ کیا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈال دی گئی، پس میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو اللہ کی قسم کبھی بھی اب ان کی طرف نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ”میں عہد کو نہیں توڑتا اور نہ قاصدوں کو قید کرتا ہوں، تمہیں چاہیے کہ واپس جاؤ، اگر تمہارے دل میں وہی بات رہے جو اب ہے تو واپس آ جانا۔“ کہتے ہیں: میں واپس گیا، پھر نبی ﷺ کی خدمت میں لوٹ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ بکیر کہتے ہیں: مجھے (حسن بن علی نے) بتایا کہ (اس کا دادا) ابو رافع قبلی غلام تھا۔

۲۷۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: بَعَثَنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُلْقِيَ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَا أَحِيسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَحِيسُ الْبُرْدَ وَلَكِنْ أَرْجِعُ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ». قَالَ: فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمْتُ. قَالَ بُكَيْرٌ: وَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَا رَافِعٍ كَانَ قَبْلِيًّا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس زمانے میں تھا (کہ قاصد مسلمان ہونا چاہ رہا تھا تو اسے واپس کر دیا) آج درست نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا كَانَ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ، وَالْيَوْمَ لَا يَصْلُحُ.

فائدہ: امام ابو داود رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو رافع کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کافروں سے مسلمانوں کا یہ معاہدہ طے ہوا تھا کہ کافروں کے پاس سے آنے والے شخص کو واپس لوٹا دیا جائے گا، چاہے وہ مسلمان ہی ہو۔ اسی معاہدے کی وجہ سے نبی ﷺ نے حضرت ابو رافع کو لوٹایا، اب اس طرح کرنے کی ضرورت نہیں۔ الایہ کہ اب بھی کسی جگہ اس قسم کا معاہدہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہو جائے۔

۲۷۵۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۷۴ من حديث عبد الله بن وهب به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۶۳۰.

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

باب: ۱۵۲- معاہدہ کے دنوں میں امام اگر دشمن کی جانب کوچ کرے تو (روائیں)

(المعجم ۱۵۲) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ
يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ فَيَسِيرُ نَحْوَهُ

(التحفة ۱۶۴)

۲۷۵۹- حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ قبیلہ حمیر سے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ (صلح و امن) ہو چکا تھا اور (معاویہ رضی اللہ عنہ ان ایام معاہدہ میں) ان کے علاقوں کی طرف کوچ کر رہے تھے تاکہ جو نئی معاہدے کی مدت ختم ہو (اچانک) ان پر چڑھائی کر دیں تو عربی گھوڑے یا ترکی گھوڑے پر سوار ایک شخص ان کی طرف آیا۔ وہ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، وفاداری ہو غدر نہیں پکارتا آ رہا تھا۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابی رسول حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس کا دوسری قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو وہ اس وقت تک کوئی نیا معاہدہ نہ کرے اور نہ اسے ختم کرے جب تک کہ پہلے معاہدے کی مدت باقی ہو یا برابر ہی کی سطح پر اسے توڑنے کا اعلان کر دے۔“ چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے۔

۲۷۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْفَيْضِ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ - رَجُلٍ مِنْ حَمِيرٍ - قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّومِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ، حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ أَوْ بِرَدَوْنٍ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرَ، فَتَنظَرُوا فَإِذَا عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدُّ عُقْدَةً وَلَا يَحْلُلُهَا حَتَّى يَنْقُضِيَ أَمْدُهَا، أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ»، فَارْجَعَ مُعَاوِيَةُ.

230

فائدہ: اختتام معاہدے کے فوراً بعد اچانک چڑھائی کرنا دھوکے میں شمار کیا گیا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام اور مسلمانوں کے لیے اندھی عصیت میں مبتلا نہ تھے بلکہ اس کے تمام اصول و ضوابط کو ہر حال میں پیش نظر رکھتے تھے۔

(المعجم ۱۵۳) - بَابُ: فِي الْوَفَاءِ
لِلْمُعَاهِدِ وَحُرْمَةِ ذِمَّتِهِ (التحفة ۱۶۵)

باب: ۱۵۳- ذمی سے کیے گئے عہد کی وفا کرنے اور اس کے ذمہ کی حرمت کا بیان

۲۷۵۹- نخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الغدر، ح: ۱۵۸۰ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۸۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

۲۷۶۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ،
 عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ : «مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ
 حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① [مُعَاهِد] ”ہا“ پر زبر (یعنی ایسا شخص جو کافر ہوتے ہوئے حکومت اسلامیہ میں رہ رہا ہو اور ٹیکس وغیرہ ادا کرتا ہو تو اسے ”ذمی“ اور ”مُعَاهِد“ کہتے ہیں۔ ② گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کے بارے میں جو احادیث میں آتا ہے کہ ”اس پر جنت حرام ہے یا جنت میں داخل نہیں ہوگا“ ان کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا مسلمان جنت میں جانے والے اولین لوگوں میں شامل نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا اِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ جنت میں جائے گا ہی نہیں، کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اہل توحید جنت میں داخل ہوں گے۔

(المعجم ۱۵۴) - بَابُ فِي الرُّسُلِ
 (التحفة ۱۶۶)

۲۷۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو
 الرَّازِيُّ : حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ : كَانَ مُسَيْلِمَةُ
 كَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ : وَقَدْ
 حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ
 أَشْجَعٍ يُقَالُ لَهُ : سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ ، عَنْ
 سَلَمَةَ بْنِ نَعِيمٍ بْنِ مَسْعُودٍ الْأَشْجَعِيِّ ، عَنْ
 أَبِيهِ نَعِيمٍ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 يَقُولُ لَهُمَا حِينَ قَرَأَ كِتَابَ مُسَيْلِمَةَ : «مَا
 تَقُولَانِ أَتَمَّ؟» قَالَا : نَقُولُ كَمَا قَالَ ،

۲۷۶۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ح: ۷۵۱ من حديث
 عيينة بن عبد الرحمن به.

۲۷۶۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۸۷ من حديث سلمة بن الفضل به، وصححه الحاكم على
 شرط مسلم: ۲/ ۱۴۳ و ۵۲، ووافقه الذهبي.

قَالَ: «أَمَّا وَاللَّهِ! لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمْ».

☀️ فائدہ: سفیر یا قاصد امام المسلمین کے سامنے بھی کفر کا اظہار کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

۲۷۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ: مَا بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ حِنَّةٌ وَإِنِّي مَرَرْتُ بِمَسْجِدٍ لِبَنِي حَنِفَةَ فَإِذَا هُمْ يُؤْمِنُونَ بِمُسْلِمَةٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ، فَجِئَ بِهِمْ فَاسْتَبَاهُمُ غَيْرَ ابْنِ النَّوَاحِ قَالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْلَا أَنَّكَ رَسُولٌ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ» فَأَنْتَ الْيَوْمَ لَسْتَ بِرَسُولٍ، فَأَمَرَ قَرْظَةَ بْنَ كَعْبٍ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ فِي السُّوقِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى ابْنِ النَّوَاحِ فَيَبْلُغَ السُّوقَ.

۲۷۶۲- حارثہ بن مضرب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (جبکہ وہ کوفہ میں والی تھے) اور کہا: مجھے کسی عرب سے کوئی عداوت نہیں اور میں قبیلہ بنو حنیفہ کی مسجد سے گزرا ہوں تو میں نے انہیں پایا ہے کہ وہ لوگ میلہ پر ایمان رکھتے ہیں (یہ مسجد کوفہ ہی میں تھی)۔ پس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوالیا، انہیں لایا گیا تو انہوں نے (عبداللہ بن مسعود نے) ان سے توبہ کروائی، سوائے ابن نواح کے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے (تجھ سے) کہا تھا: ”اگر تو سفیر نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔“ اور آج تو سفیر یا قاصد نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو بازار میں (سرعام) قتل کر دیا۔ پھر فرمایا: جو ابن نواح کو مقتول دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے بازار میں دیکھ لے۔

☀️ فائدہ: دارالاسلام میں کفر اور ارتداد کا کھلے عام اظہار ناقابل معافی جرم ہے بالخصوص سرغنہ قسم کے لوگوں سے تو کسی قسم کی رعایت نہیں رکھی جاسکتی۔ بعض لوگ اسے ”حریتِ فکر“ کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بات موجودہ دور کی ”حریتِ فکر“ کے خلاف ہے، لیکن اسلام ایسی ”حریتِ فکر“ کا قائل نہیں جس کا نتیجہ الحادِ لادینیت اور ارتداد ہو۔ اور اسلام ہی نہیں، کوئی بھی نظریاتی ملک اپنے اساسی نظریات کے خلاف لب کشائی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے کہ اس

۲۷۶۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۱۱/۹ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۱/۳۸۴، والنسائي في الكبرى، ح: ۸۶۷۵، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۲۹، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ۱/۳۹۶، والحاكم: ۵۳/۳ وغيرهما * أبو إسحاق عنعن.

جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

کامیاب فکری انتشار اور نظریاتی انارکی کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ آزادی افکار وہی ہے جس کی بابت اقبال نے کہا تھا
 رکھتے نہیں جو فکر و تدبیر کا سلیقہ
 انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ
 آزادی افکار سے ہے ان کی تباہی
 ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار
 اسی کی بابت مزید فرمایا

اس قوم میں ہے شوخی اندیشہ خطرناک
 گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ
 جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد
 آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد
 (المعجم ۱۵۵) - باب: فی امان
 المرأة (التحفة ۱۶۷)

۲۷۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عِيَّاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهَا أَجَارَتْ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَآتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: فَقَالَ: «قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتَ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ».

۲۷۶۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ لِتُجِيرَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَيَجُوزَ.

۲۷۶۳- تخریج: [حسن] تقدم بعضه، ح: ۱۲۹۰، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۸۵ من حديث عبد الله بن وهب به.

۲۷۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۸۳ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو مدلس وعنه، وللحديث شواهد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



۱۵- کتاب الجہاد — جہاد کے مسائل —
 ﷺ فائدہ: مسلمانوں میں سے کوئی ادنیٰ آدمی بھی اگر کسی کافر کو امان دے دے تو سب پر لازم ہے کہ اس کی امان کا لحاظ کریں۔

(المعجم ۱۵۶) - بَابُ: فِي صَلَاحِ
 بَاب: ۱۵۶- دشمن سے صلح کر لینے کا بیان
 الْعَدُوِّ (التحفة ۱۶۸)

ﷺ فائدہ: کفار سے ایسا بیان کہ ایک مدت تک کے لیے ہم آپس میں قتال نہیں کریں گے جائز ہے مگر چاہیے کہ اس کی ابتدا اور مطالبہ کفار کی طرف سے ہو۔ مسلمانوں کا ابتدائی طور پر انہیں یہ پیش کش کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں کیونکہ اس میں کمزوری اور ہتک کا اظہار ہے۔ اور لازمی ہے کہ صلح کے ساتھ ساتھ مسلمان اپنی تیاری سے غافل نہ رہیں، ممکن ہے کہ دشمن دھوکہ دے جائے۔ سورۃ انفال میں اس امر کی شروعت کا بیان مذکور ہے: ﴿هُوَ إِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ - وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخُدُّوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ.....﴾ (الانفال: ۶۱-۶۲) ”اگر وہ کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس کے لیے جھک جائیں اور اللہ پر توکل کریں بلاشبہ وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ اور اگر انہوں نے آپ کو دھوکا دینے کا ارادہ کیا ہو تو پھر اللہ آپ کے لیے کافی ہے.....“ درج ذیل حدیث میں صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے جو یہاں مختصر ہے۔ چاہیے کہ دیگر کتب حدیث و سیرت میں تفصیل سے اس کا مطالعہ کیا جائے، انتہائی جامع حدیث ہے اور بے شمار مسائل کی حامل ہے۔



۲۷۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ أَنَّ
 مُحَمَّدَ بْنَ ثَوْرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ
 الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ
 الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِنْ
 أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدِ الْحُلَيْفَةِ قَلَدَ
 الْهَدْيِ وَأَشْعَرُهُ، وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ. وَسَاقَ
 الْحَدِيثَ. قَالَ: وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا
 كَانَ بِالنَّيَّةِ الَّتِي يُهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ
 رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلِّ حَلِّ! خَلَّاتِ
 ۲۷۶۵- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر چودہ پندرہ سو
 صحابہ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ (۱) جب ذوالحلیفہ
 پہنچے تو آپ نے اپنی قربانی کو قلاذہ پہنایا اور اس کے
 کوہان پر چیر لگایا (اشعار کیا) اور عمرے کا احرام باندھا۔
 (۲) اور حدیث بیان کی۔ نبی ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ
 جب اس گھائی پر پہنچے جہاں سے اہل مکہ کی طرف اترتے
 ہیں تو آپ کی سواری بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا: حَلِّ حَلِّ
 (اونٹ کو اٹھانے کی آواز ہے) قصواء بگڑ گئی ہے (یا اڑ گئی
 ہے) دوبار کہا (۳) نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ نہ بگڑی ہے

۲۷۶۵- تخریج: أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابه الشروط، ح: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲ من حديث معمر به مطولاً.

اور نہ اس کی یہ عادت ہے اسے ہاتھی کو روکنے والے نے روکا ہے۔“ (۴) پھر فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ لوگ آج مجھے جو بھی کوئی ایسی تجویز پیش کریں گے جس سے وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم بجالائیں تو میں اسے قبول کر لوں گا۔“ (۵) پھر آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر آپ نے ان کی طرف سے راستہ تبدیل کر لیا حتیٰ کہ حدیبیہ کے پار ایک کنویں پر جا ترے اس میں پانی بہت تھوڑا تھا۔ پھر آپ کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی آیا۔ (۶) اس کے بعد عروہ بن مسعود آیا اور نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ جب بھی آپ ﷺ سے بات کرتا تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرتا (۷) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہی کھڑے تھے (۸) ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھی (عروہ آپ ﷺ سے بات کرتے ہوئے آپ کی داڑھی پر ہاتھ لگاتا تو) وہ اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر دے مارتے اور کہتے: دور کر اپنا ہاتھ ان کی داڑھی سے۔ عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا: یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں تو وہ بولا: اے دھوکے باز! کیا میں تیرے دھوکے اور فساد میں صلح صفائی نہیں کراتا رہا ہوں؟ (در اصل) مغیرہ رضی اللہ عنہ قبل از اسلام کچھ لوگوں کے ساتھ تھے تو ان کو قتل کر دیا ان کے مال لوٹ لیے پھر جا کر اسلام قبول کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسلام تو ہم نے قبول کر لیا مگر مال چونکہ دھوکے کا ہے اس لیے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔“ (۹) اور حدیث بیان کی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لکھو یہ وہ

الْفَصْوَى - مَرَّتَيْنِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا خَلَّاتُ وَمَا ذَلِكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَاسِسُ الْفِيلِ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَسْأَلُونِي الْيَوْمَ خُطَّةَ يُعْظَمُونَ بِهَا حُرْمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا»، ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَفْصَى الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى تَمَدٍ قَلِيلٍ الْمَاءِ فَجَاءَهُ بُذَيْلُ بْنُ وَرْقَاءِ الْخُزَاعِيِّ ثُمَّ أَنَاهُ يَعْني عُرْوَةَ بْنَ مَسْعُودٍ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَلَّمَا كَلَّمَهُ [بِكَلِمَةٍ] أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَضْرَبَ يَدَهُ بِتَغْلِ السَّيْفِ وَقَالَ: أَخْرَيْدَكَ عَنْ لِحْيَتِي، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، قَالَ: أَيُّ غَدْرٍ! أَوْلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟ - وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحْبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَاسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا الْإِسْلَامُ فَقَدْ قَبِلْنَا وَأَمَّا الْمَالُ فَإِنَّهُ مَالُ غَدْرٍ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ». فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِئْتَبْتُ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ» وَقَصَّ الْخَبَرَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ قِصَّةِ الْكِتَابِ قَالَ

(عہد نامہ) ہے جس پر محمد رسول اللہ نے اتفاق کیا ہے۔“ اور پورا قصہ بیان کیا۔ (۱۰) سہیل نے کہا:..... اور ہم میں سے جو کوئی بھی آپ کے پاس آئے خواہ وہ آپ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو وہ آپ کو ہماری طرف واپس کرنا ہوگا۔ پھر جب عہد نامے کی تحریر سے فارغ ہو گئے تو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”اٹھو! قربانیاں کرو اور اپنے سر موٹ لو۔“ پھر مومن اور مہاجر عورتیں آئیں (تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں..... الممتحنہ: ۱۰/۶۰) تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ انہیں واپس نہیں لو، البتہ یہ حکم دیا کہ ان کے حق مہر واپس کر دیے جائیں۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ قریش کا ایک آدمی ابوبصیر آپ کے پاس آ گیا۔ تو ان لوگوں نے اس کو لینے کے لیے اپنے دو آدمی بھیج دیے۔ نبی ﷺ نے اسے ان کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے لے کر چلے گئے حتیٰ کہ جب ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا اور اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک کو کہا: ارے! تیری یہ تلوار تو بہت عمدہ دکھائی دیتی ہے۔ اس نے اسے میان سے نکالا اور کہا: ہاں ہاں میں نے اس کو بہت آزمایا ہے۔ ابوبصیر نے کہا: دکھانا ذرا میں اسے دیکھوں تو سہی۔ اور وہ اس نے اس کو پکڑا دی۔ پس ابوبصیر نے وہ اسے دے ماری حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ والا دوسرا آدمی بھاگ کر مدینے آ گیا اور بھاگتے بھاگتے مسجد میں چلا آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(یہ خوف زدہ

النَّبِيِّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «قُومُوا فَأَنْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا» ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ مُهَاجِرَاتٌ الْآيَةِ، فَتَنَاهُمُ اللَّهُ أَنْ يَرُدُّوهُنَّ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ - يَعْنِي فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ - فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى إِذَا بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمَرٍ لَهُمْ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ! جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ فَقَالَ: أَجَلُ قَدْ جَرَّبْتُ بِهِ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ أَرِنِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَأَمَكَّنَتْهُ مِنْهُ فَضَرَبَتْهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْذُو، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ رَأَى هَذَا دُعْرًا» فَقَالَ: قُتِلَ وَاللَّهِ! صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ: قَدْ أَوْفَى اللَّهُ ذِمَّتَكَ فَقَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ نَجَّانِي اللَّهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَيْلٌ أُمِّهِ مُسِيعِرُ حَرْبٍ، لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ» فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سَيْفَ الْبَحْرِ وَيَنْفَلْتُ أَبُو جَنْدَلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عَصَابَةٌ.

ہے۔) اس نے کوئی خوفناک چیز دیکھی ہے۔“ وہ بولا:
اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی مارا
جانے والا ہوں۔ پھر ابو بصیر بھی آگیا تو اس نے کہا: اللہ
نے آپ کی ذمہ داری پوری کرادی کہ آپ نے مجھے ان
کے حوالے کر دیا تھا، پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دے
دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کی ماں کا افسوس! یہ تو
جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اسے مل جائے۔“
جب اس نے یہ سنا تو سمجھ گیا کہ آپ ﷺ اسے ان لوگوں
کی طرف لوٹا دیں گے۔ سو وہ وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور
ساحل سمندر پر آ گیا۔ پھر ابو جندل بھی نکل بھاگا اور ابو بصیر
کے ساتھ جا ملا حتیٰ کہ وہاں ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔

🌞 فوائد و مسائل: یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔ ہر ذمہ دار شخص کو اس پر خوب غور کرنا چاہیے۔
① مسلمان حکمران کی کافروں کے ساتھ صلح کے وقت سب سے پہلی ترجیح اللہ تعالیٰ کی تعظیم و عظمت ہونی چاہیے۔
② مسنون یہ ہے کہ بیت اللہ کو روانہ کی جانے والی قربانی کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈال دیا جائے اور اونٹ یا اونٹنی ہو تو
اس کے کوبان کے دائیں جانب ہلکا سا چیر لگا کر خون اس پر چڑھ دیا جائے اس چیر لگانے کو ”اشعار“ کہتے ہیں۔
③ قصواء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام ولقب تھا۔ لفظی معنی ہیں ”کان کئی“ ④ ابرہہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے
جس میں وہ ایک عظیم لاؤ لشکر اور ہاتھی لے کر آیا تھا کہ بیت اللہ کو منہدم کر دے، مگر اللہ کی تدبیر سے پرندوں کی
سنگریزوں کی بارش سے سارا لشکر ہلاک ہو گیا اور کعبہ اور مکہ دونوں محفوظ و مامون رہے۔ ⑤ یعنی اللہ کے حرم میں قتل
و غارت نہ ہو اور دونوں قوموں کے مابین صلح ہو جائے۔ ⑥ بدیل بن ورقاء نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کو بطور خیر خواہی کے یہ خبر دی کہ کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی اپنی تمام تر قوت کے ساتھ حدیبیہ کے پار مکہ کی جانب
جنگ کے لیے تیار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بتایا کہ ہم درحقیقت لڑنے کے لیے آئے ہی نہیں ہیں۔ لیکن اگر
مجبور کر دیا گیا تو اس وقت تک لڑوں گا جب تک اللہ اپنے اس دین اسلام کو غالب نہ فرمادے یا میری گردن کٹ
جائے اور جان چلی جائے۔ ⑦ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ دو برابر کے ساتھی آپس میں گفتگو کے دوران میں
دوسرے کو نرمی اور ملامت پر آمادہ کرنے کے لیے یہ انداز اختیار کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے واضح کر دیا
کہ تم ان کے برابر کے نہیں ہو یہ تو افضل البشر ہیں۔ ⑧ خطرے اور اظہار وجاہت کے مواقع پر حفاظت وغیرہ کے
لیے محافظوں کو کھڑا کرنا جائز اور مطلوب ہے۔ مگر جہاں کوئی معقول سبب نہ ہو وہاں لوگوں کو کھڑا کرنا تکبر میں شمار ہوتا

ہے اور ایک ناجائز عمل ہے ⑨ دھوکے فریب سے حاصل کردہ مال کسی صورت جائز نہیں۔ مگر دارالحرب سے اور قتال کی صورت میں حاصل ہونے والا مال غنیمت کہلاتا ہے۔ ⑩ سہیل نے معاہدہ لکھتے وقت ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پر اعتراض کیا کہ ہم ”الرحمن“ کو نہیں جانتے اور نبی ﷺ کے متعلق ”محمد رسول اللہ“ لکھنا بھی قبول نہیں کیا۔ مگر آپ نے شرعی مصلحت کے تحت اس کی یہ باتیں باوجود غلط ہونے کے گوارا کر لیں اور بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ اور محمد بن عبد اللہ لکھا گیا۔ اس نرم روی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعد ازاں یہی لوگ اسلام لے آئے اور اسلام کے فداکار سپاہی ثابت ہوئے۔ ⑪ ساحل سمندر پر جمع ہونے والی یہ جماعت قریش کے قافلوں پر حملے کرتی اور ان کے تجارتی قافلوں کے لیے ایک بڑا خطرہ ثابت ہوئی۔ بالآخر قریش نے درخواست کی کہ ہم اپنی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں کہ اہل مکہ میں سے مسلمان ہونے والے کو واپس کیا جائے۔ اس طرح ان لوگوں کو مدینے بلا لیا گیا۔

۲۷۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: ۲۷۶۶- حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے منقول ہے کہ قریش نے اس بات پر صلح کی کہ دس سال تک کوئی جنگ نہیں ہوگی لوگ اس مدت میں ہر طرح امن سے رہیں گے (اس معاہدے کے متعلق) ہم دونوں فریقوں کے دل صاف رہیں گے چوری چھپے یا خیانت سے اس کی مخالفت نہ ہوگی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُمْ اضْطَلَحُوا عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِينَ يَأْمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ وَعَلَى أَنْ بَيِّنَتَا عَيْبَةَ مَكْفُوفَةً وَأَنَّهُ لَا إِسْلَالَ وَلَا إِغْلَالَ.

🌞 توضیح: ”عیبہ“ وہ گٹھڑی ہوتی ہے جس میں خاص مال اور کپڑے سنبھال کر رکھے جاتے ہیں۔ چونکہ دل بھی عہد و پیمان کا خزن ہوتا ہے اس لیے اس کو ”عیبہ“ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ”مکفوفہ“ بندھی ہوئی تھیلی۔ ”اسلال“ کا ایک ترجمہ یہ بھی ہے کہ ”تواریں نہیں نکالی جائیں گی۔“ اور ”اغلال“ سے مراد ہے کہ ”زیریں نہیں پہنی جائیں گی۔“ مقصد یہ کہ کسی طرح جنگ نہیں کی جائے گی۔

۲۷۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۲۷۶۷- خالد بن معدان نے بیان کیا کہ جبیر بن النقیلی: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا

۲۷۶۶- تخریج: [حسن] * ابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي في دلائل النبوة: ۴/ ۱۴۵، وانظر الحديث السابق.

۲۷۶۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الملاحم، ح: ۴۰۸۹ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه الحاكم: ۴/ ۴۲۱، ووافقه الذهبي.

ہیں وہ نبی ﷺ کے صحابی تھے۔ تو ہم ان کے پاس گئے۔ جبیر نے ان سے صلح کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”تم لوگ رومیوں سے ایک پر امن صلح کرو گے اور پھر تم اور وہ اپنے پیچھے (کسی) ایک دشمن سے قتال کرو گے۔“

الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: مَالَ مَكْحُولٌ وَابْنُ أَبِي زَكْرِيَّا إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَمِلْتُ مَعَهُمْ فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: قَالَ جُبَيْرٌ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ذِي مَخْيَرٍ - رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ جُبَيْرٌ عَنِ الْهُدْنَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا آمِنًا وَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ».

☀ فائدہ: حسب مصلحت دشمن سے صلح کی جاسکتی ہے۔ یہ حدیث کتاب الملاحم میں تفصیل سے آئے گی۔ (سنن ابی

داود، الملاحم، حدیث: ۲۲۹۲)

باب: ۱۵۷- غفلت اور بے خبری میں دشمن کے پاس جانا اور ان کی مشابہت اختیار کرنا

(المعجم ۱۵۷) - بَابٌ فِي الْعُدُوِّ يُؤْتَى عَلَى غِرَّةٍ وَيَتَشَبَّهُ بِهِمْ (التحفة ۱۶۹)

۲۷۶۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے؟ بلاشبہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔“ پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“ انہوں نے کہا: مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کے سامنے کوئی بات بنا سکوں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں! تم کہہ سکتے ہو۔“ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور کہا: اس آدمی نے ہم سے صدقات طلب کیے ہیں اور ہمیں بہت

۲۷۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ»، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَأَذِنَ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا؟ قَالَ: «نَعَمْ، قُلْ» فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا الصَّدَقَةَ، وَقَدْ عَنَّا، قَالَ: وَأَيْضًا لَتَمْلُئَنَّهُ؟ قَالَ: اتَّبِعْنَاهُ فَتَحْنُ نَكَرُهُ أَنْ نَدْعَهُ

۲۷۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الكذب في الحرب، ح: ۳۰۳۱، ومسلم، الجهاد والسير، باب قتل كعب بن الأشرف طاغوت اليهود، ح: ۱۸۰۱ من حديث سفیان بن عیینة به.



تنگ کر رکھا ہے۔ اُس نے کہا: ابھی تم اس شخص سے اور بھی اکتا جاؤ گے۔ ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چونکہ ہم اس کی پیروی اختیار کر چکے ہیں اس لیے فوراً اسے چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے حتیٰ کہ دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں ایک دو وسق (غلہ وغیرہ) دے دو۔ کعب نے کہا: بطور رہن کیا چیز دو گے؟ انہوں نے کہا: تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اپنی عورتیں دے دو۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! تم عرب کے حسین ترین شخص ہو، تمہیں اپنی عورتیں بطور رہن دے دیں تو یہ ہمارے لیے بہت بڑی عار ہوگی۔ وہ بولا: چلو اپنی اولادیں دے دو۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! (ساری زندگی) ہمارے بچے کو یہ گالی دی جاتی رہے گی کہ تمہیں تو ایک یا دو وسق کے بدلے میں رہن رکھا گیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں ہم اپنا اسلحہ بطور رہن دے سکتے ہیں۔ تو وہ بولا: ہاں ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جب اس کے پاس آئے تو ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آواز دی وہ باہر آیا اس نے خوشبو لگا رکھی تھی اور اس کا سر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ پس جب وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور محمد بن مسلمہ اپنے ساتھ تین یا چار ساتھیوں کو بھی لائے تھے۔ سب نے اس سے خوشبو کا تذکرہ کیا۔ وہ کہنے لگا: میرے ہاں فلاں عورت ہے جو بہترین خوشبو والی عورت ہے۔ ابن مسلمہ نے کہا: اگر اجازت دو تو میں سوگھ لوں۔ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ پس انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر میں کیا اور اسے سوگھا۔ انہوں نے کہا: ذرا ایک بار پھر۔ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر میں

حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسَلِّفَنَا وَنَسْقَا أَوْ وَنَسْقَيْنِ. قَالَ كَعْبٌ: أَيُّ شَيْءٍ تَرَاهُنُونِي؟ قَالَ: وَمَا تَرِيدُ مِنَّا؟ فَقَالَ: نِسَاءَ كُمْ. قَالُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ! أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ نَرَاهُنْكَ نِسَاءً فَيَكُونُ ذَلِكَ عَارًا عَلَيْنَا، قَالَ: فَتَرَاهُنُونِي أَوْ لَا دَكُمْ، قَالُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ! يُسِبُّ ابْنُ أَحَدِنَا فَيَقَالُ: رُهِنتَ بِوَسْقٍ أَوْ وَنَسْقَيْنِ؟ قَالُوا: نَرَاهُنْكَ اللَّأَمَةَ - يُرِيدُ السَّلَاحَ - قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا أَنَا نَادَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُتَطَيَّبٌ يَنْضِخُ رَأْسَهُ، فَلَمَّا أَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ - وَقَدْ كَانَ جَاءَ مَعَهُ بِتَفْرِ ثَلَاثَةِ أَوْ أَرْبَعَةِ - فَذَكَرُوا لَهُ، قَالَ: عِنْدِي ثَلَاثَةٌ، وَهِيَ أَغْطُرُ نِسَاءَ النَّاسِ، قَالَ: تَأْذَنُ لِي فَأَشْمُ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَشَمَّهُ، قَالَ: أَعُوذُ قَالَ: نَعَمْ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَلَمَّا اسْتَمَكَّنَ مِنْهُ قَالَ: دُونَكُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى قَتَلُوهُ».

The Real Muslims Portal

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

چڑھتے، تو تین بار اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آمَنُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ [”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں“ اسی کی حکومت ہے تمام طرح کی تعریفیں اسی کی ہیں اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے ہی نے پسپا کر دیا۔“

☀️ فائدہ: مسنون یہی ہے کہ بلندی پر چڑھتے ہوئے گنبد (اللہ اکبر) اور پستی کی طرف اترتے ہوئے تسبیح (سُبْحَانَ اللَّهِ) کہا جائے۔

باب: ۱۵۹- جہاد سے واپس آ جانے کی رخصت جبکہ یہ عمل پہلے ممنوع تھا

(المعجم ۱۵۹) - بَابُ: فِي الْإِذْنِ فِي الْقُقُولِ بَعْدَ النَّهْيِ (التحفة ۱۷۱)

۲۷۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدِ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ...﴾ [کوسورہ نور کی آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

۲۷۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدِ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ...﴾ [التوبة: ۴۴] الْآيَةِ نَسَخَتْهَا الَّتِي فِي الثَّوَرِ: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ إِلَى

۲۷۷۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۷۳/۹ من حديث أبي داود به مختصراً.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَوْلِهِ: ﴿عَفْوَرٌ رَّحِيمٌ﴾ [النور: ۶۲].

☀️ فائدہ: ابتدائے اسلام میں منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں نہیں نکلا کرتے تھے اگر جاتے بھی تو مختلف حیلے بہانوں سے واپس آ جاتے تھے۔ سورۃ توبہ میں ان کے متعلق بیان ہوا ہے: ﴿لَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلَيْهِم بِالْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّمَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ﴾ (التوبة: ۳۳-۳۵) ”جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں وہ آپ سے کوئی اجازت نہیں مانگتے کہ انہیں اپنے مالوں یا جانوں کے ساتھ جہاد نہ کرنا پڑے اور اللہ متقین کو خوب جانتا ہے، آپ سے وہی لوگ اجازتیں مانگتے ہیں جن کا اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے انہی شکوک میں بھٹک رہے ہیں۔“ ان آیات کے نازل ہونے پر جہاد سے لوٹ آنا ممنوع ہو گیا تھا خواہ نبی ﷺ کی اجازت ہی سے ہوتا، مگر جب اسلام اور مسلمانوں کو قوت حاصل ہو گئی اور مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھ گئی تو اجازت لے کر واپس آ جانے کی رخصت ہو گئی اور سورۃ نور کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (النور: ۶۲) ”ایمان والے وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور وہ جب کسی اجتماعی کام میں ہوتے ہیں تو اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلاشبہ جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں سو جب یہ آپ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو آپ جسے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لیے اللہ سے معافی مانگیں بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔“

(المعجم ۱۶۰) - بَابُ: فِي بَعْنَةِ

الْبُشْرَاءِ (التحفة ۱۷۲)

۲۷۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ

۲۷۷۲- حضرت جریر (بن عبد اللہ البجلي) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تم مجھے ذی خلیصہ سے راحت نہیں پہنچا سکتے؟“ چنانچہ وہ اس کے پاس آئے اور اس کو جلاذ ال

نَافِعِ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ

قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا تُرِيدُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟»

۲۷۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب البشارة في الفتوح، ح: ۳۰۷۶، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل جرير بن عبد الله رضي الله تعالى عنه، ح: ۲۴۷۶ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

فَاتَّاهَا فَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ پھر قبیلہ احس کا ایک آدمی نبی ﷺ کی طرف بھیجا جو
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ يَكُنَى أَبَا أَرْطَاةٍ. آپ کے پاس خوش خبری لے کر گیا۔ اس کی کنیت
ابو ارقطاعہ تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بنو نعم نے اپنا ایک معبد بنا رکھا تھا جسے وہ [الْكُفَّةُ الْيَمَانِيَّة] کہتے تھے۔ اس گھر کا نام

[خَلَصَة] اور بت کا نام [ذو الخلصہ] رکھا ہوا تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور یہ مہم سر کی۔

② کسی اہم واقعہ کی خوشخبری بھیجنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں اپنے کردار کا لوگوں کو سنانا اور دکھانا مقصود نہ ہو بلکہ اسلام کی سر بلندی کی اطلاع دینا مقصود ہو یا مسلمانوں کا بڑھاوا اور ان کی حوصلہ افزائی مقصود ہو۔

(المعجم ۱۶۱) - بَابُ: فِي إِعْطَاءِ بَاب: ۱۶۱- خوشخبری دینے والے کو کوئی انعام دینا
الْبَشِيرِ (التحفة ۱۷۳)

۲۷۷۳- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا
ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
قال: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابن كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ
قال: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ
فَرَكَعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ وَقَصَّ
ابْنُ السَّرْحِ الْحَدِيثَ قَالَ: وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ حَتَّى
إِذَا طَالَ عَلَيَّ تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي
قَتَادَةَ - وَهُوَ ابْنُ عَمِّي - فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ
فَوَالله! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، ثُمَّ صَلَّيْتُ
الصُّبْحَ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتِ

۲۷۷۳- تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبه، ح: ۲۷۶۹ عن ابن السرح،
والبخاري، التفسير، سورة البراءة، باب قوله: ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾، ح: ۴۶۷۶
مختصراً جداً من حديث ابن وهب به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

مِنْ بَيُّوتِنَا، فَسَمِعْتُ صَارِحًا: يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ! أَبَشِّرْ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبِي فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ، فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يُهْرُولُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي.

خوشخبری ہو۔ پھر جب وہ میرے پاس پہنچا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اس کے لیے اپنے کپڑے اتارے اور اس کو پہنا دیے۔ پھر میں چلا جاتا کہ جب مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ طلحہ بن عبید اللہؓ دھڑ دھڑاتے ہوئے میری طرف لپکے، حتیٰ کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد پیش کی۔



فوائد ومسائل: ① یہ غزوہ تبوک میں حضرت کعب بن مالکؓ کی غیر حاضری پر ان کے بایکاٹ سے متعلق واقعہ ہے جو فتح مکہ کے بعد سن: ۹ ہجری میں پیش آیا تھا۔ اور یہی وہ غزوہ ہے جو اس دور کے تمام مسلمانوں پر بالعموم فرض عین ہوا تھا۔ مگر مخلص مسلمانوں میں سے تین افراد بغیر کسی معقول عذر کے پیچھے رہ گئے یعنی کعب بن مالکؓ، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہؓ۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو انہوں نے بصراحت اقرار کیا کہ ہمارے پیچھے رہ جانے میں کوئی شرعی عذر نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے مقاطعہ کر لیں۔ چالیس دن کے بعد حکم آیا کہ یہ اپنی عورتوں سے بھی الگ رہیں۔ پچاس دن پورے ہونے پر توبہ قبول کی گئی اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (التوبة: ۱۱۸) ”اور اللہ نے ان تین آدمیوں کی توبہ بھی قبول فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی کشادگی کے ان پر تنگ ہو گئی اور خود ان کی جان بھی ان پر تنگ ہو گئی اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں ہے پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تاکہ وہ توبہ کر لیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔“ ② جو شخص خوشخبری پہنچائے اسے ہر دینا مستحب ہے۔

(المعجم ۱۶۲) - بَابُ: فِي سُجُودِ

الشُّكْرِ (التحفة ۱۷۴)

۲۷۷۴- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: ۲۷۷۴- حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی یا آپ کو بشارت دی جاتی تو آپ اللہ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا

۲۷۷۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في سجدة الشكر، ح: ۱۵۷۸، وابن ماجه، ح: ۱۳۹۴ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جَاءَهُ أَمْرٌ سُرُورٍ أَوْ بُشْرٍ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا
شَاكِرًا لِلَّهِ .

☀ فائدہ: انسان کو جب کوئی خوشی کی خبر ملے تو سجدہ کرنا مسنون و مستحب ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے سجدہ شکر کیا (بخاری: ۳۳۱۸) اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔

۲۷۷۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ : حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ ابْنِ عُثْمَانَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَهُوَ يَحْيَى بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عُثْمَانَ - عَنْ أَشْعَثَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْرَا نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَدَعَا اللَّهَ تَعَالَى سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - ذَكَرَهُ أَحْمَدُ ثَلَاثًا - قَالَ: «إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِرَبِّي، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثَّلَاثَ الْآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي» .

۲۷۷۵- حضرت عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ سے روانہ ہوئے ہمارا ارادہ مدینہ جانے کا تھا۔ جب ہم مقام عَزْرَا کے قریب پہنچے تو آپ اپنی سواری سے اتر پڑے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک گھڑی اللہ سے دعا کرتے رہے۔ پھر سجدے میں گر گئے اور دیر تک سجدے میں پڑے رہے۔ پھر اٹھے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک گھڑی اللہ سے دعا کرتے رہے پھر سجدے میں پڑے رہے پھر اٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور ایک گھڑی تک بلند کیے رکھے پھر سجدے میں گر گئے..... احمد بن صالح نے یہ عمل تین بار کا بیان کیا..... فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے اور اپنی امت کے لیے شفاعت کی ہے۔ پس اللہ نے مجھے میری امت کا تہائی حصہ دے دیا (اسے بخش دوں گا) تو میں اپنے رب کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے اپنا سراٹھایا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا کی تو اس نے مجھے میری امت کا (مزید) تہائی حصہ عنایت فرمادیا تو میں اپنے رب کا شکر

۲۷۷۵- تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۳۷۰/۲ من حديث أبي داود به * يحيى بن الحسن مجهول الحال (تقريب)، وأشعث بن إسحاق مستور، ولسجود الشكر شواهد عند مسلم، ح: ۲۸۹۰ وغيره.

کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا تو اس نے مجھے میری امت کا مزید تہائی حصہ بھی دے دیا تو میں اپنے رب کے لیے سجدے میں گر گیا۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے شیخ احمد بن صالح نے جب یہ سند بیان کی تو اس میں سے اشعث بن اسحق کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ اس کا ذکر موسیٰ بن سہل ربلی نے کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَشْعَثُ بْنُ إِسْحَاقَ أَشَقَطُهُ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حِينَ حَدَّثَنَا بِهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْهُ مُوسَى بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ.

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے تاہم سجدہ شکر والی بات صحیح ہے کیونکہ مذکورہ حدیث سے وہ ثابت ہے۔

باب: ۱۶۳- (بغیر اطلاع) رات کو گھر آنا (مناسب نہیں)

(المعجم ۱۶۳) - بَابُ فِي الطَّرِيقِ (التحفة ۱۷۵)

۲۷۷۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ انسان رات کے وقت اپنے گھر پہنچے۔

۲۷۷۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طَرُوقًا.

توضیح: مقصد یہ ہے کہ انسان طویل غیر حاضری کے بعد بغیر بیگنی اطلاع کے بے وقت اچانک بالخصوص عشا کے بعد گھر میں نہ آئے۔ اس میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ممکن ہے گھر والے صاحب خانہ کی طرف سے مطمئن ہو کر کہیں باہر جانے کا پروگرام بنالیں یا آنے والے کی بیوی اپنی اور گھر کی صفائی ستھرائی کی جانب سے غفلت کر لے یا کوئی ایسا مہمان بھی گھر میں آ سکتا ہے جس کا آنا گھر والے کو ناگوار ہو اس طرح دونوں میاں بیوی کے درمیان کئی طرح کی انہونی الجھنیں راہ پا سکتی ہیں۔ ہاں اگر اطلاع دے دی گئی ہو تو کسی بھی وقت آنا چاہے تو آ سکتا ہے اس کا اپنا گھر ہے۔

۲۷۷۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ

۲۷۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا يطرق أهله ليلاً إذا أطال الغيبة أن يخونهم أو يلتمس عثراتهم، ح: ۵۲۴۳، ومسلم، الإمارة، باب كراهة الطروق... الخ، حديث: ۷۱۵ بعد حديث: ۱۹۲۸ من حديث شعبة به. ۲۷۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، ح: ۵۲۴۴، ومسلم، ح: ۷۱۵ بعد حديث: ۱۹۲۸ من حديث الشعبي به، انظر الحديث السابق.

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُعِيزَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنْ أَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلَ اللَّيْلِ».

نے فرمایا: ”سفر سے واپسی کے موقع پر گھر والوں کے پاس آنے کا بہترین وقت رات کا پہلا حصہ ہوتا ہے۔“



فائدہ: اس وقت لوگ بالعموم جاگ رہے ہوتے ہیں اور آنے والا اور گھر والے بھی شبہات سے محفوظ رہتے ہیں۔

۲۷۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: «أَمْهَلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعْثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيَّةُ».

۲۷۷۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب (ہم مدینے کے قریب آخری پڑاؤ پر تھے) ہم نے چاہا کہ گھروں کو جائیں تو آپ نے فرمایا: ”ذرا ٹھہرو رات ہو لے تو جائیں تاکہ پرانگندہ حال خاتون کنگھی چوٹی کر لے اور جس کا شوہر غائب تھا وہ اپنے (زیر ناف) بالوں کی صفائی کر لے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: الطَّرْقُ بَعْدَ الْعِشَاءِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ لَا بَأْسَ بِهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: ”الطَّرْقُ“ عشاء کے بعد آنے کو کہتے ہیں۔ امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: مغرب کے بعد آنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے لوٹتے اور منزل قریب ہوتی تو پیغام بھیج دیا کرتے تھے جو شہر میں اطلاع کر دیتا تھا کہ مجاہدین واپس آ رہے ہیں اور فلاں وقت تک پہنچ جائیں گے۔

(المعجم ۱۶۴) - بَابُ: فِي التَّلْقِي (النحفة ۱۷۶)

باب: ۱۶۴- سفر سے واپس آنے والے کا استقبال کرنا

۲۷۷۹- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا

۲۷۷۹- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۷۷۸- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب تستحد المغيبة وتمتشط الشعثة، ح: ۵۲۴۷، ومسلم، الإمارة، باب كراهة الطروق... الخ، ح: ۷۱۵ بعد حديث: ۱۹۲۸ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۳.

۲۷۷۹- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب كتاب النبي ﷺ إلى كسرى وقبصر، ح: ۴۴۲۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

۱۵- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيْنَهُ مَعَ الصَّبِيَّانِ عَلَى ثِيَابَةِ الْوَدَاعِ.

ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوہ تبوک سے مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ دوسرے بچوں کے ساتھ میں نے بھی ثیابہ الوداع کے مقام پر آپ ﷺ کا استقبال کیا تھا۔

☀ فائدہ: یہ ایک مستحب عمل ہے بالخصوص مسافر جب جہاد سے واپس آ رہا ہو یا حج سے۔ لیکن اس میں دکھلاوا اور شہرت کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ علماء و محدثین کے متعلق بھی آتا ہے کہ جب ان کی کسی شہر میں آمد متوقع ہوتی تو لوگ ان کا نہایت عمدہ انداز میں استقبال کرتے تھے۔

باب: ۱۶۵- غزوے سے واپسی پر دوران سفر ہی میں تو مشے کو ختم کر دینے کا استحباب

(المعجم ۱۶۵) - بَابُ: فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِنْفَادِ الرِّادِ فِي الْغَزْوِ إِذَا قَفَلَ (التحفة ۱۷۷)

۲۷۸۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں مگر تیاری کے لیے میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”فلاں انصاری کے ہاں چلے جاؤ“ اس نے تیاری کر رکھی تھی مگر بیمار ہو گیا ہے۔ تو اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: جو سامان سفر تم نے تیار کر رکھا تھا وہ مجھے دے دو۔“ چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام دیا۔ تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: اے فلاں! جو سامان تو نے میرے لیے تیار کیا تھا وہ اس شخص کے حوالے کر دے اور اس میں سے کچھ بھی نہ رکھنا، اللہ کی قسم! اگر تو نے اس میں سے کوئی چیز رکھ لی تو اللہ اس میں برکت نہیں دے گا۔

۲۷۸۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتُ الْبُنَّانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْجِهَادَ وَلَيْسَ لِي مَالٌ أَتَجَهَّزُ بِهِ، قَالَ: «اذْهَبْ إِلَى فَلَانِ الْإِنصَارِيِّ فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرِّضَ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُفَرِّقُكَ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: اذْفَعْ إِلَيَّ مَا تَجَهَّزْتَ بِهِ» فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ لَامِرَاتِهِ: يَا فُلَانَةُ! اذْفَعِي إِلَيْهِ مَا جَهَّزْتَنِي بِهِ وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا، فَوَاللَّهِ! لَا تَحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَيَبَارِكَ اللَّهُ فِيهِ.

۲۷۸۰- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله... الخ، ح: ۱۸۹۴ من حديث حماد بن سلمة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

🌞 فائدہ: ① چاہیے کہ جو چیز سامان یا مال اللہ کے لیے خاص کر دیا گیا ہو اور انسان اگر اسے خود خرچ نہ کر سکے تو کسی اور کے حوالے کر دے بالخصوص جہاد کا سامان۔ اس کے خرچ کر دینے میں برکت اور روک لینے میں بے برکتی ہے۔ ایسے مال میں اگر گزند اور وقف کی نیت کی گئی ہو تو خود خرچ کرنا یا کسی کو دے دینا واجب ہے ورنہ مستحب۔

(المعجم ۱۶۶) - بَابُ: فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ (التحفة ۱۷۸) باب: ۱۶۶- سفر سے واپس آنے پر نماز پڑھنا

۲۷۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ وَعَمَّهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِمَا كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَقْدُمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا - قَالَ الْحَسَنُ: فِي الضُّحَى - فَإِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ.

۲۷۸۱- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو (بالعموم) دن ہی میں آیا کرتے تھے۔ (راوی حدیث) حسن بن علی نے کہا کہ چاشت کے وقت آیا کرتے تھے۔ اور جب سفر سے (واپس) آتے تو مسجد میں تشریف لے جاتے، وہاں دو رکعتیں پڑھتے پھر وہاں بیٹھ جاتے (تاکہ لوگوں سے ملاقات کر لیں۔)

۲۷۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهِ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَأَنَاحَ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ ثُمَّ

۲۷۸۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے حج سے واپس تشریف لائے اور مدینے میں داخل ہوئے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس بٹھایا اور مسجد میں چلے گئے اور دو رکعتیں ادا کیں پھر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ نافع

۲۷۸۱- تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۷۷۳، وأخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الصلوة إذا قدم من سفر، ح: ۳۰۸۸ من حديث ابن جريج، ومسلم، ح: ۲۷۶۹ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۴۸۶۴.

۲۷۸۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۲۹/۲ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به.

۱۰- کتاب الجہاد..... جہاد کے مسائل

دَخَلَهُ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ . بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

☀ فائدہ: مستحب ہے کہ انسان سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں دو رکعت پڑھے پھر گھر جائے بالخصوص جہاد اور حج و عمرہ سے واپسی پر۔

(المعجم ۱۶۷) - بَابُ: فِي كِرَاءِ
الْمَقَاسِمِ (التحفة ۱۷۹)

باب: ۱۶۷- مشترک مال تقسیم کرنے
کی اجرت لینا

۲۷۸۳- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ
التَّيْسِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا
الزَّمْعِيُّ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بِ سُرَاقَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
ثَوْبَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْقَسَامَةَ»،
قَالَ: فَقُلْنَا: وَمَا الْقَسَامَةُ؟ قَالَ: «الشَّيْءُ
يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَسْتَقْصُ مِنْهُ».

۲۷۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْقَعْنَبِيُّ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ
شَرِيكِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ: «الرَّجُلُ
يَكُونُ عَلَى الْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَأْخُذُ مِنْ
حَظِّ هَذَا وَحَظِّ هَذَا».

☀ فائدہ: بلحاظ اسناد یہ روایات ضعیف ہیں، مگر باعتبار معنی و مفہوم واضح ہے کہ امیر اور رئیس کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ لوگوں کے حقوق تقسیم کرتے ہوئے ان سے کوئی چیز وصول کرے۔ البتہ کسی اور کو جو اس عمل کا ذمہ دار نہ ہو اگر

۲۷۸۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۵۶/۶ من حديث أبي داود به * الزبير بن عثمان وثقه ابن حبان وحده فيما أعلم.

۲۷۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۵۶/۶ من حديث أبي داود به، وهو مرسل.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵- کتاب الجہاد جہاد کے مسائل

اس سے اس کام کے لیے کہا جائے تو اسے حق حاصل ہے کہ کوئی مقدار معین کر کے لے لے۔

(المعجم ۱۶۸) - بَابُ: فِي التَّجَارَةِ فِي
الْفَرُوزِ (التحفة ۱۸۰)

۲۷۸۵- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَلَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَيْنِي عَنْ سَلَامِ بْنِ
أَنَّثَ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ
سَلَمَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ
قَالَ: لَمَّا فَتَحْنَا خَبَرَ أَخْرَجُوا غَنَائِمَهُمْ مِنْ
الْمَتَاعِ وَالسَّبْيِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَّبِعُونَ
غَنَائِمَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ رِبَحْتُ رِبْحًا
مَا رِبَحَ الْيَوْمَ مِثْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ هَذَا الْوَادِي
قَالَ: «وَيْحَكَ وَمَا رِبَحْتَ؟» قَالَ: مَا زِلْتُ
أَبِيعُ وَابْتَاعُ حَتَّى رِبَحْتُ ثَلَاثِمِائَةَ أُوقِيَّةٍ،
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنَا أُتْبِئُكَ بِخَبَرِ رَجُلٍ
رِبَحَ». قَالَ: مَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:
«رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».

۲۷۸۵- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَلَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَيْنِي عَنْ سَلَامِ بْنِ
أَنَّثَ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ
سَلَمَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ
قَالَ: لَمَّا فَتَحْنَا خَبَرَ أَخْرَجُوا غَنَائِمَهُمْ مِنْ
الْمَتَاعِ وَالسَّبْيِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَّبِعُونَ
غَنَائِمَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ رِبَحْتُ رِبْحًا
مَا رِبَحَ الْيَوْمَ مِثْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ هَذَا الْوَادِي
قَالَ: «وَيْحَكَ وَمَا رِبَحْتَ؟» قَالَ: مَا زِلْتُ
أَبِيعُ وَابْتَاعُ حَتَّى رِبَحْتُ ثَلَاثِمِائَةَ أُوقِيَّةٍ،
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنَا أُتْبِئُكَ بِخَبَرِ رَجُلٍ
رِبَحَ». قَالَ: مَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:
«رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».



فائدہ: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دورانِ سفر جہاد میں تجارت کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے تاجر کو جہاد میں اپنا پورا اجر اور غنیمت کا حصہ ملے گا۔ جیسے کہ سفر حج میں تجارت کرنا مباح اور جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (البقرة: ۱۹۸) ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ ہاں اگر ان مبارک سفروں میں کسی کا مقصد ہی صرف تجارت کرنا ہو جہاد یا حج محض دکھلاوا ہو تو ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

(المعجم ۱۶۹) - بَابُ: فِي حَمْلِ
السَّلَاحِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ۱۸۱)

۲۷۸۵- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۳۲/۶ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۷۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ ذِي الْجَوْشَنِ - رَجُلٍ مِنَ الضَّبَابِ - قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ مِنْ أَهْلِ بَذْرِ بَابِنِ فَرَسٍ لِي يُقَالُ لَهَا: الْفَرْحَاءُ، فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بَابِنِ الْفَرْحَاءِ لَتَتَّخِذَهُ. قَالَ: «لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ أُقِضَلَكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوعِ بَذْرِ فَعَلْتُ» قُلْتُ: مَا كُنْتُ أُقِضُهُ الْيَوْمَ بِغُرَّةٍ قَالَ: «فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ».

۲۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بن سَفْيَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قَالَ:

۲۷۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ ذِي الْجَوْشَنِ - رَجُلٍ مِنَ الضَّبَابِ - قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ مِنْ أَهْلِ بَذْرِ بَابِنِ فَرَسٍ لِي يُقَالُ لَهَا: الْفَرْحَاءُ، فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بَابِنِ الْفَرْحَاءِ لَتَتَّخِذَهُ. قَالَ: «لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ أُقِضَلَكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوعِ بَذْرِ فَعَلْتُ» قُلْتُ: مَا كُنْتُ أُقِضُهُ الْيَوْمَ بِغُرَّةٍ قَالَ: «فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ».

۲۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بن سَفْيَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قَالَ:

۲۷۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ ذِي الْجَوْشَنِ - رَجُلٍ مِنَ الضَّبَابِ - قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ مِنْ أَهْلِ بَذْرِ بَابِنِ فَرَسٍ لِي يُقَالُ لَهَا: الْفَرْحَاءُ، فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بَابِنِ الْفَرْحَاءِ لَتَتَّخِذَهُ. قَالَ: «لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ أُقِضَلَكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوعِ بَذْرِ فَعَلْتُ» قُلْتُ: مَا كُنْتُ أُقِضُهُ الْيَوْمَ بِغُرَّةٍ قَالَ: «فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ».

۲۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بن سَفْيَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قَالَ:

فائدہ: امام صاحب کا اس باب کے تحت یہ روایت لانے کا مقصد اس مسئلے کا اثبات ہے کہ کسی کافر کو اسلحہ وغیرہ دینا جائز ہے جو وہ دارالحرب لے جائے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ ذوالجوشن اس وقت کافر تھے ان کو رسول اللہ ﷺ نے زرہوں کی پیش کش کی تھی جو انہوں نے قبول نہیں کی۔ زرہ بھی ایک جنگی اسلحہ ہے اور وہ اسے دارالحرب میں لے جاتے۔ لیکن یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ دوسرا مسئلہ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی ہدیہ دیتا تو آپ بھی اس کو ضرور کوئی ہدیہ دیتے جیسے کہ اس روایت میں ہے کہ جب اس نے ہدیے کے بدلے میں ہدیہ لینا پسند نہیں کیا تو آپ نے بھی اس کا ہدیہ نامنظور فرما دیا۔ نبی ﷺ کا یہ طرز عمل صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

باب: ۱۷۰- اہل شرک کے علاقے میں

اقامت اختیار کر لینا

(المعجم ۱۷۰) - بَابُ: فِي الْإِقَامَةِ

بِأَرْضِ الشَّرْكِ (التحفة ۱۸۲)

۲۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بن سَفْيَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قَالَ:

۲۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بن سَفْيَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قَالَ:

۲۷۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۰۸/۹، ۱۰۹ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد ۳/ ۴۸۴ * أبو إسحاق عنن.

۲۷۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۲۷۱۶.



جہاد کے مسائل

۱۵- کتاب الجہاد

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ظاہری امور میں کسی کی موافقت و مطابقت لازمی طور پر اس کے ساتھ قلبی، فہمی اور فکری لگاؤ پیدا کرتی ہے۔ اور جس کسی نے کسی کی ظاہری مشابہت اختیار کی ہوئی ہو یقیناً وہ اس سے دلی رغبت رکھتا ہے اگرچہ ان دونوں میں زمان و مکان کا کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔ باہمی صحبت اور ہم وطن ہونا خواہ کسی قدر ہو اس سے صرف اخلاق و اعمال ہی نہیں بلکہ بعض اوقات اعتقادات میں بھی خرابی آتی شروع ہو جاتی ہے خواہ اس کی اثر پذیری دھیمی ہی ہو۔ اس لیے شریعت نے کفار کی صحبت اور ان کے علاقے میں مستقل رہنے یا ان کی مشابہت اختیار کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (افادات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) ایک حدیث میں ہے: «مَنْ كَثُرَ سَوَادُ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» جو کسی قوم کی جمعیت کو بڑھائے وہ بھی انہی میں سے ہے۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے جیسا کہ مسند الفردوس دہلی کے محقق نے صراحت کی ہے۔ مسند الفردوس، حدیث: ۵۶۲۱، لیکن اس مفہوم کی بعض دوسری احادیث صحیح طور پر ثابت ہیں۔ جیسے (سنن ابی داؤد کی مسئلۃ الباب والی حدیث ہے یا جیسے [مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] (سنن ابی داؤد، اللباس، حدیث: ۴۰۳۱) ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں آیت قرآنی ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمُ الْمَلَائِكَةَ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾ (النساء: ۹۷) کے شان نزول میں بتلایا گیا ہے کہ یہ آیت ان مسلمانوں کی وعید میں نازل ہوئی، جنہوں نے مسلمان ہونے کے باوجود ہجرت نہیں کی اور اپنے علاقوں میں مشرکین ہی کے ساتھ مقیم رہے اور ان کی کثرت کا باعث بنے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری مع فتح الباری، الفتن، باب من کره أن يكثر سواد الفتن و الظلم، حدیث: ۷۰۸۵) لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اہل کفر و شرک کے ملکوں میں رہائش اختیار کرنے سے اجتناب کرے۔ الّا یہ کہ اشد ضرورت ہو یا مقصود دعوت الی اللہ ہو تو پھر یہ صورت مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں خیر عظیم کا پہلو ہے کہ آدمی مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دے، انہیں اللہ تعالیٰ کی شریعت کی تعلیم دے تو ایسا شخص محسن ہوگا اور علم و بصیرت کے باعث خطرات سے دور بھی ہوگا۔

قربانی کی اہمیت و فضیلت اور احکام و مسائل

[الضَّحَايَا] ضَحِيَّةٌ كِي جَع [الْأَضَاحِي] أَضْحِيَّةٌ كِي جَع اور [الْأَضْحَى] أَضْحَاةٌ كِي جَع ہے۔ اس سے مراد وہ جانور ہے جو ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ یا ایام تشریق میں عید کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔ اس عمل کی مشروعیت قرآن مجید سے ثابت ہے، فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحِرْ﴾ (الکوثر: ۲) ”اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے۔“ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ﴾ (الحج: ۳۶) ”قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنائے ہیں ان میں تمہارا نفع ہے۔“ رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور ابتدا ہی سے مسلمان اس پر کاربند اور اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ اس مقصد کے لیے اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ زرمادہ کو ذبح کیا جاسکتا ہے۔ کوئی دوسرا جانور اس میں کارآمد نہیں ہوتا۔ فرمایا: ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ (الحج: ۳۴) ”تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔“ قربانی کا حکم کیم جبری کو ہوا۔ لہذا

۱۶- کتاب الضحایا قربانی کی اہمیت و فضیلت اور احکام و مسائل

نبی ﷺ نے خود بھی قربانی کی اور امت کو بھی اس کا حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دو سیٹگوں والے چتکبرے میں ڈھکے ذبح کیے۔ (صحیح البخاری، الاضاحی، حدیث: ۵۵۵۴)

* حکمت قربانی: قربانی میں متعدد حکمتیں پنہاں ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

① اللہ تعالیٰ کے قرب اور خوشنودی کا حصول، مومنوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿قُلْ إِنْ صَلَّيْتُمْ وَنُسَكَّيْتُمْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: ۱۶۲) ”کہہ دیجیے! بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

② جدا الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔

③ اللہ تعالیٰ نے بے شمار جانور ہمارے فائدے کے لیے پیدا فرمائے ہیں انہی جانوروں میں سے چند ایک کی قربانی کر کے اس نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔

* قربانی کے آداب: قربانی کرنے والے کیلئے درج ذیل آداب و مسائل کو مد نظر رکھنا ضروری ہے:

- ① قربانی کا جانور مسنہ (دودانتا) ہونا ضروری ہے، تاہم بعض کے نزدیک افضل ہے۔
- ② جانور کو خفی کر دانا تا کہ وہ خوب صحت مند ہو جائے جائز ہے۔ اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔
- ③ قربانی قرب الہی کے حصول کا ذریعہ ہے لہذا قربانی میں ردی، نہایت کمزور یا غریب، بیمار، لنگڑا، لولا، کانا یا کوئی اور عیب زدہ جانور ذبح کرنا درست نہیں۔
- ④ عید کے روز قربانی نماز کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی ورنہ قربانی نہیں ہوگی، البتہ ایام تشریق میں رات اور دن کے کسی بھی حصے میں قربانی کی جاسکتی ہے۔
- ⑤ پورے گھروالوں کی جانب سے ایک ہی قربانی کافی ہے۔ البتہ حسب استطاعت زائد قربانیاں کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

① اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

② قربانی کے جانور کو خود اور تیز دھار چھری سے ذبح کرنا افضل ہے۔

③ ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ کرنا، بسم اللہ اور تکبیر پڑھنا ضروری ہے۔

④ قربانی کا گوشت خود کھانا، غرباء و مساکین میں تقسیم کرنا اور عزیز و اقارب کو تحفہ دینا درست ہے۔

⑤ قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ اتارے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۶) - كِتَابُ الضَّحَايَا (التحفة ۱۰)

قربانی کے احکام و مسائل

باب ۱- قربانی کا وجوب

(المعجم ۱) - باب مَا جَاءَ فِي إِبْجَابِ

الْأَضَاحِي (التحفة ۱)

۲۷۸۸- حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ”لوگو! بے شک ہر گھروالوں پر ہر سال قربانی ہے اور عتیرہ کیا جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ یہی جسے لوگ رَجَبِیَّہ کہتے ہیں۔“

۲۷۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ؛ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْنٍ، عَنْ غَامِرِ أَبِي رَمْلَةَ قَالَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: وَنَحْنُ وَقُوفٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعَرَفَاتٍ قَالَ: قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً، أَتَذَرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ؟ هَذِهِ الَّتِي يَقُولُ النَّاسُ الرَّجَبِيَّةَ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عتیرہ (یعنی رَجَبِیَّہ) منسوخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعَتِيرَةُ مَنْسُوخَةٌ، هَذَا خَبَرٌ مَنْسُوخٌ.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے [عتیرہ] کا جواز معلوم ہوتا ہے جب کہ آگے حدیث (۲۸۳۱) سے اس کے جواز کی نفی ہوتی ہے۔ اور یہی بات رائج ہے۔ ② اس حدیث سے بظاہر قربانی کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن

۲۷۸۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب الأضحية في كل عام، ح: ۱۵۱۸، والنسائي، ح: ۴۲۲۹، وابن ماجه، ح: ۳۱۲۵ من حديث عبدالله بن عون به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد عند النسائي، ح: ۴۲۳۰ وغيره * أبو رملة مجهول الحال، جهله ابن القطان وغيره، والحديث الآتي: ۲۸۳۰ يغني عنه.

وجوب قربانی اور میت کی طرف سے قربانی سے متعلق احکام و مسائل

دوسرے دلائل سے اس کا استحباب و استئذان معلوم ہوتا ہے اس لیے محدثین نے ان سارے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ یعنی ایک اہم اور مؤکد حکم ہے لیکن فرض نہیں۔ تاہم استطاعت کے باوجود اس سنت مؤکدہ سے گریز کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

۲۷۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اضحیٰ کے دن کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ اسے بطور عید مناؤں جسے کہ اللہ عزوجل نے اس امت کے لیے خاص کیا ہے۔“ ایک آدمی نے کہا: فرمائیے کہ اگر مجھے دودھ کے جانور کے سوا کوئی جانور نہ ملے تو کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ اپنے بال کاٹ لو ناخن اور مونچھیں تراش لو اور زیر ناف کی صفائی کر لو۔ اللہ کے ہاں تمہاری یہی کامل قربانی ہوگی۔“

۲۷۸۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقُتَيْبَانِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ». قَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيحَةً أُنْتَى أَفَأَضْحِي بِهَا؟ قَالَ: «لَا وَلَكِنْ تَأْخُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَأُظْفَارِكَ وَتَقْصُ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَبَلَكَ تَمَامُ أَضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ».



☀ فائدہ: فی الواقع جس کسی کے پاس وسعت نہ ہو کہ وہ قربانی کر سکے تو نہ صرف یہ کہ اسے قربانی معاف ہے بلکہ اگر وہ عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد مذکورہ کام کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر ہی قربانی کا اجر عطا فرما دے گا۔

(المعجم ۱، ۲) - باب الأضحية عن الميِّت (التحفة ۲)

۲۷۹۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ حَنْشٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا

۲۷۸۹- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۳۹۹، وأخرجه النسائي، ح: ۴۳۷۰ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۴۳، والحاكم: ۲۲۳/۴، ووافقه الذهبي.

۲۷۹۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في الأضحية عن الميت، ح: ۱۴۹۵ من حديث شريك القاضي به، وقال: "غريب" * شريك والحكم بن عتبة عننا، وأبو الحسناء مجهول، وهو غير الحسن بن الحكم النخعي، ووقع الوهم عند الحاكم: ۲۲۹/۴، ۲۳۰، وصححه، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَضْحِي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے
مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْصَانِي مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا
أَنْ أَضْحِي عَنْهُ فَأَنَا أَضْحِي عَنْهُ. کروں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا
کرتا ہوں۔

🌞 ملاحظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ میت کی طرف سے قربانی کرنے کے قائل ہیں جیسے
کہ حج اور صدقہ ہوتا ہے۔ لہذا اگر کوئی اپنے کسی فوت شدہ قریبی کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہوگی۔ ان کی سب
سے بڑی دلیل یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے تو قربانی بھی جائز ہے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہی ہے اسی
لیے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے جو قربانی کی جائے اس کا سارا گوشت تقسیم کر دیا جائے، خود اس میں سے
نہ کھائے۔ (تحفۃ الاحوذی) دوسرے علماء کہتے ہیں چونکہ نبی ﷺ سے واضح طور پر میت کی طرف سے قربانی کرنے کا
ثبوت نہیں ملتا حالانکہ آپ کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی تین صاحبزادیاں آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
وغیرہ دنیا سے جا چکے تھے لیکن آپ نے ان میں سے کسی کے لیے بھی خصوصی طور پر قربانی نہیں کی۔ البتہ آپ نے
اپنی قربانی میں یہ الفاظ ضرور کہے: ”اے اللہ! اس کو محمد آل محمد اور امت محمدی کی طرف سے قبول فرما۔“ (صحیح مسلم)
الاضاحیٰ حدیث: (۱۹۶۷) اس میں امت محمدی کے زندہ اور فوت شدہ سارے ہی افراد آ جاتے ہیں۔ اس سے یہ
استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اپنی قربانی میں قربانی کرنے والا جن جن کو چاہے شریک کر سکتا ہے حتیٰ کہ فوت شدگان کو
بھی۔ لیکن ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی پر اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ بنا بریں صرف فوت شدگان کی
طرف سے الگ مستقل قربانی کا جواز محل نظر ہوگا۔ غالباً اسی لیے شیخ البانی رحمۃ اللہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ امت کی طرف
سے قربانی کرنے والا عمل نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔
دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۳۵۴/۳) اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سلف (صحابہ و تابعین) کے دور میں اس عمل
(میت کی طرف سے قربانی کرنے) کا ثبوت نہیں ملتا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲، ۳) - باب الرَّجُلُ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَضْحِي
باب: ۳۲- جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اور وہ عشرۃ ذوالحجہ میں اپنے بال کاٹتا ہو
(التحفة ۳)

۲۷۹۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس کوئی

۲۷۹۱- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب نہي من دخل عليه عشر ذي الحجة... الخ، ح: ۱۹۷۷ عن
عبيد الله بن معاذ به.

۱۶- کتاب الضحایا۔ قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

قال: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ اللَّيْثِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ ذَنْبٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أَهْلٌ هَلَالٌ ذِي الْحَجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضْحِيَ».

جانبور هو جسے وہ (قربانی کے لیے) ذبح کرنا چاہتا ہو تو ذوالحجہ کا چاند نظر آ جانے کے بعد اپنے بال اور ناخن ہرگز نہ کاٹے حتیٰ کہ قربانی کر لے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: اِخْتَلَفُوا عَلَى مَالِكٍ وَعَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو فِي عَمْرٍو بْنِ مُسْلِمٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَمْرٍو، وَأَكْثَرُهُمْ قَالَ: عَمْرٍو.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مالک اور محمد بن عمرو کے تلامذہ کا ”عمرو بن مسلم اللیثی“ کے نام میں اختلاف ہے۔ کچھ اسے عمرو بن مسلم کہتے ہیں جبکہ اکثر نے عمرو کہا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ ابْنُ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ الْجَنْدَعِيُّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ عمرو بن مسلم بن اکیمہ اللیثی الجندعی ہے۔

☀ فائدہ: قربانی کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کے ابتدائی نو دنوں میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ لیکن جس نے قربانی نہ کرنی ہو تو اس کے لیے ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ عید الاضحیٰ کے دن حجامت وغیرہ کرا لے تو قربانی کی فضیلت سے محروم نہ رہے گا جیسے کہ سابقہ روایت عبد اللہ بن عمرو بن العاص میں گزرا ہے۔

(المعجم ۳، ۴) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا (التحفة ۴)

باب ۳، ۴- کس قسم کا جانبور قربانی کے لیے مستحب ہے؟

۲۷۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيَّوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِيهِ

۲۷۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ایک مینڈھا لایا جائے جو سینگوں والا ہو پاؤں کا لے ہوں آنکھیں کالی ہوں سینہ اور پیٹ بھی کالا ہو چنانچہ وہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے قربان کیا۔ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! چھری لاؤ۔“

۲۷۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، الأضحى، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرة... الخ، ح: ۱۹۶۷ من حديث ابن وهب به.

۱۶- کتاب الضحایا قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ،
فَأَنبَى بِهِ فَضَحَى بِهِ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ!
هَلُمِّي الْمُذْيَةَ»، ثُمَّ قَالَ: «أَشْحَذِيهَا
بِحَجَرٍ» فَفَعَلْتُ، فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ،
فَأَضْجَعُهُ فَذَبَحَهُ، وَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ،
اللَّهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ
أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ»، ثُمَّ ضَحَى بِهِ ﷺ.

پھر فرمایا: ”اے پھر پر تیز کرو۔“ میں نے ایسے ہی کیا
پھر آپ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑا اے لٹایا اور
ذبح کیا اور دعا کی: [بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ] ”اے
اللہ محمد آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔“ پھر
اے قربان (ذبح) کر دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قربانی کا جانور صحت مند اور خوش نظر ہونا چاہیے مذکورہ بالا صفات پائی جائیں تو بہت ہی عمدہ
ہے۔ ② چھری خوب تیز ہونی چاہیے۔ ③ امت محمد کی طرف سے قربانی آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ ہر شخص کو اپنی
اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے قربانی کرنی چاہیے یا اس کی طرف سے جس نے اسے وصیت کی ہو۔ ⑤ اس
حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی
کی تو اس میں وہ لوگ بھی تھے جو وفات پا چکے تھے اور ایک کثیر تعداد تھی جو آپ کی رحلت کے بعد پیدا ہوئی۔ لیکن
اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ امت کی طرف سے قربانی کرنا نبی ﷺ کی خصوصیت تھی جس پر دوسروں کے لیے
عمل کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ اس سے قبل (حدیث: ۲۷۹۱ کے فوائد میں) وضاحت کی گئی ہے۔

۲۷۹۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا [وَهَيْبٌ] عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي
قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَحَرَ سَبْعَ
بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا وَضَحَى بِالْمَدِينَةِ بِكَبْشَيْنِ
أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ.

۲۷۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ
نے سات اونٹنیاں اپنے ہاتھ سے کھڑی حالت میں نحر
کیں۔ اور مدینہ منورہ میں آپ نے دو مینڈھے قربانی کیے
جو سیٹلوں والے اور چستکبرے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی معیشت بقدر گزران اور قناعت کی تھی جو کچھ بھی ہوتا بالعموم صدقہ کر دیا
کرتے تھے مگر اس کے باوجود آپ قربانی کا اہتمام کرتے اور اسی طرح جہاد کے لیے بھی اسلحہ حاضر رکھا کرتے تھے۔
② قربانی کے موقع پر روپیہ پیسہ صدقہ کرنے کے بجائے جانور قربان کرنا ہی مشروع و مطلوب ہے جانور کی قیمت
صدقہ کرنا قربانی کا بدل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ③ اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے۔ یعنی طلق کے آخر میں ہنسی کی ہڈی کے ساتھ نرم

۲۷۹۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب من نحر هديه بيده، ح: ۱۷۱۲ من حديث وهيب به، وانظر،
ح: ۱۷۹۶.



حصے میں چھرا گھونپا جاتا ہے۔ اونٹ کو ذبح کرنے کا قرآن و سنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے ذبح کیا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾ (الحج: ۳۶) ”اور قربانی کے اونٹ بھی جنہیں ہم نے تمہارے لیے اللہ کے شعائر بنایا ہے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے لہذا (نحر کے وقت) جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں تو تم ان پر اللہ کا نام لو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ”صَوَافَّ“ کی تفسیر میں فرماتے کہ اس کے معنی [قیاماً] کے ہیں یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں اونٹ کو نحر کیا جائے۔ (صحیح البخاری، الحج، باب نحر البدن قائمة) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح نحر کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اونٹ کو اسی حالت میں نحر کرتے تھے کہ اس کا پایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔ (سنن ابی داؤد، المناسک، باب کیف تنحر البدن، حدیث: ۱۷۶۷) حضرت زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اسے کھڑا کر کے باندھ لو“ یہی حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔“ (صحیح البخاری، الحج، باب نحر الابل مفيدة، حدیث: ۱۷۱۳) اونٹ کے علاوہ دیگر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے یعنی ان کا حلق اور ساتھ کی رگیں کاٹی جاتی ہیں۔



۲۷۹۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَقْرَبَيْنِ أَمْلَحَيْنِ يَذْبَحُ وَيَكْبِّرُ وَيُسَمِّي وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتَيْهَا.

۲۷۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو مینڈھے ذبح کیے جو سینگوں والے اور چتکبرے تھے۔ ذبح کرتے ہوئے آپ نے تکبیر پڑھی اور بسم اللہ کہا (بسم اللہ واللہ اکبر) اور اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھا۔

۲۷۹۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي

۲۷۹۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کے دن دو مینڈھے ذبح کیے جو سینگوں والے چتکبرے اور خسی تھے۔ جب آپ نے ذبح کیا تو فرمایا: ”اللہ اکبر“ اور اپنے پاؤں ان کی گردن پر رکھا۔

۲۷۹۴- تخریج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى والاستعاذة بها، ح: ۷۳۹۹ من حديث هشام الدستوائي به.

۲۷۹۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب أضاحي رسول الله ﷺ، ح: ۳۱۲۱ من حديث محمد ابن إسحاق به، وصرح بالسماع * يزيد بن أبي حبيب رواه عن خالد بن أبي عمران عن أبي عياش به، أحمد: ۳/ ۳۷۵، ح: ۱۵۰۸۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۹۹، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۱۵۲۱ وغيره.

قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی: [إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّتِهِ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهِ أَكْبَرُ] ”میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے میں ملت ابراہیم پر ہوں اور یک سو ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں بلاشبہ میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں اے اللہ! یہ (قربانی) تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے اے محمد اور اس کی امت کی طرف سے قبول فرما اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔“ پھر آپ نے اسے ذبح کر دیا۔

حَبِيبٌ، عَنْ أَبِي عِيَّاشٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَفْرَتَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوَجَّحَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّتِهِ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهِ أَكْبَرُ»، ثُمَّ ذَبَحَ.

۲۷۹۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسا مینڈھا قربانی کیا کرتے تھے جو سنگوں والا اور نر (غیر خسی) ہوتا جو سیاہی میں دیکھتا (آنکھیں سیاہ ہوتیں) سیاہی میں کھاتا (منہ کالا ہوتا) اور سیاہی میں چلتا تھا (پاؤں بھی کالے ہوتے)۔

۲۷۹۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُضْحِي بِكَبْشٍ أَفْرَنَ فَحِيلَ يَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَمْسِي فِي سَوَادٍ.

۲۷۹۶- [تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في ما يستحب من الأضاحي، ح: ۱۴۹۶، والنسائي، ح: ۴۳۹۵، وابن ماجه، ح: ۳۱۲۸ من حديث حفص بن غياث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۹۶۷.

۱۶- کتاب الضحایا قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

☀ فائدہ: نبی ﷺ نے فحی اور غیر فحی دونوں طرح کے جانوروں کی قربانی کی ہے اس لیے قربانی میں دونوں قسم کے جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں۔

(المعجم ۴، ۵) - باب مَا یَجُوزُ فِی الضَّحَايَا مِنَ السَّنِّ (التحفة ۵)
باب: ۵۴- قربانی کے لیے کس عمر کا جانور جائز ہے؟

۲۷۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ
الْحَرَّانِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ
يَعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذْعَةً مِنَ الضَّأْنِ».

۲۷۹۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو دانتا جانور ہی ذبح کرو سوائے اس کے کہ تمہارے لیے بہت مشکل ہو جائے تو بھیڑ کا جذع ذبح کر سکتے ہو۔“

☀ فوائد و مسائل: مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے امت کو مسنہ دو دانتا جانور بطور قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا اور وقت اور دشواری کی صورت میں جذع قربانی کرنے کی رخصت عنایت فرمائی۔ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں بھی جبکہ [مسنہ] دو دانتا جانور ملنا مشکل اور دشوار نہ ہو تو جذع بطور قربانی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھیڑ کا جذع قربانی کیا۔ (سنن النسائي، الضحایا، باب المسنة والجذعة، حدیث: ۳۲۸۷) اور سنن ابی داؤد میں عاصم بن کلیب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام مجاشع تھا قربانی کے لیے بکریاں تقسیم کی گئیں تو کم ہو گئیں پس انھوں نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے بلاشبہ جذع (ایک سالہ) ٹنٹی (دو دانتے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، الضحایا، باب ما يجوز في الضحایا من السن، حدیث: ۲۷۹۹) اور اسی طرح حضرت ام بلال رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھیڑ کے جذع کی قربانی کرو اس لیے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔“ (مسند احمد: ۳۶۸/۲)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں بھی بھیڑ کا جذع قربانی کیا جاسکتا ہے البتہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی رو سے مسنہ (دو دانتا) جانور قربانی کرنا افضل ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فتح الباری میں فرماتے ہیں: امام نووی رحمہ اللہ نے جمہور علماء سے نقل کیا کہ انھوں نے اس حدیث کو افضلیت پر محمول کیا ہے۔ (فتح الباری: ۲۰/۱۰)

۲۷۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ۱۹۶۳ من حديث زهير بن معاوية به، وجاء تصريح سماع أبي الزبير في صحيح أبي عوانة: ۲۲۸/۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۶- کتاب الضحایا قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

[جذع] یہ صرف بھیڑ (دنبہ چھترا) میں جائز ہے دیگر جانوروں کے بچوں کو اس عمر میں قربانی کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے چند ایک صحابہ کو مجبوری کی صورت میں رخصت اور اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ یہ ارشاد فرمایا: تیرے بعد کسی اور کے لیے ایسا کرنا درست نہیں۔“ (صحیح البخاری، الاضاحی، حدیث: ۵۵۵۶) اور یہ بھی احتمال ہے کہ شروع میں دونوں قسم کا جذع جائز ہو بعد میں بکری کے جذع کی قربانی کرنے سے منع کر دیا ہو۔ بھیڑ (دنبہ چھترا) کا جذع بطور قربانی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہے۔ لیکن اس کی عمر کتنی ہو اس کی بابت اختلاف ہے، بعض نے ایک سال مدت بتلائی ہے، بعض نے چھ ماہ، بعض نے سات ماہ۔ امام نووی اس کی بابت فرماتے ہیں: ”جذع کی عمر کے بارے میں سب سے راجح قول یہ ہے کہ اس کی عمر مکمل ایک سال ہو۔“ (کتاب المجموع: ۳۶۵/۸) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت یوں فرماتے ہیں: جمہور کے قول کے مطابق بھیڑ (دنبہ چھترا) کا جذع وہ ہے جس کی عمر ایک سال مکمل ہو چکا ہو۔ (فتح الباری: ۲/۱۱۰) لہذا جو حضرات بھیڑ (دنبہ چھترا) کی قربانی کرنا چاہتے ہوں وہ اس بات کو ضرور مد نظر رکھیں کہ اس کی عمر کم از کم ایک سال ہو۔

۲۷۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طُعْمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَأَعْطَانِي عَثُودًا جَذْعًا، قَالَ: فَرَجَعْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ جَذْعٌ، فَقَالَ: «ضَحَّ بِهِ»، فَضَحَّتْ بِهِ.

۲۷۹۸- حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانیاں تقسیم فرمائیں تو مجھے بکری کا ایک بچہ عنایت فرمایا جو جذع تھا۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یہ تو جذع ہے آپ نے فرمایا: ”اسے ہی قربان کر دو۔“ چنانچہ میں نے اس کی قربانی کر دی۔

۲۷۹۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ

۲۷۹۹- جناب عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام مجاشع تھا جو کہ قبیلہ بنی سلیم میں سے تھے۔

۲۷۹۸- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱۹۴/۵ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۴۹، وللحديث شواهد.

۲۷۹۹- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب ما يجزئ من الأضاحي، ح: ۳۱۴۰ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ۴/۲۲۶، الثوري لم يفرده، وللحديث شواهد كثيرة عند النسائي، ح: ۴۳۸۸ وغيره.

۱۶- کتاب الضحایا

... قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: مُجَاشِعٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، فَعَزَّتِ الْغَنَمُ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ الْجَذَعَ يُوْفِي مِمَّا يُوْفِي مِنْهُ الثَّانِي». (قربانی کے لیے) بکریاں (تقسیم کی گئیں تو) کم ہو گئیں۔ پس انہوں نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”بلاشبہ جذع (ایک سالہ) ثنیٰ (دو دانستے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُجَاشِعٌ بْنُ مَسْعُودٍ. امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس (صحابی) کا نام مجاشع بن مسعود رحمہ اللہ ہے۔

🌞 فائدہ: صحیح احادیث کے مطابق ایک سالہ بکری (جذع) کا جواز غالباً تین صحابہ کیلئے ثابت ہوا ہے۔ ایک حضرت ابو بردہ بن نيار رحمہ اللہ جن کا بیان درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے اور دوسرے مذکورہ بالا حضرت زید بن خالد جعفی رحمہ اللہ اور تیسرے حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ۔

۲۸۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَالله! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أُخْرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمٌ أَكَلُ وَشَرِبُ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتِي لَحْمٍ، فَهَلْ

۲۸۰۰- حضرت براء (بن عازب) رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے روز نماز کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: ”جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے۔“ ابو بردہ بن نيار رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے نماز کے لیے آنے سے پہلے ہی قربانی کر دی! میں نے سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے جلدی کی، خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو گوشت کی بکری ہوئی۔“ پھر اس نے کہا: میرے پاس بکری کا بچہ ہے جو جذع ہے اور یہ گوشت کی دو بکریوں سے بھی بڑھ کر ہے تو کیا یہ میری طرف سے



۲۸۰۰- تخریج: أخرجه البخاري، العيدين، باب كلام الإمام والناس في خطبة العيد... الخ، ح: ۹۸۳ عن مسدد، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ۱۹۶۱ من حديث أبي الأحوص به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۶- کتاب الضحایا قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

تُجْزِئُ عَنِّي، قَالَ: «نَعَمْ وَلَكِنْ تُجْزِئُ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ لیکن تیرے بعد کسی کے لیے ہرگز کافی نہیں ہوگی۔“

۲۸۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: ضَحَّى خَالٌ لِي - يُقَالُ لَهُ: أَبُو بُرْدَةَ - قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «شَأْنُكَ شَأْنُ لَحْمٍ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ عِنْدِي [دَاجِنًا] جَذَعَةً مِنَ الْمَعَزِ، فَقَالَ: «ادْبَحْهَا وَلَا تَصْلُحْ لِغَيْرِكَ».

۲۸۰۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں نے جن کا نام ابو بردہ تھا نماز سے پہلے ہی قربانی کر ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تیری بکری تو گوشت کی بکری ہوئی۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس گھر کی پلی ہوئی ایک جذع بکری ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے ذبح کر دو لیکن تیرے سوا کسی اور کے لیے درست نہیں ہوگی۔“

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث: ۲۷۹۸ اور ۲۷۹۹ کو اسی پر محمول کرنا رائج ہے کہ بھیڑ کا ایک سالہ جانور جو دو دانہ نہ ہو جائز ہے مگر بکری کی قسم سے جائز نہیں۔ جیسا کہ تفصیل میں گزر چکا ہے دیکھیے فوائد و مسائل: حدیث: ۲۷۹۷۔

(المعجم ۵، ۶) - باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا (التحفة ۶)

باب: ۶۵- قربانی میں عیب دار جانوروں کا بیان

۲۸۰۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ السَّمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَا لَا يَجُوزُ فِي الْأَصَاخِي، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ، وَأَنَا مُلِي

۲۸۰۲- جناب عبید بن فیروز کہتے ہیں میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ قربانی میں کونسا جانور جائز نہیں؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے..... اور میری انگلیاں اور پورے آپ کی انگلیوں اور پوروں سے بہت نیچے ہیں..... آپ ﷺ نے (چار انگلیوں کے اشارہ سے) فرمایا: ”چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں ہیں“

۲۸۰۱- تخريج: أخرجه البخاري، الأضاحي، باب قول النبي ﷺ لأبي بردة... الخ، ح: ۵۵۵۶ عن مسدد، ومسلم، انظر الحديث السابق: ۲۸۰۰ من حديث خالد بن عبد الله به.

۲۸۰۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما لا يجوز من الأضاحي، ح: ۱۴۹۷، والنسائي، ح: ۴۳۷۴، وابن ماجه، ح: ۳۱۴۴ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۱۲، وابن حبان، ح: ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، وابن الجارود، ح: ۴۸۱، ۹۰۷، والحاكم، ۱/ ۴۶۷، ۴۶۸، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۶- کتاب الضحایا

قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

أَقْصَرُ مِنْ أَنَا مِلِهِ - فَقَالَ: «أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِي: الْعَوْرَاءُ بَيْنَ عَوْرَتِهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيْنَ مَرَضَتِهَا، وَالْعَرَجَاءُ بَيْنَ ضَلْعَيْهَا، وَالْكَسِيرُ النَّحْيَ لَا تُنْقِي». قَالَ: قُلْتُ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السَّنِّ نَقْصٌ فَقَالَ: مَا كَرِهْتَ فَدَعَهُ وَلَا تُحَرِّمُهُ عَلَى أَحَدٍ.

کانا جس کا کان پن ظاہر ہو، بیمار جس کی بیماری واضح ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور انتہائی کمزور کہ اس کی ہڈی میں گودانہ ہو۔“ میں (عبید بن فیروز) نے کہا: مجھے ایسا جانور بھی ناپسند ہے جس کے دانت میں عیب ہو، حضرت براء نے کہا: جو تمہیں ناپسند ہو تو اسے چھوڑ دو مگر دوسروں کے لیے حرام نہ ٹھہراؤ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ لَهَا مُخٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: [لَا تُنْقِي] کے معنی ہیں جس (کی ہڈیوں) میں گودانہ ہو۔ (بالکل لاغر ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو۔)



فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا عیوب والے جانور یا جو اس سے بڑھ کر ہوں قربانی میں قطعاً جائز نہیں۔ اور بقول علامہ خطابی رحمہ اللہ معمولی عیب قابل برداشت ہے کیونکہ حدیث میں واضح عیب کی ممانعت کا ذکر ہے



۲۸۰۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ بْنِ بَرٍّ: حَدَّثَنَا عِمْسَى، الْمَعْنَى عَنْ ثَوْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ دُوْمِصْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ عُثْبَةَ بْنَ عَبْدِ السَّلَامِيِّ فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ! إِنِّي خَرَجْتُ أَتُمِصُّ الضَّحَايَا فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا يُعْجِبُنِي غَيْرَ ثَرْمَاءَ فَكَرِهْتُهَا فَمَا تَقُولُ؟ فَقَالَ: أَفَلَا جِئْتَنِي بِهَا. قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! تَجُوزُ عَنْكَ وَلَا تَجُوزُ عَنِّي؟ قَالَ: نَعَمْ إِنَّكَ تَشْكُ وَلَا أَشْكُ، إِنَّمَا نَهَى

۲۸۰۳- یزید ذومصر بیان کرتے ہیں کہ میں عتبہ بن عبد سلمیٰ کے پاس آیا اور (اس سے) کہا: اے ابوالولید! میں قربانی لینے کے لیے نکلا ہوں مگر کوئی جانور پسند نہیں آیا سوائے ایک کے کہ اس کے دانت گر گئے ہیں۔ مگر وہ بھی مجھے پسند نہیں ہے تو آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ تم نے مجھے کیوں نہیں لادیا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! تمہاری طرف سے جائز ہوگا تو کیا میری طرف سے جائز نہ ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں (اس لیے کہ) تم شک کرتے ہو اور مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان جانوروں سے منع کیا ہے جو مُصْفَرُّ، مُسْتَأَصَلُّہ، بِخَفَاء، مُشَيَّعہ یا

۲۸۰۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۸۵/۴ عن علي بن بحر به * أبو حميد الرعيني مجهول (تقریب)، ویزید لم یوثقه غیر ابن حبان.

۱۶- کتاب الضحایا

قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُضَفَّرَةِ وَالْمُسْتَأْصَلَةِ
وَالْبُخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ وَالْكَسْرَاءِ، فَالْمُضَفَّرَةُ
الَّتِي تُسْتَأْصَلُ أُذُنُهَا حَتَّى يَبْدُوَ سِمَاخُهَا
وَالْمُسْتَأْصَلَةُ الَّتِي اسْتَوْصِلَ قَرْنُهَا مِنْ
أَصْلِهِ، وَالْبُخْقَاءُ الَّتِي تَبْحَقُ عَيْنُهَا،
وَالْمُشَيَّعَةُ الَّتِي لَا تَتَّبِعُ الْغَنَمَ عَجْفًا
وَضَعْفًا، وَالْكَسْرَاءُ الْكَسِيرَةُ.

کسراء ہوں۔ ”مُضَفَّرَةٌ“ وہ ہے جس کا کان جڑ سے
کٹ گیا ہو کہ اس کا سوراخ نظر آنے لگے مُسْتَأْصَلَةٌ:
وہ ہے جس کا سینگ جڑ سے نکل گیا ہو بُخْقَاء: وہ ہے
جس کی بینائی جاتی رہے مگر آنکھ قائم ہو مُشَيَّعہ: وہ ہے
جو ناتوانی و کمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ
نہ چل سکے اور کسراء: وہ ہے جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو۔

☀️ فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ واضح قسم کے عیوب اور نقائص قربانی کے
جانوروں میں نہیں ہونے چاہئیں۔

۲۸۰۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے
کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے
جانوروں کی) آنکھیں اور کان نور سے دیکھ لیا کریں اور
کوئی ایسی قربانی نہ کریں جو کان ہو یا اس کا کان آگے یا
پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا کان چیرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ
ہو۔ زہیر کہتے ہیں: میں نے ابو اسحق سے پوچھا: کیا
عَضْبَاء (سینگ ٹوٹی) کا بھی ذکر کیا تھا؟ انہوں نے کہا:
نہیں۔ میں نے کہا: مُقَابِلَہ سے کیا مراد ہے؟ انہوں
نے کہا: جس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا ہو۔ میں نے کہا:
مدابرہ کیا ہے؟ کہا: جس کا کان پیچھے کی طرف سے کٹا
ہوا ہو۔ میں نے پوچھا کہ شُرَقَاء کسے کہتے ہیں؟ کہا:
جس کا کان چیرا ہوا ہو۔ میں نے کہا خَرَقَاء کسے کہتے
ہیں؟ کہا کہ جس کے کان میں علامت کے طور پر سوراخ

۲۸۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الثَّقَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ نَعْمَانَ - وَكَانَ رَجُلَ
صِدْقٍ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَلَا
نُضْحِي بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابِلَةَ وَلَا مُدَابِرَةَ وَلَا
خَرَقَاءَ وَلَا شُرَقَاءَ. قَالَ زُهَيْرٌ: فَقُلْتُ
لَأَبِي إِسْحَاقَ: أَذْكَرَ عَضْبَاء؟ قَالَ: لَا
قُلْتُ: فَمَا الْمُقَابِلَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ طَرَفُ
الْأُذُنِ، فَقُلْتُ: فَمَا الْمُدَابِرَةُ؟ قَالَ:
يُقْطَعُ مِنْ مُؤَخَّرِ الْأُذُنِ. قُلْتُ: فَمَا
الشُّرَقَاء؟ قَالَ: تُشَقُّ الْأُذُنُ. قُلْتُ: فَمَا
الْخَرَقَاء؟ قَالَ: تُخَرَّقُ أُذُنُهَا لِلْسَمَةِ.

۲۸۰۴- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما يكره من الأضاحي، ح: ۱۴۹۸، والنسائي،
ح: ۴۳۷۷-۴۳۸۰، وابن ماجه، ح: ۳۱۴۲ من حديث أبي إسحاق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، واصله
الحاكم: ۲۲۴/۴، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق سمعه من ابن أشوع (وهو ثقة) عن شريح به في رواية قيس بن
الربيع (وهو ضعيف) عند الحاكم، وللحديث شاهد حسن عند الترمذي، ح: ۱۵۰۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۶- کتاب الضحایا گائے اور اونٹ کی قربانی میں شراکت سے متعلق احکام و مسائل

کردیا گیا ہو۔

🌞 فائدہ: اس حدیث سے واضح ہے کہ قربانی کے جانور کے کان اور آنکھ وغیرہ کو بغور دیکھ لینا چاہیے۔

۲۸۰۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: ۲۸۰۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایسی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹ گیا ہو یا اونٹ گیا ہو۔
وَقَالَ لَهُ: هِشَامُ بْنُ سَنَبَرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جُرَيْبِ بْنِ كَلْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُضْحَى بِعَضْبَاءِ الْأُذُنِ وَالْقَرْنِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جریر بن کلبیؓ سدوسی ہے، بصرہ کا رہنے والا ہے اس سے قتادہ کے سوا اور کسی نے حدیث نہیں لی۔
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جُرَيْبٌ سَدُوسِيٌّ بَصْرِيٌّ لَمْ يُحَدِّثْ عَنْهُ إِلَّا قَتَادَةُ.

🌞 فائدہ: عَضْبَاءُ یا عَضْبُ کے ایک معنی یہی ہیں کہ سینگ کا اندرونی حصہ ٹوٹ گیا ہو۔ اور دوسرے معنی وہ ہیں جو درج ذیل روایت میں ہیں یعنی آدھا سینگ ٹوٹا ہوا ہو یا زیادہ۔

۲۸۰۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ، يَغْنِي لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: مَا الْأَعْضَبُ؟ قَالَ: النَّصْفُ فَمَا فَوْقَهُ. ۲۸۰۶- جناب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اَعْضَبُ کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ایسا جانور جس کا سینگ آدھا یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔

(المعجم ۶، ۷) - باب الْبَقَرِ وَالْجُزُورِ عَنْ كَمِ تَجْزِيءٍ؟ (التحفة ۷) باب: ۶، ۷- گائے اور اونٹ کتنے افراد سے کفایت کرتے ہیں؟

۲۸۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ [بْنُ مُحَمَّدٍ] بِنِ ۲۸۰۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۸۰۵- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن والأذن، ح: ۱۵۰۴، والنسائي، ح: ۴۳۸۲، وابن ماجه، ح: ۳۱۴۵ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه شعبة عن قتادة به * جري بن كلب حسن الحديث.

۲۸۰۶- تخریج: [إسناده صحيح] رواه شعبة عن قتادة به (النسائي، ح: ۴۳۸۲).

۲۸۰۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي... الخ، ح: ۳۵۵/۱۳۱۸ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد ۳/ ۳۰۴.

۱۶- کتاب الضحایا: گائے اور اونٹ کی قربانی میں شراکت سے متعلق احکام و مسائل
 حَبْلُ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَذْبِجُ الْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْرِكُ فِيهَا.

۲۸۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْبَقْرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ».

۲۸۰۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گائے، بیل، اونٹ اور اونٹنی کی قربانی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے تو ان کا گوشت بھی حلال اور طیب ہے۔ لہذا ان جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے۔ ② اونٹنی اور گائے کا دودھ بھی طیب اور حلال ہے اس لیے ان جانوروں کا دودھ پینا بھی درست ہے۔ ③ مذکور احادیث میں قربانی کے موقع پر گائے اور اونٹ میں سات سات افراد کے شریک ہونے کا ذکر ہے جبکہ جامع الترمذی اور سنن ابن ماجہ کی روایات میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس افراد شریک ہونے کا ذکر موجود ہے۔ لیکن دونوں قسم کی روایات میں باہم کوئی تعارض نہیں کیونکہ اونٹ میں دس افراد کی شرکت کا واقعہ قربانی کے موقع کا ہے جبکہ سات افراد کی شرکت کا تعلق حج و عمرہ سے ہے۔ بنا بریں حج و عمرہ میں گائے اور اونٹ میں صرف سات سات افراد ہی شریک ہوں گے جبکہ عام قربانی میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں یہ فرق احادیث سے ثابت ہے۔ بعض لوگ عقیدوں کے حصے بنا کر ایک گائے میں کئی کئی عقیقہ کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ طریقہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ایسا کرنا نص کے بھی خلاف ہے۔

۲۸۰۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤٢٧/٦، ح: ٥٩١٣ من حديث موسى بن إسماعيل به، وقال: "لم يرو هذا الحديث عن قيس بن سعد إلا حماد بن سلمة"، وانظر الحديث السابق.
 ۲۸۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي... الخ، ح: ١٣١٨/٣٥٠ من حديث مالك بن أنس به، وهو في الموطأ (بهي): ٤٨٦/٢.



۱۶- کتاب الضحایا امام کی قربانی اور قربانی کے گوشت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۸، ۷) - بَابُ: فِي الشَّاةِ

يُضَحَّى بِهَا عَنْ جَمَاعَةٍ (التحفة ۸)

۲۸۱۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۲۸۱۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ میں ایک عید الاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ عید گاہ میں حاضر تھا۔ جب آپ ﷺ نے اپنا خطبہ

مکمل کر لیا اور منبر سے اترے تو آپ کو ایک مینڈھا پیش

کیا گیا۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور یہ دعا

پڑھی: [بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ

يُضَحَّ مِنْ أُمَّتِي] ”اللہ کے نام سے“ اور اللہ سب سے

بڑا ہے یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں

کی طرف سے ہے جو قربانی نہیں کر سکے۔“

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَغْنِي الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ

عَمْرِو، عَنْ الْمُطَّلِبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

الْأَضْحَى فِي الْمُصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ

نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهِ وَأَتَى بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحَّ مِنْ أُمَّتِي».



فوائد و مسائل: ① ایک بکری کا اپنے گھر کے تمام افراد کی طرف سے کفایت کرنا تو بالکل صحیح بات ہے مگر لوگوں کی

ایک جماعت کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا صرف رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ ② عید گاہ میں بعض اوقات منبر

استعمال کر لیا جائے تو جائز ہے۔ جیسے کہ اس حدیث میں بیان ہے۔ علاوہ ازیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس بات کا

تذکرہ موجود ہے کہ ”نبی ﷺ جب خطبے سے فارغ ہوئے تو نیچے اترے اور عورتوں کی طرف تشریف لے

گئے۔“ (صحیح البخاری، العیدین، حدیث: ۹۶۱ و صحیح مسلم، العیدین، حدیث: ۸۸۳)

(المعجم ۹، ۸) - بَابُ الْإِمَامِ يَذْبَحُ

بِالْمُصَلَّى (التحفة ۹)

۲۸۱۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ

أَبَا أُسَامَةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ نَافِعٍ،

۲۸۱۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

نبی ﷺ اپنی قربانی عید گاہ ہی میں ذبح کیا کرتے تھے اور

۲۸۱۰- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما يقول إذا ذبح، ح: ۱۵۲۱ عن قتيبة به * المطلب بن

عبد الله صرح بالسماح عند الطحاوي في معاني الآثار: ۱۷۷/۴، وللحديث شواهد عند الحاكم: ۲۲۹/۴ وغيره،

وعمره هو ابن أبي عمرو.

۲۸۱۱- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب الذبح بالمصلی، ح: ۳۱۶۱ من حديث أسامة بن

زيد به، وسنده حسن، وأصله عند البخاري، ح: ۹۸۲ من حديث نافع به.

۱۶- کتاب الضحایا جانوروں کو ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

عن ابنِ عمرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ حَضْرَتِ ابْنِ عمرَ رَضِيَ اللہُ عَنْہُمَا کا بھی یہی عمل تھا۔
أَصْحِيَّتُهُ بِالْمُصَلَّى، وَكَانَ ابْنُ عمرَ يَفْعَلُهُ.

فائدہ: مستحب یہی ہے کہ امام بالخصوص عید گاہ میں قربانی کرے تاکہ دوسرے لوگوں کو ترغیب ہو۔

(المعجم ۱۰، ۹) - باب حَبْسِ لُحُومِ الْأَضَاحِي (التحفة ۱۰)
باب: ۱۰، ۹- قربانی کا گوشت رکھ لینا جائز ہے

۲۸۱۲- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عن عبدِ الله بنِ أبي بكرٍ، عن عُمَرَ بنتِ
عبدِ الرحمنِ قالت: سَمِعْتُ عَائِشَةَ
تَقُولُ: دَفَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ
الْأَضْحَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ادْخِرُوا لِثَلَاثٍ وَتَصَدَّقُوا
بِمَا بَقِيَ»، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ قِيلَ
لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ كَانَ
النَّاسُ يَنْتَفِعُونَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمَلُونَ
مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَمَا ذَاكَ» - أَوْ كَمَا قَالَ -
قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَهَيْتَ عَنْ إِمْسَاكِ
لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَةِ الَّتِي
دَفَّتْ عَلَيْكُمْ، فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادْخِرُوا».

۲۸۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
۲۸۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار) عید الاضحیٰ کے موقع
پر دیہاتوں کے لوگ بہت زیادہ آگئے تو رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ”اپنی قربانیوں میں سے تین رات کے لیے
رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔“ بیان کرتی ہیں کہ پھر اس کے
بعد کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ
کے رسول! لوگ (پہلے) اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھاتے
تھے ان کی چربی جمع کر لیتے تھے اور ان (کی کھالوں)
سے مشکیزے بنا لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو
(اب) کیا ہوا؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول!
آپ نے قربانی کا گوشت تین رات سے زیادہ رکھنے
سے منع فرما دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں
اس وجہ سے روکا تھا کہ تمہارے پاس دیہاتی لوگ بہت
زیادہ آگئے تھے۔ سو تم کھاؤ صدقہ کرو اور رکھ بھی لو۔“

۲۸۱۳- حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں

۲۸۱۲- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد الثلاث ...
النخ، ح: ۱۹۷۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۸۴/۲، ۴۸۵.

۲۸۱۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الفرع والعتبة، باب تفسير الفرع، ح: ۴۲۳۶ من حديث يزيد بن
زريع، وابن ماجه، ح: ۳۱۶۰ من حديث خالد الحذاء به، وأصله عند مسلم، ح: ۱۱۴۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۶- کتاب الضحایا

جانوروں کو ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے تم لوگوں کو قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ تم سب کو گوشت پہنچ جائے اور (اب) اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دے دی ہے (اور غنی کر دیا ہے) پس کھاؤ ذخیرہ کرو اور اجر کماد خبردار! یہ دن کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔“

زُرَّيْعُ : حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّا كُنَّا نَهَيِّنَاكُمْ عَنْ لُحُومِهَا أَنْ تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالسَّعَةِ ، فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَأَتَجَرُّوا أَلَا وَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلِ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

☀ فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جہاں فقراء و مساکین کی کثرت ہو وہاں قربانی کا گوشت ان میں تقسیم کرنے کی بجائے ذخیرہ کر لینا صحیح نہیں ہے۔ البتہ جہاں معاملہ اس کے برعکس ہو تو وہاں اس کی کچھ گنجائش ہے۔

(المعجم ۱۰، ۱۱) - بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ تُضَبَّرَ الْبَهَائِمُ وَالرَّقِيقُ بِالذَّبِيحَةِ (التحفة ۱۱)

۲۸۱۴- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ دو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کو واجب کیا ہے، سو جب تم قتل کرو تو اس میں بھی احسان کرو۔“ مسلم بن ابراہیم کے سوا کسی دوسرے راوی کے الفاظ ہیں: [فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ] ”پس اچھائی کے ساتھ قتل کرو۔ اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ چاہیے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو راحت پہنچائے۔“

۲۸۱۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِیْرَاهِيمَ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ ، عَنْ شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ : خَصَلَتَانِ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا ، قَالَ غَيْرُ مُسْلِمٍ : يَقُولُ : «فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلِيُحْدِثْ أَحَدُكُمْ شَفَرَتَهُ وَلِيُرِيحَ ذَبِيحَتَهُ» .

☀ فوائد و مسائل: ① یہ حکم عام ہے کہ کافر یا مجرم کو بھی اذیت دے کر قتل کرنا ناجائز ہے، البتہ کچھ صورتیں مخصوص ہیں مثلاً سولی چڑھانا، قصاص لینا یا شادی شدہ زانی کو پتھر مار مار کر قتل کرنا۔ لیکن بعد از قتل نعش کا منٹلہ کرنا (اس کے اعضاء کا منٹا) جائز نہیں۔ ② قابل قتل جانوروں کو قتل کرتے ہوئے تاک کر نشانہ مارنا چاہیے، تھوڑی تھوڑی چوٹ لگا کر ان

۲۸۱۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبائح والقتل وتحديد الشفرة، ح: ۱۹۵۵ من حديث شعبة به .

۱۶- کتاب الضحایا مسافر کی قربانی اور اہل کتاب کے ذبیحے سے متعلق احکام و مسائل

کے تڑپے پھڑکنے سے لطف اندوز ہونا حرام ہے۔ اسی طرح ذبیحہ جانوروں کے لیے چھری کو خوب تیز کیا جائے اور مطلوبہ مقام پر چھری رکھی جائے اور جانور کو اچھی طرح سے پکڑا جائے یا باندھا جائے تاکہ ذبح کرنا آسان رہے۔

۲۸۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ : ۲۸۱۵- ہشام بن زید کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا، انہوں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان یا لڑکے ایک مرغی کو کھڑا کر کے اس پر نشانے مار رہے ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو باندھا جائے (اور قتل کیا جائے)۔

فوائد و مسائل: ① یعنی پالتو جانوروں کو باندھ کر نشانے لے کر مارا جائے اور قتل کیا جائے یا ذبح کیا جائے تو حرام ہے۔ البتہ کوئی جانور وحشی بن جائے اور قابو میں نہ آ رہا ہو تو دور سے نشانے لے کر ذبح کرنا جائز ہوگا جیسے کہ شکاری جانوروں میں ہوتا ہے۔ ② ذبح کرنے کی خاطر جانور کو مضبوطی سے پکڑنا یا اس کی ٹانگیں وغیرہ باندھ لینا کہ بھاگ نہ جائے اس کے ساتھ احسان ہے جو کہ مطلوب ہے۔

(المعجم ۱۱، ۱۲) - بَابُ فِي الْمُسَافِرِ يُضَحِّي (التحفة ۱۲)

۲۸۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ : ۲۸۱۶- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی پھر فرمایا: ”اے ثوبان! ہمارے لیے اس بکری کا گوشت بناؤ۔“ کہتے ہیں: پھر میں آپ کو اس سے کھلاتا رہا حتیٰ کہ ہم مدینے آ گئے۔

حدثنا حماد بن خالد الخياط : حدثنا معاوية بن صالح عن أبي الزاهرية، عن جبير بن نفير، عن ثوبان قال: ضحى رسول الله ﷺ ثم قال: «يَا ثَوْبَانُ! أَصْلِحْ لَنَا لَحْمَ هَذِهِ الشَّاةِ». قال: فَمَا زِلْتُ أَطْعِمُهُ مِنْهَا حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ.

۲۸۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمبصورة والمجتمعة، ح: ۵۵۱۳ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ۱۹۵۶ من حديث شعبة به.

۲۸۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام... الخ، ح: ۱۹۷۵ من حديث معاوية بن صالح به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۶- کتاب الضحایا مسافر کی قربانی اور اہل کتاب کے ذبیحے سے متعلق احکام و مسائل

☀ فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے کے لیے سفر کوئی عذر نہیں ہے اور مقیم ہونا کوئی شرط نہیں۔

(المعجم ۱۲، ۱۳) - بَابُ: فِي ذَبَائِحِ
أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳، ۱۲- اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم

۲۸۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ نَائِبِ الْمَرْوَزِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ۱۱۸] ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ۱۲۱] فَتَسِيخٌ وَاسْتَشْنَى مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ﴿وَمَطْعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ [المائدة: ۵].

۲۸۱۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾ اگلی آیت میں ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾ ”وہ چیزیں مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔“ اسے منسوخ کر کے (اہل کتاب کے طعام کو ہمارے لیے حلال کر دیا گیا اور) فرمایا: ﴿وَمَطْعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ ”جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان کا طعام تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا طعام ان کے لیے حلال ہے۔“



☀ فوائد و مسائل: ① ان آیات میں ”طعام“ اور ”حیزوں“ سے مراد بالخصوص حلال ذبح شدہ جانور ہی ہیں۔ ② جو اپنی موت مرے یا ذبح کے وقت عدا نام نہ لیا جائے تو وہ مردار اور حرام ہے (مچھلی اور مڑی کا استثناء معلوم و معروف ہے) ③ اہل کتاب جب اپنے شرعی انداز میں ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے؛ بخلاف بکریوں اور ہندوؤں وغیرہ کے (الایہ کہ واضح ہو جائے کہ اہل کتاب نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہے یا ذبح ہی نہیں کیا۔ جیسے آج کل یورپ وغیرہ میں ذبح کرنے کی بجائے مشینی جھکے سے جانور کو مارا جاتا ہے۔ یہ سراسر غیر شرعی طریقہ ہے جس سے جانور مردار کے حکم میں ہو جاتا ہے جس کا کھانا جائز نہیں۔

۲۸۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿وَأَنَّ الشَّيْطَانَيْنِ لَيُؤْخَذُونَ إِلَى أُولَئِهِمْ﴾

۲۸۱۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۸۲/۹ من حديث أبي داود به.

۲۸۱۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب التسمية عند الذبح، ح: ۳۱۷۳ من حديث إسرائيل به، سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، وله شاهد ضعيف في المعجم الكبير للطبراني: ۲۴۱/۱۱، ح: ۱۱۶۱۴.

۱۶- کتاب الضحایا فخر و مباهات کے طور پر ذبح کیے گئے جانور کے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

عن ابن عباس في قوله: ﴿وَلِإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَآئِهِمْ﴾ [الأنعام: ۱۲۱] اور ”شیطان اپنے دوستوں کو الہام کرتے ہیں۔“ (کی تفسیر) میں مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: جسے اللہ نے ذبح کیا (مارا) ہوا سے مت کھاؤ اور جسے تم خود ذبح کرو وہ کھاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذَكِّرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ ”وہ چیز مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔“

فائدہ: سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۵ میں اہل کتاب کے ذبیحہ کی رخصت دے دی گئی ہے جیسے کہ اوپر ذکر ہوا۔

۲۸۱۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہودی لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہم وہ تو کھا لیتے ہیں جو خود قتل کرتے ہیں اور جسے اللہ نے قتل کیا (مارا) ہوا سے نہیں کھاتے؟ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذَكِّرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ...﴾ ”اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ۔“

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتْ الْيَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلْنَا، وَلَا نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلَ اللَّهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذَكِّرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

ملاحظہ: یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک اس میں صرف یہودیوں کا ذکر صحیح نہیں بلکہ مشرکوں نے یہ اعتراض کیا تھا اور مذکورہ جواب نازل ہوا۔

(المعجم ۱۳، ۱۴) - باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ مُعَاوَرَةِ الْأَعْرَابِ (التحفة ۱۴)

باب: ۱۳، ۱۴- ایسے جانوروں کا کھانا جن کو بدوی لوگ فخر و مباهات کے طور پر ذبح کریں

فائدہ: بعض عربوں میں یہ رواج تھا کہ ایک دوسرے کے مقابلے میں آ کر اونٹوں کو ذبح کرنا شروع کر دیتے تھے اور ان کا یہ مقابلہ ہوتا رہتا حتیٰ کہ آخر میں ایک عاجز آ جاتا اور اس مقابلے میں ان کی اپنی بڑائی، غنا اور بڑے دل والا ہونے کا اظہار ہوتا تھا۔ حالانکہ واقعاً جانور ذبح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ تو ایسے جانوروں کے گوشت سے منع فرمایا گیا ہے اگرچہ تکبیر پڑھ کر ہی ذبح کیے گئے ہوں، کیونکہ اس میں اسراف و تہذیر اور بے مقصد مال ضائع کرنا ہے۔ کچھ علماء نے اس کیفیت کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے معنی میں بھی لیا ہے کیونکہ یہ اتباع ہوئی

۲۸۱۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأنعام، ح: ۳۰۶۹ من حديث عطاء بن السائب به، وهو ممن اختلط، ولم يثبت تحديده به قبل اختلاطه ومع ذلك قال الترمذي: "حسن غريب".

۱۶- کتاب الضحایا پتھر وغیرہ سے ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(خواہش نفس) کی وجہ سے ذبح کیے جاتے تھے نہ کہ اللہ کیلئے اور نہ اس کے بتائے ہوئے مشروع مقاصد کے لیے۔

۲۸۲۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ مُعَاوَرَةِ الْأَعْرَابِ.

۲۸۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب کے بدوؤں کے اس عمل سے منع فرمایا ہے جس میں وہ مقابلے بازی میں اونٹ ذبح کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: غُنْدُرٌ أَوْقَفَهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غندر نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي رَيْحَانَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَطَرٍ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: (راوی حدیث) ابوریحانہ کا نام عبداللہ بن مطر ہے۔

☀️ فائدہ: اس روایت کی صحت مختلف فیہ ہے۔ لیکن اس میں جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ دوسرے دلائل کی رو سے ممنوع ہی ہے۔



(المعجم ۱۴، ۱۵) - باب الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵۱۴- پتھر سے ذبح کرنے کا مسئلہ

۲۸۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَّادَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مَدَى أَفْتَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَرِنَا أَوْ

۲۸۲۱- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل ہم دشمن سے ملیں گے لیکن ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم پتھر سے یا لاٹھی کے تیز پھٹے سے ذبح کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھرتی دکھا، یا جلدی کر“ جو چیز بھی خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ، لیکن

۲۸۲۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۱۴، ۳۱۳/۹ من حديث أبي داود به، وأورده الضياء في المختارة: ۱۱/۱۳۱، ح: ۱۲۴ * أبوريحانة اختلط، ولا يعلم سماع عوف منه قبل اختلاطه.

۲۸۲۱- تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب التسمية على الذبيحة ومن ترك متعمداً، ح: ۵۴۹۸ من حديث سعيد بن مسروق، ومسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم... الخ، ح: ۱۹۶۸ من حديث عباد بن رفاعه به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پتھر وغیرہ سے ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

دانت یا ناخن نہ ہو، میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن جشی لوگوں کی چھری ہے۔“ اور کچھ جلد باز لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے جلدی کی، انہیں کچھ غصیمیں مل گئی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پیچھے تھے انہوں نے دیکھے آگ پر رکھ دیئے رسول اللہ ﷺ ان دیکھوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے حکم دیا اور انہیں الٹ دیا گیا اور ان میں (غصیمیں) تقسیم کیں، تو ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کیا۔ اور جماعت کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا، ان کے پاس گھوڑے نہیں تھے، تو ایک آدمی نے اس کو تیر مارا اور اللہ نے اس کو روک لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان جانوروں میں بھی بدک کر بھاگنے والے ہوتے ہیں جیسے کہ دیگر وحشی (جننگلی جانور) تو جو ان میں سے اس طرح سے کرے، اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔“

اعْجَلْ، مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلُوا، مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ أَوْ ظَفْرٌ وَسَأَحَدْتُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظَّفْرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ، وَتَقَدَّمَ بِهِ سُرْعَانٌ مِنَ النَّاسِ فَتَعَجَّلُوا فَأَصَابُوا مِنَ الْغَنَائِمِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ النَّاسِ فَتَضَبَّوْا قُدُورًا، فَمَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْقُدُورِ فَأَمَرَ بِهَا فَأَكْفَفْتُ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيبَا، وَنَذَّ بَعِيرًا مِنْ إِبِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَايِدَ كَأَوَايِدِ الْوَحْشِ وَمَا فَعَلَ مِنْهَا هَذَا فَافْعَلُوا بِهِ مِثْلَ هَذَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① بوقت ضرورت تیز دھاری دار پتھر اور لکڑی کے تیز چھلکے یا پھٹے وغیرہ سے ذبح کرنا جائز ہے مگر دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس میں کفار کی مشابہت ہے۔ ② ذبح کرتے وقت بکیر پڑھنا اور خون نکلنا لازمی ہے۔ ③ جو جانور وحشی بن جائے اور قابو میں نہ آ رہا ہو تو اسے شکار کی مانند نشانہ مار کر ذبح کرنا یا زخمی کرنا حتیٰ کہ قابو میں آجائے جائز ہے۔ جب وہ زخمی ہو کر گر جائے، تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر اسے ذبح کر لیا جائے۔ ④ امام کو حق حاصل ہے کہ حسب مصلحت مالی تعویذ لگائے (جرمانہ کرنا مباح ہے)۔ ⑤ اسلامی معاشرے میں عدل کا نفاذ از حد ضروری ہے، بالخصوص جہاد میں اور کفار کے مقابلے میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ عمل کفار پر نصرت اور غلبے کا ایک اہم عنصر ہے۔ ⑥ اس حدیث میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دینا، اس موقع پر قیمت کی بنیاد پر تھا۔ اس سے یہ استدلال کرنا کہ ایک اونٹ میں دس افراد حصہ دار ہو سکتے ہیں محل نظر ہے۔ لیکن قربانی کے موقع پر ایک اونٹ میں دس افراد کے شریک ہونے کا ذکر دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فوائد و مسائل حدیث نمبر ۲۸۱۰-)

۱۶- کتاب الضحایا

پتھر وغیرہ سے ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۸۲۲- محمد بن صفوان یا صفوان بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے دو خرگوش شکار کیے تو میں نے ان کو پتھر سے ذبح کیا۔ پھر میں نے ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کا حکم دیا۔

۲۸۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ ابْنَ زِيَادٍ وَحَمَادًا الْمَعْنَى وَاحِدٌ حَدَّثَانَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ - أَوْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ - قَالَ: أَصَدْتُ أَرْنَبَيْنِ فَلَذَبْتُهُمَا بِمَرَوْءٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْهُمَا، فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهِمَا.

☀️ فائدہ: خرگوش حلال جانور ہے۔ اور جب چھری موجود نہ ہو تو تیز دھاری دار پتھر سے ذبح کرنا جائز ہے۔

۲۸۲۳- بنو حارثہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ وہ اُحد کی ایک گھائی میں دودھ دینے والی اونٹنی چرایا کرتا تھا۔ تو اس اونٹنی کو موت نے آیا اور اسے کوئی چیز نہ ملی جس سے وہ اسے نحر کرتا۔ پھر اس نے ایک میخ لی اور اسے اس کے تہ (زخرا) سینے کے پاس نحر کرنے کی جگہ میں گھونپ دیا حتیٰ کہ اس کا خون بہہ گیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کے متعلق سب کچھ بتایا تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

۲۸۲۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ: أَنَّهُ كَانَ يَزْعُمُ لِقِحَّةٍ بِشَعْبٍ مِنْ شِعَابٍ أُحُدٍ فَأَخَذَهَا الْمَوْتُ وَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يَنْحَرُهَا بِهِ فَأَخَذَ وَتَدَا فَوَجَأَ بِهِ فِي لَبَتِهَا حَتَّى أَهْرَقَ دَمَهَا، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا.

۲۸۲۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمائیے کہ ہم میں سے کوئی شکار کرتا ہے اور اس کے پاس چھری نہیں ہوتی تو کیا وہ اسے پتھر سے یا لکڑی کے تیز پٹے سے ذبح کر لے؟ آپ نے فرمایا: ”خون بہاؤ جس سے بھی

۲۸۲۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُرَيِّْ بْنِ قَطَرِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ أَحَدُنَا أَصَابَ صَيْدًا وَلَيْسَ مَعَهُ سِكِّينٌ

۲۸۲۲- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب الأرنب، ح: ۴۳۱۸، ۴۴۰۴، وابن ماجه، ح: ۳۲۴۴-۳۱۷۵ من حديث عامر الشعبي به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۶۹، والحاكم: ۴/۲۳۵، ووافقه الذهبي.

۲۸۲۳- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۹/۲۵۰، ۲۸۱ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۵/۴۳۰.

۲۸۲۴- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب الصيد إذا أنتن، ح: ۴۳۰۹ من حديث سمالك بن حرب به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴/۲۴، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«أَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فَقَالَ: تَمَّ جَاهُ هَؤُلَاءِ اللَّهُ كَانَامَ ذَكَرُ كَرُو»
«أَمُرُّ الدَّمَّ بِمَا شِئْتَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ» .

🌞 **فائدہ:** سابقہ احادیث کی روشنی میں دانت اور ناخن سے ذبح نہیں کیا جاسکتا، اس کے علاوہ کسی بھی تیز دھار چیز سے ذبح کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اللہ کا نام لیا گیا ہو، تو اس کا کھانا حلال ہے۔

(المعجم ۱۵، ۱۶) - بَابُ: فِي ذَبِيحَةٍ
الْمُرَدَّةِ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶۱۵- جو جانور کہیں گر گیا ہو تو اس کو
ذبح کرنے کا طریقہ

۲۸۲۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعَشْرَاءِ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاءُ إِلَّا مِنَ اللَّبَّةِ أَوْ الْحَلْقِ ؟ قَالَ : فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَوْ طَعَنْتَ فِي فَحْجِهَا لَأَجَزَ أَعْنَكَ» .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا يَصْلُحُ هَذَا إِلَّا فِي
الْمُتَرَدِّيَةِ وَالْمُتَوَحَّشِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صورت صرف اس
جانور میں ہے جو کہیں نیچے جاگرا ہو یا وحشی بن گیا ہو۔

☀️ **فائدہ:** روایت سندا اگرچہ ضعیف ہے تاہم اضطراری کیفیت میں جب ذبح کی مہلت نہ ملے اور کہیں سے بھی خون بہہ جائے تو وہ ذبح کے معنی میں ہوگا جیسے کہ شکار میں ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۶، ۱۷) - بَابُ: فِي الْمُبَالَغَةِ
فِي الذَّبْحِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۶، ۱۷ - ذبح خوب اچھی طرح
سے کرنا چاہیے

۲۸۲۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ

٢٨٢٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في الزكوة في الحلق واللبة، ح: ١٤٨١، والنسائي، ح: ٤٤١٣، وابن ماجه، ح: ٣١٨٤ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٠٧، وقال البخاري، في أبي العشاء، "في حديثه واسمه وسماعه من أبيه نظر"، وله شاهد ضعيف عند الهيثمي في مجمع الزوائد: ٣٤/٤.

٢٨٧٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢٨٩/١ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧٤، والحاكم: ٤/١١٣، ووافقه الذهبي * عمرو بن عبد الله ضعيف على الراجح، ضعفه الجمهور.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۶- کتاب الضحایا

جانوروں کو ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔

وَالْحَسَنُ بْنُ عِيسَى مَوْلَى ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - زَادَ ابْنُ عِيسَى: وَأَبَى هُرَيْرَةَ - قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَانِ.

امام ابن عسلی نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے (شیطان کے ذبیحہ سے مراد یہ ہے کہ) ذبیحہ کی کھال کاٹ دی جائے مگر رگیں نہ کاٹی جائیں اور پھر اسے یونہی چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ مر جائے۔

زَادَ ابْنُ عِيسَى فِي حَدِيثِهِ: وَهِيَ الَّتِي تُذْبَحُ فَيَقَطُّعُ الْجِلْدُ، وَلَا تُفَرَى الْأَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتَّى تَمُوتَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: عمرو بن عبد اللہ کو عمرو براق کہا جاتا ہے، عکرمہ اس کے والد کے ہاں یمن میں مہمان ٹھہرے تھے۔ اور معمر جب اس سے روایت کرتے ہیں تو وہ عمرو بن عبد اللہ کہتے ہیں اور جب اہل یمن روایت کرتے ہیں تو اس کا نام ذکر نہیں کرتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا يُقَالُ لَهُ عَمْرُو بَرَقٍ، نَزَلَ عِكْرِمَةُ عَلَى أَبِيهِ بِالْيَمَنِ، كَانَ مَعْمَرٌ إِذَا حَدَّثَ عَنْهُ قَالَ: عَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَإِذَا حَدَّثَ عَنْهُ أَهْلُ الْيَمَنِ كَانَ لَا يُسَمِّيهِ.



🌞 فوائد و مسائل: ① سند روایت ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ اسی طرح ہے کہ اس طرح کا جانور حلال نہ ہوگا۔

② حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتیں یاد کیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض قرار دیا ہے۔ لہذا جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو عمدہ طریقے سے ذبح کرو ذبح کرنے والے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔ (صحیح مسلم) "الصید والذباح" باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة" حدیث: (۱۹۵۵) علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ خود بھی ذبح کرنے سے قبل چھری کو تیز کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حدیث کے الفاظ [نہی رسول اللہ ﷺ عَنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَانِ] "رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔" میں مذکور "ذبیحہ جانور" سے مراد ایسا جانور ہے جس کا ذبح کرتے وقت ذرا سعلق کاٹ دیا، پوری رگیں نہ کاٹیں اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں مشرک ایسا ہی کرتے، چونکہ شیطان نے ان کو بھڑکایا تھا اس لیے ایسے ذبیحہ کو شیطان کا ذبیحہ فرمایا۔ اور اس کے ایک معنی ابن عسلی نے بھی بیان فرمائے ہیں جو کہ حدیث میں مذکور ہیں۔

۱۶- کتاب الضحایا جانوروں کو ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۷، ۱۸) - باب مَا جَاءَ فِي ذِكَاةِ الْجَنِينِ (التحفة ۱۸)

۲۸۲۷- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو کھا لو۔“ مسدود کے الفاظ میں یوں ہے کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم کوئی اونٹنی، گائے یا بکری ذبح کرتے ہیں تو اس کے پیٹ سے بچہ نکل آتا ہے کیا ہم اسے کھالیں یا پھینک دیں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو کھا لو۔ بلاشبہ اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی اس کیلئے ذبح ہے۔“

۲۸۲۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَجَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاعِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَنِينِ، فَقَالَ: «كُلُّوهُ إِنْ شِئْتُمْ»، وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَنْجِرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقْرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِي بَطْنِهَا الْجَنِينَ أُنْفِقِيهِ أَمْ نَأْكُلُهُ؟ قَالَ: «كُلُّوهُ إِنْ شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاءُ أُمِّهِ».

۲۸۲۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے کا ذبح کرنا اس کی ماں کے ذبح کرنے میں ہے۔“

۲۸۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارَسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ رَاهُوَيْهٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْقَدَّاحُ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «ذَكَاءُ الْجَنِينِ ذَكَاءُ أُمِّهِ».

🌟 فائدہ: اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو ذبح کرنا لازم ہوگا ورنہ وہ ماں کی طرح ذبیحہ کا حصہ ہے اور حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

۲۸۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في زكوة الجنين، ح: ۱۴۷۶ من حديث مجالد، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۱۹۹ * مجالد تابعه يونس بن أبي إسحاق (موارد الظمان، ح: ۱۰۷۷)، وللحديث طرق أخرى.

۲۸۲۸- تخریج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۱۹۸۵ عن إسحاق بن راهويه به، وصححه المحاكم على شرط مسلم: ۱۱۴/۴، ووافقه الذهبي * أبو الزبير عن عن، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۶- کتاب الضحایا عتیرہ کے احکام و مسائل

(المعجم ۱۸، ۱۹) - باب مَا جَاءَ فِي
أَكْلِ اللَّحْمِ لَا يُذْرَى أَذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ
لَا (التحفة ۱۹)

۲۸۲۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ
عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى
قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَبَّانَ وَمُحَاضِرُ
الْمَعْنَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَائِشَةَ - وَلَمْ يَذْكُرَا عَنْ حَمَّادٍ وَمَالِكٍ:
عَنْ عَائِشَةَ - أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ
قَوْمًا حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ يَأْتُونَ بِلُحْمَانِ،
لَا نَذْرِي أَذْكَرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَمْ
يَذْكُرُوا، أَنَا أَكُلُ مِنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«سَمُّوا اللَّهَ وَكُلُّوا».



باب: ۱۸، ۱۹- جس گوشت کے متعلق معلوم نہ
ہو کہ اس کے ذبح کرنے والے نے ”بسم اللہ“
پڑھی ہے یا نہیں

۲۸۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ جو جاہلیت
سے نئے نئے نکلے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں
ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے ان جانوروں کو ذبح
کرتے ہوئے ”بسم اللہ“ پڑھی یا نہیں تو کیا ہم یہ
کھالیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ کا نام لو اور
کھاؤ۔“

☀ فائدہ: مسلمان کے احوال بنیادی طور پر خیر اور صلاح ہی پر محمول ہوتے ہیں۔ الا یہ کہ کوئی واضح اور صریح بات
سامنے آئے۔ اس لیے محض وہم و گمان کی بناء پر کسی شے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جانور ذبح کرتے ہوئے جان بوجھ کر
”بسم اللہ“ چھوڑ دینا جائز ہے لیکن بھول معاف ہے اور ایسی صورت میں ذبیحہ کے حلال ہونے میں کوئی شک و شبہ
نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ۱۹، ۲۰) - بَابُ فِي الْعَتِيرَةِ
(التحفة ۲۰)

۲۸۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

۲۸۳۰- حضرت نبیہہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ ایک

۲۸۲۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲۳۹/۹ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري،
ح: ۲۰۵۷، ۵۵۰۷، ۷۳۹۸ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴/۸۸۸ مرسل.

۲۸۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب تفسير العتيرة، ح: ۴۲۳۴ من حديث بشر
ابن المفضل به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۱۶۷.

فخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکار کر کہا: ہم جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربانی کیا کرتے تھے۔ (عمرہ) تو آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے لیے ذبح کرو جس مہینے میں بھی ہو اللہ عزوجل کے لیے نیکی کرو اور کھلایا کرو۔“ اس آدمی نے کہا کہ ہم جاہلیت میں قرع بھی کرتے تھے تو آپ ہمیں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: ”تمام چرنے والے جانوروں میں ایک قرع ہے (ذبیحہ ہے) یہ نومولود بچہ جسے کہ تیرے دوسرے جانور غذا دیتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جائے۔“ نصر بن علی نے کہا: ”جب وہ حاجیوں کو اٹھانے کے قابل ہو جائے تو تو اسے ذبح کر اور اس کا گوشت صدقہ کر۔ خالد حذاء کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ (استاذ ابو قلابہ نے) یوں کہا: ”مسافروں پر صدقہ کر بلاشبہ یہ خیر کا عمل ہے۔“ خالد حذاء کہتے ہیں: میں نے استاذ ابو قلابہ سے پوچھا کہ سائمہ (چرنے والے) جانوروں کی تعداد کیا ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: ایک سو۔

نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ بَشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ، الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: قَالَ نُبَيْشَةُ: نَادَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اذْبَحُوا لِلَّهِ فِي أَيِّ شَهْرٍ كَانَ وَبَرُّوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا»، قَالَ: إِنَّا كُنَّا نَفْرِعُ قَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَا شِئْنَاكَ حَتَّى إِذَا اسْتَحْمَلَ، قَالَ نَصْرُ: «اسْتَحْمَلَ لِلْحَجِيجِ، ذَبَحْتُهُ فَتَصَدَّقْتُ بِلَحْمِهِ»، قَالَ خَالِدٌ: أَحْسِبُهُ قَالَ: «عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ»، قَالَ خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَمْ السَّائِمَةُ، قَالَ: مِائَةٌ.

۲۸۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نذ فرع (واجب) ہے اور نہ عمرہ۔“

۲۸۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا فَرَعٌ وَلَا عَتِيرَةٌ».

۲۸۳۲- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

۲۸۳۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۲۸۳۱- تخریج: أخرجه البخاري، العقيقة، باب العتيرة، ح: ۵۴۷۴، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح: ۱۹۷۶ من حديث سفیان بن عیینة به.

۲۸۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۷۹۹۸ * منده ضعيف من أجل عنعنة الزهري، ومعناه صحيح بالاتفاق.

۱۶- کتاب الضحایا عقیقے کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: الْفَرْعُ أَوَّلُ النَّتَاجِ، كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ.

”فرع“ اس بچے کو کہتے تھے جو ان کے جانوروں میں سب سے پہلے پیدا ہوتا، پھر وہ اسے ذبح کر دیتے تھے۔

۲۸۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ ابْنِ خُنَيْمٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ كُلِّ خَمْسِينَ شاةً شاةً.

۲۸۳۳- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہر پچاس بکریوں میں ایک بکری (صدقہ) ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ بَعْضُهُمْ: الْفَرْعُ أَوَّلُ مَا تُنْتَجُ الْإِبِلُ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لَطَوَاغِيَّتِهِمْ، ثُمَّ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي جِلْدَهُ عَلَى الشَّجَرِ. وَالْعَتِيرَةُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَجَبٍ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ”فرع“ سے مراد اونٹوں میں پیدا ہونے والا پہلا بچہ ہوتا تھا جسے وہ لوگ اپنے بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے گوشت کھا لیتے اور اس کا چمڑا کسی درخت پر ڈال دیتے تھے۔ اور ”عتیرہ“ اسے کہتے تھے جسے وہ رجب کے پہلے دس دنوں میں ذبح کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ابتدائے اسلام میں ”فرع اور عتیرہ“ پر عمل ہوتا تھا کہ کفار غیر اللہ کے نام پر کرتے تھے اور مسلمان اللہ کے نام پر، مگر بعد میں جب قربانی کا حکم ہوا تو انہیں منسوخ کر دیا گیا، یعنی ان کا وجوب ① مجموعی طور پر احادیث سے عمومی صدقہ کے طور پر ان کا استحباب باقی ہے مگر خیال رہے کہ کفار اور جاہلی لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔ وہ لوگ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتے ہیں جو سراسر شرک ہے۔ کچھ لوگ خون بہانا لازمی سمجھتے اور اسے ہی تقرب کا ذریعہ جانتے ہیں تو یہ بھی کوئی ضروری نہیں۔ (نیل الاوطار، باب ماجاء فی الفرع والعتیرہ ونسخہما: ۱۵۷/۵ مزید دیکھیے: حدیث: ۲۷۸۸ کے فوائد)

(المعجم ۲۰، ۲۱) - بَابُ: فِي الْعَقِيقَةِ
باب: ۲۱۲۰- عقیقے کے احکام و مسائل
(التحفة ۲۱)

۲۸۳۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب العقيقة، ح: ۳۱۶۳ من حديث حماد بن سلمة، به، ورواه الترمذي، ح: ۱۵۱۳.

۲۸۳۴- حضرت ام کرزہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر (ایک جیسی) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔“

۲۸۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْبَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكُتَيْبِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا کہتے تھے کہ [مُكَافَتَانِ] کے معنی ہیں کہ دونوں بکریاں برابر برابر ہوں یا قریب قریب ہوں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قَالَ: مُكَافَتَانِ مُسْتَوِيَتَانِ أَوْ مُتَقَارِبَتَانِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① وہ جانور جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے اسے ”عقیقہ“ کہتے ہیں۔ لغت میں اس کے معنی ہیں ”کاٹنا اور شق کرنا“ یہ لفظ بچے کے سر کے بالوں پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی مناسبت سے اس ذبیحہ کو عقیقہ کہتے ہیں۔ فقہی طور پر اس کا حکم سنت موكده کا ہے۔ ② [مُكَافَتَانِ] کا تقاضا ہے کہ دونوں جانوروں کی نوع بھی ایک ہو یعنی دونوں بکریاں ہوں یا بھیڑیں یا مینڈھے۔ یہ نہیں کہ ایک بکری ہو اور دوسری بھیڑ۔

۲۸۳۵- حضرت ام کرزہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”پرندوں کو اپنے گھونسلوں میں رہنے دو۔ (انہیں اچھایا یا براشگون لینے کے لیے نہ اڑاؤ) کہتی ہیں: اور میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور کوئی حرج نہیں کہ دونوں مذکر ہوں یا دونوں مؤنث۔“

۲۸۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْبَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَقْرِوْا الطَّيْرَ عَلَى مِكَنَاتِهَا» قَالَتْ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ، لَا يَضُرُّكُمْ أَذْكَرَانَا كُنَّ أَمْ إِنَاثَا».

۲۸۳۶- حضرت ام کرزہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول

۲۸۳۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۸۳۴- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، العقیقة، باب العقیقة عن الجارية، ح: ۴۲۲۱ من حدیث سفیان بن عیینة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۶۰.

۲۸۳۵- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، العقیقة، باب كم يعق عن الجارية، ح: ۴۲۲۲ من حدیث سفیان بن عیینة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۵۹، والحاكم: ۴/۲۳۷، ووافقه الذهبي.

۲۸۳۶- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۳۰۱/۹ من حدیث أبي داود به.

۱۶- کتاب الضحایا

عقیقے کے احکام و مسائل

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں ہم مثل (ایک جیسی) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔“

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ سَبَّاحِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرَيْزٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مِثْلَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح حدیث یہی ہے جبکہ سفیان کی حدیث وہم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا هُوَ الْحَدِيثُ، وَحَدِيثُ سُفْيَانَ وَهُمْ.

☀ فائدہ: امام ابو داود رحمہ اللہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سابقہ حدیث سفیان کی سند میں عبید اللہ بن ابی یزید کے بعد ”عن ابیہ“ کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہی سند ہے جس میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ (عون المعوذ للجمود)

۲۸۳۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهْنَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُدْمَى»، فَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا سُئِلَ عَنِ الدَّمِ كَيْفَ يُضْنَعُ بِهِ، قَالَ: إِذَا ذُبَحَتِ الْعَقِيقَةُ أَخَذْتَ مِنْهَا صُوفَةً وَاسْتَقْبَلْتَ بِهِ أَوْدَاجَهَا، ثُمَّ تَوَضَّعَ عَلَى يَافُوخِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَسِيلَ عَلَى رَأْسِهِ مِثْلَ الْخَيْطِ، ثُمَّ يُغَسَّلُ رَأْسُهُ بَعْدَ وَيُحْلَقُ.

۲۸۳۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهْنَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُدْمَى»، فَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا سُئِلَ عَنِ الدَّمِ كَيْفَ يُضْنَعُ بِهِ، قَالَ: إِذَا ذُبَحَتِ الْعَقِيقَةُ أَخَذْتَ مِنْهَا صُوفَةً وَاسْتَقْبَلْتَ بِهِ أَوْدَاجَهَا، ثُمَّ تَوَضَّعَ عَلَى يَافُوخِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَسِيلَ عَلَى رَأْسِهِ مِثْلَ الْخَيْطِ، ثُمَّ يُغَسَّلُ رَأْسُهُ بَعْدَ وَيُحْلَقُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [وَيُدْمَى] خون لگانے والی بات ہمام کا وہم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا وَهُمْ مِنْ هَمَّامٍ، وَيُدْمَى.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جملے میں ہمام کی

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خُولِفَ هَمَّامٌ فِي هَذَا

۲۸۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه الترمذي، الأضاحي، باب: من العقيقة، ح: ۱۵۲۲، والنسائي، ح: ۴۲۲۵ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" * قوله: "يدمي" شاذ، ومعناه تذييع الشاة عنه، والله أعلم * قتادة عنن، والحديث الآتي يعني عنه.

الْكَلَامَ، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ هَمَامٍ وَإِنَّمَا خَالَفت کی گئی ہے۔ دیگر لوگ [وَيْسَمَى] روایت کرتے ہیں (بچے کا نام رکھا جائے) مگر ہمام نے اس لفظ کو [يُدْمَى] کہہ دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ يُؤْخَذُ بِهَذَا. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ قابل عمل بھی نہیں ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحیح اور حق بات یہی ہے کہ ساتویں دن بچے کا نام رکھ دینا سنت ہے اور [يُدْمَى] (خون لگانے کا مسئلہ) صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ آنے والی حدیث میں ہے۔ ② اسی طرح بعض لوگ جو اپنے مکان کی بنیاد رکھتے ہوئے جانور کا خون بنیادوں میں گراتے ہیں یا نئی گاڑی خرید کر اس کے تاروں وغیرہ کو خون لگاتے ہیں تو یہ بھی زمانہ جاہلیت کی باتوں میں سے ہے جن کی اسلام نے نفی کی ہے۔

۲۸۳۸- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهْنَةٌ بِعَقِيْقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمَّى».

۲۸۳۸- حضرت سمرہ بن جندب رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے (لہذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اس کا سرمونڈا جائے اور نام رکھا جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَيُسَمَّى أَصَحُّ. كَذَا قَالَ سَلَامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ قَتَادَةَ. وَيَاسُ بْنُ دَعْفَلٍ وَأَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ قَالَ: وَيُسَمَّى، وَرَوَاهُ أَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَيُسَمَّى.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لفظ [يُسَمَّى] صحیح تر ہے۔ سلام بن ابی مطیع نے قتادہ سے اور یاس بن دغفل اور اشعث نے بواسطہ حسن لفظ: [وَيْسَمَى] روایت کیا ہے اور اشعث نے حسن سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی لفظ: [وَيْسَمَى] بیان کیا ہے۔

🌞 فائدہ: ”بچے کے گروی“ ہونے کا مفہوم بقول امام احمد رحمہ اللہ یہ ہے کہ بچے کا اگر عقیقہ نہ کیا جائے تو وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عقیقہ کے واجب ہونے کے مفہوم میں ہے جیسے کہ قرض وغیرہ کی صورت میں ادائیگی کے بغیر گروی چیز واپس نہیں ہو سکتی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچہ ”اپنے بالوں اور میل کچیل“ کے ساتھ گروی ہوتا ہے یعنی ان کا ازالہ کرنا چاہیے۔ (عون المعبود)

۲۸۳۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب العقیقة، ح: ۳۱۶۵، والنسائي، ح: ۴۲۲۵ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۱۰، والحاكم: ۲۳۷/۴، ووافقه الذهبي، ورواه شعبه عن قتادة به عند ابن الجارود.

۱۶- کتاب الضحایا

عقیقہ کے احکام و مسائل

۲۸۳۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الصَّبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى».

۲۸۳۹- حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کے لیے عقیقہ لازمی ہے لہذا اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کی میل کچیل دور کرو۔“

۲۸۴۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِمَاطَةُ الْأَذَى خَلْقُ الرَّأْسِ.

۲۸۴۰- جناب حسن بصری رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ [إِمَاطَةُ الْأَذَى] (میل کچیل دور کرنے) سے مراد بچے کا سر مونڈنا ہے۔

۲۸۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَبْشًا كَبْشًا.

۲۸۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک مینڈھاؤنچ کیا تھا۔

🌞 فائدہ: یہ حدیث بھی سنداً صحیح ہے جب کہ سنن نسائی (حدیث: ۴۲۲۳) میں دو دو مینڈھوں کا ذکر آیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے زیادہ صحیح (صحیح) قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ”ارواء الغلیل“ (۳۸۴-۳۷۹/۸۰) میں اس روایت کے تمام طرق پر بحث کر کے آخر میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ روایات دونوں ہی قسم کی ہیں۔ ایک ایک مینڈھ کی بھی اور دو دو مینڈھ کی۔ لیکن دو دو مینڈھ والی روایات دو وجہ سے رائج اور زیادہ قابل عمل ہیں۔ ایک تو اس میں ”زیادت“ ہے اور ثقہ راوی کی زیادت مقبول ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ قولی روایات میں دو جانوروں کا ذکر ہے تو یہ دوسری روایات قولی روایت کے موافق ہو جاتی ہیں۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قواعد شریعت کا اقتضاء بھی

۲۸۳۹- تخريج: أخرجه البخاري، العقيقة، باب إمطة الأذى عن الصبي في العقيقة، ح: ۵۴۷۱، ۵۴۷۲ من حديث هشام بن حسان به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۷۹۵۸.

۲۸۴۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۹۸/۹ من حديث أبي داود به، هشام بن حسان مدلس وعنن. ۲۸۴۱- تخريج: [إسناده صحيح] وصححه ابن الجارود، ح: ۹۱۲ من حديث أبي معمر به، ورواه حجاج بن حجاج عن قتادة عن عكرمة به "بكشين كبشين"، رواه النسائي، ح: ۴۲۲۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عقیقہ کے احکام و مسائل

۱۶- کتاب الضحایا

یہی ہے کہ لڑکے کے لیے دو جانور ذبح کیے جائیں اس لیے کہ شریعت نے کئی احکام میں مرد کو عورت پر فضیلت عطا کی ہے۔ (تحفۃ المودود ص ۹۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی)

۲۸۴۲- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: نبی ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ ذو الجلال ‘عقوق‘ کو پسند نہیں فرماتا‘ گویا آپ نے (عقیقہ کا) نام پسند نہیں فرمایا۔ (کیونکہ عقیقہ اور عقوق کا مادہ ایک ہے) آپ نے فرمایا: ”جس کے ہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ اس کی طرف سے صدقہ اور قربانی کرنا چاہتا ہو تو کرے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر۔ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔“ آپ ﷺ سے ”فرع“ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”فرع بھی حق ہے اور چاہیے کہ اس (نوزائیدہ) جانور کو چھوڑ دو حتیٰ کہ جب وہ ایک سال کا یا دو سال کا خوب تنومند ہو جائے تو کسی بیوہ کو دے دیا جہاد فی سبیل اللہ میں (سواری کے لیے) دے دو یہ بہتر ہے اس سے کہ تم اسے ذبح کر ڈالو جبکہ اس کا گوشت اس کے بالوں ہی سے لگا ہوا ہو اور اپنے برتن کو تم اوندھا کر ڈالو اور اپنی اونٹنی کو بے قرار اور بے چین کر چھوڑ دو۔“

فوائد و مسائل: ① نام ہمیشہ ایسے ہونے چاہئیں جن میں ظاہری اور معنوی حسن ہو۔ اور لفظ عقیقہ بھی پسندیدہ نہیں اگرچہ زبان زد عام ہے۔ اس لیے کہ اس کا مادہ عقوق ہے جس کے معنی نافرمانی کے ہیں۔ تاہم اشتراک مادہ کے باوجود بہت سے الفاظ ایک دوسرے سے مختلف معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے لفظ عقیقہ میں ایک گونہ معنوی کراہت ضرور پائی جاتی ہے اس کے باوجود اس کے استعمال سے روکا نہیں گیا ہے اس لیے اس کا استعمال بھی صحیح ہے۔ ② فرع‘ ابتدائے اسلام میں اس پر عمل کیا جاتا تھا مگر بعد میں مستحب قرار دیا گیا جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔

۲۸۴۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العقیقة، باب: عن الغلام شاتان... الخ، ح: ۴۲۱۷ من حدیث داود بن قیس بہ.

۱۶- کتاب الضحایا

③ صدقہ دینے میں لوگوں کو کھلانے کے علاوہ اور بھی کئی بہتر انداز ہیں جو صاحب صدقہ کے لیے زیادہ اجر کا باعث ہیں۔ ⑤ جانوروں کے نوزائیدہ بچوں کو ذبح کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں اس سے ماں کو بے قراری ہوتی ہے اور دودھ بھی کم ہو جاتا ہے۔

۲۸۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وَلَدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدِمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً، وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَنَلَطُخُهُ بِزَعْفَرَانٍ.

۲۸۴۳- جناب عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ دور جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی تو وہ ایک بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچے کے سر پر چڑھ دیتا تھا اور جب سے اللہ نے ہمیں اسلام کی نعمت سے نوازا ہے تو ہم ایک بکری ذبح کرتے ہیں بچے کا سر منڈتے ہیں اور اس کے سر پر زعفران مل دیتے ہیں۔



فوائد مسائل: ① مسند بزار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا: ”بچے کے سر پر خون کے بجائے خوشبو (زعفران) لگاؤ۔“ (مختصر زوائد مسند بزار: ۳۹۹/۱، حدیث: ۸۶۰) ② مذکورہ احادیث عقیقے کی مشروعیت اور سنت ہونے پر واضح دلالت کرتی ہیں۔ لاریب! عقیقہ سنت مؤکدہ ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کا اپنا ذاتی عمل بھی ہے۔ عقیقے کی احادیث کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، مسعود بن المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، لہذا منکرین کا قول ناقابل توجہ ہے۔

شکار کے احکام و مسائل

* شکار کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: لغت میں شکار کو ”الصيد“ کہتے ہیں اور یہ صَادَ یَصِدُّ سے مصدر ہے جس کے معنی پکڑنے اور حاصل کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں ”الصيد“ کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ [أَخَذُ مَبَاحٍ أَكُلُهُ، غَيْرَ مَقْدُورٍ عَلَيْهِ مِنْ وَحْشٍ أَوْ طَيْرٍ أَوْ حَيَوَانٍ بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ بِقَصْدٍ] ”ایسے وحشی جانور یا پرندے کو ارادنا پکڑنا یا شکار کرنا جو انسانوں کی دسترس میں نہ ہوں اور جن کا کھانا حلال ہو۔“

* شکار کی مشروعیت: شکار کرنا حلال اور جائز ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس کی اجازت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْخَوَارِجِ مُكَلِّبِينَ تَعْلَمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ (المائدة: ۴) ”آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ اور جن

-- کتاب الصيد

شکار کے احکام و مسائل

شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھا ہے۔ یعنی جنھیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے تمھیں دے رکھی ہے، پس جس شکار کو وہ تمھارے لیے پکڑ کر روک رکھیں، تو تم اس سے کھاؤ۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کر لیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔“

شکار کی بابت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَمَا صَدَّتْ بِكُلْبِكَ الْمُعَلَّمُ فَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ﴾ (صحیح البخاری، الذبائح والصيد، باب ماجاء فی التصید، حدیث: ۵۴۸۸) ”اور جو تم سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرو، تو اس پر اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھاؤ۔“

* شکار کے متعلق چند ضروری آداب و احکام: ① سمندری شکار، مخرم اور غیر مخرم دونوں شخص کر سکتے ہیں۔ جبکہ محرم کے لیے بڑی (خشتی کا) شکار کرنا جائز ہے۔ ② شکار کے لیے کتا چھوڑتے یا فائر کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ③ شکار کے لیے آلہ تیز دھار ہونا چاہیے جیسے تیز گولی یا نیزا وغیرہ۔ اگر شکار چوٹ لگنے سے مر گیا تو اس کا کھانا حلال نہیں۔ ④ اگر کتے کے ذریعے سے شکار کیا جائے تو یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کے ساتھ غیر سدھائے ہوئے کتے شریک نہ ہوئے ہوں۔ ⑤ اگر کتے نے شکار میں سے کچھ کھالیا تو اسے کھانا درست نہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم . . .) كِتَابُ الصَّيْدِ (التحفة ۱۱)

شکار کے احکام و مسائل

(المعجم ۲۱، ۲۲) - باب اتَّخَذَ
الْكَلْبُ لِلصَّيْدِ وَغَيْرِهِ (التحفة ۱)

باب: ۲۲۲۱- شکار وغیرہ کے لیے کتا
رکھنے کا بیان

295

۲۸۴۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ
مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلِّ
يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

۲۸۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی
ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کتا پالا، سوائے اس کے کہ وہ
جانوروں کی حفاظت کے لیے ہو یا شکار کے لیے یا کھیتی
کے لیے تو ایسے شخص کے اجر میں سے ہر روز ایک قیراط کم
ہوتا رہے گا۔“

🌞 فائدہ: ان مقاصد کے علاوہ کتا رکھنا گناہ اور خسارے کا سودا ہے کہ ہر روز اس کے ثواب میں سے ایک قیراط کم
ہوتا رہتا ہے اور اللہ معلوم یہ وزن کس قدر ہوگا۔ جبکہ اوزان میں قیراط ۲۱۲۵ گرام چاندی کے وزن پر بولا جاتا ہے۔

۲۸۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقِلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۲۸۴۵- حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ
کتے بھی (اللہ کی مخلوق اور) امتوں میں سے ایک امت

۲۸۴۴- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ۱۵۷۵ من حديث
عبد الرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۱۹۶۱۲، ورواه الترمذي، ح: ۱۴۹۰ عن الحسن بن علي به.

۲۸۴۵- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب صفة الكلاب التي أمر بقتلها، ح: ۴۲۸۵ من حديث يزيد
ابن زريع به، ورواه الترمذي، ح: ۱۴۸۶، ۱۴۸۹، وابن ماجه، ح: ۳۲۰۵.

-- کتاب الصيد -- شکار سے متعلق احکام و مسائل

«لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِهِنَّ أَنْ يَقْتُلْنَ مَا فِي بَيْتِهِمْ»
 ان میں سے جو کالا سیاہ ہوا سے مار ڈالا کرو۔“

☀ فائدہ: کالا کتا شکل و صورت میں بھی بہت وحشت ناک ہوتا ہے اور غالباً طبعاً بھی اس میں خبث زیادہ ہوتا ہے اس لیے اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور گند شدہ حدیث: ۷۰۲ کتاب الصلاة میں گزرا ہے کہ ”کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔“

۲۸۴۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابتدائی ایام میں) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا حتیٰ کہ اگر کوئی عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اسے بھی قتل کر ڈالتے تھے اس کے بعد آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا اور فرمایا: ”صرف کالے کتوں کو مارو۔“

☀ فائدہ: کالا کتا اور بالخصوص وہ جس کی آنکھوں پر دو نقطے سے ہوں اسے شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے اس کو مارنے کا حکم ہے۔ اگر کسی آبادی میں عام کتے بڑھ جائیں اور لوگوں کے لیے اذیت کا باعث ہوں تو ان کو قتل کرنا اور کم کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن بالکل فنا کر دینا جائز نہیں۔

(المعجم ۲۲، ۲۳) - بَابُ فِي الصَّيْدِ
 باب: ۲۲، ۲۳- شکار کرنے کا بیان
 (التحفة ۲)

۲۸۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى قَالَ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑتا ہوں تو وہ میرے لیے شکار پکڑ رکھتے ہیں تو کیا میں (اسے) کھالوں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم سدھائے ہوئے کتے چھوڑو اور اللہ کا نام لو تو جو وہ

۲۸۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه... الخ، ح: ۱۵۷۲ من حديث ابن جريج به.

۲۸۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح... الخ، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ۱۹۲۹ من حديث جرير بن عبد الحميد، البخاري، الذبائح والصيد، باب ما أصاب المعراض بعرضه، ح: ۵۴۷۷ من حديث منصور به.

-- کتاب الصيد

شکار سے متعلق احکام و مسائل

تمہارے لیے پکڑ رکھیں اسے کھالو۔“ میں نے کہا: اگرچہ وہ اسے مار ہی ڈالیں؟ آپ نے فرمایا: ”خواہ مار ہی ڈالیں بشرطیکہ کوئی اور کتا ان میں شامل نہ ہو گیا ہو جو ان میں سے نہ ہو۔“ میں نے کہا: میں بھالا پھینکتا ہوں اور اس سے شکار کرتا ہوں تو کیا (اسے) کھالیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم بھالا پھینکو اور ”بسم اللہ“ کہو اور وہ شکار کو لگے اور اس کو پھاڑ دے تو کھا سکتے ہو لیکن اگر وہ چوڑائی کی طرف سے لگے (بغیر دھار کے محض چوٹ سے اس کو مار ڈالے) تو مت کھاؤ۔“

الْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ. قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَن؟ قَالَ: «وَأَنْ قَتَلَن، مَا لَمْ يَشْرُكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا». قُلْتُ: أَرُمِي بِالْمِعْرَاضِ فَأَصِيبُ أَفَأَكُلُ؟ قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَصَابَ فَخَرَقَ فَكُلْ وَإِنْ أَصَابَ بَعَرَضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

۲۸۴۸- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا (اور) کہا: ہم ان کتوں کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ”جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑ دو اور ان پر ”بسم اللہ“ کہو تو جو وہ تمہارے لیے روک رکھیں اسے کھاؤ خواہ وہ اسے مار ہی ڈالیں سوائے اس کے کہ کتا خود اس میں سے کچھ کھائے اگر وہ اس میں سے کھالے تو تم مت کھاؤ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اسے اس نے اپنے لیے پکڑا ہوگا۔“

۲۸۴۸- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ بَيَّانٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: إِنَّا نَصِيدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ لِي: «إِذَا أُرْسِلَتْ كِلَابُكَ الْمُعَلَّمَةُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ».

فوائد و مسائل: ① کتے سے شکار کرنا حلال اور جائز ہے۔ ② شرط یہ ہے کہ کتا سدھایا ہوا ہو اور اپنے مالک کی ہدایات پر کما حقہ عمل کرتا ہو یعنی اگر چھوڑے اور دوڑائے تو دوڑ جائے اور اگر واپس بلائے تو واپس آ جائے۔ ③ اور پھر یہ بھی ہے کہ مالک کے چھوڑنے پر شکار کرے اگر از خود شکار مار لایا تو حلال نہ ہوگا۔ ④ کتا چھوڑتے ہوئے ”بسم اللہ“ کہے۔ اگر بھول جائے تو معاف ہے اور شکار حلال ہے۔ کیونکہ اللہ کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ البتہ عدا چھوڑ دینے سے شکار حلال نہ ہوگا۔ ⑤ کتا اس شکار میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ مالک کے لیے روک رکھے اور

۲۸۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۹۲۹/۲ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان، انظر الحديث السابق، والبخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ۵۴۸۴ من حديث عامر الشعبي به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شکار سے متعلق احکام و مسائل

-- کتاب الصيد --

اگر کھایا ہو تو حلال نہ ہوگا۔ ① اگر شکار زندہ ہو تو ”بسم اللہ واللہ اکبر“ پڑھ کر اسے ذبح کرے۔ ② اگر کوئی اور کتا ان کتوں کے ساتھ مل گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کس نے مارا ہے یا نہ معلوم دوسرے کتے پر بھی ”بسم اللہ“ پڑھی گئی ہے یا نہیں تو حلال نہ ہوگا۔ اگر معلوم ہو جائے کہ دوسرے پر بھی ”بسم اللہ“ پڑھی گئی ہے تو بلاشبہ حلال ہوگا۔ ③ بھالے سے بھی شکار حلال اور جائز ہے بشرطیکہ ”بسم اللہ“ پڑھ کر پھینکے اور دھار کی جانب سے شکار کو لگے اور اسے زخمی کر دے۔ اگر چوڑائی کی طرف سے لگا ہو اور شکار مر گیا ہو تو حلال نہ ہوگا۔ ④ بندوق کی گولی اور چہرہ بھی بعض علماء (امام شوکانی، سید سابق اور علامہ یوسف قرضاوی وغیرہ) کے نزدیک اسی حکم میں ہے یعنی ان کا شکار بھی حلال ہے کیونکہ ان کے خیال میں بندوق کی گولی بھی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور خون نکال دیتی ہے۔ ⑤ لیکن غلیل کا مارا ہوا شکار اس کی چوٹ سے مر جائے تو حلال نہیں کیونکہ وہ چیرتی ہے نہ خون بہاتی ہے بلکہ وہ واضح طور پر غلیل کی چوٹ سے مرتا ہے۔

۲۸۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَوَجَدْتَهُ مِنَ الْغَدِ وَلَمْ تَجِدْهُ فِي مَاءٍ وَلَا فِيهِ أَثَرٌ غَيْرِ سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِذَا اخْتَلَطَ بِكَلَالِكَ كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ لَا تَدْرِي لَعَلَّهُ قَتَلَهُ الَّذِي لَيْسَ مِنْهَا».

۲۸۴۹- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نے اپنا تیر مارا ہو اور اللہ کا نام لیا ہو پھر اپنے شکار کو اگلے دن پاؤ لیکن پانی میں نہ پاؤ (ایسا نہ ہو کہ ڈوب کر مر رہا ہو) اور کسی اور کے تیر کا بھی اس میں نشان نہ ہو تو اس شکار کو کھاؤ۔ اور جب تمہارے کتوں کے ساتھ کوئی اور کتا مل گیا ہو تو مت کھاؤ نہ معلوم اس کو اس کتے نے مارا ہو جو تمہارے کتوں میں سے نہ تھا۔“

فائدہ: مشکوک شکار کا کھانا حلال نہیں ہے۔

۲۸۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَقَعَتْ رَمِيَّتُكَ فِي مَاءٍ فَغَرِقَتْ فَمَاتَتْ فَلَا تَأْكُلْ».

۲۸۵۰- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا شکار پانی میں ڈوب گیا ہو اور پھر مر گیا ہو تو مت کھاؤ۔“

۲۸۴۹- تخریج: أخرجه البخاري، ح: ۵۴۸۴، ومسلم، ح: ۷/۱۹۲۹ من حديث عاصم الأحول به، وانظر الحديثين السابقين.

۲۸۵۰- تخریج: [صحیح] من حديث عاصم به، انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ۳۷۸/۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۸۵۱- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کے یا باز کو تو نے سدھایا ہو پھر تو اسے چھوڑے اور اللہ کا نام لے، تو جو وہ تیرے لیے روک رکھے اسے کھالے۔“ میں نے عرض کیا: خواہ وہ اسے قتل ہی کر ڈالے؟ آپ نے فرمایا: ”جب وہ اسے مار ڈالے مگر اس میں سے اس نے کھایا نہ ہو تو وہ اس نے تیرے ہی لیے روک رکھا ہے۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باز اگر کھا بھی لے تو کوئی حرج نہیں، لیکن کتا اگر کھائے تو مکروہ ہے (حرام ہے) لیکن اگر خون پی لے تو کوئی حرج نہیں۔

۲۸۵۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَّمْتُ مِنْ كَلْبٍ أَوْ بَازٍ ثُمَّ أَرْسَلْتُهُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ». قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: «إِذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَيْكَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْبَازُ إِذَا أَكَلَ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَالْكَلْبُ إِذَا أَكَلَ كُرْهٌ وَإِنْ شَرِبَ الدَّمَ فَلَا بَأْسَ.

🌞 **مُحَوَّل:** یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔ لیکن معنا صحیح ہے کیونکہ دوسری صحیح روایات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔ اسی لیے بعض علماء نے اس روایت کی بھی تصحیح کی ہے۔ البتہ ”باز“ کا ذکر اس میں ان کے نزدیک منکر ہے۔ یعنی صحیح روایات کے خلاف ہے۔

۲۸۵۲- حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے کے شکار کے بارے میں فرمایا: ”جب تم اپنا کتا چھوڑو اور اللہ کا نام ذکر کیا ہو تو اسے کھالو اگرچہ کتے نے اس سے کھا بھی لیا ہو اور ہر وہ چیز کھاؤ جس کو تمہارے ہاتھ نے تم پر لوٹایا ہو (جسے تم نے اپنے ہاتھ سے شکار کیا ہو)۔“

۲۸۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ بُسْرِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَيْدِ الْكَلْبِ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فَكُلْ، وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ، وَكُلَّ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ يَدُكَ».

۲۸۵۱- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ما جاء في صيد البزاة، ح: ۱۴۶۷ من حديث مجالد به، وقال: 'لا نعرفه إلا من حديث مجالد'، ومجالد ضعيف من أجل سوء حفظه، ولحديثه شواهد موقوفة عند البيهقي: ۲۳۵/۹، ۲۳۸.

۲۸۵۲- **تخریج:** [حسن] أخرجه البيهقي: ۲۳۷/۹ من حديث أبي داود به، وللحديث شاهد حسن يأتي، ح: ۲۸۵۷ * داود بن عمرو حسن الحديث، وانظر، ح: ۲۸۵۵.

شکار سے متعلق احکام و مسائل ————— کتاب الصيد

☀️ توضیح: اصل مسئلہ وہی ہے جو پیچھے کی صحیح احادیث میں گزرا ہے کہ اگر کتے نے شکار میں سے کھایا ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اسی لیے بعض علماء نے اس حدیث کو منکر (صحیح احادیث کے خلاف) قرار دیا ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ اور بعض حضرات اس حدیث کی وجہ سے شکار کے کتے کے کھانے کے باوجود اس کی حلت کے قائل ہیں۔ اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ شکاری کتے نے پہلے شکار کو پکڑ کر مار ڈالا پھر اسے مالک کے لیے رکھ چھوڑا اور وہاں سے دور چلا گیا پھر دوبارہ واپس آ کر اس سے کچھ کھالے تو اس طرح اس کا کھانا معزنین مالک کے لیے اس شکار کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اس نے پہلے تو مالک ہی کے لیے شکار کیا اور اسی کے لیے اسے روکے رکھا۔ اور کھایا اس نے بعد میں ہے اس لیے اس کھانے کا اعتبار نہیں ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

۲۸۵۳- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ بْنِ خُلَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! أَحَدُنَا يَزِمِي الصَّبْدَ فَيَقْتَنِي أَثَرَهُ الثَّوَمِينَ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيْتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ أَبَاكُلُّ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِنْ شَاءَ» أَوْ قَالَ: «يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ».

۲۸۵۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک آدمی شکار کو تیر مارتا ہے پھر وہ اس کے پیچھے دو تین دن پھرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے پالیتا ہے اور وہ مر چکا ہوتا ہے اور اس میں اس کا تیر بھی ہوتا ہے تو کیا اسے کھالے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اگر چاہے تو۔“ یا آپ نے فرمایا: ”کھالے اگر چاہے تو۔“

☀️ فائدہ: جب یقین ہے کہ وہ شکار اس کے اپنے تیر سے مرا ہے تو حلال ہے بشرطیکہ گوشت خراب نہ ہو اور۔

۲۸۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيدٌ»، فَقُلْتُ: أُرْسِلَ كُلِّي قَالَ: «إِذَا سَمِيتَ فَكُلْ، وَإِلَّا

۲۸۵۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھالے سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر وہ دھار کی طرف سے لگا ہو تو کھا لو اور اگر مونائی کی طرف سے لگا ہو تو مت کھاؤ بلاشبہ وہ چوٹ زدہ ہوگا۔“ میں نے عرض کیا: میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم نے اللہ کا نام لیا ہو تو کھا لو ورنہ مت کھاؤ اور اگر کتے نے اس میں

۲۸۵۳- تخریج: [صحیح] وعلقہ البخاری، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ۵۴۸۵ عن عبد الأعلیٰ به، وانظر الحديث الآتي.

۲۸۵۴- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان، ح: ۱۷۵، ومسلم، الصيد والذبائح... الخ، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي ح: ۱۹۲۹/۳ من حديث شعبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے کچھ کھایا ہو تو بھی مت کھاؤ، وہ اس نے اپنے لیے پکڑا ہے۔“ عرض کیا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور پھر شکار پر ایک اور کتا بھی دیکھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”مت کھاؤ“ کیونکہ تم نے تو اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے۔“

فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ لِنَفْسِهِ، فَقَالَ: أُرْسِلْ كَلْبِي فَأَجِدْ عَلَيْهِ كَلْبًا آخَرَ، فَقَالَ: «لَا تَأْكُلْ لِأَنَّكَ إِنَّمَا سَمَيْتَ عَلَى كَلْبِكَ».

۲۸۵۵- حضرت ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرتا ہوں اور ایسے کتے کے ساتھ بھی جو سدھایا ہوا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: ”جو شکار تم اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کرو تو اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔ اور جو بغیر سدھائے ہوئے کتے سے کرو تو اگر شکار کو ذبح کر سکو تو کھا لو۔“

۲۸۵۵- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيَوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدَّمَشَقِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْحَوَلَانِيُّ عَائِدُ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ؟ قَالَ: «مَا صِدَّتْ بِكَ كَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَأَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلْ، وَمَا اصْطَدَّتْ بِكَ كَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَذْكُرْ ذِكْرَهُ فَكُلْ».

فائدہ: بن سدھائے کتے کا مارا ہوا حلال نہیں، خواہ کتے کو ”بسم اللہ“ پڑھ کر چھوڑا گیا ہو۔ ہاں اگر اس کو ذبح کرنے کا موقع مل گیا تو ذبح کے بعد اس کا کھانا جائز ہوگا۔

۲۸۵۶- حضرت ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے ابو ثعلبہ! تیری قوس (کمان) اور تیرا کتا جو تجھ پر لوٹائے وہ کھالے۔“ ابن حرب نے مزید کہا: (کتا) سدھایا ہوا اور تیرا ہاتھ جو تجھ پر لوٹائے (تیر وغیرہ سے شکار کرے۔) تو اسے

۲۸۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ سَنَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِدْرِيسَ الْحَوَلَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي

۲۸۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذباح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ۱۹۳۰ عن هناد بن السري، والبخاري، الذباح والصيد، باب ما جاء في التصيد، ح: ۵۴۸۸ من حديث ابن المبارك به. ۲۸۵۶- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۹۴/۴ من حديث محمد بن حرب عن الزبيدي به * بقية صرح بالسماع المسلسل، وانظر الحديث السابق.

شکار سے متعلق احکام و مسائل

-- کتاب الصيد

أَبُو نَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيُّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا نَعْلَبَةَ! كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ وَكَلْبُكَ». زَادَ عَنِ ابْنِ حَرْبٍ: الْمُعَلَّمُ وَيَدُكَ، فَكُلْ ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ.

☀ فائدہ: چونکہ کتا چھوڑتے ہوئے یا تیر کمان سے پھینکتے ہوئے ”بسم اللہ“ پڑھی جاتی ہے تو جو اس طرح سے مر بھی جائے وہ حلال ہے۔ زندہ ملے تو ”بسم اللہ“ پڑھ کر ذبح کر لے۔

۲۸۵۷- ایک بدوی جس کا نام ابو نعلبہ (رضی اللہ عنہ) تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ہاں سدھائے ہوئے (شکاری) کتے ہیں۔ آپ مجھے ان کے ساتھ شکار کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر تیرے ہاں سدھائے ہوئے کتے ہیں تو جو وہ تیرے لیے پکڑ رکھیں اس سے کھالے۔“ اس نے کہا: ذبح کر کے یا بغیر ذبح کیے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں (دونوں صورتوں میں اس کا کھانا جائز ہے۔“ اس نے کہا: اگر کتا اس سے کھالے تو؟ آپ نے فرمایا: ”خواہ کھا بھی لے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری کمان کے (شکار کے) بارے میں ارشاد فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: ”تیری کمان جو تجھ پر لوٹائے اسے کھالے۔“ کہا: ذبح کر کے یا بغیر ذبح کیے۔ اس نے کہا: اگر وہ شکار مجھ سے غائب ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ”اگرچہ تجھ سے غائب ہی ہو جائے، لیکن جب تک کہ خراب نہ ہو یا تو اس میں اپنے سوا کسی اور کے تیر کا نشان نہ پائے۔“ اس نے کہا: مجھے جو سیوں کے برتنوں کے بارے میں ارشاد

۲۸۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمُعَلَّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا يُقَالُ لَهُ: أَبُو نَعْلَبَةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً، فَأَفْتِنِي فِي صَيْدِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنْ كَانَ لَكَ كِلَابٌ مُكَلَّبَةٌ فَكُلْ مِمَّا أُمْسَكَ عَلَيْكَ». قَالَ: ذَكِيًّا أَوْ غَيْرَ ذَكِيٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: فَإِنْ أَكَلَتْ مِنْهُ؟ قَالَ: «وَأِنْ أَكَلَتْ مِنْهُ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفْتِنِي فِي قَوْسِي، قَالَ: «كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ»، قَالَ: ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ؟ قَالَ: وَإِنْ تَغَيَّبَ عَنِّي؟ قَالَ: «وَأِنْ تَغَيَّبَ عَنْكَ، مَا لَمْ يَصُلِّ أَوْ تَجِدَ فِيهِ أَثَرًا غَيْرَ سَهْمِكَ». قَالَ: أَفْتِنِي فِي آيَةِ الْمَجُوسِ إِذَا اضْطَرَرْنَا إِلَيْهَا قَالَ: «اغْسِلْهَا وَكُلْ فِيهَا».



۲۸۵۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۴/۲ من حديث حسين المعلم، والنسائي، الصيد، باب الرخصة في ثمن كلب الصيد، ح: ۴۳۰۱ من حديث عمرو بن شعيب به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

شکار سے متعلق احکام و مسائل

-- کتاب الصيد --

فرمائیں کہ ہم ان کے استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں تو؟
آپ نے فرمایا: ”انہیں دھولو اور پھر ان میں کھالو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں یہ بیان کہ ”خواہ کتنا شکار سے کھا بھی لے“ منکر ہے۔ اور اس کی توضیح پیچھے گزر چکی ہے۔ ② شکار شدہ جانور اگر زندہ ملے تو ذبح کیا جائے اور اگر قتل ہو جائے تو حلال ہے۔ ③ مجوسیوں کے برتن استعمال کرنے پر پڑیں تو انہیں پہلے دھولیا جائے، یہی حکم ہندوؤں کا ہے۔ یہودی اور عیسائی طہارت کا اہتمام کرتے ہوں تو بہتر، لیکن اگر شبہ ہو کہ خنزیر اور شراب وغیرہ سے احتیاط نہیں کرتے، تو ان کے برتن بھی استعمال کرنے سے پہلے دھونے ضروری ہیں۔

باب: ۲۳، ۲۴ - زندہ جانور سے کاٹا گیا
گوشت حرام ہے

(المعجم ۲۳، ۲۴) - بَابُ: إِذَا قُطِعَ مِنَ
الصَّيْدِ قِطْعَةً (التحفة ۳)

۲۸۵۸ - حضرت ابو واقد لیشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جانور سے جو گوشت کاٹا جائے
جبکہ وہ جانور زندہ ہو تو وہ گوشت مردار (حرام) ہے۔“

۲۸۵۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ
ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي
وَاقِدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا قُطِعَ مِنَ
الْبُهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ».

🌞 فائدہ: بعض عرب کے متعلق آتا ہے کہ وہ دہنے کی چکتی کاٹ لیتے اور زخم پر دوا لگا دیتے، اس طرح جانور بھی زندہ رہتا اور گوشت بھی کھا لیتے۔ تو شریعت نے اس کو مردار فرمایا ہے یعنی حرام ہے۔ اور کتاب الصيد میں اس حدیث کا تعلق یوں ہے کہ اگر شکاری کتے نے یا تیر اور گولی وغیرہ نے جانور کا کوئی حصہ علیحدہ کر دیا ہو اگر اسی حالت میں جان نکل گئی ہو تو دونوں ٹکڑے حلال ہیں، لیکن اگر روح نہیں نکلی اور کوئی حصہ الگ ہو چکا ہو اور پھر اسے ذبح کیا جا رہا ہو تو ذبح سے پہلے علیحدہ ہو جانے والا حصہ کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے ورنہ نشانہ مارتے ہوئے ”بسم اللہ“ تو پڑھی جا چکی ہے۔ اسے بھی کھایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۲۴، ۲۵) - بَابُ: فِي اتِّبَاعِ
الصَّيْدِ (التحفة ۴)

۲۸۵۸ - تخریج: [امسنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء ما قطع من الحي فهو ميت، ح: ۱۴۸۰ من
حدیث عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۷۶، والحاكم
۲۳۹/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند الحاكم.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۸۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى عَنْ وَهَبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ - وَقَالَ مَرَّةً سُفْيَانُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ: «مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتَنَّ».

۲۸۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بادیہ (جنگل) کی سکونت اختیار کی وہ سخت دل ہوا اور جو شکار کے پیچھے پڑا وہ غافل ہوا اور جو حاکم کے پاس آتا جاتا رہا آزمائش میں پڑا۔“

☀ فائدہ: جنگل اور شکار میں انسان آزاد ہوتا ہے۔ اختلاط اور اجتماعیت نہ ہونے کی وجہ سے نماز باجماعت کی فضیلت سے محرومی کے علاوہ علماء اور صالحین کی مجالس بھی میسر نہیں ہوتیں اور نہ کوئی معروف و منکر ہی کی تنبیہ کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا اثر طبیعت کی سختی اور غفلت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو واضح ہے کہ خسارے کا سودا ہے۔ اور اسی طرح بادشاہ کی مجلس میں بالعموم یا تو اس کی ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے یا مخالفت مول لیتی پڑتی ہے اور دونوں صورتوں میں امتحان و آزمائش ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اس لیے چاہیے کہ انسان ایسی جگہ سکونت اختیار کرے جہاں دونوں سہولتیں میسر ہوں شہری بھی اور دیہاتی بھی۔ جیسے کہ شہر کی مضافاتی بستیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ استدلال ہے اس مومن سے جس کا ذکر سورہ یونس میں ہے: ﴿وَحَآءَ مِنْ أَفْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى قَالَ يَنْقُومُ أَتْبَعُوا الْمُرْسَلِينَ﴾ (یونس: ۲۰) ”اور شہر کی ایک جانب سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا: اے میری قوم! ان رسولوں کی پیروی کر لو۔“ اور مقصد صالح کے بغیر بادشاہوں کی صحبت سے بھی احتراز کرنا چاہیے اور اس سے مراد دنیا دار بے دین قسم کے بادشاہ ہیں۔ مومن بادشاہ کی صحبت میں بلاشبہ کوئی فتنہ نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

۲۸۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ شَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى مُسَدَّدٍ قَالَ: «وَمَنْ لَزِمَ

۲۸۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جس نے بادشاہ کی صحبت اختیار کی فتنے میں پڑا۔“ اور مزید کہا: ”جو بندہ کسی بادشاہ کے جس قدر قریب ہوگا اللہ تعالیٰ سے اسی قدر بعید ہو جائے گا۔“

۲۸۵۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب من أتى أبواب السلطان افتتن، ح: ۲۲۵۶، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

۲۸۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۴۰ / ۲ عن محمد بن عبيد بن * شيخ من الأنصار لم أعرفه.

شکار سے متعلق احکام و مسائل

-- کتاب الصيد

السُّلْطَانُ افْتَتَنَ». زَادَ: «وَمَا ارْزَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا إِلَّا ارْزَادَ مِنَ اللَّهِ بُعْدًا».

🌞 ملحوظہ: سند احادیث ضعیف ہے۔ اور اس کا مفہوم اوپر کی حدیث میں گزرا ہے۔

۲۸۶۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: ۲۸۶۱- حضرت ابو ثعلبہ خُشَنیؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم شکار کو (تیر) مارو اور پھر تین رات کے بعد اسے پاؤ جبکہ تمہارا تیر اس میں ہو تو اسے کھالو۔ جب تک کہ بوند دینے لگے۔“

ابن صالح، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ]: «إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَأَذْرَكْتَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَهْمُكَ فِيهِ فَكُلْ مَا لَمْ يُنْتِنَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① حسب طلب و ضرورت شکار کرنا اور اس کی تلاش میں جانا کوئی معیوب نہیں ہے۔ معیوب یہ ہے کہ انسان اپنے دیگر دینی و دنیاوی فرائض سے غافل ہو جائے۔ ② کھانے پینے کی چیزوں کا ذائقہ اور بواس انداز سے بگڑ جائے کہ نقصان دہ ہو سکتی ہوں تو استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ ہاں اگر کوئی ضرورتاً نہ ہو تو جائز ہے۔



۲۸۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب: إذا غاب عنه الصيد ثم وجده، ح: ۱۹۳۱ من حديث حماد بن خالد به.

وصیت کے احکام و مسائل

[وصیت کے لغوی معنی ہیں ”تاکیدی حکم کرنا“ جیسے کہ اس آیت میں ہے: ﴿وَوَصَّي بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ﴾ (البقرة: ۱۳۲) ”حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہ السلام نے اپنی اپنی اولاد کو اس بات کی وصیت کی۔“ (اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔) اور اصطلاح شرع میں اس سے مراد وہ خاص عہد ہوتا ہے جو کوئی شخص اپنے عزیزوں کو کرتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس پر عمل کیا جائے، خواہ وہ کسی مال کی بابت ہو یا کسی قول و قرار کے متعلق۔

* وصیت کا حکم: وصیت کرنا مشروع ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة: ۱۸۰) ”تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے، اگر وہ مال چھوڑے جا رہا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے، پرہیزگاروں پر یہ حق اور ثابت ہے۔“

۱۷۔ کتاب الوصایا وصیت سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے بھی وصیت کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور اسے تہائی مال تک محدود رکھنے کا حکم دیا ہے۔ البتہ وارث کے حق میں وصیت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد گرامی ہے: [إِنَّ اللَّهَ قَدْ أُعْطِيَ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِرِثٍ] ”اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے، لہذا وارث کیلئے وصیت نہیں ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، الوصایا، باب لا وصیۃ لوارث، حدیث: ۲۷۱۳)

اس لیے وصیت کرنا غریب، فقراء اور رشتہ داروں کے لیے جہاں باعث تقویت ہے وہاں وصیت کرنے والے کے لیے باعث اجر و ثواب بھی ہے۔ لیکن اگر ورثاء کو نقصان پہنچانے کی غرض سے وصیت کی گئی تو یہ حرام ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی ناجائز کام کے لیے مال خرچ کرنے کی وصیت کی تو یہ بھی ناجائز اور منع ہوگی۔ البتہ حقوق کی ادائیگی مثلاً قرض کی ادائیگی، امانت کی سپردگی، کفارہ کی ادائیگی وغیرہ ضروری ہوگی۔

* وصیت کے چند آداب: ① وصیت کرتے وقت شرعی احکام کو مد نظر رکھنا لازمی ہے، مثلاً ایک تہائی سے زائد یا وارث کے حق میں وصیت نہیں کر سکتا۔



- ② وصیت کرنے والا اپنی وصیت میں تبدیلی کر سکتا ہے۔
- ③ وصیت کا اطلاق قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگا۔
- ④ اگر کسی خاص چیز کی وصیت کی گئی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو وصیت باطل ہو جائے گی۔
- ⑤ ورثاء کی طرف سے وصیت میں رد و بدل کرنا حرام ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۷) - كِتَابُ الْوَصَايَا (التحفة ۱۲)

وصیت کے احکام و مسائل

باب ۱: وصیت کرنے کی تاکید

(المعجم ۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُؤْمَرُ بِهِ

مِنْ الْوَصِيَّةِ (التحفة ۱)

۲۸۶۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۸۶۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی بھی مسلمان کو لائق نہیں

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ قَالَ:

کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے متعلق وہ کوئی

حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ

وصیت کرنا چاہتا ہو تو وہ دو راتیں بھی نہ گزارے مگر اس

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا حَقُّ أَمْرٍ يَءِ

حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔“

مُسْلِمٌ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا

وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

🌞 فائدہ: ① حدیث میں [يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ] سے مراد یہ ہے کہ اسے وصیت لکھنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے تحدید مراد

نہیں ہے کیونکہ مسند ابی عوانۃ اور السنن الکبری للبیہقی میں [لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ] ایک رات یا دو راتوں کا

ذکر ہے اور صحیح مسلم اور سنن الترمذی میں [ثَلَاثَ لَيَالٍ] تین راتوں کا بھی ذکر ملتا ہے بہر حال انسان کو اپنی موت سے

کبھی بھی غافل نہیں رہنا چاہیے نہ معلوم کس وقت بلاوا آجائے لہذا اگر کوئی قرض ہو یا امانت یا کوئی اور اہم معاملہ تو

چاہیے کہ اسے اپنے ہاں لکھ رکھے تاکہ وارثوں کو اس کی تنفیذ میں آسانی رہے اور حقوق کے معاملے میں مرنے والے

پر کوئی بوجھ باقی نہ رہ جائے۔ اس صورت میں یہ امر واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی حق واجب نہ ہو تو وصیت کرنا مستحب

ہے واجب نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

۲۸۶۲- تخریج: أخرجه مسلم، الوصية، باب: وصية الرجل مكتوبة عنده، ح: ۱۶۲۷ من حديث يحيى القطان،

والبخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ۲۷۳۸ من حديث نافع به.

۱۷- کتاب الوصایا

وصیت سے متعلق احکام و مسائل

۲۸۶۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ
الْعَلَاءِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ
الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ،
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً وَلَا
أَوْصَى بِشَيْءٍ.

۲۸۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسول
اللہ ﷺ کوئی دینار درہم یا اونٹ، بکری نہیں چھوڑ گئے
اور نہ کسی چیز کے متعلق وصیت ہی فرمائی۔

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی وصیت امور شریعت سے متعلق ثابت شدہ ہے بالخصوص ”نماز کی پابندی غلاموں کے
ساتھ حسن سلوک، مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنا اور وفود کے ساتھ حسن معاملہ وغیرہ۔“ لیکن مالی امور میں
آپ ﷺ کی کوئی وصیت نہ تھی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے مال چھوڑا ہی نہیں تھا۔ (سنن ابی داؤد، الخراج، حدیث:
۳۰۲۹ و الأدب، حدیث: ۵۱۵۶؛ وصحیح البخاری، الحزبة، حدیث: ۳۱۶۸)

(المعجم ۲) - باب مَا جَاءَ فِيْمَا يَجُوزُ
لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ (التحفة ۲)

باب ۲- مال میں کس قدر وصیت جائز ہے؟

۲۸۶۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَأَبْنُ أَبِي خَلْفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: مَرِضَ مَرَضًا - قَالَ ابْنُ أَبِي
خَلْفٍ: بِمَكَّةَ ثُمَّ اتَّفَقَا - أَشْفَى فِيهِ،
فَعَادَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!
إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي
أَفَأَتَصَدَّقُ بِالثَّلْثَيْنِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ:
فِالْشَّطْرِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ: فَالْثُلُثُ

۲۸۶۴- جناب عامر بن سعد اپنے والد (حضرت
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ
(حجۃ الوداع کے موقع پر) مکہ میں بہت سخت بیمار پڑ گئے
حتیٰ کہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی
عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے کہا: اے اللہ
کے رسول! میرے پاس مال بہت ہے اور ایک بیٹی کے
علاوہ میرا کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنا دو تہائی مال
صدقہ کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انہوں نے
کہا: آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انہوں نے

۲۸۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ۱۶۳۵ من حديث أبي
معاوية الضرير به.

۲۸۶۴- تخریج: أخرجه مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ۱۶۲۸ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاری،
الدعوات، باب الوفاء برفع الدعاء والوجع، ح: ۶۳۷۳ من حديث الزهري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہا: تو ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا: ”تہائی (کر سکتے ہو) اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تمہارا اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جانا زیادہ بہتر ہے اس سے کہ انہیں فقیر چھوڑ جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو تو اس پر تمہیں اجر و ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ کی طرف اٹھاتے ہو (اس پر بھی تمہیں ثواب ملتا ہے۔) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ فرمایا: ”اگر تم میرے بعد پیچھے رہ بھی گئے تو اللہ کی رضا کے لیے جو بھی عمل صالح کرو گے اس سے تمہارا مقام اور درجہ بلند ہوگا۔ اور شاید تم میرے بعد زندہ رہو گے حتیٰ کہ تم سے ایک قوم فائدہ اٹھائے گی اور دوسری نقصان۔“ پھر فرمایا: ”اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت مکمل فرما دے اور انہیں ان کی ایڑیوں پر لوٹا نہ دے (مکہ میں ان کی وفات نہ ہو) لیکن حسرت ہے سعد بن خولہ پر!“ رسول اللہ ﷺ ان پر افسوس کر رہے تھے کہ وہ مکہ میں وفات پا گئے تھے۔

قَالَ: «الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَتْرُكَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ فِيهَا حَتَّى اللَّفْمَةُ تَدْفَعُهَا إِلَى فِي أَمْرَاتِكَ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُخَلِّفُ عَنْ هِجْرَتِي؟ قَالَ: «إِنَّكَ إِنْ تُخَلِّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ لَا تَزْدَادُ بِهِ إِلَّا رِفْعَةً وَدَرَجَةً، لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلِّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ»، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَزِدْهُمْ عَلَى أَغْقَابِهِمْ، لِكِنَّ الْبَائِسَ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ» يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مال اللہ تعالیٰ کا ”فضل“ ہے اس لیے اسے حلال ذرائع سے کمانا اور پھر جمع رکھنا کوئی معیوب نہیں، بشرطیکہ شرعی واجبات ادا کرتا رہے۔ مال جمع ہونے کی صورت ہی میں ایک مسلمان زکوٰۃ، حج، جہاد، قربانی، صدقہ و رشہ اور وصیت جیسے احکام پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ ورنہ ان مذاات پر عمل محال ہوگا اور جن آیات و احادیث میں مال جمع کرنے کی مذمت ہے وہاں حرام مال کمانے، شریعت کے تقاضے پورے نہ کرنے اور اس کا حریص محض بننے کی مذمت ہے۔ ② تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں۔ ③ فقیروں کی بہ نسبت وارثوں کا حق اولیٰ ہے اور انہیں غنی چھوڑ جانا مستحب اور فقیر چھوڑ جانا ناپسندیدہ ہے سوائے اس کے کہ وہ توکل کے اعلیٰ مراتب پر ہوں۔ ④ واجب اخراجات اور تمام اعمال صالحہ جو اللہ فی اللہ کیے جائیں ان سب میں انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ ⑤ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے مطابق آپ کی رحلت کے بعد تقریباً چوالیس برس حیات رہے۔ اور عراق انہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ مشہور اور فیصلہ کن جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے کمانڈر آپ ہی

۱۷- کتاب الوصایا وصیت سے متعلق احکام و مسائل

تھے۔ ① اس وقت واجب تھا کہ جس علاقے کے مسلمانوں نے اللہ کے لیے ہجرت کی ہو وہاں قیام نہیں کر سکتے اس لیے یہ بھی کوشش ہوتی تھی کہ سفر میں بھی وہاں موت نہ آئے۔ اور حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مہاجر صحابی تھے پہلے ہجرت حبشہ ثانیہ میں حبشہ گئے وہاں سے لوٹے اور غزوہ بدر وغیرہ میں شریک ہوئے بالآخر حجة الوداع کے موقع پر مکہ میں فوت ہوئے۔

(المعجم ۳) - باب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ

الإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ (التحفة ۳)

باب ۳- وصیت میں کسی کو نقصان

پہنچانا ناجائز ہے

۲۸۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ، تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُنْهَلِ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْخُلُقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ».

۲۸۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تو صدقہ کرے اس حالت میں جبکہ تو صحت مند ہو مال کا حریص ہو زندگی کی امید رکھتا ہو اور فقیر ہو جانے کا کھٹکا لگا رہتا ہو۔ جو کچھ دینے کا ارادہ ہو تو اس میں ڈھیل نہ کر حتیٰ کہ جب جان حلق میں آن لگے تو کہنے لگے: فلاں کے لیے اتنا ہے اور فلاں کے لیے اتنا حالانکہ وہ فلاں کا ہو چکا ہے۔“ (وراثت کی بنا پر)



فائدہ: تندرستی کے ایام میں اور اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھ کر جو صدقہ کیا جائے وہ افضل ہے۔ اور موت کے وقت صدقہ کرنا اپنے وارثوں کے حق میں دخل اندازی اور ان کے حق کو کم کرنا ہے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ اسی لیے شریعت نے جاگتی کے وقت ٹلٹ مال سے زیادہ صدقہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

۲۸۶۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذُنْبٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۲۸۶۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت سو (درہم) صدقہ کرنے

۲۸۶۵- تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، ح: ۱۴۱۹، ومسلم، الزكوة، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، ح: ۱۰۳۲ من حديث عبد الواحد بن زياد به.

۲۸۶۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۴/ ۳۰۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۸۲۱ * شرح حليل بن سعد ضعفه الجمهور، واختلف أيضًا.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱- کتاب الوصایا وصیت سے متعلق احکام و مسائل

الْحَذَرِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ كِي بِنَسَبٍ زِيَادَةٍ أَفْضَلُ هِيَ»
يَتَصَدَّقُ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهِ بِدِرْهِمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ
أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهِ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن مذکورہ حدیث اس معنی کی تائید کرتی ہے۔

۲۸۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ أَوْ الْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللَّهِ سِتِينَ سَنَةً، ثُمَّ يَخْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ. قَالَ: وَقَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هَاهُنَا ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّتِي يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنَ غَيْرِ مُضَارٍّ﴾..... ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ»
تک ایات تلاوت کیں۔ ”وصیت یا قرض کی ادائیگی کے بعد جبکہ وصیت کرنے والے نے نقصان نہ پہنچایا ہو (ورثے کی تقسیم کی جائے)۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ خوب علم والا حوصلے والا ہے۔ یہ حدیث ہیں اللہ کی جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے اللہ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہے گا اور یہی عظیم کامیابی ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَعْنِي الْأَشْعَثَ
ابْنَ جَابِرٍ جَدُّ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ.

۲۸۶۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ما جاء في الضرار في الوصية، ح: ۲۱۱۷ من حديث عبد الصمد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۷۰۴ * شهر بن حوشب مختلف فيه، وثقه الجمهور فيما أرى، وقال الذهبي في ديوان الضعفاء، (ص: ۱۴۵) "وحدیثه حسن"، وقال ابن حجر: "وشهر حسن الحديث وإن كان فيه بعض الضعف" (فتح الباري: ۳/ ۶۵).



وصیت سے متعلق احکام و مسائل

۱۷- کتاب الوصایا

☀ فائدہ: معنی واضح ہیں کہ وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ اور اللہ کی حدود سے تجاوز ہے اور ایسی وصیت جائز نہیں۔

(المعجم ۴) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ
فِي الْوَصَايَا (التحفة ۴)

۲۸۶۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ :
حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِيءُ قَالَ :
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ
الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ :
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنِّي
أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ
لِنَفْسِي فَلَا تَأْمَرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ
مَالَ يَتِيمٍ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل مصر اس روایت
میں منفرد ہیں۔

☀ فائدہ: بلاشبہ کسی قوم کا ولی قاضی اور سربراہ بننا اور ایسے ہی یتیم کا سرپرست اور ذمہ دار ہونا لوگوں کے ہاں اور پھر
اللہ کے ہاں بھی سخت باز پرس کا مقام ہے۔ جو شخص ان ذمہ داریوں کو اٹھائے تو چاہیے کہ لوگوں کا اور اللہ کا حق ادا
کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور جو اپنے آپ کو کمزور پائے تو وہ ابتدائی طور پر ہی ایسی ذمہ داری سے معذرت کر لے
تا کہ دنیا اور آخرت میں رسوائی نہ ہو۔

(المعجم ۵) - باب مَا جَاءَ فِي نَسْخِ
الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ (التحفة ۵)

۲۸۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ :
۲۸۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة، ح: ۱۸۲۶ من حديث أبي عبد الرحمن

المقرئ به .
۲۸۶۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۶/ ۲۶۵ من حديث أبي داود به .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۸- کتاب الوصایا وصیت سے متعلق احکام و مسائل

المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنِ وَقْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ [البقرة: ۱۸۰] فَكَانَتْ الْوَصِيَّةُ كَذَلِكَ حَتَّى نَسَخَهَا آيَةُ الْمِيرَاثِ.

آیت: ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ.....﴾ ”اگر مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابت داروں کیلئے وصیت کرے۔“ کا حکم ابتدا میں ایسے ہی تھا حتیٰ کہ اسے آیت میراث نے منسوخ کر دیا۔

☀ فائدہ: درج ذیل حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

(المعجم ۶) - باب مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ (التحفة ۶)

باب ۶: وارث کے لیے وصیت

۲۸۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ نَجْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِرِثٍ».

۲۸۷۰- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔“

☀ فائدہ: تاہم وارث اپنی طرف سے کسی کو ایک ٹکٹ (۱/۳) تک دے دیں تو اس پر کوئی قذف نہیں ہے۔

(المعجم ۷) - باب مُخَالَطَةِ الْيَتِيمِ فِي الطَّعَامِ (التحفة ۷)

باب ۷: کھانے پینے میں یتیم کو اپنے ساتھ شریک رکھنا کیسا ہے؟

۲۸۷۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ ”یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اچھے انداز سے۔“ اور ﴿إِنْ

۲۸۷۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے یہ آیات اتاریں: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ ”یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اچھے انداز سے۔“ اور ﴿إِنْ

۲۸۷۰- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ما جاء لا وصية لوارث، ح: ۲۱۲۰ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۲۶۷/۵، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۷۱۳ * شرحبيل شامي، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۸۷۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ما للوصي من مال اليتيم إذا قام عليه، ح: ۳۶۹۹ من حديث عطاء بن السائب به، وصححه الحاكم: ۲/۲۷۸، ۲۷۹، ووافقه الذهبي * عطاء اختلط.

۱۷۔ کتاب الوصایا

وصیت سے متعلق احکام و مسائل

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا..... ﴿۱۵۲﴾ ”جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھڑ رہے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی آگ میں جائیں گے۔“ تو جن لوگوں کے ہاں کوئی یتیم تھا انہوں نے اس کے کھانے پینے کو اپنے سے جدا کر دیا۔ اس طرح جو کھانا اس کا بیچ رہتا وہ اس کے لیے رکھ چھوڑتے حتیٰ کہ وہ یتیم ہی اسے کھاتا یا خراب (اور ضائع) ہو جاتا۔ اور یہ کیفیت ان کے لیے گراں ہوئی اور انہوں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ﴾ ”یہ لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے اگر تم ان کا مال اپنے مالوں میں ملا بھی لو تو یہ تمہارے بھائی ہیں۔“ (اللہ تعالیٰ بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو خوب جانتا ہے۔) چنانچہ ان لوگوں نے ان کا کھانا پینا اپنے کھانے پینے کے ساتھ ملا لیا۔

أَحْسَنُ ﴿[الأنعام: ۱۵۲]﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا ﴿[النساء: ۱۰]﴾ الْآيَةَ، انْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ مِنْ شَرَابِهِ، فَجَعَلَ يَفْضُلُ مِنْ طَعَامِهِ فَيَحْبِسُ لَهُ حَتَّى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ، فَاسْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ﴾ [البقرة: ۲۲۰] فَخَلَطُوا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِ وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یتیم کی سرپرستی تربیت اور دلداری کا لازمی تقاضا ہے کہ اسے گھر کے باوقار معتبر فرد کا مقام دیا جائے۔ اس کے لیے دوئی کا اظہار نہ ہو۔ ② شرعی آداب کے تحت گھر کے اندر پردے وغیرہ کا حکم اپنی جگہ پر ہے اس کا لحاظ بھی واجب ہے۔ اور نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اختلاط میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اہم قیمتی اموال کو علیحدہ رکھا جائے تاکہ اس کا کوئی نقصان نہ ہو۔

(المعجم ۸) - باب مَا جَاءَ فِيْمَا لَوْلِيِّ الْيَتِيمِ أَنْ يَنَالَ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ۸)

باب: ۸۔ یتیم کا سرپرست اس کے مال سے کس قدر لینے کا مجاز ہے؟

۲۸۷۲ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ

۲۸۷۲ - حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد سے وہ

۲۸۷۲۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ما للوصي من مال اليتيم إذا قام عليه، ح: ۳۶۹۸ من حديث خالد بن الحارث به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۵۲، وقواه الحافظ في الفتح: ۲۴۱/۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۷- کتاب الوصایا وصیت سے متعلق احکام و مسائل

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں فقیر ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میرے ہاں ایک یتیم بھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”تو اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے لیکن اسراف اور فضول خرچی ہو نہ جلدی کرنے والا ہو (کہ اس کے بڑے ہونے سے پہلے پہلے اس کے مال کو خرچ کر ڈالے) اور نہ اس کے مال سے تو کوئی جمع پونجی بنانے والا ہو۔“

خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْمُعَلَّمَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ، قَالَ: فَقَالَ: «كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَادِرٍ وَلَا مُتَأَنِّلٍ».

باب: ۹- یتیمی کب ختم ہو جاتی ہے؟

(المعجم ۹) - باب ما جاء متى ينقطع اليتم (التحفة ۹)

۲۸۷۳- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد رکھی ہے: ”بلوغت کے بعد یتیمی نہیں اور صبح سے رات تک خاموش رہنا نہیں۔“

۲۸۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رُقَيْشٍ أَنَّهُ سَمِعَ شُبُوحًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَمِنْ خَالِهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَحْمَدَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَتَمُّ بَعْدَ اخْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتٍ يَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ».

فائدہ: یتیم بچہ بالغ ہونے کے بعد اپنے امور کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے اور اس سے یتیمی کے احکام اٹھ جاتے ہیں۔ اگر وہ فی الواقع دانا اور سمجھدار ہو تو خرید و فروخت اور نکاح وغیرہ کے معاملات میں اس کا اپنا فیصلہ راجح ہوگا۔ لیکن اگر ثابت ہو کہ ان معاملات میں وہ دانا نہیں ہے تو ولی ہی اس کا نگران رہے گا۔ جیسے کہ سورۃ النساء میں ہے: ﴿وَإِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ﴾ (النساء: ۶/۳)

۲۸۷۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ۹۶/۱ من حديث أحمد بن صالح به، وللحديث شواهد في التلخيص الحبير: ۱۰۱/۳، ح: ۱۳۸۸ وغيره * خالد بن سعيد لم يوثقه غير ابن حبان، وباقي السند حسن، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث الطبراني: ۱۴/۴، ح: ۳۵۰۲ يعني عنه.

۱۷- کتاب الوصایا وصیت سے متعلق احکام و مسائل

”اور تیسوں کو آزما تے رہو پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔“ اور دوسرا مسئلہ ”چپ کا روزہ“ قبل از اسلام لوگوں کا معمول تھا۔ اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا ہے اور اللہ کا ذکر کرنے اور خیر کے ساتھ بولنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(المعجم ۱۰) - باب مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- یتیم کا مال ہڑپ کر جانے کی مذمت

۲۸۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ
سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي
الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ»، قِيلَ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشُّرْكُ
بِاللَّهِ، وَالسَّحَرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ
اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ
الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ، وَقَذْفُ
الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ».

۲۸۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سات مہلک کاموں سے
بچو۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟
آپ نے فرمایا: ”اللہ کا شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، جس
جان کو اللہ نے محترم بنایا ہے اسے قتل کر ڈالنا سوائے اس
کے کہ حق کے ساتھ ہو، سو کھانا، یتیم کا مال ہڑپ کر جانا،
جہاد کے دن (کافروں کا سامنا کرنے سے) پشت پھیر
کر چلے جانا اور پاک دامن گناہ سے ناواقف مومن
عورتوں پر تہمت لگانا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْغَيْثِ سَالِمٌ
مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابو الغیث کا نام سالم ہے جو کہ ابن مطیع کا
مولیٰ ہے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ بالا امور گناہ کبیرہ کہلاتے ہیں اور ان کی تعداد دیگر احادیث کی روشنی میں اس سے زیادہ ہے۔
بہر حال یہ امور انسان کو دنیا اور آخرت میں ہلاک کر ڈالنے والے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ان سے از حد
پرہیز کرنا واجب ہے۔

۲۸۷۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ

۲۸۷۵- جناب عبید بن عمیر اپنے والد سے بیان

۲۸۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الإیمان، باب الکبائر وأکبرها، ح: ۸۹ من حدیث ابن وهب، والبخاری، الوصایا،
باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالِ الْيَتَامَى ظُلْمًا...﴾ ح: ۲۷۶۶ من حدیث سلیمان بن بلال به.
۲۸۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر الكبائر، ح: ۴۰۱۷ من حدیث معاذ بن ۴

کرتے ہیں جو کہ صحابی تھے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ نو ہیں۔“ اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: ”مسلمان ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور بیت اللہ الحرام کی بے حرمتی کرنا جو جیتے مرے تمہارا قبلہ ہے۔“

الْجُوزْ جَانِيْ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ - وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ - أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: «هُنَّ تِسْعٌ» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. زَادَ: «وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ، وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قَبْلَتِكُمْ أَحْيَاءَ وَأَمْوَاتًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① کبیرہ گناہ کی معروف تعریفات میں سے یہ ہے کہ ”ہر وہ عمل جس سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہو کبیرہ ہوتا ہے۔“ ایک قول یہ ہے کہ ”ہر وہ گناہ جس پر دوزخ کی وعید اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت یا دنیا میں کوئی حد لازم کی گئی ہو کبیرہ ہوتا ہے۔“ اسی طرح کسی چھوٹے گناہ پر بھی لگی اختیار کرنے سے بھی وہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس قسم کے گناہ خاص تو بہ و استغفار کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ جبکہ دیگر چھوٹے گناہ عام فرائض و نوافل اور اذکار سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ ② بیت اللہ مرنے پر بھی مسلمانوں کا قبلہ ہے یعنی موت کے وقت اور قبر میں میت کا منہ قبلہ کی طرف کر دینا مستنون ہے۔ (نیل الأوطار، باب من کان آخر قوله: لا إله إلا الله ۳/۲۳۶)

باب: ۱۱- کفن بھی منجملہ میت کے مال میں سے ہوتا ہے

(المعجم ۱۱) - باب مَا جَاءَ فِي الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْكُفْنَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ (التحفة ۱۱)

۲۸۷۶- حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کے روز شہید ہو گئے اور ان کے پاس صرف ایک دھاری دار چادر تھی۔ ہم جب

۲۸۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ

ہانیء بہ، وصححه الحاكم: ۲۵۹/۴، ووافقه الذهبي مرةً وخالفه مرةً أخرى: ۵۹/۱، وللحديث شواهد ۴ يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۲۸۷۶- تخريج: أخرجه مسلم، الجناز، باب: في كفن الميت، ح: ۹۴۰ من حديث سفیان، والبخاري، الجنائز، باب: إذا لم يجد كفناً إلا ما يورث رأسه... الخ، ح: ۱۲۷۶ من حديث الأعمش به.

۱۷- کتاب الوصایا وصیت سے متعلق احکام و مسائل

أُحْدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَمِرَةٌ كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَطُوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ». اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر کچھ اذخر (گھاس) ڈال دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① میت کے قرض کی ادائیگی اور وصیت پر عمل سے پیشتر کفن و دفن کا اہتمام لازمی ہے۔ اگر وارث یا کوئی دوسرا شخص اس کا اہتمام نہ کرے تو یہ خرچ خود اس کے مال سے لیا جائے گا۔ اگر مرنے والے کا کل مال اس کے کفن و دفن پر خرچ ہو جائے تو دیگر وارث وغیرہ محروم ہوں گے۔ ② ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معاشی حالت بہت تنگ تھی۔ ③ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو ان کی اپنی چادر ہی میں کفن دیا گیا، مزید کا اہتمام نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ④ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا کل مال یہی تھا اس لیے اسی میں سے ان کا کفن تیار کیا گیا۔

(المعجم ۱۲) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَهْبُ الْهَبَةُ ثُمَّ يُوصِي لَهُ بِهَا أَوْ يَرِثُهَا
باب: ۱۲- انسان کوئی چیز ہبہ کرے پھر اس چیز کی اسی کے لیے وصیت کر دے یا دینے والا ہی اس کا وارث بن جائے؟
(التحفة ۱۲)

🌞 فائدہ: یعنی کیا اس طرح سے واپس آ جانے والے صدقہ یا ہبہ کا مالک بننا جائز ہے یا نہیں؟ کہیں یہ اس حدیث کے ضمن میں تو نہیں آتا جس میں صدقہ کر کے یا ہبہ دے کر واپس لینا منع کیا گیا ہے؟

۲۸۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكْتُ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ. قَالَ: «فَذْ وَجِبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ فِي الْمِيرَاثِ». قَالَتْ: وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرِ أَفْجَزِيٍّ - أَوْ يَفْضِيٍّ - عَنْهَا أَنْ أَصُومَ

۲۸۷۷- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: میں نے ایک لونڈی اپنی والدہ کو صدقہ دی تھی والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ لونڈی درختے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا ثواب ثابت ہوا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے واپس آ گئی۔“ اس نے کہا: والدہ فوت ہوئی ہے تو اس پر ایک مہینے کے روزے ہیں اگر میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو کیا اس کی طرف سے کفایت یا قضا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“

۲۸۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۹ من حديث عبدالله بن عطاء به، وتقديم، ح: ۱۶۵۶.

۱۷- کتاب الوصایا وقف سے متعلق احکام و مسائل

عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَتْ: وَإِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ أَفِيْجَزِيْءٍ - أَوْ يَقْضِيْ - عَنْهَا أَنْ أُحْجَّ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

عورت نے کہا: والدہ نے حج نہیں کیا تھا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا اس کی طرف سے کفایت یا قضا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“

🌞 فوائد و مسائل: ① والدین کی مادی و معنوی خدمت اور مدد کرنا، ہم ترین فضائل میں سے ہے اور بڑے اجر کا کام ہے۔ ② صدقہ اور ہدیہ اگر بطور ورثہ واپس مل جائے تو اس کا مالک بننا جائز ہے اس طرح لینا اس ذیل میں نہیں آتا جس میں صدقہ اور ہدیہ واپس لینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ③ میت کے ذمے اگر روزے باقی ہوں تو وارث کو ان کی قضا کرنی چاہیے۔ ④ اسی طرح میت کی طرف سے حج بھی ہو سکتا ہے۔

(المعجم ۱۳) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجْلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- آدمی کوئی چیز وقف کر دے

۲۸۷۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِحَبِيرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَا لَا قَطْ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَضْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا»، فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ، أَنَّهُ لَا بَيْعَ أَضْلَهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُورَثُ، لِلْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرَّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ - وَزَادَ عَنْ بِشْرٍ: وَالضَّيْفِ - ثُمَّ اتَّفَقُوا، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مَتَمَوِّلٍ

۲۸۷۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی۔ وہ نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور کہا: مجھے زمین ملی ہے اور اس جیسا نفیس مال مجھے کبھی نہیں ملا تو اس کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو اس کے اصل کو اپنے پاس رکھو اور اس (کی آمدنی) کو صدقہ کر دو۔“ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ اس کے اصل کو بیچا نہیں جائے گا ہبہ نہیں کیا جائے گا اور نہ وراثت ہی میں وہ تقسیم ہوگی اور اس کی آمدنی فقراء، قرابت داروں، گردنوں کے چھڑانے، جہاد اور مسافروں کے لیے خرچ ہوگی۔ (جناب مسدد کے استاد) بشر نے ”مہمانوں کے لیے“ بھی بیان کیا۔ اور اس کے متولی پر کوئی گناہ نہیں کہ اس (آمدنی) میں سے دستور کے مطابق خود کھائے اور

۲۸۷۸- تخریج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوقف كيف يكتب؟ ح: ۲۷۷۲ عن مسدد، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ۱۶۳۳ من حديث عبد الله بن عون به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۷- کتاب الوصایا

وقف سے متعلق احکام و مسائل

دوست کو کھلائے، لیکن مال جمع کرنے والا نہ ہو۔
(جناب مسدد کے استاد) بشر نے کہا: محمد (بن عون) کے الفاظ ہیں [غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا] (یعنی "مال جمع کرنے والا نہ ہو")

فِيهِ. زَادَ عَنْ بَشِيرٍ قَالَ: وَقَالَ مُحَمَّدٌ: غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا.

۲۸۷۹- جناب یحییٰ بن سعید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صدقہ (وقف) کے متعلق بیان کیا اور کہا: مجھے یہ تحریر ان کے پڑپوتے عبدالحمید بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے نقل کر کے دی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾ یہ تحریر اللہ کے بندے عمر نے شمع والی جائیداد کے بارے میں لکھی ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت نافع کی مانند بیان کی اس میں تھا کہ "متولی مال جمع کرنے والا نہ ہو۔ اس کے لفظ تھے [غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا] اور جو پھل زائد رہے تو وہ سوا لیوں اور ناداروں کا حق ہے اور پورا قصہ بیان کیا، کہا: اور اگر شمع کا متولی چاہے تو اس کے پھل (آمدنی) سے کام کاج کے لیے غلام بھی خرید سکتا ہے۔ اور (ایک دوسری تحریر اس کو) معقیب رضی اللہ عنہ نے قلم بند کیا اور جناب عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے گواہی دی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾ یہ وصیت نامہ ہے جو اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر کی طرف سے ہے کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے (وفات پا جاؤں) تو شمع اور صرمہ بن اکوع والی جائیداد اور وہ غلام جو وہاں ہیں اور خیبر (کی غنیمت سے حاصل ہونے) والے سو حصے اور اس میں جو غلام ہیں اور وہ سو حصے جو

۲۸۷۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ صَدَقَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: نَسَخَهَا لِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا كَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ عُمَرُ فِي تَمْغٍ فَقَصَّ مِنْ خَبْرِهِ نَحْوَ حَدِيثٍ نَافِعٍ قَالَ: غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا، فَمَا عَقَا عَنْهُ مِنْ ثَمَرِهِ، فَهُوَ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ. قَالَ: وَسَاقَ الْقِصَّةَ، قَالَ: وَإِنْ شَاءَ وَلِيِّي تَمْغٍ اشْتَرَى مِنْ ثَمَرِهِ رَقِيقًا لِعَمَلِهِ، وَكَتَبَ مُعَقِّيبٌ، وَشَهِدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا أَوْصَى بِهِ عَبْدُ اللَّهِ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، إِنْ حَدَّثَ بِهِ حَدَّثَ أَنْ تَمْغًا وَصَرْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَالْعَبْدَ الَّذِي فِيهِ وَالْمِائَةُ سَهْمٍ الَّذِي بَخِيرَ وَرَقِيقَهُ الَّذِي فِيهِ وَالْمِائَةُ النَّبْيِ أَطْعَمَهُ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْوَادِي تَلْبِهِ حَفْصَةُ مَا عَاشَتْ، ثُمَّ يَلِيهِ ذُو الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا



۲۸۷۹- تخريج: [حسن] سندہ ضعیف لأن عبد الحميد لم يدرك جده عمر (تحفة الأشراف: ۸/ ۸۰) لكنه وجادة، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

أَنْ لَا يَبَاعَ وَلَا يُشْتَرَى، يُنْفَقُهُ حَيْثُ رَأَى مِنَ السَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ وَذِي الْقُرْبَى وَلَا حَرَجَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ إِنْ أَكَلَ أَوْ أَكَلَ أَوْ اشْتَرَى رَقِيقًا مِنْهُ.

حضرت محمد ﷺ نے وادی (قر) میں (اپنے اہل کے) خرچ اخراجات کے لیے چھوڑے ہیں ان کی متولی (ام المؤمنین) حصہ دینا ہوں گی جب تک یہ حیات رہیں۔ ان کے بعد ان کے اہل میں سے صاحب رائے اس کے متولی ہوں گے اور شرط یہ ہے کہ اس جائیداد کو بیچا نہیں جائے گا خرید نہیں جائے گا۔ متولی اپنی سمجھ کے مطابق سوا لیوں ناداروں اور قرابت داروں میں خرچ کرے گا۔ اور اس کے متولی پر کوئی حرج نہیں کہ خود کھائے اور (آنے جانے والے مہمانوں کو) کھلائے یا غلام خریدے۔



فوائد و مسائل: ① دینی اور دنیاوی امور میں مشورہ کرنا ایک پسندیدہ اور مستحب عمل ہے اور اس کے لیے اصحاب علم و تقویٰ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ② وقف کی تعریف یہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمادی کہ ”اصل مال کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کی آمدنی کو صدقہ کر دیا جائے۔“ اصل مال اور اس کے متولی کے متعلق واضح شرطوں کا تعین کر دینا بھی لازمی ہے۔ ③ قیمتی مال کا وقف کرنا اور صدقہ کرنا از حد افضل عمل ہے تاکہ موت کے بعد دیر تک عمل خیر جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران: ۹۲/۳) ”تم جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہیں کرو گے نیکی (کا اعلیٰ مقام) نہیں پاسکو گے۔“ ④ متولی کے لیے ضروری ہے کہ دیانتدار متقی اور محتاتی ہو۔ حیلے بہانے سے مال ضائع کرنے اور کھانے کھلانے والا نہ ہو۔ اس کا اپنی ذات اور آنے جانے والے مہمانوں پر دستور کے موافق خرچ کرنا اس کا بنیادی حق ہے۔ ⑤ وصیت اور وقف نامہ تحریر ہونا چاہیے جس پر گواہ بھی ہوں تاکہ بے جا تصرف اور ضیاع سے حتی الامکان حفاظت رہے۔

باب ۱۳- میت کی طرف سے صدقے

کا بیان

(المعجم ۱۴) - باب مَا جَاءَ فِي

الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ۱۴)

۲۸۸۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان جب فوت ہو جاتا ہے

تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے سب عمل منقطع ہو

۲۸۸۰- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ

الْمُؤَدَّنُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ

۲۸۸۰- [تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، ح: ۱۶۳۱ من حديث العلاء به من غير شك.

۱۷- کتاب الوصایا

میت کی طرف سے صدقے سے متعلق احکام و مسائل

جاتے ہیں (اور وہ یہ ہیں:) جاری رہنے والا صدقہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَرَاهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ أَشْيَاءَ: مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ».

☀️ فائدہ: تادیر جاری اور باقی رہنے والی اشیاء بطور صدقہ وقف کر جانا جو لوگوں کے لیے خیر کا باعث بنی رہیں، صدقہ جاریہ کہلاتی ہیں۔ جب تک یہ موجود ہیں میت کو ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا باب اور حدیث میں گزرا ہے۔ اس طرح مسجد مدرسہ سرائے کی تعمیر اور رفاہ عام کے کام کر جانا، علم پھیلانا، شاگرد دینا جانا اور کتاب تصنیف و تالیف کرنا یا اس کی اشاعت کرنا وقف کرنا از حد عمدہ کار خیر ہیں۔ اور اولاد کی شرعی بنیادوں پر تربیت سب سے بڑھ کر شاندار صدقہ جاریہ ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا حریص ہونا چاہیے۔



باب: ۱۵- میت کی وصیت کے بغیر ہی اس کی طرف سے صدقہ کرنا

(المعجم ۱۵) - باب مَا جَاءَ فِيْمَنْ مَاتَ عَنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ يُتَصَدَّقُ عَنْهُ (التحفة ۱۵)

۲۸۸۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی (اور اسے موقع ملتا) تو وہ ضرور کوئی صدقہ کر جاتی اور کوئی عطیہ دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی طرف سے کفایت ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! تم اس کی طرف سے صدقہ کرو۔“

۲۸۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمِّي افْتَلَتَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ لَا ذَلِكَ لَتَصَدَّقْتُ وَأَعْطُتُ، أَفْتَجْزِيءُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ، فَتَصَدَّقِي عَنْهَا».

۲۸۸۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے

۲۸۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ

۲۸۸۱- تخريج: [صحیح] * حماد هو ابن سلمة، وأصله عند البخاري، ح: ۱۳۸۸، ومسلم، ح: ۱۰۰۴ بعد حديث: ۱۶۳۰ من حديث هشام عن أبيه * أن رجلاً قال... الخ.

۲۸۸۲- تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب: إذا وقف أرضاً ولم يبين الحدود فهو جائز وكذلك الصدقة، ح: ۲۷۷۰ من حديث روح بن عباد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۷- کتاب الوصایا کافر کی وصیت اور میت کے قرض سے متعلق احکام و مسائل

قال: أخبرنا عمرو بن دينار عن عكرمة، عن ابن عباس: أن رجلاً قال: يا رسول الله! إن أمه تُوفيت أفيئنعها إن تصدقت عنها؟ قال: «نعم»، قال: فإن لي مخرفاً، وإنني أشهدك أنني قد تصدقت به عنها.

اللہ کے رسول! میری والدہ وفات پا گئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو کفیع ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تو اس نے کہا: ”میرا ایک کھجوروں کا باغ ہے تو آپ گواہ رہیں کہ میں نے اسے اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا ہے۔“

🌞 فائدہ: ”ایصال ثواب“ کی بھی صورتیں جائز اور مشروع ہیں کہ اولاد اپنے مرحوم والدین کے لیے دعائیں کرتی رہے اور اس کی طرف سے مال خرچ کرے خواہ انہوں نے وصیت نہ بھی کی ہو۔ حج کرنا بھی انہی اعمال میں شامل ہے جیسے کہ گزشتہ حدیث: ۲۸۷۷ میں گزرا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا کتابچہ ”ایصال ثواب اور قرآن خوانی“ شائع کردہ دارالسلام)

(المعجم ۱۶) - باب ما جاء في وصية الحربي يسلم وليه يلزمه أن يتفدها (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶- کافروں کی وصیت پر عمل کیا جائے یا نہ؟ جبکہ وارث مسلمان ہو گیا ہو

۲۸۸۳- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ، فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِينَ رَقَبَةً، فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرُو أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ، فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبِي أَوْصَى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ وَبَقِيَ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً،

۲۸۸۳- عمرو بن شعيب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو گردنیں (غلام) آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اس کے بیٹے ہشام رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف سے پچاس غلاموں کو آزاد کیا۔ پھر اس کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف سے باقی پچاس غلاموں کو آزاد کرنا چاہا تو کہا: میں (پہلے) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے سو گردنیں آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اور (میرے بھائی) ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور پچاس اس

۲۸۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۲۷۹/۶ من حديث العباس بن الوليد، وأحمد: ۱۸۱/۲ من حديث عمرو بن شعيب به.

۱۷- کتاب الوصایا

کافر کی وصیت اور میت کے قرض سے متعلق احکام و مسائل کے ذمے باقی ہیں۔ تو کیا میں اس کی طرف سے آزاد کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو پہنچ جاتا۔“

أَفَاعْتِقُ عَنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ حَجَّجْتُمْ عَنْهُ، بَلَغَهُ ذَلِكَ».

☀️ فائدہ: ایصالِ ثواب یا وصیت کا فائدہ صرف مسلمان کو ہوتا ہے، کافر کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی وصیت پر عمل کرنا مسلمان کے لیے کوئی ضروری نہیں ہے۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے عزیزوں کی دعائیں اور خیرات و ثواب اسے پہنچتا رہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی ایمان والی بنائے۔

باب: ۱۷- کوئی شخص مقرض فوت ہوا اور مال چھوڑ گیا تو وارث قرض خواہوں سے مہلت مانگے اور نرمی چاہے

(المعجم ۱۷) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَفَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غَرَمًاؤُهُ وَيُرْفَقُ بِالْوَارِثِ (التحفة ۱۷)

۲۸۸۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے والد (حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ) فوت ہو گئے اور ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس سو قرض تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تاکہ یہودی کے ہاں اس کی سفارش فرمادیں، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہودی سے بات کی کہ اس قرض کے بدلے کھجور کا پھل لے لو مگر وہ نہ مانا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ مہلت دے دو تو بھی اس نے انکار کیا۔ اور حدیث بیان کی۔

۲۸۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ شُعَيْبَ بْنَ إِسْحَاقَ حَدَّثَهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَاهُ تُوْفِّي وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسَقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبَى، فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ، فَأَبَى عَلَيْهِ، وَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُنْظَرَهُ فَأَبَى، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

☀️ فوائد و مسائل: ① میت کا قرضہ اولین فرصت میں ادا کرنا چاہیے مگر حسب احوال مہلت لینے میں کوئی حرج نہیں اور مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ حتی الامکان نرمی کا معاملہ کرے۔ اور اس قسم کے معاملات میں سفارش کرنا بھی مستحب ہے۔ ② صحیح بخاری میں اس حدیث کا مضمون کچھ اس طرح ہے: ”حضرت جابر بن

۲۸۸۴- تخريج: أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا قاص أو جازفه في الدين تمرًا أو غيره، ح: ۲۳۹۶ من حديث هشام بن عروة به.

۱- کتاب الوصایا

کافر کی وصیت اور میت کے قرض سے متعلق احکام و مسائل

عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد احد میں شہید ہو گئے اور چھ بیٹیوں کے ساتھ ساتھ بہت سا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں کاٹنے کا موسم آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں آپ تشریف لائیں تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور مطالبے میں سختی نہ کریں)۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنا تمام پھل ایک جانب ڈھیر کر دو۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا اور پھر آپ کو بلا لایا۔ جب ان لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو مجھے غضبناک تیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ جب آپ نے ان کے تیور دیکھے تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین چکر لگائے اور پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ”اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔“ چنانچہ میں ان کے لیے کھجوریں بھرتا اور ناپتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی امانت (قرض) ادا کر دی۔ اور اللہ کی قسم! میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کی امانت (قرض) پوری کرادے خواہ میں اپنی بہنوں کے لیے ایک دانہ بھی نہ لے جاؤں۔ چنانچہ اللہ کی قسم! وہ سب ڈھیر اسی طرح محفوظ رہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ڈھیر جس پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے اس میں سے ایک دانہ بھی کم نہیں ہوا تھا۔“ (صحیح البخاری، الوصایا، حدیث: ۲۷۸۱)

اس حدیث میں بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقوق العباد کے معاملے میں انتہائی حساس تھے۔ اور پھر اللہ عزوجل بھی اپنے بندوں کی عزتوں کو کس پر اسرار انداز میں محفوظ فرماتا ہے اور ان کے رزق میں واضح برکت ڈال دیتا ہے بشرطیکہ ایمان و عمل میں اخلاص ہو اور ایک اللہ ہی پر توکل ہو۔ جَعَلْنَا اللَّهُ مِنْهُمْ آمِينَ۔ (۵) وسق کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے اس حساب سے ایک وسق تقریباً 3 من اور 30 کلو ہوا اور 30 وسق کا وزن تقریباً 112 من اور 20 کلو ہوا۔ واللہ اعلم



وراثت کے احکام و مسائل

✽ ”فرائض“ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: [فرائض، فريضة] کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مقرر کیا ہوا، اندازہ لگایا ہوا، حساب کیا ہوا۔ اصطلاح میں ”فرائض“ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: ﴿عِلْمٌ يُعْرِفُ بِهِ مَنْ يَرِثُ وَمَنْ لَا يَرِثُ وَمِقْدَارُ مَا لِكُلِّ وَارِثٍ﴾ ”فرائض سے مراد وہ علم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کون وارث ہے، کون وارث نہیں اور ہر وارث کا کیا حق ہے۔“

وراثت کی تقسیم کو ”فرائض“ کا نام اس لیے دیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے اسے فرائض کہا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ﴾ (۱۲/۳) اور ارشاد نبوی ہے: [تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ] یا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احکامات مثلاً نماز، روزہ، حج یا زکوٰۃ وغیرہ کے برعکس وراثت کے احکام میں تفصیلات خود بیان فرمائی ہیں، ہر حقدار کا حصہ مقرر فرمادیا ہے اس لیے اسے فرائض یعنی مقدار اور مقرر کیے ہوئے حقوق کہا جاتا ہے۔

✽ وراثت کی مشروعیت: اسلام کے انسانیت پر بے شمار احسانات میں سے ایک وراثت کی تقسیم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۸- کتاب الفرائض

وراثت کے احکام و مسائل

عادلانہ قواعد و ضوابط بھی ہیں، اسلام سے قبل طاقت اور قوت ہی سکھ رائج الوقت تھا۔ لہذا طاقتور تمام آبائی جائیداد کے وارث بنتے جبکہ کمزور و ناتواں افراد خصوصاً عورتیں اس سے بالکل محروم رکھے جاتے۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں بھی ایسے واقعات رونما ہوئے۔ پھر پروردگار عالم نے انسانیت پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے وراثت کی تقسیم کے قوانین نازل فرما کر اس قدیم ظلم کا خاتمہ فرمادیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (النساء: ۷/۳) ”جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑیں وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی یہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے حصے ہیں۔“ نیز ضعیف و کمزور بچوں کے بارے میں فرمایا: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ الْإُنثَىٰ﴾ (النساء: ۱۱/۳) ”اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔“

* وراثت کی شرائط اسباب اور موانع: اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے اپنے حق کے حصول کیلئے چند شرائط ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے چند اسباب ہیں جن کے بغیر حقدار بننے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور چند رکاوٹیں ہیں جو کسی حقدار کو اس کے حق کی وصولی میں مانع ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

شرائط: ① میت (مورث) کی موت کا یقینی علم ہونا۔ ② وارث کا اپنے مورث کی موت کے وقت زندہ ہونا۔ ③ وراثت کے موانع کا نہ پایا جانا۔

اسباب: وراثت کے حصول کے لیے درج ذیل تین اسباب ہیں:

* نسبی قرابت: جیسے باپ، دادا، بیٹا، پوتا وغیرہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَٰ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ (النساء: ۳۳/۳) ”ہر مال میں جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں ہم نے حقدار مقرر کر دیے ہیں۔“

* مسنون نکاح: کسی عورت اور مرد کا مسنون نکاح بھی ان کے ایک دوسرے کے وارث بننے کا سبب ہے، خواہ اس نکاح کے بعد عورت کی رخصتی اور مرد سے خلوت صحیح ہو یا نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ-----تُوصُونَ بِهَا أَوْ ذُرِّيَّتُہُنَّ﴾ (النساء: ۱۲/۳)

وراثت کے احکام و مسائل

۱۸- کتاب الفرائض

* ولاء: غلام کو آزاد کرنے والا اپنے غلام کا وارث بنتا ہے اور اگر آزاد کرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو تو آزاد ہونے والا غلام اس کا وارث بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ] ”یقیناً ولاء (وراثت کا حق) اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا۔“ (صحیح بخاری، الفرائض، باب الولاء لمن أعتق، ومیراث اللقیط، حدیث: ۶۷۵۲)

* موائع: درج ذیل امور وارث کو اس کے حق سے محروم کر دیتے ہیں:

۱۔ قتل: اگر وارث اپنے مورث کو ظلماً قتل کر دے تو وہ وارث نہیں رہتا۔

۲۔ کفر: کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر رشتہ دار کا وارث نہیں بنتا۔

۳۔ غلامی: غلام وارث نہیں ہوتا کیونکہ وہ خود کسی کی ملکیت ہوتا ہے۔

۴۔ زنا: حرامی اولاد اپنے زانی باپ کی وارث نہیں بنتی۔

۵۔ لعان: لعان کی صورت میں جدائی کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

۶۔ وہ بچہ جو پیدائش کے وقت چیخ وغیرہ نہ مارے یعنی اس میں زندگی کے آثار نہ ہوں تو وہ بھی وارث نہیں بنتا۔

۱۸- کتاب الفرائض

۲۸۸۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ يَعْنِي الدَّسْتَوَائِيَّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعُ أَخَوَاتٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَفَخَّ فِي وَجْهِهِ فَأَقْفُتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أُوصِي لِأَخَوَاتِي بِالثُّلُثِ؟ قَالَ: «أَحْسِنُ»، قُلْتُ: الشُّطْرُ؟ قَالَ: «أَحْسِنُ»، ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي فَقَالَ: «يَا جَابِرُ! لَا أُرَاكَ مَيِّتًا مِنْ وَجْعِكَ هَذَا؟ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ فَبَيِّنَ الَّذِي لِأَخَوَاتِكَ، فَجَعَلَ لَهُنَّ الثُّلُثَيْنِ». قَالَ: فَكَانَ جَابِرٌ يَقُولُ: أَنْزَلَتْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ۱۷۶].



۲۸۸۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَخِرَ آيَةُ نَزَلَتْ فِي الْكَلَالَةِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ۱۷۶].

..... کلامہ کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

۲۸۸۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہو گیا اور میری سات بہنیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ نے میرے چہرے پر پھونک ماری (دم کیا) تو مجھے افاقہ ہو گیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی بہنوں کے لیے تہائی مال کی وصیت نہ کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ”احسان کر۔“ میں نے کہا: آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ”احسان کر۔“ پھر آپ تشریف لے گئے اور مجھے چھوڑ دیا اور فرمایا: ”اے جابر! میں نہیں سمجھتا کہ تم اس بیماری سے وفات پاؤ گے اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے اور تیری بہنوں کا حق بیان فرما دیا ہے ان کیلئے دو تہائی خاص کیا ہے۔“ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ آیت کریمہ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

۲۸۸۸- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: آخری آیت جو نازل ہوئی کلامہ کے بارے میں ہے ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.....

🌞 فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آخری آیت جو نبی ﷺ پر نازل ہوئی وہ سود کے متعلق تھی جبکہ اس حدیث میں کلامہ کی آیت کا ذکر ہے۔ تو ان میں کوئی تعارض نہیں اس طرح کہ دونوں آیتیں اپنے اپنے موضوع میں آخری ہیں۔

۲۸۸۷- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۷۲ عن كثير بن هشام به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ۶۳۲ من حديث هشام الدستوائي به * أبو الزبير عنن، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۲۸۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾... الخ، ح: ۴۶۰۵، ومسلم، الفرائض، باب آخر آية أنزلت آية الكلاله، ح: ۱۶۱۸ من حديث شعبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صلی اولاد کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

۲۸۸۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ آپ سے ”کلالہ“ کے بارے میں فتوہ چاہتے ہیں تو اس ”کلالہ“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے (اس کی توضیح میں) فرمایا: ”تجھے وہ آیت کافی ہے جو گرمی کے موسم میں نازل ہوئی ہے۔“ (راوی ابو بکر کہتے ہیں) میں نے ابوالفتح سے کہا: (کیا کلالہ وہ نہیں کہ) جو فوت ہو جائے اور نہ اولاد چھوڑ جائے اور نہ والد؟ انہوں نے کہا: علماء ایسے ہی کہتے ہیں۔

۲۸۸۹- حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَسْتَفْتُونَكَ فِي الْكَلَالَةِ فَمَا الْكَلَالَةُ؟ قَالَ: «تَجَرُّكَ آيَةُ الصَّيْفِ». قُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: هُوَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَلَا وَلَدًا. قَالَ: كَذَلِكَ، ظَنُّوا أَنَّهُ كَذَلِكَ.

🌞 فائدہ: [کلالہ] کا ذکر سورہ نساء میں دو جگہ ہے۔ ایک آیت نمبر ۱۲ میں: ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةً وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الشُّدُّنُ﴾ (النساء: ۱۲/۳) یہ آیت سردیوں میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ سورہ نساء کی آخری آیت جس کا ذکر اوپر کی احادیث میں ہوا ہے گرمیوں میں نازل ہوئی۔ سورہ نساء کی آیت کریمہ (۱۷۶) میں ”کلالہ“ اسے کہا گیا ہے کہ جس کی اولاد نہ ہو اور بہن بھائی موجود ہوں۔ جبکہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلالہ اسے کہتے ہیں جس کی اولاد نہ ہو اور والد بھی نہ ہو۔ تو یہ اضافہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہے کہ ان کے بارے میں جب یہ آیت اتری تو نہ ان کی اولاد تھی اور نہ والد۔ اور یہ مثال ہے کہ احادیث قرآن مجید کی توضیح و تبیین کرتی اور بعض اوقات اس پر اضافہ بھی بیان کرتی ہیں۔ (خطابی)

باب ۴- صلی اولاد کی وراثت کا بیان

(المعجم ۴) - باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصَّلْبِ (التحفة ۴)

۲۸۹۰- ہزریل بن شریحیل اودی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابوموسیٰ اشعری اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ ایک شخص فوت ہوا ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن چھوڑ گیا۔ (اس

۲۸۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرْحَبِيلِ الْأَوْدِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى

۲۸۸۹- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة النساء، ح: ۳۰۴۲ من حديث أبي بكر ابن عباس به، وهو ضعيف، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۱۶۱۷ وغيره.
۲۸۹۰- تخریج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة، ح: ۶۷۳۶ من حديث أبي قيس الأودي به.

۱۸- کتاب الفرائض

صلی اولاد کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

کی میراث کیونکر تقسیم ہو؟ ان دونوں نے کہا: بیٹی کے لیے آدھا ہے اور حقیقی بہن کے لیے بھی آدھا۔ پوتی کو انہوں نے محروم ٹھہرایا۔ اور (کہا کہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ (اور ان سے بھی پوچھ لو) وہ ہماری تصدیق و تائید کریں گے۔ چنانچہ وہ آدمی ان کے پاس گیا اور مذکورہ مسئلہ پوچھا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کا جواب بھی بتایا۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: (اگر میں بھی یہی جواب دوں) تب تو میں گمراہ ہو گیا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوا میں وہ فیصلہ دیتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا کہ اس کی بیٹی کے لیے آدھا اور پوتی کے لیے ایک حصہ (چھٹا حصہ) ہے دو تہائی کی تکمیل کے لیے اور باقی ماندہ (ایک تہائی) وہ حقیقی بہن کے لیے ہے۔

أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ، فَسَأَلَهُمَا عَنْ ابْنَتِهِ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ، فَقَالَا: لَا بَنَتَهُ النَّصْفُ وَلِلْأُخْتِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ النَّصْفُ - وَلَمْ يُورَثَا بَنَتَ الْإِبْنِ شَيْئًا - وَابْنُ ابْنٍ مَسْعُودٍ فَإِنَّهُ سَيَبْعُنَا، فَأَنَاهُ الرَّجُلُ، فَسَأَلَهُ، وَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهِمَا. فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَهْتِدِينَ، وَلَكِنِّي سَأَقْضِي فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: لَا بَنَتَهُ النَّصْفُ، وَلَا بَنَةُ الْإِبْنِ سَهْمٌ تَكْمِلَةُ الثَّلَاثِينَ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ.



🌞 **فوائد و مسائل:** ① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب آیت میراث میں مذکور ہے: ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلَاثًا مِمَّا تَرَكَ﴾ (النساء: ۱۱) ”اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ترکہ سے دو تہائی ملے گا۔“ لہذا ایک لڑکی کو نصف دینے کے بعد پوتی کو صرف چھٹا حصہ ملے گا۔ یوں دونوں مل کر دو لڑکیوں کی جگہ پر کر دیں گی۔ ② صلی اولاد سے مراد بیٹی پوتی اور پوتی ہیں۔

۲۸۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ ایک انصاری عورت کے ہاں پہنچے جو مقام اسواف (حدود حرم مدینہ) میں رہائش پذیر تھی تو یہ عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں الانصار فی الاسواف فجاءت المرأة

۲۸۹۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جِئْنَا امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْأَسْوَافِ فَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ

۲۸۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث البنات، ح: ۲۰۹۲، وابن ماجه، ح: ۲۷۲۰ من حديث ابن عقيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ۴/ ۳۳۳، ۳۳۴، ووافقه الذهبي * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ۱۲۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صلبی اولاد کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں جو آپ کی معیت میں تھے اور احد میں شہید ہوئے۔ ان کے چچا نے ان کا سارا مال اور ساری وراثت لے لی ہے اور ان کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا حتیٰ کہ سب پر قبضہ کر لیا ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کیا فرماتے ہیں؟ اللہ کی قسم! (اس طرح تو) ان کا کبھی نکاح نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے پاس کچھ مال نہ ہو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس میں فیصلہ فرما دے گا۔“ اور پھر سورۃ النساء کی آیت: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ.....﴾ نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کو اور اس کے دیور کو میرے پاس بلاؤ۔“ تو آپ نے لڑکیوں کے چچا سے کہا: ان دونوں لڑکیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور باقی تمہارا ہے۔“

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ اور مزید فرمایا ہے کہ یہ لڑکیاں ثابت بن قیس کی نہیں ہیں بلکہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تھیں جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں بھی یہی ہے کہ مذکورہ لڑکیاں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور اس تقسیم میں اصل مسئلہ ۲۴ سے بنے گا کہ ۱۶ حصے (دو تہائی) بیٹیوں کے، ۳ حصے (آٹھواں حصہ) بیوی کا اور باقی ۵ حصے چچا کو ملیں گے۔

۲۸۹۲- حَدَّثَنَا ابْنُ الشَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۲۸۹۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! سعد شہید ہو گئے ہیں اور دو بیٹیاں چھوڑ گئے

٢٨٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٢٢٩/٦ من حديث أبي داود.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۸- کتاب الفرائض

دادی اور نانی کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ
امْرَأَةً سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!
إِنَّ سَعْدًا هَلَكَ وَتَرَكَ ابْنَتَيْنِ وَسَاقَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا هُوَ أَصَحُّ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

☀ فائدہ: سورۃ النساء کی آیت: ۱۱-۱۲ میں یہی ہے کہ ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ ابْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ﴾ اگر لڑکیاں ہی ہوں دو سے زیادہ تو انہیں ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا۔ اور بیوی کے بارے میں ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ﴾ اگر تمہاری اولاد ہو تو بیویوں کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔

۲۸۹۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ:
حَدَّثَنِي أَبُو حَسَانَ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ:
أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَرَثَ أُخْتًا وَابْنَةً، فَجَعَلَ
لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا النِّصْفَ وَهُوَ بِالْيَمَنِ
وَنَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ حَيٌّ.

۲۸۹۳- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک بہن اور ایک بیٹی کو میت کا وارث بنایا اور ہر ایک کو آدھا آدھا دیا جبکہ حضرت معاذ ان دونوں یمن میں تھے اور رسول اللہ ﷺ باحیات تھے۔

☀ فائدہ: بہنیں بیٹیوں کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر (برہہ مؤنث جو کسی دوسری مؤنث کی وجہ سے عصبہ بنے) اس میں صرف حقیقی بہن اور پدری بہن آتی ہے جب بیٹی یا پوتی ساتھ مل کر آئے۔) ہو جاتی ہیں۔ بیٹی اور بہن ایک ایک ہوں تو نصف نصف ملے گا۔ بیٹی کو وراثت سے نصف ملے گا اور بہن کو عصبہ ہونے کی بنا پر نصف مل جائے گا۔ اور اگر بیٹیاں دو یا زائد ہوں تو دو تہائی کے بعد باقی بہن یا بہنوں کو ملے گا۔

(المعجم ۵) - بَابُ فِي الْجَدَّةِ

(التحفة ۵)

۲۸۹۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
۲۸۹۳- حضرت قیسہ بن ذکویب رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۸۹۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح: ۶۷۳۴ من طريق آخر عن الأسود بن يزيده.

۲۸۹۴- تخریج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الجدة، ح: ۲۷۲۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۵۱۳/۲، ورواه الترمذي، ح: ۲۱۰۱ من طريق آخر عن قبيصة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۵۹، وابن حبان، ح: ۱۲۲۴، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۳۸/۴، ووافقه الذهبي، ۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دادی اور نانی کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ ایک (میت کی) ”نانی“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، وہ اپنا حق وراثت طلب کر رہی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی کتاب میں تیرا کوئی حصہ (مذکور) نہیں ہے اور نہ مجھے نبی ﷺ کی سنت سے کچھ معلوم ہے۔ تم لوٹ جاؤ حتیٰ کہ میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں (صحابہ) سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا تو آپ نے اسے (نانی کو) چٹا حصہ دیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اس خبر کے سلسلے میں تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے اسی طرح کہا جیسے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نانی کو یہ حصہ دیا۔ پھر ایک اور ”دادی“ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، وہ اپنا حق وراثت طلب کر رہی تھی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی کتاب میں تمہارا کوئی حق (مذکور) نہیں۔ اور جو فیصلہ اس سے پہلے ہوا ہے وہ دوسری (نانی) کے لیے تھا اور میں حقوق وراثت میں کچھ نہیں بڑھا سکتا لیکن وہ چٹا حصہ ہی ہے۔ اگر تم دونوں (نانی اور دادی) جمع ہو جاؤ تو یہ حصہ تم دونوں کے مابین ہوگا۔ اور جو تم میں سے کوئی اکیلی ہو (دادی ہو نانی نہ ہو یا نانی ہو دادی نہ ہو) تو یہ چٹا حصہ پورے کا پورا لے گی۔

🌟 فائدہ: اس روایت کی بعض حضرات نے تضعیف کی ہے۔ لیکن مسئلہ یوں ہی ہے کہ جدہ کا لفظ نانی اور دادی دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور ان کا حصہ چھٹا ہی ہوتا ہے۔

﴿ انظر التلخیص الحبر: ۸۲/۳، والحديث الآتي في قبضة صحابي، ومراسيل الصحابة مقبولة على الراجح. ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۸- کتاب الفرائض

۲۸۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

و دادا کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

۲۸۹۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جدہ (دادی ثانی) کے لیے چھٹا حصہ مقرر کیا تھا۔ لیکن جب اس سے پہلے (ورے) ماں نہ ہو۔

ابن أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ أَبُو الْمُنِيبِ الْعَتَكِيُّ عَنْ ابْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ تَكُنْ ذُوْنَهَا أُمٌّ.

☀️ فائدہ: سند ضعیف ہے۔ اور مسئلہ یہی ہے کہ ماں دادی اور ثانی کے لیے حاجب ہے (ان کو وراثت کے حق سے محروم کر دیتی ہے۔)

باب: ۶- دادا کی وراثت کا بیان

(المعجم ۶) - بَاب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ (التحفة ۶)

۲۸۹۶- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: میرا پوتا فوت ہو گیا ہے تو میرے لیے اس کی وراثت میں سے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے چھٹا حصہ ہے۔“ جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ”تیرے لیے ایک اور چھٹا حصہ بھی ہے۔“ جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ”یہ دوسرا چھٹا حصہ تجھ ہے۔“

۲۸۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ ابْنِي مَاتَ فَمَا لِي مِنْ مِيرَاثِهِ؟ قَالَ: «لَكَ السُّدُسُ»، فَلَمَّا أَذْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ: «لَكَ سُدُسٌ آخَرُ»، فَلَمَّا أَذْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ: «إِنَّ السُّدُسَ الْآخَرَ طُعْمَةٌ».

قَتَادَةُ رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ نہیں جان سکے کہ کس چیز کے ساتھ اسے وارث بنایا۔ قتادہ نے (یہ بھی) کہا: دادا کا کم از کم حصہ وراثت چھٹا ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ: فَلَا يَذْرُونَ مَعَ أَيِّ شَيْءٍ وَرَثَتُهُ، قَالَ قَتَادَةُ: أَقَلُّ شَيْءٍ وَرِثَ الْجَدَّةِ السُّدُسُ.

☀️ فائدہ: یہ روایت سند ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ بالفرض اگر مرنے والے کے وارث دادا اور دو

۲۸۹۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۳۳۸ من حديث أبي المنيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۶۰.

۲۸۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الجد، ح: ۲۰۹۹ من حديث همام به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۶۱ * قتادة والحسن عننا، وللحديث طرق ضعيفة، انظر مسند الحميدي (بتحقيقي)، ح: ۸۳۵، ۸۳۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عصبات کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

۱۶- کتاب الفرائض

بیٹیاں ہوں تو دادا کو چھٹا حصہ بیٹیوں کو دو تہائی ۱۶/۴ اور بقیہ ۱۶/۱ بھی دادے کو ملے گا۔

۲۸۹۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: أَيُّكُمْ يَعْلَمُ مَا وَرَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْجَدُّ؟ قَالَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ: أَنَا، وَرَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السُّدُسَ، قَالَ: مَعَ مَنْ؟ قَالَ: لَا أَذْرِي، قَالَ: لَا دَرَيْتَ فَمَا تُغْنِي إِذَا ۲۸۹۷- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دادا کو کیا وراثت دی تھی؟ تو حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ دیا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کس کے ساتھ؟ کہا: مجھے نہیں معلوم۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے نہیں جانا (تمہارا ادھوری بات بتانے کا) کیا فائدہ؟

باب: ۷- عصبات کی وراثت کا بیان

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي مِيرَاثِ

الْعَصْبَةِ (التحفة ۷)

فائدہ: عصبہ کے لغوی معنی مضبوط کرنے اور جوڑنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی ہیں میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں بلکہ اصحاب الفرائض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ کے وارث بنتے ہیں۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں ① عصبہ نسبی جو خوئی رشتے کی وجہ سے عصبہ بنتے ہیں۔ ② عصبہ نسبی یعنی آزاد کردہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا مالک اس کا وارث ہوگا۔

۲۸۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ - وَهَذَا حَدِيثٌ مَخْلَدٌ وَهُوَ أَشْبَعُ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْسِمَ الْمَالُ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى ذَكَرٍ» ۲۸۹۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جن لوگوں کے حصے مقرر ہیں ان کے درمیان مال کو اسی طرح تقسیم کرو جیسے کتاب اللہ میں ہے اور ان سے جو بچ رہے تو وہ قریب ترین مرد کا حق ہے۔“

۲۸۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب فرائض الجد، ح: ۲۷۲۳ من حديث يونس به، وسنده ضعيف، وقال المنذري: "حديث الحسن عن عمر منقطع"، والحديث السابق، ح: ۲۸۹۵ يعني عنه. ۲۸۹۸- تخریج: أخرجه مسلم، الفرائض، باب: ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر، ح: ۱۶۱۵ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه، ح: ۶۷۳۲ من حديث ابن طاووس به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۱۹۰۰۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۸- کتاب الفرائض

ذوی الارحام کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: شریعت نے جن کے حصے مقرر کر دیے ہیں انہیں ”اصحاب الفروض اور اہل الفرض“ کہتے ہیں۔

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي مِيرَاثِ ذَوِي
الْأَرْحَامِ (التحفة ۸)

☀️ فائدہ: میت کے وہ تمام تعلق دار جو اصحاب الفروض یا عصبہ نہیں ہوتے انہیں ”ذوی الارحام“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی بیٹیوں کی اولاد پوتیوں، بہنوں، نانا، نانی اور مادری بھائیوں کی اولاد وغیرہ۔

۲۸۹۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهُوزَنِيِّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُحَيْيٍّ، عَنْ الْمُقَدِّمِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلْيَرْثِيهِ» - وَرُبَّمَا قَالَ: «إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ» - «وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيَوْرَثِيهِ، وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، أَعْقِلُ لَهُ وَارِثُهُ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ».

۲۸۹۹- حضرت مقدم (بن معدیکرب) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی قرضہ یا عیال و اطفال چھوڑ گیا تو وہ میرے ذمے ہیں..... اور کبھی یوں بھی فرمایا..... کہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہیں۔ اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا اور اس کا وارث بنوں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا اور اس کا وارث بھی بنے گا۔“

۲۹۰۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ فِي آخِرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهُوزَنِيِّ، عَنْ الْمُقَدِّمِ الْكِنْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ

۲۹۰۰- حضرت مقدم (بن معدیکرب) کندی رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ہر مومن کے لیے اس کی اپنی ذات سے بھی قریب تر ہوں جو شخص قرض یا چھوٹی اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے میں اس کا ولی ہوں جس کا کوئی ولی نہ ہو میں اس کے مال

۲۸۹۹- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ذوي الأرحام، ح: ۲۷۳۸ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۲۵، وابن الجارود، ح: ۹۶۵، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۴۴/۴، وتعبه الذهبي، وله شاهد عند ابن حبان، ح: ۱۲۲۶، وسنده حسن.

۲۹۰۰- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي ۶/ ۲۱۴ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

ذوی الارحام کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

کا وارث بنوں گا اور اس کے قیدی چھڑاؤں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا اور کوئی وارث نہ ہو وہ اس کے مال کا وارث ہوگا اور اس کا قیدی چھڑائے گا۔“

دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً فَإِلَيَّ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَأَنَا مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ، أَرِثُ مَالَهُ وَأَفْكُ عَنْهُ، وَالْخَالَ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ، يَرِثُ مَالَهُ وَيَفْكُ عَنْهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الضَّيْعَةُ] کے معنی ہیں عیال۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الضَّيْعَةُ مَعْنَاهُ عِيَالٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو زبیدی نے عن راشد بن سعد عن ابن عائذ عن مقدمام کی سند سے روایت کیا۔ اور معاویہ بن صالح نے بواسطہ راشد اسے روایت کیا تو (عن کے بجائے) سَمِعْتُ الْمُقَدِّمَامَ یعنی میں نے مقدمام سے سنا ہے کہا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ عَائِذٍ، عَنِ الْمُقَدِّمَامِ. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَاشِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُقَدِّمَامَ.

۲۹۰۱- صالح بن یحییٰ بن مقدم اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”میں اس کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا قیدی چھڑاؤں گا اور اس کے مال کا وارث بنوں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کا قیدی چھڑائے گا اور اس کے مال کا وارث بنے گا۔“

۲۹۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَتِيْقٍ الدُّمَشْقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ حُجْرٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمُقَدِّمَامِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، أَفْكُ عَنْهُ وَارِثُ مَالِهِ، وَالْخَالَ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، يَفْكُ عَنْهُ وَيَرِثُ مَالَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث میں حکومت اسلامیہ کی اقتصادی پالیسی کا ایک پہلو بیان ہوا ہے کہ وہ اپنی رعیت کی معاشی فلاح و بہبود کی ہر طرح سے ذمہ دار ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی مقررہ مرض مرجائے تو وہ اس کا قرضہ ادا کرے گی۔ بے سہارا چھوٹے بچوں اور بیواؤں کی کفالت کرے گی۔ جبکہ وراثت رشتہ داروں میں تقسیم ہوگی۔ ② ماموں ذوی الارحام میں سے ہے۔ دوسرے وارثوں کے نہ ہونے کی صورت میں وہی وارث ہے اور اسی طرح اگر بھانجے کے ذمے کوئی مالی حقوق آتے ہوں تو وہ ان کی ادائیگی کا بھی پابند ہے۔ اس میں یہی تعلیم ہے کہ بحیثیت

۲۹۰۱- تخریج: [حسن] انظر، ح: ۲۸۹۹، وأخرجہ البيهقي: ۶/ ۲۱۴ من حديث أبي داود به.

مسلمان انسان کو اپنے قریبی، بعیدی کبھی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا معاملہ مضبوط رکھنا چاہیے۔ جیتے جی یہی لوگ اس کے معاون و مددگار اور اس کے پیچھے اس کی اولاد کے کفیل بنتے ہیں۔ (۳) اگر کوئی شخص لا وارث ہو تو حکومت اسلامیہ (بیت المال) اس کی وارث ہوگی۔ اور ایسے شخص پر لازم آنے والے مالی حقوق بھی حکومت ادا کرے گی۔ (۴) یہ رفاہی اصول مسلمانوں اور مومنوں کے لیے ہیں جو بلا جواز حکومت سے صدقات لینے کے روادار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان انسان کے اندر تقویٰ اور طہارت پیدا کرتا ہے۔ اس لیے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان رعایتوں کی وجہ سے لوگ محنت نہیں کریں گے اور حکومت ہی پر بوجھ بن کر رہ جائیں گے۔

۲۹۰۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ایک غلام فوت ہو گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا اس کی کوئی اولاد اور کوئی رشتہ دار نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی وراثت اس کی ہستی والوں میں سے کسی کو دے دو۔“

۲۹۰۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، الْمَعْنَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ سُفْيَانَ جَمِيعًا، عَنْ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ مَوْلَى لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَلَا حَاجِمًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرَبَتِهِ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان رحمہ اللہ کی روایت زیادہ کامل ہے۔ اور مسدد نے کہا: نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا یہاں کوئی اس کے علاقے کا رہنے والا ہے؟“ صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اس کی وراثت اسی کو دے دو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ سُفْيَانَ أَتَمُّ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ أَرْضِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَعْطُوهُ مِيرَاثَهُ.

فائدہ: چونکہ غلام کا مال بیت المال میں جاتا تھا اور بیت المال میں سے مسلمان رعیت کی مصالح میں خرچ کیا جاتا ہے اس لیے نبی ﷺ نے اس کی ہستی والوں میں سے کسی کو دے دینے کا فرمایا۔ کیونکہ اہل ہستی کا آپس میں ایک طرح تعلق ہوتا ہی ہے۔ مگر نبی روشنی اور مادی ترقی کی چکا چوند نے بڑے شہروں میں بالخصوص یہ تعلقات معدوم کر دیے ہیں۔ العیاذ باللہ.

۲۹۰۲- تخریج: [اسنادہ حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولا، ح: ۲۷۳۳ من حديث وكيع به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۱۰۵.

۲۹۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ عَيْنِي مِيرَاثَ رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ وَلَسْتُ أَجِدُ أَزْدِيًّا أَذْفَعُهُ إِلَيْهِ، قَالَ: «فَاذْهَبْ فَالْتَمِسْ أَزْدِيًّا حَوْلًا». قَالَ: فَأَتَانَا بَعْدَ الْحَوْلِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَمْ أَجِدْ أَزْدِيًّا أَذْفَعُهُ إِلَيْهِ. قَالَ: «فَانْطَلِقْ فَانْظُرْ أَوَّلَ خُرَاعِي تَلْقَاهُ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ»، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: «عَلَيَّ الرَّجُلُ»، فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: «انْظُرْ كُتْبَ خُرَاعَةٍ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ».

ذوی الارحام کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۰۳- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میرے پاس قبیلہ ازد کے ایک آدمی کی میراث ہے اور مجھے کوئی ازدی نہیں ملا کہ اسے دے دوں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ ایک سال تک تلاش کرتے رہو کہ کوئی قبیلہ ازد سے مل جائے۔“ چنانچہ وہ ایک سال کے بعد آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ازدی نہیں ملا کہ اس کے حوالے کر دوں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور بنو خزاعہ کا جو آدمی تمہیں سب سے پہلے ملے یہ اس کے حوالے کر دو۔“ جب اس نے پیٹھ پھیری تو آپ نے فرمایا: ”اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔“ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: ”خزاعہ کا بڑا آدمی دیکھو یعنی جو جد اعلیٰ سے قریب تر ہو۔ تو یہ میراث اس کے حوالے کر دو۔“

۲۹۰۴- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَسْوَدَ الْعَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَرَ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ خُرَاعَةَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِمِيرَاثِهِ، فَقَالَ: «الْتَمِسُوا لَهُ وَارِثًا أَوْ ذَا رَحِمٍ»، فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ وَارِثًا وَلَا ذَا رَحِمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْطُوهُ الْكَبِيرَ مِنْ خُرَاعَةَ».

۲۹۰۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو خزاعہ کا ایک آدمی فوت ہو گیا تو اس کی میراث نبی ﷺ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا کوئی وارث یا ذی رحم تعلق دار تلاش کرو۔“ مگر کوئی وارث یا ذی رحم تعلق دار نہ ملا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مال بنو خزاعہ کے بڑے کو دے دو یعنی جو قبیلہ کے جد اعلیٰ سے قریب تر ہو۔“

۲۹۰۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۳۹۶ من حديث المحاربى به، ولم يذكر فيه سماعاً، وقال النسائي: "جبريل بن أحمد ليس بالقوي، والحديث منكر"، والعله فيه عنمة المحاربى فقط، وانظر الحديث الآتي.

۲۹۰۴- تخریج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۴۷/۵، والنسائي في الكبرى، ح: ۶۳۹۴ من حديث شريك القاضي به، ولم يذكر سماعاً، وهو معدود في المدلسين.

۱۸- کتاب الفرائض

لعان والی عورت کے بچے کی وراثت کے احکام و مسائل

یحییٰ بن آدم کہتے ہیں: میں نے شریک سے اس حدیث میں ایک باریوں سنا: ”بنو خزاعہ کے سب سے بڑی عمروا لے کو دیکھو۔“

قَالَ يَحْيَى: قَدْ سَمِعْتُهُ مَرَّةً يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «انْظُرُوا أَكْبَرَ رَجُلٍ مِنْ خَزَاعَةَ».

۲۹۰۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ لَهُ أَحَدٌ؟» قَالُوا: لَا، إِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِيرَاثَهُ لَهُ.

۲۹۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس کا کوئی وارث نہ تھا سوائے ایک غلام کے جس کو اس نے آزاد کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا اس کا کوئی وارث ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں، سوائے ایک آزاد کردہ غلام کے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی وراثت اسی کو دے دی۔

باب: ۹- لعان والی عورت کے بچے کی وراثت کا بیان

(المعجم ۹) - باب مِيرَاثِ ابْنِ الْمَلَاعَةِ (التحفة ۹)

۲۹۰۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ رُوَبَةَ التَّغْلِبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّصْرِيِّ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَرْأَةُ تُحَرِّزُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيثَ: عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَا عَنَتَ عَلَيْهِ».

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لقیط (گرے پڑے بچے) کے بارے میں اختلاف ہے تاہم غلام اور لعان کردہ

۲۹۰۶- حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”عورت تین طرح کی وراثت جمع کر لیتی ہے: اپنے غلام کی، اس بچے کی جو اسے کہیں سے گرا پڑا مل گیا ہو اور اس بچے کی جس کے بارے میں اس نے (اپنے شوہر سے) لعان کیا ہو۔“

۲۹۰۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب: في ميراث المولى الأسفل، ح: ۲۱۰۶، وابن ماجه، ح: ۲۷۴۱ من حديث عمرو بن دينار به، وقال الترمذي: "حسن" * عوسجة حسن الحديث على الرجوع.

۲۹۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء ما يرث النساء من الولاء، ح: ۲۱۱۵، وابن ماجه، ح: ۲۷۴۲ من حديث محمد بن حرب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وقال البيهقي: ۲۴۰/۶ "هذا غير ثابت"، وقال ابن عدي في عمر بن روبة: "إنما أنكروا عليه أحاديثه عن عبد الواحد النصري"، وضعفه الجمهور.

۱۸- کتاب الفرائض کیا مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟

بچے کی وہ خود ہی وارث ہوتی ہے۔ لعان کردہ بچے سے مراد وہ بچہ ہے جسے مککوحہ عورت نے جنم دیا ہو لیکن اس کا خاوند اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ اور قاضی کے سامنے گواہوں اور قسموں کے بعد ایک دوسرے پر لعان کریں۔

۲۹۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ وَمُوسَى بْنُ عَامِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ: حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِيرَاتِ ابْنِ الْمَلَاعِنَةِ لَأُمِّهِ وَلَوَزَّتْهَا مِنْ بَعْدِهَا.

۲۹۰۷- جناب مکحول رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لعان والی عورت کے بچے کی میراث اس کی ماں کیلئے مخصوص کی تھی اور بعد ازاں اس عورت کے وارثوں کے لیے ہوگی۔

۲۹۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: أَخْبَرَنِي عَيْسَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۲۹۰۸- عمرو بن شعیب نے اپنے دادا سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کی۔

فائدہ: چونکہ ایسے بچے کا نسب باپ سے منقطع ہونے کے بعد ماں سے لاحق ہو جاتا ہے اس لیے وہی اس کی وارث ہوگی۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ: هَلْ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ؟ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- کیا مسلمان کسی کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟

۲۹۰۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ

۲۹۰۹- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کسی کافر کا یا کوئی کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔“

۲۹۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۵۹/۶ من حديث أبي داود به، وقال: "حديث مكحول منقطع" فالسند ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند البيهقي وغيره، وكلها ضعيفة.

۲۹۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ۳۱۱۹ من حديث العلاء بن الحارث به، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

۲۹۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر المسلم، ح: ۱۶۱۴ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاری، المغازی، باب: أين رکز النبي ﷺ الراية يوم الفتح؟ ح: ۴۲۸۲، ۴۲۸۳ من حديث الزهري به.

۱۸- کتاب الفرائض

النَّبِيِّ ﷺ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

۲۹۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ عَدَا؟ - فِي حَجَّتِهِ - قَالَ: «وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنَزِلًا؟» ثُمَّ قَالَ: «نَحْنُ نَأْزِلُونَ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ» بِعَنِي الْمُحَصَّبِ وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يَنَازِلُوهُمْ وَلَا يَأْيُوهُمْ وَلَا يُؤْوَهُمْ.



کیا مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟

۲۹۱۰- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کل کہاں اتریں گے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا بھی ہے؟“ پھر فرمایا: ”ہم خیف بنی کنانہ میں پڑاؤ کریں گے جہاں قریش نے کفر پر قسمیں اٹھائی تھیں۔“ آپ کی مراد وادی مُحَصَّب تھی اور قریشیوں نے اس جگہ بنو ہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں کہ ان سے رشتہ ناسا کر دیں گے نہ کچھ خریدیں بھیں گے اور نہ انہیں پناہ دیں گے۔

قال الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِي. زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”خَيْف“ وادی کا نام ہے۔

🌞 فائدہ: ابوطالب کی وفات کے موقع پر عقیل اسلام نہ لائے تھے اس وجہ سے وہی اس کے وارث ہوئے۔ جبکہ حضرت علی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما مسلمان ہو چکے تھے اس لیے وہ اختلاف دین کی وجہ سے اپنے باپ کے وارث نہ بنے۔ اور عقیل جو ہی عبدالمطلب کی جائیداد کے مالک بنے انہوں نے اس کو فروخت کر دیا تھا۔

۲۹۱۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَبِيبِ الْمَعْلَمِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ۲۹۱۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وَمُخْتَلَفٌ مَلَتُونَ“ (اور دینوں) والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔“

۲۹۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: إذا أسلم قوم في دار الحرب... الخ، ح: ۳۰۵۸، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتورث دورها، ح: ۴۴۰/۱۳۵۱ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۹۸۵۱، ومسنده أحمد: ۲۰۲/۵، ۲۰۳.

۲۹۱۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث أهل الإسلام من أهل الشرك، ح: ۲۷۳۱ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۶۷.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۸- کتاب الفرائض کیا مسلمان کا فر کا وارث ہو سکتا ہے؟

عَمْرُو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى».

فائدہ: اس سے مراد مسلمان اور کافر ہیں۔ جبکہ کفار اپنے مختلف دینوں پر ہوتے ہوئے بھی ایک ملت ہیں اس لیے ان کی آپس میں وراثت چلتی ہے۔ جبکہ امام زہری ابن ابی لیلیٰ اور احمد بن حنبل رحمہما کے اقوال ہیں کہ یہودی نصرانی کا وارث نہیں۔ مجوسی یہودی کانٹیں وغیرہ۔

۲۹۱۲- حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہما کی روایت

ہے کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان دو بھائی تھے۔ وہ اپنا جھگڑا یحییٰ بن عمر رحمہما کے ہاں لے کر آئے تو انہوں نے مسلمان کو وارث قرار دیا اور کہا کہ مجھے ابوالاسود رحمہما نے بیان کیا اس کو ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضرت معاذ رحمہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "اسلام بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔" اور مسلمان کو وارث قرار دیا۔

۲۹۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَكِيمٍ الْوَاسِطِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ: أَنَّ أَخَوَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى يَحْيَى بْنِ عَمَرَ، يَهُودِيٍّ وَمُسْلِمٍ فَوَرَّثَ الْمُسْلِمَ مِنْهُمَا، وَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدُ أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْإِسْلَامُ يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ»، فَوَرَّثَ الْمُسْلِمَ.

۲۹۱۳- ابوالاسود دہلی رحمہما سے روایت ہے کہ

حضرت معاذ رحمہما کے پاس ایک یہودی کی میراث لائی گئی جس کا وارث مسلمان تھا۔ اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی نبی ﷺ سے روایت کیا۔

۲۹۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَمَرَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّيْلِيِّ أَنَّ مُعَاذًا أَتَى بِمِيرَاثِ يَهُودِيٍّ وَارِثُهُ مُسْلِمٌ، فَمَعْنَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب: ۱۱- جو کوئی کسی میراث پر مسلمان ہوا

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِيمَنْ أَسْلَمَ عَلَى

مِيرَاثِ (التحفة ۱۱)

۲۹۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۲۰۵/۶، ۲۵۴، ۲۵۵ من حديث أبي فاديه، وقال: "هذا رجل مجهول، فهو منقطع"، فالسند ضعيف من أجل جهالة الرجل.

۲۹۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۳۶/۵ عن يحيى القطان به، وصححه الحاكم: ۳۴۵/۴، ووافقه الذهبي * أبو الأسود سمعه من رجل مجهول، انظر الحديث السابق.

۱۸- کتاب الفرائض

ولاء سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۱۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّ قَسَمٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى مَا قُسِمَ، وَكُلُّ قَسَمٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ فَإِنَّهُ عَلَى قَسَمِ الْإِسْلَامِ».

۲۹۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو تقسیم (قبل از اسلام) جاہلیت میں ہو چکی سو ہو چکی (وہ اسی کے مطابق رہے گی) اور جو اسلام قبول کرنے تک نہیں ہوئی، وہ اب اسلام کے دستور کے مطابق ہوگی۔“

☀️ فائدہ: اسلام لے آنے کے بعد جاہلیت کے اعمال کے کوئی معنی نہیں۔ ایسا آدمی جو جاہلیت کے اعمال پر کاربند ہو اس نے یا تو اسلام قبول ہی نہیں کیا یا کیا ہے تو پھر اسلام کو ”دین“ نہیں سمجھا۔ اس لیے واجب ہے کہ عقائد و عبادات کے بعد مالی اور غیر مالی سب معاملات اصول اسلام کے مطابق عمل میں لائے جائیں۔

باب: ۱۲- ولاء کا بیان

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي الْوَلَاءِ

(التحفة ۱۲)

۲۹۱۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: قُرِئَ عَلَى مَالِكٍ وَأَنَا حَاضِرٌ قَالَ مَالِكٌ: عَرَضَ عَلَيَّ نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعَقِّقُهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِّعُكَهَا عَلَى أَنْ وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرْتُ عَائِشَةَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا يَمْنَعُكَ ذَلِكَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ».

۲۹۱۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کر دیں تو لونڈی کے مالکوں نے کہا: ہم یہ آپ کو فروخت کر دیتے ہیں، لیکن اس کا ولاء ہمارے لیے رہے گا (اس کی وفات پر اس کا مال ہم لیں گے یا نسبت ولاء ہم سے متعلق رہے گی)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی، تو آپ نے فرمایا: ”(ان کی یہ بات) تیرے لیے کوئی مانع نہیں ہے، کیونکہ ولاء اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔“

۲۹۱۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب قسمة الماء، ح: ۲۴۸۵ من حديث موسى بن داود به، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۹۱۵- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا اشترط في البيع شروطاً لا تحل، ح: ۲۱۶۹، ومسلم، المعتقد، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ۱۵۰۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۷۸۱/۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

🌞 فوائد و مسائل: ① آقا اور اس کی زیر ملکیت غلام کے مابین تعلق [ولاء] کہلاتا ہے۔ غلام کو آزاد کر دینے کے بعد بھی یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ آزاد کرنے والے کو مولیٰ [مُعْتَق] (ت کے نیچے زیر، یعنی آزاد کرنے والا) اور آزاد شدہ کو مولیٰ [مُعْتَق] (ت پر زیر، یعنی آزاد کیا ہوا) کہتے ہیں اور ان کے مابین نسبت و قرابت کو ولاء کہتے ہیں۔ اور اس تعلق کو کسی طور تبدیل فروخت یا ہبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ② غیر شرعی شرطیں لغو محض ہوتی ہیں اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

۲۹۱۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۹۱۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، ﷺ نے فرمایا: ”ولاء اسی کا حق ہے جو قیمت ادا کرے اور احسان کرے۔“ (آزادی دلائے۔)

عن مَنْصُورٍ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوَلَاءُ لِمَنْ أُعْطِيَ الثَّمَنَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ».

۲۹۱۷ (۱) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو ابن أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رِثَابَ بْنَ حُذَيْفَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ غِلْمَةٍ فَمَاتَتْ أُمُّهُمْ فَوَرِثُوهَا رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَصَبَةً بَيْنَهَا، فَأَخْرَجَهُمْ إِلَى الشَّامِ فَمَاتُوا، فَقَدِمَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمَاتَ مَوْلَى لَهَا فَوَرِثَ مَا لَهَا فَخَاصَمَهُ إِخْوَتُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ أَوْ الْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ» قَالَ: فَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا فِيهِ شَهَادَةُ

۲۹۱۷ (۲) - جناب عمرو بن شعيب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رباب بن حذیفہ نے ایک عورت سے شادی کی تو اس سے ان کے تین لڑکے پیدا ہوئے پھر ان کی ماں فوت ہو گئی تو وہ بچے اپنی ماں کے گھروں اور غلاموں کے ولاء کے وارث ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان بچوں کے عصبہ تھے۔ (یعنی وارث تھے) وہ انہیں شام لے گئے جو وہاں جا کر فوت ہو گئے۔ (یہ بچے طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ واپس آئے جبکہ اس عورت کا ایک غلام بھی وفات پا گیا اور مال چھوڑ گیا تھا۔ تو عورت کے بھائیوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے (اپنی بہن کے ولاء کے سلسلے میں) جھگڑا کیا اور معاملہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔

۲۹۱۶- تخریج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث السائبة، ح: ۶۷۵۴ من حديث منصور به.

۲۹۱۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولاء، ح: ۲۷۳۲ من حديث حسين المعلم به * حميد الطويل مدلس، ولم يذكر الناس الذين كانوا يتهمون عمرو بن شعيب رحمه الله، وبأي شيء كانوا يتهمون؟.

۱۸- کتاب الفرائض

ولاء سے متعلق احکام و مسائل

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بیٹے نے یا باپ نے جو بھی جمع کیا ہو وہ اس کے عَصَبَہ کا ہوتا ہے جو بھی ہوں۔“ چنانچہ انہوں نے (اس فیصلے کی) ایک تحریر لکھی جس میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور آدمی کی گواہی ثبت کی۔ پھر جب عبدالملک خلیفہ ہوئے تو عورت کے بھائیوں نے یہ مقدمہ ہشام بن اسماعیل یا اسماعیل بن ہشام کے سامنے پیش کیا۔ اس نے ان کو عبدالملک کے ہاں بھیج دیا۔ تو عبدالملک نے کہا: یہ وہی فیصلہ ہے جو میرا خیال ہے کہ میں پہلے دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تحریر کے مطابق ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا اور اب تک ہم اسی میں ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① غلاموں کا ولّاء میت کے وارث عَصَبَات کو منتقل ہوگا جیسے کہ دیگر اموال۔ ② عصبہ کے ہوتے ہوئے ماموں وارث نہیں بن سکتا۔

۲۹۱۷ (ب) - حمید نے کہا: اس حدیث کی بابت لوگ عمرو بن شعیب کو متہم کرتے ہیں۔

۲۹۱۷ (ب) - [حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: النَّاسُ يَتَّهِمُونَ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.]

ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہم سے اس (مذکورہ) حدیث کے خلاف روایت ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعَمَرٍ وَعُثْمَانَ خِلَافَ هَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّهُ رَوَى عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِمِثْلِ هَذَا. (۱)

باب: ۱۳- جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو ان کے مائین بھی تعلق ولّاء سمجھا جاتا ہے

(المعجم ۱۳) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ (التحفة ۱۳)

(۱) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر: ۳۵۱ پر گزرتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۸- کتاب الفرائض ولاء سے متعلق احکام ومسائل

☀ فائدہ: اس تعلق کو ”ولاء الاسلام“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی اور وارث نہ ہوں تو یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

۲۹۱۸- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی شخص کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے تو اس بارے میں مشروع سنت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”زندگی اور موت میں وہی سب سے بڑھ کر اس کا ولی ہے۔“ (اس کے ساتھ نیکی ایثار اور احسان کا معاملہ کرتا رہے۔)

۲۹۱۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابْنُ حَمْرَةَ - عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَوْهَبٍ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذَوْيْبٍ قَالَ هَشَامُ: عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! - وَقَالَ يَزِيدُ: أَنَّ تَمِيمًا قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! - مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ يُسَلِّمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: «هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاةٍ وَمَمَاتِهِ».

باب: ۱۴- ولاء کا بیچنا کیسا ہے؟

(المعجم ۱۴) - باب : فِي بَيْعِ الْوَلَاءِ (التحفة ۱۴)

۲۹۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نسبت ولاء کو بیچنے یا کسی کو بہہ کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

۲۹۱۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَيْبَةٍ.

☀ فائدہ: صحیح ابن حبان میں ہے کہ ”ولاء کی قرابت ایسے ہی ہے جیسے کہ نسب کی قرابت“ اسے بیچا یا بہہ نہیں کیا جاسکتا۔“ (صحیح ابن حبان (ابن بلبان) ’البيع المنہی عنہ‘، حدیث: ۴۹۵۰- نیز دیکھیے، ’گزشتہ باب: ۱۴‘)

۲۹۱۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الرجل الذي يسلم على يدي الرجل، ح: ۲۱۱۲، وابن ماجه، ح: ۲۷۵۲ من حديث عبد العزيز بن عمر به، وعلقه البخاري بصيغة التمريض قبل، ح: ۶۷۵۷، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

۲۹۱۹- تخریج: أخرجه البخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح: ۲۵۳۵، ومسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح: ۱۵۰۶ من حديث شعبة به.

۱۸- کتاب الفرائض

مواخات اور حلف کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي الْمَوْلُودِ

باب: ۱۵- بچہ جو زندہ پیدا ہو کر روئے

يَسْتَهْلُ ثُمَّ يَمُوتُ (التحفة ۱۵)

اور پھر فوت ہو جائے

۲۹۲۰- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ:

۲۹۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي

نبی ﷺ نے فرمایا: ”(نومولود) بچہ جب آواز بلند کرے

ابنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ،

تو وارث ہوگا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

قال: «إِذَا اسْتَهَلَ الْمَوْلُودُ وَرُثَ».

☀ فائدہ: نومولود میں سانس لینے، حرکت کرنے، چھینک مارنے یا رونے وغیرہ سے جب ثابت ہو جائے کہ وہ زندہ

تھا تو اسے شرعاً وراثت کا حق ملے گا۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ نَسْخِ مِيرَاثِ الْعَقْدِ

باب: ۱۶- نسب کی میراث نے مواخات اور حلف

بِمِيرَاثِ الرَّجْمِ (التحفة ۱۶)

کی وراثت کو منسوخ کر دیا ہے

فائدہ: ابتدائے ایام ہجرت میں جب مملکت اسلام مدینہ منورہ میں اپنا وجود پکڑ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے

مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات (بھائی چارے) کا نظام قائم فرمایا تھا، یعنی ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری

کا بھائی بنا دیا۔ تاریخی اعتبار سے یہ ایک منفرد اور فقید المثال تجربہ تھا جو نہ اس سے پہلے کبھی سننے میں آیا اور نہ شاید

آئندہ کبھی ہو۔ اس مواخات کی بناء پر یہ منہ بولے بھائی، دوسرے نسبی قرابت داروں کی بجائے ایک دوسرے کے

وارث بننے لگے۔ سورۃ نساء میں اس کا ذکر اس طرح ہے: ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ

وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَأَنْتُمْ أَنْصِبُهُمْ﴾ (النساء: ۳۳) ”ماں باپ یا قرابت دار جو کچھ چھوڑ

جائیں اس سے ہر ایک کے ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور جن سے تم نے اپنے ہاتھوں معاہدہ کیا ہے پس ان

سب کو ان کا حصہ دو۔“ مگر وراثت کا یہ حکم تھوڑے عرصے کے بعد منسوخ کر دیا گیا۔ اور سورۃ الانفال میں فرمایا گیا:

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ (الانفال: ۷۵) ”اور رشتے ناتے والے اللہ کی

کتاب کے اندر ایک دوسرے کے زیادہ نزدیک ہیں۔“ اسی طرح حلف کی وراثت کا ایک طریقہ یہ رائج تھا کہ اسلام

سے قبل دو اشخاص یا دو قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کی مدد کے لیے معاہدہ اور حلف ہوتا تھا اور اسلام کے بعد بھی یہ

سلسلہ اسی طرح چلا آ رہا تھا۔ اسی آیت سے یہ طریقہ بھی منسوخ کر دیا گیا، مگر عمومی نصرت و اخوت اسلامی اور وصیت

۲۹۲۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۵۷/۶ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عن عمن، ولحديثه شواهد ضعيفة عند ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۲۳، والحاكم ۳۴۸/۴، وغيرهما.

۱۸- کتاب الفرائض مواخات اور حلف کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

کے ذریعے سے مدد کرنا باقی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر جب اور کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو حلیف وارث ہوگا۔ بعض نے کہا کہ حلیف نہیں بلکہ ایسے آدمی کی وراثت بیت المال میں جائے گی۔

۲۹۲۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ) كَانَ الرَّجُلُ يُحَالِفُ الرَّجُلَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نَسَبٌ فَبَرِثَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَنَسَخَ ذَلِكَ الْأَنْفَالُ فَقَالَ: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾ [الأنفال: ۷۵].

۲۹۲۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ...﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ ایک آدمی دوسرے کا حلیف بن جاتا تھا جبکہ ان میں کوئی نسبی قرابت نہ ہوتی تھی پھر ہر ایک دوسرے کا وارث بھی ہوتا تھا تو اس حکم کو سورۃ انفال نے منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ...﴾ ”رشتے ناطے والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں۔“

🌟 فائدہ: قراءت حفص میں جس کے مطابق اس وقت قرآن پڑھا جاتا ہے [عَقَدْتَ] ہے۔ لیکن بعض روایات میں یہ [عَاقَدْتَ] پڑھا جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی یہ لفظ [عَاقَدْتَ] ہے۔

۲۹۲۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ) قَالَ: كَانَ الْمُهَاجِرُونَ جِئْنَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ثَوَرَتْ الْأَنْصَارُ دُونَ دَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي أَخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلِكُلِّ

۲۹۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ...﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو انصار کے وارث وہی (مہاجرین) بنے تھے نہ کہ دیگر رشتہ دار۔ یہ اس بنا پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے آپس میں بھائی چارہ قائم فرمادیا تھا۔ پھر جب یہ آیت اتری: ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ...﴾ تو اس نے ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ﴾ کو منسوخ کر دیا۔ مگر عام نصرت

۲۹۲۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶/۲۶۲ من حديث أبي داود به .

۲۹۲۲- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ...﴾ الخ، ح: ۵۸۰ من حديث أبي أسامة به .

۱۸- کتاب الفرائض مواخات اور حلف کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

جَعَلْنَا مَوْلَىٰ مِمَّا تَرَكَ [النساء: ۳۳] قال: خير خواصی اور تعاون کو قائم رکھا۔ وہ ایک دوسرے کو نَسَخَتْهَا (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ فَأَتَوْهُمْ نَصِيبُهُمْ) مِنَ النَّصْرِ وَالنَّصِيحَةِ وَالرَّفَادَةِ، وَيُوصِي لَهُ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ.

🌞 فائدہ: قال: نَسَخَتْهَا کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ آیت: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ نے ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا.....﴾ الآية کو منسوخ کر دیا حالانکہ اس کے برعکس ہے۔ ﴿لِكُلِّ جَعَلْنَا﴾ نے میراث کے اس حکم کو منسوخ کر دیا جس پر ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ دلالت کرتی ہے۔ اب اس قسم کے عہد و پیمان سے ایک دوسرے کا وارث کوئی نہیں ہوگا البتہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہمدردی نہ صرف جائز بلکہ نہایت مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ (عون البور)

۲۹۲۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْمَعْنَى قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أُمِّ سَعْدِ بِنْتِ الرَّبِيعِ، وَكَانَتْ يَتِيمَةً فِي حِجْرِ أَبِي بَكْرٍ فَقَرَأْتُ (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ) فَقَالَتْ: لَا تَقْرَأُ: (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ) إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ حِينَ أَبِي الْإِسْلَامَ، فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يُورَثَهُ، فَلَمَّا أَسْلَمَ أَمَرَهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُؤْتِيَهُ نَصِيْبَهُ. زَادَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَمَا أَسْلَمَ حَتَّى حُمِلَ عَلَى الْإِسْلَامِ بِالسَّيْفِ.

۲۹۲۳- جناب داود بن حصین بیان کرتے ہیں کہ میں ام سعد بنت ربیع کے ہاں پڑھا کرتا تھا جب کہ وہ یتیم تھیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زیر تربیت تھیں تو میں نے یوں قراءت کی ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ اس نے کہا: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ مت پڑھو۔ (بلکہ بات یہ ہے کہ) یہ آیت حضرت ابو بکر اور ان کے بیٹے عبدالرحمن کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی جبکہ اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اسے اپنی وراثت نہیں دوں گا۔ پھر جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اسے اس کا حصہ دیں۔ عبدالعزیز (بن یحییٰ) نے مزید کہا: عبدالرحمن نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا جب تک کہ اسے تلوار کے زور پر مجبور نہیں کر دیا گیا۔ (جب اسلام بڑو تلوار غالب آ گیا اور بہت سے لوگ اسلام لانے پر مجبور ہو گئے۔)

۲۹۲۳- تخریج: [استادہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۶/ ۲۰۴ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عنن .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَنْ قَالَ: عَقَدْتُ جَعَلَهُ حَلْفًا، وَمَنْ قَالَ: عَاقَدْتُ جَعَلَهُ حَالِفًا. قَالَ: وَالصَّوَابُ حَدِيثُ طَلْحَةَ عَاقَدْتُ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿عَقَدْتُ﴾ کا مفہوم حلف یعنی قسم کھانے کے معنی میں ہوگا۔ (حضرت ابوبکر رحمہ اللہ نے قسم کھائی تھی کہ اپنے غیر مسلم بیٹے کو وراثت نہیں دیں گے۔) اور جو ﴿عَاقَدْتُ﴾ پڑھتے ہیں ان کے نزدیک معنی ”باہمی عہد و پیمان“ ہیں۔ اور سابقہ حدیث طلحہ بن مصرف زیادہ صحیح ہے۔

☀ فائدہ: مذکورہ قراءت شاذ ہے۔ علاوہ ازیں امام ابو داود رحمہ اللہ کے حدیث طلحہ (حدیث: ۲۹۲۳) کو زیادہ صحیح قرار دینے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ﴿عَاقَدْتُ﴾ (الف کے ساتھ) قراءت زیادہ صحیح ہے۔ لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس سے اختلاف کیا ہے اور ”عَقَدْتُ“ ہی کو زیادہ صحیح کہا ہے۔ (عون المعبود)

۲۹۲۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا...﴾ اور ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجَرُوا...﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ دیہاتی (مسلمان جس نے ہجرت نہ کی ہوئی) مہاجر کا وارث نہ بنتا تھا۔ پھر اس حکم کو آیت کریمہ: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ...﴾ نے منسوخ کر دیا۔ ۲۹۲۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ

باب: ۱۷- حلف کا بیان

(المعجم ۱۷) - بَابُ فِي الْحَلْفِ

(التحفة ۱۷)

☀ فائدہ: [حلف] (ح کے نیچے زیر اور لام ساکن) قوم کا آپس میں یا کسی دوسرے کے ساتھ دوستی اور تعاون کا مضبوط عہد و پیمان حلف کہلاتا ہے۔ اور فریقین کو ایک دوسرے کا حلیف کہتے ہیں۔ ایام جاہلیت میں لوگ اپنے حلیف کی تائید و نصرت میں جان تک دے دیتے تھے خواہ وہ حق پر ہوتا یا ناحق پر۔

۲۹۲۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ

۲۹۲۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶/ ۲۶۶ من حديث أبي داود به * أحمد هو ابن محمد بن ثابت. ۲۹۲۵- تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب مواخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله تعالى عنهم، ح: ۲۵۳۰ من حديث ابن نمير به.

۱۸- کتاب الفرائض

حلف کا بیان

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ، وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً».

ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں کوئی (نیا) حلف نہیں ہے اور قبل از اسلام (ایام جاہلیت میں) جو عہد معاہدے ہو چکے ان کو اسلام نے اور مضبوط کیا ہے۔“

🌞 فائدہ: اسلام نے اپنے معتقدین کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰) ”مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ چنانچہ واجب ہے کہ یہ ایک جان اور ایک جسم بن کر رہیں۔ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں کہ قبل از اسلام کے انداز میں مصنوعی معاہدے کرتے پھریں۔ بلکہ یہ چیز ان کے عقیدے اور عمل کا بنیادی عنصر ہے۔ بہر حال جو معاہدات اس سے پہلے ہو چکے ہوں اسلام انہیں خیر و صلاح کی بنیاد پر اور مضبوط بناتا ہے۔



۲۹۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: حَالَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْمُتَهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ»، فَقَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْمُتَهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

۲۹۲۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ ان سے کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ”اسلام میں کوئی حلف نہیں۔“ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین اور انصار کے درمیان حلف قائم کیا تھا۔ انہوں نے اپنی یہ بات دو یا تین بار دہرائی۔

🌞 فائدہ: اہل اسلام و ایمان ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ کی بنیاد پر جو عہد معاہدہ کر لیں جائز ہے۔ مگر جاہلیت کی طرح معاہدے جو محض عصبیت پر طے ہوتے تھے ان کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان: ”اسلام میں حلف نہیں“ کا مطلب بھی یہی ہے۔

۲۹۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وخص على اتفاق أهل العلم... الخ، ح: ۷۳۴۰، ومسلم، فضائل الصحابة، باب مواخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله تعالى عنهم، ح: ۲۵۲۹ من حديث عاصم الأحول به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(المعجم ۱۸) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ تَرِثُ

مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا (التحفة ۱۸)

سے حصہ پائے گی

۲۹۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

۲۹۲۷- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: دیت کنبے والوں کا حق ہے (جو باپ کی طرف سے قرابت دار ہوتے ہیں۔) اور عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ نہ پائے گی حتیٰ کہ ضحاک بن سفیان نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ: الدِّيَّةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى قَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ: كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ وَرِثَ امْرَأَةٌ أَشِيمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ.

احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہمیں یہ حدیث عبد الرزاق نے بواسطہ زہری اور انہوں نے سعید سے روایت کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک کو دیہاتیوں پر عامل بنایا تھا۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، وَقَالَ فِيهِ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَعْرَابِ.

فوائد ومسائل: ① مقتول کے سلسلے میں ملنے والی دیت اس کی ملکیت شمار ہو کر اس کے شرعی وارثوں میں تقسیم ہوگی۔ جن میں سے ایک وارث بیوی بھی ہے۔ ② کسی بھی مسلمان کو روایات کے صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے ائمہ مجتہدین کے فتویٰ رائے یا اجتہاد کو ترجیح دے۔ ③ اشیم ضبابی کو ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور ضبابی کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ ضباب کی طرف نسبت ہے جو کہ کوفہ میں ایک قلعہ ہے۔ (عمون المعبود)

۲۹۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ما جاء في ميراث المرأة من دية زوجها، ح: ۲۱۱۰، وابن ماجه، ح: ۲۶۴۲ من حديث سفیان بن عیینة به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۴۵۲/۳، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۶۶، وللحديث شواهد عند الطبراني: ۲۷۶/۵، ح: ۵۳۱۵ وغيره.

محصولات اراضی، غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل

[خراج کے معنی] لغت میں اس کے لیے [دخل] ”آمدنی“ اور [خرج] ”وہ حصہ جو کوئی شخص اپنی کمائی سے نکال کر دوسرے کو دیتا ہے۔“ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ حصہ دینے والے کے حوالے سے خرج اور وہی حصہ لینے والے کے حوالے سے دخل ہوگا۔ خرج اور خراج دونوں لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَقَرْجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (المؤمنون: ۷۲) ”کیا آپ ان سے اپنی آمدنیوں میں سے کچھ حصہ نکال کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں وہ حصہ جو آپ کے رب نے (آپ کیلئے) مقرر کر رکھا ہے بہتر ہے وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔“ مبرد نحوی کے نزدیک خرج مصدر ہے اور خراج اسم ہے۔ دیکھیے: (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: المؤمنون: ۷۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے خراج کا لفظ اجرت کے لیے اور اس حصے کے لیے جو آقا کسی غلام کی آمدنی سے اپنے لیے مقرر کرتا ہے دونوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ (كتاب الإجارة، باب: ۱۸/۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری کی یہ روایت: [كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ]

۱۹- کتاب الخراج والنفي والإمارة محصولات اراضی غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل

وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَجِهِ [حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کے لیے اپنی آمدنی سے ایک حصہ نکالتا تھا اور ابو بکر اس حصے میں سے کھاتے تھے۔] (صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب أيام الجاهلية، حدیث: ۳۸۳۲) خراج کے مفہوم کی وضاحت کر دیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر حاصل ہونے والی فے کی زمین اور باغات یہود کو اس شرط پر دیے کہ وہ ان کی آمدنی کا نصف حصہ بیت المال میں جمع کرائیں گے۔ یہاں سے لفظ خراج زمین وغیرہ سے حاصل ہونے والے محصولات کے لیے رائج ہو گیا۔ بعد ازاں اس میں وسعت آگئی اور خراج سے مراد تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی حکومت کی آمدنی لی جانے لگی۔

”فے“ ان زمینوں یا اموال کو کہتے ہیں جو غیر مسلم دشمن خونفروہ ہو کر چھوڑ جاتے ہیں اور وہ مسلمان حکومت کے قبضے میں آ جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت خود قرآن مجید میں ان الفاظ میں آتی ہے: ﴿وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رَسُولَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ﴾ (الحشر: ۶) ”اور اللہ نے ان سے اپنے رسول کی طرف جو مال لوٹایا تو اس کے لیے تم نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے۔“ بعد میں جب ایسی زمینوں کا مستقل انتظام کیا جاتا ہے تو ان سے حاصل ہونے والے محصولات بھی خراج کہلاتے ہیں۔

[الإمارة] امر سے ہے۔ معاملات کا انچارج ولی الامر یا امیر کہلاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کا طریق کار اس طرح مقرر فرمایا ہے: ﴿وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ ان کے معاملات کا چلانا ان کے باہم مشورے سے ہے۔ ان ”اہل شوریٰ“ سے مراد کون لوگ ہیں؟ ظاہر ہے جن کا امیر چنا جا رہا ہے یا جن کے معاملات چلائے جا رہے ہیں انہی کے درمیان مشاورت ہوگی۔ اگر قرآن مجید کی ان آیات کو سامنے رکھا جائے تو مسلمانوں کے اندر شوریٰ ان سب کے درمیان ہوگی جن کی صفات قرآن مجید نے بیان فرمادی ہیں۔ وہ قرآنی آیات یہ ہیں: ﴿لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَحْتَبِرُونَ كِبَايَرِ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ ۖ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۖ وَأَمْْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ﴾ (الشوریٰ: ۳۶-۳۹) ”جو لوگ ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں اور جو



۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة محصولات اراضی، غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل

کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے رب کے حکم پر لپیک کہا۔ نماز قائم کی، ان کے تمام معاملات باہم مشورے سے طے ہوتے ہیں اور ہم نے ان کو جو رزق دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو اس کے ازالے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔“

ان آیات کی روشنی میں شوریٰ میں وہ تمام لوگ شریک ہوں گے جو ① مومن ہوں۔ ② اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں۔ (دنیاوی معاملات کی آسانیوں کے لیے کسی غیر سے مدد یا تعاون حاصل کرنے کے قائل نہ ہوں)۔ ③ کبار اور فواحش سے بچتے ہوں اور بردبار غیر متقم مزاج ہوں۔ ④ اپنے رب کی طرف سے عائد ذمہ داریاں پوری کریں۔ اللہ کے ساتھ عبادت کے ذریعے سے قرہبی رابطہ ہو، ہر دائرہ کار میں تمام معاملات شوریٰ کے ذریعے سے طے کرنا ان کا طریق کار ہو اور مال اللہ کی رضا کے لیے ضرورت مندوں پر خرچ کریں۔ ⑤ کسی بھی قسم کے ظلم کو سہنے کی بجائے اس کے خاتمے کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ عام لوگوں کی تعداد چاہے کروڑوں میں ہو، لیکن ان میں سے اہل شوریٰ وہی ہوں گے جو مذکورہ صفات کے حامل ہوں گے اور ان سب کا حق ہے کہ حکومت کا انتخاب اور انتظام و انصرام ان کے مشورے سے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے بعد یہ شوریٰ ہی اصل اختیارات کی مالک اور تمام فیصلے کرنے کی مجاز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ولی الامر تھے۔ انہیں خلیفہ رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ولی الامر ہوئے تو انہوں نے خلیفہ رسول اللہ کی بجائے اس منصب کو امیر المؤمنین کا عنوان دیا۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امارت کی ذمہ داریوں، لوگوں کے حقوق، منصب کی طلب گاری، اس کی اہلیت، اس کی معاونت، اس کی ہیئت، اعمال حکومت اور ان کی تنخواہوں، ان کی امانت داری وغیرہ کے حوالے سے مختلف احادیث درج کی ہیں جن سے سرکاری انتظامیہ (ایڈمنسٹریشن) کا بنیادی ڈھانچہ سامنے آتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے خراج اور فے کے مسائل سے متعلق احادیث بھی اس حصے میں جمع کر دی ہیں۔ یہ دونوں سرکاری ایڈمنسٹریشن کے بنیادی اور اہم شعبے ہیں جو عموماً براہ راست ولی الامر کے تحت ہوتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۹) - كِتَابُ الْخَرَاجِ وَالْفَيْءِ وَالْإِمَارَةِ (التحفة ۱۴)

محصولات اراضی، غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ (التحفة ۱)

باب ۱: عوام اور رعیت کے حقوق جو حاکم پر واجب ہیں

۲۹۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! تم میں سے ہر شخص محافظ اور ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت (جو کوئی اور جو کچھ اس کی ذمہ داری میں ہے) کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پس امیر جو لوگوں کا محافظ ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھروالوں کا محافظ ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر محافظ ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اس سے اس مال کے متعلق پوچھا جائے گا۔ الغرض! تم سب کے سب راعی اور حاکم ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔“

۲۹۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا تَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ».



364

فوائد و مسائل: ① ہر فرد اپنے دائرہ اختیار میں اپنی حدود تک ان سب کا محافظ و ذمہ دار ہے لہذا کوئی بھی اپنے

۲۹۲۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾، ح: ۷۱۳۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب) ۱۸۲/۲، ۱۸۳، ح: ۲۱۲۱، ورواه مسلم، الإمارة، باب فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر... الخ، ح: ۱۸۲۹ من حديث عبدالله بن دينار به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة حکومت طلب کرنے سے متعلق احکام ومسائل

دینی و دنیاوی فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ یہی احساس ذمہ داری ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد ہے۔ ① بچوں کی تعلیم و تربیت میں ماں باپ دونوں شریک ہوتے ہیں، مگر ماں کی ذمہ داری ایک اعتبار سے زیادہ ہے کہ بچہ فطرتاً ہی اس کی طرف مائل ہوتے ہیں، اور زیادہ تر اسی کی رعیت اور نگرانی میں رہتے ہیں اس لیے شریعت نے اس کو بچوں پر راعی (نگران) بنایا ہے۔

(المعجم ۲) - باب مَا جَاءَ فِي طَلَبِ
الإِمَارَةِ (التحفة ۲)

باب ۲- حکومت طلب کرنے کا مسئلہ

۲۹۲۹- حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبدالرحمن بن سمرہ! حکومت کا سوال نہ کرنا، کیونکہ یہ اگر تمہیں مانگنے پر دی گئی تو تم اس سلسلے میں اپنے آپ کے سپرد کر دیے جاؤ گے“ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہ ہوگی) لیکن اگر بغیر مانگنے کے دی گئی تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی۔“

۲۹۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ
الْبَرْأَزِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ
وَمَنْصُورٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ
الإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِذَا أُعْطِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ
وُكِّلْتَ فِيهَا إِلَى نَفْسِكَ، وَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ
غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا».

🌞 فوائد ومسائل: ① انسان کا کوئی معاملہ ایسا نہیں جو اللہ عزوجل کی خاص رحمت اور مدد کے بغیر درست ہو سکے جبکہ حکومت تو بہت بڑی اور کشمکش ذمہ داری ہے۔ اس لیے مانگ کر حکومت لینا اللہ کی رحمت سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔ ② حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ﴿اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ﴾ (یوسف: ۵۵) ”مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے۔“ کسی منصب کے طلب کے لیے نہیں بلکہ ایک عمومی پیش کش پر نوعیت کی تعین کے لیے تھا کیونکہ انہوں نے یہ بات اس وقت کہی جب عزیز مصر نے ذمہ داری کی پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ ﴿إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ﴾ (یوسف: ۵۴) ”آپ آج سے ہمارے ہاں ذی مرتبہ اور امانت دار ہیں۔“ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ملک و قوم کے حالات دگرگوں ہوں اور کوئی باصلاحیت فرد نیک نیتی سے یہ سمجھتا ہو کہ وہ اس صورت حال سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے تو اس کو آنا چاہیے۔ ایسا شخص اگر ”امام عادل“ کے جیسے وصف سے موصوف ہو تو اس کے متعلق بشارتوں کا بھی اعلان ہے۔

۲۹۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب نذب من حلف يمينًا، فرأى غيرها خيراً منها ... الخ، ح: ۱۶۵۲
من حديث هشيم، والبخاري، الأحكام، باب: من سأل الإمارة وكل إليها، ح: ۷۱۴۷ من حديث يونس به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة نابینے شخص کو ذمہ دار یا عامل مقرر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۳۰- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دو آدمیوں کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس ان میں سے ایک نے (بات کرنے کے لیے) کلمات تشہد پڑھے اور پھر کہا: ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہم سے اپنے کام میں کوئی مدد لیں (یعنی عامل اور حاکم بنادیں) اور دوسرے نے بھی اپنے ساتھی کی سی بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یہ ذمہ داری طلب کرتا ہے وہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ خائن ہوتا ہے۔“ چنانچہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے معذرت چاہی اور کہا: مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کس مقصد سے آئے ہیں۔ اور پھر آپ نے اپنی وفات تک ان سے کسی کام میں مدد نہیں لی۔

۲۹۳۰- حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ بِشْرِ بْنِ قُرَّةَ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ رَجُلَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَشَهَّدَ أَحَدُهُمَا ثُمَّ قَالَ: جِئْنَا لِنَسْتَعِينَ بِنَا عَلَى عَمَلِكَ، فَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ قَوْلِ صَاحِبِهِ، فَقَالَ: «إِنَّ أَخَوْنَكُمْ عِنْدَنَا مِنْ طَلَبِهِ»، فَأَعْتَذَرَ أَبُو مُوسَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: لَمْ أَعْلَمْ لِمَا جَاءَ آلَهُ، فَلَمْ يَسْتَعِينَ بِهِمَا عَلَى شَيْءٍ حَتَّى مَاتَ.



🌞 فائدہ: یہ حدیث ضعیف منکر ہے۔ لیکن اس سے پہلی صحیح روایت اور دیگر صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حکومت منصب اور عہدہ طلب کرنا شرعاً محبوب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کل اکثر لوگ حکومتی مناصب چونکہ طلب کر کے اور ہر طرح کے جن کر کے لیتے ہیں تو توفیق ربانی ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي الضَّرِيرِ يُؤَلَّى (التحفة ۳)

۲۹۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ مَرَّتَيْنِ.

۲۹۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دوبارہ مدینے کا والی بنایا تھا۔

۲۹۳۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۵۹۳۱ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو مدلس وعنعن، ولم أجد نصريح سماعه عن أخيه سعيد، وانظر، ح: ۴۳۵۴.

۲۹۳۱- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۵۹۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹۲- کتاب الخراج والفیء والإمارة وزیر بنانے سے متعلق احکام ومسائل

🌞 فائدہ: اسلام کے سوا باقی معاشرے بہت عرصہ تک نابیناؤں اور دیگر خصوصی افراد کے ساتھ امتیازی برتاؤ کرتے رہے۔ ان کو اہم ذمہ داریوں پر فائز کرنے کا تو تصور تک نہیں تھا۔ اسلام نے نہ صرف ان کے حقوق باقی انسانوں کے برابر کیے بلکہ ان کو انتہائی ذمہ داریاں دینے کا بھی آغاز کیا۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی ایک اہم ترین ذمہ داری یعنی اذان دینا تو ہمہ وقت حاصل تھی حالانکہ وہ اذان کے صحیح وقت کے تعین کے لیے دوسروں کی مدد کے محتاج تھے۔ اذان صبح کے وقت لوگ انہیں بتاتے تھے کہ [أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ] ”آپ نے صبح کر دی ہے صبح کر دی ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دوبارہ دینے کا قائم مقام گورنر بھی بنایا۔ اس معاملے میں بھی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے یقیناً انہیں بروقت دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہوگی۔ اور دیکھا جائے تو ہر حاکم کو کسی نہ کسی صورت میں دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے کسی کو ایک صورت میں کسی کو دوسری صورت میں۔ نابینا آدمی اگر علم عمل تقویٰ اور انائی کے اعلیٰ معیار پر پورا اترتا ہو تو اسے حکومتی منصب دے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ ایسا آدمی فیصلے کرنے کا اہل نہیں ہو سکتا کہ وہ افراد کے پہچاننے اور شخصیات کی تعین وغیرہ کرنے سے قاصر ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کی حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اگر نابینا صحیح اور بروقت فیصلے کرنے اور دوسروں سے کام لینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے مناسب ذمہ داری دینے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اس قسم کے خصوصی افراد کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان سے ان کی اہلیت و صلاحیت کے مطابق کام لینا معاشرے کے لیے بہتر ہی ہے۔ مسلمان معاشروں میں ایسے افراد علم کی خدمت میں ہمیشہ ممتاز رہے البتہ غیر اسلامی معاشروں کے ساتھ اختلاط کے سبب ایسے افراد کے بارے میں نامناسب رویہ شروع ہوا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي اتِّخَاذِ الْوَزِيرِ
(التحفة ۴)

۲۹۳۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ الْمُرِّيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِالْأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صَدِيقٍ، إِنْ نَسِيَ ذَكَرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ

۲۹۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جب کسی امیر (حاکم) کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کوئی مخلص وزیر عنایت فرما دیتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد دلاتا ہے اور یاد ہونے پر اس کی مدد کرتا ہے اور اللہ جب اس کے ساتھ کوئی اور ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے کوئی برا وزیر بنا دیتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد نہیں دلاتا اور یاد آنے پر

۲۹۳۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۱۲/۱۰ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۵۱، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البزار (كشف الأستار): ۲/۲۳۴ وغيره.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة قوم کی نمائندگی سے متعلق احکام ومسائل
جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سَوْءٍ، إِنَّ نَسِيَّ لَمْ يَذْكُرْهُ وَإِنْ اس کی مدد نہیں کرتا۔“
ذَكَرَ لَمْ يُعِنَهُ“.

☀ فائدہ: اسلام نے امور مملکت کو چلانے کے لیے تدریجاً ایک ایسا نظام بنایا جو انتظام و انصرام کے حوالے سے ایک مثالی نمونہ تھا۔ بڑی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مناسب افراد کو جو صلاحیت اور اخلاص میں بہترین ہوں باقاعدہ شامل کر کے ہی انتظامی معاملات صحیح طور پر چلائے جاسکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے سرکاری مشینری کے لیے اخلاص اور خیر خواہی اور ذمہ داری کو بنیادی خصوصیت قرار دیا ہے۔ جبکہ غیر ذمہ داری، فرائض منصبی سے غفلت اور عدم خیر خواہی کو تباہی کا سبب بتایا ہے۔ اس لیے حاکم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لیے وزیر منتخب کرے مگر ایسے جو ایمان و عمل اور دیانت و تقویٰ میں معتبر ہوں، اور ان کے حاصل ہونے پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے اور برے مصاحبوں سے بچنا اور اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حکومتیں وہی کامیاب و کامران رہی ہیں جن میں وزیر و مشیر دانا و مینا اور امین تھے۔ اور جن حکومتوں میں وزیر و مشیر غبی اور خائن ہوئے وہ عبرت کا نشان بنیں۔

(المعجم ۵) - بَابُ: فِي الْعِرَافَةِ
(التحفة ۵)

☀ فائدہ: قوم قبیلے کی سطح کے سردار اور نمائندے کو عربی میں ”عریف“ کہا جاتا ہے۔ جو ان کے احوال سے باخبر ہوتا ہے اور لوگ بھی اسے حاکم اعلیٰ کے سامنے اپنا نمائندہ سمجھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے ذریعے سے برے بھلے کی خبر ملتی رہتی اور اس طرح نظم و انتظام کو سنبھالنا اور چلانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ یہ عرفاء لوگوں کی مرضی سے قبائلی رسم و رواج کے مطابق مقرر ہوتے تھے۔

۲۹۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: ۲۹۳۳- حضرت مقدم بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا، پھر فرمایا: ”اے قدیم!“ (قاف کی پیش اور دال پر زبر کے ساتھ) تو کامیاب ہوا اگر اس حال میں فوت ہوا کہ نہ امیر بنا، نہ اس کا سیکرٹری اور نہ عریف (اپنی قوم کا سردار)۔“

۲۹۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمُقْدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَرَبَ عَلَى مَنْكِبِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَفْلَحْتَ يَا قَدِيمُ! إِنْ مِتُّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيرًا وَلَا كَاتِبًا وَلَا عَرِيفًا».

۲۹۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۳۳/۴، والبيهقي ۳۶۱/۶ من حديث صالح بن يحيى به، وهو لين (تقریب) * وحديث: "فلا يكونن عريفًا ولا شرطيًا ولا جانيًا ولا خازنًا، حسن، رواه أبو يعلى، ح: ۱۱۱۵، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۵۸.

۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة ————— قوم کی نمائندگی سے متعلق احکام و مسائل

ملاحظہ: اس باب کی دونوں حدیثیں سنداً ضعیف ہیں، لیکن اس حدیث سے اور اس سے اگلی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عریف یا گاؤں کے چودھری، ملک اور وڈیرے کا دستور قدیم سے موجود تھا۔ اور یہ لوگ ماضی کی روایات کے تحت معاشرے کی ایک اہم ضرورت پوری کرتے تھے لیکن بہت سی ناروا باتیں، نمائندگی میں عدم توازن، لوگوں کے بعض حقوق سے اغماض جیسی غلطیاں بھی ان سے سرزد ہوتی تھیں۔ اس قدیم طریق کے مطابق چل کر ذمہ داریاں نبھانا اسلام کے تصور عدل کے مطابق تو نہ تھا لیکن جب تک ایمان دار تربیت یافتہ عملہ حاصل نہ ہو جاتا اور ان کو ہر جگہ متعین نہ کر دیا جاتا، انہیں لوگوں سے کام لینا ناگزیر تھا۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء نے مختلف آبادیوں کی نمائندگی اور انتظام و انصرام کے لیے متعدد طریق اختیار فرمائے۔ بعض اوقات قبائل میں سے مسلمان ہونے والے لوگوں کی دینی تربیت کر کے یہ ذمہ داریاں ان کے سپرد کر دیں۔ بعض اوقات سابقہ عربیوں ہی کو نئی ہدایات کے ساتھ اپنے منصب پر برقرار رکھا، بعض اوقات اپنی تربیت یافتہ ٹیم سے لوگ بھیج دیے۔ بعض اوقات تربیت دینے والے بھیجے جو مقامی افراد کو تیار کر کے وہاں کے معاملات ان کے سپرد کر کے واپس آ جاتے۔ یہ تمام طریقے صحیح احادیث میں مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں حکومتی مناصب کی ذمہ داریاں دنیا اور آخرت کے حوالے سے بڑی سخت ہیں، لیکن اگر ایمان و دیانت سے یہ فرائض نبھائے جائیں تو اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔

۲۹۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُمْ كَانُوا عَلَى مَنَهْلٍ مِنَ الْمَنَاهِلِ، فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الْإِسْلَامُ جَعَلَ صَاحِبُ الْمَاءِ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسَلِّمُوا، فَاسْلَمُوا وَقَسَمَ الْإِبِلَ بَيْنَهُمْ، وَبَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ، فَأَرْسَلَ ابْنَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ: ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ قُلْ لَهُ: إِنَّ أَبِي يُفَرِّئُكَ السَّلَامَ وَإِنَّهُ جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسَلِّمُوا

۲۹۳۳- غالب قطان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے لوگ ایک چشمے پر مقیم تھے۔ جب ان کو اسلام کی دعوت پہنچی تو پانی کے اس منتظم نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم لوگ اسلام لے آؤ تو میں تمہیں ایک سو اونٹ دوں گا چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر اس نے ان میں اونٹ تقسیم کر دیے۔ پھر اسے خیال آیا کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے۔ تو اس نے اپنے بیٹے کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور اسے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس جائے اور انہیں کہے کہ میرا والد آپ کو

۲۹۳۴- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۶۶/۵، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۳۷۳، من حديث غالب القطان به مختصراً، وفيه غير واحد من المجهولين، انظر، ح: ۵۲۳۱، ورواه البيهقي: ۳۶۱/۶ من حديث أبي داود به .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

فَاسْلَمُوا وَقَسَمَ الْإِبِلَ بَيْنَهُمْ وَبَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفْهَوْ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَإِنْ قَالَ لَكَ: نَعَمْ أَوْ لَا، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ. فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، فَقَالَ: «وَعَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ»، فَقَالَ: إِنَّ أَبِي جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا فَاسْلَمُوا وَحَسَنَ إِسْلَامُهُمْ ثُمَّ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفْهَوْ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَقَالَ: «إِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُسْلِمَهَا لَهُمْ فَلْيُسْلِمَهَا، وَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مِنْهُمْ، فَإِنْ أَسْلَمُوا فَلَهُمْ إِسْلَامُهُمْ، وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا فَوْتَلُوا عَلَى الْإِسْلَامِ». وَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ. فَقَالَ: «إِنَّ الْعِرَافَةَ حَقٌّ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنَ الْعُرَفَاءِ وَلَكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِي النَّارِ».



قوم کی نمائندگی سے متعلق احکام و مسائل

سلام کہتا ہے اور بتانا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو وہ انہیں ایک سوانٹ دے گا چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے تو اس نے وہ اونٹ ان میں بانٹ دیے۔ اور اب اسے خیال آیا ہے کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے تو کیا میرا والد ان اونٹوں کا زیادہ حقدار ہے یا وہ لوگ؟ تو اگر آپ ﷺ ہاں کہیں یا نہیں تو انہیں عرض کرنا کہ میرا والد بہت بوڑھا ہے اور وہ اپنی قوم کے پانی کا عریف (ان کا سردار) ہے۔ تو آپ ﷺ اس کے بعد یہ منصب میرے لیے مقرر فرمادیں۔ چنانچہ اس کا بیٹا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہا: میرے والد آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: [وَعَلَيْكَ وَعَلَى آيِكَ السَّلَامُ] ”اور تم پر اور تمہارے والد پر سلام ہو۔“ پھر اس نے کہا: میرے والد نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو وہ انہیں سوانٹ دیں گے چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور بڑے اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ (جس پر انہیں اونٹ دے دیے گئے) پھر اس کا (والد کا) خیال ہوا ہے کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے۔ کیا وہ (میرا والد) ان کا زیادہ حق دار ہے یا وہ لوگ؟ آپ نے فرمایا: ”اگر وہ انہی کو دے دینا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر واپس لینا چاہتا ہے تو وہ ان اونٹوں کا ان کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ پس اگر وہ اسلام لائے ہیں تو اس کا فائدہ خود انہی کو ہے اور اگر اسلام قبول نہیں کریں گے تو ان سے اسلام کے لیے قتال کیا جائے گا۔“ لڑکے نے پھر کہا: میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور وہ پانی کا منتظم ہے (اپنی قوم کا سردار ہے) اس کی

(یعنی میرے والد کی) درخواست یہ ہے کہ یہ منصب (عریف) اس کے بعد آپ ﷺ میرے لیے مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ”عریف ہونا (قوم کا سردار بننا) حق ہے اور لوگوں کو عرفاء سے کوئی چارہ بھی نہیں، لیکن یہ عرفاء (سردار) لوگ جہنم میں جانے والے ہیں۔“

فائدہ: یہ روایت سندا ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث کی رُو سے ثابت ہے کہ پدر یا عطیہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے، البتہ باپ کو اپنی اولاد سے عطیہ واپس لے لینے کا حق حاصل ہے، لیکن اولاد کو اپنے والدین سے واپس لینے کا حق حاصل نہیں۔ (سنن أبی داود، البیوع، الرجوع فی الهبة، حدیث: ۳۵۹۸-۳۵۹۹)

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي اتِّخَاذِ
الْكَاتِبِ (التحفة ۶)

باب: ۶- کاتب (یکرٹری) رکھنے کا بیان

۲۹۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوَّاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: السَّجِّلُ كِتَابٌ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ.

☀️ **ملاحظہ:** یہ روایت سنداً اضعیف ہے۔ تاہم جن کے ذمے اہم ذمہ داریاں ہوں انہیں اپنے تعاون کے لیے مختلف افراد کو متعین کر لینا مناسب ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۹۳۲) یہی وہ بنیاد ہے جس پر پوری انتظامی سروس قائم کی گئی۔

(المعجم ۷) - **بَابُ: فِي السَّعَايَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ** (التحفة ۷)

باب: ۷- صدقات وصول کرنے والے کا ثواب

۲۹۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْأَسْبَاطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ

٢٩٣٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٣٣٥ عن قتيبة به * يزيد بن كعب مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث طريق آخر ضعيف عند الخطيب في تاريخه: ١٧٥/٨.

٢٩٣٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ما جاء في العامل على الصدقة بالحق: ٦٤٥، وابن ماجه، ح: ١٨٠٩ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ١٤٣/٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٤، والحاكم على شرط مسلم: ٤٠٦/١، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة صدقات وصول کرنے والے سے متعلق احکام و مسائل

سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجَعَ إِلَى بَيْتِهِ».

فرماتے تھے: ”حق کے ساتھ صدقات جمع کرنے والا ایسے ہے جیسے کہ مجاہد فی سبیل اللہ حتی کہ وہ گھر لوٹ آئے۔“

☀ فائدہ: جہاں صدقات و زکوٰۃ ادا کرنے کی فضیلت اور اجر ہے وہاں انہیں مسلمانوں سے اکٹھا کر کے امانت اور دیانت سے بیت المال میں جمع کرانے والا بھی صاحب فضیلت ہے۔ جلیل القدر صحابہ کرام اور دیگر صالحین امت یہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور اگر کوئی عامل واجب شرعی سے مزید طلب کرے تو حرام ہے۔ ہمارے موجودہ احوال میں جب سے حکومت نے اس مد سے دستبرداری اختیار کی ہے تو مسلمان اپنے طور پر یہ فریضہ ادا کرتے ہیں اور اسلامی علوم کی اشاعت کرنے والے ادارے اسی مد سے اپنا خرچ پورا کرتے ہیں اس طرح یہ رقومات حاصل کرنا اور جمع کرنا بھی ایک اہم ذمہ داری ہے جب کہ بعض نادان مسلمان ایسے افراد کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو یکسر غلط اور داعیان حق کی حوصلہ شکنی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرعی ذمہ داری سے یہ کام کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں باعث اجر ہے۔ ان شاء اللہ۔ البتہ جو لوگ اس میں خیانت کر کے غلول (بددیانتی) جیسے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ قابل نفیرین ہیں۔ اور آج کے دور میں ان کی کثرت ہے۔ یہ صحیح لوگوں کے لیے بھی باعث بدنامی ہیں۔

۲۹۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ».

۲۹۳۷- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چنگی اور بھتہ لینے والا جنت میں نہیں جائے گا۔“

☀ ملحوظ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ شرعی اور حکومتی ضابطہ کے بغیر کسی قسم کا بھتہ لینا حرام، ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔

۲۹۳۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۴۳/۴ عن محمد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۳۳، وابن الجارود، ح: ۳۳۹، والحاكم على شرط مسلم: ۴۰۴/۱، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق بن يسار عن.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة ————— خلیفے کا جانشین مقرر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَطَّانُ عَنْ ابْنِ مَعْرَاءَ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: الَّذِي يَغْشُرُ النَّاسَ يَعْنِي صَاحِبَ الْمَكْسِ.

۲۹۳۸- جناب ابن اسحق نے ”صاحب مکس“ کی وضاحت میں کہا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو (اس کی راہ میں آنے جانے والے تاجروں اور دوسرے لوگوں سے ان کے مال کا) دسواں حصہ لیتا ہو۔

🌟 فائدہ: اس بحث کی شرح خواہ کچھ ہی ہو نا جائز ہے۔ اس میں آج کل کی حکومتوں کے عائد کردہ ناجائز ٹیکس بھی آ جاتے ہیں؛ جو وصول کرنے کے بعد حکمرانوں کے اللوں تللوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ حکومتیں اپنے ناجائز اخراجات کم نہیں کرتیں؛ لیکن عوام پر آئے دن اس قسم کے ٹیکس عائد کرتی رہتی ہیں۔ یہ ٹیکس ہے کہ آج کل ٹیکسوں کے بغیر حکومت اور ملک کا چلنا ناممکن ہے؛ اسی لیے حکومتوں کے لیے ٹیکسوں کا جواز رکھا گیا ہے۔ لیکن اس جواز کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے ناجائز اخراجات کو تو ختم نہ کریں اور عوام پر اندھا دھند ٹیکس عائد کرتی چلی جائیں۔ ٹیکسوں کا یہ انداز اور طریقہ صریحاً ظلم ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي الْخَلِيفَةِ
يُسْتَخْلَفُ (التحفة ۸)

باب: ۸- خلیفہ اپنے جانشین کا نام دے

۲۹۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ سُبْيَانَ وَسَلَمَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: إِنِّي إِنْ لَا أَسْتَخْلِفُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسْتَخْلَفُ، وَإِنْ أَسْتَخْلِفُ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَدْ اسْتَخْلَفَ، قَالَ: فَوَ اللَّهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ذَكَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَا يَعْدُلُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدًا وَإِنَّهُ غَيْرُ مُسْتَخْلَفٍ.

۲۹۳۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جب وہ زخمی کیے گئے تو انہیں اپنا جانشین بنانا جانے کے متعلق کہا گیا تو انہوں نے) کہا: اگر میں (اپنا) جانشین نہ بناؤں تو (صحیح ہے) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جانشین نہیں بنایا تھا اور اگر بنا جاؤں تو بھی (درست ہے) کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جانشین بنا گئے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا نام لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھیں گے اور وہ کسی کو خلیفہ مقرر کرنے والے نہیں۔

🌟 فائدہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے برابر اور ہم پلہ بنو آدم میں سے کوئی نہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر چھ

۲۹۳۸- تخريج: [إسناده حسن] انفرادہ ابو داود.

۲۹۳۹- تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب الاستخلاف وتركه، ح: ۱۸۲۳ من حديث عبد الرزاق به.

۱۹۔ کتاب الخراج والقبیۃ والإمارة خلیفہ کا جانشین مقرر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متعین فرمادیے کہ انہی میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا جائے۔ اور وہ تھے: عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد ازاں مزید وضاحت بھی فرمائی کہ انہوں نے اپنے بعد کسی کا نام کیوں تجویز نہیں کیا؟ جب لوگوں نے آپ سے کہا کہ اپنے جانشین کا نام تجویز کریں تو آپ نے جواب دیا: میں اس کام کے لیے ان لوگوں سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ جب رخصت ہوئے تو ان سے راضی تھے۔ پھر امارت کا فیصلہ کرنے کے لیے ان حضرات کے نام گوائے: حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ اور یہ بھی کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ ہوں گے، لیکن وہ امارت کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتے۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب قصة البيعة، حدیث: ۳۷۰۰) اس موقع پر ایک شخص نے کہا: آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو اپنا جانشین نامزد کرادیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم اس بات پر تیرا مقصود اللہ کی رضا نہیں۔“ ایک اور صحیح روایت کے مطابق آپ نے اس کو جواب دیا: ”اللہ تجھے ہلاک کرے“ تو نے اللہ کی رضا کے لیے ایسا نہیں کہا، کیا میں ایسے آدمی کو خلیفہ بنادوں جو صحیح طریق سے بیوی کو طلاق بھی نہیں دے سکتا؟“

آپ کو اندازہ تھا کہ شوریٰ حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہم کو نامزد کرے گی اس لیے آپ نے دونوں کو بلا کر نصیحت کی۔ پھر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا: ”آپ تین دن لوگوں کو نماز پڑھائیں اور یہ لوگ ایک گھر میں اپنا اجتماع کریں۔ جب سب ایک شخص پر اتفاق کر لیں تو جو کوئی مخالفت کرے اسے قتل کر دیں۔“ یہ بات سن کر یہ حضرات باہر آئے تو آپ نے فرمایا: اگر یہ لوگ اجماع (حضرت علی مراد ہیں) کو ولی الامر بنادیں تو وہ انہیں لے کر جادہ مستقیم پر گامزن رہیں گے۔ بیٹے نے کہا: آپ ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو نامزد کیوں نہیں کر دیتے۔ (کیونکہ جس طرح اوپر بیان ہوا کہ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تفویض کرنے کی پیش کش کر چکے تھے۔) فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں زندگی میں بھی یہ بوجھ اٹھاؤں اور مرنے کے بعد بھی۔ (فتح الباری، کتاب فضائل

الصحابة، باب قصة البيعة ۸۷/۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ یہ لوگ (جن پر مشتمل کمیشن آپ نے بنایا تھا) آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”میں نے لوگوں کے معاملے کا مشاہدہ کیا ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہو سکتا ہے تو تم لوگوں ہی میں ہوگا، یہ معاملہ اب تمہارے سپرد ہے۔ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے موشیوں کے پاس (مدینہ سے) باہر تھے۔) اس کے بعد فرمایا: جب تمہاری قوم تین اشخاص حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے سوا کسی کو امیر نہیں بنائے گی تو جو تم میں سے امیر بنے وہ اپنے اقرباء کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرے، اٹھو اور مشورہ کرو۔“ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ابھی تو گفت کرو اگر میرا وقت آجائے تو تین دن تک حضرت صہیب رضی اللہ عنہ امامت کروائیں۔ اور تم میں سے جو کوئی بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر امارت پر مسلط ہو اس کی گردن اڑادو۔“ (فتح الباری، حوالہ سابقہ) اس تمام واقع سے جو نتائج سامنے



آتے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:

- ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر عمل کیا اور اپنی طرف سے تجویز دینے یا لوگوں کی طرف سے تجویز دینے یا لوگوں کی طرف سے تلقین کردہ جانشین کے تعین کا حق استعمال کرنے کی بجائے مکمل طور پر آزاد شوریٰ کے ذریعے سے امیر کے تعین کا راستہ دکھایا۔
- ② آپ نے شوریٰ کے لیے جو کمیشن تجویز کیا وہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جن کا کردار ایسا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے۔

③ یہ لوگ ایسے تھے کہ ان کے متفقہ فیصلے پر پوری امت کا اتفاق تھا اور ان کے اختلاف سے امت میں تفرقہ پڑ سکتا تھا۔ یعنی یہی پوری امت کے معتمد ترین نمائندے تھے۔

④ آپ نے اپنے بیٹے کو خلافت دیے جانے کے امکان کو بھی ختم کر دیا۔

⑤ آپ کو جس نے یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے بیٹے کو جانشین بنادیں آپ اس پر سخت ناراض ہوئے، اسے اللہ کے غضب سے ہلاک ہونے کی بددعا دی اور اس بات کو اللہ کی ناراضی کا سبب گردانا۔

⑥ آپ کو لوگوں کے انتخاب کا صحیح اندازہ تھا۔ اس لیے آپ نے حضرات عثمان، علی اور بعد از ان عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امارت پر فائز ہو جانے کے بعد معاملات چلانے کے معاملے میں ضروری نصیحت فرمائی اور وہ یہ تھی کہ جس طرح میں نے بیٹے کو خلافت سے دور رکھا ہے اسی طرح امور خلافت چلانے میں بھی اقرباء کو شامل نہ کیا جائے۔

⑦ آپ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ امت میں اختلاف کا ایک اہم سبب قیادت کے درمیان اختلاف ہوتا ہے۔ گویا آپ نے ان زعماء کو بھی اتفاق و اختلاف کا ذمہ دار قرار دیا۔

⑧ آپ نے وسیع تر دائرے تک مشاورت کی غرض سے اس کمیشن کو کافی وقت دیا اور یہ کہا کہ جاؤ اور فوراً مشاورت کرو اس کمیشن کو واضح طور پر امیر کے تعین کا طریق کار یاد کرادیا۔

⑨ یہ بھی واضح ہدایت دی کہ معتمد نمائندے فیصلہ کر لیں تو انتشار پھیلانے والا باغی متصور ہوگا اور اس کی سزا موت ہوگی۔

⑩ یہ بھی واضح کر دیا کہ لوگوں کی مشاورت کے بغیر حکومت پر قبضہ کرنے والا بھی باغی ہوتا ہے اور اس کی سزا بھی موت ہے۔

(المعجم ۹) - باب مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ

باب: ۹- بیعت کے احکام و مسائل

(التحفة ۹)

۲۹۴۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: ۲۹۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۹۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبائع الإمام الناس؟ ح: ۷۲۰۲، ومسلم، الإمارة، باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع، ح: ۱۸۶۷ من حديث عبدالله بن دينار به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة بیعت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نُبَايِعُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَيُلَفَّتَا: «فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ». (گے) اور آپ ہمیں تلقین فرماتے: ”اُن میں جن میں تم طاعت رکھو۔“

🌞 فائدہ: اسلام اور جہادی بیعت کے بعد شوری کے ذریعے سے منتخب حکمران کی بیعت ”بیعت حکومت“ کہلاتی ہیں۔ اس بیعت سے دو مقاصد حاصل ہوتے تھے: ① یہ بیعت اس بات کی علامت تھی کہ لوگوں نے تجویز ہونے والے نام کو قبول کر لیا ہے۔ اس بیعت کے بعد خلافت کا انعقاد ہو جاتا تھا۔ ② تمام مسلمان شوری کے ذریعے سے منتخب حکمران کے ساتھ تعاون کریں گے۔ یہ ایک طرح کا عمرانی معاہدہ ہے۔ خلفائے راشدین نے ان الفاظ کا اضافہ کر لیا کہ سماع و طاعت ان کاموں میں ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور سابقہ خلفائے راشدین کے اقامات کے مطابق ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے الفاظ میں ”انسانی استطاعت کے مطابق“ کے الفاظ شامل کرنے کی تلقین اس لیے فرمائی کہ بیعت کرنے والے خود کو ایسی صورت حال میں نہ پائیں جس کی انسان استطاعت ہی نہیں رکھتا۔



۲۹۴۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت لینے کے بارے میں کہا: نبی ﷺ نے کبھی کسی اجنبی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا البتہ عہد لیا کرتے تھے اور جب وہ عہد کرتی تو آپ اسے فرماتے: ”جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ بَيْعَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ النِّسَاءَ قَالَتْ: مَا مَسَّ النَّبِيَّ ﷺ يَدَهُ امْرَأَةً قَطُّ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا، فَإِذَا أَخَذَ عَلَيْهَا فَأَعْطَتْهُ قَالَ: «أَذْهَبِي فَقَدْ بَايَعْتِكِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ افراد امت کے لیے بمنزلہ باپ ہوتے ہوئے بیعت جیسے اہم شرعی معاملے میں اجنبی عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے دوسروں کو اور زیادہ احتیاط اور پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے ہی عورتوں پر بھی واجب ہے کہ وہ اجانب (غیر محرم مردوں) سے مصافحہ اور اختلاط سے بچیں۔ ② شرعی آداب کو ملحوظ رکھ کر، اجنبی عورتوں سے حسب ضرورت جائز معاملات کے بارے میں بات چیت کر لینی جائز ہے۔

۲۹۴۱- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب كيفية بيععة النساء، ح: ۱۸۶۶ من حديث ابن وهب، والبخاري، الأحكام، باب بيععة النساء، ح: ۷۲۱۴ من حديث ابن شهاب الزهري به.

۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة - عمل حکومت کی تنخواہوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ ابْنُ مَعْبُدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: وَكَانَ قَدْ أَذْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بَايِعُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هُوَ صَغِيرٌ»، فَمَسَحَ رَأْسَهُ.

۲۹۴۳- حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ انہیں نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس سے بیعت فرمائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چھوٹا ہے۔“ اور آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا۔

فائدہ: بیعت کوئی رکی اور تبرکاتی عمل نہیں بلکہ فریقین کے درمیان ایک باقاعدہ معاہدہ ہوتا ہے اس لیے انسان کو سوچ سمجھ کر بیعت کرنی چاہیے۔ وہ بیعت جہاد کی ہو یا ہجرت کی یا اعمال صالحہ پر پابندی کی۔ تاہم تیسری قسم کی بیعت (اعمال صالحہ کی پابندی کی بیعت) کا رواج سلف (صحابہ و تابعین) کے عہد میں نہیں تھا۔ اس کا سلسلہ خیر القرون کے بعد قائم ہوا۔

(المعجم ۹، ۱۰) - بَابُ فِي أَرْزَاقِ الْعُمَّالِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰، ۹- عمال حکومت کی تنخواہوں کا بیان

۲۹۴۳- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ أَبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اسْتَعْمَلَنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ».

۲۹۴۳- حضرت زید بن احزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے ہم کسی کام پر متعین کریں اور اسے اس پر تنخواہ بھی دیں تو جو وہ اس سے مزید لے گا وہ خیانت ہوگی۔“

فائدہ: حکومتی اور دیگر پرائیویٹ اداروں میں ملازم لوگوں کے لیے اس حدیث میں انتہائی تنبیہ ہے کہ تنخواہ اور

۲۹۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة الصغير، ح: ۷۲۱۰ من حديث عبد الله بن يزيد المقرئ به وزاد: "ودعاه".

۲۹۴۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۳۶۹ عن زيد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۴۰۶/۱، ووافقه الذهبي.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

عمال حکومت کی تنخواہوں سے متعلق احکام و مسائل

معروف تعاون جو ادارہ اپنے کارکنان کے ساتھ کرتا ہو اس کے علاوہ غلط انداز سے مزید مال یا فائدہ حاصل کرنا بہت بڑی اور بری خیانت ہے۔ خواہ عوام انہیں دیں (اس منصبی ذمہ داری کے عوض میں) یا وہ عوام سے مطالبہ کریں یا حیلے بہانے سے یا چوری چھپے اپنی تحویل میں دیے گئے فنڈز سے سسینے کی کوشش کریں۔

۲۹۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْاطِبَايُ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَعْتُ أَمَرَ لِي بِعَمَالَةٍ فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ، قَالَ: خُذْ مَا أُعْطِيتْ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَمَلَنِي.

۲۹۴۳- حضرت ابن ساعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عمر رحمہ اللہ نے مجھے صدقات کا عامل (تحصیل دار مال) بنایا، جب میں فارغ ہو کر آیا تو آپ نے میرے لیے حق الخدمت ادا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا: یہ کام میں نے اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے آپ نے فرمایا: جو ملتا ہے لے لو میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ کام کیا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا بدل عنایت فرمایا تھا۔

فوائد و مسائل: ① واجب ہے کہ جس کسی سے کوئی کام لیا جائے تو اس کا حق الخدمت بھی ادا کیا جائے۔ اس طرح کام کرنے والے پر فی الواقع ایک ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے اور تفصیری صورت میں جواب طلبی کا حق بھی موجود رہتا ہے۔ ورنہ غفلت کر جانے کا پہلو غالب رہے گا۔ ② راوی حدیث کو "ابن السعدی" بھی کہا گیا ہے اور اس کا اصل نام عبد اللہ یا عمرو یا قدامہ روایت ہوا ہے۔

۲۹۴۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَاوِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ [عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ] جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيُكْتَسَبْ زَوْجَةً فَإِنْ لَمْ

۲۹۴۵- حضرت مستورد بن شداد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: "جو ہمارا عامل ہو وہ بیوی حاصل کر لے اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو خادم لے لے اور اگر اس کے پاس رہائش نہ ہو تو وہ رہائش حاصل کر لے۔" مستورد رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۲۹۴۴- تخريج: أخرجه مسلم، الزکوة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ۱۰۴۵ من حديث لَيْث بن سعد به، وتقدم، ح: ۱۶۴۷.

۲۹۴۵- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۵۵/۶ من حديث أَبِي داود به، ورواه أحمد: ۲۲۹/۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۷۰، والحاكم على شرط البخاري: ۴۰۶/۱، ووافقه الذهبي، وقالوا: عبد الرحمن بن جبیر، بدل جبیر بن نفیر، وهو أشبه بالصواب.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱- کتاب الخراج والفیء والإمارة عمال کے لوگوں سے ہدیے وصول کرنے سے متعلق احکام و مسائل

يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا. قال: قال أبو بكر: أُخْبِرْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: مَنْ اتَّخَذَ غَيْرَ ذَلِكَ فَهُوَ غَالٌ أَوْ سَارِقٌ.

فائدہ: نکاح کرنا خادم اور رہائش (گھر یا اخراجات سمیت) حاصل کرنا عمال حکومت کے لازمی بنیادی حقوق میں سے ہیں۔ آج کل ملازمین کا بری طرح استحصال کیا جاتا ہے اور مجبوری کے عالم میں ان کو اتنا کم معاوضہ قبول کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی مذکورہ بالا بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ یہ سراسر ظلم اور نا انصافی ہے جس کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ہے، بالخصوص جب کہ افسران بالا اور حکمران طبقہ اپنے لیے قومی خزانے سے اتنی سہولتیں اور مراعات حاصل کر لیں کہ اللہ کی پناہ۔

(المعجم ۱۰، ۱۱) - بَابُ: فِي هَذَا بَابُ: عمال کا لوگوں سے ہدیے وصول کرنا
الْعَمَالِ (التحفة ۱۱)

379

۲۹۴۶- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَ ابْنُ أَبِي خَلْفٍ لَفْظُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللَّثْبَةِ - قال ابن السرح: ابن الأَثْبَةِ - عَلَى الصَّدَقَةِ فَجَاءَ فَقَالَ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِي لِي، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعُهُ فَيَجِيءُ يَقُولُ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِي لِي، أَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أُمِّهِ أَوْ أَبِيهِ فَيَنْظُرُ أَهْدَى لَهُ أَمْ لَا، لَا يَأْتِي أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ

۲۹۴۶- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ازد قبیلے کے ایک شخص کو صدقات پر عامل بنایا جس کا نام ابن اللثبہ تھا..... ابن سرح نے اس کا نام ابن الاثبہ ذکر کیا ہے..... جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنائیں کی اور فرمایا: ”عامل کو کیا ہوا ہے کہ ہم اسے بھیجتے ہیں پھر وہ آکر کہتا ہے: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنی ماں یا باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں؟ تم میں سے جو کوئی بھی اس قسم کی چیز لے گا وہ اسے قیامت کے دن لے کر حاضر ہوگا“ اگر وہ اونٹ ہوا تو بلبلاتا آئے گا“ اگر گائے ہوئی تو

۲۹۴۶- تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب هدايا العمال، ح: ۷۱۷۴، ومسلم، الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ح: ۱۸۳۲ من حديث سفیان بن عیینة به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة صدقات میں خیانت سے متعلق احکام و مسائل

إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا فَلَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقْرَةٌ فَلَهَا خُورٌ أَوْ شَاةٌ تَبْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُمْرَةَ إِبْطِئِهِ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ».

ڈکارتی ہوئی آئے گی یا بکری ہوئی تو مہیا کی ہوئی آئے گی۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بگلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! میں نے یقیناً پہنچا دیا۔ اے اللہ! میں نے یقیناً پہنچا دیا۔“

فائدہ: حکومت کا منصب دار ہوتے ہوئے متعین حق سے زیادہ لینا خواہ لوگ اپنی مرضی ہی سے کیوں نہ دیں اور اسے ہدیہ بتائیں تو وہ بیت المال کا حق ہے اور قومی امانت ہے اسے اپنے ذاتی تصرف میں لانا ناجائز ہے۔

(المعجم ۱۱، ۱۲) - بَابُ: فِي غُلُولِ الصَّدَقَةِ (التحفة ۱۲)

باب: ۱۲۱۱- صدقات میں خیانت کرنا

۲۹۴۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ سَاعِيًا ثُمَّ قَالَ: «انْطَلِقْ أَبَا مَسْعُودٍ لَا أُلْفَيْتَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجِيءُ وَعَلَى ظَهْرِكَ بَعِيرٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَلْتَهُ». قَالَ: إِذَا لَا أَنْطَلِقُ قَالَ: «إِذَا لَا أَكْرِهَكَ».

۲۹۴۷- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے بطور عامل بھیجا اور فرمایا: ”اے ابو مسعود! جاؤ اور خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن میں تمہیں پاؤں کے تم آؤ اور تمہاری پیٹھ پر صدقے کا کوئی اونٹ بلبلا رہا ہو آئے جسے تم نے خیانت سے لیا ہو۔“ کہتے ہیں کہ (میں نے عرض کیا: اگر معاملہ اتنا سخت ہے) تب میں نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا: ”تو میں بھی تجھے مجبور نہیں کرتا۔“

فائدہ: ہر مسلمان کو اپنی عاقبت پیش نظر رکھنی چاہیے اور حاکم کو بھی لازم ہے کہ اپنے اعمال کو تنبیہ کرتا رہے کہ امانت میں خیانت سے باز رہیں۔ اگر عاقبت کی جوابدہی کے ڈر سے کوئی انسان حکومت کی طرف سے مجوزہ ذمہ داری قبول نہیں کرنا چاہتا تو اسے مجبور نہیں کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ۱۲، ۱۳) - بَابُ: فِي مَا يَلْزُمُ الْإِمَامَ مِنْ أَمْرِ الرَّعِيَّةِ وَالْحَبَجَةِ عَنْهُمْ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳۱۲- رعیت کے تعلق سے حاکم کے فرائض کا بیان اور یہ کہ وہ عوام کو ملنے سے گریز نہ کرے

۲۹۴۷- تخریج: [إسناده صحيح] وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۸۳۱.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

۲۹۴۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيَّمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا مَرْيَمَ الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ: مَا أَنْعَمْتَ بِكَ أَبَا فَلَانٍ - وَهِيَ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ - فَقُلْتُ: حَدِيثًا سَمِعْتُهُ أَخْبَرَك بِهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتْهُمْ وَفَقَّرَهُمْ اخْتَجَبَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتْهُ وَفَقَّرَهُ، قَالَ: فَجَعَلَ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ.

حاکم کے فرائض سے متعلق احکام ومسائل

۲۹۴۸- جناب ابو مریم ازدی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملے گیا (جب کہ وہ شام میں حکمران تھے) تو انہوں نے کہا: اے ابو قلص! کیا خوب آئے ہو (یعنی ہمیں تمہارے آنے سے خوشی ہوئی ہے) اور یہ جملہ [مَا أَنْعَمْتَ بِكَ] عرب لوگ بطور استقبال و خوش آمدید بولا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ایک حدیث ہے جو میں آپ کو بتانے آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی اور ذمہ دار بنادیا ہو پھر وہ ان کی ضروریات، حاجت مندی اور فقری میں ان سے ملنے سے گریز کرے (حجاب میں رہے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے حجاب فرمالے گا“ جب کہ وہ ضرورت مند ہوگا، محتاج ہوگا اور فقیر ہوگا۔“ چنانچہ انہوں نے ایک آدمی مقرر کر دیا جو لوگوں کی ضروریات اور حاجات ان تک پہنچاتا تھا۔



☀ فائدہ: غیر شرعی اور غیر اسلامی سیاست میں یہ ہوتا ہے کہ حاکم اور رعیت میں فاصلہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان کا وہم ہے کہ عوام سے بہت زیادہ میل جول ہیبت اور رعب و اب کو کم کر دیتا ہے جبکہ اسلامی سیاست اس کے برخلاف ہے۔ حاکم ان کا راعی اور خدمت گار ہے اس کا عوام سے ملنے سے گریز کرنا اور ان کی ضروریات پوری نہ کرنا دنیا اور آخرت کا نقصان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کی سخت سرزنش کرتے اگر یہ معلوم ہوتا کہ عام لوگ بلا روک ٹوک ان سے نہیں مل سکتے۔

۲۹۴۹- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: ۲۹۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَے فرمایا: ”میں تمہیں جو چیز بھی دیتا

۲۹۴۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في إمام الرعية، ح: ۱۳۳۳ من حديث يحيى بن حمزة به، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم: ۹۴، ۹۳/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۱۳۳۲، وأحمد: ۲۳۸/۵، وغيرهما.

۲۹۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۱۴/۲ عن عبد الرزاق به، وهو في صحيفة همام بن منبه، ح: ۴۳.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

حاکم کے فرائض سے متعلق احکام و مسائل

هَمَّامُ بْنُ مُنْبِيٍّ قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَوْتَيْكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا أَمْتَعَكُمُوهُ إِلَّا أَنْتُمْ خَازِنُونَ أَصْعُ حَيْثُ أُمِرْتُمْ».

ہوں یا نہیں دیتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک خزانچی کی طرح ہوں چیزوں کو وہیں رکھتا ہوں جہاں مجھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

☀ فائدہ: نبی ﷺ پوری امت اسلامیہ بلکہ بنی نوع انسان کے سید اور سردار ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے ”خزانچی“ باور کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ریاست کے وسائل حکمرانوں کی ملکیت نہیں ہوتے۔ ان کے خرچ کرنے میں وہ خود مختار نہیں ہوتے بلکہ تمام شرکاء یعنی تمام باشندوں کا ان میں حق ہوتا ہے اور سب کو اس کے مطابق ان سے مستفید ہونے کا برابر موقع ملنا چاہیے بلکہ جو نادر اور محتاج ہوں ان کو زیادہ ملنا چاہیے لیکن خلافت راشدہ کے بعد بادشاہت میں مسلمانوں کے وسائل کے استعمال میں حکمران زیادہ سے زیادہ خود مختار ہوتے گئے اور خزانے کو اپنے لیے شیر مادر سمجھنے لگے اور جس کسی کو کچھ دیتے تو استحقاق کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے ساتھ وفاداری وغیرہ کی وجہ سے دیتے۔ یہ خیانت کے مترادف ہے اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔

۲۹۵۰- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ ابْنِ الْحَدَّانِ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا الْفَيْءَ فَقَالَ: مَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهَذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ وَمَا أَحَدٌ مِنَّا بِأَحَقَّ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا أَنَا عَلَى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَسَمَ رَسُولُهُ ﷺ قَالَ الرَّجُلُ وَقَدَّمُهُ وَالرَّجُلُ وَبَلَاؤُهُ وَالرَّجُلُ وَوَعِيلُهُ وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُهُ.

۲۹۵۰- جناب مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مال کے فائدے کا ذکر کیا اور کہا: اس مال کا میں تم سے زیادہ حقدار نہیں ہوں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک کسی دوسرے پر زیادہ حق رکھتا ہے سوائے اس کے کہ ہم اللہ کی کتاب کی رو سے اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کے مطابق اپنے اپنے مرتبہ پر ہیں یا تو کوئی اسلام قبول کرنے میں سبقت کر چکا ہے یا کوئی اسلام کے لیے اپنی بہادری کے جوہر دکھانے والا ہے یا کوئی عیالدار ہے یا کوئی حاجت مند (لہذا ان ہی اعتبارات سے یہ مال تقسیم کیا جاتا ہے۔)

☀ فائدہ: دنیا میں اولیت اسلام کو دل و جان سے قبول کر لینے کی اولیت میں ہے یا اس کے لیے جان کی بازی لڑانے میں ہے۔ آخرت میں بھی درجات اسی اعتبار سے ملیں گے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے اولین ہوں گے۔ وسائل کی

۲۹۵۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۲/۱ من حديث محمد بن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه في هذا السياق.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

مال فی کی تقسیم سے متعلق احکام ومسائل

تقسیم کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پالیسی دنیا کے لیے ماڈل ہے۔ آپ اس پالیسی کے حوالے سے اپنے احتساب کو خندہ پیشانی سے قبول فرماتے تھے بلکہ احتساب کی حوصلہ افزائی کرتے۔

(المعجم ۱۳، ۱۴) - بَابُ: فِي قَسْمِ

باب: ۱۳، ۱۴- مال فی کی تقسیم

کے احکام ومسائل

الْفَيءِ (التحفة ۱۴)

فائدہ: جو مال کفار اور دار الحرب سے بغیر جنگ و قتال کے حاصل ہوئے، کہلاتا ہے۔ اور جو جنگی مقابلے کی صورت میں ملے اسے ”غنیمت“ کہتے ہیں۔ بعض اوقات اس فرق کے بغیر تمام ذرائع سے حاصل ہونے والے مال کو جس میں غنیمت بھی شامل ہونے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

۲۹۵۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي

الزُّرْقَاءِ: أَخْبَرَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ

سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ

عُمَرَ دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: حَاجَتَكَ

يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! فَقَالَ: عَطَاءُ

الْمُحَرَّرِينَ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوَّلَ

مَا جَاءَهُ شَيْءٌ بَدَأَ بِالْمُحَرَّرِينَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے انہوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمن! (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) آپ کس ضرورت سے تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے کہا: آپ آزاد شدہ غلاموں (اور لونڈیوں) کا حصہ ادا کریں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس جب بھی کوئی مال آتا تو آپ (اس میں سے) آزاد شدہ غلاموں (اور لونڈیوں) کو پہلے دیا کرتے تھے۔

فائدہ: مُحَرَّرُونَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو پہلے غلام تھے پھر آزاد ہو گئے دیوان عطا میں ان کا مستقل اندراج نہ ہوتا تھا بلکہ اپنے آقاؤں کے ساتھ ہی ان کا اندراج ہوتا۔ اب آزاد ہونے کے بعد ان کی مستقل حیثیت کو تسلیم کرنا اور ان کا باقاعدہ حصہ دینا ضروری تھا کیونکہ اب ان کی ضرورتوں کی ذمہ داری ان کے سابق آقاؤں پر نہ تھی۔ بعض علماء مُحَرَّرُونَ سے وہ غلام مراد لیتے ہیں جنہوں نے مالکوں سے یہ معاہدہ کر لیا ہو کہ وہ اپنی متفق علیہ قیمت مالکوں کو ادا کر کے آزاد ہوں گے۔ اس ادائیگی میں ان کی مدد بیت المال سے کی جائے گی۔

۲۹۵۲- حَدَّثَنَا إِسْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى

الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارِ: نَبِيُّ ﷺ كَيْفَ كَانَ يَسْتَفْتِي عَلَيْهِ قِيَمَتِ مَالِكُوهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک بار) نبی ﷺ کے پاس ایک تھیلی آئی اس میں گننے تھے

۲۹۵۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن الجارود، ح: ۱۱۱۴ من حديث هشام بن سعد به.

۲۹۵۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/۲۳۸ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة مسلمانوں کی اولادوں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

ذُبِّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِطَبْنِيَةٍ فِيهَا خَرَزٌ فَقَسَمَهَا لِلْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

آپ نے انہیں آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میرے والد آزاد اور غلام سب میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: گویا رسول اللہ ﷺ غلاموں اور کینروں کا آزاد لوگوں کی طرح باقاعدہ حصہ مقرر فرما کر ان کو ادا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پالیسی بھی بالکل یہی تھی۔

۲۹۵۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ جَمِيعًا عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَاهُ الْفَقِيءُ قَسَمَهُ فِي يَوْمِهِ فَأَعْطَى الْإِهْلَ حَظَّيْنِ وَأَعْطَى الْعَرَبَ حَظًّا. زَادَ ابْنُ الْمُصَفَّى: فَدُعِينَا وَكُنْتُ أَدْعَى قَبْلَ عَمَّارٍ فَدُعِيتُ فَأَعْطَانِي حَظَّيْنِ وَكَانَ لِي أَهْلٌ ثُمَّ دُعِيَ بَعْدِي عَمَّارُ ابْنُ يَاسِرٍ فَأَعْطَانِي حَظًّا وَاحِدًا.

۲۹۵۳- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب مال نے آجاتا تو آپ اسے اسی دن تقسیم فرمادیتے۔ آپ بیوی والے کو دو حصے اور مجرد کو ایک حصہ دیتے۔ ابن مصطفیٰ کی روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ہمیں بھی بلایا گیا اور مجھے (عوف بن مالک کو) عمار سے پہلے بلایا جاتا تھا مجھے بلایا اور دو حصے عنایت فرمائے، کیونکہ میرے ہاں بیوی تھی، پھر میرے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور انہیں ایک حصہ عنایت فرمایا۔



☀️ فائدہ: بیت المال میں سے اسلام کے لیے خدمات کے ساتھ ساتھ ذاتی احوال کے حوالے سے بھی ایک مسلمان کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے جس کی ذمہ داریاں زیادہ ہوتیں اس کا حصہ بھی زیادہ ہوتا۔ جبکہ دیگر نظامہائے معیشت میں بالعموم اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ نیز حقوق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

(المعجم ۱۴، ۱۵) - بَابُ: فِي أَرْزَاقِ

باب: ۱۵۱۳- مسلمانوں کی اولادوں کے حصے کا بیان

النُّزِيَةِ (التَّحْفَةُ ۱۵)

۲۹۵۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۹/۶ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن الجارود:

ح: ۱۱۱۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسلمانوں کی اولادوں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۵۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”میں مومنوں کے لیے ان کی جانوں سے بھی نزدیک تر ہوں (کہ میرا مقام پہچانیں اور بے چوں و چرا اطاعت کریں) چنانچہ جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے گھر والوں کا حق ہے اور جو کوئی قرضہ چھوڑ جائے یا چھوٹے بچے، تو وہ میری طرف ہیں اور میرے ذمے ہیں۔“

۲۹۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو عیال و اطفال چھوڑ جائے تو وہ ہماری طرف ہیں۔“ (ہم ان کے ذمہ دار ہیں اور ہم ان کی کفالت کریں گے۔)

۲۹۵۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے بھی قریب تر ہوں جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر قرضہ ہو تو وہ میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔“

فائدہ: اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے میں ہر چھوٹے بڑے فرد کی پوری طرح کفالت کی جاتی ہے۔ انسان کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد بھی۔ جبکہ فرد بھی اسلام کے لیے جان سپاری سے دریغ کرنے والا نہیں ہوتا اور

۲۹۵۴- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب من ترك ديناً أو ضياعاً فعلى الله وعلى رسوله، ح: ۲۴۱۶ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم من حديث جعفر الصادق به، انظر، ح: ۳۳۴۳.

۲۹۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث الأسير، ح: ۶۷۶۳، ومسلم، الفرائض، باب من ترك مالا فلورثته، ح: ۱۷/۱۶۱۹ من حديث شعبة به.

۲۹۵۶- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من عليه دين، ح: ۱۹۶۴ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۱۵۲۵۷، ومسند أحمد: ۲۹۶/۳، وانظر، ح: ۳۳۴۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفيء والإمارة جہاد میں کب کسی کو باقاعدہ قتال کا موقع دیا جائے؟

نہ وہ بلاوجہ سوال کرنے والا ہی ہوتا ہے اور نہ بد محنت کہ کسب محنت سے دل چراتا ہو۔ چھوٹے بچوں کے لیے بیت المال سے باقاعدہ وظائف کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے طریق اور ارشادات کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک منضبط انداز میں رائج تھا۔ موجودہ دور میں یورپ وغیرہ کی مذہبی ریاستوں میں یہی انتظام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اخذ کردہ ہے۔ (نیز دیکھیے فوائد حدیث: ۲۹۰۱)

(المعجم ۱۵، ۱۶) - بَابٌ: مَتَى يُفْرَضُ لِلرَّجُلِ فِي الْمُقَاتَلَةِ (التحفة ۱۶) باب: ۱۶۱۵- جہاد میں کب کسی کو باقاعدہ قتال کا موقع دیا جائے؟

۲۹۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرِضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرِضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

۲۹۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو غزوہ احد کے دن نبی ﷺ پر پیش کیا گیا جبکہ ان کی عمر چودہ سال تھی تو آپ نے اجازت نہ دی۔ اور پھر (اگلے سال) خندق کے موقع پر پیش کیا گیا جبکہ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی تو آپ نے اجازت دے دی۔



فوائد ومسائل: ① بچ پندرہ سال کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے اور شرعی امور کا مکلف ہو جاتا ہے لہذا اسے جنگ و قتال میں بھی شریک کیا جاسکتا ہے۔ اس سے پہلے اسے جنگ میں لے جانا درست نہیں۔ ② اور جب جنگ میں شریک ہوگا تو غنیمت میں سے باقاعدہ حصہ پائے گا۔ ③ پندرہ سال یا علامات بلوغت سے پہلے اگر کسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر شرعی حد لگائیں ہوگی، تعزیر و تادیب ہوگی۔ اسی طرح اس کی دی ہوئی طلاق بھی نافذ العمل نہیں ہوگی، فیصلے میں اس کے ولی کی شمولیت ضروری ہوگی اور اسے اپنے مال سے باقاعدہ اور آزادانہ تصرف کا اختیار بھی اس کے بعد حاصل ہوگا۔

(المعجم ۱۶، ۱۷) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْإِفْتِرَاضِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ (التحفة ۱۷) باب: ۱۶۱۷- زمانہ آخر میں بادشاہوں سے کچھ لینا مکروہ ہے

۲۹۵۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ: ۲۹۵۸- جناب سلیم بن مطیر نے کہا: مجھ سے میرے

۲۹۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الخندق، ح: ۴۰۹۷ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۱۷/۲.

۲۹۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۳۸/۴ من حديث سليم بن مطير به، وهو لين الحديث، وأبوه مجهول الحال (تقريب)، ورواه البيهقي: ۳۵۹/۶ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

والد ابو مطیر نے بیان کیا کہ وہ حج کے لیے روانہ ہوا حتیٰ کہ جب مقام سویداء میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جو گویا کسی دوا کی تلاش میں ہے یا رسوت ڈھونڈ رہا ہے اس نے کہا: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا تھا جبکہ آپ لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے کچھ باتوں کا حکم دے رہے تھے اور کچھ سے منع کر رہے تھے آپ نے فرمایا: ”لوگو! (بادشاہوں کے) عطیے اور ہدایا جب تک عطیے ہوں قبول کر سکتے ہو لیکن جب قریشی لوگ حکومت کے لیے لڑنے لگیں اور یہ ہدیے تمہارے دین کا عوض بن جائیں تو چھوڑ دینا۔“

حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ مُطَيْرٍ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقُرَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي مُطَيْرٌ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالسَّوَيْدَاءِ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ قَدْ جَاءَ كَأَنَّهُ يَطْلُبُ دَوَاءً أَوْ حُضْضًا وَقَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَعِظُ النَّاسَ وَيَأْمُرُهُمْ وَيَنْهَاهُمْ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا الْعَطَاءَ مَا كَانَ عَطَاءً، فَإِذَا تَجَافَيْتُمْ قُرَيْشٍ عَلَى الْمُلْكِ وَكَانَ عَنْ دِينٍ أَحَدِكُمْ فَدَعُوهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ مُطَيْرٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابن مبارک نے بواسطہ محمد بن یسار سلیم بن مطیر سے روایت کیا ہے۔

۲۹۵۹- سلیم بن مطیر نے اپنے والد سے بیان کیا اور یہ وادی القری کا رہنے والا تھا۔ اس کے والد نے کہا: میں نے ایک صاحب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا آپ نے لوگوں کو کچھ احکام بیان کیے اور کچھ سے منع فرمایا پھر فرمایا: ”اے اللہ! میں نے پہنچا دیا؟“ لوگوں نے کہا: ہاں اے اللہ! (ہم گواہ ہیں) پھر آپ نے فرمایا: ”جب اہل قریش آپس میں حکومت کے لیے جھگڑنے لگیں اور عطیے رشوت بن جائیں تو پھر انہیں چھوڑ دینا۔“ پوچھا گیا کہ یہ بیان کرنے والا کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ

۲۹۵۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ مُطَيْرٍ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقُرَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَمَرَ النَّاسَ وَنَهَاهُمْ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَغْتُ؟» قَالُوا: اللَّهُمَّ! نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا تَجَافَيْتُمْ قُرَيْشٍ عَلَى الْمُلْكِ فِيمَا بَيْنَهَا وَعَادَ الْعَطَاءُ - أَوْ كَانَ - رُشًا فَدَعُوهُ» فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا ذُو الرِّوَايَةِ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۹- کتاب الخراج والقیء والإمارة

مال غنیمت اور فے لینے والوں کے نام تحریر کرنے کا بیان

ﷺ کے صحابی ذوالزوائد ہیں۔

(المعجم ۱۷، ۱۸) - بَابُ: فِي تَدْوِينِ

باب: ۱۸۱۷- غنیمت اور فے لینے والوں

(الْمَطَاءِ) (التحفة ۱۸)

کے نام ضبط تحریر میں لانا

۲۹۶۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۹۶۰- جناب عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ

سے روایت ہے کہ انصاریوں کا ایک لشکر اپنے امیر کی

شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ

معیّت میں ایران کے علاقے میں گیا اور حضرت عمرؓ

الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ جَيْشًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا

ہر سال لشکروں کو باری باری بھیجا کرتے تھے تو حضرت

بَارِضٍ قَارِسَ مَعَ أَمِيرِهِمْ، وَكَانَ عُمَرُ

عمرؓ (دیگر مصروفیات کی وجہ سے) ان سے مشغول

يُعْقِبُ الْجُبُوشَ فِي كُلِّ عَامٍ، فَشُغِلَ عَنْهُمْ

ہو گئے (اور بھول گئے) سو جب مقررہ وقت گزر گیا تو اس

عُمَرُ، فَلَمَّا مَرَّ الْأَجَلَ فَقَلَ أَهْلُ ذَلِكَ النَّعْرِ،

جانب کی سرحدوں والے واپس چلے آئے تو حضرت

فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ وَتَوَاعَدَهُمْ وَهُمْ أَصْحَابُ

عمرؓ نے ان کو ڈانٹا اور دھمکی بھی دی حالانکہ وہ رسول

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا عُمَرُ! إِنَّكَ غَفَلْتَ

اللہ ﷻ کے اصحاب تھے۔ انہوں نے کہا: عمر! تم ہم

عَنَّا وَتَرَكْتَ فِينَا الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

سے غافل رہے ہو اور ہمارے بارے میں رسول اللہ

مِنْ إِعْقَابِ بَعْضِ الْعَزِيَّةِ بَعْضًا.

ﷺ نے جو حکم فرمایا تھا وہ تم نے چھوڑ دیا ہے کہ مجاہدین

ایک دوسرے کے بعد باری باری سے بھیجے جائیں گے۔



فائدہ: حضرت عمرؓ کے عہد میں مجاہدین اور دیگر لوگوں کی جنہیں غنیمتوں میں سے حصہ ملا کرتا تھا باقاعدہ

فہرٹیں اور درجہ بندی کی گئی تھی تاکہ کوئی آدمی محروم نہ رہ جائے اور ہر ایک کو اس کے مرتبے کے مطابق حصہ مل جائے

اور حضرت عمرؓ کی طرف سے تاخیر کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ فہرٹیں بنا رہے تھے۔ (بذل المحمود) رسول اللہ ﷺ

کے دور میں چونکہ تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ان کا انتظام تحریری فہرستوں کے بغیر ممکن نہ ہوتا اس لیے اس کام کی ضرورت

نہیں سمجھی گئی تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب تعداد زیادہ ہو گئی تو اس وقت بھی حضرت عمرؓ باری باری بھیجتے

تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین کی فہرٹیں موجود تھیں جن کی وجہ سے باری کا تعین ہوتا تھا۔

۲۹۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۲۹۶۱- جناب عدی بن عدی کندی کے صاحبزادے

۲۹۶۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۹/۹ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود،

ح: ۱۰۹۵ * ابن شهاب الزهري صرح بالسماع، وعبدالله بن كعب سمعه من الصحابة وعن عمر كما هو الظاهر.

۲۹۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۹۵/۶ من حديث أبي داود به * ابن عدی بن عدی لم یسم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة - مال غنیمت اور فے لینے والوں کے نام تحریر کرنے کا بیان

کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لکھا: جو شخص یہ پوچھے کہ مال فے کہاں کہاں خرچ ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا مصرف وہی ہے جس کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تھا اور اہل ایمان نے بھی اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں عدل پر مبنی پایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال فے کے عطایا کو مسلمانوں کے لیے خاص کیا ہوا تھا اور دیگر مذاہب والوں کے لیے امن وامان کا عہد دیا تھا بعض اس جزیہ کے جوان سے لیا جاتا تھا اور ان کا خمس یا غنیمت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَائِذٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنِي فِيمَا حَدَّثَهُ ابْنُ لِعَدِيٍّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيُّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ: أَنَّ مَنْ سَأَلَ عَنْ مَوَاضِعِ الْفَيْءِ فَهُوَ مَا حَكَمَ فِيهِ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَرَأَاهُ الْمُؤْمِنُونَ عَدْلًا مُوَافِقًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «جَعَلَ اللَّهُ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ»، فَرَضَ الْأَعْطِيَةَ لِلْمُسْلِمِينَ، وَعَقَدَ لِأَهْلِ الْأَدْيَانِ ذِمَّةً بِمَا فَرَضَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْجَزِيَّةِ لَمْ يَضْرِبْ فِيهَا بِخُمُسٍ وَلَا مَغْنَمٍ.

🌞 ملحوظ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن امر واقع یہی تھا۔ چونکہ غیر مسلم کا جہادی امور اور ملک کے دفاع میں کوئی حصہ نہیں تھا لہذا ان کے لیے حق الخدمت بھی نہیں تھا۔

۲۹۶۲- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق جاری فرمادیا ہے اور وہ حق ہی کہتے ہیں۔“

۲۹۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ».

❖ ولا يعرف حاله (تقریب)، وروایۃ عمر بن عبدالعزیز عن عمر بن الخطاب منقطعة، وحديث: إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه، صحيح، رواه الترمذي، ح: ۳۶۸۲، وابن حبان، ح: ۲۱۸۴ وغيرهما.

۲۹۶۲- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، فضل عمر رضي الله عنه، ح: ۱۰۸ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند يعقوب الفارسي في كتاب المعرفة والتاريخ: ۱/ ۴۶۱، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳/ ۸۷، ووافقه الذهبي، ورواه عبادة بن نسي عن غضيف به: أحمد: ۵/ ۱۴۵، وللحديث شواهد كثيرة جداً، انظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة - رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

فائدہ: اس عظیم ترین مدح اور ثناء کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ معصوم عن الخطائیں ہیں۔ جہاں کہیں محسوس ہوا کہ ان کا قول و فعل قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے اختلاف کیا۔ غیر مشروط اتفاق اور اطاعت کے لائق صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(المعجم ۱۸، ۱۹) - بَابُ: فِي صَفَايَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْأَمْوَالِ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۸، ۱۹- وہ خاص اموال جو رسول اللہ ﷺ اپنے لیے مخصوص کر لیا کرتے تھے

۲۹۶۳- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا جبکہ دن چڑھ آیا تھا میں ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ کھری چار پائی پر بیٹھے ہیں (اس پر کوئی پچھونا نہیں تھا) انہوں نے میرے داخل ہوتے ہی کہا: اے مالک! تیری قوم کے کچھ لوگ اپنے اہل و عیال سمیت آہستہ آہستہ چلے میرے پاس پہنچے ہیں۔ میں نے ان کے لیے کسی قدر مال کا کہہ دیا ہے تو وہ ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے کہا: اگر آپ یہ کام میرے سوا کسی اور سے کہہ دیں (تو بہتر رہے۔) انہوں نے کہا: تم ہی اسے لو۔ اتنے میں (ان کا خادم) یرفأ آگیا اس نے کہا: امیر المؤمنین! عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: ہاں اور ان کے لیے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گئے۔ یرفأ پھر ان کے پاس آیا اور کہا: امیر المؤمنین! عباس اور علی رضی اللہ عنہما آئے ہیں۔ آپ نے کہا: ہاں اور ان کے لیے اجازت دے دی تو وہ بھی اندر آ گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

۲۹۶۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمَرَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَّثَانِ قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيَّ عُمَرُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ فَجِئْتُهُ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفَضِّيًا إِلَى رِمَالِهِ، فَقَالَ حِينَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ: يَا مَالُ! إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أُبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَإِنِّي قَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِشَيْءٍ فَافْقِسِمْ فِيهِمْ. قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتُ غَيْرِي بِذَلِكَ، فَقَالَ: خُذْهُ، فَجَاءَهُ يَرْفَأُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ فِي الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ



۲۹۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفیء، ح: ۱۷۵۷ من حديث مالك، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم... الخ، ح: ۷۳۰۵ وغيره من حديث ابن شهاب الزهري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

نے کہا: امیر المؤمنین میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کر دیں! اہل مجلس میں سے کچھ نے کہا: ہاں اے امیر المؤمنین! ان کا فیصلہ کر دیں اور انہیں راحت دیں۔ مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال ہے کہ ان دونوں ہی نے دیگر حضرات کو اس مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا ٹھہرو اور اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہم لوگوں (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو بھی چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے؟“ ان سب نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے)۔ پھر آپ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تم دونوں کو اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے؟“ ان دونوں نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے ایک خصوصیت عطا فرمائی تھی جو عام لوگوں میں سے کسی اور کو عطا نہیں کی گئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اور ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف پھیر دیا ہے اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہنوفیہ کے اموال دیے تھے تو اللہ کی قسم! وہ

فَدَخَلُوا. قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا يَعْني عَلِيًّا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَجَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرْحَهُمَا - قَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: خِيَلْ إِلَيَّ أَنَّهُمَا قَدْ مَا أُولَئِكَ النَّفَرِ لَذَلِكَ - فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: اتَّيَدَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أُولَئِكَ الرَّهْطِ فَقَالَ: أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً؟» قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً»، فَقَالَا: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ خَصَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِخَاصَّةٍ لَمْ يَخْصَّ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الحشر: 6] فَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى آفَاءً عَلَى رَسُولِهِ بَيْنِي النَّصِيرِ، فَوَاللَّهِ! مَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْنَا وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُ مِنْهَا نَفَقَةً سَنِيَّةٍ أَوْ نَفَقَتَهُ وَنَفَقَةَ أَهْلِهِ سَنَةً وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ أَسْوَةَ الْمَالِ. ثُمَّ أَقْبَلَ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

عَلَى أَوْلِيكَ الرَّهْطُ فَقَالَ: أُنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أُنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَلَمَّا تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجِئْتُ أَنْتَ وَهَذَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، تَطْلُبُ أَنْتَ مِيرَاثَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ، وَيَطْلُبُ هَذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً»، وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا تُوَفِّي قُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ فَوَلِيْنَهَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَلِيَهَا فَجِئْتُ أَنْتَ وَهَذَا وَأَنْتُمَا جَمِيعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ فَسَأَلْتُمَانِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا أَنْ أَذْفَعَهَا إِلَيْكُمَا، عَلَى أَنْ عَلَيَكُمَا عَهْدُ اللَّهِ أَنْ تَلِيَاهَا بِالَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلِيهَا فَأَخَذْتُمَاهَا مِنِّي عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ جِئْتُمَانِي لِأَقْضِي بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذَلِكَ وَاللَّهِ! لَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرَدَّاهَا إِلَيَّ.

آپ نے لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لیے مختص نہیں کر لیے نہ تمہارے بغیر خود ہی رکھ لیے تھے کہ تمہیں اس میں سے کچھ نہ دیا ہو۔ آپ ان میں سے اپنا ایک سال کا خرچ اور اپنے گھر والوں کا ایک سال کا خرچ لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ کو دیگر اموال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔ پھر وہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر وہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ تو پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا ولی (ان کی طرف سے معاملے کا ذمہ دار) ہوں تو تم (حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تم اپنے بھتیجے کی وراثت سے اپنا حصہ اور میراث مانگتے تھے اور یہ اپنی بیوی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ان کے والد کی میراث سے حصہ طلب کر رہے تھے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہم کوئی وراثت نہیں چھوڑتے، جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔“ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) سچے تھے، صالح تھے، ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس مال کے نگران بنے رہے، جب ان کی وفات ہو گئی تو میں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة -- رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

سو جب تک اللہ نے چاہا اس کا نگران و منتظم رہا ہوں۔ پھر تم اور یہ آئے اور تم دونوں متفق تھے اور تمہاری بات بھی ایک تھی کہ اس کا مجھ سے مطالبہ کر رہے تھے۔ تو میں نے کہا: اگر تم چاہو تو میں یہ اموال تمہارے حوالے کیے دیتا ہوں، مگر تمہیں اللہ کے نام سے یہ عہد دینا ہوگا کہ اس کا انتظام اسی طرح کرو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ اس عہد پر تم نے مجھ سے اسے لے لیا۔ اس کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے ہو کہ میں تم دونوں میں دوسرا فیصلہ کر دوں۔ اللہ کی قسم! اس کے سوا میں تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کروں گا خواہ قیامت آجائے۔ اگر تم اس کا انتظام سنبھالنے سے عاجز ہو تو مجھے واپس کر دو۔



امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں حضرات کا سوال یہ تھا کہ اس کا انتظام باقاعدہ طور پر ان دونوں کے مابین آدھا آدھا کر دیا جائے۔ یہ بات نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے فرمان سے لاعلم تھے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔“ وہ دونوں بھی حق و صواب ہی چاہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس مال پر تقسیم کا نام نہیں آنے دوں گا۔ میں اسے ایسے ہی رہنے دوں گا جیسے کہ یہ ہے۔

۲۹۶۴- مالک بن اوس (بن حدثان) رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا، انہوں نے کہا: حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا اس مال کے بارے میں تنازعہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو بنو نضیر سے بطور فہ حاصل ہوا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِنَّمَا سَأَلَاهُ أَنْ يَكُونَ يُصَيِّرُهُ بَيْنَهُمَا يَصِفَيْنِ لَا أَنَّهُمَا جَهْلَانِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً»، فَإِنَّهُمَا كَانَا لَا يَطْلُبَانِ إِلَّا الصَّوَابَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَوْقِعْ عَلَيْهِ اسْمَ الْقِسْمِ أَدْعُهُ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ.

۲۹۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: وَهُمَا يَعْني عَلِيًّا وَالْعَبَّاسَ،

۲۹۶۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

يَخْتَصِمَانِ فِيمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ
مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُوقَعَ عَلَيْهِ
اسْمُ قَسَمٍ .

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ اموال بنو نضیر کے تھے جو بوجہ مالی فتنے ہونے کے رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھے۔ آپ اپنا اور اہل بیت کے لیے سال کا خرچ لے کر باقی دیگر مصالح جہاد اور ضرورت مند مسلمانوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔“ حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے علم میں تو تھا مگر شاید وہ سمجھتے تھے کہ اس عموم میں ان کے لیے کوئی خصوصیت بھی ہے۔ ③ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو واضح دلائل کے ساتھ قائل کیا اور وہ مطمئن ہو گئیں، کیونکہ حضرت صدیق اکبر نے انہیں یقین دلایا تھا کہ اس مال کا انتظام اور خرچ بالکل اسی طریقے سے ہوگا اور انہیں لوگوں پر ہوگا جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ اس کے بعد دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہ کبھی اس فیصلے سے اختلاف کیا نہ کبھی یہ مسئلہ اٹھایا۔ پھر حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طے شدہ مدوں پر خرچ کرنے کے لیے اس مال کا انتظام ان کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے طریق پر چلتے رہنے کا عہد لے کر انہیں اس جائیداد کا منتظم بنادیا۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ معاملہ کچھ اس طرح آیا کہ حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کچھ الجھن پیدا ہو گئی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ غالب تھے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ زیر انتظام جائیداد کو ان دونوں کے درمیان واضح طور سے آدھا آدھا کر دیا جائے۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تمام فریقوں کی طرف سے قبول کرنے اور اس کی اصابت و صحت کا دوبارہ حوالہ دے کر اور اس بات کا حوالہ دے کر کہ یہ انتظام رسول اللہ ﷺ کے طریق سے مختلف نہ ہوگا، یہ فرمایا کہ یہ بغیر کسی تقسیم کے آپ دونوں کے مشترک انتظام ہی میں رہے گی۔ اور اس میں تقسیم کا نام تک نہیں آئے گا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان حضرات کے بعد آنے والوں کے لیے اس جائیداد کو بطور وراثت لے لینے کا کوئی امکان بھی نہ ہو۔ ⑥ فتح الباری میں کچھ تاریخی شواہد پیش کیے گئے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس سے دستبردار ہو گئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے منتظم ہو گئے تھے۔ ان کے بعد حضرت حسن پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہما پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن پھر زید بن حسن رضی اللہ عنہم اس کے منتظم رہے۔ سن دو سو ہجری تک معاملہ اسی طرح چلتا رہا بعد ازاں احوال بدل گئے۔ (فتح الباری، کتاب فرض الخمس، شرح حدیث: ۳۰۹۳) ⑦ فدک اور خیبر کا انتظام سورہ حشر کی آیت: ﴿هَٰذَا آفَاءُ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ (الحشر: ۷) ”بستیوں

۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگا دے وہ اللہ رسول قرابت داروں یتیموں مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔“ کے مطابق خلیفہ کی تولیت میں رہا۔ غنیمت میں سے پانچویں حصے (خمس) کا انتظام بھی اسی طرح ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفۃ المسلمین بیت المال کا متصرف اور مذکورہ مدت میں خرچ کرنے کا پابند ہے۔ ⑧ ذوی القربیٰ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ ⑨ مذکورہ بالا حدیث (۲۹۶۳) سے یہ مسائل بھی ثابت ہوتے ہیں کہ ہر قبیلہ کا رئیس ہونا چاہیے جو ان کے امور سے بہتر طور پر واقف ہو۔ ⑩ باوقار آدمی کو اس کے نام سے یا اس کے نام کو مخفف (مرخم) کر کے بھی پکارا جاسکتا ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مالک کو مال کہہ کر پکارا مگر شرط یہ ہے کہ تحقیق مقصود نہ ہو۔ ⑪ آدمی منصب داری سے معذرت بھی کر سکتا ہے۔ ⑫ حاکم نرمی سے منصب سنبھالنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔ ⑬ حاکم حاضر ہونے والوں کا نظم و نسق قائم رکھنے کے لیے کسی کو مقرر کر دے تو جائز ہے۔ ⑭ حسب احوال امام اور حاکم کے روبرو بیٹھ جانا کوئی عیب کی بات نہیں۔ ⑮ خیر کے کاموں میں سفارش کرنا عمدہ خصلت ہے۔ ⑯ قاضی دلیل کی بنا پر اپنا فیصلہ دے اور پھر فیصلہ دیتے ہوئے حسب ضرورت وجہ بتائے تو مناسب ہے۔ ⑰ جائیداد حاصل کرنا اس سے فائدہ اٹھانا اور سال بھر کا خرچ وغیرہ پہلے جمع رکھنا جائز ہے اور یہ خلاف توکل بھی نہیں۔ ⑱ رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت سے زائد کچھ چیز جمع نہ رکھا کرتے تھے بلکہ سال بھر کے کم از کم خرچ میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے اس لیے سال گزرنے سے پہلے نوبت فاقوں تک پہنچ جاتی اور کئی ماہ گھر میں چوہا نہ جلتا۔ شدید ضرورت میں قرض لینا پڑ جاتا۔ اسی طرح آپ کے اہل بیت بھی اپنا حصہ تک صدقات میں خرچ کر دیتے اور خود اختیار فقر کی زندگی گزارتے تھے۔

۲۹۶۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَعْنَى، أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ الْحَدَّثَانِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَالِصًا يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ - قَالَ ابْنُ عَبْدِ: يُنْفِقُ

۲۹۶۵- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بنو نضیر کے اموال وہ تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بغیر کسی لڑائی کے (بطور فے) دیے تھے۔ مسلمانوں نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ ہی کے لیے مخصوص تھے۔ آپ اپنے اہل بیت پر خرچ کرتے تھے۔ (امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے شیخ) احمد بن عبدہ نے کہا: آپ اپنے اہل کا ایک سال کا خرچ لے لیتے اور جو باقی بچتا اس کو گھوڑوں اور جہاد فی سبیل اللہ کے سامان میں لگا

۲۹۶۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب المعلن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ۲۹۰۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح: ۱۷۵۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل
 عَلَى أَهْلِهِ - قُوتٌ سَنَةً فَمَا بَقِيَ جَعَلَ فِي دِيَارِهِ بَنِي عَدْنَةَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ ابْنُ (معنی وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔)
 عُبْدَةَ: فِي الْكُرَاعِ وَالسَّلَاحِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو اموال مخصوص کیے وہ تین طرح کے تھے۔ (۱) وہ اراضی جو انصار نے اپنی زمینوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کی تھیں ان اراضی پر پانی نہیں پہنچتا تھا۔
 (ب) مخیر قریبیہودی نے احد کے موقع پر اسلام لاتے ہوئے بنوفصیر کے علاقے میں اپنے سات باغات کی وصیت رسول اللہ ﷺ کے لیے کی۔ (ج) بنوفصیر نے جب لڑے بغیر ہتھیار ڈال کر رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ قبول کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اسلحہ کے علاوہ جو کچھ اونٹوں وغیرہ پر اٹھا کر لے جاسکتے تھے، لے جانے کی اجازت دی۔ باقی سب کچھ فے تھا جس پر رسول اللہ ﷺ کا اختیار تھا۔ آپ ﷺ نے بنوفصیر کی باقی ماندہ تمام منقولہ جائیداد مسلمانوں میں تقسیم کر دی زمین وغیرہ کی آمدنی سے آپ اپنے اخراجات بھی پورے کرتے تھے لیکن زیادہ آمدنی مسلمانوں کے دینی امر کی حیثیت سے جہاد اور دیگر فوری نوعیت کی ضرورتوں پر خرچ کرتے۔ بعد ازاں خیبر کی فتح کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے وسیع اور زرخیز علاقے مسلمانوں کو عطا کر دیے۔ خیبر کا آدھا حصہ فتح ہوا تھا جو مجاہدین میں تقسیم ہوا اور باقی آدھا جس میں فدک اور وادی القریٰ کے حصے تھے بغیر جنگ کے حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بطور فے آپ کی تحویل میں آ گیا۔ اسی طرح خیبر کے قلعوں میں سے وطح اور سلام بھی بصورت فے حاصل ہوئے۔ خیبر کا جو حصہ جنگ کے ذریعے سے حاصل ہوا اس کا شمس بھی رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں تھا۔ (عون المعبود) باب فی صفایا رسول اللہ ﷺ من الاموال، شرح حدیث: (۲۹۶۹)

② خیبر کے اموال جب تحویل میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھروالوں کے سال کے کم از کم مقدار میں کھانے کے اخراجات کے بعد باقی سب آمدنی مصیبت زدہ افراد انسانی اور خاندانی حقوق کی ادائیگی کے لیے مختص کر دی۔ (ان میں بچوں کی خبر گیری، نو جوانوں یا بیوہ عورتوں کی شادی جیسی مددات شامل تھیں۔) (ابوداؤد، حدیث: ۳۰۱۲، ۲۹۷۰)

③ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے ان اموال کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا مال بطور وراثت تقسیم نہیں ہوگا، البتہ آل محمد یا نساء رسول اللہ ﷺ کے کھانے کا خرچ اس میں سے ادا ہوگا، باقی صدقہ ہوگا۔ (ابوداؤد، حدیث: ۲۹۷۸، ۲۹۷۹) اور یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ ان سب اموال کے انتظام و انصرام کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کے جانشین کے پاس رہے گی اور ان کی آمدنی یعنی انہی مصارف پر خرچ ہوگی جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ اس فیصلے پر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سمیت پوری امت کا اجماع ہوا۔ (ابوداؤد، حدیث: ۲۹۷۳، ۲۹۷۴) چونکہ ان ”صفایا“ (خاص اموال) کو آپ نے صدقہ قرار دیا تھا اس لیے اب ان اموال کو صفایا کی بجائے صدقۃ الرسول کہا جانے لگا۔ (ابوداؤد، حدیث: ۲۹۷۸، ۲۹۷۹)

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

۲۹۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ
الرُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: ﴿وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى
رُسُلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا
رِكَابٍ﴾ [الحشر: ۶]. قَالَ الرُّهْرِيُّ: قَالَ
عُمَرُ: هَذِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةٌ، فُرِيَ
عُرْبَتُهُ فَذَلِكَ وَكَذَا وَكَذَا ﴿وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى
رُسُلِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى
وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَأَنْبَى السَّبِيلِ﴾ [الحشر:
۷] وَلِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَأَمْوَالِهِمْ، وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ، وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ.
فَاسْتَوْعِبَتْ هَذِهِ الْآيَةُ النَّاسَ، فَلَمْ يَبْقَ
أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِيهَا حَقٌّ - قَالَ
أَيُّوبُ: أَوْ قَالَ حَظٌّ - إِلَّا بَعْضَ مَنْ
تَمْلِكُونَ مِنْ أَرْقَائِكُمْ.

۲۹۶۶- جناب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سورہ حشر کی آیت: ”اور ان (لوگوں) کا جو
مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف بھیر دیا ہے
اس کے لیے تم نے کوئی گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے“
کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے
خاص ہے۔ اس میں عرینہ کی بستیوں، فذک وغیرہ وغیرہ
ہیں۔ (اس کے بعد ساتویں آیت میں ہے: ”لڑے
بھڑے بغیر بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے
رسول کے تصرف میں دیا ہے وہ اللہ رسول، قرابت
داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔“ اور
آگے آٹھویں آیت میں ہے کہ یہ مال نے) ”ان فقراء
مہاجرین کا حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال
باہر کیے گئے.....“ (اور اس کے بعد یہ بیان ہوا ہے کہ
اس مال نے میں ان لوگوں کا بھی حق ہے) جنہوں نے
ان (مہاجرین کی آمد) سے پہلے (مدینے میں) ٹھکانا بنا
لیا تھا اور ایمان قبول کر لیا تھا۔ (انصار مدینہ) اور (پھر
دسویں آیت میں ہے۔ ”اور وہ لوگ) جو ان کے بعد
آئے.....“ یہ (آخری) آیت تمام لوگوں سے متعلق
ہے۔ اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں بچتا مگر اس کا
اس نے میں حصہ ہے..... ایوب نے لفظ ”حق“ کی
بجائے ”حظ“ کہا..... سوائے تمہارے کچھ ایسے لوگوں
کے جن کی گردنوں کے تم مالک ہو۔ (غلام جو آزاد نہیں
ہوئے اور ان کی پوری ذمہ داری ان کے آقاؤں پر ہے۔)

🌟 فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ مال نے میں تمام مسلمانوں کا حق اور حصہ ہے۔ ② مال نے میں

۲۹۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] قال المنذري: "هذا منقطع، الزهري لم يسمع من عمر".

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل سے پانچواں حصہ (خمس) نہیں نکالا جاتا بلکہ خمس غنائم میں سے نکالا جاتا ہے اور نکال کر حکومت کے سپرد کیا جاتا ہے۔

۲۹۶۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى - وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِهِ - كُلُّهُمْ عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: كَانَ فِيمَا احْتَجَّ بِهِ عُمَرُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثُ صَفَايَا: بَنُو النَّضِيرِ وَخَيْبَرُ وَفَدَكُ، فَأَمَّا بَنُو النَّضِيرِ فَكَانَتْ حُجُبًا لِنَوَائِبِهِ وَأَمَّا فَدَكُ فَكَانَتْ حُجُبًا لِأَبْنَاءِ السَّبِيلِ وَأَمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّأَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ: جُزْأَيْنِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَجُزْأً نَفَقَةً أَهْلِهِ فَمَا فَضَلَ عَنْ نَفَقَةِ أَهْلِهِ جَعَلَهُ بَيْنَ فَقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ.

۲۹۶۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ

۲۹۶۷- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے مابین فیصلہ کرتے ہوئے) بطور حجت کہا تھا: بنو نضیر خیر اور فدک کی زمینیں (اللہ کے حکم کے مطابق) رسول اللہ ﷺ کے لیے مختص تھیں۔ بنو نضیر والی جائیداد المناک حوادث پر خرچ کرنے کے لیے ہوتی تھی، فدک مسافروں کے لیے اور خیر کے رسول اللہ ﷺ نے تین حصے کر رکھے تھے، دو حصے مسلمانوں میں اور ایک حصہ آپ کے اہل کے اخراجات کے لیے تھا۔ آپ کے اہل کے خرچ سے جو بچ جاتا آپ اسے مہاجرین کے فقراء میں بانٹ دیا کرتے تھے۔

۲۹۶۸- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ دختر رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں کہلا بھیجا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے ورثے سے حصہ دیا جائے جو آپ بطور فہ مدینہ منورہ فدک

۲۹۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۹/۷ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق * الزهري صرح بالسماع في أصل الحديث ولكنه عنن في هذا اللفظ.

۲۹۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ "لا نورث ما تركناه فهو صدقة"، ح: ۱۷۵۹ من حديث الليث بن سعد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

اور خیر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے البتہ آل محمد کا خرچہ (حسب سابق) اس مال سے پورا کیا جائے گا۔“ اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کو اس حالت سے، جس پر آپ اسے اپنی زندگی میں چھوڑ گئے ہیں تبدیل نہیں کر سکتا، میں اس میں اس طرح عمل کروں گا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں۔ الغرض حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ دینے سے انکار کر دیا۔

ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ»، وَإِنِّي وَاللَّهِ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَا عَمَلَنَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا.



فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کی کوئی دلیل باقی نہیں رہتی اور کوئی حکمران کسی کی خاطر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سن کر مکمل طور پر مطمئن ہو گئے۔ ان کی طرف سے عدم اطمینان کا گمان بھی ان کی شان میں گستاخی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد جب ان اموال کا انتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کی اولاد کو تفویض ہوا تو انہوں نے بھی بعینہ اسی طرح اس کا انتظام اور خرچ کیا جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور کچھ عرصہ تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کرتے رہے۔

۲۹۶۹- عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ زوجہ نبی ﷺ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ اس روایت میں عروہ کہتے ہیں کہ ان دنوں (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے اس صدقے کا مطالبہ کیا، جو آپ مدینہ فدک اور خیر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب

۲۹۶۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْجُمَيْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: وَفَاطِمَةُ حِينَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ. قَالَتْ عَائِشَةُ:

۲۹۶۹- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ... الخ، ح: ۳۷۱۱، ۳۷۱۲ من حديث شعيب به، وانظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة ----- رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً، وَإِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ» يَغْنِي مَالَ اللَّهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَاكِلِ.

دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان تھا: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ بھی چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد اسی مال میں سے کھائیں گے۔“ یعنی اللہ کے مال میں سے اور انہیں حق نہیں کہ کھانے پینے کے اخراجات سے زیادہ لیں۔

۲۹۷۰- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِسْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذَلِكَ وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ إِنِّي أَخَشَى أَنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَرْبِغَ، فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَغَلَبَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهَا. وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدُكُ فَأَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَتُهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَتَا لِحَقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَتَوَائِيهِ وَأَمْرُهُمَا إِلَى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ. قَالَ: فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ.

۲۹۷۰- جناب عروہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ عروہ نے اس روایت میں بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے) انکار کر دیا اور کہا: جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں، میں اس میں سے کچھ ترک نہیں کروں گا، اگر میں نے آپ کے طریقے میں سے کچھ بھی ترک کر دیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں گمراہ نہ ہو جاؤں۔ البتہ آپ کا وہ صدقہ جو مدینے میں تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی تولیت میں دے دیا بعد ازاں اس معاملے میں علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر غالب آگئے تھے۔ خیبر اور فدک کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی نگرانی میں رکھا اور کہا: یہ دونوں آپ کا وہ صدقہ ہیں جو آپ کے اتفاقی حقوق و اخراجات کے لیے تھے ان کی تولیت خلیفہ وقت کے ہاتھ میں ہوگی۔ چنانچہ وہ آج تک اسی طرح ہیں۔

🌞 نوائد و مسائل: ① ان احادیث میں مال فی اور خمس کو ”صدقہ“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی جو اللہ عز و جل نے اپنے نبی کو دیا تھا نہ کہ وہ معروف صدقہ جو لوگ اپنے مالوں میں سے نکالا کرتے ہیں۔ ② [فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ] ”چنانچہ وہ آج تک اسی طرح ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت تک تو اس پر عمل ہوتا رہا مگر بعد کے زمانوں میں اس کی تقسیم ہو گئی اور اس کی وہ حیثیت برقرار نہ رہ سکی جو نبی ﷺ کے زمانے میں تھی۔

۲۹۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ۳۰۹۲ من حديث إبراهيم بن سعد به، انظر، ح: ۲۹۶۸.

۱۹۔ کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

۲۹۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: ۲۹۷۱۔ جناب زہری رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: ﴿فَمَا أَوْحَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ ”ان پر تم نے کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے۔“ کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اہل فذک اور کئی بستیوں والوں کے ساتھ مصالحت فرمائی تھی جبکہ آپ دوسری بستیوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو ان لوگوں نے اس اثنا میں صلح کا پیغام بھیجا تھا اور یہ اسی سلسلے کا بیان ہے کہ ﴿فَمَا أَوْحَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ یعنی بغیر کسی جنگ و جدال کے یہ حاصل ہوئی تھی۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بنو نضیر کے اموال نبی ﷺ کے لیے مخصوص تھے (کیونکہ) وہ بطور صلح کے فتح ہوئے تھے اس کو قوت کے زور پر حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کو مہاجرین میں تقسیم فرمادیا اور سوائے دو کے کسی انصاری کو ان میں سے کچھ نہیں دیا یہ دو افراد بھی ضرورت مند تھے۔

🌞 فائدہ: دوسروں کے محاصرے کے دوران میں صلح کے پیغام کے ذریعے سے خیر کے دو قلعے طخ اور سلام مسلمانوں کے قبضے میں آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے اموال کا کچھ حصہ اپنی خاندانی اور ہنگامی انسانی ضروریات کیلئے مختص کرنے کے بعد باقی مہاجرین میں تقسیم فرمادیا جس طرح سابقہ صحیح احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۹۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: ۲۹۷۲۔ جناب مغیرہ (بن حکیم صنعانی) سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بنو مروان کو جمع کیا اور کہا: اراضی فذک رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھیں آپ اسی کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر اسی کے ذریعے سے احسان فرماتے اور

۲۹۷۱۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/ ۲۹۶ من حديث أبي داود به * السند مرسل .

۲۹۷۲۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/ ۳۰۱ من حديث أبي داود به * السند منقطع .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

بیواؤں کی شادی کراتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مطالبہ کیا کہ یہ اسے دے دیا جائے تو آپ نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حین حیات یہ معاملہ ایسے ہی رہا حتیٰ کہ ان کی وفات ہو گئی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہ وہی کچھ کرتے رہے جیسے نبی ﷺ کی زندگی میں ہوتا تھا حتیٰ کہ اپنی راہ چلے گئے (وفات پا گئے)۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہی کیا جو وہ دونوں کرتے رہے تھے حتیٰ کہ وہ (بھی) اپنی راہ چلے گئے (ان کی بھی وفات ہو گئی)۔ پھر یہ زمین مروان نے اپنے لیے خاص کر لی پھر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آ گئی۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سوچا ہے کہ جو چیز نبی ﷺ نے (اپنی صاحبزادی) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دی ہے تو مجھے بھی اس پر کوئی حق حاصل نہیں ہے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ اراضی اسی حال پر واپس کر دی ہیں جیسے کہ تھیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں۔

سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبَىٰ فَكَانَتْ كَذَلِكَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّىٰ مَضَىٰ لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّىٰ أَبُو بَكْرٍ عَمَلَ فِيهَا بِمَا عَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَيَاتِهِ حَتَّىٰ مَضَىٰ لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّىٰ عُمَرُ عَمَلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتَّىٰ مَضَىٰ لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أَقْطَعَهَا مَرْوَانَ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ عُمَرُ: يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ، وَإِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَىٰ مَا كَانَتْ يَعْنِي عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی اور جب وہ فوت ہوئے تو چار سو دینار رہ گئی تھی اگر وہ حیات رہتے تو اور بھی کم ہو جاتی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَّىٰ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْخِلَافَةَ وَغَلَّتْهُ أَرْبَعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ وَتَوَفَّىٰ وَغَلَّتْهُ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ أَقَلَّ.

۲۹۷۳- حضرت ابو الطفیل (عامر بن واہلہ لیش رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے ورثے کا مطالبہ لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انہوں

۲۹۷۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: جَاءَتْ

۲۹۷۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/۱ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وزاد: "قالت فاطمة رضي الله عنها: فأنت وما سمعت من رسول الله ﷺ".

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة --- رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا مِنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ».

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو کوئی رزق عنایت فرمادیتا ہے تو اس کا سرپرست وہی ہوتا ہے جو اس کے بعد (بطور خلیفہ) آئے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث حسن درج کی ہے۔ اور علامہ خطابی کہتے ہیں کہ وہ حضرات جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد خمس میں سے ۴/۵ خلیفہ کا ہوتا ہے ان کا استدلال اسی روایت سے ہے۔ ② نبی ﷺ کے مال میں وراثت نہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بابت لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ اس شخص کے دعوائے رسالت سے اصل مقصود تو اس کا مال و دولت کا جمع کرنا ہے۔

۲۹۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا، مَا تَرَكَتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَوْئِنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۲۹۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا ورثہ دیناروں کی صورت میں تقسیم نہیں ہوگا۔ جو کچھ بھی چھوڑ جاؤں تو وہ زوجات کے اخراجات اور اعمال کی محنت کے بعد سب صدقہ ہوگا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَوْئِنَةُ عَامِلِي يَعْنِي أَكْرَةَ الْأَرْضِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [مؤنۃ عاملی] کے معنی ہیں کہ وہ افراد جو زمین پر محنت مزدوری کریں۔

۲۹۷۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ حَدِيثًا مِنْ رَجُلٍ فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ: اكْتُبْ لِي، فَأَتَى بِمَكْتُوبَةٍ مُذَبَّرًا: دَخَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ عَلَى عُمَرَ

۲۹۷۵- ابو البختری کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے حدیث سنی جو مجھے پسند آئی، میں نے کہا کہ یہ مجھے لکھ دو تو اس نے یہ مجھے صاف صاف لکھ دی۔ کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ طلحہ زبیر عبدالرحمن اور سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے

۲۹۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي ﷺ بعد وفاته، ح: ۳۰۹۶، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: «لَا نَوْرَ مَا تَرَكَتْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ»، ح: ۱۷۶۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۹۹۳/۲.

۲۹۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۹۹/۶، ۳۰۰ من حديث أبي داود به * فيه رجل مجهول، وحديث: ۲۹۶۳ بغني عنه.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

وَعِنْدَهُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعْدٍ: أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مَالِ النَّبِيِّ ﷺ صَدَقَةٌ إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ أَهْلُهُ وَكَسَاهُمْ، إِنَّا لَا نُورِثُ؟» قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِقُ مِنْ مَالِهِ عَلَى أَهْلِهِ وَيَتَصَدَّقُ بِفَضْلِهِ ثُمَّ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ سَتَيْنِ، فَكَانَ يَصْنَعُ الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ.

۲۹۷۶- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ فَيَسْأَلَنَّهُ تُمْنَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۲۹۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

۲۹۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ومخرج رسول الله ﷺ إليهم ... الخ، ح: ۴۰۳۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا فهو صدقة»، ح: ۱۷۵۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۹۳/۲.

۲۹۷۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۴۵/۶، والترمذي في الشمانل، ح: ۴۰۲ من حديث حاتم بن إسماعيل به، انظر، ح: ۲۹۶۷.

ہوئے تھے اور ان دونوں کا آپس میں جھگڑا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ زبیر عبد الرحمن اور سعد رضی اللہ عنہم سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نبی ﷺ کا سب مال صدقہ ہوتا ہے سوائے اس کے جو وہ اپنے گھر والوں کو کھلا دیں یا پہنا دیں۔ ہم لوگ اپنا کوئی وارث نہیں بناتے؟“ ان سب نے کہا کہ ہاں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے اور بقیہ صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال تک اس جائیداد کے متولی رہے اور وہی کچھ کرتے رہے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ پھر (ابو البختری نے) مالک بن اوس کی حدیث سے کچھ بیان کیا۔

۲۹۷۶- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہو گئی تو ازواج محترمات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں تاکہ وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی وراثت سے آٹھواں حصہ عنایت فرما دیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: ”کیا رسول اللہ ﷺ فرما نہیں گئے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

۲۹۷۷- جناب ابن شہاب (زہری) رضی اللہ عنہ نے اپنی

۲۹۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ومخرج رسول الله ﷺ إليهم ... الخ، ح: ۴۰۳۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا فهو صدقة»، ح: ۱۷۵۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۹۳/۲.

۲۹۷۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۴۵/۶، والترمذي في الشمانل، ح: ۴۰۲ من حديث حاتم بن إسماعيل به، انظر، ح: ۲۹۶۷.

۱۰۔ کتاب الخراج والفیء والإمارة ... رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ: قُلْتُ: أَلَا تَقَعُ اللَّهُ؟ أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَلَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَإِنَّمَا هَذَا الْمَالُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ لِنَائِيهِمْ وَلِصَنِيْفِهِمْ فَإِذَا مِتُّ فَهُوَ إِلَيَّ مِنْ وَلِيِّي الْأَمْرِ مِنْ بَعْدِي».

سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ اس میں ہے: میں نے کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتی ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ آپ فرماتے تھے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ مال آل محمد کا ہے جو ان کے حوادث اور مصیبت زدہ افراد کے اخراجات اور ان کے مہمانوں کے لیے ہے جب میں فوت ہو جاؤں تو اس کا سرپرست وہی ہوگا جو میرے بعد خلیفہ ہوگا۔“

مسئلہ وراثت انبیاء www.KitaboSunnat.com



توضیح: اس باب کی احادیث اور اس موضوع کی آیات کریمہ سے واضح ہے کہ اموال نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ان کو حسب ارشادات ربانی اپنے ذاتی اخراجات اور مصارف جہاد کے علاوہ دیگر مستحق مسلمانوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ اپنے اور اہل و عیال کے اخراجات کے لیے محفوظ جائیداد کے بارے میں نبی ﷺ نے بصراحت فرمادیا تھا کہ اسے بطور وراثت تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ گو کہ ابتدا میں اہل بیت کے چند بزرگ اس مسئلے میں اپنے لیے شاید کوئی خصوصیت سمجھتے رہے ہوں مگر حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں اصحاب حل و عقد کے رد و صرح دلائل سے مطمئن فرمادیا کہ ان کا عندیہ رائج نہیں ہے جس پر وہ بالآخر مطمئن ہو گئے تھے۔ مگر تعجب ہے کہ رافضیوں میں یہ بات شروع سے اب تک بالعموم کہی جاتی ہے کہ شیخین نے نعوذ باللہ اہل بیت کا حق مار لیا تھا۔ اور وہ اس موقف کو اپنے سادہ لوح عوام کے سامنے کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ انبیاء کی وراثت ہوتی ہے اور دلیل دیتے ہیں کہ ﴿يُؤْتِيكُمُ اللَّهُ فَيْءًا وَلَدًا كُمْ.....﴾ (النساء: ۱۱) ”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اولادوں کو ورثہ دینے کا حکم دیتا ہے۔“ اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ اپنے والد کے وارث قرار پائے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ (النمل: ۱۶) ”اور داود کا وارث سلیمان بنا۔“ اور حضرت زکریا رضی اللہ عنہ عا کیں کرتے رہے کہ انہیں بچہ ملے جو ان کا وارث ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۖ يَرِثُنِي وَيَرِثْ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾ (مریم: ۶۵) ”مجھے تو اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر دے وارث ہو میرا اور وارث ہو آل یعقوب کا۔“ وغیرہ مگر عصبیت سے بالاتر ہو کر علم و تقویٰ اور دیانت سے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کا مذکورہ بالا استدلال ایک ادھوراج ہے۔ اولاد کو ورثہ دینے کا عام حکم مطلقاً عموم پر ہرگز نہیں ہے جیسے کہ کافر قاتل عمداور غلام اولاد اپنے ماں باپ کی وارث نہیں ہو سکتی اسی طرح نبی ﷺ کا معاملہ عام مخصوص منہ البعض (عام حکم کا اطلاق

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

شمس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام ومسائل

بعض خاص صورتوں پر نہیں ہوتا) کی صورت سے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داود علیہ السلام کے بلاشبہ وارث ہوئے ہیں مگر مال و دولت کے نہیں بلکہ علم و کتاب اور اس جیسی دیگر ذمہ داریوں کے وارث ہوئے۔ اور اس مفہوم کے لیے لفظ وراثت ہی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ مال و دولت کے لیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَكُمْ أَوْرَاقُنَا الْكِتَابِ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (فاطر: ۳۲) ”پھر ہم نے اپنے منتخب بندوں کو اس کتاب کا وارث بنایا۔“ اور اگر یہاں مال کی وراثت مراد لی جائے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ داود علیہ السلام کی اولاد میں سے صرف سلیمان علیہ السلام کو وارث بنایا جائے اور دوسروں کو محروم کر دیا جائے؟ اور پھر صرف مال یا حکومت کا وارث ہونا تو کوئی خاص مدح کی بات نہیں، کیونکہ یہ دنیا کے معروف معمولات میں سے ہے۔ حضرت سلیمان اگر مال کے وارث بنے تو یہ کیوں سی بڑی بات ہے کہ قرآن بطور خاص اس کا تذکرہ کرے! اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاؤں کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہ اپنے علم کا وارث طلب کر رہے تھے نہ کہ مال کا۔ اگر ﴿يَرْبُّنِي وَيَرْبِّئُنِي﴾ سے مراد مال کی وراثت لی جائے تو دعا کا مطلب یہ ہوگا کہ پوری آل یعقوب کے مال کا وارث وہ بنے جو حضرت زکریا علیہ السلام کو بطور ولی عطا کیا جائے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو وارث عطا کیا۔ وہ اموال دنیا سے مطلقاً بے رغبت رہا، یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام۔

رسول اللہ ﷺ یا دیگر انبیاء کے سابقین ﷺ نے علم و کتاب کے علاوہ اپنی کوئی وراثت نہیں چھوڑی اور نہ کسی کو اپنا وارث بنایا۔ حضرات شیخین نے بقول ان لوگوں کے اگر حضرت فاطمہ علیہا السلام کو مال کی وراثت نہیں بھی دی تو رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس علیہ السلام بھی محروم رہے ہیں۔ خود ان کی اپنی صاحبزادیاں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما جو کہ اللہ کے نبی ﷺ کے حرم میں تھیں انہیں بھی محروم کیا گیا۔ اگر یہ مسئلہ وراثت ایسے ہی تھا جیسے کہ یہ رافضی لوگ باور کراتے ہیں تو کیوں نہ ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے دور خلافت میں جب کہ وہ کلی طور پر با اختیار تھے رسول اللہ ﷺ کی تمویل میں جو اموال رہے تھے انہیں وراثت کے طور پر تقسیم کر کے تمام اہل حقوق کو ان کے حقوق و دے دیے؟ لیکن حق یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرات شیخین حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو (جو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تھا) برقرار رہنے دیا جیسا کہ شروع میں تھا۔ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ۔

(المعجم ۱۹، ۲۰) - بَابُ: فِي بَيَانِ
مَوَاضِعِ قِسْمِ الْخُمْسِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى
باب: ۲۰۱۹ - خُمُسُ (نِصْفُ) كَإِذَا جَاءَ حَصْرُ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ لِيَاكِرْتَهُ (كَمَا) خَرَجَ هُوَ تَحْتَ
قَرَابَتِ دَارُوں كَاصْحَابِ بَيَانِ
(التحفة ۲۰)

فائدہ: درج ذیل احادیث پڑھتے ہوئے خاندان قریش کے متعلق معلوم رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چوتھے دادا عبد مناف کی چار اولادیں تھیں: ہاشم، مطلب، نوفل اور عبد شمس۔ ایام جاہلیت کی خاندانی آویزشوں میں بنو نوفل اور بنو عبد شمس ایک دوسرے کے حمایتی اور حلیف بن گئے تھے جبکہ بنو مطلب نے بنو ہاشم کی تائید و نصرت کی تھی۔ حتیٰ

کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد جب قریش نے بنو ہاشم کے ساتھ مقاطعے کا فیصلہ کیا اور انہیں شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تو بنو مطلب نے بنو ہاشم کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اس کے بعد توبہ دونوں خاندان معاشرتی اور معاشی طور پر پہلے سے بھی زیادہ باہم مربوط ہو گئے بلکہ دونوں مل کر ایک معاشی اکائی بن گئے۔ اس اکائی کا ہر فرد خود کو باقی سب کی طرف سے ذمہ دار سمجھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بدرجہ اولیٰ اس اکائی کے باقی ممبروں کی بہبود کے ذمہ دار تھے لہذا آپ نے انہیں اپنے مال میں شریک کر کے اسی کے تقاضے پورے فرمائے۔ یعنی جو کچھ خالصتاً آپ کا تھا اس میں کسی اور کا کوئی حق نہ تھا کہ جو آپ نے کسی سے روک لیا ہو آپ نے اس میں توسیع کر کے دوسروں کو شریک کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور حفاظت کا یہ عمل ان خاندانوں کے لیے ہمیشہ بابرکت ثابت ہوا جس کے نتیجے میں انہیں ”ذوی القربی“ (رسول اللہ ﷺ کے خاص قرابت دار) قرار دیا گیا۔ دوسرے دو خاندان اسلام قبول کر لینے کے بعد باوجود خاندانی تعلق داریوں کے اس خصوصی حیثیت اور شرف سے محروم رہے۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ .

۲۹۷۸- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ عنایت فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنو مطلب کو عنایت فرمایا ہے مگر ہمیں نہیں دیا۔ حالانکہ ہماری اور ان کی آپ کے ساتھ قرابت داری ایک سی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک شے ہیں۔“ (وجہ اوپر درج ہوئی) جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کا حصہ نہ نکالا جس طرح کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کا نکالا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی طرح تقسیم کیا کرتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ

۲۹۷۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: أَنَّهُ جَاءَهُ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ يَكْلُمَانِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِيمَا قَسَمَ مِنَ الْخُمْسِ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَسَمْتَ لِأَخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا وَقَرَابَتَهُمْ مِنْكَ وَاحِدَةٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ». قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي تَوْفَلٍ مِنْ ذَلِكَ الْخُمْسِ كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. قَالَ:

۲۹۷۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۲۹ من حديث يونس الأيلي، وأحمد:

۸۵/۴ عن عبد الرحمن بن مهدي به .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة
 وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَفْسِمُ الْخُمْسَ نَحْوَ قَسَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيهِمْ. قَالَ: فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُعْطِيهِمْ مِنْهُ وَعُثْمَانُ بَعْدَهُ.

خمس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل
 کرتے تھے لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کے ان قرابت داروں کو اتنا نہ دیتے تھے جتنا رسول اللہ ﷺ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (بھی) انہیں دیتے رہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کا آخری حصہ [وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ] ابوبکر خس اسی طرح تقسیم کیا کرتے تھے.....“ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کا حصہ ہے، لیکن حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ امام زہری رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو غلطی سے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ درج ہو گیا ہے۔ غالباً اسی لیے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں یہ حصہ ذکر نہیں کیا۔ (فتح الباری، کتاب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علی أن الخمس للامام) فتح الباری کی عبارت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ابوداؤد کا جونسہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کے سامنے تھا اس میں اس حصے کے درمیان کے الفاظ [مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِمْ] جتنا نبی ﷺ ان کو عطا کرتے تھے“ موجود نہ تھے، البتہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ذہلی نے اس آخری حصے کے ”درج“ ہونے کی وضاحت کی ہے اور یونس عن لیث ہی کی سند سے اس کو زیادہ تفصیل سے روایت کیا ہے۔ (فتح الباری، ایضاً)

[مَا كَانَ النَّبِيُّ الخ] کے الفاظ کے بغیر امام زہری کے قول کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کچھ ذوی القربیٰ کو خس کا حصہ نہیں دیتے تھے۔ اس حصے کے ساتھ اصل مفہوم یہ بنتا ہے کہ ذوی القربیٰ کو مجموعی طور پر اتنا نہ دیتے جتنا رسول اللہ ﷺ عطا فرماتے تھے۔ (اگلی حدیث سے یہ بھی بات واضح ہو جاتی ہے۔)

دوسری احادیث سے اس کی وجہ بھی سامنے آ جاتی ہے۔ سنن نسائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ وضاحت آتی ہے کہ ان کے (اور ان سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خود رسالت مآب ﷺ کے) نزدیک خس کے اس حصے کے اخراجات کی مددیں ”بیوگان کی شادی، بڑے خاندان والے کی خبر گیری، ذوی القربیٰ میں سے مقررہ قرضوں کے قرض کی ادائیگی“ تھیں۔ (فتح الباری، ایضاً، سنن نسائی: اول کتاب قسم الفیء) رسول اللہ ﷺ کے بعد نسبتاً زیادہ خوش حالی کی وجہ سے غالباً مجموعی طور پر ذوی القربیٰ کی ان مددات کے لیے خرچ ہونے والی رقم کی مقدار کم ہو گئی تھی اس لیے اب خس میں سے ذوی القربیٰ پر خرچ ہونے والی رقم کی نسبت کم اور عام بیوگان، یتامیٰ اور مستحقین پر خرچ ہونے والی رقم کی نسبت زیادہ ہو گئی تھی۔ اگلی احادیث میں اسی بات کی طرف اشارہ موجود ہے اور امام زہری نے اپنے قول میں اسی بات کی وضاحت کی ہے۔ ⑤ آیت کریمہ میں مذکور ”ذوی القربیٰ“ کے لفظ کی تشریح از روئے سنت ان دو خاندانوں سے کی گئی جو اقتصادی معاشرتی معاملات میں ہر طرح سے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ تھے۔ ⑥ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنو عبد شمس سے ہے اور حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کا بنو نوفل سے، یہ دونوں خاندان بنو ہاشم کے ساتھ اس طرح کا عملی اشتراک نہیں رکھتے تھے جیسا بنو ہاشم اور بنو مطلب کے درمیان تھا۔

۱- کتاب الخراج والفيء والإمارة ... نفس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۷۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنَ الْخُمْسِ شَيْئًا كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمْسَ نَحْوَ قَسَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا كَانَ يُعْطِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ عُمَرُ يُعْطِيهِمْ وَمَنْ كَانَ بَعْدَهُ مِنْهُ.

۲۹۸۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَهْمَ ذِي الْقُرْبَى فِي بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكَ بَنِي نَوْفَلٍ وَبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِلْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَكَ اللَّهُ بِهِ مِنْهُمْ، فَمَا بَالُ إِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ أَعْطِيتَهُمْ وَتَرَكْنَا وَقَرَابَتَنَا وَاحِدَةً؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۲۹۷۹- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بتایا جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ”قرابت داروں کے حصے“ میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیا مگر بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! بنو ہاشم کی فضیلت کا ہمیں انکار نہیں ہے کہ جو تعلق اور مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ دیا ہے سو دیا ہے۔ مگر ہمارے بھائی بنو مطلب کی وجہ ہے کہ آپ نے انہیں دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہماری (آپ کے ساتھ) قرابت داری ایک سی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم (بنو ہاشم) اور بنو مطلب

۲۹۷۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ۸۳/۴ عن عثمان بن عمر به.

۲۹۸۰- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وعلقه ابن حزم في المحلى: ۳۲۷/۷.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خمس اور آپ کے قربت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل
جاہلیت اور اسلام میں جدا جدا نہیں ہوئے ہیں، ہم اور وہ
ایک شے ہیں۔“ اور آپ نے (یہ بتاتے ہوئے) اپنے
ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری کے اندر ڈالیں۔

«أَنَا وَبَنُو الْمُطَّلِبِ لَا نَفْتَرُقُ فِي جَاهِلِيَّةٍ
وَلَا إِسْلَامٍ وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ شَيْءٌ
وَاحِدٌ»، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ﷺ.

۲۹۸۱- حسن بن صالح، سدی (الکبیر) اسمعیل بن
عبدالرحمن بن ابی کریمہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ”ذی
القربی“ سے مراد بنو عبدالمطلب ہیں۔

۲۹۸۱- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ
الْعَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ
صَالِحٍ، عَنِ السُّدِّيِّ فِي ذِي الْقُرْبَى قَالَ:
هُمْ بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

۲۹۸۲- یزید بن ہرمز کی روایت ہے کہ جن دنوں
میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا نجدہ حروری (یہ
خارجیوں کا سردار تھا) حج کے لیے آیا تو اس نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذی القربی کے حصے کے بارے میں
پچھوایا کہ آپ اسے کس کا حق سمجھتے ہیں؟ حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے قربت داروں
کے لیے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیا تھا۔ اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے ہمیں کچھ پیش کیا
جسے ہم نے اپنے حق سے کم سمجھا، تو ہم نے اسے ان کو
واپس کر دیا اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

۲۹۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا عَنَسَةُ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هُرْمَزٍ: أَنَّ
نَجْدَةَ الْحُرُورِيِّ حِينَ حَجَّ فِي فِتْنَةِ ابْنِ
الزُّبَيْرِ أُرْسِلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ
سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى وَيَقُولُ: لِمَنْ تَرَاهُ؟ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ: لِقُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَسَمَهُ
لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ
عَلَيْنَا مِنْ ذَلِكَ عَرَضًا، رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّنَا
فَرَدَدْنَاهُ عَلَيْهِ وَأَبَيْنَا أَنْ نَقْبَلَهُ.



☀ فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ذی القربی کو سابقہ طریق کی مددات کے مطابق پیش کش فرمائی لیکن ان حضرات
نے اسے کم سمجھتے ہوئے قبول نہ کیا۔ نیز غالباً یہ لوگ غنی بھی ہوں گے جیسے کہ پہلے فوائد اور درج ذیل روایت میں
اشارہ ہے۔

۲۹۸۳- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے

۲۹۸۳- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ

۲۹۸۱- تخریج: [إسناده حسن] انفرادہ ابو داود.

۲۹۸۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قسم الفیء، باب: ۱، ح: ۴۱۳۸ من حديث يونس به،
وانظر، ح: ۲۷۲۷، وأصله عند مسلم.

۲۹۸۳- تخریج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۳۴۳/۶ من حديث أبي داود به، وللحديث طريق ۴۴

۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة فمس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: وَلَا يَنْبَغِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُمُسَ الْخُمْسِ فَوَضَعَهُ مَوَاضِعَهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَيَاةَ أَبِي بَكْرٍ وَحَيَاةَ عُمَرَ، فَأَيُّ بِمَالٍ فَدَعَانِي فَقَالَ: خُذْهُ، فَقُلْتُ: لَا أُرِيدُهُ، فَقَالَ: خُذْهُ فَإِنَّكُمْ أَحَقُّ بِهِ، قُلْتُ: قَدْ اسْتَعَيْنَا عَنْهُ، فَجَعَلَهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ.

ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خمس کے پانچویں حصے پر والی بنایا، پس میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کے خاص مقامات پر خرچ کیا، اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی میں بھی اسی طرح ہوتا رہا۔ پھر کچھ مال آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور فرمایا: لے لو۔ میں نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: لے لو تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔ میں نے کہا: ہم اس سے مستغنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو بیت المال میں جمع کر لیا۔

۲۹۸۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْبَرِيدِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: اجْتَمَعْتُ أَنَا وَالْعَبَّاسُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَوْلَيْتَنِي حَقًّا مِنْ هَذَا الْخُمْسِ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَقْسِمُ حَيَاتِكَ كَيْلَا يُنَازِعَنِي أَحَدٌ بَعْدَكَ، فَأَفْعَلْ، قَالَ فَفَعَلَ ذَلِكَ. قَالَ: فَاقْسَمْتُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ وَلَايَنِي أَبُو بَكْرٍ، حَتَّى إِذَا كَانَتْ آخِرُ سَنَةِ

۲۹۸۴- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں عباس، فاطمہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے ہاں اکٹھے ہوئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مناسب سمجھیں تو کتاب اللہ کے مطابق جو خمس میں ہمارا حق ہے آپ اپنی زندگی میں مجھے اس کا والی بنا دیں تاکہ آپ کے بعد کوئی مجھ سے جھگڑانہ کرے۔ چنانچہ آپ نے ایسے ہی کر دیا۔ پھر میں آپ کی حیات مبارکہ میں اسے تقسیم کرتا رہا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا والی بنایا۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری سال تھا تو ان کے پاس بہت سا مال آیا تو انہوں نے مجھے اس سے معزول کر دیا۔ پھر انہوں نے

آخر، انظر الحديث الآتي * أبو جعفر الرازي حسن الحديث في غير ما يروي عن الربيع بن أنس، وثقه الجمهور.

۲۹۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۸۴ / ۱ من حديث هاشم بن البريد * حسين بن ميمون لبن الحديث (تقريب).

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة - خمس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

مِنْ سِنِي عُمَرَ فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ، فَعَزَلَ حَقَّنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقُلْتُ: بِنَا عَنْهُ الْعَامَ غِنَى وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ، فَأَرَدُوهُ عَلَيْهِمْ، فَرَدَّهِ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ لَمْ يَدْعُنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ بَعْدَ عُمَرَ، فَلَقِيتُ الْعَبَّاسَ بَعْدَ مَا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ! حَرَمْتَنَا الْغَدَاةَ شَيْئًا لَا يُرَدُّ عَلَيْنَا أَبَدًا، وَكَانَ رَجُلًا دَاهِيًا.

نے مجھے بلا بھیجا تو میں نے عرض کیا: اب کے برس ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جبکہ دیگر مسلمان اس کے حاجت مند ہیں آپ یہ انہیں دے دیں۔ تو انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد مجھے کسی نے اس کے لیے نہیں بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں سے آنے کے بعد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے کہا: اے علی! آج تم نے ہمیں ایک حق سے محروم کر دیا ہے جو آئندہ کبھی ہمیں نہیں دیا جائے گا۔ اور وہ بڑے دانا آدمی تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اور سابقہ صحیح روایات کے برعکس بھی۔

۲۹۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبَّسَةُ. حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ ابْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ وَعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: اثْنَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُولَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ بَلَغْنَا مِنَ السَّنِّ مَا تَرَى وَأَحْبَبْنَا أَنْ نَتَزَوَّجَ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَبْرُؤُ النَّاسِ وَأَوْصَلُهُمْ وَلَيْسَ عِنْدَ أَبَوَيْنَا مَا يُضْذِقَانِ عَنَّا، فَاسْتَعْمَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَى الصَّدَقَاتِ فَلَنُؤَدَّ إِلَيْكَ مَا يُؤَدِّي

۲۹۸۵- جناب عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اس کے والد ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب نے عبدالمطلب بن ربیعہ (مجھ سے) اور فضل بن عباس سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر درخواست کرو کہ اے اللہ کے رسول! ہم اس عمر کو پہنچ گئے ہیں جو آپ دیکھ رہے ہیں (بھرپور جوان ہیں) اور ہم شادیاں کرنا چاہتے ہیں اور آپ اے اللہ کے رسول! سب سے بڑھ کر حسن سلوک اور سب سے عمدہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں ہمارے والدین کے پاس ہمارے حق مہر کے لیے کچھ نہیں ہے تو آپ اے اللہ کے رسول! ہمیں صدقات کا عامل بنا دیجیے ہم وہی کریں گے جو دوسرے عامل کرتے ہیں اور ہمیں ہمارا حق خدمت جو ہو گا مل جائے گا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہم

۲۹۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوة، باب ترك استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ح: ۱۰۷۲ من حديث يونس بن يزيد به.

۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة

فمن اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

یہی گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آگئے تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقے پر عامل نہیں بنائیں گے تو ربیعہ نے ان سے کہا: یہ تمہاری بات ہے کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی دامادی مل گئی ہے، ہمیں تو اس پر تم سے کوئی حسد نہیں ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر لیٹ گئے اور کہنے لگے: میں ابوالحسن ہوں اور معاملہ فہم بھی! (جیسے کہ بڑا اونٹ ہوتا ہے۔) اللہ کی قسم! میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ تمہارے صاحبزادے جواب لے کر نہیں آتے جس مقصد کے لیے آپ نے انہیں نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: چنانچہ میں اور فضل (نبی ﷺ کے دروازے کی طرف) گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے اور جماعت کھڑی ہو گئی ہے تو ہم نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ پھر جلدی سے نبی ﷺ کے حجرے کے دروازے کے پاس آگئے۔ آپ اس دن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ ہم دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ پس آپ ﷺ نے (پیارے) میرے اور فضل کے کان پکڑ لیے اور فرمایا: ”نکالو جو تمہارے جی میں ہے۔“ پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور ہمیں اندر آنے کی اجازت دی تو ہم اندر چلے گئے۔ اور ہم تھوڑی دیر تک بات کرنے کو ایک دوسرے پر ٹالتے رہے (میں کہتا کہ تم بات کرو وہ کہتا کہ تم کرو) بالآخر آپ ﷺ سے میں نے بات کی یا فضل نے..... عبداللہ

الْعَمَالُ وَلْنُصِبَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ مِرْقَى. فَأَتَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَقَالَ لَنَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا، وَاللَّهِ! لَا يَسْتَعْمِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَبِيعَةُ: هَذَا مِنْ أَمْرِكَ، قَدْ نِلْتَ صَهْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ نَحْشُذْكَ عَلَيْهِ، فَأَلْقَى عَلِيٌّ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَنَا أَبُو حَسَنِ الْقَرْمِ وَاللَّهِ! لَا أَرِيْمُ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا [إِنَّاكُمَا] بِحُورٍ مَا بَعَثْنَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: فَاِنْطَلَقْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ حَتَّى نُوَافِقَ صَلَاةَ الظُّهْرِ قَدْ قَامَتْ، فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ أَسْرَعْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ إِلَى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَوْمِيذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُمْنَا بِالْبَابِ حَتَّى أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ بِأُذُنِي وَأَذِنَ الْفَضْلُ ثُمَّ قَالَ: «أَخْرِجَا مَا تُصَرَّانِ»، ثُمَّ دَخَلَ فَأَذِنَ لِي وَلِلْفَضْلِ فَدَخَلْنَا فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ قَلِيلًا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ أَوْ كَلَّمَهُ الْفَضْلُ - قَدْ شَكَّ فِي ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ - قَالَ: كَلَّمَهُ بِاللَّيْلِ أَمَرْنَا بِهِ أَبَوَانَا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ بَصَرَهُ قَبْلَ سَفْفِ الْبَيْتِ حَتَّى طَالَ عَلَيْنَا أَنَّهُ لَا يَرْجِعُ إِلَيْنَا شَيْئًا حَتَّى رَأَيْنَا زَيْنَبَ تَلْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ يَبْدِيهَا، تُرِيدُ أَنْ لَا تَعْجَلَا وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي أَمْرِنَا، ثُمَّ خَفَضَ رَسُولُ

نفس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

بن حارث کو شک ہے..... اور ہمارے باپوں نے جو کہا تھا ہم نے آپ کے گوش گزار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ ایک گھڑی کے لیے خاموش ہو گئے۔ آپ نے اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ بہت وقت گزر گیا اور آپ ہمیں کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم نے دیکھا کہ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے ہمیں اشارہ کیا یعنی جلدی مت کرو رسول اللہ ﷺ تمہارے ہی بارے میں فکر کر رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر جھکایا اور فرمایا: ”یہ صدقہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے اور یہ محمد اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔“ نوفل بن حارث کو میرے پاس بلا لاؤ۔“ چنانچہ انہیں بلایا گیا۔ آپ نے ان سے کہا: ”نوفل! عبدالمطلب سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔“ چنانچہ نوفل نے میرے ساتھ (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”محمیہ بن جزء کو بلا لاؤ۔“ وہ بنو زبید میں سے تھے۔ اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے نفس کا نگران بنایا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے کہا: ”محمیہ! فضل سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔“ چنانچہ اس نے بھی کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اٹھو اور انہیں نفس میں سے اتنا اتنا حق مہر ادا کر دو۔“ زہری کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن حارث نے مجھے اس کی مقدار بیان نہیں کی تھی۔

اللہ ﷺ رَأَسَهُ فَقَالَ لَنَا: «إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَةُ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَلِ مُحَمَّدٍ، اذْعُوا لِي نَوْفَلَ بْنِ الْحَارِثِ» فَدُعِيَ لَهُ نَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ، فَقَالَ: «يَا نَوْفَلُ! أَنْكِحْ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ» فَأَنْكِحَنِي نَوْفَلُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اذْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بِنِ جَزْءٍ» وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُبَيْدٍ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَحْمِيَةَ: «أَنْكِحِ الْفَضْلَ» فَأَنْكِحَهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُمْ فَأُصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمْسِ كَذَا وَكَذَا» لَمْ يُسَمِّ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقات کا عامل نہ بنایا، البتہ نفس میں سے ان کی شادیوں کے لیے خرچ فرمایا۔ اسی طریقے پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں عمل رہا۔ ② اور اس مقصد کے لیے بیت المال سے مادی تعاون لینا دینا جائز ہے جیسے کہ اہل بیت کے لیے نفس سے لینا جائز تھا اور رسول اللہ ﷺ حسب مصلحت اسے خرچ فرمایا کرتے تھے۔

۲۹۸۶- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میرے پاس ایک اچھی اونٹنی تھی جو مجھے بدر کے موقع پر غنیمت میں ملی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس موقع پر اپنے نفس سے بھی ایک اونٹنی عنایت فرمائی تھی۔ جب میں نے ارادہ کیا کہ (اپنی زوجہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا و خیر رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھروں میں لائیں تو میں نے بنو قریظہ کے ایک آدمی سے جو کہ سنا رہا تھا وعدہ لیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں گے جسے میں سناروں کو بیچ کر اپنے لیے کا خرچ بنا سکوں گا۔ پس اس خیال سے میں اپنی اونٹیوں کے لیے پالان بھرے اور رسیاں وغیرہ اکٹھے کر رہا تھا جبکہ میری اونٹیاں ایک انصاری کے حجرے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب میں نے یہ سامان اکٹھا کر لیا اور آیا تو دیکھا کہ میری اونٹیوں کے کوہان کٹے پڑے ہیں ان کے پہلو چیر دیے گئے ہیں اور جگر بھی نکال لیے گئے ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر ضبط نہ رکھ سکا (یعنی رونے لگا) اور پوچھا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ (تمہارے چچا) حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے اور وہ اس گھر میں انصاریوں کے ساتھ شراب کی ایک مجلس میں ہیں۔ ایک گانے والی نے ان کے اور ان کے ساتھیوں کے سامنے یوں کہا: [أَلَا يَحْمَرُّ لِلشُّرْفِ النَّوَاءُ] ”اے حمزہ! صحن میں بیٹھی ان موٹی موٹی اونٹیوں کے درپے ہو۔“

۲۹۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبَّسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمْسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِي بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَاغًا مِنْ بَنِي قَيْنِقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِي بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَاغِينَ فَاسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفِي مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْعَرَائِرِ وَالْحَبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَانَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَقْبَلْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا بِشَارِفِي قَدْ اجْتَبَتْ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنِي حِينَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غَنَّتْهُ قَيْنَةُ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَتْ فِي غَنَائِهَا:

أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرْفِ النَّوَاءُ

۲۹۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ۳۰۹۱، ومسلم، الأشربة، باب تحريم الخمر... الخ، ح: ۱۹۷۹ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة نفس اور آپ کے قربت داروں کے حصوں سے متعلق احکام ومسائل

چنانچہ وہ فوراً اٹھے اپنی تلوار لی اور ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور پہلو چیر دیے اور جگر نکال لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں چلا آیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر جو گزری تھی اسے میری صورت سے بھانپ لیا، تو فرمایا: ”کیا ہوا؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری اونٹنیوں پر حملہ کر کے ان کے کوہان کاٹ ڈالے ہیں اور پہلو چیر دیے ہیں۔ اور وہ اس گھر میں موجود ہے اور اس کے ساتھ دوسرے شراب پینے والے بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر طلب کی، اسے اوڑھا اور چل پڑے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے تھے حتیٰ کہ آپ اس گھر کے پاس آ گئے جس میں حمزہ تھے۔ آپ نے اندر جانے کی اجازت طلب کی، تو آپ کو بلا لیا گیا۔ آپ نے دیکھا کہ شراب نوشی کی مجلس ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حمزہ کو اس کی کارروائی پر برا بھلا کہنے لگے اور وہ نشے میں تھے۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ حمزہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا پھر نظر اٹھا کر آپ کے گھٹنوں تک دیکھا۔ پھر نظر اٹھائی تو ناف تک دیکھا۔ پھر نظر اٹھائی اور آپ کے چہرے کو دیکھا۔ پھر بولے: تم میرے باپ کے غلام ہونے کے سوا کیا ہو؟ تب رسول اللہ ﷺ نے پہچانا کہ یہ نشے میں دھت ہیں تو آپ الٹے پاؤں پیچھے پلٹ آئے۔ آپ نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے۔

فَوَثَّبَ إِلَى السَّيْفِ فَاجْتَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا
وَبَقَرَّ خَوَاصِرَهُمَا، فَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا.
قَالَ عَلِيٌّ: فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَذْخُلَ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ،
فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الَّذِي لَقِيتُ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا لَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، عَدَا حَمْرُهُ
عَلَى نَاقَتِي فَاجْتَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَّ
خَوَاصِرَهُمَا وَهَاهُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرِبْتُ،
فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرِذَائِهِ فَارْتَدَّاهُ، ثُمَّ
أَنْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ
حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْرُهُ، فَاسْتَأْذَنَ
فَأُذِنَ لَهُ فَإِذَا هُمُ شَرِبُوا، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَلُومُ حَمْرَةَ فِيمَا فَعَلَ، فَإِذَا حَمْرُهُ ثَمِلٌ
مُحَمَّرَةٌ عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْرَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ
صَعَدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سَرِّيهِ، ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ
فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ حَمْرَةُ: وَهَلْ أَنْتُمْ
إِلَّا عِبِيدٌ لَأَيِّ؟ فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ
ثَمِلٌ فَتَكَصَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عَقْبَيْهِ
الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة ————— نفس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور اس گانے والی کے شعریوں تھے:

أَلَا يَا حَمَزُ لِلشَّرَفِ النَّوَاءِ وَهْنٌ مُعَقَّلَاتٍ بِالْفَنَاءِ
صَحَّ السَّيِّئِينَ فِي اللَّبَاتِ مِنْهَا وَصَرَّحَهُنَّ حَمَزَةُ بِالذَّمَاءِ
وَعَجَلُ مَنْ أَطَايِبَهَا لِشَرِّبٍ قَدِيدًا مِنْ طَبِيخٍ أَوْ شِوَاءِ

”اے حمزہ! انھوں اور یہ موٹی موٹی اونٹیاں جو میدان میں بندھی ہیں ان کے حلقوں پر چھری رکھو اور انہیں

خونم خون کر دو۔ اور ان کا عمدہ عمدہ گوشت پکا ہوا یا بھنا ہوا اپنے شراب پینے والے ساتھیوں کو پیش کرو۔“

ان اشعار کا مقصد حمزہ کے جذبہ سخاوت کو غلط طریق پر ابھارنا تھا۔ حضرت حمزہ نے ان کے اکسانے پر اپنے بھتیجے کی پونجی جوانوں پر مشتمل تھی برباد کر ڈالی۔ ② اہل بیت کے افراد کو جہاد میں سے غنیمت کا حصہ ملتا تھا اور رسول اللہ ﷺ حسب ضرورت نفس سے مزید بھی عنایت فرمایا کرتے تھے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے افراد سخت مزدوری اور مشقت سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔ ④ انسان کسی وجہ سے عقل و شعور سے عاری ہو جائے تو خاص اس حالت میں تادیب مفید نہیں ہو سکتی بلکہ اس سے دور ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔

۲۹۸۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنِي عِيَّاشُ بْنُ عَقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ الضَّمَرِيِّ أَنَّ أُمَّ الْحَكَمِ - أَوْ ضُبَاعَةَ ابْنَتِي الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ - حَدَّثَتْهُ عَنْ إِحْدَاهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَبِيًّا فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَخْتِي وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَشَكُونَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ، وَلَكِنْ سَأَدْتُكُنَّ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُنَّ مِنْ ذَلِكَ تُكَبِّرْنَ اللَّهَ عَلَى إِثْرِ كُلِّ

۲۹۸۷- تخریج: [مسندہ حسن] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۲/۲۹۹ من حديث ابن وهب به * الفضل بن

الحسن 'حسن الحديث' .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

نفس اور آپ کے قربت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

صَلَاةٌ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی شریک سا بھی نہیں، حکومت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔) پڑھا کرو۔

قَالَ عِيَّاشٌ: وَهُمَا ابْنَتَا عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ. عِيَّاش (بن عقبہ) نے کہا: یہ دونوں خواتین نبی ﷺ کی چچا زاد تھیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ان سیدات کو اگر کچھ ملتا تو نفس میں سے ملتا، مگر شاید غنا و غیرہ کے ساتھ وہ سب بھی شہدائے بدر کے یتیم بچوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ② نبی ﷺ مادی تعاون کے معاملے میں زیادہ ضرورت مندوں خصوصاً شہداء کے اہل و عیال کو اولیت دیا کرتے تھے اور اپنے عزیز و اقارب کے متعلق آپ ﷺ کی ترجیح یہی تھی کہ وہ بقدر گزران اور قناعت کی زندگی گزاریں۔ ③ سیدات اہل بیت عام مسلمانوں کی خواتین حتیٰ کہ امہات المؤمنین بھی اپنے اپنے گھروں میں گھرداری کے تمام کام سرانجام دیتی تھیں۔ بعض فقہاء کا یہ کہنا کہ بیوی پر اپنے شوہر کی دلداری کے علاوہ اور کچھ واجب نہیں (خیر القرون) کے اس تعامل کے اور آئندہ حدیث میں مذکور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے۔ ④ اللہ کا ذکر اور اس کی پابندی دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں خیر و برکات کا باعث ہے جبکہ خادم کا فائدہ صرف دنیا تک ہی محدود ہے اور آخرت میں جو ابدا ہی کا معاملہ اس پر مستزاد ہے۔ ⑤ اس روایت میں یہ نکتہ بھی ہے کہ دن بھر کی محنت سے جو نیکان لاحق ہوتی ہے اس کا ازالہ اور خادم ہونے کی صورت میں اس سے جو راحت مل سکتی ہے ویسی ہی راحت ان تسبیحات سے بھی مل سکتی ہے۔

۲۹۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: ۲۹۸۸- ابن اعبد سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و خیر رسول ﷺ کی بات نہ بتاؤں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیار تھا۔ میں نے کہا: ہاں بتائیے۔ تو انہوں نے کہا: حضرت

۲۹۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۰۶۳، وأخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/۱۵۳ من حديث سعيد الجريري به * أبو الورد مستور، وابن أعبد مجهول (تقریب)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَهْلِيهِ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: إِنَّهَا جَرَتْ
بِالرَّحَى حَتَّى أَثَرُ فِي يَدِهَا وَاسْتَقَمَّتْ بِالْقِرْبَةِ
حَتَّى أَثَرُ فِي نَحْرِهَا وَكُنَسَتْ الْبَيْتَ حَتَّى
اغْبَرَّتْ نِيَابُهَا. فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ خَدَمَ
فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتَ أَبَاكَ فَسَأَلْتَهُ خَادِمًا، فَأَتَتْهُ
فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَاثًا فَرَجَعَتْ فَأَتَاَهَا مِنْ
الْعَدِ فَقَالَ: «مَا كَانَ حَاجَتُكَ؟» فَسَكَتَتْ،
فَقُلْتُ: أَنَا أُحَدِّثُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! جَرَتْ
بِالرَّحَى حَتَّى أَثَرْتُ فِي يَدِهَا، وَحَمَلْتُ
بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَرْتُ فِي نَحْرِهَا، فَلَمَّا أَنْ
جَاءَكَ الْخَدَمُ أَمَرْتُهُمْ أَنْ تَأْتِيَكَ فَتَسْتَحْدِمَكَ
خَادِمًا يَقْبِهَا حَرًّا مِمَّا هِيَ فِيهِ. قَالَ: «اتَّقِ
اللَّهَ يَا فَاطِمَةُ! وَأَذِي فَرِيضَةَ رَبِّكَ وَاعْمَلِي
عَمَلَ أَهْلِكَ، فَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ
فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدِي ثَلَاثًا
وَوَثَلَاثِينَ وَكَبِّرِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَبِثَلَاثَةِ
فِيهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ خَادِمٍ»، قَالَتْ: رَضِيتُ
عَنِ اللَّهِ وَعَنْ رَسُولِهِ.

419

فوائد و مسائل: ① یہ روایت مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ اس سند سے ضعیف ہے، مگر بالا اختصار یہ دوسری سند سے

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة خص اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

صحیح ثابت ہے جیسے کہ آئندہ حدیث نمبر: ۵۰۶۲ میں موجود ہے۔ اور مذکورہ بالا تسبیحات انتہائی فضیلت رکھتی ہیں۔

⑤ اور اس میں ایک بیٹی اور بیوی کو ”گھر والوں“ کا کام کرنے کی تلقین بھی ہے۔

۲۹۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ۲۹۸۹- امام زہری رحمہ اللہ نے بواسطہ علی بن حسین المروزی: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: وَلَمْ يُخْدَمْهَا.

۲۹۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبَّسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْقُرَشِيُّ - قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ يَغْنِي ابْنَ عِيسَى: كُنَّا نَقُولُ إِنَّهُ مِنَ الْأَبْدَالِ قَبْلَ أَنْ نَسْمَعَ أَنَّ الْأَبْدَالَ مِنَ الْمَوَالِي - قَالَ: حَدَّثَنِي الدَّخِيلُ بْنُ إِيَّاسٍ بْنُ نُوحٍ بْنِ مُجَاعَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ سِرَاجٍ بْنِ مُجَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ مُجَاعَةَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَطْلُبُ دِيَّةَ أَخِيهِ، فَتَلَّهْتُ بَنُو سَدُوسٍ مِنْ بَنِي ذُهَلٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ جَاعِلًا لِمُشْرِكٍ دِيَّةً جَعَلْتُ لِأَخِيكَ، وَلَكِنْ سَأَعْطِيكَ مِنْهُ عُقْبَى»، فَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِمَائَةِ مِنَ الْإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمْسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي ذُهَلٍ فَأَخَذَ طَائِفَةً مِنْهَا وَأَسْلَمَتْ بَنُو ذُهَلٍ فَطَلَبَهَا بَعْدَ مُجَاعَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَأَنَاهُ بِكِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَتَبَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ بِأَثْنِي

۲۹۹۰- مجاہد (بن مرارہ حنفی یمامی رحمہ اللہ) - مجاہد کی میم پر پیش اور جیم مشدو ہے) سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اپنے بھائی کی دیت طلب کی جسے بنوذہل کی شاخ بنوسدوس کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں کسی مشرک کی دیت دیتا ہوتا تو تیرے بھائی کی بھی دے دیتا۔ تاہم میں تجھے اس کا عوض دوں گا۔“ پس نبی ﷺ نے اسے لکھ دیا کہ سب سے پہلا خمس جو بنوذہل کے مشرکوں سے حاصل ہوگا اس میں سے اس کو ایک سو اونٹ دیے جائیں گے۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ اس نے حاصل کر لیا اس کے بعد پھر بنو ذہل مسلمان ہو گئے۔ تو مجاہد نے باقی ماندہ کا مطالبہ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ سے کیا اور ان کو نبی ﷺ کی تحریر پیش کر دی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ نے اس کے لیے یمامہ کے صدقہ سے بارہ ہزار صاع لکھ دیئے چار ہزار صاع گندم چار ہزار صاع جو اور چار ہزار صاع کھجور۔ نبی ﷺ کی وہ تحریر جو آپ نے مجاہد کو لکھ کر دی تھی اس کا



۲۹۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۵۰۶۲ * السند مرسل.

۲۹۹۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۴۴/۸، وأبو نعیم في معرفة الصحابة:

۵/۲۶۲۲، ح: ۶۳۱۰ من حديث عبسة به * الدخيل مستور، وهلال مجهول الحال، فالسند مظلم.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

صفی سے متعلق احکام و مسائل

مضمون یہ تھا: ”بسم الله الرحمن الرحيم۔ یہ تحریر محمد نبی ﷺ کی جانب سے بنو سلمیٰ کے مجاہد بن مرادہ کے لیے لکھی گئی ہے کہ میں نے اسے اس کے (مقتول) بھائی کے عوض میں ایک سوانٹ عطا کیے ہیں جو کہ بنو ذہل کے مشرکین سے حاصل ہونے والے پہلے فہم میں سے ادا کر دیے جائیں گے۔“

عَشْرَ أَلْفِ صَاعٍ مِنْ صَدَقَةِ الْيَمَامَةِ : أَرْبَعَةَ أَلْفِ بُرٍّ، وَأَرْبَعَةَ أَلْفِ شَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةَ أَلْفِ تَمْرٍ وَكَانَ فِي كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَاعَةَ : «بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَاعَةَ بْنِ مُرَادَةَ مِنْ بَنِي سُلَمَى، إِنِّي أَعْطَيْتُهُ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمْسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي ذَهْلٍ عُقْبَةً مِنْ أَخِيهِ».

باب: ۲۱۲۰- صفی کے احکام و مسائل

(المعجم ۲۰، ۲۱) - باب مَا جَاءَ فِي

سَهْمِ الصَّفِيِّ (التحفة ۲۱)

۲۹۹۱- عامر شعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا غنیمت میں ایک خاص حصہ ہوا کرتا تھا جسے صفی کہا جاتا تھا۔ (آپ ﷺ) چاہتے تو غلام لے لیتے یا لونڈی یا گھوڑا (اور یہ) خمس نکالنے سے پہلے لے سکتے تھے۔

۲۹۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ : كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ سَهْمٌ يُدْعَى الصَّفِيِّ إِنْ شَاءَ عَبْدًا وَإِنْ شَاءَ أَمَةً، وَإِنْ شَاءَ فَرَسًا يَخْتَارُهُ قَبْلَ الْخُمْسِ.

🌞 فائدہ: نبی ﷺ غنیمت میں سے کوئی خاص چیز پسند کرتے تو خمس سے پہلے اسے لے سکتے تھے مثلاً لونڈی، غلام، تلوار یا کوئی بھی چیز، اسے صفی کہا جاتا ہے۔

۲۹۹۲- ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے حصے اور صفی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ خواہ کسی جہاد میں شریک نہ بھی ہوتے آپ کا حصہ نکالا جاتا تھا اور خمس میں سے سب سے پہلے آپ کے لیے کوئی خاص چیز نکال لی جاتی

۲۹۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَأَزْهَرُ قَالََا : حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ : سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ سَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّفِيِّ، قَالَ : كَانَ يُضْرَبُ لَهُ بِسَهْمِ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ لَمْ يَشْهَدْ، وَالصَّفِيُّ

۲۹۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب: ۱، ح: ۴۱۵۰ من حديث مطرف به، السند

مرسل.

۲۹۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۰۴/۶ من حديث أبي داود به، السند مرسل.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

يُؤْخَذُ لَهُ رَأْسٌ مِنَ الْخُمْسِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ .

۲۹۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ

السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ

عَنْ سَعِيدِ يَعْنِي ابْنَ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَزَا كَانَ لَهُ سَهْمٌ

صَافٍ يَأْخُذُهُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَتْ صَفِيَّةُ

مِنْ ذَلِكَ السَّهْمِ، وَكَانَ إِذَا لَمْ يَغْزُ بِنَفْسِهِ

ضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ وَلَمْ يُخَيَّرْ .

۲۹۹۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا

أَبُو أَحْمَدَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ

صَفِيَّةُ مِنَ الصَّفِيِّ .

۲۹۹۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ

عَنْ عُمَرُو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ

مَالِكٍ قَالَ: قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ

تَعَالَى الْحِصْنَ ذَكَرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ

حُجَيٍّ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا،

فَاضْطَلَفَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا

حَتَّى بَلَغْنَا سُدَّ الصُّهْبَاءِ حَلَّتْ قَبْنَى بِهَا .

صفی سے متعلق احکام ومسائل

تھی اور اسے صفی کہا جاتا تھا۔

۲۹۹۳- جناب قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ جب کسی غزوے میں شریک ہوتے تو آپ کا

ایک خاص حصہ (صفی) ہوتا تھا آپ جو چاہتے لے سکتے

تھے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) اسی حصے میں

سے تھیں اور جب آپ خود شریک نہ ہوتے تو آپ کا

حصہ رکھا جاتا تھا مگر وہ آپ سے منتخب نہ کرایا جاتا۔

۲۹۹۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) کا بیان

ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) آپ ﷺ کے

حصہ صفی میں آئی تھیں۔

۲۹۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ ہم خیبر آئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کر دیا

تو آپ ﷺ کے سامنے صفیہ بنت حُجَی کے حسن و جمال

کا تذکرہ ہوا ان کا شوہر قتل ہو گیا تھا جبکہ وہ ابھی لہسن

تھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں (ان کے صدمے

کے ازالے اور معاشرے میں اونچا مقام دینے کے

لیے) اپنے لیے منتخب فرمایا۔ آپ اسے لے کر روانہ

ہوئے حتیٰ کہ جب ہم سد صہبہ کے مقام پر پہنچے تو وہ

حلال (حیض سے پاک) ہو گئیں تو آپ نے ان کے

ساتھ شب زفاف گزاری۔

۲۹۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۰۴/۶ من حديث أبي داود به، السند مرسل وضعيف .

۲۹۹۴- تخریج: [إسناده ضعيف] * سفیان الثوري مدلس وعنعن .

۲۹۹۵- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: هل يسافر بالجارية قبل أن يستبرئها، ح: ۲۲۳۵ من حديث

يعقوب به .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صفحے سے متعلق احکام و مسائل

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

🌞 فوائد و مسائل: ① جنگ میں ہاتھ آنے والی لونڈیوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب تک حمل نہ ہونے کا یقین نہ ہو جائے ان سے صحبت جائز نہیں اور یہی ان کی عدت ہے اسے استبراء رحم (رحم کے صاف ہونے کا پتہ چل جانا) کہتے ہیں۔ ② ”سُدُّ الصُّبَّاء“ خیر سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔ ”سد“ کی سین پر پیش اور زبردوں منقول ہیں۔

۲۹۹۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدُخِيَّةِ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۹۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا بَهْرُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: وَقَعَ فِي سَهْمٍ دُخِيَّةٌ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعَةِ أَرُوسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سَلِيمٍ تَصْنَعُهَا وَتَهَيِّئُهَا. قَالَ حَمَّادٌ: وَأُخْصِبُهُ قَالَ: وَتَعْتَدُ فِي بَيْتِهَا صَفِيَّةُ ابْنَةِ حَيٍّ.

۲۹۹۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پہلے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے چنا تھا مگر بعد میں (ان کے پورے حالات گوش گزار کیے جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آ گئیں۔

۲۹۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں ایک بہت ہی خوبصورت لونڈی آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو سات غلام دے کر خرید لیا۔ پھر آپ نے اسے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تاکہ اسے بنائیں سنواریں اور بطور دہن تیار کریں۔ حماد کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ ام سلیم کے ہاں عدت پوری کر لے اور یہ صفیہ بنت حبی تھیں۔

۲۹۹۸- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جُمِعَ السَّبِيُّ يَعْنِي بِخَيْرٍ فَجَاءَ دُخِيَّةٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبِيِّ،

۲۹۹۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیر میں قیدیوں کو جمع کیا گیا تو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے قیدیوں میں سے ایک لونڈی عنایت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور ایک لونڈی لے لو“ تو انہوں نے صفیہ بنت حبی کو چن لیا۔ پھر ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے

۲۹۹۶- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يعتق أمته ثم يتزوجها، ح: ۱۹۵۷ من حديث حماد بن زيد به.

۲۹۹۷- [تخریج: [إسناده ضعيف] * حماد هو ابن زيد.

۲۹۹۸- [تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من غزا بصبي للخدمة، ح: ۲۸۹۳ من حديث يعقوب بن إبراهيم، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ۱۳۶۵ بعد، حديث: ۱۴۲۷ من حديث إسماعيل ابن علي به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة -

قال: «أَذْهَبَ فَخَذَ جَارِيَةً»، فَأَخَذَ صَفِيَّةَ ابْنَةَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُعْطِيتَ دَحِيَّةً - قَالَ يَعْقُوبُ: صَفِيَّةُ ابْنَةِ حُيَيٍّ - سَيِّدَةُ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ ثُمَّ اتَّفَقَا مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: «أَذْعُوهُ بِهَا»، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَهُ: «خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا»، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا.

صُفًى سے متعلق احکام و مسائل

اللہ کے نبی! آپ نے صفیہ بنت حبیبی کو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ قرظہ اور نضیر (یہودی قبیلوں) کی سردار ہے (سردار کی بیٹی ہے) یہ صرف آپ ہی کے زبیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دحیہ کو بلاؤ۔“ اسے لے کر آئے۔ جب نبی ﷺ نے صفیہ کو دیکھا تو دحیہ سے فرمایا: ”قیدیوں میں سے اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔“ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اہل خیمہ کو جنگ میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کے مال پر قبضہ کر لیا گیا اور قیدیوں کو غلام اور لونڈیاں بنالیا گیا اور یہ اس وقت جنگ کا معروف طریقہ تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے باوجود ایک سردار زادی کو اس کا مقام و منصب دیا، وہ ایک صحابی کے حصے میں آچکی تھیں آپ نے اسے واپس لے کر آزاد کر دیا اور پھر ان کی مرضی سے انہیں اپنے حرم میں داخل کر کے انہیں مسلمان سوسائٹی میں اعلیٰ ترین مقام عطا کیا۔ ② اسلام جہاں حق کی ترویج اور دفاع کے لیے طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے وہاں انسانوں کو عزت بھی دیتا ہے۔ اس اقدام سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ان قبائل کی نفرت و عداوت کو الفت و قربت میں بدل کر انہیں اسلام کے قریب لایا جائے۔ اور یہی رسول اللہ ﷺ کے کثرت ازدواج کی ایک اہم حکمت تھی۔ مستشرقین نے تعصب برتتے ہوئے جو الزام تراشی کی وہ ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے۔ ③ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی نہیں لیا گیا تھا بلکہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدلے سات لونڈی غلام عنایت فرما کر اچھی طرح راضی کیا۔ بلکہ یہ بدلہ اتنا زیادہ تھا کہ تھوڑی دیر کیلئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو ان کے حصے میں رہیں اس کی برکت سے ان کو اپنے وہم و گمان سے زیادہ مل گیا۔

۲۹۹۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا بِالْمِرْبَدِ فَجَاءَ رَجُلٌ أَشْعَثُ الرَّأْسِ بِيَدِهِ قِطْعَةً أَدِيمٍ، أَحْمَرَ، فَقُلْنَا: كَأَنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ؟ قَالَ: أَجَلٌ. قُلْنَا:

۲۹۹۹- جناب یزید بن عبد اللہ (بن الشخیر) بیان کرتے ہیں کہ ہم (بصرہ کے محتلہ) مرید میں تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ ہاتھ میں سرخ چمڑے کا ایک ٹکڑا لیا ہوا تھا۔ ہم نے کہا: تم گویا دیہات کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا:

۲۹۹۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب: ۱، ح: ۴۱۵۱ من حديث يزيد بن عبد الله بن الشخير به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۹۹، وابن حبان، ح: ۹۴۹ * الصحابي اسمه النمر بن تولب الشاعر.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة ————— مدینہ منورہ سے یہود کے اخراج کا بیان

ہاں۔ ہم نے کہا: یہ تیرے ہاتھ میں چڑے کا ٹکڑا کیسا ہے ذرا ہمیں دکھاؤ؟ وہ اس نے ہمیں دے دیا۔ ہم نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا: ”محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنی زہیر بن اقیس کے لیے۔ تم لوگ اگر لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی شہادت دو نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو غنیمت میں سے پانچواں حصہ (خمس) اور نبی ﷺ کا حصہ خاص (صفی) ادا کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی امان سے امن میں ہو۔“ ہم نے پوچھا: تمہیں یہ تحریر کس نے دی ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔

باب: ۲۲/۲۱- یہودی مدینہ منورہ سے
کیسے نکالے گئے؟

۳۰۰۰- عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک (بعض نسخوں میں عبدالرحمن بن عبد اللہ کی بجائے عبدالرحمن بن کعب ہے اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ عبدالرحمن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں یعنی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ اور وہ ان تین افراد میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ بیان کیا کہ (یہودیوں کا سردار) کعب بن اشرف نبی ﷺ کی بہت بدگوئی کیا کرتا تھا اور کفار قریش کو ان پر حملہ آور ہونے کی ترغیب بھی دیتا رہتا تھا۔ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہل شہر میں تین طرح کے لوگ بستے تھے یعنی مسلمان، مشرک بت پرست اور یہود۔ اور یہ یہودی نبی ﷺ اور آپ کے

نَاوِلْنَا هَذِهِ الْقِطْعَةَ الْأَدِيمَ الَّتِي فِي يَدِكَ، فَتَاوَلْنَاهَا، فَقَرَأْنَا مَا فِيهَا فَإِذَا فِيهَا: «مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى بَنِي زُهَيْرِ بْنِ أَيْقِسَ، إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَمْتُمْ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَأَذَيْتُمُ الْخُمْسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَهَمَ الصَّفِيُّ أَنْتُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ»، فَقُلْنَا: مَنْ كَتَبَ لَكَ هَذَا الْكِتَابَ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

(المعجم ۲۱، ۲۲) - بَابُ: كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ (التحفة ۲۲)

۳۰۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبَيَّ عَلَيْهِمْ: وَكَانَ كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ ﷺ وَيَحْرُضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَأَهْلُهَا أَخْلَاطٌ مِنْهُمْ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ وَالْيَهُودَ، وَكَانُوا يُؤْذُونَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ، فَأَمَرَ

۳۰۰۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۱۹۸/۳ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * الزهري مدلس وعنعن.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ بِالصَّبْرِ وَالْعَفْوِ فَفِيهِمْ
 أَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
 الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [آل عمران: ۱۸۶]
 الْآيَةُ فَلَمَّا أَبَى كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ أَنْ يَنْزِعَ
 عَنْ أَذَى النَّبِيِّ ﷺ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ
 مُعَاذٍ أَنْ يَبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُونَهُ، فَبَعَثَ مُحَمَّدٌ
 ابْنَ مَسْلَمَةَ، وَذَكَرَ قِصَّةَ قَتْلِهِ، فَلَمَّا قَتَلُوهُ
 فَرِغَتِ الْيَهُودُ وَالْمُشْرِكُونَ، فَغَدَوْا عَلَى
 النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: طَرِقَ صَاحِبُنَا فَقُتِلَ
 فَذَكَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ الَّذِي كَانَ يَقُولُ
 وَدَعَاهُمْ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَنْ يَكْتُبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ
 كِتَابًا يَنْتَهُونَ إِلَى مَا فِيهِ. فَكَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ
 بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَامَّةً صَحِيفَةً.

مدینہ منورہ سے یہود کے اخراج کا بیان

اصحاب کو بہت اذیت دیا کرتے تھے۔ تو اللہ عزوجل نے
 اپنے نبی ﷺ کو صبر اور درگزر کا حکم دیا۔ اور انہی کے سلسلے
 میں یہ آیت اتری: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
 الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى
 كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَ تَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ
 الْأُمُورِ﴾ ”اور یہ بھی یقینی ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی
 طرف سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور
 مشرکوں کی طرف سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سننی
 پڑیں گی اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً
 یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔“ اور جب کعب بن اشرف
 (یہودی) نبی ﷺ کو اذیت دینے سے باز نہ آیا تو نبی ﷺ
 نے (رئیس اوس) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ
 کوئی جماعت بھیج دو جو اس کا کام تمام کر دے۔ چنانچہ
 انہوں نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ اور پھر
 اس کے قتل کا قصہ بیان کیا۔ جب ان لوگوں نے اس کو
 قتل کر دیا تو یہودی اور مشرک گھبرا گئے اور صبح کے وقت
 نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے صاحب کو رات
 کے اندھیرے میں قتل کر دیا گیا ہے۔ تو نبی ﷺ نے ان
 کو جو وہ کہا کرتا تھا سب بتایا اور انہیں دعوت دی کہ آؤ
 ہمارے تمہارے درمیان ایک تحریری معاہدہ ہو جائے
 جس پر سب کا اتفاق ہو۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے اور
 یہودیوں اور تمام مسلمانوں کے مابین ایک تحریر لکھ لی
 (یعنی معاہدہ ہو گیا۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① یہودی مدینہ سے کیوں نکالے گئے اس کی بابت یہ ہے کہ یہ عبرانی لوگ تھے جو اشوری اور رومی
 ظلم و جبر سے بھاگ کر حجاز میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ اور طویل اقامت کے باعث ان کی وضع قطع زبان اور تہذیب

بالکل عربی ہو گئی تھی۔ یثرب (مدینہ منورہ) میں ان کے تین مشہور قبیلے تھے بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ آتے ہی مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات کرائی اور دوسری جانب اس شہر کے رہنے والے یہودیوں اور بت پرستوں سے ایک سیاسی معاہدہ کیا کہ ہم سب مل کر اس شہر کے اندر امن وامان قائم رکھیں گے اور بیرونی حملے کی صورت میں ایک دوسرے کی بھرپور مدد کریں گے۔ مگر یہودیوں نے خفیہ طور پر مسلمانوں کے خلاف عداوت کا سلسلہ اپنائے رکھا۔ قریش مکہ کے ساتھ بھی ان کے رابطے تھے اور عرب کے دیگر قبائل کو بھی وہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دینا ان کے لیے معمولی بات ہوتی تھی۔ عمومی معاہدے کو بری طرح توڑنے بلکہ مدینہ کے دفاع کے معاہدے میں غداری کے واضح ثبوتوں کے بعد اس دور کی سخت ترین سزا کی بجائے محض مدینہ کو ان کی سازشوں اور فتنہ پردازیوں سے محفوظ کرنے کے لیے انہیں مدینہ منورہ سے جلا وطن کیا گیا۔ تفصیل کے لیے سیرت کی کتابیں دیکھیے، بالخصوص ”الرحیق المختوم“ از جناب مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ۔ (۱) اسلامی معاشرے میں اللہ کے کسی نبی خصوصاً آخری رسول ﷺ کے بارے میں گستاخی کرنے والے کو کوئی امان نہیں اور اس کی سزا قتل ہے۔ (۲) کعب بن اشرف کا قتل غزوہ بدر کے بعد ہجرت کے تیسرے سال کی ابتدا میں ہوا تھا۔ اس کا بیان گزشتہ حدیث: ۲۷۶۸ میں ہوا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کو مدینے سے نکالے جانے کی ابتدا تھی۔ (۳) اس حدیث میں جس معاہدے کا ذکر ہے ممکن ہے کہ نیا ہوا اور ممکن ہے کہ اس معاہدے کی تجدید ہو جو ابتدائے ہجرت میں ان کے ساتھ طے پایا تھا۔

۳۰۰۱- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرٍو [الْيَامِي]: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَنْ كَرِيمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدِمَ الْمَدِينَةَ جَمَعَ الْيَهُودَ فِي سُوقِ بَنِي قَيْنَقَاعَ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ يَهُودَ! أَسْلَمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قُرَيْشًا»، قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! لَا يَغُرُّكَ مِنْ

۳۰۰۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ قریش پر غالب آ گئے اور فتح کے بعد مدینہ پہنچے تو یہودیوں کو بنو قریظہ کے بازار میں جمع کیا اور فرمایا: ”اے جماعت یہود! اسلام قبول کر لو، قبل اس کے کہ تمہیں ان حالات سے دوچار ہونا پڑے جن سے قریشی دوچار ہوئے ہیں۔“ تو ان لوگوں نے کہا: اے محمد! آپ دھوکے میں نہ رہیں کہ قریش کے اناڑی لوگوں کو قتل کر آئے ہیں، وہ جنگ کرنا جانتے ہی نہیں تھے۔ اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو پتا چل جائے گا کہ ہم مرد ہیں، تمہارا ہم جیسوں سے سامنا نہیں

۳۰۰۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ۱۲۸/۳ من حديث يونس بن بكير به * محمد بن أبي محمد مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة مدینہ منورہ سے یہود کے اخراج کا بیان

نَفْسِكَ أَنْكَ قَتَلْتَ نَفْرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا
أَغْمَارًا لَا يَعْرِفُونَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ لَوْ قَاتَلْتَنَا
لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ وَأَنْتَ لَمْ تَلَقْ مِنَّا،
فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
مَسْغُورَاتٌ﴾ قَرَأَ مُصْرَفٌ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَفَقَّةٌ
تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ يَبْذُرُ ﴿وَأُخْرَى﴾
كَافِرَةٌ﴾ [آل عمران: ۱۲، ۱۳].

ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿قُلْ
لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَسْغُورَاتٌ﴾ ”کافروں سے کہہ دیجیے
کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے۔“ راوی حدیث
مصرف (بن عمرو) نے آگے تک پڑھا: ﴿وَفَقَّةٌ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ﴾ ”ایک جماعت تو
اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی (بدر میں) اور دوسرا گروہ
کافروں کا تھا۔“

☀️ فائدہ: روایت سداً ضعیف ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مشرکین مکہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کے
خلاف سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اسی طرح یہودی مسلمانوں کے ساتھ بقاء باہمی کا معاہدہ کرنے کے
باوجود نہ صرف قریش کی سازشوں میں شریک تھے بلکہ اپنے طور پر بھی اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کارروائیوں
میں مشغول رہتے تھے۔ اگلی روایت بھی سداً ضعیف ہے۔ اگر اس میں مذکور واقعہ درست ہو تو اس سے پتہ چلے گا کہ
یہود جب غدار پر اتر آئے تھے تو مسلمانوں کے پاس مقابلے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا یہودی غدار کی تفصیل
حدیث نمبر: ۳۰۰۳ کے ذیلی فوائد میں دیکھیں۔

۳۰۰۲- حَدَّثَنَا مُصْرَفٌ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي
مَوْلَى لِزِيدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بَنْتُ
مُحَيِّصَةَ عَنْ أَبِيهَا مُحَيِّصَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُودَ
فَاقْتُلُوهُ» فَوُتِبَ مُحَيِّصَةُ عَلَى شُيْبَةَ - رَجُلٍ
مِنْ تَجَارِ يَهُودَ - كَانَ يَلَابِسُهُمْ فَقَتَلَهُ وَكَانَ
حَوِيَصَةً إِذْ ذَاكَ لَمْ يُسْلِمِ وَكَانَ أَسَنَ مِنْ
مُحَيِّصَةَ فَلَمَّا قَتَلَهُ جَعَلَ حَوِيَصَةً يَضْرِبُهُ
وَيَقُولُ: أَيُّ عَدُوِّ اللَّهِ! أَمَا وَاللَّهِ! لَرُبَّ

۳۰۰۲- حضرت حمصہ (ابن مسعود بن کعب انصاری
خزرجی) کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس
یہودی پر بھی تمہارا بس چلے اسے قتل کر ڈالو۔“ چنانچہ
حمصہ نے ایک یہودی تاجر پر جس کا نام حویصہ تھا حملہ کیا
اور اسے قتل کر ڈالا جو ان کے ساتھ رہتا تھا اور (حمصہ
کا بھائی) حویصہ ابھی ان دنوں مسلمان نہیں ہوا تھا اور عمر
میں حمصہ سے بڑا تھا۔ جب اس نے قتل کر دیا تو حویصہ
حمصہ کو مارنے لگا اور کہتا تھا: اے اللہ کے دشمن! قسم اللہ
کی! تیرے پیٹ کی بہت سی چربی اسی کے مال کی وجہ سے
ہے (یعنی وہ تیرا محسن ہے اور تو نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔)

۳۰۰۲- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه البيهقي في الدلائل: ۳/ ۲۰۰ من حديث ابن إسحاق به، وهو في العقد
التمام في تخریج السيرة لابن هشام: ۵۸/ ۲ * مولی زید مستور، انظر الحديث السابق، وبنت محیصة لا تعرف.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹۔ کتاب الخراج والفیء والإمارة
شَحْمٌ فِي بَطْنِكَ مِنْ مَالِهِ .

۳۰۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”چلو اٹھو یہودیوں کی طرف چلو۔“ چنانچہ ہم آپ کی معیت میں چلتے ہوئے ان کے پاس پہنچے۔ پھر رسول اللہ ﷺ رک گئے اور انہیں پکارا اور فرمایا: ”اے جماعت یہود! اسلام قبول کرلو! امن میں رہو گے۔“ انہوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ”اسلام قبول کرلو! سلامتی میں رہو گے۔“ انہوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں یہی چاہتا ہوں (کہ تم اقرار کرلو کہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔)“ آپ نے تیسری بار فرمایا: ”یاد رکھو! زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور میں تمہیں اس زمین سے جلا وطن کرنے والا ہوں۔ جسے اپنے مال میں سے کچھ ملتا ہو تو وہ اسے بیچ لے ورنہ یاد رکھو! زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی۔“

۳۰۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ» فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَاهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَذَاهُمْ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ يَهُودَ! اسْلِمُوا تَسْلَمُوا». فَقَالُوا: قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْلِمُوا تَسْلَمُوا». فَقَالُوا: قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ذَلِكَ أُرِيدُ»، ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ: «اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِبَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَلَا فَاغْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ».

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہودی ریشہ دوانیاں ظاہر اور ثابت ہونے کے بعد جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ فرمایا کسی سزا کے اعلان سے پہلے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی۔ پھر جلاوطنی کی سزا سے پہلے ان کو بتا دیا کہ وہ اپنی جائیدادیں وغیرہ فروخت کر لیں عنقریب سزا نافذ ہو جائے گی۔ گویا آپ کی پوری کوشش تھی کہ یہودی زیادتیوں کے باوجود مسلمانوں کی طرف سے ان پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ اسلام قبول کر لینے ہی میں سلامتی ہے یعنی اسلام قبول کرنے سے غداری کے ارتکاب جیسے جرم پر بھی سزا ختم ہو جاتی ہے۔ اس دنیا میں جان و مال اور آبرو کی اور آخرت میں اللہ کی پکڑ اور عذاب جہنم سے سلامتی ہے۔ ② ”زمین اللہ کی ہے۔“ کا مفہوم یہ ہے کہ زمین اسی نے پیدا کی ہے اسی کا نافذ کردہ قانون فطرت نافذ ہے اس کا حقیقی مالک وہی ہے اور اللہ کے رسول اللہ کی طرف سے خلیفہ ہیں

۳۰۰۳۔ تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب إجلاء اليهود من الحجاز، ح: ۱۷۶۵ عن قتية، والبخاري، الجزية والموادعة، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، ح: ۳۱۶۷ من حديث الليث بن سعد به .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

یہود بنو نضیر کا واقعہ

کہ اس میں اس کی شریعت نافذ کریں۔ (۵) شرعی حق کے نفاذ کی غرض سے کسی کو اپنا مال فروخت کرنے پر آمادہ کرنا جائز اور اس کی خرید و فروخت صحیح ہے۔

(المعجم ۲۲، ۲۳) - بَابُ: فِي خَبَرِ النَّضِيرِ (التحفة ۲۳)

باب: ۲۲، ۲۳ - یہود بنو نضیر کا واقعہ

۳۰۰۴ - حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک نبی ﷺ کے ایک صحابی کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ نے عبداللہ بن ابی (منافق) اور اس کے ہم نوا اوس و خزرج کے دوسرے بت پرست لوگوں کو خط لکھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اور یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ انہوں نے لکھا کہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی کو پناہ دے رکھی ہے اور ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم لوگ اس سے جنگ کرو یا اسے (اپنے ہاں سے) نکال باہر کرو ورنہ ہم سب مل کر تم پر دھاوا بولیں گے یہاں تک کہ تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنے قبضے میں لے آئیں گے۔ یہ خط جب عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی بت پرستوں کو پہنچا تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ نبی ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور فرمایا: ”قریش کی دھمکی سے تم لوگ بہت زیادہ متاثر ہو گئے ہو اور وہ تمہارا اس سے زیادہ نقصان نہیں کر سکتے جتنا کہ تم اپنے ہاتھوں خود کر بیٹھنا چاہتے ہو۔ کیا تم اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں سے قتال کرنا چاہتے ہو؟“ جب انہوں نے نبی ﷺ سے یہ بات سنی

۳۰۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ كَتَبُوا إِلَى ابْنِ أَبِي وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مَعَهُ الْأَوْثَانَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزَرَجِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ: إِنَّكُمْ أَوَيْتُمْ صَاحِبَنَا وَإِنَّا نَقْسِمُ بِاللَّهِ لَنُقَاتِلَنَّهُ أَوْ لَنُخْرِجَنَّهُ أَوْ لَنَسِيرَنَّ إِلَيْكُمْ بِأَجْمَعِنَا حَتَّى نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَكُمْ وَنَسْتَبِيحَ نِسَاءَكُمْ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي وَمَنْ كَانَ مَعَهُ مِنَ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ اجْتَمَعُوا لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُمْ فَقَالَ: «لَقَدْ بَلَغَ وَعِيدُ قُرَيْشٍ مِنْكُمْ الْمَبَالِغَ مَا كَانَتْ تَكِيدُكُمْ بِأَكْثَرِ مِمَّا تُرِيدُونَ أَنْ تَكِيدُوا بِهِ أَنْفُسَكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا أَبْنَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ»، فَلَمَّا سَمِعُوا ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ تَفَرَّقُوا، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَكَتَبَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ إِلَى



۳۰۰۴ - تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۳۲/۹، وفي الدلائل ۱۷۸/۳ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۹۷۳۳ * الزهري مدلس وعنعن.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

یہود بنو نضیر کا واقعہ

(اور اس کی حقیقت کو سمجھ گئے) تو وہ تتر بتر ہو گئے۔ کفار قریش کو یہ خبر ملی تو انہوں نے واقعہ بدر کے بعد یہودیوں کو لکھا کہ تم لوگ اسلحہ اور قلعوں کے مالک ہو۔ تم لوگ یا تو لازماً ہمارے آدمی سے جنگ کرو ورنہ ہم ایسے اور ایسے کریں گے اور پھر ہمارے اور تمہاری عورتوں کی بازیوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو سکے گا (یعنی ہم مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے)۔ جب ان کے لکھے کی خبر نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئی تو اس اثنا میں بنو نضیر نے بھی (رسول اللہ ﷺ سے) دھوکہ کرنے کا قصد کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنے تئیں اصحاب کے ساتھ ہماری طرف آئیں اور ہم میں سے تیس عالم آئیں اور ایک درمیانی جگہ میں ملیں۔ یہ لوگ آپ کی بات سنیں، اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ پس نبی ﷺ نے (لوگوں کو) ان کی خبر بتادی۔ جب اگلا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ لشکر لے کر گئے اور ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان سے کہا: ”اللہ کی قسم! تم لوگوں پر مجھے کوئی اعتماد نہیں الا یہ کہ ایک (نئے) عہد کے ذریعے سے جو تم (نئے سرے سے) میرے ساتھ کرو۔“ ان لوگوں نے عہد و پیمان دینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے اس دن ان سے قتال کیا۔ پھر اگلے دن لشکر لے کر ان بنو قریظہ پر چڑھائی کی اور بنو نضیر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ان (بنو قریظہ) سے مطالبہ کیا کہ وہ (نئے سرے سے) عہد و پیمان کریں انہوں نے معاہدہ کر لیا۔ اور آپ نے ان سے توجہ ہٹائی۔ اور (اگلے دن دوبارہ)

الْيَهُودُ: إِنَّكُمْ أَهْلُ الْحَلْقَةِ وَالْحُصُونِ، وَإِنَّكُمْ لَتَقَاتِلُنَّ صَاحِبَنَا أَوْ لَتَفْعَلَنَّ كَذَا وَكَذَا وَلَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَدَمِ نِسَائِكُمْ شَيْءٌ - وَهِيَ الْحَلَاخِيلُ - فَلَمَّا بَلَغَ كِتَابُهُمُ النَّبِيَّ ﷺ أَجْمَعَتْ بَنُو النَّضِيرِ بِالْعَدْرِ، فَأَرْسَلُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ اخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ وَلِيُخْرِجْ مِنَّا ثَلَاثُونَ حَبْرًا حَتَّى نَلْتَقِيَ بِمَكَانِ الْمَنْصَفِ فَيَسْمَعُوا مِنْكَ فَإِنْ صَدَّقُوا وَآمَنُوا بِكَ آمَنَّا بِكَ فَقَصَّ خَبْرَهُمْ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدَا عَدَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْكَتَائِبِ فَحَصَرَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ: «إِنَّكُمْ وَاللَّهِ! لَا تَأْمَنُونَ عِنْدِي إِلَّا بِعَهْدٍ تَعَاهِدُونِي عَلَيْهِ»، فَأَبَوْا أَنْ يُعْطُوهُ عَهْدًا، فَقَاتَلَهُمْ يَوْمَهُمْ ذَلِكَ، ثُمَّ عَدَا الْغَدَا عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ بِالْكَتَائِبِ وَتَرَكَ بَنِي النَّضِيرِ وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يُعَاهِدُوهُ فَعَاهَدُوهُ فَأَنْصَرَفَ عَنْهُمْ وَغَدَا عَلَى بَنِي النَّضِيرِ بِالْكَتَائِبِ، فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى الْجَلَاءِ فَجَلَّتْ بَنُو النَّضِيرِ وَاحْتَمَلُوا مَا أَقَلَّتِ الْإِبِلُ مِنْ أَمْنِعَتِهِمْ وَأَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَخَشِبِهَا، فَكَانَ نَحْلُ بَنِي النَّضِيرِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهَا وَخَصَّهُ بِهَا فَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا آفَاةُ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: ٦] يَقُولُ بِغَيْرِ قِتَالٍ فَأَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَهَا لِمُهَا جَرِينَ وَقَسَمَهَا بَيْنَهُمْ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

وَقَسَمَ مِنْهَا لِرَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَا ذَوَيْ حَاجَةٍ لَمْ يَقْسِمَ لِأَحَدٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غَيْرَهُمَا، وَبَقِيَ مِنْهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي فِي أَيْدِي بَنِي فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

یہود بنوفیئر کا واقعہ

بنوفیئر پر لشکر لے کر چڑھائی کی اور ان سے قتال کیا حتیٰ کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ بنوفیئر جلاوطن ہو گئے اور جو وہ اٹھا سکتے تھے گھر کا اسباب گھروں کے دروازے، شہیر اور کڑیاں وغیرہ اونٹوں پر لاد لیں۔ چنانچہ بنوفیئر کی کھجوریں بطور خاص رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں آ گئیں۔ اللہ نے وہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور آپ کے لیے مخصوص کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ اور اللہ نے ان میں سے جو کچھ اپنے رسول کو دلویا ہے تم نے اس پر کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے (بغیر قتال کے حاصل ہوا ہے۔) نبی ﷺ نے اس کا اکثر حصہ مہاجرین میں تقسیم فرمادیا اور انصاریوں میں سے صرف دو آدمیوں کو دیا جو حاجت مند تھے ان کے علاوہ کسی انصاری کو کچھ نہیں دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں سے یہی باقی ہے جو بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قبضے میں ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قریش مکہ کی دھمکی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ بیرونی دشمن کے حملہ آور ہونے سے بھی خوزیزی ہوا کرتی ہے مگر اس کے بالمقابل قوم آپس ہی میں عتیم گتھا ہو جائے اور اپنے ہاتھوں اپنے عزیزوں کو قتل یا بے آبرو کرنے لگے تو اس میں رسوائی زیادہ ہے۔ اگر قریش نے حملہ کیا بھی تو مسلمان ان کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش ہوں گے اس لیے انہیں گھبراتا یا مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ اور اپنے مسلمان عزیزوں کے درپے آزار ہو جانا کسی طرح دانشمندی نہیں۔ ② یہودیوں کی پیشکش، پھر ملاقات اور بعد ازاں قتال کے سلسلے میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے اور یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تین صحابہ کو لے کر چلے اور ان کے بھی تین عالم آئے مگر وہ بہت مرعوب ہوئے اور ان میں سے کچھ نے کہا کہ مسلمانوں سے یوں کہا جائے کہ ساٹھ (باسٹھ) افراد کے اس جگہ میں بات سمجھنی سمجھانی مشکل ہوگی اس لیے آپ اپنے تین صحابہ کو لے کر آئیں اور ہم بھی تین علماء کو لاتے ہیں۔ اگر یہ مان گئے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے تین صحابہ کو ساتھ لے کر چلے اور وہ بھی تین کو لے کر چلے مگر وہ اسلحہ بند تھے اور ان کا خفیہ پروگرام یہ تھا کہ یوں دھوکے سے آپ کو

قتل کر دیں گے۔ بنو نضیر میں سے ایک خیر خواہ عورت نے اپنے مسلمان بھائی کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کا پروگرام ایسے ہے۔ تو وہ انصاری جلدی سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، قبل اس کے کہ آپ ﷺ ان کی مجلس میں پہنچیں۔ تو آپ نے اس ملاقات سے انکار کر دیا۔ اور اس غداری کا پردہ کھلنے کے بعد اگلے دن ان کا محاصرہ فرمالیا۔ (بذل المحمود) ⑤ شروع ایام ہجرت میں یہود سے یثاق مدینہ کا معاہدہ ہو چکا تھا مگر وہ اس کے پابند نہیں رہے تھے اس لیے موقع بہ موقع نئے عہد و پیمان کی ضرورت پیش آتی رہی۔ یہ قوم غداری میں معروف تھی بلکہ اب بھی ہے اور پھر بلا آخر اسی غداری کی وجہ سے انہیں مدینہ بدر ہونا پڑا اور یہ واقعہ بدر کے چھ ماہ بعد جنگ احد سے پہلے کا ہے۔ ⑥ ذی اور معاہدہ جب اپنے عہد کی پاسداری نہ کرے تو وہ حربی بن جاتا ہے اور پھر اس سے قتال جائز ہوتا ہے۔ ⑦ بنو نضیر سے چونکہ باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی تھی صرف محاصرہ ہوا تھا کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ کر جانے پر راضی ہو گئے چنانچہ ان سے حاصل شدہ اموال منقولہ وغیرہ منقولہ سب اموال نے کہلائے جن کا خرچ مکمل طور پر آپ کی صوابدید پر تھا اور آپ نے ان اموال سے شہدائے بدر کے یتیموں اور بعض مفلس مہاجرین و انصاری کی خبر گیری فرمائی۔



۳۰۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو نضیر اور قریظہ کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی (رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کیں) تو رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کو مدینہ سے نکال باہر کیا اور قریظہ کو ان کے گھروں میں رہنے دیا اور ان پر احسان فرمایا۔ حتیٰ کہ قریظہ نے بعد میں جنگ کی (غزوہ احزاب کے موقع پر کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور دھوکہ دیا) تو ان کے جنگجو مرنے والے ہو گئے اور ان کی عورتوں، بچوں اور اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا، سوائے ان بعض لوگوں کے جو (کارروائی سے پہلے) رسول اللہ ﷺ سے آ ملے تھے تو آپ نے ان کو امان دی اور وہ اسلام لے آئے (اور قتل سے بچ گئے)۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو حارثہ کے سب یہودیوں کو جو مدینہ میں رہ رہے تھے باہر نکال دیا۔ بنو قریظہ

۳۰۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمرَ: أَنَّ يَهُودَ النَّضِيرِ وَقرَيْظَةَ حَارَبُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَجْلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّضِيرَ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنْ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةَ بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَتَلَ رِجَالُهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنِقَاعَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُودُ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُودِيٍّ كَانَ بِالْمَدِينَةِ.

۳۰۰۵- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ... الخ، ح: ۴۰۲۸، ومسلم، الجهاد والسير، باب إجماع اليهود من الحجاز، ح: ۱۷۶۶ من حديث عبد الرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۹۹۸۸.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خیبر کی زمین کا حکم

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ایمان و اسلام انسان کو دنیا میں جان مال اور آبرو کی امان دیتا ہے اور آخرت میں ابدی امان کا باعث ہوگا۔ ② حضرت عبداللہ بن سلام کی سیرت سے واضح ہو جاتا ہے کہ ایمان جب دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو دنیا کی عارضی لذتیں اور قوم قبیلے کی مصیبت کی اہمیت ختم ہو جاتی ہیں اور پھر اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی محبوب نہیں رہتا۔

باب: ۲۳، ۲۴- خیبر کی زمین کا حکم

(المعجم ۲۳، ۲۴) - باب ما جاء في

حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرَ (التحفة ۲۴)

۳۰۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اہل خیبر سے جنگ کی ان کی کھجوریں اور زمینیں آپ کے قبضے میں آگئیں اور انہیں اپنے قلعے میں محصور ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ تو انہوں نے آپ سے مصالحت کر لی کہ تمام زرد و سفید (سونا چاندی) اور اسلحہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہوگا اور دیگر اسباب جو ان کے اونٹ اٹھا سکیں اٹھالے جائیں گے اور کوئی چیز چھپائیں گے نہیں اور نہ غائب کریں گے۔ اگر ایسا کیا تو ان کے لیے کوئی ذمہ اور عہد نہ رہے گا۔ مگر انہوں نے چمڑے کا ایک بورا غائب کر دیا جو حُصَیْن بن اخطب کا تھا اور وہ خود خیبر سے پہلے قتل ہو گیا تھا۔ وہ یہ بورا بنو نضیر کے مدینہ سے جلاوطن کیے جانے کے موقع پر اٹھا کر لایا تھا اس بورے میں ان لوگوں کے زیورات تھے۔ نبی ﷺ نے سَعِیہ (یہودی) سے کہا: ”حُصَیْن بن اخطب کا بورا کہاں ہے؟“ اس نے کہا: وہ جنگوں میں اور دوسرے اخراجات میں خرچ ہو گیا ہے۔ مگر صحابہ نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ تب

۳۰۰۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الرُّزَّاقِ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَحْسِبُهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَاتَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ فَغَلَبَ عَلَى الْأَرْضِ وَالنَّخْلِ وَالْجَاهُ ثُمَّ إِلَى قَصْرِهُمْ فَصَالَحُوهُ عَلَى أَنْ يَرْسُولَ اللَّهُ ﷺ الصَّفْرَاءَ وَالْبَيْضَاءَ وَالْحَلَقَةَ وَلَهُمْ مَا حَمَلَتْ رِجَالُهُمْ عَلَى أَنْ لَا يَكْتُمُوا وَلَا يُغَيِّبُوا شَيْئًا فَإِنْ فَعَلُوا فَلَا ذِمَّةَ لَهُمْ وَلَا عَهْدَ، فَعَيَّبُوا مَسَكًا لِحِصِّي بْنِ أَخْطَبٍ وَقَدْ كَانَ قُتِلَ قَبْلَ خَيْبَرَ كَانَ اخْتِمَلَهُ مَعَهُ يَوْمَ بَنِي النَّضِيرِ حِينَ أُجْلِيَتْ النَّضِيرُ فِيهِ حُلِيَّتُهُمْ. وَقَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِسَعِيَّةٍ: «إِنَّ مَسَكُ حِصِّي بْنِ أَخْطَبٍ؟» قَالَ: أَذْهَبَتْهُ الْحُرُوبُ وَالتَّفَقَّاتُ، فَوَجَدُوا الْمَسَكَ فَقَتَلَ ابْنُ أَبِي الْحَقِيقِ،



۳۰۰۶- [تخریج: [إسناده ضعيف] علقه البخاري، ح: ۲۷۳۰ من حديث حماد بن سلمة به، وللحديث شواهد * حماد بن سلمة شك في اتصاله، وحديث البخاري، ح: ۲۷۳۰ يفتي عنه

ابن ابی الحقیق کو قتل کیا گیا، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا گیا اور انہیں وہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کر لیا، تو انہوں نے کہا: اے محمد! ہمیں یہاں رہنے دیں ہم اس زمین میں محنت کریں گے اور جب تک آپ (ہمیں رکھنا) چاہیں گے اس کی آمدنی کا آدھا ہم لیں گے اور آدھا آپ کو دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ (اس پیداوار میں سے) اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کو اسی (۸۰) دین کھجور اور بیس (۲۰) دین دیا کرتے تھے۔

۳۰۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ طے کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے انہیں نکال باہر کریں گے۔ تو جس نے ان سے کچھ لینا ہو وہ وصول کر لے، میں یہودیوں کو نکالنے لگا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ان کو نکال دیا۔

۳۰۰۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے۔ ہم محنت کریں گے اور جو آمدنی ہوگی اس سے آدھی آپ کو ادا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیتا ہوں کہ جب تک ہم چاہیں

وَسَيِّ نَسَاؤُهُمْ وَذَرَارِيُّهُمْ وَأَرَادَ أَنْ يُجْلِيَهُمْ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! دَعْنَا نَعْمَلَ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ، وَلَنَا الشَّطْرُ - مَا بَدَا لَكَ - وَلَكُمْ الشَّطْرُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ ثَمَانِينَ وَسَقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسَقًا مِنْ شَعِيرٍ.

۳۰۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَامِلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَنْ نُخْرِجَهُمْ إِذَا شِئْنَا، وَمَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَلْيَلْحَقْ بِهِ فَإِنِّي مُخْرِجُ يَهُودَ فَآخِرَجَهُمْ.

۳۰۰۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا افْتُتِحَتْ خَيْبَرُ سَأَلَتْ يَهُودُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقَرَّهُمْ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا عَلَى التَّصْفِ مِمَّا خَرَجَ مِنْهَا، فَقَالَ

۳۰۰۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۵۶/۹ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۱/۱۵، ورواه البخاري، ح: ۲۷۳۰ من حديث نافع به.

۳۰۰۸- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ۱۵۵۱ من حديث ابن وهب به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة - خیر کی زمین کا حکم

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقْرَبُكُمْ فِيهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا» فَكَانُوا عَلَى ذَلِكَ، وَكَانَ التَّمَرُ يُقَسَّمُ عَلَى الشُّهُمَانِ مِنْ نِصْفِ خَيْبَرَ وَيَأْخُذُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْخُمْسَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَطْعَمَ كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْ أَزْوَاجِهِ مِنَ الْخُمْسِ مِائَةَ وَسَقَى تَمْرًا وَعِشْرِينَ وَسَقَا مِنْ شَعِيرٍ، فَلَمَّا أَرَادَ عُمَرُ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ أَرْسَلَ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُنَّ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُنَّ أَنْ أَفْسِمَ لَهَا نَحْلًا بِخَرْصِهَا مِائَةَ وَسَقَى، فَيَكُونَنَّ لَهَا أَضْلَاهَا وَأَرْضُهَا وَمَاؤُهَا، وَمِنْ الزَّرْعِ مَزْرَعَةٌ خَرْصِ عِشْرِينَ وَسَقَا فَعَلْنَا، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ نَعْزِلَ الَّذِي لَهَا فِي الْخُمْسِ كَمَا هُوَ فَعَلْنَا.

گئے۔“ چنانچہ وہ اسی کے مطابق وہاں رہے۔ اور خیر سے حاصل ہونے والی آدمی کھجور کئی حصوں پر تقسیم جاتی تھی اور رسول اللہ ﷺ پانچواں حصہ لیا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں سے ہر بیوی کو سو وقت کھجور اور بیس وقت جو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو نکالنے کا ارادہ کیا تو ازواج نبی ﷺ سے کہلا بھیجا کہ آپ میں سے جس کا جی چاہے میں اسے اتنے درخت دیئے دیتا ہوں جس سے سو وقت کھجور حاصل ہو اور وہ درخت زمین اور پانی اسی کا ہوگا۔ اور ایسے ہی اس قدر زمین دیئے دیتا ہوں جس سے بیس وقت جو حاصل ہوں۔ اور جو پسند کرے ہم نفس میں سے اس کا حصہ حسب سابق ادا کرتے رہیں گے۔



🌞 فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم کی روایت کے مطابق حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین اور پانی کا انتخاب کیا اور بعض دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما نے حسب سابق متعین حصہ چنا۔ صحیح مسلم کی یہ روایت بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ہے اور زیادہ مفصل اور واضح ہے۔ اس روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے خیر میں فی کے زمینوں کی آمدنی میں سے سالانہ خرچ کے طور پر اپنی ہر زوجہ محترمہ کو کل سو وقت (۸۰) وقت کھجور اور بیس (۲۰) وقت جو مقرر فرمائے تھے۔ (صحیح مسلم المساقاة: حدیث: ۱۵۵۱)۔ ابوداؤد کی حدیث: ۳۰۰۶ میں بھی یہی مقدار مذکور ہے۔ البتہ موجودہ روایت میں کل سو وقت کی بجائے کھجور سو وقت اور اس کے علاوہ جو بیس وقت کی مقدار بیان کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والے راویوں میں سے کوئی راوی ظن و تخمین سے مقدار بیان کرتے ہوئے التباس کا شکار ہو گیا اور کل سو کی بجائے کھجور سو وقت اور جو بیس وقت کا ذکر کر گیا۔ (فتح الودود بحوالہ عون المعبود: باب ماجاء فی حکم ارض خبیس) ② خیر کے طریق کے مطابق پائی پر زمین لیتا اور دینا جائز ہے۔

۳۰۰۹ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا ۳۰۰۹ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۰۰۹ - تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب ما يذكر في الفخذ، ح: ۳۷۱، ومسلم، النكاح، باب فضيلة

خیبر کی زمین کا حکم

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

عَبْدُ الْوَارِثِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ فَأَصْبَحْنَا عَنُودَ فَجَمَعَ السَّبْيَ.

فائدہ: امام ابو داود رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کر کے واضح کرنا چاہتے ہیں کہ خیبر کا کچھ حصہ قتال سے اور کچھ حصہ صلح سے حاصل ہوا تھا۔

۳۰۱۰- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَدَّنُ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنِي شُعْبَانُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ أَبِي حَنْظَلَةَ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ نِصْفَيْنِ: نِصْفًا لِنَوَائِبِهِ وَحَاجَتِهِ، وَنِصْفًا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، قَسَمَهَا بَيْنَهُمْ عَلَى ثَمَانِيَةِ عَشَرَ سَهْمًا.

فائدہ: تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ نبی ﷺ نے خیبر کی زمینوں کو اسی طرح دو حصوں میں تقسیم فرمایا جس طرح وہ حاصل ہوئیں جو جنگ کے نتیجے میں ملیں وہ آپ نے تقسیم فرمادیں اور تقریباً اتنی ہی زمینیں بغیر لڑے معاہدہ صلح کے نتیجے میں حاصل ہوئیں۔ ان کی آمدنی قرآن کے حکم کے مطابق آپ کے لیے تھی۔ آپ نے اسے مسلمانوں کے اتفاقی اخراجات کے لیے اور تھوڑا سا حصہ ذاتی اور خاندانی ضروریات کے لیے مختص فرمادیا۔ حکومتوں اور رفاہی جماعتوں اور انجمنوں کے پاس خاص محفوظ فنڈ جمع رہے تو بہت عمدہ ہے تاکہ اتفاقی اخراجات پورے کرنے میں آسانی رہے۔

۳۰۱۱- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ ابْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي

۳۰۱۱- جناب بشیر بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے

کہ انہوں نے اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت سے

﴿اعتاقہ آمنہ ثم يتزوجها، ح: ۱۳۶۵ بعد حدیث: ۱۴۲۷ من حدیث إسماعیل بن إبراهيم به .

۳۰۱۰- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ۳/۱۷/۶ من حدیث أبي داود به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي .

۳۰۱۱- تخریج: [إسناده حسن] * أبو شهاب هو عبد ربہ بن نافع .

خیبر کی زمین کا حکم

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

سنا، انہوں نے بیان کیا، اور یہی حدیث ذکر کی: چنانچہ آدھے حصے مسلمانوں کے تھے ان میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی تھا اور باقی آدھے مسلمانوں کی اتفاقی ضروریات اور حوادث کے لیے علیحدہ کر لیے۔

شہاب، عن یحییٰ بن سعید، عن بُشَیر بن یسارٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا، فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ: فَكَانَ النِّصْفُ سِبْهَامَ الْمُسْلِمِينَ وَسَهْمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَزَلَ النِّصْفَ لِلْمُسْلِمِينَ لِمَا يَنْبُؤُهُ مِنَ الْأُمُورِ وَالنَّوَائِبِ.

۳۰۱۲- جناب بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ جو کہ انصار کے مولیٰ تھے، کئی اصحاب نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو اس کو کل چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، اور ہر حصے میں سو حصے تھے۔ چنانچہ اس میں سے آدھے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے تھے۔ اور باقی آدھے اتفاقی اخراجات کے لیے محفوظ رکھے گئے کہ آپ کے پاس وندو آتے تھے یا کوئی ہنگامی خرچ ہوتا یا مسلمانوں پر کوئی مشکل آپڑتی (تو اس مد میں سے لیا جاتا تھا)۔

۳۰۱۲- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رَجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةً سَهْمٍ، فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِينَ النِّصْفُ مِنْ ذَلِكَ وَعَزَلَ النِّصْفَ الْبَاقِي لِمَنْ نَزَلَ بِهِ مِنَ الْوُفُودِ وَالْأُمُورِ وَنَوَائِبِ النَّاسِ.

۳۰۱۳- جناب بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خیبر عنایت فرما دیا تو آپ نے اسے چھتیس حصوں پر تقسیم کیا۔ ہر حصے میں سو حصے تھے۔ چنانچہ ان میں سے آدھے آپ کے اتفاقی اخراجات اور آپ کے پاس آنے والے مہمانوں اور وندو کے لیے تھے یعنی قلعہ و طیحہ، کتیبہ اور ان کے ساتھ ملحق اراضی وغیرہ اور باقی آدھے مسلمانوں

۳۰۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةً سَهْمٍ، فَعَزَلَ نِصْفَهَا لِلنَّوَائِبِ، وَمَا يَنْزِلُ بِهِ الْوُطَيْحَةُ وَالْكُتَيْبَةُ وَمَا أُحِيزَ مَعَهُمَا، وَعَزَلَ

۳۰۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۶/۴ عن محمد بن فضيل بن غزوان به.

۳۰۱۳- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۳۱۷/۶ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

يُصَفِّ الْأَخَرَ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ الشَّقَّ وَالنَّطَاةَ وَمَا أَحْيَزَ مَعَهُمَا، وَكَانَ سَهْمُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيْمَا أَحْيَزَ مَعَهُمَا .

میں تقسیم کر دیئے، یعنی قلعہ شق اور نطاة اور ان کے مضافات۔ اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی انہی کے ملکات و مضافات میں تھا۔

🌞 فائدہ: قلعوں کے آخری مجموعے جو مسلمانوں نے بڑو شمشیر فتح کیے وہ حصون النطاة اور حصون الشق تھے۔

یہاں سے جو یہودی جان بچا کر بھاگ نکلے انہوں نے ”حصون الکتابیہ“ کے مجموع میں پناہ لی۔ اس میں تین قلعے تھے سب سے بڑا قلعہ پھر وطح اور سلام تھا۔ جب ان کا محاصرہ ہوا تو یہ قلعے ان کے مالکوں نے لڑنے والوں کی جان بخشی اور ان کے بچوں کی آزادی کی شرائط پر خود رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیئے۔ (عون المعبود) باب ماجاء فی حکم أرض خیبر، بحوالہ زرقانی) ان کے بعد فدک والوں نے اپنے علاقے حوالے کیے۔ (فتح الباری کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس) رسول اللہ ﷺ کے لیے یہی علاقے مخصوص تھے، کیونکہ یہی بغیر لڑے آپ کی تحویل میں آئے تھے ان کو مضافات و ملکات کہا گیا۔

۳۰۱۴- جناب بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کو خیبر عنایت فرما دیا تو آپ نے اسے کل چھتیس حصوں میں تقسیم فرمایا۔ آپ نے آدھے یعنی اٹھارہ حصے مسلمانوں کے لیے خاص کر دیئے۔ ہر حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ آپ کا حصہ بھی اسی طرح تھا جیسے کہ ایک عام مسلمان کا۔ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ حصے اپنے آڑے وقتوں اور مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت کے لیے علیحدہ کر دیئے تھے اور یہ تھے قلعہ وطح اور کتبیہ (ایک بستی) اور سلام اور ان کے مضافات۔ جب یہ اراضی نبی ﷺ اور مسلمانوں کے قبضے میں آگئیں تو آپ کے پاس کوئی ایسے محنت کش نہ تھے جو ان کے بجائے کام کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو دعوت دی اور ان سے معاملہ طے کر لیا۔

۳۰۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ النِّمَامِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ قَسَمَهَا سِتَّةَ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمْعًا فَعَزَلَ لِلْمُسْلِمِينَ الشَّطْرَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، يَجْمَعُ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ النَّبِيِّ ﷺ مَعَهُمْ لَهُ سَهْمٌ كَسَهْمِ أَحَدِهِمْ وَعَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا - وَهُوَ الشَّطْرُ - لِثَوَائِهِ وَمَا يَنْزِلُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ ذَلِكَ الْوُطَيْحَ وَالْكَتَبِيَّةَ وَالسَّلَالِمَ وَتَوَابِعَهَا، فَلَمَّا صَارَتْ الْأَمْوَالُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَمَالٌ يَكْفُوهُمْ عَمَلَهَا، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْيَهُودَ فَعَامَلَهُمْ.

۳۰۱۴- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في الدلائل: ۴/ ۲۳۵ من حديث أبي داود به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خیبر کی زمین کا حکم

🌞 فائدہ: ① خیبر کا آدھا حصہ جو بطور غنیمت حاصل ہوا تھا اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کا حصہ تھا۔ آپ اپنا یہ حصہ بقیہ فئی کے ساتھ ملا کر سارا صدقہ کر دیا کرتے تھے البتہ اس میں سے بقدر کفاف اپنی ازواج کو دیتے تھے جس طرح پہلے بالتفصیل بیان ہو چکا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو حصہ داری پر کاشت کرانا جسے مزارعت اور بٹائی کہا جاتا ہے ایک جائز معاملہ ہے۔

۳۰۱۵- حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے..... اور یہ ان حفاظ میں سے تھے جنہیں پورا قرآن یاد تھا..... بیان کرتے ہیں کہ خیبر کو ان مجاہدین میں تقسیم کیا گیا جو حدیبیہ میں شریک تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھارہ حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ اس لشکر کی تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔ ان میں سے تین سو گھڑ سوار تھے چنانچہ آپ ﷺ نے گھڑ سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ۔

۳۰۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:

حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَمِّعٍ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ بْنَ مُجَمِّعٍ يَذْكُرُ لِي عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمِّهِ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ - وَكَانَ أَحَدَ الْقُرَاءِ الَّذِينَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ - قَالَ: قُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ فَكَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةِ عَشَرَ سَهْمًا وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسِمِائَةً، فِيهِمْ ثَلَاثُمِائَةٍ فَارِسٍ، فَأُعْطِيَ الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأُعْطِيَ الرَّاجِلَ سَهْمًا.



🌞 فائدہ: مجاہدین کی یہ تعداد اندازے سے بتائی گئی جبکہ صحیح تعداد چودہ سو تھی۔ اور گھوڑوں کی تعداد دو سو گھوڑوں کے مستقل حصے چار سو ہوئے۔ اور مجاہدین کے چودہ سو۔ کل اٹھارہ سو۔ یا یوں سمجھ لیں کہ دو سو گھڑ سواروں کے حصے چھ سو ہوئے۔ اور باقی بارہ سو مجاہدین کے بارہ سو۔ کل اٹھارہ سو۔

۳۰۱۶- جناب زہریؒ اور عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے اور

محمد بن مسلمہ کے بعض صاحبزادگان سے روایت ہے کہ اہل خیبر کے کچھ لوگ بچ گئے تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے خون معاف کر دیئے جائیں (یعنی قتل نہ کیا جائے) اور

۳۰۱۶- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ

الْعَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ يَعْنِي ابْنَ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَبَعْضِ وَلَدِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالُوا: بَقِيَتْ

۳۰۱۵- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۲۷۳۶، وأخرجه أحمد: ۴۲۰/۳ من حديث مجمع بن يعقوب به .

۳۰۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] * محمد بن إسحاق عنن، والخبر مرسل .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والقیء والإمارة

خیبر کی زمین کا حکم

ہمیں یہاں سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ اہل فدک نے یہ معاملہ سنا تو وہ بھی اس بات پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ یہ قلعہ اور زمینیں رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص رہیں، کیونکہ ان پر کوئی گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے تھے (جنگ نہیں ہوئی تھی)۔

بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ، فَتَحَصَّنُوا فَسَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَخْفَ ذِمَّاهُمْ وَيُسِيرَهُمْ فَفَعَلَ فَسَمِعَ بِذَلِكَ أَهْلُ فَدَكٍ فَتَزَلَّوْا عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً، لِأَنَّهُ لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهَا بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ.

۳۰۱۷- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا کچھ حصہ قوت سے (جنگ کر کے) فتح کیا تھا۔

۳۰۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جُوَيْرِيَّةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ افْتَتَحَ بَعْضَ خَيْبَرَ عَنَوَةً.

امام ابو داود رضی اللہ عنہ نے بہ سند حارث بن مسکین ابن شہاب زہری سے روایت کیا کہ خیبر کا کچھ حصہ جنگ سے اور کچھ صلح سے حاصل ہوا تھا۔ کُتَيْبَةُ (کی بستی اور زمین) کا اکثر حصہ قوت (جنگ) سے حاصل ہوا تھا اور اس میں کچھ حصہ مصالحت کا بھی تھا۔ (ابن وہب کہتے ہیں) میں نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کُتَيْبَةُ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ خیبر کی زمین ہے اس میں کھجوروں کے چالیس ہزار درخت تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ: أَخْبَرَكُمْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ خَيْبَرَ كَانَ بَعْضُهَا عَنَوَةً وَبَعْضُهَا ضُلْحًا، وَالْكُتَيْبَةُ أَكْثَرُهَا عَنَوَةً وَفِيهَا ضُلْحٌ. قُلْتُ لِمَالِكٍ: وَمَا الْكُتَيْبَةُ؟ قَالَ: أَرْضُ خَيْبَرَ وَهِيَ أَرْبَعُونَ أَلْفَ عَذْقٍ.

۳۰۱۸- ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے یہ

بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو قتل کر کے بزور قوت فتح کیا تھا۔ اور قتال کے بعد اس کے کچھ لوگوں

۳۰۱۸- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ افْتَتَحَ خَيْبَرَ

۳۰۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۳۸/۹ من حديث أبي داود به، السند مرسل * وقول الزهري، سنده صحيح، أخرجه البيهقي: ۳۱۷/۶ من حديث أبي داود به.

۳۰۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل، والحديث السابق: ۳۰۰۵ يغني عنه.

فتح مکہ کا بیان

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

عَنْوَةَ بَعْدَ الْقِتَالِ وَنَزَلَ مِنْ نَزَلٍ مِنْ أَهْلِهَا نَعْنُوَةَ بَعْدَ الْقِتَالِ .
(اور صلح کر لی۔)

☀ فائدہ: اس کی پوری تفصیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث نمبر: ۳۰۰۶ میں گزر چکی ہے۔ مگر بعد میں انہی کے ساتھ معاہدہ ہو گیا کہ وہ بٹائی پر یہ زمینیں کاشت کریں گے اور جب تک مسلمان چاہیں گے وہ یہاں رہ سکیں گے۔

۳۰۱۹- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: خَمَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَهْلَ حُدَيْبِيَةَ بِرَبَائِثَ دِيَا، خَوَاهُ كَوْنِي حَاضِرًا تَهَايَا غَيْرَ حَاضِرٍ .
۳۰۱۹- جناب ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا خنس نکالا پھر اس سب کو اہل حدیبیہ پر بانٹ دیا، خواہ کوئی حاضر تھا یا غیر حاضر۔

☀ فائدہ: ظاہر ہے وہ زمین جو جنگ کے ذریعے سے حاصل ہوئی اس کا خنس نکالا گیا۔

۳۰۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحَتْ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ .
۳۰۲۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہو تو جو بستی بھی فتح ہو میں اسے تقسیم کروں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔

☀ فائدہ: خیبر کا تقریباً نصف حصہ جو بطور غنیمت حاصل ہوا تھا، خنس نکالنے کے بعد تقسیم کر دیا گیا۔ یہ بہت بڑا حصہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے علاوہ ازیں مملکت اسلامیہ میں حسب احوال ایک ایسا فنڈ اور وقف محفوظ رہنا چاہیے جو مسلمانوں کی اتفاقی ضروریات میں کام آ سکے۔

(المعجم ۲۴، ۲۵) - باب مَا جَاءَ فِي خَيْبَرِ مَكَّةَ (التحفة ۲۵)

۳۰۲۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ فَتْحُ

۳۰۱۹- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق .

۳۰۲۰- تخريج: أخرجه البخاري، الحارث والمزارعة، باب أوقاف أصحاب النبي ﷺ وأرض الخراج ومزارعتهم ومعاملتهم، ح: ۲۳۳۴ من حديث عبد الرحمن بن مهيدي به .

۳۰۲۱- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ۴۹۶/۱۴ عن يحيى بن آدم به * ابن إسحاق صرح //

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

فتح مکہ کا بیان

۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة

مکہ کے موقع پر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما، ابوسفیان بن حرب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے چنانچہ انہوں نے مرّ الظہران کے مقام پر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان ایسا آدمی ہے جسے فخر اور بڑائی پسند ہے، اگر آپ اس کے لیے کوئی چیز خاص فرمادیں تو (مناسب ہوگا۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے وہ امان میں ہے۔“

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِأَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ فَأَسْلَمَ بِمَرِّ الظُّهْرَانِ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هَذَا الْفَخْرَ، فَلَوْ جَعَلْتَ لَهُ شَيْئًا؟ قَالَ: «نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ».

443

🌞 فائدہ: ذوالقعدہ ۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ”دس سال تک فریقین جنگ بند رکھیں گے۔ اس عرصے میں لوگ ہر طرح امن سے رہیں گے اور کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔“ مگر بنو مکہ (حلیف قریش) نے بنو خزاعہ (حلیف رسول اللہ ﷺ) پر حملہ کیا جس میں قریشیوں نے درپردہ اپنے حلیفوں کی بھرپور مدد کی اور مسلمانوں کے حلیف قبیلہ کو قتل کیا گیا اور کئی آدمی تو حرم کے اندر قتل کیے گئے۔ اس طرح یہ معاہدہ ٹوٹ گیا۔ تب مسلمانوں نے بہت اچھی حکمت عملی اپنا کر مکہ فتح کر لیا اور پھر پورے جزیرۃ العرب پر اسلام کا پھیرا لہرائے گا۔ یہ واقعہ ۸ھ کا ہے۔ (جس کی تفصیل ”الرحیق المختوم“ علامہ صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ اور سیرت کی دیگر کتب میں وقت نظر سے مطالعہ کے لائق ہے۔)

۳۰۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب مرّ الظہران کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ اپنی قوت کے زور پر مکہ میں داخل ہو گئے اور اس سے پہلے اہل مکہ آپ کے پاس نہ آئے اور امان نہ مانگی تو اس

۳۰۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَرِّ

❖ بالسماع عند الطبرانی فی الکبیر ۸/ ۱۰-۱۶، ح: ۷۲۶۴، وللحدیث شاهد عند مسلم فی صحیحہ، ح: ۱۷۸۰.

۳۰۲۲- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۱۱۸/۹، ۱۱۹ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحدیث شواهد، والحدیث السابق: ۳۰۲۱ یعنی عنه.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

فتح مکہ کا بیان

الظَّهْرَانِ قَالَ الْعَبَّاسُ: قُلْتُ: وَاللَّهِ! لَنْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَأْتُوهُ فَيَسْتَأْمِنُوهُ إِنَّهُ لَهْلَاكُ قُرَيْشٍ، فَجَلَسْتُ عَلَى بَغْلَةٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: لَعَلِّي أَجِدُ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِي أَهْلَ مَكَّةَ فَيُخْبِرُهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَخْرُجُوا إِلَيْهِ فَيَسْتَأْمِنُوهُ فَإِنِّي لَأَسِيرُ إِذْ سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِي سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَنْظَلَةَ! فَعَرَفَ صَوْتِي، فَقَالَ: أَبُو الْفَضْلِ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا لَكَ فِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي؟ قُلْتُ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ، قَالَ: فَمَا الْحِيلَةُ؟ قَالَ: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبُهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَسْلَمَ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هَذَا الْفَخْرَ فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا، قَالَ: «نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ دَارَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ». قَالَ: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ إِلَى دُورِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ.



میں قریش کی بہت بڑی ہلاکت ہے چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر بیٹھ کر باہر نکلا، میں نے سوچا شاید مجھے کوئی شخص مل جائے جو کسی کام سے نکلا ہو تو وہ اہل مکہ کے پاس جائے، انہیں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے متعلق خبردار کر دے اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور امان طلب کر لیں۔ چنانچہ میں چلا جا رہا تھا کہ ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کو گفتگو کرتے سنا۔ میں نے کہا: اے ابوحنظلہ! (یہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس نے میری آواز پہچان لی اور کہا: ابو الفضل؟ (یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا ہوا؟ میرے ماں باپ تجھ پر فدا۔ میں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اس نے پوچھا: تو اب کیا حیلہ ہے؟ چنانچہ ابوسفیان میرے پیچھے خچر پر بیٹھ گیا اور اس کا دوسرا ساقھی واپس چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان ایسا آدمی ہے جسے فخر اور بڑائی پسند ہے تو آپ اس کے لیے کوئی چیز خاص فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے، جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے امان ہے اور جو مسجد میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر لوگ اپنے گھروں اور مسجد میں بکھر گئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنی وسعتِ ظرف و بلند نگاہی اور اشاعتِ اسلام کے عظیم مقصد کے پیش

۱۹۔ کتاب الخراج والفیء والإمارة

فتح مکہ کا بیان

نظر ابوسفیان کی گذشتہ تمام زیادتیاں فراموش کر دیں، ان کا اسلام قبول فرمایا بلکہ اعزاز بھی دیا۔ قائد وہی کامیاب ہے جو اپنے لوگوں سے ان کے مزاج کے مطابق مشن کی تکمیل کے لیے کام لے۔ (۷) اسلامی تعلیمات میں عمومی طور پر تواضع، انکساری اور گنتائی کی مدح اور ترغیب ہے، مگر کچھ طبیعتیں اس کے بالمقابل دوسری صفات کی حامل ہوتی ہیں جو اگر اسلام اور مسلمانوں کے لیے استعمال ہوں تو بہت خوب ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی یہ صفات اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوئیں۔

۳۰۲۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ : ۳۰۲۳۔ جناب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَغْنِي ابْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ : نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا فتح مکہ کے موقع پر حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَقِيلٍ عَنْ أَبِيهِ ، مسلمانوں نے کوئی غنیمت حاصل کی تھی؟ انہوں نے کہا: عَنْ وَهَبِ بْنِ مُنْبِهِ قَالَ : سَأَلْتُ جَابِرًا : هَلْ غَنِمُوا يَوْمَ الْفَتْحِ شَيْئًا؟ قَالَ : لَا . نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بعض علماء کا استدلال ہے کہ مکہ کی فتح بطور صلح ہوئی تھی۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ نہیں یہ رسول اللہ ﷺ کا ان پر احسان تھا اور یہی بات صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ارض مقدس کو غنیمت یا فے قرار دینا گوارا نہ فرمایا۔ یہ ابتدا ہی سے اللہ کے دین کا مرکز تھا اور یہیں سے وحی کا آغاز ہوا، یہیں وہ اولین جماعت بنی جو امت کا مرکز تھی، اسلام اور مسلمانوں کی یہاں واپسی کو اپنے ہی گھر کی طرف واپسی کے طور پر لیا گیا۔ یہاں کے باشندے جب اسلام میں داخل ہو گئے تو پورے اخلاص کے ساتھ داخل ہوئے۔

۳۰۲۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : ۳۰۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ مُسْكِينٍ : حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ ، ابوعبیدہ بن جراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو گھڑ سواروں کا امیر بنایا۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”النصارى كواؤد“ (وہ جمع ہو گئے تو) ان سے فرمایا: ”تم لوگ یہ راستہ لو اور جو بھی تمہارے سامنے سر اٹھانے کی کوشش کرے اسے سلا دو (جو بھی اسلحہ سے مقابلہ کرے اس کو قتل کر دو)“ چنانچہ ایک منادی نے اعلان کیا: آج

۳۰۲۳۔ تخریج: [اسنادہ حسن] انفراد بہ ابوداؤد.

۳۰۲۴۔ تخریج: [اسنادہ صحیح] تقدم، ح: ۱۸۷۲، وأخرجه البيهقي ۱۱۸/۹ من حديث أبي داود به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

طائف کا بیان

کے بعد قریش نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو تھیار پھینک دے اسے امان ہے۔“ قریش کے بڑوں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس میں جاد داخل ہوئے اور وہ ان سے کچا کھج بھر گیا۔ نبی ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی پھر کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر کھڑے ہو گئے تو وہ لوگ نکل آئے اور نبی ﷺ سے اسلام پر بیعت کی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا تھا کہ آیا مکہ بزور قوت (جنگ سے) فتح ہوا تھا؟ تو انہوں نے کہا: جو بھی ہو تمہیں اس کا کیا نقصان ہے؟ اس نے کہا: کیا صلح ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

أَتَمُّمُوهُ، فَتَأْدَى مُنَادِي: لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دَخَلَ دَارًا فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السَّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ»، وَعَمَدَ صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ فَدَخَلُوا الْكَعْبَةَ فَعَصَرُوا بِهِمْ، وَطَافَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ، ثُمَّ أَخَذَ بِجَنْبَتِي الْبَابِ، فَخَرَجُوا فَبَايَعُوا النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ سَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ: مَكَّةُ عَنُودٌ هِيَ؟ قَالَ: أَيْشَ يَضْرُكُ مَا كَانَتْ، قَالَ: فَصُلِّحْ، قَالَ: لَا.



☀ فائدہ: صلح پر نہ کوئی گفتگو ہوئی اور نہ شرائط طے ہوئیں۔ آپ نے مکہ آمد کو خفیہ رکھا تھا تا کہ مقابلہ اور حرمت والی اس سرزمین میں خونریزی نہ ہو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو اقدام کیا اس سے بڑی خونریزی کا امکان یکسر ختم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال یا جائیداد لینے کی بجائے فتح مکہ کے بعد حاصل ہونے والے سارے غنائم انہی میں تقسیم کر دیے اور کمال رحمت اور حکمت سے ان کو بدل و جان اسلام میں داخل کر دیا۔ ان کے علاوہ سارے عرب میں جس قبیلے نے خود آکر اسلام قبول کیا ان میں سے کسی کے مال کوئے قرار نہیں دیا گیا، اہل مکہ سمیت ان سب پر زکوٰۃ و عشر ہی فرض کیا گیا۔

باب: ۲۶۲۵- طائف کا بیان

(المعجم ۲۵، ۲۶) - باب مَا جَاءَ فِي

خَبَرِ الطَّائِفِ (التحفة ۲۶)

۳۰۲۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۳۰۲۵- حضرت وہب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قبیلہ ثقیف کی بیعت کا حال پوچھا تو انہوں نے:

۳۰۲۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۲۱/۹ من حديث أبي داود به، وللحديث شاهد عند أحمد: ۳۴۱/۳.

حدثني إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ عَقِيلٍ بْنِ مُنْبِهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيفٍ إِذْ بَايَعَتْ؟ قَالَ: اشْتَرَطَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادَ، وَأَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ يَقُولُ: «سَيَصَدَّقُونَ وَيُجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوا».

نے کہا: ان لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ شرط کی تھی کہ وہ صدقہ دیں گے نہ جہاد کریں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بعد میں سنا آپ فرماتے تھے: ”یہ لوگ جب مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔ (جب اسلام کے بارے میں انہیں شرح صدر ہو جائے گا تو سب کام کریں گے۔“)

🌞 فوائد و مسائل: ① غزوہ حنین سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شوال ۸ھ میں طائف کا رخ کیا۔ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے تو ان کا محاصرہ کیا گیا جو کہ اٹھارہ بیس دن یا بعض روایات کے مطابق چالیس دن تک رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کے سردار عروہ بن مسعود ثقفی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ مگر اس کی قوم نے رمضان ۹ھ میں اپنا باقاعدہ وفد بھیج کر اسلام قبول کیا۔ ② یہ قبیلہ بھی بذریعہ جنگ مغلوب نہیں ہوا تھا بلکہ وفد بھیج کر اسلام قبول کیا تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ تو بہر حال اللہ کے رسول تھے۔ آپ کے فیصلے وحی اور الہام پر مبنی ہوتے تھے۔ تاہم داعی اسلام کا یہ فیصلہ حکمت و دانائی پر مبنی تھا۔ ④ تالیف قلوب کے لیے مبتدی لوگوں کو کوئی مناسب رعایت دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر دین کی حقیقت واضح کرنے میں بھی غفلت نہیں ہونی چاہیے۔

۳۰۲۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ سُوَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ مَجْجُوفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ: أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِيَكُونَ أَرْقَ لِقُلُوبِهِمْ، فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُحْشَرُوا وَلَا يُعْشَرُوا وَلَا يُجَبُّوا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَكُمْ

۳۰۲۶- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثقیف کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے انہیں مسجد (نبوی) میں ٹھہرایا تاکہ یہ ان کے دلوں کو زیادہ نرم کرنے کا باعث ہو چنانچہ ان لوگوں نے یہ شرط کی کہ انہیں جہاد کے لیے نہیں بلایا جائے گا نہ ان سے صدقات لیے جائیں گے اور نہ یہ لوگ نماز پڑھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں جہاد کے لیے نہ بلایا جائے یا صدقات

۳۰۲۶- تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۳۲۸ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۹۳۹ باختلاف يسير، وصححه ابن الجارود، ح: ۳۷۳ * حميد الطويل والحسن البصري مدلسان وعنعنا.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة
 أَنْ لَا تُحْسَرُوا وَلَا تُعْسَرُوا، وَلَا خَيْرَ فِيهِ لَيْسَ فِيهِ رُكُوعٌ.
 نہ لیے جائیں مگر اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں
 رکوع (نماز) نہ ہو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے مگر دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ امیر المسلمین کی اجازت سے کافروں کا مسجد میں یا حرم مکہ یا مدینہ میں آ جانا جائز ہے۔ ② جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں خواہ وہ کتنے ہی اخلاق و کردار کا مالک ہو کیونکہ وہ اللہ سے بندگی کا تعلق نہیں رکھتا۔ جہاد اور صدقات اپنے وقت پر لاگو ہوتے ہیں اور ان کا ابھی وقت نہ تھا البتہ نماز ہر روز اور اپنے وقت پر فرض تھی اس لیے اس میں چھوٹ دینا قبول نہیں فرمایا۔

(المعجم ۲۶، ۲۷) - باب مَا جَاءَ فِي
 حُكْمِ أَرْضِ الْيَمَنِ (التحفة ۲۷)

باب: ۲۶، ۲۷- سرزمین یمن کا حکم

۳۰۲۷- حضرت عامر بن شہرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو قبیلہ ہمدان کے لوگوں نے مجھ سے کہا: کیا تم اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) کے پاس جا کر ہمارے متعلق گفتگو کر سکتے ہو؟ جس چیز پر تم راضی ہو جاؤ گے ہم اسے قبول کر لیں گے اور جسے تم ناپسند کرو گے ہم بھی اسے ناپسند کریں گے۔ میں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے آپ کا معاملہ پسند آیا اور میری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمیر ذی مران کی طرف یہ خط لکھا۔ (ہوایہ تھا کہ) آپ ﷺ نے مالک بن مرارہ راہوی کو تمام اہل یمن کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ پس ایک شخص عک ذویان نے اسلام قبول کر لیا تو اسے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے اپنی بستی اور مال کے لیے امان نامہ حاصل کر لو۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت

۳۰۲۷- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي أَسَامَةَ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرِ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي هَمْدَانُ: هَلْ أَنْتَ آتِ هَذَا الرَّجُلَ وَمُرْتَادٍ لَنَا، فَإِنْ رَضِيتَ لَنَا شَيْئًا قَبِلْنَاهُ، وَإِنْ كَرِهْتَ شَيْئًا كَرِهْنَاهُ. قُلْتُ: نَعَمْ، فَجِئْتُ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَضِيتُ أَمْرَهُ وَأَسْلَمَ قَوْمِي وَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا الْكِتَابَ إِلَى عُمَيْرِ ذِي مُرَّانَ. قَالَ: وَبَعَثَ مَالِكَ بْنَ مُرَّادَةَ الرَّهَاقِيِّ إِلَى الْيَمَنِ جَمِيعًا فَأَسْلَمَ عَكَ ذُو خَيْوَانَ، قَالَ: فَقِيلَ لِعَكَ: انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخُذْ مِنْهُ الْأَمَانَ عَلَى قَرَبَتِكَ وَمَالِكَ، فَقَدِمَ فَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مِنْ

۳۰۲۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى الموصلي، ح: ۶۸۶۴ من حديث أبي أسامة به * مجالد ضعيف كما تقدم، ح: ۲۸۵۱.

میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ تحریر لکھ دی: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے عک ذی خیوان کے لیے یہ تحریر ہے کہ اگر یہ سچا ہو تو اسے اس کی زمین مال اور غلاموں کے بارے میں امان حاصل ہے اس کے لیے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کا ذمہ ہے۔“ اور یہ تحریر خالد بن سعید بن العاص نے قلمبند کی۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلَّكَ ذِي خَيْوَانَ إِنْ كَانَ صَادِقًا فِي أَرْضِهِ وَمَالِهِ وَزَفِيقِهِ فَلَهُ الْأَمَانُ وَذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ، رَسُولِ اللَّهِ، وَكَتَبَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْعَاصِ .

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اہل یمن برضا و رغبت مسلمان ہوئے تھے اور ان کی زمین ان کے اپنے قبضے میں رہی اور اس سے صرف عشر وصول کیا جاتا تھا۔

۳۰۲۸- حضرت ایض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے صدقہ کے بارے میں بات چیت کی جب کہ وہ وفد لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے تو آپ نے فرمایا: ”سباء کے بھائی! صدقہ کی ادائیگی تو ضروری ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری کاشت صرف کپاس کی ہے اور قوم سباء اب تترہتر ہو چکی ہے اور مآرب کے مقام پر تھوڑے لوگ مقیم ہیں۔ چنانچہ اس نے اللہ کے نبی ﷺ سے صلح کر لی کہ وہ لوگ یعنی جو سباء کے بقیہ اور مآرب پر مقیم ہیں سالانہ ستر جوڑے کپڑے کے برابر معافری کپڑے کی قیمت دیں گے۔ اور پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہ ادا کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہاں کے عاملوں نے ان کی طرف سے کیا گیا وہ عہد توڑ دیا جو کہ ایض بن حمال رضی اللہ عنہ

۳۰۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا فَرْجُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي ثَابِتُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِيصَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِيصَ بْنِ حَمَالٍ: أَنَّهُ كَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّدَقَةِ حِينَ وَقَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «يَا أَخَا سَبَأٍ لَا بُدَّ مِنْ صَدَقَةٍ»، فَقَالَ: إِنَّمَا زَرَعْنَا الْقُطُنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَقَدْ بَدَّدْتُ سَبَاءَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ بِمَارِبَ، فَصَالَحَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ عَلَى سَبْعِينَ حُلَّةً بَرٍّ مِنْ قِيَمَةِ وَفَاءٍ بَرٍّ الْمَعَاوِرِ كُلِّ سَنَةٍ عَمَّنْ بَقِيَ مِنْ سَبَأٍ بِمَارِبَ، فَلَمْ يَزَالُوا يُؤَدُّونَهَا حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّ الْعُمَّالَ انْتَقَضُوا عَلَيْهِمْ بَعْدَ قُبُضِ رَسُولِ

۳۰۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱/ ۲۷۷، ۲۷۸، ح: ۸۰۷ من حديث فرج بن سعيد به * ثابت بن سعيد وأبوہ مستوران، لم يوثقهما غير ابن حبان ومع ذلك حسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ۴/ ۱۰۶.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

اللہ ﷺ فِيمَا صَلَّحَ أَبِيضُ بْنُ حَمَّالٍ رَسُولُ
اللہ ﷺ فِي الْحَلِّ السَّبْعِينَ، فَرَدَّ ذَلِكَ أَبُو
بَكْرٍ عَلَى مَا وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى
مَاتَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ انْتَقَضَ
ذَلِكَ وَصَارَتْ عَلَى الصَّدَقَةِ.

یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا بیان
نے رسول اللہ ﷺ سے ستر جوڑوں کی ادائیگی کا کر رکھا
تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اسے اسی کیفیت پر
لوٹا دیا جس پر رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تھا حتیٰ کہ
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے
بعد یہ عہد ٹوٹ گیا اور (معروف انداز میں) صدقہ لیا
جانے لگا۔

(المعجم ۲۷، ۲۸) - بَابُ: فِي إِخْرَاجِ
الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ (التحفة ۲۸)

۳۰۲۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ
الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى بِثَلَاثَةِ فَقَالَ:
«أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ،
وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أَجِيزُهُمْ».

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَسَكَتَ عَنْ الثَّالِثَةِ
أَوْ قَالَ: فَأَنْسَيْتُهَا. وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ عَنْ
سُفْيَانَ قَالَ سُلَيْمَانُ: لَا أَذْرِي أَذْكَرَ
سَعِيدَ الثَّالِثَةِ فَانْسَيْتُهَا أَوْ سَكَتَ عَنْهَا.

باب: ۲۸، ۲۹- یہودیوں کو جزیرہ عرب
سے نکال دینے کا بیان

۳۰۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی: مشرکوں کو
جزیرہ عرب سے نکال دینا اور وفد سے اسی طرح برتاؤ
کرتے رہنا جیسے کہ میں کیا کرتا ہوں اور تیسری بات کے
بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یا تو یہ کہا کہ آپ
ﷺ خاموش رہے یا یہ کہا کہ میں (ہی) بھول گیا ہوں۔

حمیدی نے سفیان سے روایت کیا کہ سلیمان نے کہا:
مجھے نہیں معلوم کہ سعید بن جبیر نے تیسری بات ذکر کی تھی
تو میں بھول گیا ہوں یا وہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) ہی خاموش
رہے تھے۔



🌞 فوائد ومسائل: ① ”جزیرہ العرب“ یہ علاقہ بحر ہند، بحر قزقم، بحر شام اور دجلہ و فرات سے گھرا ہوا ہونے کی وجہ
سے جزیرہ کہلاتا ہے اور یہ زمانہ قدیم سے اہل عرب کا وطن ہے۔ اس کی حدود طول میں عدن سے اطراف شام اور
جدہ سے ریف عراق تک پھیلی ہوئی ہیں۔ (نیل الاوطار، باب منع اهل الذمة من سكنى الحجاز: ۷۲/۸) یہ
چونکہ اسلام کا اولین مرکز ہے اور یہیں سے اسلام کی اشاعت پوری دنیا میں ہوئی تھی اس لیے اس کو یہود و نصاریٰ کے

۳۰۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء بوصي فيه، ح: ۱۶۳۷/۲۰ عن سعيد
ابن منصور، والبخاري، الجهاد والسير، باب: هل يستشفع إلى أهل الذمة؟ ومعاملتهم، ح: ۳۰۵۳ من حديث
سفیان بن عیینة به.

۱۰- کتاب الخراج والقبیاء والإمارة یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا بیان

دجل سے محفوظ رکھنا ضروری تھا اور ہے۔ سازش کے ذریعے سے یہود نے عیسائیت کا چہرہ مسخ کیا اور یہ دونوں بلکہ مجوس اور مشرکین کی یہ کوششیں کہ اسلام میں خود ساختہ چیزیں ملائی جائیں اوائل اسلام ہی میں سامنے آ گئی تھیں۔

② تیسری بات بھولنے کا واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یا سفیان بن عیینہ کا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ابن عیینہ نے یہ کہا کہ میں تیسری بات بھول گیا ہوں۔ وہ تیسری بات کیا تھی جسے ابن عیینہ بھول گئے؟ اس کی بابت موطا امام مالک میں اشارہ ہے کہ تیسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ ”میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا لینا۔“ جس طرح موطا کی روایت میں یہ اخراج یہود کے ساتھ مذکور ہے یا جس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں تیسری تلقین: ”نماز اور غلاموں کا“ خیال رکھنا ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته) مشرکین کو جزیرہ العرب سے نکالنے کے معنی میں بت پرست مشرک، یہود و نصاریٰ اور مجوس سبھی شامل ہیں اور انہیں یہاں سے نکال باہر کرنا واجب ہے۔

۳۰۳۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: أَخْبَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، فَلَا تُتْرَكْ فِيهَا إِلَّا مُسْلِمًا».

۳۰۳۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے بالضرور نکال کر رہوں گا“ میں اس میں مسلمانوں کے سوا کسی اور کو نہیں چھوڑوں گا۔“

۳۰۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ.

۳۰۳۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ پہلی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

۳۰۳۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَيَانُ كَرْتِهِ

۳۰۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

۳۰۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب إخراج اليهود والنصارى من جزيرة العرب، ح: ۱۷۶۷ من حديث عبد الرزاق به.

۳۰۳۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ۱/ ۳۲ موقوف، ونقله ابن كثير في جامع المسانيد والسنن، ج: ۱۸، ح: ۶۴، ۶۵، ۶۶ موقوفاً.

۳۰۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء ليس على المسلمين جزية، ح: ۶۳۳ من ۴۱

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة --- یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا بیان

الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظِيَّانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَكُونُ قِبْلَتَانِ فِي بَلَدٍ وَاحِدٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک ملک (عرب) میں دو قبلے نہیں ہو سکتے۔“

☀ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن جس طرح عیسائیت کے مرکز و ٹیکنیٹ میں دوسرے دین کی سرگرمیوں کی اجازت نہیں اسی طرح مرکز اسلام کو اندرونی خلفشار سے پاک رکھنا عین مصلحت ہے۔ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ الحرام ہے جبکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا قبلہ بیت المقدس ہے۔ قبلہ اس سمت کا تعین کرتا ہے جس طرف فکرو عقیدہ کا رخ ہوتا ہے۔

۳۰۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: قَالَ سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ: جَزِيرَةُ الْعَرَبِ مَا بَيْنَ الْوَادِي إِلَى أَقْصَى الْيَمَنِ، إِلَى تَحُومِ الْعِرَاقِ، إِلَى الْبَحْرِ.

۳۰۳۳- جناب سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جزیرہ العرب سے مراد (وہ علاقہ ہے) جو وادی القرئی سے انتہائے یمن تک اور دوسری جانب حدود عراق سے لے کر سمندر تک ہے۔

۳۰۳۴- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِيَءٌ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكَ أَشْهَبُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: عُمَرُ أَجْلَى أَهْلِ نَجْرَانَ وَلَمْ يُجْلَوْا مِنْ تَيْمَاءَ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ بِلَادِ الْعَرَبِ، فَأَمَّا الْوَادِي فَإِنِّي أَرَى أَنَّهَا لَمْ يُجْلَ مِنْ فِيهَا مِنَ الْيَهُودِ أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْهَا مِنْ أَرْضِ الْعَرَبِ.

۳۰۳۴- امام ابو داود رضی اللہ عنہ (بہ سند حارث بن مسکین) بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل نجران کو جلا وطن کر دیا لیکن وہ تيماء سے نہیں نکالے گئے کیونکہ یہ عرب کی حدود میں نہیں ہے۔ اور وادی (القرئی) کے یہودیوں کو بھی میرا خیال ہے کہ نہیں نکالا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اسے عرب کا علاقہ نہ سمجھا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ أَجْلَى عُمَرُ يَهُودَ

ابن سرح کی سند سے روایت ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجران اور فدک کے

«حدیث جریر بہ، و ذکر کلاماً، و صححہ ابن الجارود، ح: ۱۱۰۷» قابوس فیہ لبن (تقریب)، وضعفہ الجمهور.

۳۰۳۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۰۸/۹ من حديث أبي داود به.

۳۰۳۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۰۹/۹ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة .. عراق کی زمین اور بزرگوت حاصل شدہ اراضی وقف کرنے کا بیان
نَجْرَانٌ وَفَدَاكَ .
یہود کو جلاوطن کیا تھا۔ (کیونکہ یہ علاقے جزیرہ عرب
میں شمار ہوتے تھے۔)

(المعجم ۲۸، ۲۹) - باب: فِي إِيقَافِ
أَرْضِ السَّوَادِ وَأَرْضِ الْعَنْوَةِ (التحفة ۲۹)
۳۰۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ :
حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ : «مَنْعَتِ الْعِرَاقُ قَفِيزَهَا
وَدِرْهَمَهَا، وَمَنْعَتِ الشَّامُ مُدِّيَهَا
وَدِينَارَهَا، وَمَنْعَتِ مِصْرُ إِدْبَاقَهَا وَدِينَارَهَا،
ثُمَّ عُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ» .

- قَالَهَا زُهَيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - شَهَدَ
عَلَى ذَلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ .
زہیر نے اسے تین بار دوہرا کر کہا: اس پر حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔“

توضیح: ① [قفیز] اہل عراق کا غلہ بھرنے کا پیمانہ ہے جس میں بارہ صاع آتے ہیں۔ [مُدی] (میم کی پیش اور
وال ساکن اس کے بعد "ی") اہل شام کا پیمانہ ہے جس میں ساڑھے بائیس صاع آتے ہیں۔ [إِدْبَاقُ] (ہمزہ کی
زیر راء ساکن دال پر زبر اور باء مشدود ہے) اہل مصر کا پیمانہ ہے جس میں چوبیس صاع آتے ہیں۔ ② یہ حدیث
علامات نبوت میں سے ہے جس میں پہلے تو یہ خوشخبری ہے کہ یہ علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آئیں گے اور ان سے
غنائم اور خراج حاصل ہوں گے۔ ③ اور پھر ایک وقت کے بعد وہ اس کی ادائیگی روک دیں گے یا تو مطلقاً انکار
کر دیں گے یا مسلمان ہو جائیں گے اور خراج ساقط ہو جائے گا یا مرکز اسلام سے ٹوٹ کر سب الگ الگ اور مستقل
ہو جائیں گے جیسا کہ آج کل ہے۔ ④ ”پھر تم ادھر ہی لوٹ جاؤ گے جہاں سے تم نے ابتدا کی تھی۔“ یعنی الگ الگ
آزاد اور ایک دوسرے سے جدا ملک بن جاؤ گے۔ جیسے کہ ابتدائے اسلام میں تھے۔ ⑤ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کا استدلال
یہ ہے کہ مفتوحہ زمین لوگوں کی ذاتی ملکیت کی بجائے یا مجاہدین کے درمیان تقسیم کرنے کی بجائے بیت المال کی نگرانی
میں رہنی چاہیے تاکہ ان کی آمدنی سے مملکت اسلامی کے رفاہی امور اور مجاہدین وغیرہ کے اخراجات پورے ہوتے

۳۰۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يحضر الفرات عن جبل من ذهب، ح: ۲۸۹۶ من
حدیث زہیر بن معاویہ بہ .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جزیہ کے احکام و مسائل

رہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں سوا عراق کی بابت یہی فیصلہ کیا تھا اور اسے مجاہدین میں تقسیم کرنے کی بجائے اسلامی مملکت کی تحویل میں رکھا تھا تا کہ اس کی آمدنی کو حسب ضرورت و مصلحت استعمال کیا جاسکے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کو تفصیلی مشاورت کے بعد بالا جماع قبول کیا تھا اس لیے یہ حجت ہے۔

۳۰۳۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ : هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْمُكُمْ فِيهَا وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَإِنَّ حُمْسَهَا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ» .

۳۰۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس بستی میں تم آؤ اور وہاں اقامت اختیار کر لو تو اس میں تمہارا حصہ ہے (یعنی جو صلح سے فتح ہو تو فی میں تمہارا حصہ معروف ہے) اور جو بستی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اس کا خمس (پانچواں حصہ) اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے پھر یہ تمہارے لیے ہے۔“

فائدہ: اس روایت سے بظاہر یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ قتال کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اراضی خمس نکالنے کے بعد بطور غنیمت مجاہدین میں تقسیم کی جائیں اور اوپر امام الیوم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف اس کے برعکس بیان ہوا ہے۔ اس میں جمع و تطبیق یہی ہے جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسی زمینوں کے بارے میں ان سب مسلمانوں کے اتفاق کے بعد جن میں یہ اراضی تقسیم ہونی ہیں امام المسلمین تصرف کر سکتا ہے۔

(المعجم ۲۹، ۳۰) - بَابُ: فِي أَخْذِ
الْحَزْبِ (التحفة ۳۰)

۳۰۳۷- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ : حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ :

۳۰۳۷- جناب عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروفا اور جناب عثمان بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت خالد بن ولید (اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو دومہ کے بادشاہ اُکیدر کی طرف روانہ کیا تو انہوں نے اسے

۳۰۳۶- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفیء، ح: ۱۷۵۶ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسند أحمد: ۳۱۷/۲، ومصنف عبدالرزاق، ح: ۱۰۱۳۷، وصحيفة همام بن منبه، ح: ۱۳۹.

۳۰۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۸۶/۹ من حديث يحيى بن أبي زائدة به، وسنده ضعيف * ابن إسحاق عنم.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى كِبْرُلِيَا (نبي ﷺ کے پاس) لے آئے۔ تو آپ نے أَكْبَدَ دُومَةً، فَأَخَذُوهُ فَأَتَوْهُ بِهِ، فَحَقَّقَ لَهُ اس کا خون معاف کر دیا اور جزیرہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ دَمَهُ، وَصَالَحَهُ عَلَى الْجِزْيَةِ.

🌞 فوائد ومسائل: ① مملکت اسلامیہ اپنی غیر مسلم رعایا سے ایک ٹیکس لیتی ہے جو ان کی وہاں سہولت و رہائش اور ان کی جانوں مالوں اور عزتوں کی حفاظت کرنے کے بدلے میں لیا جاتا ہے۔ اور وہ سرحدوں کی حفاظت اور (دفاع) قتال جیسی ذمہ داریوں کے مکلف نہیں ہوتے۔ اسی ٹیکس کو جزیرہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿فَقَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ ضَاغِرُونَ﴾ (التوبة: ۲۹) ”قتال کرو ان سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ قیامت کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام گردانتے ہیں اور نہ سچے دین کے تابع ہوتے ہیں یعنی وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی (ان سے قتال کرتے رہو) حتیٰ کہ اپنے ہاتھوں سے ذلیل ہوتے ہوئے جزیرہ ادا کریں۔“ مسلمان سوسائٹی کی بہبود کے لیے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یہ ایک اعزاز ہے۔ غیر مسلم رعایا سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جاتی بلکہ اس سے کم مقدار میں جزیرہ وصول کیا جاتا ہے۔ ② اکیدہ دومہ غسانی عرب تھا اور یہ دلیل ہے کہ غیر مسلم عرب سے بھی جزیرہ لیا جانا ضروری ہے جیسے کہ عجمیوں سے لیا جاتا ہے۔

۳۰۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ الثَّقَلَيْنِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، نَبِيِّ ﷺ نَبِي ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا تو ان کو حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا وصول کریں۔ یہ کپڑا اسی علاقے میں بنا جاتا تھا۔

عن أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ يَغْنِي مُحْتَلِمًا، دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مِنَ الْمَعَاْفِرِي يَنَابُ ثَكُونٌ بِالْيَمَنِ.

🌞 فائدہ: زکوٰۃ فطرانہ اور دیگر شرعی واجبات میں حسب سہولت عوض اور بدل لینا دینا جائز ہے جیسا کہ یہاں جزیرہ کی رقم کے بدلے کپڑا لینے کی رخصت دی گئی ہے۔ تاہم اصحاب الحدیث کی ایک جماعت اصل جنس کی ادائیگی پر اصرار کرتی ہے۔

۳۰۳۹- حَدَّثَنَا الثَّقَلَيْنِ: حَدَّثَنَا أَبُو - جناب سروق نے بسند حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

۳۰۳۸- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۱۵۷۶، وأخرجه البيهقي ۱۹۳/۹ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۸۰۳، والسنائي، ح: ۲۴۵۵، والترمذي، ح: ۶۲۳، وقال: "حسن".

۳۰۳۹- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۱۵۷۶، انظر الحديث السابق.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة جزیے کے احکام و مسائل

مُعَاوِيَةُ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۳۰۴۰- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هَانِيٍّ أَبُو نَعِيمٍ النَّخَعِيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَئِنْ بَقِيتُ لِنَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ لَأَقْتُلَنَّ الْمُقَاتِلَةَ وَلَا أُسَيِّرَنَّ الذَّرِيَّةَ فَإِنِّي كَتَبْتُ الْكِتَابَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَنْ لَا يُضَرُّوا أَبْنَاءَهُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَبَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ أَنَّهُ كَانَ يُنْكَرُ هَذَا الْحَدِيثَ إِنْكَارًا شَدِيدًا.

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: وَلَمْ يَفْرَأْهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْعَرْضَةِ الثَّانِيَةِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔ (یعنی انتہائی ضعیف ہے) امام احمد رحمہ اللہ کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس حدیث کو منکر تصور کرتے تھے۔

۳۰۴۱- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرِو الْبَلَامِيِّ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرِ الِهْمْدَانِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيِّ، عَنْ

۳۰۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف] * أبو نعيم النخعي ضعيف، ضعفه الجمهور، وشريك القاضي مدلس وعنعن.
۳۰۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۸۷/۹، ۱۹۵، ۲۰۲ من حديث أبي داود به * إسماعيل بن عبد الرحمن القرشي هو السدي، وفي سماعة عن ابن عباس نظر.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة۔

جزیے کے احکام و مسائل

ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَهْلَ نَجْرَانَ عَلَى أَلْفِي حُلَّةٍ. النُّصْفُ فِي صَفَرٍ وَالنُّصْفُ فِي رَجَبٍ يُؤَدُّونَهَا إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَعَارِيَّةٌ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ فَرَسًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا وَثَلَاثِينَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْ أَصْنَافِ السَّلَاحِ يَغْزُونَ بِهَا وَالْمُسْلِمُونَ ضَامِتُونَ لَهَا حَتَّى يَرُدُّوَهَا عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ ذَاتُ غَدَرٍ عَلَى أَنْ لَا تُهْدَمَ لَهُمْ بَيْعَةٌ، وَلَا يُخْرَجَ لَهُمْ قَسْرٌ، وَلَا يُفْتَنُوا عَنْ دِينِهِمْ، مَا لَمْ يُحْدِثُوا حَدَثًا، أَوْ يَأْكُلُوا الرُّبَا.

تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کا اسلحہ جو جنگ میں استعمال ہوتا ہے تیس تیس کی تعداد میں عاریتاً دیا کریں گے اور مسلمان ان چیزوں کے واپس کرنے تک ان کے ضامن ہوں گے۔ (یہ عاریت اس وقت لی جائے گی) جب یمن میں کوئی فساد یا غدر ہوا (اور ان کی ضرورت پڑی)۔ اور (ان کے ساتھ عہد تھا کہ) ان کا کوئی معبد نہیں گرایا جائے گا، کسی پادری کو نہیں نکالا جائے گا اور ان کے دین میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی جب تک کہ یہ دین میں کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔

قال إسماعيل: فَقَدْ أَكَلُوا الرُّبَا.

(راوی حدیث) اسماعیل (بن عبد الرحمن قرشی سدی)

نے کہا: چنانچہ ان لوگوں نے سود کھایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا انْقَضُوا بَعْضَ مَا اشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ فَقَدْ أَحْدَثُوا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب وہ کوئی شرط توڑیں گے تو یہ دین میں نئی بات نکالنا ہوگا۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: فِي أَخْذِ الْجَزِيَّةِ

باب: ۳۱- مجوس (آتش پرستوں) سے

مِنَ الْمَجُوسِ (التحفة ۳۱)

جزیہ لینے کا بیان

۳۰۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ فَارِسَ لَمَّا مَاتَ نَبِيُّهُمْ كَتَبَ لَهُمْ إِبْلِيسُ الْمَجُوسِيَّةَ.

۳۰۴۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اہل فارس کا نبی فوت ہو گیا تو ابلیس نے انہیں مجوسیت (آتش پرستی) پر لگا دیا۔

🌞 فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول دلیل ہے کہ یہ لوگ اصل میں ایک نبی کی امت تھے بعد میں شیطان نے

۳۰۴۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۹۲/۹ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جزیہ کے احکام و مسائل

انہیں گمراہ کیا۔ جب انہوں نے اپنے دین کو بالکل ہی مسخ کر دیا تو ان سے ”اہل کتاب“ ہونے کا لقب بھی اٹھایا گیا۔

۳۰۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ:

۳۰۴۳- جناب ابوشعثاء (جابر بن زائد رضی اللہ عنہ) نے

کہا: میں جزء بن معاویہ کا کاتب (سیکرٹری) تھا۔ اور یہ جناب احنف بن قیس کے چچا تھے (اس اثنا میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا ایک خط آیا۔ اس میں تھا: ہر جادوگر کو قتل کر دو اور مجوسیوں میں سے جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کیا ہو ان میں تفریق کر دو اور انہیں (کھانے کے وقت) گنگنائے سے منع کر دو۔ چنانچہ ہم نے ایک دن تین جادوگر نیول کو قتل کیا اور کتاب اللہ کے مطابق جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کر رکھا تھا ان میں جدائی کرادی۔ اور (جزء بن معاویہ نے) بہت سا کھانا تیار کروایا اور پھر انہیں دعوت دی اور اس دوران میں تموار اپنی ران پر رکھ لی۔ چنانچہ ان لوگوں نے کھانا کھایا مگر گنگنائے نہیں۔ اور ان لوگوں نے ایک نچر یا دو نچروں کے بوجھ برابر چاندی ان (جزء بن معاویہ) کے سامنے ڈال دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ لینے کے قائل نہ تھے حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ بَجَالَهٖ يُحَدِّثُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ وَأَبَا الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنْتُ كَاتِبًا لِحِزْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ إِذْ جَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: أَقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَفَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ، وَانْهَوْهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ، فَفَقَلْنَا فِي يَوْمٍ ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ وَفَرَّقْنَا بَيْنَ كُلِّ رَجُلٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَحَرَمِهِ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، وَصَنَعَ طَعَامًا كَثِيرًا فَدَعَاهُمْ فَعَرَضَ السِّيفَ عَلَى فَحْدِهِ، فَأَكَلُوا وَلَمْ يُزْمِزْ مُوا وَأَلْقُوا وَفَرَّ بَغْلٌ أَوْ بَعْلَتَيْنِ مِنَ الْوَرِقِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْحِزْرِيَّةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسٍ هَجَرَ.



458

فائدہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی گواہی کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ذمی قرار دینے کی بات قبول فرمائی۔ علامہ ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب سے جزیہ لینا یہ نص قرآن مجید ثابت ہے اور مجوسیوں سے جزیہ لینا سنت سے ثابت ہے۔ (نیل الاوطار: ۲۵/۸)

۳۰۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب الجزية والموادعة مع أهل الذمة والحرب، ح: ۳۱۵۶ و ۳۱۵۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۰۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ
الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا
هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ قُسَيْرِ
ابن عمرو، عن بَجَالَةَ بْنِ عَبْدِةَ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَسْبَذِيِّينَ مِنْ
أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَهُمْ مَجُوسُ أَهْلِ هَجَرَ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَكَثَ عِنْدَهُ ثُمَّ خَرَجَ
فَسَأَلْتُهُ: مَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ فِيكُمْ؟ قَالَ:
شَرٌّ. قُلْتُ: مَهْ، قَالَ: الْإِسْلَامُ أَوْ الْقَتْلُ.

۳۰۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
اہل بحرین کے اسبذی لوگوں کا ایک آدمی رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں آیا یہ لوگ اہل ہجر کے مجوسی تھے یہ
آدمی کئی دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ٹھہرا رہا۔ پھر
جب واپس ہونے لگا تو میں نے اس سے پوچھا:
تمہارے بارے میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے
کیا فیصلہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بہت برا فیصلہ۔ میں نے
کہا: خاموش (یعنی اللہ و رسول کا فیصلہ برا نہیں ہو سکتا۔)
کہنے لگا: (فیصلہ یہ ہے کہ) یا تو اسلام قبول کر لوں یا قتل
ہو جاؤں۔

راوی نے کہا: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے جزیہ لینا قبول کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بات لے لی ہے اور میری
بات چھوڑ دی ہے جو میں نے اس اسبذی سے سنی تھی۔

قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ:
قَبِلَ مِنْهُمْ الْجِزْيَةَ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِقَوْلِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَتَرَكُوا مَا سَمِعْتُ أَنَا مِنَ
الْأَسْبَذِيِّ.

🌞 ملاحظہ: یہ جزیہ تمام قسم کے غیر مسلم مشرکوں پر لاگو ہوتا تھا۔ چونکہ یہ احکام فتح مکہ کے بعد نازل ہوئے تھے اور اس
عرصہ میں تمام اہل عرب دائرۃ اسلام میں داخل ہو چکے تھے اس لیے ان سے جزیہ لینے کے کوئی معنی نہیں تھے۔ تفصیل
کے لیے دیکھیے: (زاد المعاد؛ فصل فی ہدیہ فی أخذ الجزية)

(المعجم ۳۰، ۳۲) - بَابُ: فِي التَّشْدِيدِ
فِي جِبَايَةِ الْجِزْيَةِ (التحفة ۳۲)

۳۰۴۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
۳۰۴۵- حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما نے

۳۰۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۹۰/۹ من حديث أبي داود به * قشير بن عمرو مستور، وثقه
ابن حبان وحده.

۳۰۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، البر والصلوة، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق، ح: ۱۱۹/۲۶۱۳
من حديث عبد الله بن وهب به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جزیے کے احکام ومسائل

حمص کے والی کو دیکھا کہ اس نے کئی قبیلوں کو جزیہ ادا نہ کر سکنے کی پاداش میں دھوپ میں کھڑا کیا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جو لوگ دنیا میں دوسروں کو عذاب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گا۔“

المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلَى حِمَصٍ يُسَمُّسُ نَاسًا مِنَ الْقَبِطِ فِي أَدَاءِ الْجِزْيَةِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا».

☀ فائدہ: معقول وجہ کے بغیر کسی کو سزا دینا بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ ٹیکس دینے میں معذور ہو تو اس کو مناسب سہولت دی جانی چاہیے۔ ہاں اگر عذر کوئی نہ ہو تو سزا دی جاسکتی ہے، مگر وہ بھی جو مناسب ہو۔



باب: ۳۱، ۳۳- غیر مسلم (ذی لوگ) اپنا مال تجارت لے کر آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے

(المعجم ۳۱، ۳۳) - بَابُ: فِي تَعْسِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتَّجَارَةِ (التحفة ۳۳)

۳۰۴۶- حرب بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنے نانا (عمر ثقیفی) سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دسواں حصہ (جزیہ اور ٹیکس) یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے اور مسلمان پر کوئی دسواں نہیں ہے۔“

۳۰۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ حَرْبِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي أُمِّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْعَشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ».

۳۰۴۷- حرب بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور

۳۰۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبِيدِ الْمُحَارِبِيِّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

۳۰۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۰۴۹ * حرب بن عبید اللہ لین الحدیث، وثقه ابن حبان وحده، وفي السند علة أخرى.

۳۰۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحدیث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۹۹/۹ من حدیث أبي داود به، السند مرسل.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹۔ کتاب الخراج والقیء والإمارة جزیے کے احکام و مسائل

عطاء بن السائب، عن حرب بن عبيد اس روایت میں لفظ [عُشُور] کی بجائے [خراج] ہے۔
 الله عن النبي ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «خَرَجٌ» -
 مَكَانَ الْعُشُورِ.

🌞 ملاحظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ان روایات میں لفظ [عُشُور] غالباً مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی زرعی آمدنی پر بھی عشر لگتا ہے۔

۳۰۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ خَالِهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَشْرُ قَوْمِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى».

۳۰۴۸۔ جناب عطاء بکر بن وائل کے ایک آدمی سے اور وہ اپنے ماموں سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم سے دسواں حصہ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ دسواں حصہ یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے۔“

461

۳۰۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ عَطَاءٍ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ حَرْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ جَدِّهِ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَغْلِبَ - قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمْتُ وَعَلَّمَنِي الْإِسْلَامَ وَعَلَّمَنِي كَيْفَ أَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ قَوْمِي مِمَّنْ أَسْلَمَ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُلَّمَا عَلَّمْتَنِي قَدْ حَفِظْتُ إِلَّا الصَّدَقَةَ أَفَأَعَشْرُهُمْ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا [الْعُشُورُ] عَلَى النَّصَارَى وَالْيَهُودِ».

۳۰۴۹۔ حرب بن عبد اللہ بن عمیر ثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنو تغلب سے تھے انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اسلام قبول کیا، آپ ﷺ نے مجھے اسلام کے متعلق سمجھایا اور مجھے بتایا کہ میں اپنی قوم کے مسلمانوں سے کس طرح سے صدقہ وصول کیا کروں۔ پھر میں آپ کے پاس دوبارہ آیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جو کچھ تعلیم فرمائی تھی میں نے اسے یاد کر لیا ہے سوائے صدقہ کے تو کیا میں ان سے دسواں حصہ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، دسواں حصہ تو عیسائیوں اور یہودیوں پر ہوتا ہے۔“

۳۰۴۸۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۴۷۴ عن عبد الرحمن بن مهدي به، ورواه البيهقي: ۹/۱۹۹ * رجل من بكر بن وائل مجهول، وفيه علة أخرى.

۳۰۴۹۔ تخریج: [ضعيف] انظر: ۳۰۴۶، وأخرجه البيهقي: ۹/۱۹۹ من حديث أبي داود به، وللحديث ألوان أخرى.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

۳۰۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى :

حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ : حَدَّثَنَا أَرْطَاةُ بْنُ
الْمُنْذِرِ قَالَ : سَمِعْتُ حَكِيمَ بْنَ عُمَيْرٍ أَبَا
الْأَخْوَصِ يُحَدِّثُ عَنِ الْعِرْبَانِ بْنِ
سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ : نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ
خَيْبَرَ وَمَعَهُ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَكَانَ
صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا ، فَأَقْبَلَ
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ! أَلَكُمْ أَنْ
تَذْبَحُوا حُمْرَنَا وَتَأْكُلُوا ثَمَرَنَا وَتَضْرِبُوا
نِسَاءَنَا ؟ فَغَضِبَ يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ :
« يَا ابْنَ عَوْفٍ ! ازْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ أَلَا إِنَّ
الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ وَأَنْ اجْتَمِعُوا
لِلصَّلَاةِ » . قَالَ : فَاجْتَمَعُوا ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ
النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ : « أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ
مُتَكِنًا عَلَى أَرِيكَةٍ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ
شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ أَلَا وَإِنِّي وَاللَّهِ !
قَدْ وَعَظْتُ وَأَمَرْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءٍ إِنَّهَا
لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ ، وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ
يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ
إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ
ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ » .



جزیے کے احکام و مسائل

۳۰۵۰- حضرت عریاض بن ساریہ سلمیؓ سے

روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ خیبر میں اترے اور
آپ کے ساتھ دیگر صحابہ بھی تھے۔ خیبر کا رئیس ایک
سرکش (اور) ناپسندیدہ آدمی تھا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا
اور کہا: اے محمد! کیا تمہارے لیے جائز ہے کہ ہمارے
گدھوں کو ذبح کر ڈالو ہمارے پھل کھا جاؤ اور ہماری
عورتوں کو پیو؟ تو نبی ﷺ (یہ سن کر) غصے ہوئے اور
فرمایا: ”اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو اور منادی
کردو کہ خبردار! جنت صرف صاحب ایمان ہی کے لیے
حلال ہے اور یہ کہ نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔“ چنانچہ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو گئے تو آپ نے انہیں نماز
پڑھائی پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی
اپنے تخت پر تکیے پر ٹیک لگائے یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے صرف وہی کچھ حرام ٹھہرایا ہے جو اس قرآن
میں ہے۔ خبردار! بے شک میں نے اللہ کی قسم! خوب
وعظ و نصیحت کی ہے کئی باتوں کا حکم دیا ہے اور کئی سے منع
کیا ہے اور میری بات بلاشبہ قرآن ہی کی مثل ہے یا اس
سے بڑھ کر (مفصل) ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے
حلال نہیں کیا کہ بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں
میں داخل ہو جاؤ یا ان کی عورتوں کو مارو یا ان کے پھل کھ
جاؤ جبکہ وہ تمہیں اپنے ذمے کا واجب ادا کر رہے ہوں۔“



ملوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر سنت کے حجت ہونے پر دال ہے اور یہی مضمون دیگر صحیح احادیث سے

۳۰۵۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۴/۹ من حديث أبي داود به * أشعث بن شعبة وثقه ابن
حبان وحده، وضعفه أبو زرعة وغيره، والراجح أنه ضعيف، ولم يثبت توثيقه عن أبي داود لجهالة الناقل عنه، وقال
الذهبي: "ليس بقوي" (ديوان الضعفاء: ۴۷۳).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ثابت ہے۔ مثلاً ویکئے: (سنن ابی داود، فی لزوم السنة، حدیث: ۴۶۰۴) وما بعد اور سب سے بڑھ کر خود قرآن مجید کی بھی یہی دعوت ہے۔ مثلاً: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰) ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۷۱) ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ (النور: ۵۲) ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ (آل عمران: ۳۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳) ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷)

۳۰۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَعَلَّكُمْ تَقَاتِلُونَ قَوْمًا فَتَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ فَيَتَّقُونَكُمْ بِأَمْوَالِهِمْ دُونَ أَنْفُسِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ». قَالَ سَعِيدٌ فِي حَدِيثِهِ: «فِيَصَالِحُونَكُمْ عَلَىٰ صُلْحٍ»، ثُمَّ اتَّفَقَا، «فَلَا تُصِيبُوا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ».

۳۰۵۱- حمید (قیلی) کے ایک شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید کہ تم ایک قوم سے قتال کرو گے اور ان پر غالب آ جاؤ گے، تو وہ اپنی جانیں اور اپنی اولادیں بچانے کے لیے اپنے مال پیش کریں گے۔ سعید (بن منصور) نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ بیان کیا: ”پھر وہ تم سے مصالحت کر لیں گے۔“ پھر دونوں راوی حدیث کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں ”تو تم اس سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ تمہارے لیے جائز نہ ہوگا۔“

۳۰۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرِ الْمَدَنِيُّ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۳۰۵۲- صفوان بن سلیم نے رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ کے بیٹوں سے روایت کی، وہ اپنے قریبی آباء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! جس کسی نے کسی عہد والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اس کی

۳۰۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۴/۹ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۶۰۳ * رجل من ثقيف مجهول.

۳۰۵۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۵/۹ من حديث ابن وهب به، وللهديث شواهد * عدة من أبناء أصحاب رسول الله ﷺ كلهم مجهولون.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة جزیے کے احکام ومسائل

عن آبَائِهِمْ ذَنِيَّةً عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوْ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طَبِيبٍ نَفْسٍ فَأَنَا حَاجِبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

تنقیص کی (یعنی اس کے حق میں کمی کی) یا اس کی ہمت سے بڑھ کر اسے کسی بات کا مکلف کیا یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔

☀ فائدہ: کافر کا کافر ہونا اپنی جگہ پر مگر انسانی حقوق میں رسول اللہ ﷺ مظلوم کی طرف ہوں گے اور اس کو اس کا حق دلوائیں گے۔ کسی کا مسلمان ہو جانا اسے کسی کافر کے انسانی حقوق غصب کرنے یا اس پر ظلم کرنے کی کسی صورت بھی اجازت نہیں دیتا۔

(المعجم ۳۲، ۳۴) - بَابٌ فِي الذَّمِّ [الَّذِي] يُسْلِمُ فِي بَعْضِ السَّنَةِ هَلْ عَلَيْهِ جَزْيَةٌ؟ (التحفة ۳۴)

باب: ۳۲، ۳۴ - کوئی کافر (ذمی) سال کے دوران میں مسلمان ہو جائے تو کیا اس پر جزیہ ہوگا؟

۳۰۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى مُسْلِمٍ جَزْيَةٌ».

۳۰۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر جزیہ نہیں۔“

۳۰۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: سُئِلَ سُفْيَانُ يَغْنِي عَنْ تَفْسِيرِ هَذَا فَقَالَ: إِذَا أَسْلَمَ فَلَا جَزْيَةَ عَلَيْهِ.

۳۰۵۴- جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ سے اس کی وضاحت معلوم کی گئی تو انہوں نے کہا: جب کوئی شخص اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ نہیں۔

(المعجم ۳۳، ۳۵) - بَابٌ فِي الْإِمَامِ يَقْبَلُ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ (التحفة ۳۵)

باب: ۳۳، ۳۵ - حاکم کا مشرکوں سے ہدیہ قبول کرنا

۳۰۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ

۳۰۵۵- جناب عبد اللہ ہوزنی کہتے ہیں کہ میں نے

۳۰۵۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء ليس على المسلمين جزية، ح: ۶۳۳ من حديث جرير به، وانظر، ح: ۳۰۲۲.

۳۰۵۴- تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود،

۳۰۵۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۱۵/۹ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۵۳۷.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارۃ

نَافِعُ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ، عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْهُوزَيْنِيُّ قَالَ: لَقِيتُ بِلَا مُؤَذِّنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِحَلَبَ، فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ! حَدَّثَنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا كَانَ لَهُ شَيْءٌ كُنْتُ أَنَا الَّذِي أَلِي ذَلِكَ مِنْهُ مُنْذُ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ الْإِنْسَانُ مُسْلِمًا فَرَأَاهُ عَارِيًا بِأُمْرِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَفْرِضُ فَأَسْتَسْرِئُ لَهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْشُوهُ وَأَطْعِمُهُ حَتَّى اغْتَرَضَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: يَا بِلَالُ! إِنَّ عِنْدِي سَعَةً فَلَا تَسْتَفْرِضُ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مِنِّي، فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَوْذُنَ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَلَ فِي عِصَابَةٍ مِنَ الثُّجَارِ، فَلَمَّا أَنْ رَأَيْتِي قَالَ: يَا حَبَشِي، قُلْتُ: يَا لَبَّاهُ، فَجَبَّهَمْنِي وَقَالَ لِي قَوْلًا غَلِيظًا وَقَالَ لِي: أَتَذَرِي كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهْرِ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَرِيبٌ، قَالَ: إِنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أَرْبَعٌ فَأَخَذَكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ فَأَرَدْتُكَ تَرَعَى الْعَتَمَ كَمَا كُنْتُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَأَخَذَ فِي نَفْسِي مَا يَأْخُذُ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ، حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! إِنَّ الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أَتَدِينُ مِنْهُ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا

جزیے کے احکام و مسائل

حلب میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخراجات کے بارے میں بتائیں کہ ان کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ میرے سپرد ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر وفات تک میں ہی اس کا متصرف رہا۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسلمان آدمی آپ کے پاس آتا اور آپ اسے دیکھتے کہ اس کے پاس کپڑا نہیں ہے تو آپ مجھے ارشاد فرماتے: میں جاتا، کہیں سے قرض لیتا اور اسے چادر لے کر اوڑھاتا اور کھانا کھلاتا حتیٰ کہ مجھے مشرکوں میں سے ایک آدمی ملا اس نے کہا: بلال! میرے پاس وسعت ہے، پس جب قرض لینا ہو تو مجھ ہی سے لے لیا کرو۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ سوا ایک دن میں نے وضو کیا کہ نماز کے لیے اذان کہوں دیکھا کہ وہ مشرک اپنے کئی تاجر ساتھیوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ جو نبی اس نے مجھے دیکھا تو بولا: اوصحبی! میں نے کہا: ارے حاضر ہوں اور وہ مجھے بڑے بڑے چہرے کے ساتھ ملا اور بڑی سخت باتیں کیں۔ اس نے کہا: معلوم بھی ہے کہ مہینے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا: قریب ہی ہے۔ اس نے کہا: صرف چار دن باقی ہیں۔ پھر میں تمہیں اپنے مال کے بدلے پکڑ لے جاؤں گا اور بکریاں چرانے پر لگا دوں گا جیسے کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا مجھے اس سے بہت غم ہوا جیسے کہ انسانوں کو ہوتا ہے حتیٰ کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھروالوں میں تشریف لے گئے تو میں نے ملاقات

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا تَقْضِي عَنِّي وَلَا عِنْدِي وَهُوَ فَاضِحِي فَأَذَنْ لِي أَنْ أَبْقَ إِلَى بَعْضِ هَؤُلَاءِ الْأَحْيَاءِ الَّذِينَ قَدْ أَسْلَمُوا حَتَّى يَرْزُقَ اللَّهُ تَعَالَى رَسُولَهُ ﷺ مَا يَقْضِي عَنِّي، فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي فَجَعَلْتُ سِفِي وَجَرَابِي وَنَعْلِي وَمِجَنِّي عِنْدَ رَأْسِي حَتَّى إِذَا انْشَقَّ عَمُودُ الصُّبْحِ الْأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقَ فَإِذَا إِنْسَانٌ يَسْعَى يَدْعُو: يَا بِلَالُ! أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَإِذَا أَرْبَعُ رَكَائِبَ مُنَاخَاتٍ عَلَيْهِنَّ أَحْمَالُهُنَّ، فَاسْتَأْذَنْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُبَشِّرُ! فَقَدْ جَاءَكَ اللَّهُ تَعَالَى بِقَضَائِكَ»، ثُمَّ قَالَ: «أَلَمْ تَرَ الرَكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الْأَرْبَعُ؟» فَقُلْتُ: بَلَى، فَقَالَ: «إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ، فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسُوءَ وَطْعَامًا أَهْدَاهُنَّ إِلَيَّ عَظِيمُ فَدَكَ، فَأَقْضِيَهُنَّ وَأَقْضِ دَيْنَكَ»، فَفَعَلْتُ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. ثُمَّ أَنْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ مَا قَبْلَكَ؟» قُلْتُ: قَدْ قَضَى اللَّهُ تَعَالَى كُلَّ شَيْءٍ كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ. قَالَ: «أَفْضَلَ شَيْءٍ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «انْظُرْ أَنْ تُرِيحَنِي مِنْهُ فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّى تُرِيحَنِي مِنْهُ»، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَتَمَةَ دَعَانِي فَقَالَ:



جزیے کے احکام ومسائل

کے لیے اجازت طلب کی آپ نے اجازت دی تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھے اس اس طرح کہا ہے۔ اور ادائیگی کے لیے نہ آپ کے پاس کچھ ہے اور نہ میرے پاس، اور وہ مجھے رسوا کرنے پر آمادہ ہے۔ تو آپ مجھے اجازت دیں کہ کسی مسلمان قبیلے والوں کے ہاں بھاگ جاؤں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو کچھ عنایت فرمادے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے۔ چنانچہ میں آپ کے ہاں سے نکل کر اپنے گھر آیا۔ میں نے اپنی تلوار تھیلا جوتا اور ڈھال اپنے سر کے پاس رکھ لیے۔ حتیٰ کہ جب پہلی فجر (کاذب) طلوع ہوئی تو میں نے نکل جانے کا ارادہ کیا پس اچانک ایک آدمی بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اس نے کہا: بلال! رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہنچو۔ میں چلا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ چار اونٹنیاں بیٹھی ہیں اور ان پر بوجھ لدے ہوئے ہیں۔ میں نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خوش ہو جا! اللہ تعالیٰ نے تیرے قرضے کی ادائیگی کا سامان بھیج دیا ہے۔“ پھر فرمایا: ”کیا تو نے چار اونٹنیاں بیٹھی دیکھی ہیں؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ اونٹنیاں اور جوان پر ہے وہ سب تیرا ہے۔ ان پر کپڑے ہیں اور کھانے کا سامان بھی ہے۔ یہ مجھے فک کے سردار نے ہدیہ بھیجا ہے۔ انہیں لے لے اور اپنا قرضہ ادا کر۔“ (حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا..... اور حدیث بیان کی..... پھر میں مسجد

«مَا فَعَلَ الَّذِي قَبْلَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: هُوَ مَعِيَ لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌ، فَبَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَقَصَّ الْحَدِيثَ، حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةَ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ دَعَانِي قَالَ: «مَا فَعَلَ الَّذِي قَبْلَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: قَدْ أَرَاكَ اللَّهُ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللَّهَ شَفَقًا مِنْ أَنْ يُدْرِكَهُ الْمَوْتُ وَعِنْدَهُ ذَلِكَ، ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَزْوَاجَهُ فَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةِ امْرَأَةٍ حَتَّى أَتَى مَبِيتَهُ. فَهَذَا الَّذِي سَأَلْتَنِي عَنْهُ.

جزیے کے احکام و مسائل

کی جانب چل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ تو آپ نے پوچھا: ”اس مال کا کیا ہوا جو تجھے ملا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر جو قرضہ تھا سب ادا کروا دیا ہے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے پوچھا: ”کیا کوئی مال بچا بھی ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”دیکھو! مجھے اس کی طرف سے راحت پہنچاؤ“ میں اس وقت تک اپنے کسی اہل کے پاس نہیں جاؤں گا جب تک تم مجھے اس کی طرف سے راحت نہیں دے دیتے۔“ (تقسیم نہیں کر دیتے۔) پس جب رسول اللہ ﷺ نے عشاء پڑھی تو مجھے بلایا اور پوچھا: ”اس مال کا کیا ہوا جو تجھے حاصل ہوا ہے؟“ میں نے عرض کیا: وہ میرے ہی پاس ہے ہمارے پاس کوئی (ضرورت مند) نہیں آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے رات مسجد میں گزاری۔ اور پوری حدیث بیان کی۔ حتیٰ کہ جب اگلے دن عشاء کی نماز پڑھ چکے تو مجھے بلایا اور پوچھا: ”اس مال کا کیا ہوا جو تجھے ملا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کو اس سے راحت عطا کر دی ہے۔ (ضرورت مند لے گئے ہیں) تو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کی حمد و ثنائیاں کی، آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں اس حالت میں موت نہ آجائے جب کہ وہ مال آپ کے پاس موجود ہو۔ پھر میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا حتیٰ کہ آپ اپنی ازواج کے پاس گئے اور ہر ایک کو السلام علیکم کہا حتیٰ کہ اس گھر میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے رات گزارنی تھی۔ تو یہ تھی وہ حالت جس کا تو نے مجھ سے سوال کیا ہے۔



۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة جزیے کے احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① مشرکین اور اہل کتاب سے ہدایا قبول کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ اس میں کوئی دینی اور سیاسی ضرر نہ ہو۔ ② مشرکین سے ہدایا کا تبادلہ اس وقت ممنوع ہوگا جب اس سے دل کی گہری محبت کا اظہار ہو جو صرف اللہ رسول اور مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ اگر ماں باپ مشرک ہیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے اور اگر کسی مشرک کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں ہدیہ یا تحفہ مفید نظر آئے تو صحیح ہوگا۔ ③ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی طرح دیگر محدثین بھی مشرکین کے حوالے سے باب باندھ کر نیچے اہل کتاب کی احادیث لائے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام احکام میں دونوں یکساں ہیں سوائے ان معاملات کے جہاں استثناء کیا گیا ہے۔ اہل کتاب کا استثناء عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح اور حلال کھانے کے بارے میں ہے۔ ④ جو اللہ پر توکل کرے اللہ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ دنیا کا مال جمع کرنے کے لیے قطعاً راضی نہیں تھے۔ افراد امت کے لیے یہ عمل (یعنی سب خرچ کر دینا) اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب وہ اس کے مابعد نتائج پر برضا و رغبت قانع اور مطمئن ہوں۔ ورنہ مال حلال اللہ کی ایک قابل قدر نعمت ہے تو چاہیے کہ انسان اپنی جان پر خرچ کرے اپنے اہل و عیال کی ضروریات پوری کرے اور صدقات بھی دے۔



۳۰۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ : محمود بن خالد نے مروان بن محمد سے انہوں نے معاویہ بن سلام سے روایت کیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اور جہاں یہ آیا ہے کہ [مَا يَقْضِي عَنِّي.....] ”میں بھاگ جاتا ہوں اور مسلمان قبائل کے پاس چلا جاتا ہوں حتیٰ کہ اللہ اپنے رسول کو کچھ عنایت فرمادے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے۔“ (اس روایت میں ہے کہ) رسول اللہ ﷺ مجھ سے خاموش ہو رہے اور مجھے اس سے بڑی گرائی ہوئی۔

۳۰۵۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : حضرت عیاض بن حمار رحمہ اللہ سے مروی ہے حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ : وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ عن یزید بن عبد اللہ بن الشخیر، عن عیاض ایک اونٹنی پیش کی تو آپ نے پوچھا: ”کیا تم نے اسلام

۳۰۵۶- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۰۵۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب: في كراهية هدايا المشركين، ح: ۱۵۷۷ من حديث أبي داود الطيالسي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند الطيالسي، ح: ۱۰۸۳، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۱۱۰، وللحديث شواهد عند أحمد: ۴۰۲/۳، والحاكم: ۴۸۴/۳، ۴۸۵، وغيرهما.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة زمین کے قطعات سے متعلق احکام و مسائل

ابن حمار قال: أَهْدَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نَاقَةً فَقَالَ: «أَسْلَمْتَ؟» قُلْتُ: لَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي نَهَيْتُ عَنْ زَبْدِ الْمُشْرِكِينَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① چونکہ ہدیہ لینا دینا دلوں میں قربت اور محبت پیدا کرتا ہے اس لیے کافروں اور مشرکوں سے آزادانہ طور پر ہدیے کے تبادلے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تاہم جہاں کوئی شرعی اور سیاسی مصلحت ہو تو ہدیہ لینے میں کوئی حرج نہیں، مثلاً کوئی کافر مسلمانوں کے لیے اپنے خضوع کا اظہار کرنا چاہتا ہو یا امید ہو کہ اس کے ساتھ موانست سے وہ اسلام کے قریب ہوگا یا اسلام لے آئے گا وغیرہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری، کتاب الہبۃ باب قبول الہدیۃ من المشرکین اور باب الہدیۃ للمشرکین میں یہی ثابت کیا ہے۔ ② حضرت عیاض بن حمار رحمہ اللہ سے ہدیہ قبول نہ کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اسلام لانے پر ابھارنا مقصود تھا۔ آپ ﷺ نے اکیدہ دومہ اور نجاشی کا ہدیہ قبول کیا ہے۔ کیونکہ ان کے ایمان لانے کی قوی امید تھی۔ ③ حضرت عیاض بن حمار رحمہ اللہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی۔

(المعجم ۳۴، ۳۶) - بَابُ: فِي إِقْطَاعِ الْأَرْضِينَ (التحفة ۳۶)

۳۰۵۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَهُ أَرْضًا بِحَضْرَةِ مَوْتٍ.

۳۰۵۸- حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت موت کے علاقے میں ایک قطعہ زمین انہیں عطا فرمایا۔

🌞 فائدہ: امام المسلمین یا خلیفہ غیر مملوک غیر آباد زمینوں میں سے کوئی قطعہ کسی کو عطا کر دے تو اس زمین کو آباد کرنے کا احتیاق اس شخص کو دوسروں سے زیادہ ہوگا۔ اس کا یہ بھی مفہوم لیا گیا ہے کہ کوئی قطعہ زمین ایک خاص مدت تک کے لیے کسی کو عطا کر دیا جائے کہ وہ اس کی آمدنی حاصل کر سکے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف بنجر زمین ہی میں سے کوئی قطعہ کسی کو دیا جاسکتا ہے۔ (فتح الباری، کتاب المساقاۃ، باب القطائع: ۶۰/۵)

یہ ایک طرح سے آباد کاری کا پروگرام ہے جس میں ان لوگوں کو ترجیح دی جاتی ہے جن کی کوئی خاص خدمات ہوں جس طرح انصار کو رسول اللہ ﷺ نے بحرین کی زمین دینی چاہی۔ اس پر انصار نے کہا کہ اتنی ہی زمین اگر ان کے

۳۰۵۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في القطائع، ح: ۱۳۸۱ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح".

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة زمین کے قطعات سے متعلق احکام ومسائل

بھائی مہاجرین کو بھی دی جائے تو وہ بحرین کے قطعات قبول کریں گے۔ یہ جذبہ ابتداء دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ عرصہ بعد تم یہ دیکھو گے کہ لوگ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دے رہے ہوں گے، تو تم اس پر صبر کرنا یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملو۔ (صحیح بخاری، کتاب المساقاة، باب القطائع، حدیث: ۲۳۷۶) [الْأُتْرَة] اپنے لیے چننا اور [ایثار] دوسروں کے لیے چننا ہے۔ بعض اوقات کسی مستحق کو کوئی قطعہ زمین عطا کیا جاتا تھا۔ ان کی مزید مثالیں سنن ابوداؤد کی آئندہ احادیث میں سامنے آئیں گی۔ یہ بعد کے جاگیر داری نظام سے مختلف ہے جس میں اچھی اور آباد زمین لوگوں کی فرمانبرداریاں خریدنے کے لیے دی جاتی تھیں اور جاگیروں کے ساتھ اس علاقے میں رہنے والے انسانوں کو بھی جاگیر داروں کا مملوک اور غلام بنادیا جاتا تھا۔

اسلام میں اس غرض سے جاگیریں دینے کا بھی کوئی تصور موجود نہیں کہ ان کی آمدنی کے ذریعے سے لشکر کھڑے کیے جائیں اور عند الطلب بادشاہ وغیرہ کو پیش کیے جائیں۔ کیونکہ اسلامی فوج بنیادی طور پر فریضہ جہاد کی ادائیگی کے لیے منظم ہوتی ہے۔ البتہ غنائم کے طور پر جو زمینیں حاصل ہوں انہیں ختم نکالنے کے بعد تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اس سے جاگیر داری نظام وجود میں نہیں آتا، کیونکہ یہ سب کے حصے میں آتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے قطعوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس تقسیم میں سپہ سالار اور تمام سپاہی مساوی ہوتے ہیں۔ کسی سالار کو اس کی خدمات کے عوض بڑی بڑی جاگیر بھی دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔

اموی بادشاہت میں جاگیریں دی جانے لگیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنی آبائی جاگیر سمیت ایسی سب جاگیریں منسوخ کر دیں۔ بعد میں یہ خرابی پھر سے شروع ہو گئی لیکن اسلامی احکام پر عمل کرنے والے حکمران اس سے دور رہے، ایسے حکمرانوں میں سلطان صلاح الدین ایوبی کا نام بھی شامل ہے جو محض معمولی سی تنخواہ پر گزارہ کرنے کی وجہ سے ہمیشہ مقروض رہتے تھے۔

۳۰۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: جامع بن مطر نے علقمہ بن وائل سے مذکورہ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ بالاسند سے اسی کے مثل بیان کیا۔ بِإِسْنَادِهِ مِثْلُهُ.

۳۰۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ: حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ فِطْرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مجھے ایک گھر عنایت فرمایا جسے آپ نے اپنی قوس سے ناپا اور فرمایا تھا: ”میں ابْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: خَطَّ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَارًا

۳۰۵۹- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۳۰۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى ۴۵/۳، ح: ۱۴۶۴ من حديث عبد الله بن داود به * أبو فطر خليفة المخزومي لم يوثقه غير ابن حبان، فهو مجهول الحال.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زمین کے قطعات سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الخراج والفیء والإمارة

تھے اور بھی دوں گا اور بھی دوں گا۔“

الْمَدِينَةِ يَقُولُ وَقَالَ: «أَزِيدُكَ أَزِيدُكَ».

۳۰۶۱- جناب ربیعہ بن ابی عبد الرحمنؓ کی ایک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارثؓ مرنی ﷺ کو فرع کے اطراف میں مقام قبل کی کانیں عطا فرمائی تھیں۔ ان کانوں سے آج تک سوائے زکوٰۃ کے اور کچھ نہیں لیا جاتا۔

۳۰۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَيْرٍ وَاحِدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَِّّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَبَلَكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَّا الزَّكَاةُ إِلَى الْيَوْمِ.

فائدہ: حضرت بلال بن حارثؓ کو معادن (کانوں) کا دیا جانا ثابت ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے مگر اس میں زکوٰۃ لینے کا جو ذکر ہے اس کی بابت شیخ البانیؒ فرماتے ہیں کہ وہ صحیح نہیں ہے۔ (ارواء الغلیل: ۳/۳۱۱، ۳۱۲)

حدیث: (۸۳۰)

۳۰۶۲- کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف مرنی اپنے والد (عبد اللہ) سے وہ اس کے دادا (عمرو بن عوف) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارثؓ مرنی ﷺ کو مقام قبل کی کانیں عنایت فرمائی تھیں ان کی بالائی جانب، نیچے کی جانب اور قدس پہاڑ کے اطراف جہاں کاشت ہو سکتی ہے۔

۳۰۶۲- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَاتِمٍ وَغَيْرِهِ، قَالَ الْعَبَّاسُ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ لِمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَِّّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا.

(عباس کے علاوہ باقی راویوں نے [جَلْسِيَّهَا وَ غَوْرِيَّهَا] کی بجائے [جَلْسَهَا وَ غَوْرَهَا] کے الفاظ استعمال کیے ہیں ان کے معنی بھی وہی ہیں۔) کسی دوسرے مسلمان کا حق انہیں نہیں دیا تھا۔ نبی ﷺ نے انہیں یہ تحریر دی تھی: "بسم الله الرحمن الرحيم" یہ

- وَقَالَ غَيْرُ الْعَبَّاسِ: جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا - وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ وَكُتِبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا مَا أُعْطِيَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بِلَالَ بْنَ حَارِثِ الْمُزَنِيِّ أَعْطَاهُ

۳۰۶۱- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۵۱/۶ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ: ۱/۲۴۸، ۲۴۹ * و"غير واحد" مجاہیل، وللحديث شواهد عند ابن الجارود، ح: ۳۷۱، والحاكم: ۱/۴۰۴ وغيرهما.

۳۰۶۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۳۰۶ عن حسين بن محمد به * كثير بن عبد الله متروك، ولكن طريقه يور بن زيد حسن، والحمد لله.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة ..

مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا». وَقَالَ غَيْرُهُ: «جَلَسَهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ».

زمین کے قطعات سے متعلق احکام و مسائل
وہ عطیہ ہے جو اللہ کے رسول محمد ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو دیا ہے۔ اسے مقام قبل کی کانیں ان کے بالائی اور زیریں حصے اور قدس پہاڑ کے اطراف جہاں کاشت ہو سکتی ہے، اسے عطا کی ہیں اور کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا ہے۔“

قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: وَحَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَوْلَى بَنِي الدَّيْلِ بْنِ بَكْرِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

۳۰۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ: سَمِعْتُ الْحُسَيْنِيَّ قَالَ: قَرَأْتُهِ غَيْرَ مَرَّةٍ بَعْنِي كِتَابَ قَطِيعَةِ النَّبِيِّ ﷺ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ حَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا - قَالَ ابْنُ النَّضْرِ: وَجَزَسَهَا وَذَاتِ الثُّصْبِ - ثُمَّ انْفَقَا، وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ حَقَّ مُسْلِمٍ، وَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا مَا أُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ أَعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ».

ابو اویس نے کہا: مجھے ثور بن زید نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے مثل روایت کیا۔

۳۰۶۳- (اسحاق بن ابراہیم) الحنینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کا خط (بلال بن حارث کی) جاگیر کے متعلق کئی بار پڑھا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں کئی ایک نے حسین بن محمد سے حدیث سنائی، انہوں نے کہا: ہمیں ابو اویس نے خبر دی، اس نے کہا: مجھے کثیر بن عبد اللہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اس کے واداسے حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کو مقام قبل کی کانیں ان کی بالائی اور زیریں جانب..... راوی حدیث ابن نصر نے مقام جرس اور ذات الثضب کا بھی ذکر کیا..... اور جبل قدس کی وہ زمین جو کاشت کے قابل ہے وہ سب انہیں دیں اور انہیں کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ تحریر عنایت فرمائی: ”یہ وہ عطیہ ہے جو اللہ کے رسول (ﷺ) نے بلال بن حارث مزنی کو عنایت فرمایا ہے۔ اسے مقام



قبل کی کانیں ان کی بالائی جانب زیریں جانب اور قدس پہاڑ کی زمین جو قابل کاشت ہے عطا کی ہیں کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا ہے۔“

ابو اویس نے کہا: مجھے ثور بن زید نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت کیا۔

ابن نصر نے یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ تحریر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قلم بند کی۔

قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: وَحَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

زَادَ ابْنُ النَّضْرِ: وَكَتَبَ أَبُو بِيْنٍ كَعْبٌ.

۳۰۶۴- حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نمک کی کان بطور جاگیر طلب کی جو آپ نے دے دی۔

۳۰۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدًا، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ قَيْسٍ الْمَارِبِيَّ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شَرَّاحِيلَ، عَنْ سُمَيِّ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شُمَيْرٍ - قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ بْنِ عَبْدِ الْمَدَانِ - عَنْ أَبِيضَ بْنِ حَمَّالٍ: أَنَّهُ وَقَدَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقَطَعَهُ الْمِلْحَ.

..... ابن متوکل کہتے ہیں وہ کان ما رب مقام پر تھی..... جب میں نے پشت پھیری تو مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اسے کیا دے دیا ہے آپ نے اسے نہ ختم ہونے والا دائمی پانی دے دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے واپس لے لیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ پیلو کے کون سے درخت

قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: الَّذِي بِمَارِبَ فَقَطَعَهُ لَهُ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّى قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: أَتَدْرِي مَا قَطَعْتَ لَهُ إِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ. قَالَ: فَانْتَرَعَ مِنْهُ. قَالَ: وَسَأَلَهُ عَمَّا يُحْمَى مِنَ الْأَرَاكِ؟ قَالَ: «مَا لَمْ تَنْتَلُهُ خِفَافٌ». وَقَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: «أَخْفَافُ الْإِبِلِ».

۳۰۶۴- تخریج: [مسندہ حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القطائع، ح: ۱۳۸۰ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۴۰، ۱۱۴۲، ورجاله من رجال الحسن.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

زمین کے قطعات سے متعلق احکام و مسائل

گھیرے جائیں؟ (اپنے قبضے میں لیے جاسکتے ہیں)
آپ نے فرمایا: ”وہ جنہیں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے
ہوں۔“ (آبادی سے کافی دور ہوں۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ایسی کانیں جن کے منافع ظاہر ہوں اور عام لوگوں سے متعلق ہوں وہ کسی کی خاص ملکیت میں نہیں دینی چاہئیں، بخلاف ان کے جنہیں محنت اور مشقت سے نکالا جاتا ہے۔
② امام کو حق ہے کہ عطیہ دے کر واپس لے لے۔ ③ قاضی کا اپنے فیصلے سے رجوع کر لینا کوئی معیوب نہیں۔ ④ امام اور قاضی کے مصاحبین کو چاہیے کہ جو امور و نکات ان کے سامنے واضح نہ ہوں ان سے انہیں مطلع کر دیا کریں۔

۳۰۶۵- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَخْزُومِي: «مَا لَمْ تَنْتَلُهُ أَخْفَافُ الْإِبِلِ» يَعْني أَنَّ الْإِبِلَ تَأْكُلُ مَتْنَهِيَ رُؤُوسَهَا، وَيُحْمَى مَا فَوْقَهُ.

۳۰۶۵- جناب محمد بن حسن مخزومی رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جنہیں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے ہوں۔“ سے مراد یہ ہے کہ عام چرتے ہوئے اونٹ ان درختوں سے جہاں تک کہ ان کے منہ پہنچتے ہیں کھاتے ہیں تو تم انہیں روک نہیں سکتے ہو البتہ ان سے اوپر کو تم اپنی ملکیت میں لے سکتے ہو۔

۳۰۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: حَدَّثَنَا فَرْجُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي ثَابِتُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِيصَ بْنِ حَمَالٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ جِمَى الْأَرَاكِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا جِمَى فِي الْأَرَاكِ»، فَقَالَ: أَرَاكَةَ فِي حِطَارِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا جِمَى فِي الْأَرَاكِ»، قَالَ فَرْجٌ: يَعْني بِحِطَارِي الْأَرْضَ الَّتِي

۳۰۶۶- حضرت ابیض بن حمال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پیلو کے درختوں کو گھیرنے (اپنے قبضے میں لینے) کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”پیلو کے درختوں کو گھیرا نہیں جاسکتا۔“ (دوسروں کو ان سے منع نہیں کیا جاسکتا) اس نے کہا کہ وہ درخت جو میری زمین کے احاطے میں آتے ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”پیلو کے درختوں کو گھیرا نہیں جاسکتا۔“ راوی حدیث فرج (بن سعید) نے [حِطَارِي] کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ زمین جس میں کھیتی ہو اور اس

۳۰۶۵- تخریج: [إسناده صحيح] إلى محمد بن الحسن المخزومي وهو متهم بالكذب.

۳۰۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۰۲۸، وأخرجه الدارمي، ح: ۲۶۱۴ عن عبد الله بن الزبير الحميدي به، وأصله عند ابن ماجه، ح: ۲۴۷۵ * ثابت وأبوہ مستوران، لم يوثقهما غير ابن حبان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة
فِيهَا الزَّرْعُ الْمُحَاطُ عَلَيْهَا .
کے گرد احاطہ بھی ہو۔

🌞 فائدہ: ایسی زمینیں جو پہلے بے آباد ہوں اور حکومت اسلامیہ نے کسی کو دے دی ہوں یا بے آباد زمین کو کسی نے از خود آباد کیا ہو اور اس کا مالک بن گیا ہو تو پہلے سے موجود درختوں سے عام لوگوں کو روکنا جائز نہیں اور ایسے ہی جو خود رو ہوں جیسے کہ جھاڑیاں وغیرہ ہوتی ہیں یا خود رو گھاس۔ اس سے ضرورت مندوں کو روکنا اخلاقاً بھی درست نہیں لیکن جسے مالک نے خود کاشت کیا ہو اس سے روکنے کا اسے حق ہے۔

۳۰۶۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبُو
حَفْصٍ قَالَ : حَدَّثَنَا الْفَرِيَاذِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا
أَبَانٌ - قَالَ عُمَرُ : وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي حَازِمٍ - قَالَ : حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي
حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صَخْرٍ : أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَزَا ثَقِيفًا، فَلَمَّا أَنْ سَمِعَ
ذَلِكَ صَخْرٌ رَكِبَ فِي خَيْلٍ يُمِدُّ النَّبِيَّ ﷺ،
فَوَجَدَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَدْ انْصَرَفَ وَلَمْ يَفْتَحْ،
فَجَعَلَ صَخْرٌ حِينَئِذٍ عَهْدَ اللَّهِ وَذِمَّتَهُ أَنْ لَا
يُفَارِقَ هَذَا الْقَصْرَ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ يُفَارِقْهُمْ حَتَّى نَزَلُوا
عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ
صَخْرٌ : أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ ثَقِيفًا قَدْ نَزَلَتْ عَلَى
حُكْمِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! وَأَنَا مُقْبِلٌ إِلَيْهِمْ
وَهُمْ فِي خَيْلٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً، فَدَعَا لِأَحْمَسَ عَشَرَ
دَعَوَاتٍ : «اللَّهُمَّ ! بَارِكْ لِأَحْمَسَ فِي
خَيْلِهَا وَرِجَالِهَا»، وَأَتَاهُ الْقَوْمُ، فَتَكَلَّمَ

۳۰۶۷- حضرت صخر (بن عیلہ ابو حازم ہنلی) رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو ثقیف سے
جہاد کیا تو صخر نے جب یہ سنا تو اپنے شہسوار لے کر نبی
ﷺ کی مدد کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ مگر جب وہاں پہنچا تو
نبی ﷺ اسے فتح کیے بغیر ہی واپس جا چکے تھے۔ تو صخر
نے اس دن اللہ کے ساتھ یہ عہد کیا اور اپنے ذمے لیا کہ
جب تک یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم نہیں مان لیتے
اس وقت تک وہ اس قلعے کو نہیں چھوڑے گا۔ چنانچہ ایسے
ہی ہوا اور انہیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا
فیصلہ ماننے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ صخر نے یہ خبر رسول اللہ
ﷺ کی طرف لکھ بھیجی: حمد و صلوة کے بعد اے اللہ کے
رسول! بنو ثقیف نے آپ کا فیصلہ قبول کر لیا ہے اور میں
ان کی طرف جا رہا ہوں اور یہ اپنے شہسواروں کے ساتھ
ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کروایا کہ نماز کے
لیے جمع ہو جاؤ۔ پھر آپ نے (صخر کی قوم) احمس کے
لیے دس دعائیں فرمائیں: ”اے اللہ! احمس کے
شہسواروں اور اس کے پیادوں کو برکت دے۔“ پھر وہ
قوم نبی ﷺ کے پاس گئی اور مغیرہ بن شعبہ (ثقفی) نے

۳۰۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ۱۶۸۱ عن الفريابي به مختصراً، ورواه البيهقي: ۱۱۴/۹، والحديث ضعفه البيهقي * جدہ ابو حازم بن صخر بن العیلة مستور، لم یوثقه غیر ابن حبان.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّ صَخْرًا أَخَذَ عَمَّتِي وَدَخَلَتْ فِيهَا دَخَلَ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ، فَدَعَاهُ فَقَالَ: «يَا صَخْرُ! إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَادْفَعْ إِلَى الْمُغِيرَةِ عَمَّتَهُ»، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَسَأَلَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ [مَاءً] لِنَبِيِّ سُلَيْمٍ قَدْ هَرَبُوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَتَرَكُوا ذَلِكَ الْمَاءَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَنْزِلْنِيهِ أَنَا وَقَوْمِي، قَالَ: «نَعَمْ»، فَأَنْزَلَهُ، وَأَسْلَمَ يَعْنِي السُّلَمِيِّينَ، فَأَتَوْا صَخْرًا فَسَأَلُوهُ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِمُ الْمَاءَ، فَأَبَوْا فَأَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَسْلَمْنَا وَأَتَيْنَا صَخْرًا لِيَدْفَعَ إِلَيْنَا مَاءَنَا فَأَبَى عَلَيْنَا، فَدَعَاهُ فَقَالَ: «يَا صَخْرُ! إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا أَمْوَالَهُمْ وَدِمَاءَهُمْ، فَادْفَعْ إِلَى الْقَوْمِ مَاءَهُمْ»، قَالَ: نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ عِنْدَ ذَلِكَ حُمْرَةً حَيَاءً مِنْ أَخْذِهِ الْجَارِيَةِ وَأَخْذِهِ الْمَاءَ.



زمین کے قطعات سے متعلق احکام ومسائل

آپ سے بات کی اور کہا: اے اللہ کے نبی! صحر نے میری پھوپھی کو پکڑ لیا ہے حالانکہ وہ اس (عہد) میں داخل ہو چکی ہے جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں (یعنی مسلمان ہو چکی ہے)۔ پس آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا: ”اے صحر! کوئی قوم جب مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی جان اور اپنے اموال محفوظ بنا لیتی ہے لہذا مغیرہ کو اس کی پھوپھی واپس کر دو۔“ چنانچہ اس نے اسے واپس کر دیا۔ صحر نے نبی ﷺ سے بنو سلیم کے پانی کا سوال کیا وہ اسلام قبول کرنے سے بھاگ گئے تھے اور اپنا چشمہ چھوڑ گئے تھے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے اور میری قوم کو وہاں نزول (اتر کر اسے اپنی تحویل میں لینے) کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اور اسے وہاں اترنے کی اجازت دے دی۔ اور پھر بنو سلیم والے اسلام لے آئے اور صحر کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ ہمارا چشمہ واپس کر دو تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے نبی! ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم صحر کے پاس گئے ہیں کہ ہمارا چشمہ ہمیں واپس کر دے مگر اس نے انکار کر دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے صحر کو بلایا تو اس سے فرمایا: ”اے صحر! کوئی قوم جب مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے اموال اور اپنی جانیں محفوظ کر لیتی ہے۔ تم قوم کو ان کا چشمہ واپس کر دو۔“ اس نے کہا۔ بہت اچھا اے اللہ کے نبی۔ (صحر کہتے ہیں کہ اس وقت) میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرہ مبارک حیا کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا کہ اس سے لونڈی لے لی گئی اور چشمہ بھی (حالانکہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا تھا)۔

زمین کے تعلقات سے متعلق احکام و مسائل

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة --

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اس میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے وہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے، یعنی کوئی حربی (جس سے جنگ ہو) مسلمان ہو جائے تو اس کی جان، مال اور آبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔ ② کوئی حربی مقابلے سے بھاگ جائے اور بعد ازاں مسلمان ہو کر حاضر ہو جائے تو اس کا مال ضبط نہیں کیا جائے گا۔ (نیل

الوطار، باب ان الحربی اذا اسلم قبل القدرة علیہ أحرز أمواله : ۱۳/۸)

۳۰۶۸- سبرہ بن عبد العزیز بن ربیع جہنی اپنے والد

سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ان کے علاقے میں) ایک بڑے درخت کے نیچے پڑاؤ کیا جہاں اب مسجد ہے۔ آپ وہاں تین دن ٹھہرے پھر وہاں سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جہینہ قبیلہ کے لوگوں نے آپ سے ایک کھلے میدان میں ملاقات کی تھی۔ آپ نے ان سے پوچھا: ”ذی مروہ“ مقام میں کون لوگ مقیم ہیں؟“ انہوں نے کہا: جہینہ کا خاندان بنو رفاعہ یہاں رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ زمین میں بنو رفاعہ کے نام کرتا ہوں۔“ چنانچہ ان لوگوں نے وہ (زمین) آپس میں بانٹ لی۔ ان میں سے کسی نے بیج دی، کسی نے رکھ لی اور اس میں محنت مشقت (کاشت کاری وغیرہ) کرنے لگے۔ (ابن وہب کہتے ہیں کہ) پھر میں نے سبرہ کے والد عبد العزیز سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ حصہ بیان کیا اور پوری حدیث بیان نہیں کی۔

۳۰۶۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي سَبْرَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الرَّبِيعِ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَزَلَ فِي مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ تَحْتَ دَوْمَةٍ فَأَقَامَ ثَلَاثًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَإِنَّ جُهَيْنَةَ لَحَقُوهُ بِالرَّحْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ: «مَنْ أَهْلُ ذِي الْمَرْوَةِ؟» فَقَالُوا: «بَنُو رِفَاعَةَ مِنْ جُهَيْنَةَ»، فَقَالَ: «قَدْ أَقْطَعْتُهَا لِبَنِي رِفَاعَةَ»، فَأَقْسَمُوا بِهَا، فَمِنْهُمْ مَنْ بَاعَ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَمْسَكَ فَعَمِلَ. ثُمَّ سَأَلْتُ أَبَاهُ عَبْدَ الْعَزِيزِ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَنِي بِعَصْبِهِ وَلَمْ يُحَدِّثْنِي بِهِ كَلًّا.

۳۰۶۹- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کے شوہر) زبیر (بن عوام)

۳۰۶۹- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ آدَمَ: أَخْبَرَنَا

۳۰۶۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۴۹/۶ من حديث أبي داود به * عبد العزيز بن الربيع بن سبرة ابن معبد من السابعة، لم يدرك جده قطعاً.

۳۰۶۹- تخریج: [صحیح] * أبو بكر بن عباس ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۵۲۲۴، ومسلم، ح: ۲۱۸۲.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

زمین کے قطعات سے متعلق احکام ومسائل

ﷺ کو کھجور کا ایک باغ عنایت فرمایا تھا۔

أَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ تَخْلًا.

۳۹۷۰- جناب عبداللہ بن حسان عنری رضی اللہ عنہ کہتے

ہیں کہ مجھے میری دادی اور نانی نے بیان کیا جن کا نام
صفیہ اور دحبیہ تھا اور یہ دونوں علیہ کی بیٹیاں..... اور
قبیلہ بنت مخرمہ کی لے پالک تھیں۔ جو قبیلہ ان دونوں
کے باپ کی دادی تھی..... اس نے ان دونوں کو بتایا کہ
ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور میرے ساتھی
حریث بن حسان جو قبیلہ بکر بن وائل کا بھیجا ہوا تھا۔
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آگے بڑھا۔ اور اپنی اور
اپنی قوم کی طرف سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر اس نے
کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اور بنو تمیم کے درمیان
دھنء کا علاقہ (بطور سرحد) لکھ دیجیے کہ اس سے آگے ان
کی طرف سے ہماری طرف کوئی نہ بڑھے سوائے اس
کے کہ کوئی مسافر ہو یا کوئی آگے جانے والا ہو۔ تو آپ
ﷺ نے فرمایا: ”اے لڑکے! اسے دھنء کا علاقہ لکھ دو۔“
(قبیلہ نے بیان کیا کہ) جب میں نے دیکھا کہ آپ اس
کو یہ علاقہ لکھ کر دے رہے ہیں تو اس سے مجھے بے حد
پریشانی ہوئی (کیونکہ) وہ میرا وطن ہے اور میرا گھر بھی
وہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس
نے آپ سے متوسط قسم کی زمین کا سوال نہیں کیا ہے
(بلکہ عمدہ اور نفیس زمین طلب کی ہے) یہ دھنء اونٹ

۳۰۷۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ
وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ:
حَدَّثَنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةٌ وَدُحْيَةُ ابْنَتَا عَلِيَّةَ
- وَكَانَتَا رِبِيعَتِي قَبِيلَةَ بَنَاتِ مَخْرَمَةَ، وَكَانَتْ
جَدَّةً ابِيهِمَا - أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُمَا قَالَتْ: قَدِمْنَا
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَتْ، تَقَدَّمَ
صَاحِبِي، تَعْنِي حُرَيْثَ بْنَ حَسَّانَ، وَافَدَ
بَكْرَ بْنَ وَائِلٍ قَبَايِعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ عَلَيْهِ
وَعَلَى قَوْمِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اكْتُبْ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِي تَمِيمٍ بِالذَّهْنَاءِ أَنْ لَا
يُجَاوِزَهَا إِلَيْنَا مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا مُسَافِرٌ أَوْ
مُجَاوِزٌ فَقَالَ: «اَكْتُبْ لَهُ يَا غُلَامُ!
بِالذَّهْنَاءِ»، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قَدْ أَمَرَ لَهُ بِهَا
شَخِصَ بِي وَهَيَّ وَطَنِي وَدَارِي، فَقُلْتُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ لَمْ يَسْأَلْكَ السَّوِيَّةَ مِنَ
الْأَرْضِ إِذْ سَأَلَكَ إِنَّمَا هَذِهِ الذَّهْنَاءُ عِنْدَكَ
مُقَيَّدُ الْجَمَلِ وَمَرْعَى الْغَنَمِ وَنِسَاءُ بَنِي
تَمِيمٍ وَأَبْنَاؤُهَا وَرَاءَ ذَلِكَ، فَقَالَ: «أَمْسِكْ

۳۰۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الثوب الأصفر، ح: ۲۸۱۴ من
حديث عبدالله بن حسان به، وذكر كلاماً * عبدالله بن حسان لم أجد من وثقه، وهو غير الثردوسي الذي وثقه ابن
حبان، وصفية ودحبية لم يوثقهما غير ابن حبان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة --

زمین کے قطعات سے متعلق احکام و مسائل

باندھنے کی جگہ ہے (کہ اونٹ وہاں سے نکلے ہی نہیں یا نکالے نہیں جاتے۔ کیونکہ یہ بہت سرسبز ہے) اور کمریوں کی چراگاہ ہے۔ اور بنو تمیم کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پیچھے (مقیم) ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لڑکے! رک جاؤ، اس مسکین عورت نے سچ کہا ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے پانی اور درخت سب کے فائدے کے لیے ہیں، فتنہ پرور لوگوں کے مقابلے میں انہیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔“

يَا غُلَامُ! صَدَقَتِ الْمَسْكِينَةُ، الْمُسْلِمُ، أَخُو الْمُسْلِمِ يَسْعُهُمُ الْمَاءُ وَالشَّجَرُ، وَيَتَعَاوَنُونَ عَلَى الْفَتَنِ.

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے اور یہ پچھلی احادیث میں واضح ہو چکا ہے کہ کوئی ایسی جاگیر جس کا فائدہ اور نفع عام مسلمانوں سے متعلق ہو اسے کسی ایک کے لیے خاص نہیں کیا جاسکتا۔

479

۳۰۷۱- حضرت اسمر بن مضرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی تو آپ نے فرمایا: ”جو کسی پانی (کنوئیں، چشمے یا تالاب) پر پہلے پہنچ جائے اور کوئی مسلمان اس سے پہلے اس تک نہ پہنچا ہو تو وہ اسی کا ہوا۔“ راوی بیان کرتے ہیں کہ لوگ دوڑتے ہوئے نکلے اور نشان لگاتے جاتے تھے۔

۳۰۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنِي أُمُّ جُنُوبٍ بِنْتُ نُمَيْلَةَ عَنْ أُمِّهَا سُوَيْدَةَ بِنْتِ جَابِرٍ، عَنْ أُمِّهَا عَقِيلَةَ بِنْتِ أَشْمَرَ بْنِ مُضَرَّسٍ، عَنْ أَبِيهَا أَشْمَرَ بْنِ مُضَرَّسٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَقَالَ: «مَنْ سَبَقَ إِلَى مَا لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ». قَالَ: فَخَرَجَ النَّاسُ يَتَعَادَوْنَ يَتَخَاطَبُونَ.

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں بخیر اور بے آباد علاقوں کی آباد کاری کی اجازت سب کے لیے مساوی ہے، لہذا یہ کہ امام وقت کوئی علاقہ کسی کے لیے خاص کر دے۔ جس طرح اگلے باب میں آ رہا ہے بخلاف ان چشموں، کنوؤں یا تالابوں کے جو عام لوگوں کی گزرگاہوں پر واقع ہوں۔

۳۰۷۱- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱/ ۲۸۰، ح: ۸۱۴ من حديث محمد بن بشار، وأورده الضياء في المختارة: ۴/ ۲۲۷، ۲۲۸، ح: ۱۴۳۴، وحسنه الحافظ في الإصابة: ۱/ ۴۱ * قال الحافظ في التقریب: سويد لا تعرف، وعقيلة لا يعرف حالها، أم جنوب لا يعرف حالها، ولم أجدمن وثقهن صراحة، فحالهن مجهول.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

۳۰۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ،
عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
أَقْطَعَ الزَّيْبَرَ خُضْرَ فَرَسِهِ فَأَجْرَى فَرَسَهُ حَتَّى
قَامَ ثُمَّ رَمَى بِسَوْطِهِ فَقَالَ: «أَغْطُوهُ مِنْ
حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ».

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر گزشتہ حدیث: ۳۰۶۹ اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اموال بنی نضیر میں سے کچھ زمین عنایت فرمائی تھی۔ (صحیح البخاری، فرض الخمس،
حدیث: ۳۱۵۱) شاید وہ یہی ہو۔

(المعجم ۳۵، ۳۷) - بَابُ: فِي إِحْيَاءِ
الْمَوَاتِ (التحفة ۳۷)

۳۰۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْيَا أَرْضًا
مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ».

🌞 فوائد و مسائل: ① چونکہ آج کل حکومت تمام زمینوں کی مالک اور متصرف ہوتی ہے اس لیے پہلے اس سے
اجازت لینا قرین قیاس ہے۔ ویسے حکومت کی طرف سے بھی آباد کاری اسکیمیں متعارف کرائی جاتی ہیں۔ ② ”ظالم
رگ“ سے مراد وہ درخت بھی ہیں جو کوئی کسی دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کے لگا دے یا مکان بنالے۔ اسے کہا
جائے گا کہ اپنا درخت نکال لے یا مکان کا لمبا ٹھالے لایا یہ کہ زمین کا مالک خود راضی ہو جائے جیسے کہ درج ذیل

۳۰۷۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۴۴/۶ من حديث أحمد به، وهو في مسند أحمد: ۱۵۶/۲ *
عبد الله العمري صالح الحديث عن نافع وضعيف عن غيره.

۳۰۷۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما ذكر في إحياء أرض الموات، ح: ۱۳۷۸ من
حديث عبد الوهاب الثقفي به، وقال: "حسن غريب".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حدیث میں ہے۔

۳۰۷۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَزْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْبَبَ أَرْضًا مِثْنَةً فِيهِ لُهُ». وَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: فَلَقَدْ خَبَّرَنِي الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَرَسَ أَحَدُهُمَا نَخْلًا فِي أَرْضِ الْآخَرِ فَقَضَى لِصَاحِبِ الْأَرْضِ بِأَرْضِهِ وَأَمَرَ صَاحِبَ النَّخْلِ أَنْ يُخْرِجَ نَخْلَهُ مِنْهَا. قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإِنِّهَا لَتَضْرِبُ أَصُولُهَا بِالْفُؤُسِ - وَإِنِّهَا لَتَنْخُلُ عُمٌ - حَتَّى أُخْرِجَتْ مِنْهَا.

۳۰۷۳- جناب یحییٰ بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی نجر لاوارث زمین آباد کرے تو وہ اسی کی ہے۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا۔ عروہ نے کہا: یہ حدیث بیان کرنے والے نے مجھے بتایا کہ دو شخص اپنا ایک جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے کہ ایک نے دوسرے کی زمین میں کھجوروں کے درخت لگائے تھے تو آپ نے فیصلہ دیا: ”زمین زمین والے کی ہے۔“ اور درختوں والے کو حکم دیا: ”اپنی کھجوریں اکھیڑ لے۔“ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ان درختوں کی جڑوں پر کھانڈے چلائے جا رہے تھے حالانکہ وہ لمبے لمبے درخت ہو گئے تھے حتیٰ کہ وہ زمین سے نکال لیے گئے۔

۳۰۷۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ، مَكَانَ الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا: فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: فَأَنَا رَأَيْتُ الرَّجُلَ يَضْرِبُ فِي أَصُولِ النَّخْلِ.

۳۰۷۴- جناب ابن السلقی نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا، لیکن انہوں نے [الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا] ”جس نے مجھے یہ حدیث بیان کی“ کے بجائے یوں کہا: مجھے اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص نے بیان کیا اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کی جڑوں پر (کھانڈا) مار رہا تھا۔

۳۰۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ

۳۰۷۵- جناب عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۰۷۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۲/۲۸۲ من حديث أبي داود به، وأصله عند السائي في الكبرى، ح: ۵۷۶۰ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن، والحديث السابق: ۳۰۷۳ يُعْنِي عَنْهُ.

۳۰۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹۹/۶ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق: ۳۰۷۴.

۳۰۷۶- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۴۲/۶ من حديث أبي داود به.



۱۹- کتاب الخراج والقیء والإمارة

نجر لاوارث زمین سے متعلق احکام و مسائل

وہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا تھا کہ زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی اللہ کے ہیں تو جس نے کوئی نجر لاوارث زمین آباد کی تو وہی اس کا مالک ہے۔ ہمیں یہ بات نبی ﷺ سے انہی لوگوں نے بیان کی ہے جنہوں نے آپ سے نمازوں کے احکام بیان کیے ہیں۔

الْأَمْلِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى: أَنَّ الْأَرْضَ أَرْضُ اللَّهِ، وَالْعِبَادَ عِبَادُ اللَّهِ، وَمَنْ أَحْيَا مَوَاتًا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا، جَاءَنَا بِهِذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِينَ جَاءُوا بِالصَّلَوَاتِ عَنْهُ.

🌞 فائدہ: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے صرف عبادات ہی کے احکام نہیں بتائے بلکہ معاملات اور حقوق کے مسائل بھی واضح کیے ہیں جیسے کہ نماز اور روزے کے احکام۔ جس طرح عبادات میں نبی ﷺ کا فرمان قول فیصل ہے اسی طرح معاملات میں بھی آپ ﷺ ہی کا فرمان حق و انصاف اور دنیا و آخرت میں باعث نجات ہے۔

۳۰۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَاطَ حَاطِطًا عَلَى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ».

۳۰۷۷- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی (لاوارث) زمین پر کوئی احاطہ بنالیا تو وہ اسی کی ملکیت ہے۔“

🌞 ملاحظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لاوارث زمین پر محض قبضہ کر لینا کافی نہیں بلکہ اسے آباد کیا جائے تو ملکیت ثابت ہوتی ہے۔

۳۰۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ: قَالَ هِشَامُ: الْعِرْقُ الظَّالِمُ أَنْ يَغْرِسَ الرَّجُلُ فِي أَرْضٍ غَيْرِهِ، فَيَسْتَحِقَّهَا

۳۰۷۸- جناب ہشام (بن عروہ) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ [عرق ظالم] ”ظالم رگ“ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی زمین میں درخت لگا دے اور پھر اسی وجہ سے اس زمین کا مدعی بن جائے۔ امام

۳۰۷۷- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى: ۴/ ۴۰۵، ح: ۵۷۶۳ من حديث سعيد بن أبي عروبة، والطائسي، ح: ۹۰۶ من حديث هشام، كلاهما عن قتادة به، وهو مدلس وعنعن، ومع ذلك صححه ابن الجارود، ح: ۱۰۱۵.

۳۰۷۸- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۲/ ۲۸۴ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۷۴۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۴- کتاب الخراج والفیء والإمارة

بِذَلِكَ. قَالَ مَالِكٌ: وَالْعِرْقُ الظَّالِمُ كُلُّ مَا أَخَذَ وَاحْتَفِرَ وَغَرَسَ بَغْيَرٍ حَقٌّ.

... بنجر لا وارث زمین سے متعلق احکام و مسائل
مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [عرق ظالم] سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کسی سے بلا استحقاق (ظلم سے) چھین لی جائے وہاں کنواں وغیرہ کھود لیا جائے یا درخت لگا دیے جائیں۔

☀ فائدہ: بلاشبہ واقعاتی دنیا میں انہی جیلوں بہانوں سے دوسروں کا مال ہتھیلے کی کوشش ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ.

۳۰۷۹- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ الْعَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ يَعْنِي ابْنَ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَبُوكَ فَلَمَّا أَتَى وَادِي الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةِ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «اخْرُصُوا»، فَخَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، فَقَالَ لِلْمَرْأَةِ: «أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا»، فَاتَيْنَا تَبُوكَ فَأَهْدَى مَلِكٌ أُبَيْلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدَةً وَكَتَبَ لَهُ يَعْنِي بِبَحْرِهِ. قَالَ: فَلَمَّا أَتَيْنَا وَادِي الْقُرَى قَالَ لِلْمَرْأَةِ: «كَمْ كَانَ فِي حَدِيقَتِكَ؟» قَالَتْ: عَشْرَةُ أَوْسُقٍ خَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ».

۳۰۷۹- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ وادی قرئی سے گزرے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے باغ میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ”اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ (کہ کتنا ہوگا۔)“ رسول اللہ ﷺ نے جو اندازہ لگایا وہ دس وسق تھا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا: ”جو پھل حاصل ہوا اسے شمار کر رکھنا۔“ پھر ہم تبوک پہنچے تو ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سفید خمر ہدیہ دیا اور (اس کے صلہ میں) آپ ﷺ نے اس (ایلہ کے حاکم) کو ایک منقش چادر عنایت فرمائی اور اسے تحریر کر دیا کہ ان کا علاقہ ان ہی کے پاس رہے گا۔ پھر جب ہم واپس ہوئے اور وادی قرئی سے گزرے تو آپ نے اس عورت سے دریافت فرمایا: ”تیرے باغ کا پھل کتنا ہوا ہے؟“ اس نے بتایا کہ دس وسق، یعنی وہی مقدار جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک میں مدینہ منورہ جلدی پہنچنا چاہتا ہوں جو میرے ساتھ جلدی پہنچنا چاہتا ہے تو وہ چل پڑے۔“ (باقی اپنی رفتار سے آجائیں)

۳۰۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب خرص التمر، ح: ۱۴۸۱ عن سهل بن بكر مطولاً، ومسلم، الحج، باب فضل أحد، ح: ۱۳۹۲ بعد حديث: ۲۲۸۱ من حديث وهيب به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

نجرلا وارث زمین سے متعلق احکام و مسائل



نواہد و مسائل: ① اس خاتون کا یہ باغ غالباً کسی نجر زمین کو آباد کر کے ہی لگایا گیا تھا جو اس کی ملکیت سمجھا گیا۔ اور یہ ایک قابل قدر کام ہے۔ حاکم ایلہ نے اطاعت قبول کر لی تھی اس لیے آپ نے حاکم ایلہ کو اس کا علاقہ لکھ دیا اور یہ بھی کہ وہ جزیہ ادا کریں گے۔ ② پھل اترنے سے پہلے اس کا اندازہ لگانا جائز ہے تاکہ اس کے مطابق عشر وغیرہ ادا کیا جاسکے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا اندازہ بالکل عین درست ثابت ہوا جو کہ معجزہ ہے۔ دیگر عام اندازہ لگانے والوں کا اندازہ یقیناً کم یا زیادہ ہوتا ہے۔ ④ غیر مسلم کا ہدیہ قبول کر لینا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔ ⑤ سفر میں اپنا مقصد پورا کر لینے کے بعد گھر آنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

۳۰۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ

غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ كُثْلُومٍ عَنْ زَيْنَبَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقْلِي رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ امْرَأَةٌ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَنِسَاءٌ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ وَهَنَّ يَسْتَكِينَ مَنَازِلَهُنَّ: أَنَّهَا تَضِيقُ عَلَيْهِنَّ وَيُخْرِجَنَّ مِنْهَا فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُورَثَ دُورَ الْمُهَاجِرِينَ النِّسَاءَ فَمَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَوَرِثَتْهُ امْرَأَتُهُ دَارًا بِالْمَدِينَةِ.

۳۰۸۰- ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا سر صاف کر رہی تھیں اور آپ کے ہاں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اور دیگر مہاجر خواتین بھی بیٹھی تھیں عورتوں نے اپنے گھروں کی تنگی کا شکوہ کیا اور یہ کہ انہیں (شوہر کی وفات کے بعد) گھروں سے نکال دیا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ”مہاجرین کے گھران کی بیویوں کو وراثت میں دیے جائیں۔“ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کی زوجہ مدینہ میں ایک گھر کی وارث بنی تھیں۔



نواہد و مسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں زمین کے قطعات دیے تھے تاکہ یہ لوگ ان میں اپنے گھر بنالیں۔ چونکہ یہ قطعات ”احیاء الموات“ کے معنی میں تھے کہ ان لوگوں نے انہیں آباد کیا تھا تو وہ انہی کی ملکیت گردانے گئے۔ اس باب کے ساتھ اس حدیث کی یہی مناسبت ہے۔ ② بیویوں کو وراثت میں گھر دینے کا مسئلہ مہاجرین کی خواتین کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ یہ لوگ مدینہ منورہ میں ایک نئے وطن میں تھے اور عزیز و اقارب سے دور ہو گئے تھے تو یہ حکم دیا گیا تاکہ شوہر کی وفات کے بعد انہیں تحفظ حاصل رہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ترکہ کی تقسیم میں ان کے حصے کے مطابق انہیں زمین باغ اور دیگر اموال کی بجائے گھر دیا جائے تاکہ وہ رہائش کے مسئلے میں مطمئن رہیں۔ (بذل المجہود، عون المعبود)

۳۰۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۳۶۳ من حديث عبد الواحد بن زياد به * الأعمش مدلس وعنعن .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خراجی زمین سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۳۶، ۳۸) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي أَرْضِ الْخَرَاجِ (التحفة ۳۸)

۳۰۸۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى يَعْنِي ابْنَ سَمِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ عَقَدَ الْجَزِيَّةَ فِي عُنُقِهِ فَقَدْ بَرِيَءَ مِمَّا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۳۰۸۱- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جس نے اپنی گردن میں جزیے کا قلادہ ڈالا وہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے بری ہو گیا۔

🌞 فائدہ: کفار اپنی زیر کاشت زمینوں سے جو حصہ ادا کرتے ہیں ”خراج“ کہلاتا ہے۔ اور علماء نے ایسی زمینوں کی کئی صورتیں لکھی ہیں۔ * مسلمانوں نے کسی زمین کو بزور قوت فتح کیا ہو اور امام نے اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیا ہو پھر امام اسے قیمت دے کر ان سے خرید لے اور عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دے اور کفار کو خراج (ٹھیکے) پر دے دے جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کے دیہاتوں میں کیا تھا۔ * کسی زمین کو صلح سے فتح کیا گیا ہو اس شرط پر کہ زمین مسلمانوں کی ہوگی مگر کفار اس میں رہیں گے اور خراج دیں گے۔ یہ زمین مال لے ہوگی اور خراج اس کا کرایہ اجرت یا ٹھیکہ ہوگا جو ان لوگوں کے مسلمان ہوجانے سے ساقط نہیں ہوگا۔ * کوئی علاقہ اس شرط کے ساتھ صلح سے فتح ہوا ہو کہ زمین کفار کی رہے گی مگر وہ خراج ادا کر کے وہاں مقیم رہیں گے۔ ایسے خراج کو جزیہ پر قیاس کیا جائے گا اور ان لوگوں کے مسلمان ہوجانے پر ختم ہو جائے گا۔

۳۰۸۲- حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ ابْنُ أَبِي الشَّعَثَاءِ: حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنِي شَيْبُ بْنُ نُعَيْمٍ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حُمَيْرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِجَزِيرَتِهَا

۳۰۸۲- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی زمین کو اس کے جزیے کے ساتھ حاصل کیا اس نے اپنی ہجرت کو واپس کر دیا“ اور جس نے کافر کی ذلت کو اس کی گردن سے اتار کر اپنی گردن میں ڈالا اس نے اسلام سے پشت پھیر لی۔“ (سان بن قیس نے کہا کہ) خالد بن معدان

۳۰۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۳۹/۹ من حديث أبي داود به * أبو عبد الله الخزاعي لم أجد من وثقه، وفي سماعه من معاذ بن نظر.

۳۰۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۳۹/۹ من حديث أبي داود به * عمارة بن أبي الشعثاء مجهول، وسنان مستور.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

فَقَدِ اسْتَقَالَ هِجْرَتُهُ، وَمَنْ نَزَعَ صَعَارَ كَافِرٍ
مِنْ عُنْتِهِ فَجَعَلَهُ فِي عُنْتِهِ فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ
ظَهَرَهُ». قَالَ: فَسَمِعَ مِنِّي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ
هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ لِي: أَشَيْبٌ حَدَّثَكَ؟
فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِذَا قَدِمْتَ فَسَلْهُ
فَلْيَكْتُبْ إِلَيَّ بِالْحَدِيثِ قَالَ: فَكَتَبَهُ لَهُ،
فَلَمَّا قَدِمْتُ سَأَلَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ
الْقُرْطَاسَ، فَأَعْطَيْتُهُ. فَلَمَّا قَرَأَهُ تَرَكَ مَا فِي
يَدَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ.

چراگہ مخصوص کرنے سے متعلق احکام و مسائل
نے مجھ سے یہ حدیث سنی تو مجھ سے پوچھا: کیا شیب نے
تمہیں یہ حدیث بیان کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں
نے کہا: جب تم ان کے پاس جاؤ تو انہیں کہنا کہ مجھے یہ
حدیث لکھ بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ لکھ دی۔ جب
میں خالد بن معدان سے دوبارہ ملا تو انہوں نے مجھ سے
وہ کاغذ طلب کیا جو میں نے انہیں دے دیا۔ جب انہوں
نے اسے پڑھا تو اپنے قبضے کی ساری زمینیں چھوڑ دیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَزِيدُ بْنُ حُمَيْرٍ
الْيَزَنِيُّ لَيْسَ هُوَ صَاحِبُ شُعْبَةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راوی حدیث یزید
بن حمیر الیزنی یہ شعبہ کے شاگرد نہیں ہیں۔

فائدہ: ان دونوں روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ جو مسلمان کفار کی خراجی زمین حاصل کر کے کاشت کرنے لگے اور اس
کا جزیہ اور خراج بھی یہی ادا کرے تو اس طرح یہ مسلمان کفار پر مسلط کردہ دولت کو جو اللہ نے ان پر ڈالی ہے اپنے گلے
لے رہا ہے اور یہ عمل اسلامی حیت کے منافی ہے۔ لیکن یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔

(المعجم ۳۷، ۳۹) - باب: فِي الْأَرْضِ
يَحْمِيهَا الْإِمَامُ أَوْ الرَّجُلُ (التحفة ۳۹)

باب: ۳۹۴- حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص کسی زمین
کو اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کر لے

۳۰۸۳- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا
ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ
وَلِرَسُولِهِ». قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَبَلَّغَنِي أَنَّ

۳۰۸۳- حضرت صعّب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی چراگاہ نہیں، مگر
اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔“ ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے
ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موضع
نقیع کو بطور چراگاہ محفوظ فرمایا ہوا تھا۔

۳۰۸۳- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب: لا حمى إلا لله ولرسوله ﷺ، ح: ۲۳۷۰ من حديث يونس بن
يزيد به.

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَمَى النَّفِيعَ .

☀️ فائدہ: حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کر لے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کی گھاس پانی اور لکڑی وغیرہ سے دوسروں کو روک دے اور اسے آباد یا کاشت بھی نہ کرے۔ دور جاہلیت میں ایسے ہوتا تھا کہ کوئی زور آور کسی اونچی جگہ پر اپنے کتے کو بھونکواتا اور اطراف میں اپنے آدمی مقرر کر دیتا تو جہاں جہاں تک کتے کی آواز پہنچتی وہ رقبہ اپنے اور اپنے جانوروں کے لیے خاص کر لیتا تھا۔ دوسروں کو اس سے استفادے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اسلام میں اس کی اجازت نہیں الا یہ کہ عام مسلمانوں کی مصلحت کے لیے ہو۔

۳۰۸۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: ۳۰۸۳- حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمَى النَّفِيعَ وَقَالَ: «لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ» .
ہے کہ نبی ﷺ نے موضع نفیع کو بطور چراگاہ محفوظ کیا ہوا تھا اور فرمایا: ”حمی صرف اللہ عزوجل کے لیے ہے۔“

☀️ فائدہ: اس مقام پر صدقے کے اونٹ رکھے جاتے تھے۔ امام المسلمین کو مصلحت حکومت کے پیش نظر کسی علاقے کو بطور چراگاہ یا کسی اور مقصد کے لیے خاص کر لینا جائز ہے۔ عوام الناس کے لیے جائز نہیں۔

(المعجم ۳۸، ۴۰) - باب مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ وَمَا فِيهِ (التحفة ۴۰)
باب: ۳۸، ۴۰- مال مدفون ملے تو اس کا مسئلہ

۳۰۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ» .
۳۰۸۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”مال مدفون (حاصل ہو تو اس) میں پانچواں حصہ ہے۔“ (بیت المال میں عام مسلمانوں کی منفعت کے لیے دے، کیونکہ یہ بلا مشقت حاصل ہوا ہے۔)

۳۰۸۴- [تخریج: انظر الحديث السابق، وأخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۷۱ / ۴ من حديث عبد العزيز بن محمد به .

۳۰۸۵- [تخریج: أخرجه مسلم، الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبشر جبار، ح: ۱۷۱۰ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاری، الزکوة، باب: في الرکاز الخمس، ح: ۱۴۹۹ من حديث الزهري به .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

مال مدفون سے متعلق احکام ومسائل

☀ فائدہ: کسی اجاز زمین میں یا قدیم پرانی آبادی میں کسی کا دفن کردہ مال جس کا مالک معلوم نہ ہو ”رِکَاز“ کہلاتا ہے۔ جسے ایسا مال ملے وہ خمس (پانچواں حصہ) ادا کرنے کے بعد اس کا مالک بن جاتا ہے۔

۳۰۸۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَثُوبٍ: جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رِکَاز سے مراد وہ مال ہے جو کسی پرانی آبادی سے دفن شدہ ملے۔

۳۰۸۷- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا الزَّمْعِيُّ عَنْ عَمَّتِهِ قُرَيْبَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ أُمِّهَا كَرِيمَةَ بِنْتِ الْمُقَدَّادِ، عَنْ ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا قَالَتْ: ذَهَبَ الْمُقَدَّادُ لِحَاجَتِهِ بِبَقِيعِ الْخَبْخَبَةِ فَإِذَا جُرُذٌ يُخْرِجُ مِنَ جُحْرِ دِينَارًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُخْرِجُ دِينَارًا دِينَارًا حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا ثُمَّ أَخْرَجَ خِرْقَةً حَمْرَاءَ يَعْني فِيهَا دِينَارٌ، فَكَانَتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَارًا فَذَهَبَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ وَقَالَ لَهُ: خُذْ صَدَقَتَهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ هَوَيْتَ إِلَى الْجُحْرِ؟» قَالَ: لَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا».

☀ ملحوظ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں جس نے کوئی جگہ کھودی نہ ہو وہ رِکَاز نہیں بلکہ گرے پڑے مال (لُقْطَه) کی مانند ہے اور اس میں پانچواں حصہ ادا نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ پہلے اعلان کرنا چاہیے بعد ازاں

۳۰۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۲۵/۳، ح: ۱۰۷۷۶ من حديث عباد بن العوام به * هشام بن حسان مدلس وعنعن.

۳۰۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللقطة، باب التقاط ما أخرج الجرذ، ح: ۲۵۰۸ من حديث الزمعي به * قریبہ مجهولہ الحال.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

مال مدفون سے متعلق احکام و مسائل

اپنے کام میں لایا جائے۔ (خطابی)

(المعجم ۳۹، ۴۱) - باب نبش القُبور

باب: ۳۹، ۴۱- پرانی قبریں کھودنے کا

العَادِيَةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ (التحفة ۴۱)

مسئلہ کہ جن میں مال ہو

۳۰۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ : حَدَّثَنَا

۳۰۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے

وَهَبُ بْنُ جَرِيرٍ : حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ : سَمِعْتُ

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب ہم طائف

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

کی طرف روانہ ہوئے اور ایک قبر کے پاس سے گزرے

أُمِّيَّةَ، عَنْ بُجَيْرِ بْنِ أَبِي بُجَيْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ابورغال کی قبر ہے۔ (یہ

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

ثقیف کا جد اعلیٰ اور قوم ثمود میں سے تھا) اس حرم میں پناہ

ﷺ يَقُولُ حِينَ خَرَجْنَا مَعَهُ إِلَى الطَّائِفِ

گزیں تھا کہ اللہ کے عذاب سے بچا رہے۔ جب وہ اس

فَمَرَرْنَا بِقَبْرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «هَذَا

سے باہر نکلا تو اسے اس مقام پر وہی سزا آ پہنچی جو اس کی

قَبْرِ أَبِي رِغَالٍ، وَكَانَ بِهَذَا الْحَرَمِ يُدْفَعُ

قوم کو آئی تھی چنانچہ اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اور اس کی

عَنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ، أَصَابَتْهُ النَّقْمَةُ الَّتِي

علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ دفن

أَصَابَتْ قَوْمَهُ بِهَذَا الْمَكَانِ فَدُفِنَ فِيهِ، وَآيَةُ

کی گئی تھی اگر تم اسے اکھیڑو تو اسے اس کے ساتھ پالو

ذَلِكَ أَنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ غُصْنٌ مِنْ ذَهَبٍ، إِنْ أَنْتُمْ

گے۔“ تو لوگوں نے جلدی کی اور وہ سلاخ نکال لائے۔

نَبَشْتُمْ عَنْهُ أَصْبَتُمُوهُ مَعَهُ. فَأَبْتَدَرَهُ النَّاسُ

فَاسْتَخْرَجُوا الْغُصْنَ.

🌞 ملحوظ: بلاشبہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ یہی ہے کہ کفار کی قبروں سے اگر کوئی اس طرح کا مال نکال

لے تو وہ بمعنی رکاز ہوگا، کیونکہ کفار کی قبروں کی تعظیم اس طرح ضروری نہیں ہے جس طرح کہ مسلمانوں کی قبروں کی

ضروری ہے لہذا ان کی قبور عام زمین کے حکم میں ہوں گی جسے کھود کر مدفون خزانہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔



۳۰۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۶/۴ من حديث وهب بن جرير به * بجير مجهول.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جنارے کے احکام و مسائل

انسانی زندگی کی ابتدا اور انتہا دونوں ہی دور رس اثرات کی حامل ہیں، جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو خاندان بھر میں خوشی و مسرت کا عجیب سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر طرف مبارکباد اور خوشیوں کا تبادلہ ہوتا ہے پھر وقت مقررہ پر اس کے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو ہر طرف غم کی فضا پھیل جاتی ہے۔ اس نازک وقت میں اکثر و بیشتر لوگ کم علمی، جہالت اور شرکیہ معاشرتی فضا کی وجہ سے ایسے افعال میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں، یہ سلسلہ ہائے بدعات و شرک موت کے بعد بھی طویل عرصہ تک جاری رہتا ہے اور شکم پرور جہلاء کی خوب چاندی رہتی ہے۔

انسان جب بستر مرگ پر ہوتا ہے تو لواحقین بے بسی کی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں، حتی المقدور دوا دارو کرنے کے باوجود مریض لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ تیمارداری کرنے والے دے لفظوں میں مایوسی کا اظہار کرنے لگتے ہیں، لواحقین ہر حکیم، ڈاکٹر، حتی کہ شرکیہ دم جھاڑ اور مزاروں سے خاک شفا تک حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید ہمارا مریض بچ جائے مگر جو وقت مقرر ہو چکا وہ آکر رہتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ (اعراف: ۳۲) ”اور ہر گروہ کی ایک میعاد مقرر ہے سو جس وقت ان کی میعاد معین آجائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔“

* تیمارداری کی فضیلت: اسلام نے انسانوں کو باہمی محبت و مودت اور ہمدردی کا درس دیا ہے اس لیے جب کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرنا مسلمان پر واجب ہے۔ تیمارداری کرنے والا جہاں اپنے بھائی سے محبت اور الفت کا اظہار کرتا ہے اور باہمی تعلقات کو مضبوط بناتا ہے وہاں اپنے رب سے اجر عظیم کا حقدار بھی بنتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”جب کوئی مسلمان شام کے وقت اپنے کسی بھائی کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے بھی اس کے ساتھ نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلتے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔“ (سنن ابی داؤد، الجنائز، حدیث: ۳۰۹۸، ۳۰۹۹)

* جنازہ میں شرکت کی فضیلت: مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے کفن و دفن کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مقبول اور اعلیٰ اجر و ثواب کا حامل ہے۔ جبکہ دوسری طرف موحّد مسلمانوں کی التجا و دعا کو قبول کرتے ہوئے رب العالمین فوت ہونے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اسی طرح یہ عمل طرفین کے لیے باعث رحمت بن جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ] (صحیح البخاری، الجنائز، باب من انتظر حتى يدفن، حدیث: ۱۳۲۵) ”جو شخص جنازے میں شامل ہو اور نماز پڑھے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص میت کو دفن کرنے تک موجود رہتا ہے اسے دو قیراط ملتے ہیں۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قیراطان کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دو قیراط کا ثواب دو عظیم پہاڑوں کے برابر ہے۔“

* میت کو نفع دینے والے چند امور: ہمارے معاشرے میں ایصال ثواب کے متعدد طریقے رائج ہیں جو اکثر و بیشتر شکم پرور، نیم خواندہ مذہبی رہنماؤں کی ایجاد ہیں ان طریقوں پر عمل کرنا بجائے ثواب



جنازے کے احکام و مسائل

۲۰- کتاب الجنائز

کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا قوی سبب ہے۔ سنت رسول ﷺ میں ایصالِ ثواب کے لیے درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں: [إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ] (صحیح مسلم، الوصیۃ، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، حدیث: ۱۶۳۱) ”مرنے کے بعد انسان کے اعمال (کے ثواب کا سلسلہ) منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزوں کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، لوگوں کو فائدہ دینے والا علم اور نیک اولاد جو میت کے لیے دعا کرے۔“

* چند ایسے امور جو شریعت اسلامیہ میں ثابت نہیں ہیں:

☒ مرنے والے کے سر ہانے قرآن مجید، اذعیہ کا مجموعہ یاد کرنا اور ادو و وظائف رکھنا۔

☒ چارپائی کے گرد و کراڑ کا ریاضت خوانی کرنا۔

☒ جنازے پر پھول ڈالنا، مزین چادر ڈالنا یا قرآنی آیات والی چادر ڈالنا۔

☒ جنازہ لے جاتے ہوئے کلمہ شہادت وغیرہ کا ورد کرنا، کرانا۔

☒ میت کو بلا وجہ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا۔

☒ قبر کو مزین بنانا اور آرائشی پتھروں سے آراستہ کرنا، یا قبر پر قرآنی آیات، کلمہ یا نام وغیرہ لکھنا۔

☒ تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا یا سورہ بقرہ کی تلاوت کرنا۔

☒ سوموار، جمعرات یا دس محرم کو قبروں کی زیارت کے لیے خاص کرنا۔

☒ قبروں پر نعت خوانی اور قوالی کرنا یا چراغ وغیرہ جلانا۔

☒ ایصالِ ثواب کے لیے تیجے، ساتواں، دسواں یا چالیسواں کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا۔

☒ دوسرے یا تیسرے دن قل کرانا۔

☒ اجر قاریوں سے قرآن خوانی کروانا اور سالانہ ختم دلوانا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۰) - كِتَابُ الْجَنَائِزِ (التحفة ۱۵)

جنارے کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب الْأَمْرَاضِ الْمَكْفُورَةِ لِلذُّنُوبِ (التحفة ۱)

۳۰۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو مَنْظُورٍ عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي عَنْ عَامِرِ الرَّامِ، أَخِي الْخُضَرِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّفِيلِيُّ: هُوَ الْخُضَرُ، وَلَكِنْ كَذَا قَالَ، قَالَ: إِنِّي لَبِيْلَادِنَا إِذْ رُفِعَتْ لَنَا رَايَاتٌ وَأَلْوِيَّةٌ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا لَوَاءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ تَحْتَ شَجَرَةٍ قَدْ بَسِطَ لَهُ كِسَاءٌ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَيْهِ وَقَدْ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَسْقَامَ فَقَالَ: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ أَعْفَاهُ اللَّهُ

باب ۱- بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان
۳۰۸۹- حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ اپنے علاقے میں تھے کہ ہمارے لیے جھنڈے اور نشانات بلند کیے گئے (ہمارے علاقے میں جہادی مہم میں پہنچ گئے) میں نے پوچھا یہ کیا ہیں؟ تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ہے چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ کے لیے ایک چادر بچھائی گئی تھی اور آپ اس پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے صحابہ آپ کے پاس جمع تھے۔ سو میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: ”مومن کو جب کوئی بیماری آتی ہے اور پھر اللہ اسے عافیت اور شفا دے دیتا ہے تو وہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت کا سبب ہوتی ہے۔ اور منافق

۳۰۸۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ۲۵۰/۵، ۲۵۱، ح: ۱۴۴۰ من حديث النفيلي، وأبو نعيم الأصبهاني في معرفة الصحابة: ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ح: ۵۱۸۸ من حديث محمد بن سلمة به * أبو منظور مجهول، وعمه لم أعرفه.

بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان

جب بیمار پڑتا ہے اور پھر اسے عافیت دی جاتی ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے جسے اس کے گھر والوں نے باندھا ہو اور پھر کھول دیا ہو۔ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں باندھا تھا اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔ آپ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ میں تو اللہ کی قسم! کبھی بیمار نہیں ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اٹھ جا، تو ہم میں سے نہیں ہے۔“ (پھر کسی دوسرے موقع پر) ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھ میں کچھ تھا جسے اس نے لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو آپ کی طرف چل پڑا۔ میں درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا تو اس میں سے پرندے کے بچوں کی آواز سنی۔ پس میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنی چادر میں ڈال لیا۔ پھر ان کی ماں آئی تو میرے سر پر منڈلانے لگی، میں نے اس کے لیے اس کے بچوں کو ننگا کیا تو وہ ان کے ساتھ ان کے اوپر آ پڑی، تو میں نے انہیں اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور یہ وہی میرے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”انہیں چھوڑ دے۔“ تو میں نے انہیں چھوڑ دیا، مگر ان کی ماں نے (اڑ جانے سے) انکار کیا اور بچوں کے ساتھ پڑی رہی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ”کیا تم اس ماں کی اپنے بچوں پر شفقت سے تعجب کر رہے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس نے

مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضَىٰ مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرَضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ كَالْبُعِيرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أُرْسِلُوهُ فَلَمْ يَدِرْ لِمَ عَقَلُوهُ وَلَمْ يَدِرْ لِمَ أُرْسِلُوهُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّمَّنْ حَوْلَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الْأَشْقَامُ؟ وَاللَّهِ! مَا مَرَضْتُ قَطُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ عَنَّا فَلَسْتُ مِنَّا»، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ قَدِ انْتَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَمَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيهَا أَصْوَاتَ فِرَاحٍ طَائِرٍ، فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِي، فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلَيَّ رَأْسِي فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ مَعَهُنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِي فَهَنَّ أُولَاءَ مَعِيَ. قَالَ: «ضَعْنَهُنَّ عَنْكَ»، فَوَضَعْتُهُنَّ، وَابْتَأْتُ أُمُّهُنَّ إِلَّا لَزُومَهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «أَتَعْجَبُونَ لِرُحْمِ أُمَّ الْأَفْرَاحِ فِرَاحِهَا؟» قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؛ قَالَ: «قَوْلَ الَّذِي بَعَنِي بِالْحَقِّ! اللَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمَّ الْأَفْرَاحِ بِفِرَاحِهَا، ارْجِعْ بِهِنَّ حَتَّى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ»، فَارْجِعْ بِهِنَّ.

بیاریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان
مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے
بندوں کے ساتھ ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحیم اور
شفیق ہے۔ انہیں واپس لے جا اور وہیں رکھ آ جہاں سے
تو نے انہیں اٹھایا ہے اور ان کی ماں بھی ساتھ رہے۔“
چنانچہ وہ آدمی انہیں واپس لے گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے۔ ② تاہم یہ ضرور ہے کہ انسانوں کو لاحق ہونے والے دکھ تکالیف اور
بیاریاں بالعموم ان کے گناہوں ہی کے باعث ہوتی ہیں اور پھر مومنین کے لیے کفارہ بھی بنتی ہیں جیسے کہ آگے کی
احادیث میں آرہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا
عَن كَثِيرٍ﴾ (الشوری: ۳۰) ”تمہیں جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ
بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔“ اس لیے مومن کو چاہیے کہ زندگی میں عارضی آنے والی تکلیفوں اور بیاریوں میں اللہ
تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔ ③ پرندوں اور چرندوں کو بلا مقصد اذیت دینا حرام ہے۔ مگر انہیں باقاعدہ پالنے
کا اہتمام کرنا جائز ہے۔



۳۰۹۰ - محمد بن خالد سے روایت ہے، امام ابو داؤد
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن مہدی نے اس راوی
(محمد بن خالد) کے متعلق کہا کہ یہ ”سُلمی“ ہیں، وہ اپنے
والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، جنہیں
رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا، کہا کہ میں
نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بے
شک بندے کے لیے جب اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مقام و
مرتبہ مقدر ہو چکا ہو اور وہ اپنے اعمال کی بنا پر اس تک نہ
پہنچ سکتا ہو تو اللہ اسے اس کے اپنے جسم یا مال یا اولاد
کی آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔“

۳۰۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْقُفَيْلِيُّ وَابْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمِصْبِصِيُّ
الْمَعْنَى قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَلِيحِ عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ خَالِدٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ
مَهْدِيٍّ: السُّلَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ وَكَانَتْ
لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ
مِنْ اللَّهِ مَنَزَلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتِلَاءُ اللَّهِ فِي
جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ».

۳۰۹۰ - [تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۵۲ من حديث أبي الملیح به، وسنده ضعيف من أجل جهالة محمد
ابن خالد وأبيه، انظر مجمع الزوائد: ۲/ ۲۹۲، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۲۹۰۸ وغيره، وهو بها حسن،
وانظر الترغيب والترهيب: ۴/ ۲۸۳.]

۲۰۔ کتاب الجنائز

بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ: «ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذَلِكَ». ثُمَّ اتَّفَقَا: «حَتَّى يُبْلَغَهُ الْمَنْزِلَةُ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن نفیل نے یہ اضافہ بیان کیا: ”اور پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق بھی دیتا ہے۔“ پھر دونوں راوی حدیث بیان کرنے میں متفق ہو جاتے ہیں۔ ”حتیٰ کہ اسے اس مقام و مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی سے اس کے لیے مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔“

فائدہ: گناہوں کے کفارے اور درجات کی بلندی کے اعتبار سے بیماریاں مومن کے لیے اللہ کا ایک بڑا انعام ہیں بشرطیکہ کا حقہ صبر کر سکے۔ تاہم بیماری کا سوال نہیں کرنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - باب: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَفْعَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ (التحفة ۲)

باب: جب آدمی نیک عمل کرتا رہا ہو پھر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ عمل نہ کر سکے تو؟

۳۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ الْعَبْدُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ كُتِبَ لَهُ كَصَالِحٍ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ».

۳۰۹۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بارہا سنا آپ فرماتے تھے: ”جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا رہا ہو مگر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہ عمل اسی طرح عمدہ کیفیت میں لکھتا رہتا ہے جبکہ وہ تندرست اور مقیم تھا۔“

فائدہ: انسان کو اپنی صحت، تندرستی اور فراغت کی قدر کرتے ہوئے اسے اعمال صالحہ میں صرف کرنا چاہیے تاکہ بیماری، سفر، بڑھاپے یا بعض عوارض کی بنا پر جب یہ عمل صالح نہ کر سکے تو اللہ کے ہاں سے اسے یہ ثواب ملتا رہے۔ اور یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے اور صحت و جوانی میں اعمال صالحہ کی پابندی کرنے والوں کے لیے عظیم بشارت ہے۔

۳۰۹۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الإقامة، ح: ۲۹۹۶ من حديث العوام بن حوشب به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

باب :..... عورتوں کی عیادت کرنا

(المعجم . . .) - باب عِيَادَةِ النِّسَاءِ

(التحفة ۳)

۳۰۹۲- حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں بیمار ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: ”اے ام علاء! تمہیں خوشخبری ہو بلاشبہ مسلمان کی بیماری کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جیسے کہ آگ سونے اور چاندی کا کھوٹ نکال دیتی ہے۔“

۳۰۹۲- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيضَةٌ فَقَالَ: «أَبْشِرِي يَا أُمُّ الْعَلَاءِ؛ فَإِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللَّهُ بِهِ خَطَايَاهُ كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ حَبَّ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مریض کی عیادت کرنا ایک لازمی شرعی حق ہے۔ مردوں کا مردوں کے ہاں اور عورتوں کا عورتوں کے ہاں جانا معلوم و معروف ہے مگر مرد و عورتوں کی عیادت کے لیے جائیں یا عورتیں مردوں کی تو اس میں بھی کوئی شرعی تباہت نہیں ہے جبکہ شرعی آداب یعنی حجاب (پردے) کا اہتمام ہو اور اس عمل پر کوئی ضروری نہیں کہ مریض اور عیادت کنندہ کی باہم گفتگو بھی ہو۔ مرد مردوں کے پاس جا کر مریضہ کے متعلق خیر و عافیت دریافت کر سکتے ہیں اور ایسے ہی عورتیں۔ ② مذکورہ واقعہ میں حضرت ام علاء کے شرف اور نبی ﷺ کی تواضع کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ اور صحابیات سب کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ③ یہ خوشخبری مسلمانوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔

۳۰۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں خوب جانتی ہوں کہ قرآن مجید میں سب سے سخت آیت کوئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی آیت ہے وہ؟ اے عائشہ!“ کہتی ہیں میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوًّا يُجْزَ بِهِ﴾ ”جس نے بھی کوئی برائی کی، اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مومن کو جو کوئی

۳۰۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمر - قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: «آيَةُ آيَةٍ يَا عَائِشَةُ؟» قَالَتْ: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوًّا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: ۱۲۳]

۳۰۹۲- تخریج: [حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ۱۵۹۴ من حديث أبي عوانة به، وللحديث طرق عند الهيثمي في مجمع: ۳۰۷/۲ وغيره.

۳۰۹۳- تخریج: [إسناده حسن] * أبو عامر الخزاز حسن الحديث، وأصله متفق عليه بالاختصار، البخاري، ح: ۴۹۳۹، ومسلم، ح: ۲۸۷۶.

۲۰۔ کتاب الجنائز

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

پریشانی آتی ہے یا کائنات بھی چھ جاتا ہے تو اسے اس کے کسی سب سے بڑے عمل کا بدلہ دے دیا جاتا ہے اور جس کا حساب لیا گیا تو اسے عذاب ہوا۔“ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: تو کیا اللہ نے نہیں فرمایا: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَّسِيرًا﴾ ”عنقریب بندے کا حساب لیا جائے گا آسان حساب؟“ آپ نے فرمایا: ”اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہے“ اے عائشہ! جس سے حساب میں پوچھ گچھ ہوگئی، اسے عذاب ہوا۔“

قَالَ: «أَمَّا عَلِمْتَ يَا عَائِشَةُ؛ أَنَّ الْمُسْلِمَ تُصِيبُهُ النَّكْبَةُ أَوْ الشَّوْكَةُ فَيُكَافَى بِأَسْوَأِ عَمَلِهِ وَمَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ»، قَالَتْ: أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَّسِيرًا﴾ [الانشقاق: ۸] قَالَ: «ذَاكُمْ الْعَرْضُ يَا عَائِشَةُ؛ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ابن بشار کے لفظ ہیں۔ اور اس کی سند میں (عن کی بجائے) [اخبرنا ابن ابی ملیکہ] ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ بَشَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ دنیا کی بیماریاں اور تمام طرح کے دکھ تکالیف حتیٰ کہ نزع روح کی اذیت عذاب قبر اور میدانِ حشر کے المناک احوال سبھی کچھ مومنین کے لیے گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات کا باعث ہوں گے۔ اور اہل ایمان کا ایک طبقہ ان تکالیف کے باعث پاک صاف ہو کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ② تھوڑے لوگ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں ہم کلام ہوگا، پھر یا تو انہیں خصوصی مغفرت سے بہرہ ور فرمائے گا یا معاندین قسم کے لوگوں کو سخت ترین عذاب سے دوچار کرے گا جبکہ باقی لوگوں کا حساب اور وزن وغیرہ عمومی انداز میں ہوگا اور یہ کوئی آسان مرحلہ نہ ہوگا۔

باب:.....عیادت کا بیان

(المعجم . . .) - باب: فِي الْعِيَادَةِ (التحفة ۴)

۳۰۹۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ابی (منافق) کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اس بیماری میں جس میں کہ وہ مر گیا تھا۔ چنانچہ جب آپ اس کے ہاں پہنچے تو

۳۰۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۰۹۴۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۱۰/۵ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۳۴۱/۱، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق عن، وفيه علة أخرى.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

يَعُوذُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ عَرَفَ فِيهِ الْمَوْتَ. قَالَ: «قَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ حُبِّ يَهُودَ». قَالَ: فَقَدْ أَبْغَضَهُمْ أَشْعَدُ بْنُ زُرَّارَةَ فَمَهْمُ؟ فَلَمَّا مَاتَ، أَتَاهُ ابْنُهُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؛ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَدْ مَاتَ، فَأَعْطِنِي قَمِيصَكَ أَكْفُنُهُ فِيهِ، فَتَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَمِيصَهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

آپ نے اس پر موت کے اثرات محسوس کیے (اور) فرمایا: ”میں تجھے منع کیا کرتا تھا کہ یہود سے محبت نہ رکھ۔“ اس نے کہا: اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا تو کیا ہوا؟ پھر جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا (عبداللہ رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! بے شک عبداللہ بن ابی مرگیا ہے تو آپ مجھے اپنی قمیص عنایت فرمادیں کہ میں اسے اس میں کفن دوں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔



فوائد و مسائل: ① اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم قمیص کا قصہ صحیح ثابت ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) ② مسلمان کی عیادت کے لیے جانا ایک شرعی حق ہے۔ اسی طرح کسی غلط کردار شخص کی عیادت کے لیے بھی جایا جاسکتا ہے اور یہ یقیناً اسلامی اخلاق و مروت کا حصہ ہے۔ ③ اس منافع کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک خالص مومن صحابی تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے شاید اپنے اس محب مخلص کی دلداری کے لیے اپنی قمیص عنایت فرمادی تھی۔ اور یہ عمل ایک بیٹے کا اپنے باپ کے لیے ایک ادنیٰ ساحلہ تھا کہ شاید اس کی برکت سے اسے کچھ فائدہ ہو جائے۔ اور یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح سے اس منافع کے ایک احسان کا بدلہ چکایا تھا کہ بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ قید کر لیے گئے تو ان کے پاس قمیص نہ تھی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی قمیص دی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ سے جب کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس سے انکار نہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے یہ عمل اس وقت کا ہو جب کہ یہ حکم نازل نہ ہوا تھا: وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ﴿التوبة: ۸۴﴾ ”ان منافقوں میں سے جب کوئی مر جائے تو آپ اس کا جنازہ مت پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی مت کھڑے ہوں۔“ (عون المعبود)



(المعجم ۲) - باب: فِي عِيَادَةِ الدَّمِيِّ

باب: ۲- زمی کا فر کی عیادت کرنا

(التحفة ۵)

۳۰۹۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: ۳۰۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْيَهُودِ كَانَ مَرِيضًا

یہودیوں کا ایک لڑکا بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ اس کے سر کے پاس

۳۰۹۵- تخریج: أخرجه البخاري، المرضي، باب عيادة المشرك، ح: ۵۶۵۷ عن سليمان بن حرب به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲- کتاب الجنائز

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

قَاتَانَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوذُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: «أَسْلِمَ»، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ: أَطْعَمَ أَبَا الْقَاسِمِ، فَأَسْلَمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنِّي مِنَ النَّارِ».

بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا: ”اسلام قبول کرلو۔“ تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جب کہ وہ بھی اس کے سر کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس کے باپ نے اس سے کہا: ابوالقاسم کی بات مان لو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر نبی ﷺ وہاں سے اٹھے تو فرما رہے تھے: ”حمد اس اللہ کی جس نے اس کو میرے ذریعے سے

آگ سے نجات دی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی کافر کی عیادت کے لیے جانا جائز ہے بشرطیکہ وہاں حق شرعی ادا ہو یعنی بالخصوص مرنے والے کو دعوت اسلام دی جائے اور صحیح البخاری میں ہے کہ یہ لڑکا رسول اللہ ﷺ کا خادم بھی تھا۔ (صحیح البخاری، المرضی، باب عیادة المشرک، حدیث: ۵۶۵۷) ② جس شخص کا خاتمہ اسلام اور ایمان پر ہو وہ نجات پا گیا۔ ③ اور اس نجات کا محور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور دعوت پر ایمان و عمل ہے۔

(المعجم . . .) - باب الْمَشْيِ فِي الْعِيَادَةِ (التحفة ۶)

باب:..... کسی کی عیادت کے لیے پیدل چل کر جانا

۳۰۹۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوذُنِي، لَيْسَ بِرَاكِبٍ بَعْلًا وَلَا بِرَدُونًا.

۳۰۹۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لاتے، بغیر اس کے کہ کسی خچر پر سوار ہوں یا گھوڑے پر۔

(المعجم ۳) - باب فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلَى وُضُوءٍ (التحفة ۷)

باب:۳- با وضو ہو کر عیادت کے لیے جانے کی فضیلت

۳۰۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ عَادَ أَخَاهُ مُؤْمِنًا وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، فَهُوَ كَمَا كَانَ يَوْمَ تَبَايَعُوا، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، فَهُوَ كَمَا كَانَ يَوْمَ تَبَايَعُوا.

۳۰۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۳۰۹۶- تخریج: أخرجه البخاري، المرضی، باب عیادة المريض راكبًا وماشيًا وردفًا على الحمار، ح: ۵۶۶۴ من حدیث عبد الرحمن بن مهدي به، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۷۳.

۳۰۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] * الفضل بن دلهم لين (تقريب)، ضعفه الجمهور، ولم يثبت توثيقه عن وكيع رحمه الله.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰ - کتاب الجنائز

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے گیا تو اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت پر دور کر دیا جائے گا۔“ ثابت بنانی کہتے ہیں میں نے پوچھا: اے ابو حمزہ! [خریف] سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: سال۔

الطَّائِي: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ رَوْحٍ بْنُ حُلَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ دَلْهَمٍ الْوَاسِطِيُّ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا، بُوعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سَبْعِينَ خَرِيفًا». قُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ؛ وَمَا الْخَرِيفُ؟ قَالَ: الْعَامُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل بصرہ جن احادیث کے بیان کرنے میں منفرد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان با وضو ہو کر عیادت کے لیے جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ الْبَصَرِيُّونَ مِنْهُ: الْعِيَادَةُ وَهُوَ مُتَوَضِّئٌ.

۳۰۹۸ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہوگا، اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلتے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس کے لیے شام تک بخشش مانگتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہوگا۔

۳۰۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَعُودُ مَرِيضًا مُتَمَسِّيًا إِلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ أَنَاهُ مُصْبِحًا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُمَسِّيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ.

🌞 ملحوظہ: روایت موقوفہ صحیح ہے تاہم آگے آنے والی روایت مرفوعہ ہے۔

۳۰۹۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۳۰۹۹ - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا

۳۰۹۸ - تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۲۱ من حديث شعبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن حبان (موارد)، ح: ۷۱۰ وغيره، وهو بها حسن.

۳۰۹۹ - تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عاد مريضاً، ح: ۱۴۴۲ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۴۹، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

حدیث کے ہم معنی بیان کیا، لیکن اس میں [خریف] یعنی باغ کا ذکر نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبِيِّ رضی اللہ عنہ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَرِيفَ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اس حدیث کو منصور نے بھی حکم سے ایسے ہی روایت کیا ہے جیسے کہ شعبہ نے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصُورٌ عَنِ الْحَكَمِ كَمَا رَوَاهُ شُعْبَةُ.

۳۱۰۰- ابو جعفر عبداللہ بن نافع سے روایت ہے

۳۱۰۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

..... اور نافع حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ

بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تھے۔

الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ، قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ غَلَامَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ:

جَاءَ أَبُو مُوسَى إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَعُودُهُ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اور پھر حدیث شعبہ کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَاقَ مَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بواسطہ حضرت علی بنی رضی اللہ عنہ سے کئی ایک صحیح سندوں سے روایت کیا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسْنَدَ هَذَا عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ غَيْرِ وَجْهِ صَحِيحٍ.

باب: ۴- بار بار عیادت کرنا

(المعجم ۴) - باب في العيادة مراراً

(التحفة ۸)

۳۱۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے۔ ایک آدمی نے ان کے بازو کی رگ (رگ ہفت اندام) پر

۳۱۰۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أُصِيبَ

۳۱۰۰- تخریج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

۳۱۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم، ح: ۶۳، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد... الخ، ح: ۱۷۶۹ من حديث ابن نمير به مطولاً.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ فِي الْأَكْحَلِ، فَضْرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خِيَمَةً لِكُلِّ يَأْتَاكَ قَرِيبٌ مِنْ قَرِيبٍ.

☀️ فوائد و مسائل: ① مریض کے احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے عیادت کے لیے بار بار آنے والے اور اخلاق حسنہ کا حصہ ہے نہ کہ کوئی معیوب بات۔ بالخصوص مریض جب کوئی اہم آدمی ہو۔ ② ضرورت شرعی کے تحت مسجد (یا اس کے ساتھ ملحق حجروں) میں اقامت اختیار کر لینا کسی کو اقامت دینا جائز ہے۔

(المعجم ۵) - باب الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ
باب: ۵- کسی کی آنکھ خراب ہو جائے تو اس کی عیادت کے لیے جانا (التحفة ۹)

۳۱۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بَعَيْنِي.



☀️ فائدہ: عیادت کے لیے کوئی ضروری نہیں کہ مریض کسی شدید بیماری ہی میں مبتلا ہو تو اس کی عیادت کے لیے جایا جائے بلکہ کسی عام تکلیف میں بھی بیمار پرسی ہو تو بہت اچھی بات ہے۔

(المعجم ۶) - باب الْخُرُوجِ مِنَ الطَّاعُونِ (التحفة ۱۰)

۳۱۰۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانُ كَيْفَ وَه كَتَبَتْ

۳۱۰۲- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۳۷۵ عن حجاج بن محمد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۳۴۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * أبو إسحاق السبيعي صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ۵۳۲.

۳۱۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، الطب، باب ما يذكر في الطاعون، ح: ۵۷۲۹، ومسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، ح: ۲۲۱۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/۸۹۴-۸۹۶، وهذا مختصر منه.

۲۰- کتاب الجنائز

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون پھیل گیا ہے تو پھر وہاں مت جاؤ اور جب کہیں پھیل جائے اور تم وہاں ہو تو اس (طاعون) سے فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے مت نکلو۔“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ مَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا، فِرَارًا مِنْهُ» [قَالَ أَبُو دَاوُدَ]: [يَعْنِي الطَّاعُونَ].

☀ فائدہ: کسی کا بیمار ہو جانا پھر علاج معالجہ کرنے کے بعد اس کا شفا یاب ہونا یا نہ ہونا یہ سب اللہ عزوجل کی تقدیر سے ہوتا ہے تو باپھلنے کی صورت میں ہمیں یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ دوبارہ علاقے میں جانا نہ جائے اور وہاں کے مقیم لوگ وہاں سے (دبا کے ڈر سے) فرار اختیار نہ کریں بلکہ وہیں رہتے ہوئے علاج معالجہ اور حفاظتی تدابیر اختیار کریں تاہم کسی کو کوئی اہم شرعی ضرورت لاحق ہو تو بات اور ہے اس صورت میں اس کا جانا فرار میں نہیں آئے گا۔

باب: ۷- عیادت کے موقع پر مریض کے لیے شفا کی دعا کرنا

(المعجم ۷) - باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ
بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ (التحفة ۱۱)

۳۱۰۴- حضرت عائشہ دختر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ بیمار پرسی کے لیے میرے ہاں تشریف لائے آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا پھر میرے سینے اور پیٹ پر پھیرا اور فرمایا: ”اے اللہ! سعد کو شفا عنایت فرما اور اس کی ہجرت مکمل فرمادے۔“

۳۱۰۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: اشْتَكَيْتُ بِمَكَّةَ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُنِي وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي وَبَطْنِي، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اشْفِ سَعْدًا وَأَتِمِّمْ لَهُ هِجْرَتَهُ».

☀ فائدہ: عیادت میں چاہیے کہ مریض کی پوری طرح سے دلجوئی کی جائے اور بالخصوص اللہ تعالیٰ سے دعا ہو کہ اسے شفا ملے۔

۳۱۰۴- تخریج: أخرجه البخاري، المرضي، باب وضع اليد على المريض، ح: ۵۶۹۹ عن مكّي بن إبراهيم به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۰۵- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھوکے کو کھانا کھلاؤ“ مریض کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔“

۳۱۰۵- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِي».

سفیان نے وضاحت کی کہ [العانی] سے مراد قیدی ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ: وَالْعَانِي: الْأَسِيرُ.

باب: ۸- عیادت کے موقع پر بیمار کے لیے دعا

(المعجم ۸) - باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ
عِنْدَ الْعِيَادَةِ (التحفة ۱۲)

۳۱۰۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی ابھی اجل نہ آئی ہو تو سات بار اس کے پاس یہ دعا: [أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ] ”میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت اور بڑائی والا اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا عنایت فرمائے۔“ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت دے دے گا۔“

۳۱۰۶- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ، إِلَّا عَافَاهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ».

۳۱۰۷- حضرت (عبداللہ) بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کسی مریض کی

۳۱۰۷- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حُيَّيِّ بْنِ

۳۱۰۵- تخریج: أخرجه البخاري، الأظعمة، باب قول الله تعالى: ﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾، ح: ۵۳۷۳ عن محمد بن كثير العبدی به.

۳۱۰۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الطب، باب ما يقول عند عيادة المريض، ح: ۲۰۸۳ من حدیث شعبه به، وقال: "حسن غریب"، وصححه ابن حبان، ح: ۷۱۴، والحاكم: ۳۴۳/۱ و ۳۴۳/۴، ووافقه الذهبي * یزید أبو خالد صرح بالسماع، وتابعه عبد ربہ بن سعید وغیرہ.

۳۱۰۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۲/۲ من حدیث حبی بن عبد الله به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۱۵، والحاكم: ۵۴۹-۳۴۴/۱، ووافقه الذهبي.



موت کی تمنا کرنے کی کراہت کا بیان

عیادت کے لیے جائے تو چاہیے کہ یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْسِيْ لَكَ اِلَى جَنَازَةٍ [اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عنایت فرما، یہ تیری راہ میں کسی دشمن کو زخمی کرے گا یا تیری رضا کے لیے کسی جنازہ میں شریک ہوگا۔]

عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُبَلِيِّ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُوذُ مَرِيضًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْسِيْ لَكَ اِلَى جَنَازَةٍ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن السرح (احمد بن عمرو بن عبد اللہ) نے [الی جَنَازَةٍ کی بجائے] اِلَى صَلَاةٍ روایت کیا ہے۔ یعنی یہ بندہ نماز کیلئے جائے گا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ: اِلَى صَلَاةٍ.

☀ فائدہ: جہاد و قتال میں حصہ لینا مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا اور نماز کے لیے مسجد میں جانا انتہائی قربت کے اعمال ہیں۔

باب ۹- موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے

(المعجم ۹) - باب كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ (التحفة ۱۳)

۳۱۰۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی دکھ کے آنے پر کوئی شخص ہرگز موت کی دعا نہ کرے بلکہ چاہیے کہ یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اُخَيِّنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ“ [اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے خیر کا باعث ہو اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے وفات دے دے۔]

۳۱۰۸- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَدْعُوْنَ أَحَدُكُمْ بِالْمَوْتِ لِيُضْرَ نَزَلَ بِهِ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اُخَيِّنِيْ مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ».

۳۱۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ہرگز

۳۱۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ يَعْنِي الطَّبَّالِيْسِي: حَدَّثَنَا

۳۱۰۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ح: ۴۲۶۵ من حديث عبد الوارث بن سعيد، والبخاري، ح: ۶۳۵۱، ومسلم، ح: ۲۶۸۰ من حديث عبد العزيز بن صهيب به. ۳۱۰۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۱۰۶۰ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسند الطيالسي، ح: ۲۰۰۳ باختلاف يسير.

۲۰- کتاب الجنائز

طاعون سے فوت شدہ شخص کی فضیلت کا بیان

شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَوْتَ كِي تَمَنَّا نَهْ كَرَى -“ اور مذکورہ بالا روایت کے مثل النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ» فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

☀ فائدہ: عمومی حالات میں موت کی دعا کرنا جائز نہیں تاہم انسان جب عاجز آجائے، فرائض کی ادائیگی میں قاصر رہے اور اندیشہ ہو کہ کوئی دینی فتنہ نہ آ پڑے تو موت کی دعا کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت علی اور عمر بن عبدالعزیزؓ وغیرہ کے متعلق آتا ہے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي مَوْتِ
الْفُجَاءَةِ (التحفة ۱۴)

۳۱۱۰- حضرت عبید بن خالد سلمیؓ سے روایت

۳۱۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

ہے..... جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے..... انھوں (مسدود) نے ایک بار نبی ﷺ سے اور ایک بار عبید سے روایت کیا: ”اچانک موت ناراضی کی پکڑ ہے۔“

عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، أَوْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدِ السَّلْمِيِّ - رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ مَرَّةً: عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ مَرَّةً: عَنْ عُبَيْدِ قَالَ: «مَوْتُ الْفُجَاءَةِ أَخَذَةُ أَسْفَى».

☀ فوائد و مسائل: ① امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے شیخ مسدود نے اس روایت کو ایک مرتبہ مرفوع اور ایک مرتبہ موقوف بیان کیا ہے۔ ② یہ اچانک موت کافر کے لیے اللہ کی ناراضی کی پکڑ ہے کیونکہ ایک تو اس کی عمر اللہ کی نافرمانی میں گزری ہوتی ہے۔ دوسرے اچانک موت کی وجہ سے توبہ کا جو امکان ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے ورنہ انسان بیمار ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھتا ہے تو اس میں مرنے سے پہلے اصلاح اور توبہ کرنے کا موقع ہوتا ہے جو اچانک موت سے ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اللہ کے اطاعت گزار مومن بندے کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے وہ تو موت کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی اطاعت میں گزرا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی اچانک موت اللہ کی طرف سے ناراضی کا اظہار نہیں بلکہ اس کے رفع درجات کا باعث ہوگی اسی لیے امام بیہقی کی ”شعب الایمان“ میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے [أخذة الأسف للكافر ورحمة للمؤمن] (مشکوٰۃ الجنائز باب تمنی الموت و ذکرہ) ”اچانک موت کافر کے لیے ناراضی کی پکڑ ہے اور مومن کے لیے رحمت ہے۔“

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي فَضْلِ مَنْ
مَاتَ بِالطَّاعُونِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۱- اس شخص کی فضیلت جو طاعون سے مر جائے

۳۱۱۰- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۲۴/۳ عن يحيى القطان به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طاعون سے فوت شدہ شخص کی فضیلت کا بیان

۳۱۱۱- حضرت جابر بن عتیك رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو اسے بے ہوش پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ذرا زور سے بلایا مگر اس نے جواب نہ دیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھا اور فرمایا: ”اے ابوالریح! تیرے معاملے میں ہم مغلوب ہیں (اللہ کا فیصلہ اور اس کی تقدیر ہی غالب ہے۔)“ تو عورتیں چیخ پڑیں اور رونے لگیں۔ ابن عتیك انہیں خاموش کرانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں چھوڑ دو مگر جب معاملہ ثابت ہو جائے تو پھر کوئی ہرگز نہ روئے۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وجوب (معاملہ ثابت ہو جانے) سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”موت۔“ اس کی ایک بیٹی (عبد اللہ کے متعلق) کہنے لگی: مجھے تو امید تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا اور آپ نے اپنا سامانِ جہاد بھی تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عزوجل نے اس کا اجر اس کی نیت کے مطابق دے دیا ہے۔ اور تم لوگ شہادت کے سمجھتے ہو؟“ وہ کہنے لگے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں قتل کے علاوہ بھی شہادت کے سات اسباب ہیں: طاعون سے مرنے والا شہید ہے پانی میں ڈوب جانے والا شہید ہے ذات الحب سے مرجانے والا شہید ہے (ذات الحب ایک سخت قسم کی بیماری ہے جس میں پسلی کے اندر

۳۱۱۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ عَتِيكٍ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَتِيكٍ - وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَبُو أُمِّهِ - أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمَّهُ جَابِرَ بْنَ عَتِيكٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غَلِبَ، فَصَاحَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «غَلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ!» فَصَاحَ الشَّوْءُ وَبَكَيْنَا، فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيكٍ يُسَكِّتُهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعْنَهُنَّ فَإِذَا وَجِبَ فَلَا تَبْكِينَ بَاكِيَةً». قَالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «الْمَوْتُ». قَالَتْ ابْنَتُهُ: وَاللَّهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا فَإِنَّكَ قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جَهَازَكَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْفَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدَرِ نِيَّتِهِ، وَمَا تَعْدُونَ الشَّهَادَةَ؟» قَالُوا: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهَادَةُ سَبْعُ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرَقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرَبِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ

۳۱۱۱- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب ما يرجی فیہ الشہادۃ، ح: ۲۸۰۳ من حدیث عبد اللہ بن عبد اللہ، والنسائی، ح: ۱۸۴۷ من حدیث مالک بہ، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱/ ۲۳۳، ۲۳۴، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۱۶، والحاکم: ۱/ ۳۵۲، ۳۵۳، ووافقه الذہبی.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهِيدٌ».

قریب الموت انسان سے متعلق احکام و مسائل
ایک پھوڑا ہو جاتا ہے اکثر طور پر آدمی اس سے ہلاک
ہو جاتا ہے۔) پیٹ کی تکلیف سے مرجانے والا شہید
ہے آگ سے جل مرنے والا شہید ہے کسی مکان یا
دیوار کے نیچے آکر مرجانے والا شہید ہے اور وہ عورت
جو ولادت کی تکلیف (درِ زہ) میں وفات پا جائے
شہید ہے۔

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَمْعُ: أَنْ يَكُونَ وَلَدُهَا

مَعَهَا]۔ امام ابوداؤد نے کہا: [الْجَمْعُ] سے مراد یہ ہے کہ

☀ فائدہ: مومن کے لیے اللہ کی رحمتوں کا کوئی کنارہ نہیں۔ مندرجہ بالا کیفیتوں میں آنے والی موت شہادت
کی موت ہے بشرطیکہ مرنے والا بھی اس کیفیت پر راضی برضا ہو اور سب سے افضل شہید وہ ہے جو معرکہ
میں کام آجائے۔



(المعجم ۱۱، ۱۲) - باب الْمَرِيضِ

يُؤْخَذُ مِنْ أَطْفَالِهِ وَعَانِيَةِ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۲: ۱۱ - قریب الموت مریض کے

ناخن کاٹے جائیں اور زیر ناف کی صفائی

بھی کی جائے

۳۱۱۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں
نے کہا: بنو حارث بن عامر بن نوفل نے حضرت خبیث
رضی اللہ عنہ کو خرید لیا اور خبیث رضی اللہ عنہ وہ شخص تھے جنہوں نے
معرکہ بدر میں حارث بن عامر کا کام تمام کیا تھا۔ چنانچہ
خبیث رضی اللہ عنہ ان کے ہاں قیدی رہے حتیٰ کہ ان لوگوں نے
ان کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ (قتل کیے جانے
سے کچھ دن پہلے) انہوں نے حارث کی بیٹی سے استرا
طلب کیا تا کہ زیر ناف کی صفائی کر لیں تو وہ اس نے ان
کو دے دیا۔ پھر اس کا ایک چھوٹا بچہ گھسٹتے گھسٹتے ان کے

۳۱۱۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ
شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ
حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ابْتِغَاءَ بَنُو
الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ
خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ،
فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا
لِقَتْلِهِ، فَاسْتَعَارَ مِنْ ابْنَةِ الْحَارِثِ مُوسَى

۳۱۱۲ - تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب: ۱۰ بعد باب فضل من شهد بدراً، ح: ۳۹۸۹ عن موسى بن
إسماعيل به * حديث شبيب بن أبي حمزة عند البخاري، ح: ۳۰۴۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

قریب الموت انسان سے متعلق احکام و مسائل

پاس آگیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی تو جب اس نے اچانک دیکھا کہ بچہ اکیلا ہی ضییب کے پاس اس کی ران پر بیٹھا ہے اور استرا بھی ان کے ہاتھ میں ہے تو وہ یہ منظر دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی جسے ضییب رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا تو وہ بولے: کیا تم ڈرتی ہو کہ میں اسے قتل کر ڈالوں گا، نہیں نہیں میں یہ کام نہیں کروں گا۔

يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ، فَدَرَجَ بَنِي لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَتْهُ فَوَجَدَتْهُ مُخْلِيًا وَهُوَ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعَتْ فَرَزَعَةً عَرَفَهَا فِيهَا، فَقَالَ: أَتَحْشِينَ أَنْ أَقْتُلَهُ، مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ نے یہ قصہ بواسطہ زہری روایت کیا تو کہا: مجھے عبید اللہ بن عیاض نے بیان کیا کہ حارث کی بیٹی نے اسے بتایا کہ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ کیا کہ وہ ضییب رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالیں گے تو انہوں نے اس لڑکی سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف کی صفائی کر لیں تو وہ اس نے انہیں دے دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذِهِ الْقِصَّةَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ [أَجْمَعُوا] يَعْنِي لِقَاتِلِهِ، اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ.

فائدہ: مریض کو جب اندازہ ہو کہ اس کا وقت آخر آن پہنچا ہے تو چاہیے کہ وہ اپنی ظاہری طہارت اور صفائی کا اہتمام کر لے یعنی ناخن تراش لے، مونچھیں کاٹ لے، بغلوں اور زیر ناف کی صفائی کر لے تاکہ جب وہ اللہ کے حضور پیش ہو تو اس کا وجود بھی مسنون طہارت کا مظہر ہو، لیکن اگر کوئی قریب المرگ شخص بالوں وغیرہ کی صفائی نہ کر سکا ہو تو پھر اس کو اس کے حال میں ہی رہنے دیا جائے۔ کیونکہ بعد الموت اس طرح صفائی کا کوئی حکم کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ غالباً اسی لیے امام مالک وغیرہ نے اسے بدعات میں شمار کیا ہے۔ (المدونة الكبرى: ۲۵۶/۱ واحکام الحنائز للالبانی، ص: ۳۰۸)

باب: ۱۳۱۲- مستحب ہے کہ انسان موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے

(المعجم ۱۲، ۱۳) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ۱۷)

۳۱۱۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

۳۱۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى

۳۱۱۳- تخريج: أخرجه مسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى، عند الموت، ح: ۲۸۷۷

من حديث عيسى بن يونس به .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۰- کتاب الجنائز

قریب الموت انسان سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُهَيْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ، قَالَ: «لَا يَمُوتُ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللَّهِ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے اپنی وفات سے تین روز پہلے فرمایا تھا: ”تم میں سے کسی کی موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کے ساتھ عمدہ گمان رکھتا ہو۔“



فائدہ: عمدہ گمان ظاہر بات ہے وہی کر سکتا ہے جس نے مومنانہ اور صالحانہ زندگی گزاری ہو۔ ایک غیر مومنانہ اور غیر صالحانہ زندگی گزارنے والے کا حسن ظن ایسے ہی ہوگا جیسے خم حظل بوکر شیریں اور خوش ذائقہ پھلوں کی امید رکھنا۔ اس لیے مسئلہ تو یہی ہے کہ انسان کو اپنے اللہ کے ساتھ ہمیشہ عمدہ اور بہترین گمان رکھنا چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ ظاہری باطنی اور دنیا و آخرت کے تمام امور میں اچھا معاملہ فرمائے گا، مگر شرط ہے کہ بتقاضائے شریعت اس کی واقعی بنیاد بھی ہو یعنی ایمان و تقویٰ اور عمل صالح سے مزین ہو۔ اس سے اعراض کر کے یا عناد کا رویہ رکھ کر اللہ تعالیٰ پر تنائیں باندھنا سراسر دھوکہ ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ رب العلمین ہے اس کے اپنے فیصلے ہیں۔ قرآن و سنت سے ہٹ کر کسی کے متعلق حتمی طور پر کچھ کہنا روا نہیں ہے۔ بہر حال مومن کو ”امید اور خوف“ دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔ صحت و عافیت کے دنوں میں خوف کا پہلو کسی قدر غالب رہے تو اچھا ہے، لیکن بوقت رحلت امید کا پہلو غالب رکھنا چاہیے کہ وہ ”الرحمن الرحیم“ اپنے خاص فضل سے غنود ستر کا معاملہ فرمائے گا۔



(المعجم ۱۳، ۱۴) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ
باب: ۱۳، ۱۴- مستحب ہے کہ قریب الموت آدمی کے کپڑے پاک صاف کر دیے جائیں
(التحفة ۱۸)

۳۱۱۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جَدِيدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ

۳۱۱۴- حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوائے اور پہن لیے۔ پھر کہنے لگے: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ”میت کو انھی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں اسے موت آئے گی۔“

۳۱۱۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱/ ۳۴۰ من حديث سعيد بن الحكم بن أبي مريم به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۵۷۵، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

قرب الموت انسان سے متعلق احکام و مسائل

۲۰- کتاب الجنائز

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ يُنْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا».

☀ فائدہ: مومن کا امتیازی وصف ہے کہ وہ ہمیشہ پاک صاف رہتا ہے اور اللہ عزوجل بھی [مُتَطَهِّرِينَ] سے محبت رکھتا ہے۔ تو چاہیے کہ آخرت کے سفر میں جس میں کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونے والی ہے مسلمان کا جسم اور لباس خوب عمدہ اور پاک صاف ہو۔ خیال رہے کہ لوگ محشر میں ابتداءً بے لباس اٹھائے جائیں گے اور پھر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بعد ازاں محمد رسول اللہ ﷺ کو لباس دیا جائے گا اور ان کے بعد دیگر مومنین کو تو جس نے جس قسم کا لباس اختیار کیا ہوگا اسے اسی قسم کا لباس دیا جائے گا مگر ”لباس النگو“ ہی سب سے بڑھ کر ہے۔ اس کے بغیر ظاہری لباس لغو بے معنی ہیں اور عربی محاورہ میں [طاهر الثوب] ”پاک صاف کپڑوں والا“ ایسے آدمی کو کہا جاتا ہے جو اپنے اخلاق و کردار میں صاف ستھرا ہوا اور اس کے برعکس کو [دنس الثوب] ”میلے کچیلے کپڑوں والا“ سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اس کا اخلاق و کردار گندلا اور میلہ ہے۔

باب: ۱۴۱۳- میت کے پاس کس قسم کی گفتگو کی جائے

(المعجم ۱۴، ۱۵) - باب مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْكَلَامِ (التحفة ۱۹)

۳۱۱۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کسی قریب الموت آدمی کے پاس جاؤ تو اچھی بات بولو۔ بلاشبہ تم جو کچھ بولتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔“ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاعْقِبْنَا عُقْبَى صَالِحَةٍ] ”اے اللہ! اس کی بخشش فرما اور ہمیں اس کے بعد بہترین صالح بدل عنایت فرما۔“ کہتی ہیں: پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس (ابو سلمہ رضی اللہ عنہ) کے بدلے میں حضرت محمد ﷺ عنایت فرمادے۔

۳۱۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ»، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاعْقِبْنَا عُقْبَى صَالِحَةٍ» قَالَتْ: فَأَعْقِبَنِي اللَّهُ تَعَالَى بِهِ مُحَمَّدًا ﷺ.

☀ فائدہ: انسانوں کے معیار ان کے اپنے خیال میں خواہ کتنے ہی عمدہ اور بلند کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کے معیار کا انہیں اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جیسا شوہر کون ہو سکتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ

۳۱۱۵- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح: ۹۱۹ من حديث الأعمش به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

کی اطاعت میں مذکورہ دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کا حرم بنا کر ”ام المؤمنین“ کے شرف سے نوازا۔ اس لیے چاہیے کہ میت کے تمام وارث مذکورہ دعا پڑھیں اور اللہ عز و جل سے بہترین بدل کی امید رکھیں۔ بلکہ اگر یہ دعا [اللَّهُمَّ اغْفِرْنَا عَفْوَیْ صَلَاحَةِ] دوسری ضائع ہو جانے والی چیزوں کے موقع پر بھی پڑھ لی جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین بدل عنایت فرمائے گا۔

(المعجم ۱۵، ۱۶) - بَابُ: فِي التَّلْقِينِ
باب: ۱۲۱۵- قریب المرگ کو تلقین کرنے کا بیان (التحفة ۲۰)

۳۱۱۶- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِصْمَعِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

۳۱۱۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقُّنُوا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

۳۱۱۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی آخری بات [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

۳۱۱۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مرنے والوں کو کلمہ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کی تلقین کرو۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① ”تلقین“ کی مسنون صورت یہ ہے کہ مرنے والے کو کہا جائے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] پڑھ لو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیں (مسند احمد: ۳/۱۵۲) ۲۶۸۱۱۵۳ دوسری ایک صورت جو ہمارے ہاں مروج ہے کہ پاس بیٹھنے والے خود یہ کلمہ مناسب آواز سے پڑھتے ہیں تاکہ اسے یاد دہانی ہو جائے۔ حسب احوال اس کے اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ② حدیث میں مذکور شرف و فضیلت ان کلمہ گولوگوں کے لیے ہے جو عملاً اس کے تقاضے پورے کرتے اور شرک و بدعت سے باز اور بیزار

۳۱۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/۲۴۷ عن أبي عاصم الضحاك بن مخلد به، وصححه الحاكم: ۱/۳۵۱، ۵۰۰، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۷۱۹ وغيره.

۳۱۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتى: لا إله إلا الله، ح: ۹۱۶ من حديث بشر بن المفضل به.

قریب الموت انسان سے متعلق احکام و مسائل

۲۰- کتاب الجنائز

رہے ہوں۔ لیکن محض رسی و رواجی طور پر کلمے کا ورد کرتے رہنے والے اور عملاً شرک و بدعت کے مرتکب اگر مرتے وقت بھی اس انداز میں کلمہ پڑھیں تو..... واللہ اعلم... مفید نہیں۔ ہاں اگر اس عزم و نیت سے پڑھیں کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کلمہ کے تقاضے پورے کروں گا تو ان شاء اللہ ضرور مفید اور باعث بشارت ہے۔ فرمایا: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر: ۱۰) ”تمام تر پاکیزہ تھمرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلند کرتا ہے۔“

باب ۱۶: ۱۷- میت کی آنکھیں بند کر
دینی چاہئیں

(المعجم ۱۶، ۱۷) - باب تَغْمِيزِ
الْمَيِّتِ (التحفة ۲۱)

۳۱۱۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ (روح قبض ہونے کے بعد) ان کی نظر پھٹ گئی تھی تو آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔ پس ان کے گھر والے چیخ و پکار کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے لیے بددعا میں مت کرو بلکہ اچھے بول بولو کیونکہ جو تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔“ پھر آپ نے (بطور دعا) فرمایا: ”اے اللہ! ابوسلمہ کی بخشش فرما ہدایت یافتہ لوگوں کے ساتھ اس کے درجات بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو ہی اس کا خلیفہ بن۔ اور اے رب العلمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما اے اللہ! اس کی قبر کو فراخ اور روشن کر دے۔“

۳۱۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ دُوَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَعْمَضَهُ، فَصَيَّحَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ: «لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ»، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْعَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ، [يَا] رَبَّ الْعَالَمِينَ؛ اللَّهُمَّ! افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَتَوَزَّلْهُ فِيهِ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میت کی آنکھیں اس کی روح نکل جانے کے بعد بند کی جائیں۔ کہتے ہیں: میں نے محمد بن محمد بن نعمان المقرئ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابومیسرہ سے سنا جو کہ ایک عابد انسان تھے وہ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَغْمِيزُ الْمَيِّتِ بَعْدَ خُرُوجِ الرُّوحِ؛ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُحَمَّدٍ ابْنَ الثُّعْمَانِ الْمُقَرِّيَّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَيْسَرَةَ - رَجُلًا عَابِدًا - يَقُولُ: عَمَّصْتُ

۳۱۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في إغماض الميت والدعاء له، إذا حضر، ح: ۹۲۰ من حديث أبي إسحاق الفزاري به، أثر جعفر المعلم ضعيف * أبو ميسرة مجهول الحال (تقریب).

۲۰- کتاب الجنائز

مصیبت کے وقت درپیش معاملات سے متعلق احکام و مسائل
کہتے تھے: میں نے جعفر المعلوم کی حالت موت (نزع)
میں آنکھیں بند کر دیں..... اور یہ ایک عابد انسان
تھے..... تو میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ
سے کہہ رہے تھے: میری موت سے پہلے ہی تمہارا میری
آنکھیں بند کر دینا میرے لیے بہت بڑی بات تھی۔

جَعْفَرُ الْمُعْلَم - وَكَانَ رَجُلًا عَابِدًا - فِي
حَالَةِ الْمَوْتِ، فَرَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي لَيْلَةً مَاتَ
يَقُولُ: أَعْظَمَ مَا كَانَ عَلَيَّ تَغْمِيضُكَ لِي قَبْلَ
أَنْ أَمُوتَ.

☀ فائدہ: روح پرواز کر جانے کے بعد میت کے ساتھ پہلا کام یہی کرنا چاہیے کہ اس کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں
اس کے لیے اور اس کے اہل کے لیے دعا کی جائے اور اسے مکمل طور پر ڈھانپ دیا جائے۔

باب: ۱۷، ۱۸ - (المعجم ۱۷، ۱۸) - باب: ۱۷، ۱۸ - (کسی بھی مصیبت کے وقت) إِنْآ لِلّٰهِ
وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھنے کا بیان

(المعجم ۱۷، ۱۸) - باب: ۱۷، ۱۸ - (کسی بھی مصیبت کے وقت) إِنْآ لِلّٰهِ
وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھنے کا بیان

۳۱۱۹- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو
کوئی مصیبت آ پڑے تو چاہیے کہ یوں کہے: إِنْآ لِلّٰهِ وَ
إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ! عِنْدَكَ اُحْتَسِبُ
مُصِيبَتِيْ فَاجْرُنِيْ فِيْهَا“ وَ اُبْدِلْ لِيْ بِهَا خَيْرًا
مِنْهَا“ ”ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ
جانے والے ہیں۔ اے اللہ! اس مصیبت میں، میں تجھ
سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں، مجھے اس میں اجر
عنایت فرما اور اس (مفقود) کے بدلے مجھے اس سے
بڑھ کر بہتر بدل عنایت فرما۔“

۳۱۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَصَابَتْ
أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ: إِنْآ لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ! عِنْدَكَ اُحْتَسِبُ مُصِيبَتِيْ
فَاجْرُنِيْ فِيْهَا وَ اُبْدِلْ لِيْ بِهَا خَيْرًا مِنْهَا».



☀ فائدہ: کسی بھی قسم کے چھوٹے بڑے نقصان یا کسی عزیز کے فوت ہو جانے پر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اور امید
رکھنی چاہیے کہ اللہ عز و جل بہتر صورت میں اس کا بدل عنایت فرمائے گا۔

۳۱۱۹- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳۱۷/۶، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۹۱۰، وعمل اليوم والليلة،
ح: ۱۰۷۱ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ۱۷، ۱۶/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند
مسلم، ح: ۹۱۸ وغيره.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۰- کتاب الجنائز

مصیبت کے وقت درپیش معاملات سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۸، ۱۹) - **بَابُ: فِي الْمَيِّتِ** یُسَجِّی (التحفة ۲۳)
باب: ۱۹۱۸- میت کو ڈھانپ دینے کا بیان

۳۱۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَّى فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ.
۳۱۲۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کو (ان کی وفات پر) ایک منقش دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔

(المعجم ۱۹، ۲۰) - **بَابُ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَيِّتِ** (التحفة ۲۴)
باب: ۲۰۱۹- قریب المرگ کے پاس قرآن پڑھنے کا مسئلہ

۳۱۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ الْمَرْوَزِيُّ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ - وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقْرَأُوا ﴿يُس﴾ عَلَى مَوْتَاكُمْ». وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْعَلَاءِ.
۳۱۲۱- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مرنے والوں پر سورہ یس پڑھا کرو۔“ اور یہ لفظ ابن العلاء کے ہیں۔

🌞 **ملاحظہ:** حدیث ضعیف ہے۔ (مزید دیکھیے احکام الجنائز شیخ البانی رحمہ اللہ مسئلہ ۱۵) اس لیے قریب المرگ شخص پر سورہ یس پڑھنے کا رواج صحیح نہیں ہے۔ اس کی بجائے اس کے لیے یہ دعا کی جائے کہ یا اللہ اس کے لیے اس مرحلہ سخت کو آسان فرماوے۔

(المعجم ۲۰، ۲۱) - **بَابُ الْجُلُوسِ عِنْدَ الْمَيِّتِ** (التحفة ۲۵)
باب: ۲۱۲۰- مصیبت کے وقت (غم کے سبب سے) بیٹھنے کا بیان

۳۱۲۰- **تخریج:** أخرجه مسلم، الجنائز، باب تسجية الميت، ح: ۹۴۲ من حديث عبد الرزاق، والبخاري، اللباس، باب البرود والحبر والشملة، ح: ۵۸۱۴ من حديث الزهري به، وهو في مسند أحمد: ۱۵۳/۶.
۳۱۲۱- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيما يقال عند المريض إذا حضر، ح: ۱۴۴۸ من حديث عبدالله بن المبارك به * أبو عثمان مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان وأبوه لا يعرف، والحديث ضعفه الدارقطني، وله شاهد موقوف عند أحمد: ۱۰۵/۴، وسنده ضعيف.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مصیبت کے وقت درپیش معاملات سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : ۳۱۲۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرات زید بن حارثہ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما کی شہادتیں ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھ گئے۔ آپ کے چہرے پر غم کے اثرات نمایاں تھے۔ اور (راوی نے) قصہ بیان کیا۔

☀️ فائدہ: اہل میت اور ان کے اعزہ و احباب کو ایسے موقع پر بیٹھنا اور اکٹھے ہونا مباح و مستحب ہے لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ زمین ہی پر بیٹھا جائے بلکہ حسب احوال چٹائیوں چارپائیوں یا کرسیوں پر بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ تاہم تین دن تک اس طرح تعزیت کے لیے آنے جانے والوں کی خاطر بیٹھنے کو لازم سمجھنا غلط ہے کیونکہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ اسے ضروری سمجھا جائے۔ اسے زیادہ سے زیادہ ایک جائز رواج ہی کہا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ علاوہ ازیں ان ایام میں تعزیت کے لیے آنے والے اشخاص حاضرین سمیت پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو ضروری سمجھتا ہے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا یا اہل میت اس طریقے کو اختیار نہیں کرتے تو برا مانا جاتا ہے اور اس شخص کو یا اہل میت کو دعا کا منکر باور کرایا جاتا ہے حالانکہ مسئلہ دعا کی اہمیت و فضیلت کا نہیں ہے اس لیے کہ وہ تو مسلمہ ہے دعا کی اہمیت و فضیلت کا کوئی منکر نہیں۔ اصل مسئلہ مسنون طریقے سے دعا کرنے کا ہے۔ بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ایک رسم ہے اور اس میں اکثر کچھ پڑھا بھی نہیں جاتا یا صرف فاتحہ خوانی کر لی جاتی ہے حالانکہ سورۃ فاتحہ میں میت کے لیے مغفرت کی دعا کا کوئی پہلو ہی نہیں ہے۔ گویا یہ طریقہ ایک تو مسنون نہیں ہے صرف رسم ہے۔ دوسرے میت کے حق میں اس طرح مغفرت کی دعا بھی بالعموم نہیں ہوتی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے تو پھر تعزیت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ وہ طریقہ حسب ذیل ہے: اہل میت کے اہل خانہ کا اس طرح اہتمام کے ساتھ مسلسل چند دن بیٹھنا ہی ایسا عمل ہے جس کا ثبوت عہد رسالت و عہد صحابہ و تابعین میں ملنا نہایت مشکل ہے۔ اصل بات جنازے اور تدفین میں شریک ہو کر میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنا ہے۔ اس کے بعد اہل میت کے لیے خاص طور پر دریاں یا صافیں بچھا کر بیٹھنا محل نظر ہے تدفین کے بعد ان کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ اور اہل میت جب بھی اور جہاں بھی ملیں ان سے تعزیت کر لی جائے۔ تعزیت کن الفاظ میں اور کس طرح کی جائے؟ بہتر یہ ہے کہ اہل میت کو سب سے پہلے صبر و رضا کی تلقین کی جائے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھ کر سب کے لیے اسی انجام سے دوچار ہونے کو واضح کیا جائے۔ میت کے حق میں بغیر ہاتھ اٹھائے مغفرت کی دعا کی جائے اور اہل میت کے لیے صبر جمیل



۳۱۲۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح: ۱۳۰۵، ومسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح: ۹۳۵ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی۔ اور وہ دعائیں پڑھی جائیں جو اس موقع پر نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا بچہ عالم نزع میں تھا، انہوں نے نبی ﷺ کو بلانے کے لیے پیغام بھیجا، تو آپ نے انہیں صبر و احتساب کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: [إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَ كُلُّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى] (صحیح البخاری، الجنائز، باب: ۳۲، حدیث: ۱۲۸۴) ”بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا، اور اسی کا ہے جو اس نے دیا، اور ہر ایک کے لیے اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے۔“ جب حضرت ابوسلمہؓ فوت ہو گئے، تو نبی ﷺ ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور ان الفاظ میں دعا فرمائی: [اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِأَيِّ سَلَمَةٍ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَ اخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَائِبِينَ وَ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَ تَوَرَّكْهُ فِيهِ] (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۲۰) ”اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما، اس کے درجے مہدیین میں بلند فرما، اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں اس کے بعد تو ان کا جانشین بن اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما، اے رب العالمین! اس کی قبر میں کشادگی فرما اور اس کو اس کے لیے منور فرما دے۔“ جس کو یہ مسنون دعائیں اور الفاظ یاد نہ ہوں، تو وہ اپنی زبان میں ہاتھ اٹھائے بغیر میت کے لیے مغفرت کی اور اہل خانہ کے لیے صبر جمیل کی دعا کرے اور اس قسم کی باتیں کرے جس سے پسماندگان کو تسلی ملے اور ان کے دل و دماغ سے صدمے کے اثرات کم ہوں۔ اس موقع پر بھی چونکہ نبی ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت نہیں ہے، اس لیے اس رواج سے بچا جائے اور سنت کے مطابق ہاتھ اٹھائے بغیر دعا کی جائے۔

باب: ۲۲، ۲۱ - تعزیت کا بیان

(المعجم ۲۱، ۲۲) - باب التَّعْزِيَةِ

(التحفة ۲۶)

۳۱۲۳ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے، ہم بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے۔ جب آپ اپنے دروازے کے سامنے آئے تو روک گئے، ہم نے دیکھا کہ ایک خاتون آرہی ہے، میرا خیال ہے کہ آپ نے اسے پہچان لیا تھا۔ جب وہ جانے لگی تو معلوم

۳۱۲۳ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا لِمَفْضَلُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ الْمَعَاوِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَبَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ [بَوْمًا] يَعْنِي مَيْتًا، فَلَمَّا فَرَعْنَا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَانْصَرَفْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا حَادَى

۳۱۲۳ - تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب النعي، ح: ۱۸۸۱ من حديث ربعة بن سيف به، صححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۷۳، ۳۷۴، ووافقه الذهبي * ربعة بن سيف وثقه الجمهور، وهو حسن لحدیث.

کتاب الجنائز

تعزیت سے متعلق احکام و مسائل

ہوا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ! تم اپنے گھر سے کیوں نکلی ہو؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان گھر والوں کے پاس آئی تھی اور میں نے ان کی میت کے لیے دعا اور اس کے متعلق تعزیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور تو شاید ان کے ساتھ کدلی (مقابر کی طرف) بھی گئی ہوگی؟“ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! جب کہ میں نے آپ کو اس بارے میں فرماتے سنا ہے جو آپ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو ان کے ساتھ کدلی جاتی تو.....“ آپ نے بڑی سخت بات ذکر فرمائی۔

بَابُهُ وَقَفَ، فَإِذَا نَحْنُ بِأَمْرٍ مُّقْبِلَةٍ. قَالَ: أَظْنَتُهُ عَرَفَهَا، فَلَمَّا ذَهَبَتْ إِذَا هِيَ فَاطِمَةُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَخْرَجَكَ يَا فَاطِمَةُ مِنْ بَيْتِكَ؟» قَالَتْ أَتَيْتُ يَارَسُولَ اللَّهِ! أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ فَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ مَيِّتَهُمْ أَوْ عَزَيْتُهُمْ بِهِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَلَعَلَّكَ بَلَغَتْ مَعَهُمُ الْكُدَى؟» قَالَتْ: مَعَادُ اللَّهِ!! وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيهَا مَا تَذْكُرُ. قَالَ: «لَوْ بَلَغَتْ مَعَهُمُ الْكُدَى»، فَذَكَرَ تَشْدِيدًا فِي ذَلِكَ، فَسَأَلْتُ رَبِيعَةَ عَنِ الْكُدَى فَقَالَ: الْقُبُورُ فِيمَا أَحْسَبُ.



(مفضل کہتے ہیں کہ) میں نے ربیعہ سے کدلی کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اس جگہ قبریں ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔ لیکن علماء نے کہا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابتدائے اسلام میں لوگوں کو قبرستان جانے سے روک دیا گیا تھا۔ پھر جب نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تو پھر مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی قبرستان جانے کا جواز نکل آیا، کیونکہ اجازت کے الفاظ عام ہیں جن میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ البتہ اس کے عموم سے صرف وہ عورتیں خارج ہوں گی جو صبر و ضبط سے عاری اور غیر شرعی حرکتوں کی عادی ہوں۔ ایسی عورتوں کے لیے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

باب: ۲۲، ۲۳۔ صبر در حقیقت وہی ہے جو

(المعجم ۲۲، ۲۳) - باب الصَّبْرِ عِنْدَ

صدمہ آتے ہی کیا جائے

الْمُصِيبَةِ (التحفة ۲۷)

۳۱۲۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے

۳۱۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے بچے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُفَيْرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۳۱۲۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول الرجل للمرأة عند القبر: اصبري، ح: ۱۲۵۲، ومسلم،

الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، ح: ۹۲۶ من حديث شعبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۰- کتاب الجنائز

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا، فَقَالَ لَهَا: «اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي»، فَقَالَتْ: وَمَا ثَبَالِي أَنْتَ بِمُصِيبَتِي، فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَتْهُ، فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَائِبِنَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ أَغْرِفْكَ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى»، أَوْ «عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رونے پینے اور چیخنے چلانے کے بعد جب انسان ویسے ہی تھک ہار جاتا ہے تو اسے صبر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت آئے تو اس پر ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ کے علاوہ کچھ نہ کہا جائے اللہ کے فیصلے پر تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا جائے اور جزع فزع، نوحہ و ماتم اور اللہ کا شکوہ نہ کیا جائے۔ ② شدت جذبات اور آپ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے اس عورت سے رسول اللہ ﷺ کے حق میں جو تفسیر ہوئی، آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ ③ جو شخص اپنے نابالغ بچوں کی وفات پر صبر و رضا کا اظہار کرے، اسے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے قبل فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں پر اپنی رحمت کی برکت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، حدیث: ۱۲۳۸) اسی طرح ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں، اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۵۱) علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ آپ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے یعنی فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے تو ایک عورت نے کہا، اور دو بچوں کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کا بھی یہی حکم ہے۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۳۹)

(المعجم ۲۳، ۲۴) - بَابُ فِي الْبُكَاءِ

باب: ۲۳، ۲۴- میت پر رونا

عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۲۸)

۳۱۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْاطِبْسِيُّ: ۳۱۲۵- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

۳۱۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: "يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه"، ح: ۱۲۸۴، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ۹۲۳ من حديث عاصم الأحول به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰ - کتاب الجنائز

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا، جبکہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور غالباً ابی بنی اسلم بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میرا بیٹا یا بیٹی نزع کی کیفیت میں ہے تو آپ تشریف لے آئیں۔ آپ نے جواب میں سلام کہلوایا اور فرمایا: ”اے کہو کہ اللہ جو لے لے اور جو عنایت فرمادے سب اسی کا ہے اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔“ اس نے آپ ﷺ کو دوبارہ قسم دے کر بلوایا تو آپ تشریف لے گئے۔ پھر بچے کو رسول اللہ ﷺ کی گود میں دے دیا گیا جب کہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہ رحمت ہے اللہ جن کے متعلق چاہتا ہے ان کے دلوں میں اسے ڈال دیتا ہے اور اللہ اپنے انہی بندوں پر رحمت فرماتا ہے جو رحم دل ہوں۔“

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ وَسَعْدٌ وَأَحْسِبُ أَبِيَّ أَنَّ ابْنِي أَوْ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يَقْرِئُ السَّلَامَ فَقَالَ: «قُلْ: اللَّهُ مَا أَخَذَ وَمَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ» فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ، فَأَتَاهَا، فَوَضِعَ الصَّبِيَّ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَفْسُهُ تَقَعُّعٌ، فَقَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هَذَا؟ قَالَ: «إِنَّهَا رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ».



522

🌞 فوائد و مسائل: ① میت پر فرط غم سے آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا ایک فطری امر ہے۔ اس لیے یہ کوئی معیوب بات نہیں بلکہ یہ دل کی نرمی اور رحم دلی کی علامت ہوتی ہے۔ ② جس شخص کا دل سخت ہو، ایسے موقعوں پر فطری طور پر جو غم ہوتا ہے اس کا بھی جائز طور پر اظہار نہ ہو تو یہ سنگ دلی ہے جو ممدوح نہیں ہے۔ یہ کیفیت قابل علاج ہے۔ اور اس کا علاج ہے موت کو کثرت سے یاد کرنا، قبرستان کی زیارت اور یتیم کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا۔ ان اعمال کو بجالانے سے دل کی سختی نرمی سے بدل سکتی ہے۔ ③ کہیں قریب میں بھی کوئی پیغام لینا دینا ہو تو حسن ادب یہ ہے کہ پہلے سلام کہلایا جائے۔

۳۱۲۶ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ مَاتَ بِمَا كَانَتْ عَلَيْهِ»

۳۱۲۶ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی: ”میرے ہاں آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے والد کے

۳۱۲۶ - تخریج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال، وتواضعه، وفضل ذلك، ح: ۲۳۱۵ عن شيبان بن فروخ به، وأصله عند البخاري، ح: ۱۳۰۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

نوے سے متعلق احکام و مسائل

اللہ ﷻ: «وَلَدَ لِي اللَّيْلَةُ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي، إِبْرَاهِيمَ» فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

نام پر 'ابراہیم' رکھا ہے۔ اور حدیث بیان کی۔

قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ».

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں (عالم نزع میں) بے چین ہو رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں پھر آپ نے فرمایا: "آکھ روتی ہے، دل انتہائی غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس میں ہمارے رب کی رضا ہے۔ ابراہیم! تیرے فراق پر ہم غمگین ہیں۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صاحب اختیار نہ تھے بلکہ اللہ کی بارگاہ میں بالکل بے اختیار عاجز اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے والے بندے اور رسول تھے۔ آپ کا یہ اسوۂ حسنہ ہر مسلمان کے لیے قابل اتباع ہے۔ اس میں غم کا فطری اظہار بھی ہے اور یہ رب کے فیصلے پر تسلیم و رضا کا آئینہ دار بھی ہے۔

(المعجم ۲۴، ۲۵) - بَابُ فِي النُّوحِ
(التحفة ۲۹)

۳۱۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَانَا عَنِ الشَّيَاحَةِ.

۳۱۲۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۳۱۲۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ

۳۱۲۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور اسے سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

۳۱۲۷- تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب بئع النساء، ح: ۷۲۱۵ عن مسدد به مطولاً، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۳۲/۹۳۶ عن حفصة به.

۳۱۲۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۶۵ عن محمد بن ربيعة به * محمد بن الحسن بن عطية العوفي وأبوہ ضعيفان، وجده ضعيف مدلس، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي: ۶۳/۴ وغيره.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کتاب الجنائز

نوع سے متعلق احکام و مسائل

اللہ ﷻ النَّائِحَةُ وَالْمُسْتَمْعَةُ .

🌞 **فوائد و مسائل:** ① یہ روایت ضعیف ہے مگر دوسری صحیح احادیث کی روشنی میں مسئلہ اسی طرح ہے کہ نوحہ سننا بھی جائز نہیں۔ ② ”نوحہ“ سے مراد میت پر آواز اور پکار کے ساتھ رونا، یعنی چیخ دھاڑ مچانا، بین کرنا، بال نوچنا، سر میں خاک ڈالنا اور کپڑے پھاڑنا وغیرہ ہے۔ ہاں اس کے بغیر غم کے تاثر اور رحم دلی کی بنا پر آنسوؤں کا نکل آنا کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔ ③ نوحہ کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اسے سننا اور ایسی مجالس میں حاضر ہونا بھی ناجائز اور حرام ہے بالخصوص عشرہ محرم میں شیعوں کی طرف سے پیا کی جانے والی معروف مجلسوں میں جانا بھی ناجائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ: ۲/۵) ”گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مت کرو۔“

۳۱۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔“ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کی گئی تو انہوں نے کہا: (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھول گئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ) نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تھے تو فرمایا تھا: ”بے شک یہ قبر والا عذاب دیا جا رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رورہے ہیں۔“ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ ”کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔“ ہناد نے ابو معاویہ سے روایت کرتے ہوئے وضاحت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کی قبر کے پاس سے گزرے تھے۔

۳۱۲۹- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ الْمَعْنَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِكُأَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهَلْ تَعْنِي ابْنُ عُمَرَ، إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرِ فَقَالَ: «إِنَّ صَاحِبَ هَذَا لَيُعَذَّبُ وَأَهْلُهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ»، ثُمَّ قَرَأْتُ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ [فاطر: ۱۸] قَالَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ: عَلَى قَبْرِ يَهُودِيٍّ.



🌞 **فائدہ:** مرنے والا اگر کافر ہو یا بالفرض مسلمان بھی ہو مگر نوحہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو یا اس عمل پر راضی ہو تو اہل خانہ کے نوحہ کرنے سے اسے عذاب ہوگا۔ اس صورت میں اسے عذاب دیا جانا مذکورہ آیت کے خلاف نہیں البتہ اگر وہ اس عمل سے بیزار رہا ہو اور منع کر گیا ہو پھر پیچھے والے یہ غیر شرعی کام کریں تو وہ اس سے بری ہوگا لہذا

۳۱۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ۳۹۸۱، ۳۹۸۰ من حديث عبدة به، ورواه مسلم، ح: ۹۳۲، والبخاري، ح: ۳۹۷۹ من طريق آخر عن هشام به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کتاب الجنائز

نوحے سے متعلق احکام و مسائل

مومنوں کو چاہیے کہ اپنے وارثوں کو نوحہ یا بین کرنے سے سختی کے ساتھ منع کرتے رہا کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو اس آیت کے خلاف سمجھا اس لیے اس کی مذکورہ تاویل کی۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ مفہوم کے مطابق اس حدیث اور آیت میں کوئی تعالف نہیں ہے اس لیے یہ حدیث بھی اس طرح صحیح ہے جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بیان کیا ہے۔

۳۱۳۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ ثَقِيلٌ، فَذَهَبَتْ أَمْرَأَتُهُ لَتَبْكِي أَوْ تَهَمُّ بِهِ، فَقَالَ لَهَا أَبُو مُوسَى: أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَسَكَتَتْ، قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو مُوسَى قَالَ يَزِيدُ: لَقِيتُ الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ لَهَا: [مَا] قَوْلُ أَبِي مُوسَى لَكَ، أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سَكَتَتْ؟ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَمَنْ سَلَقَ وَمَنْ خَرَقَ».

۳۱۳۰- حضرت یزید بن اوس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا جب کہ وہ (بیماری کے باعث) بہت ہی تکلیف میں تھے تو ان کی بیوی رونے لگی یا اس کی تیاری کرنے لگی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا؟ کہنے لگی: ہاں میں نے سنا ہے۔ چنانچہ وہ خاموش ہو رہی۔ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو یزید کہتے ہیں کہ میں اس خاتون سے ملا اور اس سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی جو ابوموسیٰ نے آپ سے کہی تھی کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا اور پھر آپ خاموش ہو رہی تھیں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جو کوئی (مصیبت میں) بال مونڈے یا بین کرے (یا منہ پیٹے) یا کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

۳۱۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَامِلُ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى الرَّبَذَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۱۳۱- حضرت اسید بن ابی اسید ایک خاتون سے بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو عہد لیے

۳۱۳۰- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب شق الجيوب، ح: ۱۸۶۶، ۱۸۶۷ من حديث منصور* إبراهيم النخعي مدلس، ويزيد بن أوس مجهول الحال، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۱۲۹۶، ومسلم، ح: ۱۰۴ وغيرهما.

۳۱۳۱- تخریج: [إسناد حسن] أخرجه البيهقي: ۶۴/۴ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ۱۶۶۷.

۲۰- کتاب الجنائز

اہل میت سے متعلق احکام و مسائل

أَسِيدُ بْنُ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ: أَنْ لَا نَحْمِشَ وَجْهَهَا وَلَا نَدْعُو وَيْلًا، وَلَا نَشْقُ جَنِيًّا، وَلَا نَنْشُرَ شَعْرًا.

تھے کہ نیکی کے کاموں میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی..... اس میں یہ بھی تھا کہ چہرہ نہیں نوچیں گی، ہائے وائے نہیں کریں گی، کپڑے نہیں پھاڑیں گی اور بال نہیں نوچیں گی۔

باب: ۲۶۲۵- اہل میت کے لیے کھانا تیار کرنا

(المعجم ۲۵، ۲۶) - باب صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۳۰)

۳۱۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اصْنَعُوا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ آتَاهُمْ أَمْرٌ يَسْغُلُهُمْ».

۳۱۳۲- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو بلاشبہ انہیں ایک ایسا معاملہ درپیش ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔“ (ان کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تھی۔)



☀️ فائدہ: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل میت کے گھر میں تین دن تک کھانا پکانا جائز نہیں۔ لیکن نبی ﷺ کا یہ فرمان تو عین موقع کے وقت کے لیے تھا، اسے تین دن تک لبا کرنا شرعاً صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس سے اصل مقصود اہل میت سے اظہار ہمدردی تھا، محض کھانے پکانے کی ممانعت نہیں۔ اس لیے اس سے استدلال کر کے اہل میت کے گھر کھانا پکانے کو یکسر ممنوع قرار دینا بھی صحیح نہیں۔ البتہ ایک اور رواج جو عام ہو گیا ہے شرعاً محل نظر ہے اور وہ ہے جنازے میں شریک ہونے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو قریبی اعزہ جو دور دراز کے علاقوں (مختلف شہروں) سے آتے ہیں وہ فوراً واپس جا بھی نہیں سکتے اور میت سے خصوصی تعلق کی وجہ سے ان کا فوراً واپس چلے جانا مناسب بھی نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کے لوگ جو تعداد میں عام طور پر قریبی اعزہ سے زیادہ ہوتے ہیں جو دوست احباب اہل محلہ و اہل مسلک پر مشتمل ہوتے ہیں ان کی شرکت نماز جنازہ یا زیادہ سے زیادہ تدفین تک ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ اول الذکر قسم کے لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنا تو یقیناً جائز ہے کیونکہ وہ میت کے نہایت قریبی ہوتے ہیں اور ان کا قیام بھی اہل میت کے پاس ہی ہوتا ہے۔ لیکن ثانی الذکر

۳۱۳۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الطعام يصنع لأهل الميت، ح: ۹۹۸، وابن ماجه، ح: ۱۶۱۰ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ۳۷۲/۱، ووافقه الذهبي.

شہید کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

۲۰۔ کتاب الجنائز

لوگوں کے لیے بھی کھانا تیار کرنا اور ان کو دعوتوں کی طرح کھانا کھلانا یا انہیں کھانے پر مجبور کرنا یا دعوت عام کی منادی کرنا تکلیف ملا یطابق ہے جو شرعاً محل نظر ہے۔ یہ طریقہ اصحابِ ثروت نے شروع کیا ہے جن کے لیے چند دنگیں پکا لینا کوئی مشکل امر نہیں لیکن اس رواج نے کم وسائل والے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ بنا بریں اس موقع پر تمام شرکائے جنازہ کے لیے دعوت عام کا اہتمام کرنا قابل اصلاح ہے۔ کھانے کا یہ اہتمام صرف قریبی اعزہ کے لیے ہونا چاہیے۔ دوسرے لوگوں کے لیے اس کا اہتمام کیا جائے نہ دوسرے لوگ اس میں شریک ہی ہوں۔

(المعجم ۲۶، ۲۷) - **بَابُ فِي الشَّهِيدِ** باب: ۲۶، ۲۷ - شہید کو غسل دینے کا مسئلہ؟
يُغَسَّلُ؟ (التحفة ۳۱)

۳۱۳۳ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص کو اس کے سینے یا حلق میں ایک تیرا لگا اور وہ فوت ہو گیا تو اسے اسی طرح اس کے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا۔ کہتے ہیں: (اس واقعہ میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

۳۱۳۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ الْجُسَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِي صَدْرِهِ أَوْ فِي حَلْقِهِ فَمَاتَ فَأُدرِجَ فِي ثِيَابِهِ كَمَا هُوَ. قَالَ: وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۳۱۳۴ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا تھا: ”ان کے ہتھیار اور (چمڑے کی) پوتین اتار لیے جائیں اور انہیں ان کے خونوں اور کپڑوں ہی میں دفن کیا جائے۔“

۳۱۳۴ - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ وَعِيسَى ابْنُ يُونُسَ [الطَّرْطُوسِيُّ] قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَاصِمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُنَزَعَ عَنْهُمْ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَأَنْ يُدْفَنُوا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ.

[یہ الفاظ زیاد بن ایوب کے ہیں]

[وَهَذَا لَفْظُ زِيَادٍ].

۳۱۳۳ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۴/۲۴ من حديث أبي داود به، وأحمد: ۳۶۷/۳ من حديث إبراهيم بن طهمان به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۸۱۲ * أبو الزبير عن عن. ۳۱۳۴ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الشهداء ودفنهم، ح: ۱۵۱۵ من حديث علي بن عاصم به، وهو ممن تكلم فيه * وعطاء بن السائب اختلط.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

شہید کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۳۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شہدائے احد کو غسل نہیں دیا گیا، انہیں ان کے خونوں کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا اور جنازہ بھی نہیں پڑھا گیا۔

۳۱۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ شُهَدَاءَ أُحُدٍ لَمْ يُغَسَّلُوا وَدُفِنُوا بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ.

فوائد و مسائل: ① شہید معرکہ کے لیے یہی ہے کہ اسے اسی طرح بلا غسل خون میں لت پت اور انہیں کپڑوں میں دفن کر دیا جائے جن میں وہ شہید ہوا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ احادیث میں آیا ہے۔ ② مذکورہ احادیث ان لوگوں کی دلیلیں ہیں جو شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن بعض روایات سے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے اس مسئلے میں توحیح ہے اور دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ تاہم دلائل کی رو سے رائج مسلک پہلا ہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے کا صرف جواز ہی ہے۔ اس جواز کی بنیاد پر شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو اشتہار بازی اور پروپیگنڈے کا ذریعہ بنالینا کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے۔ اس طریقے سے تو اس کا جواز بھی محل نظر قرار پا جاتا ہے۔



۳۱۳۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب کہ ان کا منگھلہ کیا گیا تھا۔ (ان کی نعش سے ناک اور کان وغیرہ کاٹ لیے گئے تھے)۔ تو آپ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہو کہ (ان کی بہن) صفیہ (رضی اللہ عنہا) سے برداشت نہیں ہو سکے گا تو میں اسے (حضرت حمزہ کی نعش کو) ایسے ہی چھوڑ دوں حتیٰ کہ اسے درندے اور پرندے کھا جائیں اور پھر یہ ان کے پیٹوں ہی سے محشر میں آئیں۔“ اور

۳۱۳۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ، ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ يَعْنِي الْمَرْوَانِيَّ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْمَعْنَى: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى حَمْزَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَقَالَ: «لَوْ لَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةً فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَّةُ، حَتَّى يُحْشَرَ مِنْ بُطُونِهَا»، وَقَلَّتِ النَّيَابُ

۳۱۳۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱/ ۳۶۵، ۳۶۶ من حديث أسامة بن زيد، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، انظر، ح: ۳۱۳۸.

۳۱۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في قتلى أحد وذكر حمزة، ح: ۱۰۱۶. عن قتيبة بن سعيد، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ۳/ ۱۹۶، ووافقه الذهبي * الزهري عن.

۲۰ - کتاب الجنائز

شہید کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

وَكثُرَتِ الْقَتْلَى فَكَانَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ يُكْفَنُونَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ .
 (احد میں) کپڑے کم پڑ گئے اور مقتولین کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تو ایک ایک دو دو اور تین تین کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا۔

زَادَ قُتَيْبَةُ: ثُمَّ يُدْفَنُونَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ قُرْآنًا» فَيَقْدُمُهُ إِلَى الْقَبِيلَةِ .
 قتیبہ نے مزید کہا: اور ایک ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے متعلق دریافت فرماتے جاتے تھے کہ ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے؟ پھر اسے قبلہ کی جانب آگے کر دیتے تھے۔

☀ فائدہ: عالم دین اور حافظ قرآن موت کے بعد بھی دوسروں سے آگے ہوتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں آنے والی اذیت جس قدر بھی ہو اللہ کے ہاں رفیع درجات کا باعث ہوگی۔

۳۱۳۷ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِحِمْرَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ .
 ۳۱۳۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے (اور دیکھا کہ) ان کا مثلہ کیا گیا ہے تو آپ نے ان کے سوا کسی اور کا جنازہ نہیں پڑھا۔

☀ فائدہ: اس سے شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۱۳۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزَيْدُ ابْنِ خَالِدٍ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ وَيَقُولُ: «أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذَاً لِلْقُرْآنِ؟» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ،
 ۳۱۳۸ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو اکٹھا کرتے اور دریافت فرماتے: ”ان میں قرآن کسے زیادہ یاد ہے؟“ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لحد میں آگے رکھتے۔ اور آپ نے فرمایا: ”میں قیامت کے روز ان کے لیے گواہ ہوں گا۔“ آپ نے حکم دیا کہ انہیں ان کے خونوں ہی میں دفن کیا جائے

۳۱۳۷ - تخریج: [حسن] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ۵۰۲ من حديث عثمان بن عمر به، وللحديث شواهد عنده: ۱/ ۵۰۳ وعند غيره * أسامة هو ابن زيد الليثي، وشيخه صرح بالسماع عند الطحاوي في رواية أخرى .

۳۱۳۸ - تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلوة على الشهيد، ح: ۱۳۴۳ من حديث الليث بن سعد به .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

فَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»
وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ.

اور انہیں غسل نہیں دیا۔

۳۱۳۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بِهَذَا
الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ قَالَ: يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ
مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۳۱۳۹- حضرت لیث نے اس حدیث کو مذکورہ بالا
حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ آپ ﷺ نے
شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ایک کفن میں
اکٹھا کیا۔

(المعجم ۲۷، ۲۸) - بَابُ: فِي سَتْرِ
الْمَيِّتِ عِنْدَ غُسْلِهِ (التحفة ۳۲)

باب: ۲۸، ۲۷- میت کو غسل دیتے ہوئے
اس کے لیے پردہ کرنا

۳۱۴۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ:
حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرْتُ
عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
ضُمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُبْرِزْ
فَخْدَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخْذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

۳۱۴۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ
نے فرمایا: ”اپنی ران عریاں نہ کر اور نہ کبھی کسی زندہ یا
میت کی ران کو دیکھ۔“

۳۱۴۱- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ
ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ:
حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادٍ بْنِ عَبْدِ
اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ:
لَمَّا أَرَادُوا غُسْلَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: وَاللهِ؛ مَا

۳۱۴۱- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ صحابہ کرام نے جب نبی ﷺ کو غسل دینا چاہا تو
انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کہ آیا ہم
رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنی متیوں
کے اتار دیتے ہیں یا انہیں ان کے کپڑوں سمیت ہی

۳۱۳۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۳۱۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، ح: ۱۴۶۰ من
حديث ابن جريج به، وانظر، ح: ۴۰۱۵ * حبيب بن أبي ثابت عن عمن، بينه وبين عاصم عمرو بن خالد الواسطي وهو
متهم بالكذب، متروك.

۳۱۴۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل الرجل امرأته وغسل المرأة
زوجها، ح: ۱۴۶۴ من حديث محمد بن إسحاق به مختصرًا، وصححه البوصيري، وابن حبان،
ح: ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، وابن الجارود، ح: ۵۱۷، والحاكم على شرط مسلم: ۵۹/۳، ووافقه الذهبي، وحسنه ابن
الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۷۶۸، وصححه البيهقي في الدلائل: ۲۴۲/۷.

۲۰ - کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

غسل دیں۔ پس جب ان کا اس بارے میں اختلاف ہوا تو اللہ نے ان پر نیند طاری کر دی ان میں سے کوئی بھی نہ بچا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی۔ پھر گھر کی جانب سے ایک بات کرنے والے نے بات کی کسی کو خبر نہیں کہ وہ کون تھا کہ نبی ﷺ کو ان کے کپڑوں سمیت ہی غسل دو۔ چنانچہ وہ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قمیص سمیت غسل دیا۔ وہ قمیص کے اوپر ہی سے پانی ڈالتے جاتے تھے اور آپ کی قمیص ہی سے آپ کو ملتے جاتے تھے بغیر اس کے کہ آپ کے جسم کو ان کے ہاتھ لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں: اگر مجھے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا جس کا بعد میں ہوا ہے تو آپ کو آپ کی ازواج ہی غسل دیتیں۔

نَدْرِي أَنْجَرْدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرْدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَدَفَنَهُ فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ النَّبِيِّ لَا يَذُرُونَ مَنْ هُوَ: أَنْ اغْسِلُوا النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَقَامُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ يَصُبُّونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيَذُلُّكُونَهُ بِالْقَمِيصِ دُونَ أَيْدِيهِمْ، وَكَأَنْتَ عَائِشَةُ تَقُولُ: لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَهُ إِلَّا نِسَاؤُهُ.

فوائد و مسائل: ① میت کو غسل دیتے ہوئے بالکل عریاں کرنا جائز نہیں بلکہ ستر عورتہ (پردے والی چیزوں کو چھپانے) کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ ② شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو غسل دے تو جائز ہے۔ جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تھا۔

باب: ۲۸، ۲۹ - میت کو کیسے غسل دیا جائے؟

(المعجم ۲۸، ۲۹) - باب كَيْفَ غُسْلُ

الْمَيِّتِ (التحفة ۳۳)

۳۱۴۲ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کی صاحبزادی کی وفات ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اے تین یا پانچ بار غسل دو یا اس سے بھی زیادہ اگر ضرورت محسوس کرو ایسے پانی کے ساتھ جس میں پیری کے پتے ملے ہوں اور آخری بار میں کچھ کا فور بھی ملا لینا“

۳۱۴۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ الْمَعْنَى عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ»

۳۱۴۲ - تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسر، ح: ۱۶۵۳، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۹۳۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/ ۲۲۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

إِنْ رَأَيْتُمْ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي
الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا
فَرَعْتُمْ فَأَذْنِئِي، فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ،
فَاعْطَانَا حَقْوَهُ، فَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

اور جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔“
چنانچہ جب ہم فارغ ہو گئے تو آپ کو خبر دی تو آپ
نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا: ”اسے اس کے جسم کے
ساتھ لپیٹ دو۔“

قَالَ [أَبُو دَاوُدَ] عَنْ مَالِكٍ: تَغْنِي
إِزَارَهُ وَلَمْ يَقُلْ مُسَدَّدٌ: دَخَلَ عَلَيْنَا.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ سے
[حَقْو] کی بجائے [إِزَار] کا لفظ مروی ہے۔ (اور معنی
ایک ہی ہے یعنی تہبند) اور مسدد نے [دَخَلَ عَلَيْنَا]
کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① میت کو کم از کم تین بار غسل دینا مستحب ہے اور اگر ضرورت ہو تو پانچ بار یا اس سے زیادہ بھی
دیا جاسکتا ہے۔ ② غسل کے پانی میں بیری کے پتے ابال لیے جائیں تو بہتر ہے اور ایسے ہی آخری بار میں کچھ کافور
ملائینا بھی مستحب ہے۔ ③ کسی مسلمان کے مستعمل کپڑے کو بطور کفن استعمال کرنا جائز ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی
چادر بالخصوص تبرک بھی تاہم اس نیت سے کسی اور کا کپڑا استعمال نہ کیا جائے۔

۳۱۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَابُو
كَامِلٍ بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ
حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
سِيرِينَ، عَنْ حَفْصَةَ أُخْتِهِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ
قَالَتْ: مَشَطْنَاَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

۳۱۴۳- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم
نے (دختر رسول ﷺ کی چھینروں تکھن میں) ان کے بالوں
کی تین لٹیں بنائی تھیں۔

۳۱۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ
حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ:
وَصَفَرْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا
خَلْفَهَا مُقَدَّمِ رَأْسِهَا وَفَرَّقْنَاهَا.

۳۱۴۴- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم
نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بٹ دیں اور پھر ان لٹوں
کو ان (محترمہ) کے پیچھے ڈال دیا، یعنی سر کے آگے کے
بال اور دونوں اطراف والے۔

۳۱۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۹۳۹ من حديث يزيد بن زريع به.
۳۱۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب: يلقى شعر المرأة خلفها، ح: ۱۲۶۳، ومسلم، الجنائز، باب
في غسل الميت، ح: ۹۳۹ من حديث هشام بن حسان به.

۲۰ - کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۴۵ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی صاحبزادی کے غسل کے بارے میں فرمایا تھا: ”ان کی دائیں اطراف اور اعضائے وضو سے غسل شروع کریں۔“

۳۱۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ: «ابْدَأْنَ بِمَآئِمِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا».

۳۱۴۶ - محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی جو امام مالک رحمہ اللہ کی روایت کے ہم معنی ہے۔

۳۱۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

اور حدیث حفصہ (بنت سیرین) جو ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں بھی اسی کی مانند ہے، لیکن اس میں یہ اضافہ ہے: ”یا سات بار غسل دو یا اس سے زیادہ اگر ضرورت محسوس کرو۔“

زَادَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ يَتَخَوُّ هَذَا. وَزَادَتْ فِيهِ: «أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ».

۳۱۴۷ - جناب محمد بن سیرین رحمہ اللہ غسل میت کی روایت حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کرتے تھے۔ (یا غسل میت کا طریقہ انہوں نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سیکھا تھا) اور وہ میت کو دو بار پیری کے پانی سے نہلاتے اور تیسری بار کافور ملے پانی سے۔

۳۱۴۷ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْغُسْلَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، يَغْسِلُ بِالسُّنْدَرِ مَرَّتَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ بِالْمَاءِ وَالْكَافُورِ.

🌞 فائدہ: میت کو غسل دینے کا مسئلہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے لہذا علماء کو چاہیے کہ طلباء اور جوانوں کو اور گھروں میں عورتوں کو بھی سکھائیں اور میت کو غسل دینا کوئی حقیر کام نہیں بلکہ ایک مسلمان کی عظیم خدمت اور بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

۳۱۴۵ - تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن من الوضوء والغسل، ح: ۱۶۷، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۴۳/۹۳۹ من حديث إسماعيل ابن علية به.

۳۱۴۶ - تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۳۱۴۲.

۳۱۴۷ - تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۱۴۲، وأخرجه البيهقي: ۳۸۹/۳ من حديث أبي داود به * قتادة عن، وح: ۳۱۴۲ يغني عنه.

۳۱۴۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک روز خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اپنے ایک صحابی کا ذکر کیا جو فوت ہو گیا تھا اور اس کو معمولی کفن دیا گیا اور رات ہی میں دفن کر دیا گیا تو نبی ﷺ نے اس بات پر ڈانٹا کہ رات کے وقت کسی کو دفن نہ کیا جائے حتیٰ کہ آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھ لیں الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو عمدہ کفن دے۔“

۳۱۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِي كَفْنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَقَبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقَبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلَى ذَلِكَ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا كُفِّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ».

🌞 فائدہ: اس سے مراد مہنگا اور قیمتی کفن نہیں بلکہ سادہ صاف ستھرا اور مکمل کفن ہے۔ اس بیان میں یہ بھی ہے کہ کسی بھی مسلمان بھائی کو کفن دینا ایک مستحسن کام ہے۔

۳۱۴۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (پہلے) حَبْرَہ (منقش دھاری دار چادر کا) کفن پہنایا گیا تھا مگر اسے اتار لیا گیا۔

۳۱۴۹- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُذْرِجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ ثُمَّ أُخْرِعَ عَنْهُ.

۳۱۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”ہم میں

۳۱۵۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ

۳۱۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في تحسين كفن الميت، ح: ۹۴۳ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ۲۹۵/۳.

۳۱۴۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۲۴۸/۷ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۱۶۱/۶، وله شاهد عند مسلم، ح: ۹۴۱.

۳۱۵۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في السنن الكبرى: ۴۰۳/۳ من حديث أبي داود به، وحسنه الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ۱۰۸/۲، وللحديث شاهد عند أحمد: ۳۱۹/۳.

۲۰ - کتاب الجنائز

کفن سے متعلق احکام و مسائل

سے جب کوئی فوت ہو جائے اور اسے وسعت حاصل ہو تو چاہیے کہ اس کا کفن حبرہ (منقش دھاری دار چادر) کا ہو۔“

عَبْدُ الْكَرِيمِ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَقِيلٍ بْنُ مَعْقِلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبٍ يَعْنِي ابْنَ مُنْبِهٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تُوفِّيَ أَحَدُكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا فَلْيُكْفَنْ فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ».

۳۱۵۱ - ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یعنی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا ان میں قیص تھی نہ پگڑی۔

۳۱۵۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بِيضٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

۳۱۵۲ - ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے مثل روایت کیا اور مزید کہا کہ یہ کپڑے سوتی تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں کی یہ بات ذکر کی گئی کہ ”آپ ﷺ کو دو کپڑوں اور ایک منقش دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا تھا۔“ تو انہوں نے کہا: حطّ چادر لائی گئی تھی مگر انہوں نے اسے واپس کر دیا تھا اور اس میں کفن نہیں دیا تھا۔

۳۱۵۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ. زَادَ: مِنْ كُرْسُفٍ قَالَ: فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ قَوْلَهُمْ: «فِي ثَوْبَيْنِ وَبُرْدٍ حَبْرَةٍ» فَقَالَتْ: قَدْ أَتَيْتِ بِالْبُرْدِ، وَلَكِنَّهُمْ رَدُّوهُ وَلَمْ يُكْفَنُوهُ فِيهِ.

۳۱۵۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین نجرانی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

۳۱۵۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ

۳۱۵۱ - تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن بغير قميص، ح: ۱۲۷۲ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۹۴۱ من حديث هشام بن عروة به.

۳۱۵۲ - تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، ورواه مسلم من حديث حفص به.

۳۱۵۳ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۴۰۰ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۲۲۲/۱، وللحديث لون آخر عند ابن ماجه، ح: ۱۴۷۱ * يزيد بن أبي زياد ضعيف واختلط، وللحديث شواهد ضعيفة في التلخيص الحبير: ۱۰۸/۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

کفن سے متعلق احکام و مسائل

ایک حُلّہ جو دو کپڑوں پر مشتمل تھا اور ایک ان کی اپنی قمیص جس میں ان کی وفات ہوئی۔

إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي زَيْادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةٍ: الْحُلَّةُ ثَوْبَانِ، وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ایک سرخ حُلّہ اور ایک قمیص جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُثْمَانُ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ، حُلَّةٍ حُمْرَاءَ، وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

باب: ۳۰-۳۱- کفن مہنگا بنانا مکروہ ہے

(المعجم ۳۰-۳۱) - باب كَرَاهِيَةِ

الْمُعَالَاةِ فِي الْكَفْنِ (التحفة ۳۵)

۳۱۵۴- حضرت علی بن ابی طالب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کفن مہنگا نہیں ہونا چاہیے۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”کفن مہنگا مت بنایا کرو بلاشبہ یہ بہت جلد چھین لیا جاتا ہے۔“

۳۱۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُخَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ أَبُو مَالِكٍ الْجَنْبِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَغَالِي فِي كَفْنٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَغَالُوا فِي الْكَفْنِ فَإِنَّهُ يُسَلَبُ سَلْبًا سَرِيعًا».

🌞 فائدہ: روایت ضعیف ہے، بہر حال کفن مہنگا بنانا ناجائز ہی ہے نیز اس میں مال کا اسراف بھی ہے۔

۳۱۵۵- حضرت خباب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رحمہ اللہ احد کے روز شہید ہو گئے۔ ان کے پاس ایک ہی سفید و سیاہ دھاری دار اونی چادر تھی۔ ہم جب اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں

۳۱۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: مُضْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَمْرَةٌ،

۳۱۵۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۴۰۳ من حديث أبي داود به * عمرو بن هاشم لين الحديث، وإسماعيل بن أبي خالد نعنن، وفي السند انقطاع بين عامر الشعبي وعلي رضي الله عنه.

۳۱۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ۳۹۱۳ وح: ۶۴۳۲ عن محمد بن كثير العبدي، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۹۴۰ من حديث سفیان الثوري به.

۲۰- کتاب الجنائز

کفن سے متعلق احکام و مسائل

کُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، نَكَلْ آتِے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سرنگا ہو جاتا،
وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے ان کا سر ڈھانپ دو
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا اور قدموں پر تھوڑی سی اذخر (گھاس) ڈال دو۔“
عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الْإِذْخِرِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اصل یہی ہے کہ کفن میت کے اپنے مال میں سے ہو۔ ② کفن میں ایک چادر بھی کفایت کر جاتی ہے۔ ③ کفن کا کپڑا تنگ ہو تو سر ڈھانپ کر پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دی جائے۔ ④ ہمارے صحابہ کرام اور سلف صالحین کی زندگی انتہائی کفاف (گزارے) والی تھی کہ بعض کے لیے پورا کفن بھی میسر نہ ہوتا تھا!

۳۱۵۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین کفن حُلہ ہے
عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُسَيْبٍ (دو چادریں) اور بہترین قربانی مینڈھا ہے جو سیگنوں
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ والا ہو۔“
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ،
وَحَيْرُ الْأُصْحِيَّةِ: الْكَبَشُ الْأَقْرَنُ».

(المعجم ۳۱، ۳۲) - بَابُ: فِي كَفَنِ الْمَرْأَةِ (النخفة ۳۶)

۳۱۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حضرت لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ بیان کرتی
حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے حضرت
ابن إسحاق: حَدَّثَنِي نُوحُ بْنُ حَكِيمٍ ام کلثوم دختر رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات کے وقت
الثَّقَفِيُّ، وَكَانَ قَارِئًا لِلْقُرْآنِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ غسل دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں (ان کے کفن کے
بَنِي عَزْرَةَ بْنِ مَسْعُودٍ يُقَالُ لَهُ: دَاوُدُ، - قَدْ لیے) سب سے پہلے اپنا تہبند عنایت فرمایا، پھر قمیص، پھر
وَلَدَتْهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ زَوْجُ النَّبِيِّ اور ڈھنی پھر ایک چادر ان کو لپیٹنے کے لیے پھر ان

۳۱۵۶- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء فيما يستحب من الكفن، ح: ۱۴۷۳ من حديث

عبدالله بن وهب، وصححه الحاكم: ۲۲۸/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ۱۵۱۷.

۳۱۵۷- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/۴ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وهو في مسند أحمد: ۶/۲۸۰ * نوح بن حكيم وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال، وللحديث علة قاذحة عند الزيلعي في نصب الراية: ۲/۲۵۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

میت کو خوشبو لگانے وغیرہ سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ - أَنْ لَيْلَى بِنْتُ قَانِفٍ الثَّقَفِيَّةُ قَالَتْ: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَلَ أُمَّ كُلْثُومِ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا، فَكَانَ أَوَّلُ مَا أُعْطَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدَّرْعُ ثُمَّ الْخِمَارُ ثُمَّ الْمِلْحَقَةُ، ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدَ فِي الثَّوْبِ الْآخِرِ، قَالَتْ: وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفْنُهَا، يُنَاوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا.

(کپڑوں) کے بعد ان (دختر محترمہ) کو ایک دوسرے کپڑے میں لپیٹا گیا۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کفن لیے دروازے کے پاس تشریف فرما تھے اور ہمیں ایک ایک کپڑا دیتے جاتے تھے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے عورت کے لیے کفن میں مرد سے زیادہ کپڑے استعمال کرنے کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے لہذا مرد و عورت کفن کے کپڑوں میں برابر ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۲، ۳۳) - بَابُ: فِي الْمِسْكِ لِلْمَيِّتِ (التحفة ۳۷)

۳۱۵۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرِّثَّانِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَطِيبُ طَبِيعِكُمُ الْمِسْكَ».

۳۱۵۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری خوشبوؤں میں سے بہترین خوشبو کستوری ہے۔“

🌞 فائدہ: میت کو کوئی سی بھی عمدہ خوشبو لگانا مستحب ہے تاہم کستوری ہو تو بہتر ہے۔

(المعجم ۳۳، ۳۴) - بَابُ تَعَجِيلِ الْجَنَازَةِ وَكَرَاهِيَةِ حَبْسِهَا (التحفة ۳۸)

۳۱۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّوَاسِيُّ أَبُو سُفْيَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ابْنُ

باب: ۳۳، ۳۴- جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا مستحب اور اسے روکے رکھنا مکروہ ہے

۳۱۵۹- حصین بن روح سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ طلحہ کی

۳۱۵۸- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب المسك، ح: ۱۹۰۷ من حديث المستمر بن الريان به، وأصله عند مسلم، ح: ۱۹/۲۲۵۲.

۳۱۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۸/۴ من حديث عيسى بن يونس به * سعيد بن عثمان وثقه ابن حبان وحده، ابن سعيد الأنصاري وأبو لهجد من وثقهما.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰ - کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے والے سے متعلق احکام و مسائل

موت آگئی ہے۔ (جب ان کی وفات ہو جائے) تو مجھے اطلاع دینا اور جلدی کرنا مناسب نہیں کہ مسلمان کی میت اس کے گھر والوں کے پاس پڑی رہے۔“

يُؤْتَس - عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُثْمَانَ الْبَلَوِيِّ عَنْ
عَزْرَةَ - قَالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ: عُرْوَةُ بْنُ سَعِيدٍ
الْأَنْصَارِيُّ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْحَصَنِ بْنِ
وَحْوَاحٍ: أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرَضَ فَأَتَاهُ
النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَالَ: «إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ
إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ، فَأَذِنُونِي بِهِ
وَعَجِّلُوا، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ
تُخَسَّ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِهِ».

🌞 ملاحظہ: روایت ضعیف ہے مگر دوسری صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنازے کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہیے۔

539

باب: ۳۵، ۳۴ - میت کو نہلانے والے
کے لیے غسل کرنے کا مسئلہ

۳۱۶۰ - ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:
نبی ﷺ چار باتوں سے غسل کیا کرتے تھے: ① جنابت
سے ② جمعہ کے روز ③ سیگی لگوا کر ④ اور میت کو غسل
دے کر۔

(المعجم ۳۴، ۳۵) - بَابُ: فِي الْغُسْلِ
مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۳۹)

۳۱۶۰ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا:
حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ
الْعَنْزِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ
أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَمِنْ
الْحِجَامَةِ، وَغُسْلِ الْمَيِّتِ.

۳۱۶۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی میت کو نہلائے وہ غسل
کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔

۳۱۶۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي
ذُئْبٍ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ

۳۱۶۰ - تخريج: [حسن] تقدم، ح: ۳۴۸، ورواه ابن خزيمة، ح: ۲۵۶، من حديث محمد بن بشر به.

۳۱۶۱ - تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي ۳۰۳/۱ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري في التاريخ الكبير:
۳۵۶، ۳۵۵/۶، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

۲۰- کتاب الجنائز

عُمَيْرٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَسَلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

☀ فائدہ: یہ عمل مستحب محض ہے واجب نہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (احکام الجنائز و بدعھا للالبانی رحمہ اللہ مسئلہ: ۳۱)

۳۱۶۲- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۳۱۶۲- اسحق مولى زائده نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مَنْسُوخٌ، وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، وَسُئِلَ عَنِ الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ فَقَالَ: يُجْزِيهِ الْوُضُوءُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حکم منسوخ ہے میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا ان سے سوال کیا گیا کہ میت کو نہلانے سے غسل کرنا کیسے ہے؟ انہوں نے کہا: اس کے لیے وضو کافی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَدْخَلَ أَبُو صَالِحٍ بَيِّنَةً وَبَيَّنَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَعْني إِسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ قَالَ: وَحَدِيثُ مُضْعَبٍ ضَعِيفٌ فِيهِ خِصَالٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوصالح نے اس حدیث کی سند میں اپنے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ”اسحق مولى زائده“ کو بڑھا دیا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث مصعب بن شبیبہ (حدیث: ۳۱۶۰) ضعیف ہے۔ اس میں کئی باتیں ہیں جن پر عمل نہیں۔

(المعجم ۳۵، ۳۶) - بَابُ: فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۴۰)

۳۱۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۳۱۶۳- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

۳۱۶۲- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۹۹۳ وغيره، والحديث معمول به، والحمد لله.

۳۱۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في تقبيل الميت، ح: ۹۸۹، وابن ماجه، ح: ۱۴۵۶ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" * عاصم بن عبيد الله ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند البزار (كشف)، ح: ۸۰۶، وأبي نعيم في الحلية: ۱/۱۰۵، وغيرهما.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز میت کورات کے وقت دفن کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا شُعَيْبَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، هِمْ كَهْ مِمْ نَهْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَهْ دِيكْهَا كَهْ آفْ نَهْ
عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ حَضْرَتَ عَثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَهْ بَوْسَهْ دِيَا جَبْهَهْ وَهْ فَوْتْ هُوَ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقْبَلُ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ كَغَيَّ كَغَيَّ مِمْ نَهْ دِيكْهَا كَهْ آفْ نَهْ كَهْ آنَسُوْهْ بَهْ رَهْ تَهْ -
وَهُوَ مَيِّتٌ حَتَّى رَأَيْتُ الدَّمْعَ تَسِيلُ.

🌞 فائدہ: مسلمان کبھی بھی نجس نہیں ہوتا زندگی میں نہ موت کے بعد۔ اور اپنی محبوب میت کو بوسہ دینا کسی طرح معیوب نہیں ہے اور اس کے غم میں آنسوؤں کا نکل آنا ایک فطری بات ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۳۶، ۳۷) - بَابُ: فِي الدَّفْنِ باب: ۳۶، ۳۷ - رات کے وقت میت باللیل (التحفة ۴۱) کو دفن کرنا

۳۱۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنِ بَرِيْعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيْمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - أَوْ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ - قَالَ: رَأَى نَاسٌ نَارًا فِي الْمَقْبَرَةِ فَأَتَوْهَا فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «نَاوِلُونِي صَاحِبَكُمْ» فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ.

۳۱۶۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی وہاں گئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: ”اپنا صاحب مجھے پکڑاؤ۔“ پھر معلوم ہوا کہ یہ وہ آدمی تھا جو اللہ کے ذکر (تلاوت قرآن) کے ساتھ اپنی آواز بلند کیا کرتا تھا۔

🌞 فائدہ: حسب مصلحت رات کے وقت میت کو دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ گزشتہ حدیث (۳۱۶۸ وغیرہ) میں رات کے وقت دفن پر جو زجر ہے اس کی وجہ بھی وہیں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر نہیں دی گئی تھی اور آپ ﷺ کے جنازہ پڑھائے بغیر ہی اسے دفن کر دیا گیا تھا۔

(المعجم ۳۷، ۳۸) - بَابُ: فِي الْمَيِّتِ باب: ۳۸، ۳۷ - میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ناپسندیدہ ہے (التحفة ۴۲)

۳۱۶۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۵۳، ۳۱/۴ من حديث أبي نعيم به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۸۸۱، والحاكم على شرط مسلم: ۳۶۸/۱، ووافقه الذهبي * محمد بن مسلم الطائفي حسن الحديث، وثقه الجمهور.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

نماز جنازہ میں صف بندی سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۶۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم شہدائے احد کو دفن کرنے کے لیے اٹھالائے تو رسول اللہ ﷺ کا منادی آیا اور کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ان مقتولوں کو ان کے مقامات شہادت ہی پر دفن کرو چنانچہ ہم نے انہیں وہیں لوٹا دیا۔

۳۱۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلَى يَوْمَ أُحُدٍ لِنَدْفِنَهُمْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَدْفِنُوا الْقَتْلَى فِي مَضَاجِعِهِمْ، فَرَدَدْنَاهُمْ.

☀️ فائدہ: میت کو دفن کر دینے کے بعد بغیر کسی ہم مصلحت شرعی کے وہاں سے منتقل کرنا مکروہ ہے۔ (مسئلہ ایہی داؤد الجنائز، رقم: ۳۲۳۲) البتہ دفن سے پہلے منتقل کیا جاسکتا ہے اور بالخصوص شہداء کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوئی ہو۔ یہی افضل ہے۔

باب: ۳۹/۳۸۔ نماز جنازہ میں صف بندی کا بیان

(المعجم ۳۸، ۳۹) - بَابُ: فِي الصَّفِّ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ۴۳)

۳۱۶۶۔ حضرت مالک بن حمیرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پڑھیں تو اللہ اس کے لیے (جنت) لازم کر دیتا ہے۔“ بیان کیا کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ جب کسی جنازہ میں لوگوں کی تعداد کم پاتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

۳۱۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثِدِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةٌ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أُوجِبَ». قَالَ: فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقْلَّ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّاهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ لِلْحَدِيثِ.

☀️ فائدہ: اس حدیث سے امام شوکانی رحمہ اللہ وغیرہ نے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔

۳۱۶۵۔ تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الشهداء ودفنهم، ح: ۱۵۱۶ من حديث سفیان به، ورواه النسائي، ح: ۲۰۰۷، والترمذي، ح: ۱۷۱۷، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۵۳، وابن حبان، ح: ۷۷۴، ۷۷۵.

۳۱۶۶۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب: كيف الصلوة على الميت والشفاعة له، ح: ۱۰۲۸، وابن ماجه، ح: ۱۴۹۰ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه الحاكم: ۳۶۲/۱، ۳۶۳، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق عن، وللحديث علة أخرى قاذحة.

۲۰ - کتاب الجنائز

عورتوں کے جنازے کے ساتھ جانے سے متعلق احکام و مسائل

(بذل الاوطار: ۱۲/۴) لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے مالک بن ہبیرہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ میت کے جنازے میں شریک ہونے والوں کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نمازی صحیح معنوں میں مسلمان ہوں۔ محض نام کے رواجی مسلمان ہوں نہ شرک و بدعت کا ارتکاب کرنے والے ہوں۔

باب: ۳۹، ۴۰ - عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا

(المعجم ۳۹، ۴۰) - باب اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ (التحفة ۴۴)

۳۱۶۷ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے مگر ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

۳۱۶۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِنَا أَنْ نَتَّبِعَ الْجَنَازَةَ وَلَمْ يُعْزَمَ عَلَيْنَا.

فائدہ: بہتر یہی ہے کہ عورتیں جنازے کے ساتھ نہ جائیں، اگر جائیں تو آداب شرعیہ کا لحاظ رکھنا واجب ہے، یعنی بے حجابی نہ ہو، بے صبری نہ ہو اور رونا پیٹنا بھی نہ ہو۔

باب: ۴۰، ۴۱ - جنازہ پڑھنے اور میت کے ساتھ جانے کی فضیلت

(المعجم ۴۰، ۴۱) - باب فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَتَشْيِيعِهَا (التحفة ۴۵)

۳۱۶۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص جنازے کے ساتھ گیا اور پھر اس پر نماز پڑھی تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے، اور جو اس کے ساتھ گیا حتیٰ کہ (دفن سے) فراغت ہوگئی تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ ان دونوں قیراطوں میں سے چھوٹا اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا یا فرمایا کہ ان میں ایک قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہوگا۔

۳۱۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ قَالَ: «مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَضْعَفُ مِثْلُ أَحَدٍ أَوْ أَحَدُهُمَا مِثْلُ أَحَدٍ».

۳۱۶۷ - تخریج: أخرجه البخاري، الحيف، باب الطيب للمرأة عند غسلها من المحيض، ح: ۳۱۳ من حديث حماد بن زيد به مطولاً، ورواه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحدا في عدة الوفاة... الخ، ح: ۹۳۸ بعد، ح: ۱۴۹۱ من حديث أيوب السخيتاني رحمه الله.

۳۱۶۸ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي في مسنده، ح: ۱۰۲۷ عن سفيان بن عيينة به، ورواه مسلم، ح: ۴۵/۹۴۵ من حديث أبي صالح.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

میت کے ساتھ جانے اور جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: دنیا میں قیراط ایک معمولی وزن ہے یعنی ۲۱۲۵ یا ۲۳۷۵ گرام۔ مگر ایمان تقویٰ اور اپنے مسلمان بھائی کا حق ادا کرنے کی برکت سے اللہ عزوجل اس عمل کو پہاڑوں کے برابر کر دے گا اور ایسا ہو جانے کوئی محال نہیں ہے اور ہر صاحب ایمان کو ایسے اعمال خیر کا حریص ہونا چاہیے۔

۳۱۶۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُسَيْنٍ الْهَرَوِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُقْرِيءُ: حَدَّثَنَا حَبِوَةُ: حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ - وَهُوَ حَمِيدُ بْنُ زِيَادٍ - أَنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ حَدَّثَهُ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَامِرٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِذْ طَلَعَ خَبَابٌ صَاحِبُ الْمَقْصُورَةِ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ؛ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصَلَّى عَلَيْهَا»، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ، فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ.

۳۱۶۹- جناب داود بن عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے والد (عامر) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (عامر) حضرت عبداللہ بن عمر بن خطابؓ کے پاس تھے کہ جناب خباب صاحب مقصورہ تشریف لائے اور کہا: اے عبداللہ بن عمر! کیا آپ نے سنا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کیا کہتے ہیں؟ ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جو شخص جنازے والے گھر سے اس کے ساتھ نکلا اور اس پر نماز پڑھی.....“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ ابن عمرؓ نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے چچھوئی تو انہوں نے فرمایا: ابو ہریرہؓ نے سچ کہا ہے۔

🌞 فائدہ: شرعی مسائل کی معتبر ثقہ اور علمی شخصیات سے تصدیق و توثیق کر لینی چاہیے۔

۳۱۷۰- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ

۳۱۷۰- حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر چالیس آدمی کھڑے ہو کر جنازہ پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اس میت کے بارے میں ان کی سفارش قبول کر لی

۳۱۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب فضل الصلوة على الجنازة واتباعها، ح: ۹۴۵ من حديث أبي عبد الرحمن عبد الله بن يزيد المقرئ به.

۳۱۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب من صلى عليه أربعون شفيعوا به، ح: ۹۴۸ عن الوليد بن شجاع به مطولاً.

۲۰- کتاب الجنائز میت کے ساتھ آگ لے جانے سے متعلق احکام و مسائل

فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ.

🌟 فوائد و مسائل: ① جو لوگ اس بات کے متنبی ہوں کہ ان کی دعائیں قبول ہوا کریں اور بالخصوص اموات کے متعلق ان کی دعائیں منظور ہوں تو چاہیے کہ شرک سے دور رہیں اور ایمان و تقویٰ کے تقاضے پورے کرنے والے بنیں۔ ② جنازہ میں شرکت کے لیے موحدین (شرک و بدعت سے بے زار اور بری) حضرات کو بالخصوص اطلاع دی جائے تاکہ مرنے والے کو فی الواقع فائدہ پہنچے۔ شرک و مبتدع لاکھوں اکٹھے ہو جائیں تو کیا فائدہ؟ اور جنازہ میں موحدین کی تعداد جس قدر زیادہ ہو مستحب ہے۔

(المعجم ۴۱، ۴۲) - بَابُ فِي اتِّبَاعِ الْمَيِّتِ بِالنَّارِ (التحفة ۴۶)

باب: ۳۲۴۱- میت کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے

۳۱۷۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنِي بَابُ ابْنِ عُصْمٍ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُتَّبِعُ الْجَنَازَةَ بِصَوْتٍ وَلَا نَارٍ».

قال أبو داود: زاد هارون: «وَلَا يُمَشَّى بَيْنَ يَدَيْهَا». امام ابو داود نے فرمایا: (راوی حدیث) ہارون نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”آگ اس کے آگے آگے نہ لے جانی جائے۔“

🌟 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ میت کے ساتھ نوحہ کرنے والے نہیں ہونے چاہئیں۔ نوحہ ہر جگہ ہی حرام ہے۔ اور آج کل جو بدعت چلی ہے کہ میت کو اٹھاتے ہوئے کلمہ شہادت کلمہ شہادت پکارتے جاتے ہیں حدیث میں وارڈ ممنوع آواز میں شامل ہے سنن الکبریٰ بیہقی اور کتاب الزہد میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میت کو اٹھاتے ہوئے آواز بلند کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ۴۳/۳)

۳۱۷۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵۲۸/۲ عن عبد الصمد به • باب بن عمير وثقه ابن حبان وحده، ورجل من أهل المدينة وأبوه مجهولان.

۲۰۔ کتاب الجنائز

میت کے لیے کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

و کتاب الزهد لابن المبارك، ص: ۸۳ اور آگ لے جانا بھی جائز نہیں جیسے کہ عیسائیوں وغیرہ کے ہاں مشعلیں لے جانی جاتی ہیں۔ یا ہمارے ہاں لوگ قبروں پر اگر بتیاں لگاتے ہیں۔ البتہ رات کے وقت دفن کے لیے روشنی کا اہتمام کرنا شرعی ضرورت کے تحت جائز ہے۔

(المعجم ۴۲، ۴۳) - باب الْقِيَامِ
لِلْجَنَازَةِ (التحفة ۴۷)

باب: ۴۳، ۴۲ - میت کے لیے کھڑے ہونے کا مسئلہ

۳۱۷۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَبْلُغُهُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمْ جَنَازَةً فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلَّفَكُمْ أَوْ تُوَضَّعَ». اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ آگے گزر جائے یا اسے نیچے رکھ دیا جائے۔

🌞 فائدہ: لیکن دوسری روایات میں ہے کہ بعد میں نبی ﷺ نے کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ نے کھڑے ہونے کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اور بعض علماء نے دونوں ہی باتوں کا جواز تسلیم کیا ہے۔

۳۱۷۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَبِعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوا حَتَّى تُوَضَّعَ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو (سفیان) ثوری نے بواسطہ سہیل بن ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں کہا: ”حتیٰ کہ اسے زمین پر رکھ دیا جائے۔“ جبکہ ابومعاویہ نے سہیل سے روایت کرتے ہوئے کہا: ”حتیٰ فی اللحد“.

۳۱۷۲ - تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب القيام للجنائز، ح: ۱۳۰۷، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنائز، ح: ۹۵۸ من حديث سفیان بن عيينة به.

۳۱۷۳ - تخريج: [إسناده صحيح] * حديث سفیان الثوري رواه البيهقي: ۲۶ / ۴.

۲۰۔ کتاب الجنائز

میت کے لیے کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

کہ اسے لحد میں رکھ دیا جائے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سفیان (ثوری)
ابو معاویہ کی نسبت زیادہ حافظ تھے۔قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَفْيَانُ أَحْفَظُ مِنْ أَبِي
مُعَاوِيَةَ.

🌞 فائدہ: اس سے میت کے ساتھ جانے والوں کے لیے اس بات کا استحباب معلوم ہوتا ہے کہ جب تک میت کو رکھ
نہ دیا جائے بیٹھے سے گریز کیا جائے۔ لیکن بعد میں بیٹھنے کے حکم والی روایات سے بعض علماء کے نزدیک اس کا نسخ اور
بعض کے نزدیک دونوں باتوں کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۳۱۷۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم
نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ
گزرنا آپ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب
ہم نے اس کو کندھا دینا چاہا تو معلوم ہوا کہ یہ یہودی کا
جنازہ ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ
یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ موت ایک
المناک حادثہ ہے جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو اس کے
لیے کھڑے ہو جایا کرو۔“

۳۱۷۴۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ
الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ
مِقْسَمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ قَالَ: كُنَّا مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ إِذْ مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا: فَلَمَّا
ذَهَبْنَا لِنَحْمِلَ إِذَا هِيَ جَنَازَةٌ يَهُودِيٍّ،
فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا هِيَ جَنَازَةٌ
يَهُودِيٍّ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمْ
جَنَازَةً فَقُومُوا».

🌞 فائدہ: اس حدیث میں کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ لیکن اس کے بعد والی روایت میں صراحت ہے کہ بعد میں نبی
ﷺ بیٹھے لگ گئے تھے۔ اس لیے کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے یا پھر دونوں ہی باتیں جائز ہیں۔

۳۱۷۵۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ نبی ﷺ جنازوں کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے
تھے مگر بعد میں بیٹھے لگ گئے تھے۔

۳۱۷۵۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو
ابْنِ سَعْدٍ عَنْ مُعَاذِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ
جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ،

۳۱۷۴۔ تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ح: ۱۳۱۱، ومسلم، الجنائز، باب
القيام للجنازة، ح: ۹۶۰ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۳۱۷۵۔ تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ۹۶۲ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري
به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۳۲/۱.

۲۰- کتاب الجنائز

عن عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ.

جنازے میں سوار ہو کر جانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۷۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جنازے کے لیے کھڑے رہتے تھے حتیٰ کہ اسے لحد میں اتار دیا جاتا ایک یہودی عالم کا آپ کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے کہا: ہم بھی ایسے ہی کرتے ہیں۔ تو نبی ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔ ان کی مخالفت کرو۔“

۳۱۷۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بِهْرَامٍ الْمَدَائِنِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَسْبَاطِ الْحَارِثِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُومُ فِي الْجَنَازَةِ حَتَّى تُوَضَعَ فِي اللَّحْدِ، فَمَرَّ بِهِ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: هَكَذَا نَفْعَلُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «اجْلِسُوا، خَالِفُوهُمْ».

☀️ فائدہ: کفار کی مخالفت کرنے کا حکم ان کے دینی امور اور خاص قومی عادات میں ہے امور عامہ و عادیہ میں نہیں۔

(المعجم ۴۳، ۴۴) - باب الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ (التحفة ۴۸)

۳۱۷۷- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تھے تو آپ کو سواری پیش کی گئی مگر آپ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا پھر جب واپس ہوئے اور سواری پیش کی گئی تو آپ سوار ہو گئے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: ”تحقیق فرشتے چل رہے تھے تو مجھے لائق نہ تھا کہ وہ چل رہے

۳۱۷۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبُلْخِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ ثَوْبَانَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَتْهُ بِدَايَةٌ وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَ فَلَمَّا انْصَرَفَ

۳۱۷۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس قبل أن توضع، ح: ۱۰۲۰، وابن ماجه، ح: ۱۵۵۵ من حديث أبي الأسباط بشر بن رافع الحارثي به، وقال الترمذي: "غريب، وبشر بن رافع ليس بالقوي في الحديث" * عبدالله بن سليمان بن جنادة ضعيف، وأبوه منكر الحديث، فالسند ضعيف جدًا، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث مسلم، ح: ۹۶۲ يغني عنه.

۳۱۷۷- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲۳/۴ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳۵۵/۱، ووافقه الذهبي * يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

جنازے کے آگے آگے چلنے سے متعلق احکام ومسائل

أَتَيْ بِدَائِيَةِ فَرَكَبٍ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ هُوَ كَمَا»
وَهُمْ يَمْشُونَ فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ».

🌞 فائدہ: صاحب ایمان کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ فرشتے بھی اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں، نیز اصحاب فضل کا از حد ادب کرنا چاہیے جس کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی موجودگی میں سوار ہونا پسند نہ فرمایا۔ ویسے جنازے کے ساتھ سوار ہو کے جانا جائز ہے، مگر سوار پیچھے پیچھے رہے۔

۳۱۷۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ شُهَدَاءُ، ثُمَّ أَتَيْ بِفَرَسٍ فَعْقَلَ حَتَّى رَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَسْعَى حَوْلَهُ ﷺ.

۳۱۷۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن دحداح رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا اور ہم اس میں موجود تھے، پھر ایک گھوڑا لاکر باندھ دیا گیا حتیٰ کہ آپ اس پر سوار ہو گئے، پھر وہ آپ کے ساتھ درمیانی رفتار سے تیز تیز چلنے لگا اور ہم بھی آپ کے ساتھ ارد گرد میں تیز تیز چلنے لگے۔

(المعجم ۴۴، ۴۵) - باب الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ (التحفة ۴۹)

باب: ۴۴، ۴۵- جنازے کے آگے آگے چلنا

۳۱۷۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

۳۱۷۹- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ لوگ جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے۔

🌞 فائدہ: حسب احوال میت کے آگے آگے پیدل چلنا جائز ہے اس میں میت کی کوئی بے ادبی نہیں ہوتی۔

۳۱۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ركوب المصلي على الجنائز إذا انصرف، ح: ۹۶۵ من حديث شعبة به.

۳۱۷۹- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي أمام الجنائز، ح: ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، وابن ماجه، ح: ۱۴۸۲، والنسائي، ح: ۱۹۴۶ من حديث سفیان بن عیینة به، وصرح بالسمع، وتابعه منصور وبكر ابن وائل وغيرهما، والحديث أخرجه الترمذي، وقال النسائي: "هذا خطأ، والصواب مرسل" * الصواب أنه متصل أبضا، والزهرري صرح بالسمع، والحمد لله.

۲۰- کتاب الجنائز

۳۱۸۰- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: وَأَحْسِبُ أَنَّ أَهْلَ زِيَادٍ أَخْبَرُونِي أَنَّهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا وَأَمَامَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا وَالسَّقَطُ يُصَلِّي عَلَيْهِ وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ».

میت کو جلدی دفن کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۸۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”سوار آدمی جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل لوگ اس کے پیچھے آگے دائیں اور بائیں اس کے قریب قریب چلیں اور بچہ جو ناقص پیدا ہو اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔“



فوائد و مسائل: ① [السَّقَطُ] (سین پر تینوں حرکات کے ساتھ) اس سے مراد ناقص بچہ ہے۔ ② ناقص تمام پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بابت اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ بچہ اگر زندگی کی علامت کے ساتھ پیدا نہ ہو تو بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ یہی قول ابن سیرین اور ابن مسیب رحمہما کا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما کا قول ہے کہ اگر اس پر چار مہینے دس دن گزر چکے ہوں اور اس میں روح پھونک دی گئی ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب پیدا ہوا اور علامت زندگی موجود ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اتنا مزید کہا ہے کہ اگر زندگی کی علامت نہ ہو تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اس کے قائل امام ابو حنیفہ مالک و ازاعی اور شافعی رحمہم ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔



(المعجم ۴۵، ۴۶) - باب الإسراع
بِالْجَنَازَةِ (التحفة ۵۰)
باب: ۳۶۴۵- جنازہ جلدی لے جانے کا بیان

۳۱۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ

۳۱۸۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جنازہ جلدی لے جاؤ اگر

۳۱۸۰- تخريج: [مسندہ صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الأطفال، ح: ۱۰۳۱ من حديث زياد بن جبير به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۵۰۷، والنسائي، ح: ۱۹۵۰، وصححه ابن حبان، ح: ۷۶۹، والحاكم على شرط البخاري: ۱/ ۳۶۳، ووافقه الذهبي.

۳۱۸۱- تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنائز، ح: ۱۳۱۵، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنائز، ح: ۹۴۴ من حديث سفيان بن عيينة به.

۲۰- کتاب الجنائز

میت کو جلدی دفن کرنے سے متعلق احکام و مسائل

ابی ہریرۃؓ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكَ صَلَاحَةً فَخَيْرٌ تَقْدُمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكَ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

وہ نیک اور صالح ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف آگے لے جا رہے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو وہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار پھینک رہے ہو۔“

🌞 فائدہ: وفات ہو جانے کے بعد میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے، دور دراز کے اقارب و احباب کو جمع کرنا اور ان کی آمد کے انتظار میں تاخیر کرنا ایک غیر شرعی اور نامناسب عمل ہے۔

۳۱۸۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَكُنَّا نَمْشِي مَشْيًا خَفِيفًا فَلَحِقْنَا أَبُو بَكْرَةَ فَرَفَعَ سَوْطَهُ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَرْمُلُ رَمَلًا.

۳۱۸۲- حضرت عیینہ بن عبد الرحمن اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کے جنازے میں شریک تھے اور ہم میت کو اٹھائے آہستہ آہستہ چل رہے تھے، حضرت ابو بکرؓ ہمیں پیچھے سے آن ملے تو انہوں نے اپنا کوڑا بلند کیا اور کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور (میت کو اٹھا کر) درمیانی چال سے دوڑ رہے ہوتے تھے۔

🌞 فائدہ: اس واقعہ میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کا ذکر صحیح نہیں۔ صحیح ”عبد الرحمن بن سمرہ“ ہے جیسا کہ درج ذیل روایت میں ہے۔

۳۱۸۳- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ عُيَيْنَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَا:

۳۱۸۳- خالد بن حارث اور عیسیٰ بن یونس نے عیینہ بن عبد الرحمن سے یہ روایت نقل کی تو ان دونوں نے عبد الرحمن بن سمرہؓ کے جنازے کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ (ابو بکرؓ) اپنا چمچ دوڑا کر لائے اور اپنے کوڑے سے اشارہ کیا۔

۳۱۸۲- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب السرعة بالجنائز، ح: ۱۹۱۴ من حديث عيينة بن عبد الرحمن به، وصححه الحاكم: ۳۵۵/۱، ووافقه الذهبي * قوله عثمان بن أبي العاص وهم، والصواب في جنازة عبد الرحمن بن سمره، انظر الحديث الآتي.

۳۱۸۳- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب السرعة بالجنائز، ح: ۱۹۱۳ من حديث خالد ابن الحارث به، وانظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کے احکام و مسائل

فِي جَنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ:
فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ بَعْلَتُهُ وَأَهْوَى بِالسَّوْطِ.

۳۱۸۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو

عَوَانَةَ عَنْ يَحْيَى الْمُجَبَّرِ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ:

وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّيْمِيُّ - عَنْ أَبِي

مَاجِدَةَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْنَا نَبِيَّنَا

ﷺ عَنِ الْمَشِيِّ مَعَ الْجَنَازَةِ فَقَالَ: «مَا دُونَ

الْخَبَبِ، إِنْ يَكُنْ خَيْرًا تَعَجَّلَ إِلَيْهِ، وَإِنْ يَكُنْ

غَيْرَ ذَلِكَ فَبُعْدًا لِأَهْلِ النَّارِ، وَالْجَنَازَةُ

مَتَّبِعَةٌ وَلَا تَتَّبِعْ، لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ، هُوَ يَحْيَى

ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَهُوَ يَحْيَى الْجَابِرُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا كُوفِيٌّ، وَأَبُو مَاجِدَةَ

بَصْرِيٌّ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو مَاجِدَةَ هَذَا لَا يُعْرَفُ.

(المعجم ۴۶، ۴۷) - بَابُ الْإِمَامِ لَا

يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ (التحفة ۵۱)

☀ فائدہ: امام سے مراد علاقے کا امام اعظم ہے اور معاشرے کی محترم و معتبر شخصیات بھی اسی کے تابع ہیں۔

۳۱۸۵- حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنَا

۳۱۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي خلف الجنازة، ح: ۱۰۱۱

من حديث يحيى المجبر به، وقال: "غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۴۸۴ * يحيى بن عبدالله لين الحديث،

وأبو ماجدة مجهول.

۳۱۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلوة على القاتل نفسه، ح: ۹۷۸ من حديث زهير بن مخرصة.

۳۱۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

ہم نے اپنے نبی ﷺ سے پوچھا کہ جنازے کے ساتھ

چلنے کا کیا ادب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”درمیانی سی تیز

رفتار سے چلا جائے اگر وہ نیک ہے تو بھلائی کی طرف

جلدی لے جاتے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو

دوزخیوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جنازہ آگے آگے ہونا

چاہیے پیچھے نہیں ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کوئی اس کے

آگے چلے۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے

(یحییٰ المجبر) یہ یحییٰ بن عبداللہ ہے اور یہی یحییٰ الجابر ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کوئی ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوماجدہ بصری غیر

معروف راوی ہے۔

باب: ۴۶، ۴۷- امام خودکشی کرنے والے

کا جنازہ نہ پڑھائے

☀ فائدہ: امام سے مراد علاقے کا امام اعظم ہے اور معاشرے کی محترم و معتبر شخصیات بھی اسی کے تابع ہیں۔

۳۱۸۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۱۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي خلف الجنازة، ح: ۱۰۱۱

من حديث يحيى المجبر به، وقال: "غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۴۸۴ * يحيى بن عبدالله لين الحديث،

وأبو ماجدة مجهول.

۳۱۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلوة على القاتل نفسه، ح: ۹۷۸ من حديث زهير بن مخرصة.

۲۰- کتاب الجنائز

شرعی حد میں قتل کیے جانے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کے احکام و مسائل

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ: مَرِضَ رَجُلٌ فَصَبَّحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ جَارُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ مَاتَ، قَالَ: «وَمَا يُدْرِيكَ؟» قَالَ: أَنَا رَأَيْتُهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ»، قَالَ: فَزَجَعَ فَصَبَّحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ»، قَالَ: فَزَجَعَ فَصَبَّحَ عَلَيْهِ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: اللَّهُمَّ الْعَنَّهُ قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ الرَّجُلُ فَرَأَاهُ قَدْ نَحَرَ نَفْسَهُ بِمَشَقِّصٍ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، قَالَ: «وَمَا يُدْرِيكَ؟» قَالَ: رَأَيْتُهُ يَنْحَرُ نَفْسَهُ بِمَشَقِّصٍ مَعَهُ، قَالَ: «أَنْتَ رَأَيْتُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «إِذَا لَا أَصْلِي عَلَيْهِ».

کہ ایک شخص بیمار ہو گیا (اس کے گھر والے) اس پر رونے لگے۔ تو اس کا ہمسایہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ وہ آدمی فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا خبر؟“ اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ وہ نہیں مرا ہے۔“ تو وہ لوٹ گیا۔ گھر والے اس آدمی پر پھر رونے لگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ وہ مر گیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ نہیں مرا ہے“ تو وہ لوٹ گیا۔ تو لوگ اس پر پھر رونے لگے۔ اس کی بیوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں خبر کرو۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر۔ پھر وہ آدمی آیا اور دیکھا کہ اس نے اپنے آپ کو تیر (یا نیزے) کے پھل سے جو اس کے پاس تھا زنج کر لیا تھا۔ تو وہ نبی ﷺ کی طرف چلا اور آپ کو خبر دی کہ وہ مر گیا ہے۔ آپ نے کہا: ”تمہیں کیسے خبر ہوئی؟“ اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے کہ اس نے نیزے کے پھل کے ساتھ اپنے آپ کو زنج کر لیا ہے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تب میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔“

☀ فائدہ: خود کشی گویا اللہ کی تقدیر سے ناراضی کا اظہار ہے۔ اس لیے امام اعظم اور دیگر معتبر شخصیات اس کا جنازہ نہ پڑھیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور عام مسلمان پڑھیں۔

باب: ۴۷، ۴۸- جو شخص شرعی حد میں قتل کیا جائے اس کی نماز جنازہ

(المعجم ۴۷، ۴۸) - باب الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلْتَهُ الْحُدُودُ (التحفة ۵۲)

۳۱۸۶- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ

۳۱۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو

۳۱۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹/۴ من حديث أبي عوانة به * نفر البصريون كلهم ۴۴

۲۰- کتاب الجنائز

بچے کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ أَبِي بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يُصَلِّ عَلَى مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ وَلَمْ يَنْتَهَ عَنْ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی لیکن دوسروں کو روکا نہیں تھا۔

فوائد و مسائل: ① بعض روایات کی رو سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا جنازہ نہیں پڑھا مگر غامدیہ کا جنازہ پڑھا تھا۔ اور یہ دونوں ہی حدیثوں میں رحم کیے گئے تھے۔ ② اس قسم کے مسئلے میں امام حسب مصلحت کسی بھی صورت پر عمل کر سکتا ہے۔ جبکہ عام مسلمانوں کو ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے۔ قصہ ماعز کی روایات کی تفصیل کے لیے دیکھیں ارواء الغلیل ج: ۷ حدیث: ۲۳۲۲ جبکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھے جانے کی روایت کو رائج قرار دیتے ہیں۔ (نبیل الاوطار، باب: الصلاة على من قتل في حد)

(المعجم ۴۸، ۴۹) - بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ (التحفة ۵۳)

باب: ۳۸/۴۹- بچے کی نماز جنازہ



۳۱۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيَةِ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۳۱۸۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کے فرزند ابرہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی جب کہ ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

فوائد و مسائل: ① بچہ جب زندہ پیدا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا مسنون ہے۔ اسی طرح اس بچے کی بھی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے جس کی ولادت قبل از وقت ہو جائے۔ اس کے لیے یہ شرط بھی نہیں کہ وہ زندہ بطن مادر سے باہر آئے بلکہ مردہ بھی ساقط ہوگا تب بھی اس کی نماز پڑھنی صحیح ہوگی بشرطیکہ اس حمل پر چار مہینے گزر چکے ہوں۔ نماز جنازہ میں اس کے والدین کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے۔ جس حدیث میں بچے کی نماز جنازہ کے لیے استہلال (زندگی) کی شرط ہے وہ ضعیف ہے۔ (احکام الجنائز، للالبانی) تاہم یہ ضروری اور واجب نہیں۔ ایک مشروع امر

﴿مجهولون، وحديث عبدالرزاق: ۱۳۳۹، والبخاري: ۶۸۲۰ يغني عنه.

۳۱۸۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۶۷ عن يعقوب بن إبراهيم به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۰- کتاب الجنائز

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

ہے یعنی اگر کوئی نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ ② حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ شاید سورج گرہن کی نماز میں مشغولیت تھی یا ممکن ہے کہ اس فضیلت کی بنا پر جو انہیں رسول اللہ ﷺ کا فرزند ہونے کی نسبت سے حاصل تھی اس پر کفایت کی گئی۔ (خطابی)

۳۱۸۸ (أ) - حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ : ۳۱۸۸ - وائل بن داود نے کہا کہ میں نے بھی
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ سے سنا وہ کہتے تھے: جب نبی ﷺ کے فرزند حضرت
قال: سَمِعْتُ الْبَهِيِّ قَالَ: لَمَّا مَاتَ ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مقام
إِبْرَاهِيمَ ابْنِ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ مقاعد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔
الله ﷺ فِي الْمَقَاعِدِ .

۳۱۸۸ (ب) - قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ ابْنِ يَعْقُوبَ الطَّلَقَانِيَّ قِيلَ لَهُ حَدِّثْكُمْ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ الْقَمْعَاءِ عَنْ عَطَاءٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِينَ لَيْلَةً .
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سعید بن یعقوب طالقانی پر قراءت کی ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کو ابن مبارک عن یعقوب بن قمعاء بواسطہ عطاء نبی ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کا جنازہ پڑھا تھا جبکہ وہ ستر دنوں کا تھا۔

🌞 فائدہ: یہ روایات ضعیف ہیں۔ صحیح روایات اسی بات کی تائید کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے فرزند گرامی ابراہیم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (احکام الجنائز، للالبانی، رحمہ اللہ تعالیٰ)

(المعجم ۴۹، ۵۰) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۵۴)
باب: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

۳۱۸۹ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ : ۳۱۸۹ - ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَجَلَانَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ
ہے وہ کہتی ہیں: قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے بیٹے سہیل کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

۳۱۸۸ - (أ، ب) تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۹/۴ من حديث أبي داود به، والسند مرسل .

۳۱۸۹ - تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ، ح: ۱۵۱۸ من حديث فليح بن سليمان به، ورواه مسلم، ح: ۹۷۳ من حديث عباد بن عبد الله به .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۰- کتاب الجنائز

قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا صَلَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

۳۱۹۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى ابْنِي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ، سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ.

۳۱۹۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی تھی۔

☀️ فائدہ: مسجد میں نماز جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج کی بات نہیں اور اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو میت کو ناپاک خیال کرتے ہیں یا جو لایعنی اوہام کا شکار ہوتے ہیں کہ کہیں اس سے کوئی آلائش نہ نکل آئے۔ تاہم عیدہ گاہ میں پڑھنا افضل ہے۔



۳۱۹۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنِي صَالِحٌ مَوْلَى النَّوَّامَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّيَ عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ».

۳۱۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی میت کا جنازہ مسجد میں ادا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ”فلا شئ علیہ“ کے الفاظ کے بجائے ”فلا شئ علیہ“ کو صحیح قرار دیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے والے کو کچھ نہیں ملے گا اور اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ خاص اجراء سے نہیں ملے گا، صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا، مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل قرار پائے گا۔ واللہ اعلم۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ”الصحيحه“ ۴۶۲/۵ حدیث: ۲۳۵۱)

۳۱۹۰- أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوة على الجنازة في المسجد، ح: ۹۷۳ عن هارون بن عبد الله به.
۳۱۹۱- أخرجه [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الجنازة في المسجد، ح: ۱۵۱۷ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به * صالح حدث به قبل اختلاطه، وقوله: "فلا شيء عليه" الصواب: "فلا شيء له" يعني من الأجر الخاص كما فسرہ السندی.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۰- کتاب الجنائز

(المعجم ۵۰، ۵۱) - باب الدفن عند
طلوع الشمس وغروبها (التحفة ۵۵)

۳۱۹۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ قَالَ: ثَلَاثَ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِزَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضِيفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ، أَوْ كَمَا قَالَ.

(المعجم ۵۲) - باب: إِذَا حَضَرَ جَنَازُ رَجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدِّمُ (التحفة ۵۶)

۳۱۹۳- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمَارُ بْنُ مَوْلَى الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ: أَنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أُمِّ كَلْثُومٍ وَابْنَتِهَا فَجُعِلَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ، فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ، وَفِي الْقَوْمِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَأَبُو فَتَادَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالُوا: هَذِهِ السُّنَّةُ.

اوقات دفن اور مرد و عورت کے جنازے سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۵۱۵۰- سورج طلوع یا غروب
ہوتے وقت دفن کرنا

۳۱۹۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین اوقات کے متعلق رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرمایا کرتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا اپنی میتوں کو دفن کریں: جب سورج نکل رہا ہو حتیٰ کہ بلند ہو جائے، عین دوپہر (زوال) کے وقت حتیٰ کہ ڈھل جائے اور جب غروب ہونے کے قریب ہو حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔ راوی کہتا ہے کہ نبی ﷺ کے الفاظ اسی کے قریب تھے۔

باب: ۵۲- مردوں اور عورتوں کے جنازے
اکٹھے آجائیں تو کسے آگے کیا جائے؟

۳۱۹۳- حضرت عمار مولیٰ حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ وہ ام کلثوم (دختر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) زوجہ محترمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے (زید اکبر) کے جنازے میں حاضر تھے۔ پس (امیر مدینہ نے) بچے کو امام کی طرف رکھا تو میں نے اس کا انکار کیا، جماعت میں حضرات ابن عباس، ابوسعید خدری، ابوقحادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم موجود تھے تو انہوں نے کہا: یہی سنت ہے۔

🌞 فائدہ: معلوم ہوا کہ مرد کو امام کی طرف اور عورت کو اس کے بعد رکھا جائے۔ اور دوسری اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی

۳۱۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلوٰۃ فيها، ح: ۸۳۱ من حديث موسى بن عليّ به.

۳۱۹۳- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۴/ ۳۳ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ۱۹۷۹.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

امامت نماز جنازہ سے متعلق احکام ومسائل

کہ حضرات اہل بیتؑ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ کے آپس کے تعلقات انتہائی قربت اور اخوت کے تھے۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ان کے مابین عداوت و مخالفت باور کراتے ہیں۔

(المعجم ۵۱، ۵۳) - **باب: أَيْنَ يَقُومُ**

باب: ۵۱، ۵۳- جنازہ پڑھاتے ہوئے امام

الإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ

میت کے مقابل کہاں کھڑا ہو؟

(التحفة ۵۷)

۳۱۹۴- حضرت نافع ابو غالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں (بصرہ میں) برید محلہ کی ایک گلی میں تھا کہ ایک جنازہ گزرا اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ لوگوں نے کہا: یہ عبداللہ بن عمر کا جنازہ ہے تو میں بھی اس کے ساتھ بولیا۔ میں نے ایک آدمی دیکھا جو ایک باریک سی اونچی چادر اوڑھے ہوئے اپنے چھوٹے سے گھوڑے پر سوار تھا دھوپ سے بچاؤ کے لیے اس نے اپنے سر پر کپڑا رکھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ محترم بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ (صحابی رسول) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ جب میت کو رکھا گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کا جنازہ پڑھایا میں ان کے پیچھے تھا میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ آپ اس میت کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے اور چار تکبیریں کہیں۔ آپ نے نماز میں طوالت کی نہ جلدی۔ پھر بیٹھنے لگے تو لوگوں نے کہا: اے ابو حمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ ایک انصاری خاتون (کا جنازہ) ہے اور وہ اسے قریب لائے اور میت کے اوپر ہنر رنگ کا

۳۱۹۴- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ نَافِعِ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ فِي سِكَّةِ الْمَرْبِدِ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ وَمَعَهَا نَاسٌ كَثِيرٌ قَالُوا: جَنَازَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَتَبِعْتُهَا فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ عَلَيْهِ كِسَاءٌ رَفِيقٌ عَلَى بُرَيْذِيَّتِهِ وَعَلَى رَأْسِهِ خِرْقَةٌ تَقِيهِ مِنَ الشَّمْسِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا الدُّهْقَانُ قَالُوا: هَذَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ قَامَ أَنَسٌ فَصَلَّى عَلَيْهَا وَأَنَا خَلْفُهُ لَا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ لَمْ يُطِلْ وَلَمْ يُسِرْ ثُمَّ ذَهَبَ يَقْعُدُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمْزَةَ! الْمَرْأَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ، فَقَرَّبُوهَا وَعَلَيْهَا نَعْشٌ أَخْضَرُ، فَقَامَ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا نَحْوَ صَلَاتِهِ عَلَى الرَّجُلِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ كَصَلَاتِكَ، يُكَبِّرُ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَيَقُومُ



۳۱۹۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أين يقوم الإمام من الرجل والمرأة، ح: ۱۰۳۴ من حديث نافع أبي غالب به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۴۹۴ * وقول أبي غالب: 'فسألت عن صنع أنس ... الخ' ضعيف لجهالة الذين حدثوه.

عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ وَعَجِيزَةَ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ غَزَوْتُ مَعَهُ حَتَّى رَأَيْنَا خَيْلَنَا وَرَاءَ ظُهُورِنَا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يَحْمِلُ عَلَيْنَا فَيَقْتُلُنَا وَيَحْطِمُنَا، فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ وَجَعَلَ يُجَاءُ بِهِمْ فَيَبَايَعُونَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ عَلَيَّ نَذْرًا إِنْ جَاءَ اللَّهُ بِالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ مِنْذُ الْيَوْمِ يَحْطِمُنَا لِأَضْرَبَنَّ عُنُقَهُ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجِيءَ بِالرَّجُلِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَبْتُ إِلَى اللَّهِ، فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَبَايَعُهُ لِيَفِي الْآخَرُ بِنَذْرِهِ قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَتَصَدَّى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَأْمُرَهُ بِقَتْلِهِ وَجَعَلَ يَهَابُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقْتُلَهُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَا يَصْنَعُ شَيْئًا بَابِعَهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَذْرِي، قَالَ: «إِنِّي لَمْ أُمْسِكْ عَنْهُ مِنْذُ الْيَوْمِ إِلَّا لِتُوفِي بِنَذْرِكَ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أَوْمَضْتَ إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيِّ أَنْ يُؤْمِضَ».

پردہ تھا۔ (تا بوقت نماز کا وٹ جو عورت کی نعش پر رکھی جاتی ہے) تو آپ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے اور جنازہ پڑھایا جیسے کہ مرد کا پڑھایا تھا پھر آپ بیٹھ گئے۔ تو علاء بن زیاد نے پوچھا: اے ابو حمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی جنازہ پڑھایا کرتے تھے جیسے کہ آپ نے پڑھایا ہے کہ چار تکبیریں کہتے اور مرد کے لیے اس کے سر کے سامنے اور عورت کے لیے اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: اے ابو حمزہ! کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا کہ مشرکین نکلے اور ہم پر حملہ کر دیا حتیٰ کہ ہم نے اپنے گھوڑوں کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے دیکھا (ہم پسپا ہو گئے) اور ان مشرکین میں ایک آدمی تھا جو ہمیں کچلے جا رہا تھا اور اس نے ہمیں توڑ کے رکھ دیا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں پسپا کر دیا۔ اور پھر ان لوگوں کو لایا گیا اور وہ اسلام پر بیعت کرنے لگے۔ اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا تھا: مجھ پر یہ نذر ہے کہ اگر اللہ اس آدمی کو لے آیا جو آج ہمیں کچلتا رہا ہے تو میں بالضرور اس کی گردن اڑاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ (یہ سن کر) خاموش رہے اور اس آدمی کو لے آیا گیا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ اور پھر آپ رکے رہے اور اس سے بیعت نہیں لی تاکہ وہ صحابی اپنی نذر پوری کر لے۔ راوی کہتا ہے: اور وہ صحابی بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے

۲۰- کتاب الجنائز

امامت نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

آتا رہا تاکہ آپ ﷺ اسے اس شخص کو قتل کر دینے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ جبکہ وہ اپنے طور پر اس کو قتل کر دینے میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت میں تھا۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ وہ صحابی کچھ نہیں کر رہا ہے تو آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر اس صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نذر (کا کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: ”میں تو اسی لیے رکا رہا کہ تو اپنی نذر پوری کر لے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کر دیا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی نبی کو لائق نہیں کہ آنکھ سے اشارہ کرے۔“

ابو غالب کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے متعلق دریافت کیا جو وہ عورت کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ (پہلے) یہ اس لیے ہوتا تھا کہ میت پر تابوت نہیں رکھا جاتا تھا تو امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو جاتا تھا تاکہ اس کے لیے قوم سے پردہ بن جائے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ ”مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہہ دیں۔“ اس حدیث کی روشنی میں منسوخ ہے جس میں کہ قتل کی نذر پوری کر دینے کا بیان آیا ہے۔ حالانکہ اس شخص نے کہہ دیا تھا کہ ”میں توبہ کرتا ہوں۔“

قال أَبُو غَالِبٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ صَنِيعِ أَنَسٍ فِي قِيَامِهِ عَلَى الْمَرْأَةِ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا، فَحَدَّثُونِي أَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّهُ لَمْ تَكُنِ النُّعُوشُ فَكَانَ الْإِمَامُ يَقُومُ حِيَالَ عَجِيزَتِهَا يَسْتُرُهَا مِنَ الْقَوْمِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» نَسَخَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ الْوَفَاءَ بِالْتَّذْرِ فِي قَتْلِهِ بِقَوْلِهِ: إِنِّي قَدْ تَبْتُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے لیے اس کے سر یا سینے کے مقابل۔ ② آنکھ سے چھپا اشارہ کرنا شرعی اور اخلاقی اعتبار سے انتہائی معیوب عمل ہے۔ اسے ”خائن آنکھ“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (سنن ابی داؤد، الجہاد، حدیث: ۲۶۸۳) محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز۔ تکبیرات جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

⑤ امام ابو داود رحمہ اللہ کا ایک معروف حدیث کو منسوخ کہنا محل نظر ہے۔ ④ میت پر تابوت رکھنا کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔
⑤ بعض جنگی مجرمین کی توبہ اور ان کا اسلام قبول کرنا نہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی مصلحت پر موقوف تھا۔

۳۱۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمَعْلَمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمَرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسَطُهَا.

۳۱۹۵۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت کا جنازہ پڑھا جو کہ ایام نفاس میں فوت ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ اس کے درمیان کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔

🌞 فائدہ: مسلمان عورت اپنے ایام حیض اور نفاس کے دنوں میں فوت ہو تب بھی اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

(المعجم ۵۲، ۵۴) - باب التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ۵۸)

باب: ۵۲، ۵۴۔ جنازے کی تکبیرات کا بیان

۳۱۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرِ رَطْبٍ فَصَفَّوْا عَلَيْهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: الثَّقَفُ مَنْ شَهِدَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ.

۳۱۹۶۔ جناب شععی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک تازہ بنی ہوئی قبر کے پاس سے گزرے تو صحابہ نے اس پر صف بنائی (جنازہ پڑھا گیا) اور آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔ ابوالثقیل کہتے ہیں: میں نے شععی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کس نے بیان کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک ثقہ (قابل اعتماد) شخصیت نے جو اس جنازے میں حاضر تھی یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

۳۱۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ،

۳۱۹۷۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک جنازے پر آپ نے پانچ تکبیریں

۳۱۹۵۔ تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلوة على النفساء إذا ماتت في نفاسها، ح: ۱۳۳۱ عن مسدد، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلوة عليه، ح: ۹۶۴ من حديث حسين المعلم به.

۳۱۹۶۔ تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوة على القبر، ح: ۹۵۴ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الجنائز، باب الإذن بالجنائز، ح: ۱۲۴۷ من حديث أبي إسحاق به.

۳۱۹۷۔ تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوة على القبر، ح: ۹۵۷ عن محمد بن المثنى به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

نماز جنازہ کی قراءت سے متعلق احکام و مسائل

عن عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَرْقَمَ، يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا، وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا.

کہیں تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ یہ (پانچ تکبیریں بھی) کہا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ الْمُثَنَّى أَتَقَنُّ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن ثنی کی حدیث خوب یاد ہے۔

🌞 فائدہ: تکبیرات جنازہ تین سے لے کر نو تک مروی ہیں۔ مگر چار پر سلف اور خلف کا اجماع ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ دوسری کے بعد درود ابراہیمی، تیسری کے بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوتا ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ۵۳، ۵۵) - باب مَا يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ۵۹)

باب: ۵۳، ۵۵ - جنازے میں قراءت کا بیان

۳۱۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ: صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ: إِنَّهَا مِنَ السُّنَّةِ.

۳۱۹۸ - حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ پڑھا تو انہوں نے سورۃ فاتحہ کی قراءت کی اور کہا: یہ سنت ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابی کا یہ کہنا کہ ”یہ سنت ہے“ مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس کا کوئی تعلق صحابی کے قیاس یا اجتہاد سے نہیں ہوتا۔ ② پہلی تکبیر کے بعد قراءت فاتحہ ہونی چاہیے۔ ③ اس حدیث میں جنازہ جہری آواز سے پڑھنے کی بھی دلیل ہے۔

(المعجم ۵۴، ۵۶) - باب الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ (التحفة ۶۰)

باب: ۵۴، ۵۶ - میت کے لیے دعا کا بیان

۳۱۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى: أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، الْجَنَازُ، بِابِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ، ح: ۱۳۳۵ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْعَبْدِيِّ بِهِ.

۳۱۹۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۱۹۹ - تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلوة على الجنائز، ۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

میت کے لیے دعائے متعلق احکام ومسائل

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جب تم کسی میت کا جنازہ پڑھو تو اس کے لیے اخلاص سے دعا کیا کرو۔“

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ».

۳۲۰۰- حضرت مروان بن حکم نے حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنازہ پڑھتے ہوئے کیسے سنا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس سب کے باوجود جو تم نے کہا ہے؟ اس نے کہا: ہاں..... راوی نے وضاحت کی کہ ان دونوں کے مابین اس سے پہلے کوئی بات ہوئی تھی..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبُّهَا، وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جِئْنَا شَفَعَاءَ (لَهُ) فَأَغْفِرْ لَهُ] ”اے اللہ! تو اس میت کا رب ہے تو نے ہی اسے پیدا کیا ہے اور دین اسلام کی ہدایت دی ہے اور تو نے ہی اس کی روح قبض کی ہے اور تو اس کے باطن اور ظاہر سے بخوبی آگاہ ہے ہم اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں تو اسے معاف فرمادے۔“

۳۲۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَلَّاسِ عُقْبَةُ بْنُ سَيَّارٍ أَوْ سِنَانٌ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ شَمَّاحٍ قَالَ: شَهِدْتُ مَرْوَانَ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ؟ قَالَ: أَمَعَ الَّذِي قُلْتُ؟ قَالَ: نَعَمْ - قَالَ: كَلَامٌ كَانَ بَيْنَهُمَا قَبْلَ ذَلِكَ - قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جِئْنَا شَفَعَاءَ (لَهُ) فَأَغْفِرْ لَهُ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ نے سند کے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْطَأَ شُعْبَةُ فِي اسْمِ

۱۴۹۷: ح ۷۵۵، ۷۵۴ * ابن إسحاق صرح بالسماع. ۳۲۰۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۶۳/۲، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۱۰۷۸ من حديث عبد الوارث به * علي بن شماخ ذكره ابن حبان في الثقات، وبعثه سعيد بن العاص إلى المدينة، وحسن له الحافظ في الفتحاح الربانية: ۱۷۶/۵.

۲۰- کتاب الجنائز

میت کے لیے دعائے متعلق احکام و مسائل

عَلِيِّ بْنِ شِمَاحٍ قَالَ فِيهِ: عُثْمَانُ بْنُ شِمَاسٍ. ایک راوی علی بن شامخ کے نام میں غلطی کرتے ہوئے اسے عثمان بن شماس کہہ دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْمُؤَصِّلِيَّ يُحَدِّثُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ قَالَ: مَا أَعْلَمُ أَنِّي جَلَسْتُ مِنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ مَجْلِسًا إِلَّا نَهَى فِيهِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ وَجَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ. امام ابو داؤد نے کہا: میں نے احمد بن ابراہیم موصلی سے سنا جو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ میں جب بھی حماد بن زید کی مجلس میں بیٹھا تو وہ عبد الوارث اور جعفر بن سلیمان سے روایت لینے سے منع کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: یہ روایت حسن درجے کی ہے اس لیے جنازے کی دیگر دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

۳۲۰۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأَنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اللَّهُمَّ! مَنْ أَحْيَيْنَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْنَاهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، اللَّهُمَّ! لَا تُحَرِّمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ» [اے اللہ! ہمارے زندوں اور مرنے والوں کو بخش دے اور چھوٹوں کو اور بڑوں کو مردوں کو اور عورتوں کو حاضر موجود لوگوں کو اور جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسے ایمان کے ساتھ زندہ رکھ اور جسے تو موت دے اسے اسلام پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں اس مرنے والے کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دیتا۔]

۳۲۰۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما يقول في الصلوة على الميت، ح: ۱۰۲۴ من حديث الأوزاعي به، وذكر كلاماً، وصححه ابن حبان، ح: ۷۵۷، والحاكم ۳۵۸/۱، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع.

۲۰- کتاب الجنائز

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دعائے گریہ کر لینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جنازہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے

پڑھا تھا۔

۳۲۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: وَ
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا
الْوَلِيدُ، وَحَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَّ قَالَ:
حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ
مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ
قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَمَسِغَتْهُ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنَّ
فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ».
قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: «فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلٍ
جَوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ،
وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ فَاعْفِرْ لَهُ
وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ». قَالَ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ: عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ.

۳۲۰۲- حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مسلمان کی نماز جنازہ
پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: «اللَّهُمَّ! إِنَّ
فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ» جبکہ
عبدالرحمن بن ابراہیم نے یوں کہا: «فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلٍ
جَوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ
أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ
أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ» اے اللہ! فلاں بن فلاں
تیرے ذمے (کفالت) میں ہے اور تیری ہمسائیگی اور
امان میں آ گیا ہے۔ سو تو اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے
عذاب سے محفوظ فرما دے تو اپنے وعدے وفا کرنے والا
اور حق والا ہے۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم
فرما بلاشبہ تو بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“
عبدالرحمن نے سند بیان کرتے ہوئے (حَدَّثَنَا کے
بجائے) [عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ] کہا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ جنازے میں دعا بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔ ② اس دعا میں میت
اور اس کے والد کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔ ③ چاہیے کہ جنازے کی مختلف دعائیں یاد کی جائیں اور بچوں کو یاد کرائی
جائیں تاکہ میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرنے کا حق ادا ہو سکے۔ ④ یہ دعائیں اس وقت مقبول ہوتی ہیں
جب میت خود اور اس کا جنازہ پڑھنے والے کا حق مسلم ہوں۔

باب: ۵۵-۵۷- قبر پر جنازہ پڑھنا

(المعجم ۵۵، ۵۷) - باب الصَّلَاةِ عَلَى

الْقَبْرِ (التحفة ۶۱)

۳۲۰۲- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلوة على الجنازة، ح: ۱۴۹۹
عن عبدالرحمن بن إبراهيم به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۵۸ * الوليد بن مسلم صرح بالسماع المسلسل، انظر
الأوسط لابن المنذر: ۵/ ۴۴۱، ح: ۳۱۷۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۲۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت یا مرد مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا تو نبی ﷺ نے اسے غائب پایا اور اس کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟“ پھر فرمایا: ”مجھے اس کی قبر بتاؤ۔“ صحابہ نے اس کی نشاندہی کی تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

۳۲۰۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ أَوْ رَجُلًا كَانَ يَقُمُ الْمَسْجِدَ، فَقَدَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقِيلَ مَاتَ، فَقَالَ: «أَلَا أَذْنُومُنِي بِهِ»، قَالَ: «ذُلُونِي عَلَى قَبْرِهِ»، فَذُلُّوهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے ② رسول اللہ ﷺ ضعیف مسلمانوں کا بھی خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ③ مسجد کی صفائی سھرائی بہت ہی اجر و ثواب کا کام ہے اور یہ اسی عمل کی برکت تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔

باب: ۵۸، ۵۶- جو مسلمان مشرکین کے علاقے میں فوت ہو جائے

(المعجم ۵۸، ۵۶) - باب الصلاة على المسلم يموت في بلاد الشرك (التحفة ۶۲)

۳۲۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شاہ نجاشی کی وفات کے روز اس کے متعلق لوگوں کو خبر دی اور پھر انہیں لے کر عید گاہ کی طرف گئے ان کی صفیں بنائیں اور (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

۳۲۰۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

🌞 فائدہ: جب کسی صاحب علم و فضل یا اہم شخصیت کی دوسرے شہر یا ملک میں وفات ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنی جائز ہے۔ اسی طرح قبر پر نماز جنازہ بھی ایک اعتبار سے نماز جنازہ غائبانہ ہی ہے مگر اسے (غائبانہ

۳۲۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كنس المسجد والتقاط الخرق والقذى والعيذان، ح: ۴۵۸ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الجنائز، باب الصلوة على القبر، ح: ۹۵۶ من حديث حماد بن زيد به.

۳۲۰۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الرجل ينعي إلى أهل الميت بنفسه، ح: ۱۲۴۵، ومسلم، الجنائز، باب: في التكبير على الجنازة، ح: ۹۵۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۲۶، ۲۲۷.

۲۰- کتاب الجنائز

ایک قبر میں کئی میتوں کو دفن کرنے اور قبر پر نشان رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

نماز جنازہ کو عام مسلمانوں کے لیے عام کر دینا بھی درست نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار، باب الصلاة علی الغائب)

۳۲۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ مُوسَى :

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَنْطَلِقَ إِلَى أَرْضِ النَّجَاشِيِّ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ. قَالَ النَّجَاشِيُّ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَّ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَلَوْلَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْمُلْكِ لَأَتَيْتُهُ حَتَّى أَحْمِلَ نَعْلَيْهِ.

۳۲۰۵- حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہم نجاشی کے ملک (حبشہ) میں چلے جائیں۔ اور اپنی حدیث بیان کی۔ نجاشی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ وہی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی اگر میں بادشاہی کے ان حالات سے دوچار نہ ہوتا تو میں بالضرر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا حتیٰ کہ آپ کے جوتے اٹھاتا۔

(المعجم ۵۷، ۵۹) - بَابُ: فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرِ وَالْقَبْرِ يُعْلَمُ (التحفة ۶۳)

۳۲۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ

نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ، ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، بِمَعْنَاهُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ الْمُطَّلِبِ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ - قَالَ كَثِيرٌ: قَالَ

۳۲۰۶- جناب مطلب (بن عبد اللہ بن حنظلہ) نے بیان کیا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ لایا گیا اور دفن کیا گیا، تو نبی ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ مگر وہ اسے اٹھانہ سکا تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف آئے۔ اپنی کلائیوں سے کپڑا بٹایا۔..... (راوی حدیث) کثیر نے کہا کہ مطلب کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرنے والے نے بتایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کے بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب آپ نے ان سے

۳۲۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ۵۵۰ من حديث إسرائيل بن أبي إسحاق مدلس وعنعن.

۳۲۰۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۴/ ۴۱۲ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۸۸۴.

۲۰- کتاب الجنائز

قبر کھودنے سے متعلق احکام و مسائل

المُطَلَّبُ: قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا - ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ: «أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَذْفُنِ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي».

کپڑا ہٹایا تھا..... پھر آپ ﷺ نے اسے اٹھایا اور قبر پر سر کی طرف رکھ دیا اور فرمایا: ”میں اس سے اپنے بھائی کی قبر پہچان سکوں گا اور میرے اہل میں سے جو کوئی فوت ہوا میں اسے اس کے قریب دفن کر دوں گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر پر کوئی مناسب علامت رکھ دینا جائز ہے، مگر کتبہ لگانا اور جھنڈا گاڑنا وغیرہ جائز نہیں۔ ② انسان کو چاہیے کہ صالح ہمسائے کا انتخاب کرے حتیٰ کہ قبر میں بھی کسی صالح بندے کی ہمسائیگی اختیار کرنا مستحب ہے۔ ③ حدیث کے الفاظ ”أَذْفُنِ إِلَيْهِ“ کا ایک ترجمہ وہ ہے جو یہاں کیا گیا، جس سے نیک لوگوں کے قریب دفن ہونے کا انتخاب ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسرے معنی کیے گئے ہیں کہ ”میں اس کے ساتھ ہی اپنے دوسرے اہل خانہ کو دفن کروں“ اس سے ایک ہی قبر میں متعدد افراد کو دفن کرنے کا اثبات ہوتا ہے، غالباً امام ابوداؤد کے ذہن میں یہی مفہوم ہے اور اسی مفہوم کے مطابق انھوں نے باب باندھا ہے۔

(المعجم ۵۸، ۶۰) - بَابُ: فِي الْحَفَارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَنْتَكِبُ ذَلِكَ الْمَكَانَ؟ (التحفة ۶۴)

باب: ۶۰/۵۸- قبر کھودنے والے کو کوئی ہڈی مل جائے تو کیا وہ اس جگہ کو چھوڑ دے؟

۳۲۰۷- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُسِرَ عَظْمُ الْمَيِّتِ كَكُسْرِ حَيٍّ».

۳۲۰۷- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے کہ زندہ کی توڑنا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر کھودنے والے کو قبر کھودتے ہوئے محسوس ہو کہ یہاں پہلے سے کوئی دفن ہے تو مستحب ہے کہ جگہ بدل لے یا ادب و احترام سے ان ہڈیوں کو ایک طرف کر دے اور انہیں کسی قسم کی چوٹ نہ لگنے دے۔ ② موجودہ دور میں پوسٹ مارٹم کے نام سے مردے کی پیر پھاڑ کا کام غیر شرعی ہے۔ انتہائی شدید شرعی مصلحت

۳۲۰۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب في النهي عن كسر عظام الميت، ح: ۱۶۱۶ من حديث عبد العزيز بن محمد الدراوردي به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۷۶، وابن الجارود، ح: ۵۵۱ * سعد بن سعيد حسن الحديث، وثقه الجمهور.

۲۰- کتاب الجنائز
قبر میں لحد بنانے اور میت کو قبر میں اتارنے سے متعلق احکام و مسائل
کے بغیر اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ ⑤ اموات اور قبور کا احترام اسی انداز میں مشروع ہے جو ان احادیث میں بیان ہو رہا ہے۔

(المعجم ۵۹، ۶۱) - بَابُ: فِي اللَّحْدِ
باب: ۶۱، ۵۹- قبر میں لحد بنانے کا بیان
(التحفة ۶۵)

۳۲۰۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلَمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِبَنِي النَّاسِ».

۳۲۰۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر کا بواگڑھا کھود کر اس کے قبلہ رخ پہلو میں اندر کی طرف ایک اور گڑھا بنانا ”لحد“ کہلاتا ہے۔ اور اگر سیدھا نیچے کی سطح میں بنایا جائے تو اسے ”شق“ کہتے ہیں۔ ② زمین سخت ہو تو لحد بنانا مستحب ہے ورنہ شق بھی جائز ہے۔

(المعجم ۶۰، ۶۲) - بَابُ: كَيْفَ يَدْخُلُ الْقَبْرُ؟
باب: ۶۲، ۶۰- میت کو اتارنے کے لیے قبر میں کتنے آدمی اتریں؟
(التحفة ۶۶)

۳۲۰۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: غَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ وَالْفَضْلَ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَهُمْ أَدْخَلُوهُ قَبْرَهُ. قَالَ: وَحَدَّثَنِي مَرْحَبٌ - أَوْ ابْنُ أَبِي مَرْحَبٍ - أَنَّهُمْ أَدْخَلُوا مَعَهُمْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَوْفٍ، فَلَمَّا فَرَّغَ عَلِيٌّ قَالَ: إِنَّمَا يَلِي

۳۲۰۹- جناب عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی، فضل اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور انہوں نے ہی آپ ﷺ کو قبر میں اتارا۔ عمامی نے کہا کہ مجھے مرحب..... یا ابن ابی مرحب (سويد بن قيس.....) نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا تھا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو کہا: تدفین وغیرہ

۳۲۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في قول النبي ﷺ: "اللحد لنا والشق لغيرنا"، ح: ۱۰۴۵ من حديث حكام به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۵۵۴، والنسائي، ح: ۲۰۱۱، وللحديث شواهد ضعيفة، وألحد لرسول الله ﷺ كما في صحيح مسلم، ح: ۹۶۶.

۳۲۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۵۳/۴ من حديث أبي داود به * إسماعيل بن أبي خالد عن عن، وزهير هو ابن معاوية.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

قبر کے پاس بیٹھنے سے متعلق احکام و مسائل
کے عمل میں آدمی کے اپنے اہل کے افراد ہی حصہ لیں۔

الرَّجُلُ أَهْلُهُ.

۳۲۱۰۔ حضرت ابو مرحب سے روایت ہے کہ حضرت
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترے تھے۔
(ابو مرحب) کہتے ہیں: گویا میں ان چاروں کو دیکھ رہا ہوں۔

۳۲۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ
سُفْيَانَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ،
عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي مَرْحَبٍ: أَنَّ
عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ أَرْبَعَةً.

باب: ۶۱، ۶۳۔ میت کو کیسے (کس طرف سے)
قبر میں اتارا جائے

(المعجم ۶۱، ۶۳) - باب: كَيْفَ يُدْخَلُ
الْمَيِّتُ قَبْرَهُ (التحفة ۶۷)

۳۲۱۱۔ جناب ابوالفتح (سمعی رحمہ اللہ) سے روایت
ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی کہ حضرت عبداللہ بن
یزید (ہلمی رحمہ اللہ) ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ
انہوں نے جنازہ پڑھایا، پھر انہیں قبر کی پانچویں طرف
سے قبر میں اتارا اور فرمایا: یہ سنت ہے۔

۳۲۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:
حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ
قَالَ: أَوْصَى الْحَارِثُ أَنَّ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْقَبْرَ
مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْ الْقَبْرِ وَقَالَ: هَذَا مِنَ السُّنَّةِ.



فائدہ: صحابی کا کسی عمل کو "سنت" کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے اور اسے اصطلاحاً مرفوع حکمی
کہتے ہیں۔

باب: ۶۲، ۶۴۔ قبر کے پاس کس طرح بیٹھیں؟

(المعجم ۶۲، ۶۴) - باب: كَيْفَ يَجْلِسُ
عِنْدَ الْقَبْرِ (التحفة ۶۸)

۳۲۱۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے

۳۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ

۳۲۱۰۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۳/۴ من حديث أبي داود به * سفيان الثوري عن عن،
وللحديث شواهد ضعيفة.

۳۲۱۱۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الصغير: ۱۸۳/۱ من حديث شعبة به، وقال: "وهو
الحارث بن عبدالله الأعور الهمداني"، وقال البيهقي: ۵۴/۴: "هذا إسناده صحيح، وقد قال هذا من السنة فصار
كالمسند".

۳۲۱۲۔ تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس في المقابر، ح: ۱۵۴۸،
والنسائي، ح: ۲۰۰۳ من حديث المنهال به، انظر، ح: ۴۷۵۳، ۴۷۵۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مشترک رشتہ دار کی وفات سے متعلق احکام و مسائل

جنازے میں گئے، ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی تک لحد نہیں بنی تھی۔ پس نبی ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

عَمْرُو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ.

☀️ فائدہ: قبر کے پاس یا قبرستان میں کسی ضرورت کے تحت بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور قبلہ رو ہو کر بیٹھنا مستحب ہے، مگر قبر کا مجاور بن کر بیٹھنا حرام ہے یا عین قبر کے اوپر بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔ (مزید دیکھیے: حدیث: ۳۲۲۵)

باب: ۶۳، ۶۵- قبر میں اتارتے ہوئے میت کے لیے دعا کرنا

(المعجم ۶۳، ۶۵) - بَابُ: فِي الدَّعَاءِ لِلْمَيِّتِ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ (التحفة ۶۹)

۳۲۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے تو یوں فرمایا کرتے: [بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ] ”اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر۔“ اور یہ لفظ مسلم بن ابراہیم کے ہیں۔

۳۲۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا وَضَعَ الْمَيِّتَ فِي الْقَبْرِ قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ». هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

باب: ۶۳، ۶۶- کسی کا مشترک رشتہ دار فوت ہو جائے تو

(المعجم ۶۶، ۶۶) - بَابُ الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةٌ مُشْرِكٌ (التحفة ۷۰)

۳۲۱۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور اپنے والد

۳۲۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ ابْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ:

۳۲۱۳- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۲۷، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۱۰۸۸ من حديث همام به، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۴۸، وابن حبان، ح: ۷۷۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۳۶۶، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وهو بها صحيح.

۳۲۱۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب مواراة المشرك، ح: ۲۰۰۸ من حديث يحيى القطان به * أبو إسحاق صرح بالسماع، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۸۶۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

قبر کی کھدائی سے متعلق احکام و مسائل

إِنَّ عَمَلَكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ. قَالَ: «أَذْهَبَ فَوَارِ أَبَاكَ ثُمَّ لَا تُحَدِّثَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي»، فَذَهَبَتْ فَوَارِثَتُهُ وَجِثَّتْهُ فَأَمَرَنِي فَأَعْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي.

کوزمین میں دبا آؤ پھر کوئی کام نہ کرنا حتی کہ میرے پاس آجانا۔“ چنانچہ میں گیا اور اسے زمین میں دبا آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات اسلام پر نہیں ہوئی بلکہ کفر پر ہوئی ہے اس لیے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی۔ نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور نہ کسی اور نے۔ ② ابوطالب چونکہ نعت اسلام سے انکاری رہے اور شرک ہی پر مرنے اس لیے ایسے آدمی کی تکفیر و تدفین کے لیے کوئی شرعی آداب نہیں حتی کہ لفظ ”دفن“ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ ③ مشرک رشتہ دار کو گڑھے میں دبا دینا ہی کافی ہے۔ ④ ایسی صورت میں بعد از دفن غسل کرنا مسنون ہے۔

(المعجم ۶۵، ۶۷) - بَابُ: فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ (التحفة ۷۱)

باب: ۶۵، ۶۷- قبر گہری کھودی جائے

۳۲۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُغِيرَةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: جَاءَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالُوا: أَصَابَنَا قَرْحٌ وَجَهْدٌ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «احْفَرُوا وَأَوْسِعُوا وَاجْعَلُوا الرَّجُلَيْنِ وَالثَلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ»، قِيلَ: فَأَيُّهُمْ يُقَدَّمُ؟ قَالَ: «أَكْثَرُهُمْ قُرْآنًا».

۳۲۱۵- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے روز انصاری لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ہم زخمی ہیں اور تھکے ہوئے بھی تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”قبریں کھودو اور کھلی کھلی بناؤ اور دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفنا دو۔“ کہا گیا کہ آگے کسے کیا جائے؟ فرمایا: ”جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔“

قال: أَصِيبَ أَبِي يَوْمَئِذٍ عَامِرٌ [فُذِفَ] بَيْنَ اثْنَيْنِ، أَوْ قَالَ وَاحِدٍ.

ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد عامر بھی اسی دن شہید ہو گئے تھے اور وہ دو آدمیوں کے ساتھ دفن ہوئے تھے یا

۳۲۱۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في دفن الشهداء، ح: ۱۷۱۳ من حديث حميد بن هلال به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۲۰/۴، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۲۰۱۲، وابن ماجه، ح: ۱۵۶۰.

قبر کی ساخت سے متعلق احکام و مسائل

کہا کہ ایک آدمی کے ساتھ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام زخمی تھے اور تھکے ماندے بھی اس کے باوجود انہیں قبریں گہری بنانے کا حکم دیا گیا جیسے کہ اگلی روایت میں بصراحت مذکور ہے۔ ② اگر آسمان زیادہ ہوں تو ایک ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو بھی دفنایا جاسکتا ہے۔ ③ حافظ قرآن قاری اور عالم دین مرنے کے بعد بھی دوسروں سے افضل اور ممتاز رہتا ہے۔

۳۲۱۶- حمید بن ہلال نے اپنی مذکورہ بالا سند سے

اس کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں اضافہ ہے: ”(قبریں) گہری بناؤ۔“

۳۲۱۷- حمید بن ہلال نے سعد بن ہشام بن عامر

سے یہی حدیث روایت کی۔

باب: ۶۸، ۶۶- قبر برابر کر دینے کا بیان

۳۲۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ يَعْنِي

الْأَنْطَاكِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيُّ
عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ
هِلَالٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ فِيهِ: «وَأَعْمَقُوا».

۳۲۱۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ،
عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ بْنِ عَامِرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

(المعجم ۶۶، ۶۸) - بَابُ: فِي تَسْوِيَةِ
الْقَبْرِ (التحفة ۷۲)

۳۲۱۸- حضرت ابو ہیان اسدی سے روایت ہے وہ

کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: میں تمہیں اس کام پر بھیج رہا ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑوں مگر اسے برابر کر دوں اور نہ کسی مورقی کو مگر اسے مٹا دوں۔

۳۲۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ
عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي هَيَّاجٍ الْأَسَدِيِّ
قَالَ: بَعَثَنِي عَلِيٌّ قَالَ لِي: أَبْعَثْكَ عَلَى مَا
بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا أَدَعَ قَبْرًا
مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ وَلَا تَمْنَالًا إِلَّا طَمَسْتُهُ.

🌞 فائدہ: کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اہل بیت کے ایک جلیل القدر فرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اونچی قبریں ڈھادینے اور مورقیں مٹا ڈالنے کا فریضہ سونپا گیا اور پھر اس عمل کو انہوں نے آگے جاری رکھا۔ مگر آج حُبِ علی کا دعو کرنے والے انہی پیاریوں میں سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ العیاذ باللہ۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے قبر پرستوں کے دتیرے پر جو

۳۲۱۶- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، ح: ۲۰۱۲ من حديث الثوري به.

۳۲۱۷- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ۴/ ۴۱۴ من حديث أبي داود به.

۳۲۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ح: ۹۶۹ من حديث سفیان به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

قبر کی ساخت سے متعلق احکام و مسائل

تبصرہ کیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔ دیکھیے: (نیل الاوطار، باب: تسنیم القبر) اسی طرح قبر پرستی کے جواز و اثبات میں جو دلائل دیے جاتے ہیں ان کی حقیقت جاننے کے لیے دیکھیں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تالیف ”قبر پرستی ایک جائزہ۔“

۳۲۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِرُودَسَ بِأَرْضِ الرُّومِ فَتَوَفَّيَ صَاحِبُ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهِ فَسَوَّيْتُ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا.

۳۲۱۹- ابوعلی ہمدانی نے بیان کیا کہ ہم حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ کی معیت میں روم کی سرزمین میں جزیرہ رودس میں تھے کہ ہمارا ایک ساتھی وفات پا گیا۔ حضرت فضالہ نے ان کی قبر کے متعلق کہا کہ اسے برابر کر دیا جائے پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ قبر کو برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔

قال أبو داود: رُوِذَسَ جَزِيرَةٌ فِي الْبَحْرِ. امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ رودس ایک سمندری جزیرے کا نام ہے۔



فائدہ: رودس ترکی کے جنوب مغربی ساحل سے ۱۹ کلومیٹر دور ہے اور یہ بحیرہ روم اور بحیرہ ایجیہ کے اتصال پر واقع ہے۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کے عہد میں ۵۳/۵۲ ہجری میں جنادہ بن ابی امیہ ازدی کی قیادت میں یہاں قدم رکھے مگر یزید کے عہد میں واپس چلے آئے۔ چودھویں پندرھویں عیسوی میں یہ جزیرہ صلیبی جنگجوؤں کا مرکز بنا رہا۔ خلیفہ سلیمان اعظم نے ۱۵۳۲ء میں اسے فتح کر کے سلطنت عثمانیہ میں شامل کر لیا۔ ۱۹۱۲ء میں اس پر اٹلی قابض ہوا اور ۱۹۳۷ء میں اتحادیوں نے رودس یونان کے حوالے کر دیا۔

۳۲۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ هَانِيٍّ عَنْ الْقَاسِمِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمُّهُ! اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَاحِبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةَ وَلَا

۳۲۲۰- جناب قاسم رحمہ اللہ (ابن محمد بن ابی بکر الصدیق رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اماں جان! مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں کی قبریں دکھائیں تو انہوں نے میری خاطر پردہ ایک طرف کیا۔ تین قبریں تھیں جو نہ تو اونچی تھیں اور نہ زمین کے ساتھ

۳۲۱۹- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ۹۶۸ عن أحمد بن عمرو بن السرح به.

۳۲۲۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/۴ من حديث ابن أبي فديك به، وصححه الحاكم: ۳۶۹/۱، ووافقه الذهبي * القاسم هو ابن محمد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

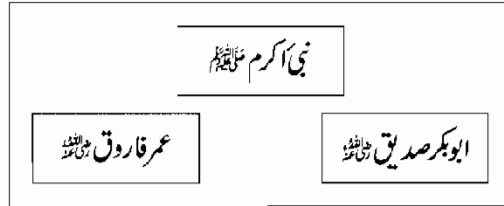
میت کو دفنانے کے بعد قبر پر دعا و استغفار سے متعلق احکام و مسائل
برابر بلکہ قدرے اونچی تھیں اور سرخ میدان کی کنکریاں
ان پر ڈالی گئی تھیں۔

لَا طَيْئَةَ، مَبْطُوحَةً يَبْطَحَاءِ الْعَرَصَةِ الْحَمْرَاءِ .

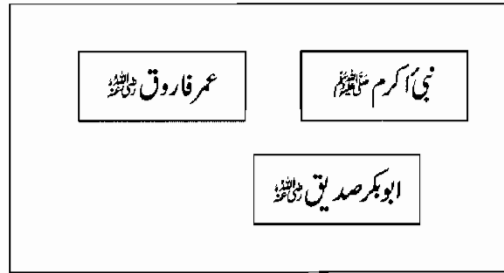
قال أَبُو عَلِيٍّ [الْأُولُوِي]: يُقَالُ: إِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُقَدَّمٌ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ
رَأْسِهِ وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، رَأْسُهُ عِنْدَ
رِجْلَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

جناب ابوعلی اللؤلؤی (راوی سنن ابی ابوداؤد) سے
منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر آگے ہے اور ابو بکر
ﷺ ان کے سر کے پاس ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاؤں
کے پاس یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے
قدموں میں ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ اور چاہیے کہ قبر زمین سے بالشت بھرا اونچی ہو۔ ② حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں
قبروں کی ترتیب میں دو قول معروف ہیں ایک یوں ہے:



دوسرا قول یوں ہے:



(بذل المجہود: ۱۸۹/۱۴، مطبوعہ دارالباز)

باب: ۶۷-۶۹- قبرستان سے واپس ہوتے
ہوئے قبر کے پاس میت کے لیے استغفار کرنا

(المعجم ۶۷، ۶۹) - باب الاستغفار
عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الْإِنْصِرَافِ
(التحفة ۷۳)

۳۲۲۱- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۳۲۲۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

۳۲۲۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۵۶/۴ من حديث هشام بن يوسف به مطولاً، وصححه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

قبر کے پاس جانور ذبح کرنے کی حرمت کا بیان

الرَّازِي: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَجِيرٍ بْنِ رَيْسَانَ، عَنْ هَانِيءٍ مَوْلَى عُثْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَمَانَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَعَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِأَحْيِكُمْ وَاسْأَلُوا لَهُ بِالتَّشْيِيتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ».

کہ نبی ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو قبر پر رکتے اور فرماتے: ”اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو بے شک اب اس سے سوال کیا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَجِيرٌ بْنُ رَيْسَانَ. امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے (سند کے ایک راوی عبد اللہ

کے والد کا نام) بحیر بن ريسان بیان کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سنت ہے کہ دفن کے بعد واپس آتے ہوئے قبر پر میت کے لیے استغفار اور ثابت قدمی کی دعا کی جائے۔ قبر سے یا قبرستان سے چالیس قدم دور آ کر دعا کرنے والی اُنج (اختراع) بالکل غلط ہے۔ ② قبر میں میت کو زندہ کر کے بٹھایا جاتا ہے اور اس سے سوال جواب ہوتا ہے تو یہ دعا اسی میں ثابت قدمی کے لیے ہوتی ہے۔

(المعجم ۶۸، ۷۰) - باب كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ (التحفة ۷۴)

باب: ۶۸، ۷۰۔ قبر کے پاس جانور ذبح کرنا حرام ہے

۳۲۲۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ».

۳۲۲۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں عقر (جانوروں کو قبر پر ذبح کرنا) نہیں ہے۔“

قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ يَعْنِي بِبَقَرَةٍ أَوْ بَشِيرَةٍ. امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ لوگوں کا معمول تھا کہ وہ قبر کے پاس گائے یا بکری وغیرہ ذبح کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: یہ ایک جاہلی رسم تھی کہ گویا صاحب قبر اپنی زندگی میں بڑا بھائی تھا تو اس کے اقارب موت کے بعد اس کی قبر کے پاس جانور ذبح کر کے چھوڑ دیتے تھے کہ جانور کھا جائیں۔ اسلام نے اس کام سے روک دیا ہے اور اب کسی بھی

❖ الحاکم: ۳۷/۱، ووافقه الذہبی.

۳۲۲۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۹۷/۳ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف، ح: ۶۶۹۰ بطوله، وصححه ابن حبان، ح: ۷۳۸.

۲۰۔ کتاب الجنائز
 ایک مدت بعد قبر پر جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل
 نیت سے قبر پر جانور ذبح کرنا، چڑھاوا چڑھانا یا دیکھیں پکا کر تقسیم کرنا حرام ہے۔

(المعجم ۶۹، ۷۱) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ حِينَ (التحفة ۷۵)
 باب: ۷۹، ۷۱ - ایک مدت کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا

۳۲۲۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ أَنْصَرَفَ.
 ۳۲۲۳ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لے گئے اور اہل اُحد پر نماز پڑھی جیسے کہ میت پر پڑھتے ہیں، پھر واپس تشریف لے آئے۔

فائدہ: کچھ لوگوں نے اس سے شہید کی نماز جنازہ کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے۔ جبکہ دوسرے اہل علم کہتے ہیں کہ یہاں نماز جنازہ پڑھنی مراد نہیں بلکہ جنازے جیسی دعا کرنی مراد ہے۔ (عون المعبود) اس لیے مذکورہ استدلال کے لیے یہ واضح نص نہیں ہے۔

۳۲۲۴ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ كَالْمُودِعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ.
 ۳۲۲۴ - جناب یزید بن ابی حبیب نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: بے شک نبی ﷺ نے شہدائے اُحد پر آٹھ سال کے بعد نماز جنازہ پڑھی، گویا کہ آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے تھے۔

فائدہ: یہاں بھی اصل عربی الفاظ [صَلَّى] ہیں جس میں دونوں احتمال ہیں۔ دعا کرنے کا بھی اور نماز جنازہ پڑھنے کا بھی۔ اس لیے یہ بھی کسی ایک بات کے لیے نص نہیں تاہم بعض کے نزدیک دوسرا احتمال زیادہ غالب ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۰، ۷۲) - بَابُ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ۷۶)
 باب: ۷۰، ۷۲ - قبر پر عمارت بنانا

۳۲۲۳ - تخریج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها، ح: ۶۴۲۶، ومسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح: ۲۲۹۶ عن قتبية به.
 ۳۲۲۴ - تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة أحد... الخ، ح: ۴۰۴۲ من حديث ابن المبارك به، وانظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

قبر پر عمارت اور قبہ وغیرہ بنانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۲۲۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ منع فرماتے تھے کہ قبر پر بیٹھا جائے یا اسے چونا گچ کیا جائے یا اس پر کوئی تعمیر کی جائے۔

۳۲۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُقَصَّصَ وَيُبْنَى عَلَيْهِ.

☀️ فائدہ: قبر کے عین اوپر بیٹھنا یا اظہار غم میں اس کا مجاور بن جانا حرام ہے۔ ایسے ہی اسے پختہ کرنا یا اس پر قبہ وغیرہ بنانا حرام ہے۔ کسی ضرورت کے تحت قبر کے پاس بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (دیکھیے: حدیث: ۳۲۱۲)

۳۲۲۶۔ حضرت سلیمان بن مؤویٰ اور ابوالزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی۔

۳۲۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: ”اس کو زیادہ کرنا منع ہے (اسے اونچا کر دیا جائے۔)“ اور سلیمان بن مؤویٰ نے مزید کہا: ”اس پر کتبہ لگانا منع ہے۔“ مگر مسدود نے اپنی روایت میں [أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُثْمَانُ: أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ وَزَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى: أَوْ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدود کی روایت میں میرے لیے لفظ [وَأَنْ] واضح نہیں ہوا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنْ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ: حَرْفُ: وَأَنْ.

☀️ فائدہ: قبر پر میت کے نام و نسب یا اس کی مدح و ثنا کا کتبہ لگانا یا اللہ رسول کا نام یا قرآن لکھنا سبھی ناجائز ہے۔ البتہ نشانہ ہی کے لیے کوئی مناسب نشان لگا دیا جائے تو جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک پتھر رکھا تھا۔

۳۲۲۵۔ تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تحصيص القبر والبناء عليه، ح: ۹۷۰ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۶۴۸۸، ومسند أحمد: ۳/۳۳۹.

۳۲۲۶۔ تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۹۷۰ من حديث حفص بن غياث به، انظر الحديث السابق.

۲۰- کتاب الجنائز

قبر پر بیٹھنے کی حرمت کا بیان

۳۲۲۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۳۲۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قبروں پر مسجدیں بنانا یا مسجدوں کے پاس اموات کو دفن کرنا دونوں ہی صورتیں ناجائز ہیں خیال رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا مسجد نبوی میں آجانا ایک اتفاقی واقعہ ہے۔ آپ ﷺ کا اپنے اس حجرے میں دفن ہونا آپ کی خصوصیت تھی اور اس وقت یہ حجرہ مسجد سے الگ تھا۔ ② زائر حرم نبوی کے لیے واجب ہے کہ اگر وہ قبر نبوی کے قریب بھی نماز پڑھے تو قلبی طور پر اللہ کی طرف لو لگائے رہے اور بیت اللہ الحرام کو اپنا قبلہ سمجھے کسی قبر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا حرام ہے۔ اس موضوع پر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تالیف ”تحذیر الساجد“ ایک اہم قابل مطالعہ کتاب ہے۔ ”قبروں پر مسجدیں اور اسلام“ کے نام سے اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

باب: ۷۱، ۷۳- قبر پر بیٹھنا حرام ہے

(المعجم ۷۱، ۷۳) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ۷۷)

۳۲۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرَقَ نِيَابَتُهُ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ».

۳۲۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی دیکھتے کوئلے پر بیٹھ جائے وہ اس کے کپڑے جلادے اور پھر اس کا اثر اس کے جسم تک پہنچ جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ کسی قبر پر بیٹھے۔“

۳۲۲۹- حَدَّثَنَا إِسْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى: أَخْبَرَنَا ۳۲۲۹- حضرت واہد بن اسحق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو سنا وہ بیان کرتے

۳۲۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب بعد باب الصلوة في البيعة، ح: ۴۳۷ عن عبد الله بن مسلمة القعني، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور... الخ، ح: ۵۳۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية ابن عبد البر/ التمهيد): ۳۸۳/۶.

۳۲۲۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلوة عليه، ح: ۹۷۱ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

۳۲۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۹۷۲ من حديث عبد الرحمن بن يزيد بن جابر به، انظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

جوتے پائین کر قبروں پر چلنے سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ وَائِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَرْثِدَ الْغَنَوِيِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا».

☀️ فائدہ: قبرستان میں یا کسی قبر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا حرام ہے۔ البتہ نماز جنازہ جس میں کہ رکوع بخود نہیں ہوتا اس کی خصوصی اجازت ہے جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔

باب: ۷۲، ۷۳- جوتے پہننے ہوئے
قبروں پر چلنا

(المعجم ۷۲، ۷۴) - باب الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي النَّعْلِ (التحفة ۷۸)

۳۲۳۰- حضرت بشیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے ایام جاہلیت میں ان کا نام زحم بن معبد تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر آئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تمہارا نام کیا ہے؟“ کہا: زحم۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ تم بشیر ہو۔“ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”بے شک یہ لوگ بہت بڑی خیر سے پہلے ہی گزر گئے (اسلام لانے سے محروم رہے۔)“ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی پھر آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”بلاشبہ ان لوگوں نے بہت بڑی خیر پائی (اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔)“ پھر رسول اللہ ﷺ کی نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک آدمی جوتے پہننے ہوئے قبروں پر چلا آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:

۳۲۳۰- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَمِيرٍ السَّدُوسِيِّ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَكٍ، عَنْ بَشِيرِ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ اسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: زَحْمُ بْنُ مَعْبِدٍ، فَهَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا اسْمُكَ؟» فَقَالَ: زَحْمٌ، قَالَ: «بَلْ أَنْتَ بَشِيرٌ» قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أُمَاشِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «لَقَدْ سَبَقَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا» ثَلَاثًا، ثُمَّ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: «لَقَدْ أَدْرَكَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا»، ثُمَّ حَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَظْرَةٌ فَإِذَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ، فَقَالَ:



۳۲۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في خلع النعلين في المقابر، ح: ۱۵۶۸، والنسائي، ح: ۲۰۵۰ من حديث الأسود بن شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۹۰، والحاكم: ۳۷۳/۱، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کسی مصلحت کے پیش نظر میت کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا بیان

”يَا صَاحِبَ السَّبْيَتَيْنِ! وَيَحَكَ أَلْتِي“ اے جو توں والے! افسوس ہے تم پر! اپنے جوتے اتار سَبْيَتَيْكَ، فَتَنْظُرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا عَرَفَ دو۔ اس آدمی نے دیکھا، جب پہچانا کہ یہ اللہ کے رسول رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَلَعَهُمَا فَرَمَى بِهِمَا۔ ہیں تو اس نے اپنے جوتے اتار کر پھینک دیے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بہتر ہے کہ انسان قبرستان میں چلتے ہوئے اپنے جوتے اتار لے جبکہ درج ذیل حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز بھی ثابت ہے۔ ② مسلمانوں اور مشرکین کے قبرستان علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیں۔ ③ نامناسب نام کو تبدیل کر کے عمدہ نام رکھنا چاہیے۔

۳۲۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يُعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قُرْعَ نَعَالِهِمْ»۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے جانے لگتے ہیں تو بلاشبہ وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① میت کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کا محاسبہ ہوتا ہے۔ اور یہ سب نبی معاملہ ہے۔ سماع موتی میں ہمیں صرف اسی قدر خبر دی گئی ہے کہ وہ جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ اس سے مزید کئی ثقی ثابت ہے۔ ② معلوم ہوا کہ قبرستان میں جوتے پہننا جائز ہے۔

(المعجم ۷۳، ۷۵) - بَابُ: فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِنْ مَوْضِعِهِ لِلْأَمْرِ يَخْدُثُ (التحفة ۷۹)

باب: ۷۳-۷۵ کسی وجہ سے میت کو اس کی جگہ سے منتقل کر دینا

۳۲۳۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٍ فَكَانَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ ۳۲۳۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ایک دوسرے آدمی کے ساتھ دفن کیے گئے تو اس وجہ سے میرے جی میں تھا کہ ان کو وہاں سے نکال لوں۔ چنانچہ میں نے انہیں چھ ماہ بعد وہاں سے نکالا تو

۳۲۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه... الخ، ح: ۲۸۷۰ من حديث عبد الوهاب بن عطاء، والبخاري، الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ح: ۱۳۳۸ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

۳۲۳۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۵۸/۴ من حديث أبي داود به.

۲۰- کتاب الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

حَاجَةٌ فَأَخْرَجَتْهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَمَا أَنْكَرَتْ
مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شُعَيْرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِمَّا
يَلِي الْأَرْضَ.

☀ فائدہ: کوئی واقعی معقول مصلحت ہو تو میت کو اس کی پہلی قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے۔

(المعجم ۷۴، ۷۶) - بَابُ: فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۸۰)
باب: ۷۴-۷۶- میت کو ذکرِ خیر سے یاد کرنا

۳۲۳۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
لُوكُ اِيك جَنَازَه لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے
گزرے اور انہوں نے اس کو خیر سے یاد کیا تو آپ ﷺ
نے فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ پھر وہ ایک دوسرا جنازہ لے
کر گزرے اور اس کا ذکر برے انداز میں کیا تو آپ نے
فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ تم
ایک دوسرے پر گواہ ہو۔“

☀ فوائد و مسائل: ① جسے بھلائی سے یاد کیا گیا اس کے لیے جنت واجب ہوئی اور دوسرے کے لیے جہنم۔

② حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے مگر زندوں پر لازم ہے کہ اپنے مرنے والوں کو بھلائی سے یاد کریں یا کم از کم خاموش رہیں۔ لوگوں میں جس کسی کا کوئی شرہ ہوتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور ہوتی ہے اس لیے چاہیے کہ انسان حق اور خیر اپنائے تاکہ اس کا ذکر خیر کے ساتھ ہو۔

(المعجم ۷۵، ۷۷) - بَابُ: فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ (التحفة ۸۱)
باب: ۷۵-۷۷- زیارت قبور کا بیان

۳۲۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ
كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

۳۲۳۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الثناء، ح: ۱۹۳۵ من حديث شعبة به.
۳۲۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عز وجل في زيارة قبر أمه، ح: ۹۷۶ من حديث محمد بن عبيد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ اس کے لیے بخشش کی دعا کروں مگر مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ پھر میں نے اجازت چاہی کہ اس کی قبر کی زیارت کر لوں تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو بلاشبہ اس سے موت یاد آتی ہے۔“

أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبَكَى مَنْ حَوْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي تَعَالَى عَلَى أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَاسْتَأْذَنْتُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا، فَأُذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُ بِالْمَوْتِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قبروں کی زیارت سے انسان کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت یاد آتی ہے اور اس سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے۔ ② کفار کی قبروں کی زیارت سے بھی عبرت ہوتی ہے اور مسلمانوں کی قبروں کی زیارت سے ان کے لیے دعائے مغفرت کا ثواب ملتا ہے۔ اور عزیز و اقارب کی قبروں کی زیارت سے دل پر خاص تاثر قائم ہوتا ہے۔

۳۲۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: (حضرت بریدہ (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا چنانچہ اب ان کی زیارت کیا کرو۔ بلاشبہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاد دہانی ہے۔“

حَدَّثَنَا مُعَرِّفُ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذَكُّرَةً».

🌞 فوائد و مسائل: ① زیارت قبور ایک مشروع اور مسنون عمل ہے۔ انسان جہاں کہیں مقیم ہو وہاں کے قبرستان کی زیارت کو اپنا معمول بنالے۔ مگر صرف اس مقصد کے لیے دور دراز کا سفر کرنا جائز نہیں۔ ② زیارت قبور کے معروف مسنون آداب ہیں: یعنی قبرستان میں داخل ہونے کی دعا اور مسلمان اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت۔ نہ کہ وہاں جا کر نماز پڑھنا یا تلاوت قرآن کرنا یا قبر کو مقام قبولیت سمجھنا یا صاحب قبر کے واسطے اور وسیلے سے دعا کرنا یا خود اسی کو اپنی حاجات پیش کرنا یہ سب کام حرام ہیں۔ اور اسی طرح قبروں پر میلے ٹھیلے اور عرس و قوالی وغیرہ کا احادیث رسول ﷺ اور عمل صحابہ میں کوئی نام و نشان تک نہیں ملتا ہے۔

باب: ۷۸، ۷۶- عورتوں کا قبروں کی زیارت کے لیے جانا

(المعجم ۷۸، ۷۶) - بَابُ: فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ (التحفة ۸۲)

۳۲۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۳۲۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

۳۲۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۹۷۷ من حديث محارب بن دثار به، انظر الحديث السابق.

۳۲۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجداً، ۴۴

۲۰۔ کتاب الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ قَالَ: كَرَّمَهُ اللَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ عِبَادِهِ يَزُورُونَ الْقُبُورَ وَيُحَدِّثُونَ عَنْهَا وَيُحَدِّثُونَ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالشُّرُجَ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر جاتی ہیں اور (ان لوگوں پر بھی) جو لوگ انہیں سجدہ گاہ بناتے ہیں یا وہاں چراغ جلاتے ہیں۔

🌞 فائدہ: مشروع و مسنون آداب کے ساتھ عورتیں بھی قبروں کی زیارت کے لیے جائیں تو جائز ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا احادیث میں عمومی رخصت دی گئی ہے، لیکن جو عورتیں شرعی آداب کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں نوے پڑھیں یا سجدے کریں یا چراغ جلائیں تو یہ لعنت کے کام ہیں جن سے بچنا اور بچانا واجب ہے۔ اور جو عورتیں یہ کام کریں ان کا قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ۷۷، ۷۹) - باب مَا يَقُولُ إِذَا مَرَّ بِالْقُبُورِ (التحفة ۸۳)

باب: ۷۷-۷۹۔ قبرستان (میں) جائے یا اس کے قریب) سے گزرے تو کیا پڑھے؟

۳۲۳۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقُونَ» [سلا متی ہو تم پر اے ان گھروں کے مومن لوگو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔]

۳۲۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے تو یہ دعا پڑھی: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقُونَ] "سلا متی ہو تم پر اے ان گھروں کے مومن لوگو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔"

🌞 فوائد و مسائل: اہل قبور اپنے مسلمان بھائیوں کی دعاؤں کے بہت زیادہ محتاج ہیں۔ ان کے لیے خلوص سے دعا کرنا ان کا حق ہے نہ کہ ان سے دعائیں کروانا یا ان سے حاجت روائی و مشکل کشائی کی درخواست کرنا۔ ⑤ مذکورہ دعا کے علاوہ بھی زیارت قبور کی دعائیں صحیح احادیث میں وارد ہیں جیسے صحیح مسلم میں ہے: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ] وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ، لِلْحَقِّقُونَ، أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۷۵)

ح: ۳۲۰، وابن ماجہ، ح: ۱۵۷۵، والنسائی، ح: ۲۰۴۵ من حدیث محمد بن جحادة به، وقال الترمذی: "حسن" * أبو صالح مولیٰ أم هانئ، وضعیف مدلس، وحدث به بعد ما کبر۔

۳۲۳۷- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ۲۴۹ من حدیث مالک به، وهو في الموطأ (بھی): ۱/ ۲۸-۳۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الجنائز

محرم میت سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۸۰، ۷۸- محرم اگر فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ کیسے کیا جائے؟

(المعجم ۷۸، ۸۰) - باب: كَيْفَ يُصْنَعُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ؟ (التحفة ۸۴)

۳۲۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جسے اس کی سواری نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی اور وہ فوت ہو گیا جبکہ وہ حالت احرام میں تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ”اسے اس کے ان دو کپڑوں میں کفن و پیری کے پتے ملے پانی کے ساتھ غسل دو اور اس کا سر مت ڈھانپو۔ بلاشبہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا تو یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔“

۳۲۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَصَّتُهُ رَاحِلَتُهُ فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ: «كَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَلَا تُحَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي».

585

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ اس حدیث میں پانچ احکام ہیں۔ ① ایسی میت کو دو ہی کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ② تمام غسلوں میں پیری کے پتے استعمال کیے جائیں۔ ③ اس کا سر نہ ڈھانپا جائے۔ ④ اور نہ خوشبو ہی لگائی جائے۔ ⑤ اور کفن اس کے اپنے مال میں سے لیا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ خَمْسُ شُئْنٍ: «كَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ» أَيْ يَكْفَنُ الْمَيِّتَ فِي ثَوْبَيْنِ، «وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ» أَيْ أَنْ فِي الْغَسَلَاتِ كُلِّهَا سِدْرًا، «وَلَا تُحَمِّرُوا رَأْسَهُ، وَلَا تُقَرِّبُوهُ طَبِيبًا»، وَكَانَ الْكَفْنُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ.

۳۲۳۹- حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔ کہا: ”اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو۔“

۳۲۳۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْدٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو وَائُيُوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ قَالَ: «وَكَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ».

۳۲۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ۱۲۰۶ من حديث سفیان، والبخاری، الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم؟ ح: ۱۲۶۷ من حديث عمرو بن دينار به.
۳۲۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب المحرم يموت بعرفة... الخ، ح: ۱۸۴۹ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ۱۲۰۶ من حديث حماد بن زيد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۔ کتاب الجنائز

حرم میت سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن حرب کی ایوب سے روایت میں لفظ یوں ہیں: [تَوْبِيْهِ] یعنی اس کے اپنے دو کپڑوں میں کفن دو۔ جبکہ عمرو کی روایت میں: [تَوْبِيْن] آیا ہے۔ ”دو کپڑوں میں کفن دو۔“ (اس کے اپنے ہوں یا کسی دوسرے نے دیے ہوں۔) ابن عبید کی روایت جو ایوب سے ہے اس میں [فِي تَوْبِيْن] کا لفظ ہے۔ جبکہ عمرو نے [تَوْبِيْهِ] کہا ہے۔ اور صرف سلیمان نے یہ اضافہ کیا: ”اے حنوط (خوشبو) بھی نہ لگاؤ۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُلَيْمَانُ: قَالَ أَيُّوبُ: تَوْبِيْهِ، وَقَالَ عَمْرُو: «تَوْبِيْنٍ»، وَقَالَ ابْنُ عَبِيدٍ: قَالَ أَيُّوبُ: «فِي تَوْبِيْنٍ»، وَقَالَ عَمْرُو: «فِي تَوْبِيْهِ». زَادَ سُلَيْمَانُ وَحْدَهُ: «وَلَا تُحْطَوْهُ».

۳۲۴۰۔ ایوب، سعید بن جبیر سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سلیمان کی روایت کے ہم معنی بیان کرتے ہیں، یعنی [فِي تَوْبِيْن] ”دو کپڑوں میں کفن دو۔“

۳۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَى سُلَيْمَانَ «فِي تَوْبِيْنٍ».

☀️ فوائد و مسائل: ① حالت احرام میں چونکہ مرد سر نہیں ڈھانپتا اور نہ خوشبو ہی استعمال کرتا ہے اور کپڑے بھی اس پر دو ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے سوال پیدا ہوتا ہے کہ فوت ہو جانے کی صورت میں اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ تو اس کا جواب مذکورہ احادیث میں موجود ہے۔ ② حرم کا اپنا لباس احرام ہی اس کا کفن بنا دیا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ دوسرا بھی دیا جاسکتا ہے کیونکہ روایات دونوں ہی طرح ہیں۔

۳۲۴۱۔ جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک محرم آدمی کو اس کی سواری نے گرا دیا اور اس کی گردن توڑ دی اور اس سے وہ فوت ہو گیا اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اے غسل دو کفن پہناؤ لیکن سر نہ ڈھانپو اور نہ خوشبو ہی لگاؤ بلاشبہ یہ تبلیہ پکارتے ہوئے اٹھایا

۳۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَصَّتْ بَرَجَلٌ مُحْرِمٍ نَاقَتَهُ فَقَتَلَتْهُ، فَأَتَتْهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تَغُطُّوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طَبِيبًا».

۳۲۴۰۔ تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين.

۳۲۴۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، جزء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمه، ح: ۱۸۳۹ من حديث جرير به، وانظر، ح: ۳۲۳۸.

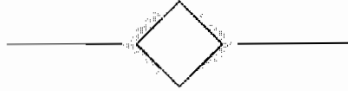
۲۰- کتاب الجنائز

محرم میت سے متعلق احکام و مسائل

جائے گا۔“

فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهْلُ“ .

☀️ فائدہ: حالت احرام میں موت کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس کا عمل قیامت تک کے لیے جاری رہے گا اور اس پر قیاس ہے کہ اگر کوئی طلب علم یا جہاد میں فوت ہو جائے اور وہ اپنے اس عمل کو پورا کرنے کا عزم رکھتا ہو تو اسے ان شاء اللہ قیامت تک کے لیے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔



قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل

* قسم کی اہمیت اور اس کی اقسام: کسی معاملے کو اللہ کے نام یا اس کی صفات کا ذکر کر کے یقینی بنانے کو حلف اٹھانا یا قسم کھانا کہتے ہیں۔ چونکہ عرب لوگ ایسے مواقع پر باہم مصافحہ بھی کرتے تھے اس لیے اسے [یمین] کہا گیا۔ [یمین] بمعنی واہنا ہاتھ اور اس کی جمع ہے [ایمان] اس کی تین قسمیں ہیں: ایک حقیقی اور سچی قسم جو بالعزم اٹھائی جاتی ہے، اسے ”یمین مَعْقَد“ کہتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنا حتیٰ الامکان لازم ہوتا ہے ورنہ کفارہ واجب ہوتا ہے۔ دوسری ”یمین لغو“ ہے۔ یعنی بلا عزم بات بات پر قسمیں اٹھانا جیسے کہ بعض لوگوں کا تکیہ کلام ہوتا ہے اسے معاف قرار دیا گیا ہے۔ تاہم اسے معمولی نہیں جاننا چاہیے بلکہ اپنی عادت بدلنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اور تیسری جھوٹی قسم، اسے ”یمین غموس“ کہتے ہیں۔ یعنی گناہ عتاب اور ہلاکت میں ڈبودینے والی۔ اسے اکبر الکبائر میں شمار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَنْفُضُوا الْاٰیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِہَا﴾ (النحل: ۹۱) ”اپنی قسموں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔“ ﴿لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اٰیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبْتُمْ

قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل

﴿قُلُوْٓبُكُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۵) ”اللہ تمہیں تمہاری ان قسموں پر نہیں پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں“ ہاں اس چیز پر پکڑے گا جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔“

* نذر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: لغت میں نذر کے معنی ہیں [اَلْوَعْدُ بِخَيْرٍ اَوْ شَرٍّ] ”اچھا یا برا وعدہ“۔ شرع میں نذر کا مطلب ہے: (هُوَ التَّزَامُ قُرْبَىٰ غَيْرِ لَا زِمَةَ) ”اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے کسی چیز کو اپنے اوپر لازم قرار دے لینا نذر کہلاتا ہے۔“

* نذر کی مشروعیت: نذر گزشتہ ادیان میں بھی مشروع تھی اور زمانہ جاہلیت میں بھی اس کا رواج عام تھا۔ مشرکین بتوں کے نام پر نذر مانتے تھے تاکہ ان کا قرب حاصل ہو۔ اپنی حاجات طلبی کے لیے نذر و نیاز ان کے ہاں مقبول عام عمل تھا۔ اسلام نے نذر کو مشروع رکھا ہے لیکن اس کے لیے قواعد و ضوابط رکھے ہیں تاکہ یہ اللہ کی رضا کے حصول کا باعث بنے اور غیر اللہ کے ساتھ اس کا تعلق ختم ہو جائے۔ قرآن مجید میں اس کی مشروعیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ﴾ (البقرة: ۲۷۰)

”تم جتنا کچھ خرچ کرو یعنی خیرات کرو اور جو کچھ نذر مانو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔“

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعهْ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِيهِ] (صحیح البخاری)

الایمان والنذور، حدیث: ۶۶۹۶

”جس شخص نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی تو وہ اس کی اطاعت کرے (نذر پوری کرے) اور جس نے اس کی معصیت کی نذر مانی وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔“



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۱) - كِتَابُ الْإِيمَانِ وَالنُّذُورِ (التحفة ۱۶)

قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل

باب ۱: جھوٹی قسم میں گناہ کی سختی

(المعجم ۱) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْيَمِينِ

الْفَاجِرَةِ (التحفة ۱)

۳۲۴۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (کسی حاکم وغیرہ کی مجلس میں محبوس ہو کر یا دیدہ دانستہ) جھوٹی قسم کھائی تو اسے چاہیے کہ اپنے چہرے کا مقام آگ میں بنا لے۔“

۳۲۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ مَضْبُورَةٍ كَاذِبًا فَلْيَتَّبِعُوا بِوَجْهِهِ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

🌞 فائدہ: جھوٹ بولنا ویسے ہی کبیرہ گناہ اور لعنت کا کام ہے، کجا یہ کہ اس پر مزید قسم بھی اٹھائے۔ تو اس کی سزا جہنم ہے۔ دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بہر حال توبہ کا دروازہ کھلا ہے جسے اپنے اس غلط عمل کا احساس ہو جائے وہ بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرے۔

باب:..... جو شخص کسی کا مال مار لینے کے لیے قسم کھائے

(المعجم . . .) - بَابُ: فِيمَنْ حَلَفَ

لِيَقْتَطَعَ بِهَا مَالًا (التحفة ۲)

۳۲۴۳- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما کہتے ہیں

۳۲۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى

۳۲۴۲- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۳۶ عن يزيد بن هارون به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

۳۲۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح: ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ومسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ۱۳۸ من حديث أبي معاوية.

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

وَهَذَا بِنُ السَّرِيِّ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَيَقْطَعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ» فَقَالَ الْأَشْعَثُ: فِيَّ وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَاكَ بَيْنَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «احْلِفْ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [آل عمران: ۷۷].



۳۲۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَرَّايُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ:

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور وہ اس میں جھوٹا ہوتا کہ اس کے ذریعے سے کسی مسلمان کا مال مار لے تو وہ اللہ سے ملے گا جب کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔“ اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ حدیث میرے ہی بارے میں ہے۔ میری اور ایک یہودی کی زمین مشترک تھی وہ میرے حصے سے انکاری ہو گیا تو میں نے یہ معاملہ نبی ﷺ کے حضور پیش کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے گواہ ہیں؟“ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے یہودی سے فرمایا: ”قسم اٹھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال مار لے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ ”جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر معمولی مال حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اللہ ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا اور نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

۳۲۴۴- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (قبیلہ) کندہ اور حضرموت کے دو آدمی اپنی ایک زمین کا تنازع لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ زمین یمن میں تھی۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری زمین اس شخص کے باپ نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی اور یہ اب اس کے قبضے میں ہے۔ آپ نے پوچھا:

۳۲۴۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۱۲/۵ من حديث الحارث به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۹۰، وابن الجارود، ح: ۱۰۰۵، والحاكم: ۲۹۵/۴، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

”کیا تمہارے کوئی گواہ ہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ لیکن میں اسے قسم دیتا ہوں کہ (وہ یہ کہے) اللہ کی قسم! وہ نہیں جانتا کہ وہ زمین میری ہے جو اس کے باپ نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی۔ ادھر کنڈی آدمی بھی قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی قسم اٹھا کر کسی کا مال مار لیتا ہے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ کوڑھی ہوگا۔“ چنانچہ کنڈی نے کہا: یہ زمین اسی کی ہے۔

الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبْنِيهَا أَبُو هَذَا وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَحْلَفُهُ وَاللَّهِ! مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي اغْتَصَبْنِيهَا أَبُوهُ، فَتَهَيَّأُ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِينِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْطَعُ أَحَدٌ مَالًا بِيَمِينٍ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ أَجْذَمٌ»، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضُهُ.

۳۲۳۵- جناب علقمہ بن وائل بن حجر حضری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موت اور (قبیلہ) کندہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضری نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص میرے باپ کی زمین پر قابض ہو گیا ہے۔ کنڈی نے کہا: یہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے میں ہی اسے کاشت کرتا ہوں اور اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے حضری سے کہا: ”کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو تمہیں اس کی قسم قبول کرنی ہوگی۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے اسے کوئی پروا نہیں کہ کیا قسم کھا رہا ہے یہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا“ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لیے اس کی طرف سے بس یہی ہے (کہ وہ قسم کھائے)“ چنانچہ وہ قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب اس نے پشت پھیری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس نے قسم کھالی کہ ظلم سے مال کھالے تو یہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس سے رخ پھیرے ہوئے ہوگا۔“

۳۲۴۵- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَمَّاكِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَرْزَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلَكْ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَكَ يَمِينُهُ» قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي مَا حَلَفَ عَلَيْهِ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَاكَ»، فَأَنْطَلَقَ لِيَحْلِفَ لَهُ، فَلَمَّا أَذْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا لَيْنٌ حَلَفَ عَلَى مَالٍ لِيَأْكُلَهُ ظَالِمًا لِيَلْقِيَنَّ اللَّهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ».

۳۲۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من أقطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ۱۳۹ عن هناد بن

السري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۱- کتاب الایمان والنذور

قسم سے متعلق احکام و مسائل

🌞 **فوائد و مسائل:** ① کسی مقدمہ کے طرفین جس میں کسی صالح کے متعلق گمان ہو کہ سچ کہتا ہوگا اور کسی فاسق کے متعلق وہم ہو کہ یہ جھوٹا ہوگا، قاضی کے رو برو برابر ہوتے ہیں۔ ان کا فیصلہ شرعی اصولوں کے تحت ہی ہوگا کہ مدعی گواہ پیش کرے یا مدعا علیہ قسم کھائے۔ (خطابی) ② کسی تنازع (جھگڑے) میں طرفین کا ایک دوسرے کو جھوٹ، خیانت یا ظلم وغیرہ سے متہم کرنا ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ ان کے متعلق کوئی دعوہ قبول نہیں کیا جاسکتا۔ (خطابی) ③ مدعا علیہ کسی بھی دین و ملت سے تعلق رکھتا ہو اس سے قسم لی جائے گی جو تسلیم ہوگی۔ ④ جھوٹی قسم کا عتاب انتہائی شدید ہے۔

(المعجم ۲) - باب مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ
الْيَمِينِ عِنْدَ مَنِبْرِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۳)
باب: ۲- منبر نبوی کے پاس قسم کھانے
کی عظمت

۳۲۴۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَسْطَاسٍ مِنْ آلِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مَنِبْرِ هَذَا عَلَى يَمِينِ آيْمَةٍ وَلَوْ عَلَى سِوَالِكِ أَخْضَرَ، إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ».

۳۲۴۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی، خواہ ایک (تازہ) مسواک ہی پر کیوں نہ ہو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔“ یا فرمایا: ”اس کے لیے جہنم واجب ہے۔“

🌞 **فائدہ:** مسجد نبوی میں ریاض الحنة اور منبر نبوی جو کہ محشر میں حوض پر ہوں گے جیسے عظیم متبرک مقامات کی پروا نہ کرتے ہوئے جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا انتہائی بدعتی کی علامت ہے۔ عام مساجد کا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے قسم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

(المعجم ۳) - باب الْيَمِينِ بِغَيْرِ اللَّهِ
(التحفة ۴)
باب: ۳- غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا

۳۲۴۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ۳۲۴۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب اليمين عند مقاطع الحقوق، ح: ۲۳۲۵ من حديث هاشم ابن هاشم، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۹۲، وابن الجارود، ح: ۹۲۷، والحاكم: ۴/۲۹۶، ۲۹۷، ووافقه الذهبي.

۳۲۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب من حلف باللات والعزى، فليقل: لا إله إلا الله، ح: ۱۶۴۷ من حديث عبد الرزاق، والبخاري، التفسير، سورة والنجم، باب ﴿وَإِذَا قُرِئَتْ اللَّاتُ وَالْعُزَّى﴾، ح: ۴۸۶۰ من حديث معمر بن، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۵۹۳۱.

۲۱- کتاب الایمان والنذور

قسم سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا: قسم ہے لات کی! تو اسے چاہیے کہ کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ جو کھیلیں! تو اسے چاہیے کہ کچھ صدقہ کرے۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ وَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرَكَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ».

☀ فائدہ: غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا شرک ہے۔ اگر کسی سے دانستہ ایسا ہو جائے تو اس پر کفارہ نہیں بلکہ توبہ و استغفار اور تجدید ایمان لازم ہے تاہم نادانستہ غیر ارادی طور پر ایسے الفاظ زبان سے نکل جائیں تو اس کے لیے دل سے لا الہ الا اللہ پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ اسی طرح جو کھیلنا حرام ہے تو اس کا کفارہ صدقہ کرنا ہے۔ فرمایا: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۳) ”نیکیاں گناہوں کو مٹاتی ہیں۔“

(المعجم ۴) - [بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ

بِالْآبَاءِ] (التحفة ۵)

باب ۳: آباء و اجداد کے نام کی قسم

کھانے کی حرمت

۳۲۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے باپوں یا ماؤں کے نام کی قسمیں نہ کھایا کرو اور نہ بتوں کے نام کی۔ صرف اللہ کے نام کی قسم کھایا کرو اور اللہ کی قسم بھی اسی صورت میں کھاؤ جب تم سچے ہو۔“

۳۲۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بِاللَّهِ، وَلَا تَحْلِفُوا بِاللَّهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ».

۳۲۴۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک قافلے میں جا رہے تھے کہ پیچھے سے رسول اللہ ﷺ انہیں آن ملے۔ (آپ ﷺ نے ان کو سنا) جب کہ وہ

۳۲۴۹- حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ

۳۲۴۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإيمان والنذور، باب الحلف بالأمهات، ح: ۳۸۰۰ من حديث عبيد الله بن معاذ به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۷۶.

۳۲۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى، ح: ۱۶۶۶ من حديث عبيد الله بن عمر، والبخاري، الأدب، باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولاً أو جاهلاً، ح: ۶۱۰۸ من حديث نافع به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والنذور

قسم سے متعلق احکام و مسائل

الْخَطَّابُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَدْرَكَهُ وَهُوَ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَخْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاهُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لَيْسَ كُنْتُ».

اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہیں منع فرماتا ہے کہ اپنے آباء و اجداد کی قسمیں کھاؤ جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔“

۳۲۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . . . نَحْوَ مَعْنَاهُ إِلَى «بِآبَائِكُمْ». زَادَ: قَالَ عُمَرُ: فَوَاللَّهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَذَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

۳۲۵۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سنا (کہ میں اپنے باپ کے نام کی قسم کھا رہا تھا) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: اللہ کی قسم! (بعد ازاں) میں نے ان کی قسم نہیں کھائی نہ عداوت اور نہ حکایت (کسی کی طرف سے نقل کرتے ہوئے)۔

۳۲۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ ابْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلًا يَحْلِفُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ».

۳۲۵۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو سنا کہ وہ کعبہ کی قسم کھا رہا تھا تو انہوں نے اس سے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① غیر اللہ کی قسم کھانا خواہ وہ کعبہ کی ہو یا فرشتے یا انبیاء یا اولیاء صالحین یا آباء و اجداد وغیرہ کی اسے گویا اللہ کے ہم پلہ ٹھہرانا ہے یا اس کی سی صفات سے موصوف سمجھنا ہے جو کہ واضح شرک ہے۔ جس سے ایسا ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ ایمان کی تجدید کرے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھے جیسے کہ (حدیث: ۳۲۴۷) میں گزر رہا ہے۔ ② خیال رہے کہ قرآن مجید کی قسم کھانا اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم اگر کوئی اٹھالے تو مباح اور جائز ہے اس لیے کہ قرآن مجید اللہ و الجلال کا کلام اور اس کی صفت ہے اور اللہ کی صفات کی قسم کھانا ثابت اور صحیح ہے۔

۳۲۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ۱۵۹۲۲، ورواه البخاري، الإيمان والنذور، باب: لا تحلفوا بآبائكم، ح: ۶۶۴۷ من حديث معمر به معلقاً. ۳۲۵۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والإيمان، باب ماجاء في أن من حلف بغير الله فقد أشرك، ح: ۱۵۳۵ من حديث الحسن بن عبيد الله به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۷۷، والحاكم: ۲۹۷/۴، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۲۵۲- جناب طلحہ بن عبید اللہ نے بدوی کے واقعہ

والی حدیث میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کامیاب ہوا“ قسم اس کے باپ کی! اگر سچا (ثابت قدم) رہا۔ جنت میں داخل ہوا، قسم اس کے باپ کی! اگر یہ سچا (ثابت قدم) رہا۔“

۳۲۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، يَعْني فِي حَدِيثِ قِصَّةِ الْأَعْرَابِيِّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ».

فائدہ: اس روایت میں [وَأَبِيهِ] کا لفظ شاذ اور ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) تاہم اس کی یہ تاویل بھی کی جاتی ہے کہ یہ قصہ غیر اللہ کی قسم سے منع کرنے سے پہلے کا ہے یا یہ کلام عامۃ الناس کے اسلوب پر ہے اس میں قسم کا معنی مراد نہیں ہے۔ اور کچھ نے کہا کہ اس میں لفظ ”رَب“ محذوف ہے اور اصل یوں ہے: [وَرَبُّ أَبِيهِ] ”اس کے باپ کے رب کی قسم“ علامہ سیوطی نے کہا کہ اس میں ”تعجب“ کے معنی ہیں۔ (نبیل الاوطار، باب: الحلف باسماء اللہ و صفاتہ: ۲۵۷/۸)

باب: ۵- امانت کی قسم کھانا ناجائز ہے

(المعجم ۵) - باب كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْأَمَانَةِ (التحفة ۶)

۳۲۵۳- جناب (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد

سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔“

۳۲۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ الطَّائِيُّ عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا».

فائدہ: ایمان یا امانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ امور ہیں ان کی قسم کھانے کے کوئی معنی نہیں لہذا ناجائز ہے۔ تاہم بقول امام شافعی رحمہ اللہ اس میں کوئی کفارہ نہیں۔

باب: ۶- لغو قسم کا بیان

(المعجم ۶) - باب لَغْوِ الْيَمِينِ (التحفة ۷)

۳۲۵۲- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۳۹۲، ورواه البخاري، ومسلم من حديث إسماعيل بن جعفر به مختصراً، وقوله: "وأبيه" أي "ورب أبيه".

۳۲۵۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۵۲/۵ من حديث الوليد بن ثعلبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۱۸.

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

۳۲۵۴- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الشَّامِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي الصَّائِغُ، عَنْ عَطَاءٍ فِي اللَّغْوِ فِي الْيَمِينِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «هُوَ كَلَامُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ: كَلَّا وَاللَّهِ! وَبَلَى وَاللَّهِ!».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ الصَّائِغُ رَجُلًا صَالِحًا قَتَلَهُ أَبُو مُسْلِمٍ بِعَرَنْدَسَ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا رَفَعَ الْمِطْرَفَةَ فَسَمِعَ النَّدَاءَ، سَبَّهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ مَوْقُوفًا عَلَى عَائِشَةَ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الرَّهْرِيُّ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَمَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ كُلُّهُمْ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوفًا.

فائدہ: لغو قسم معاف ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں تاہم آدمی کو اس سے پرہیز کرتے ہوئے اپنی عادت بدلتی چاہیے۔ فرمایا: ﴿لَا يُؤْخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤْخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۵) ”اللہ تمہیں تمہاری ان لغو قسموں پر نہ پکڑے گا البتہ اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔“

(المعجم ۷) - باب المَعَارِضِ فِي الْإِيمَانِ (التحفة ۸)

۳۲۵۴- جناب عطاء رضی اللہ عنہ سے لغو قسم کے بارے میں مروی ہے انہوں نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے مراد وہ قسم ہے جو آدمی اپنے گھر میں کَلَّا وَاللَّهِ! اور بَلَى وَاللَّهِ! (نہیں قسم اللہ کی! ہاں قسم اللہ کی!) وغیرہ بولتا رہتا ہے۔“ (اس کا تکیہ کلام ہوتا ہے اور قسم کا قصد نہیں ہوتا۔)

امام ابو داود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم صالح ایک صالح آدمی تھے۔ ان کو ابو مسلم نے مقام عَرَنْدَسَ میں قتل کر دیا تھا۔ اور ان کا یہ معمول تھا کہ اگر تھوڑا اٹھایا ہوا ہوتا اور اذان سن لیتے تو وہیں چھوڑ دیتے تھے۔

امام ابو داود نے کہا: اس حدیث کو داود بن ابی فرات نے بواسطہ ابراہیم صالح حضرت عائشہ پر موقوف روایت کیا ہے اور ایسے ہی زہری، عبد الملک بن ابی سلیمان اور مالک بن مغول نے بواسطہ عطاء حضرت عائشہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

فائدہ: لغو قسم معاف ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں تاہم آدمی کو اس سے پرہیز کرتے ہوئے اپنی عادت بدلتی چاہیے۔ فرمایا: ﴿لَا يُؤْخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤْخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۵) ”اللہ تمہیں تمہاری ان لغو قسموں پر نہ پکڑے گا البتہ اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔“

باب: ۷- قسم کھانے میں مخفی طور پر اشارتا کوئی اور مفہوم مراد لے لینا

۳۲۵۴- تخریج: [حسن] أخرجه ابن حبان في صحيحه (موارد)، ح: ۱۱۸۷ من حديث حميد بن مسعدة به، ورواه البخاري، ح: ۶۶۶۳ موقوفًا على عائشة رضي الله عنها.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قسم سے متعلق احکام و مسائل

۳۲۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیری قسم اسی بات پر ہے جس
پر تیرا ساتھی تجھ سے تصدیق کر رہا ہے۔“

۳۲۵۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ:
أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَمِينُكَ
عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهَا صَاحِبُكَ».

جناب مسدود رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند میں (عن عباد بن
ابی صالح کے بجائے) ”اخبرنی عبد اللہ بن ابی
صالح“ کہا ہے۔

قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
أَبِي صَالِحٍ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں عبد اللہ بن
ابی صالح اور عباد بن ابی صالح ایک ہی شخصیت ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُمَا وَاحِدٌ: عَبَادُ بْنُ أَبِي
صَالِحٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ.

☀️ فائدہ: مسلمانوں کے درمیان آپس میں تنازعات کے فیصلوں کے لیے اشارات و تعریضات (تورے) سے قسم
اٹھانا کسی طرح مفید مطلب نہیں بلکہ ناجائز ہے البتہ کفار یا خالوں سے آویزش ہو تو رخصت ہے۔

۳۲۵۶- حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی نیت سے
روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ واکل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔
ان کے ایک دشمن نے ان کو پکڑ لیا تو قوم کے لوگ قسم
کھانے سے ہچکچاتے رہے مگر میں نے قسم کھائی کہ ”یہ میرا
بھائی ہے۔“ تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے آپ کو بتایا کہ
قوم کے لوگوں نے قسم کھانے میں حرج سمجھا تھا مگر میں
نے قسم کھائی کہ ”یہ میرا بھائی ہے“ تو آپ نے فرمایا:
”تو نے سچ کہا“ مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔“

۳۲۵۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ:
حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا
إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ
جَدَّتِهِ، عَنْ أَبِيهَا سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ:
خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ
حُجْرٍ فَأَخَذَهُ عَدُوُّ لَهُ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ يَحْلِفُوا
وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي فَحَلَّى سَبِيلَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوا أَنْ يَحْلِفُوا
وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي، قَالَ: «صَدَقْتَ، الْمُسْلِمُ
أَخُو الْمُسْلِمِ».

۳۲۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب اليمين على نية المستحلف، ح: ۱۶۵۳ من حديث هشيم به.

۳۲۵۶- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من وری في يمينه، ح: ۲۱۱۹ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ۴/۲۹۹، ۳۰۰، ووافقه الذهبي.

۲۱- کتاب الایمان والذکور

قسم سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: دشمن کے مقابلے میں اشارے اور تورے سے قسم کھانا جائز ہے اور [إِنَّ فِي الْمَعَارِضِ لَمُنْذُورَةً عَنِ الْكُذُوبِ] (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۹۹/۱۰) "اشارے میں جھوٹ سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔" کا یہی مفہوم ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي

الْحَلْفِ بِالْبَرَاءَةِ وَبِمَلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ

(الصفحة ۹)

باب: اسلام سے بری ہو جانے یا
غیر مسلم ہونے کی قسم کھانا
www.KitaboSunnat.com

۳۲۵۷- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "جس نے ملت اسلام کے سوا کسی اور ملت میں ہو جانے کی قسم کھائی خواہ وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو تو وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ اور جس نے جس چیز سے اپنے آپ کو قتل کیا اسے قیامت کے دن اسی سے عذاب دیا جائے گا۔ اور جو چیز انسان کی اپنی ملکیت میں نہ ہو اس کی نذر بھی نہیں ہے۔"

۳۲۵۷- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ

نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضُّحَاكِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِمَلَّةٍ غَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ».

۳۲۵۸- حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں تو اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ وہی ہوا جو اس نے کہا اور اگر سچا بھی ہوا تو اسلام کی طرف صحیح مسلم نہیں لوٹے گا۔"

۳۲۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ يَعْنِي ابْنَ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا

۳۲۵۷- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية . . . الخ، ح: ۴۱۷۱، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلط تحريم قتل الإنسان نفسه . . . الخ، ح: ۱۱۰ من حديث معاوية بن سلام به.

۳۲۵۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من حلف بملة غير الإسلام، ح: ۲۱۰۰، والنسائي، ح: ۳۸۰۳ من حديث حسين بن واقد به، وهو في مستد أحمد: ۳۵۵/۵، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳۹۸/۴، ووافقه الذهبي.

۲۰۔ کتاب الایمان والنذور

فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا»۔

فائدہ: اسلام اللہ کا دین اور بندوں کے لیے عظیم ترین نعمت ہے چنانچہ سچے جھوٹے کسی طرح بھی اس سے بری ہونے کے الفاظ زبان پر لانا ناجائز اور حرام ہے۔ اگر کسی نے سچے ہوتے ہوئے اس طرح کہہ دیا تو بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسی قسم کا مالی کفارہ نہیں ہے اس کا عتاب اس کے دین کا نقصان قرار دیا گیا ہے۔

باب: ۸۔ جو کوئی قسم کھائے کہ سالن
نہیں کھائے گا

(المعجم ۸) - باب الرَّجُلِ يَحْلِفُ أَنْ لَا
يَتَأَدَّمَ (التحفة ۱۰)

۳۲۵۹۔ حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام رحمہ اللہ

بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے
ایک کھجور روٹی کے ٹکڑے پر رکھی اور فرمایا: ”یہ اس کا
سالن ہے۔“

۳۲۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ سَلَامٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ
تَمْرَةً عَلَى كِسْرَةٍ فَقَالَ: «هَذِهِ إِدَامٌ هَذِهِ».

۳۲۶۰۔ یزید اعمر نے حضرت یوسف بن عبد اللہ

بن سلام رحمہ اللہ سے اس کے مثل روایت کیا۔

۳۲۶۰۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ الْأَعْوَرِ،
عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ مِثْلَهُ.

باب: ۹۔ قسم کے ساتھ [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہنا

(المعجم ۹) - باب الاستثناء في اليمين
(التحفة ۱۱)

۳۲۶۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کی

۳۲۶۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ:

۳۲۵۹۔ تخریج: [ضعیف] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۷۴۹۴ من حديث يحيى بن العلاء به، وهو كذاب يضع الحديث، قاله أحمد، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

۳۲۶۰۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ۱۸۳ من حديث عمر بن حفص بن غياث به * حفص بن غياث عنعن، ويزيد بن أبي أمية مجهول.

۳۲۶۱۔ تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإيمان والنذور، باب الاستثناء، ح: ۳۸۶۰ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ۱۰/۲، وانظر الحديث الآتي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والذکور

قسم سے متعلق احکام و مسائل

طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ”جس نے قسم کھائی اور پھر [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہہ دیا تو اس نے استثناء کر لیا۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ يُبْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَدْ اسْتَشْنَى».

۳۲۶۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہا تو چاہے وہ اپنی قسم کو پورا کرے یا نہ کرے قسم نہیں ٹوٹے گی۔“

۳۲۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ وَهَذَا حَدِيثُهُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَاسْتَشْنَى فَإِنْ شَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حَنِثٍ».

☀ فائدہ: چونکہ تمام امور اللہ عز و جل کی مشیت سے پورے ہوتے ہیں اس لیے قسم میں بھی حسن ادب یہ ہے کہ مستقبل کے امور میں [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہہ لے اس طرح قسم کھانے کی صورت میں اگر کام نہ ہو سکا تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ لیکن اگر قسم کھانے والا مخالفت کی نیت رکھتے ہوئے محض اپنے مخاطب کو تسلی دینے کے لیے [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہتا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ]

باب:..... نبی ﷺ کیسے قسم کھایا کرتے تھے

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَتْ (التحفة ۱۲)

۳۲۶۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر قسمیں اس طرح کی ہوتی تھیں: [لَا وَمُقَلَّبِ الْقُلُوبِ] ”نہیں“ قسم ہے اس ذات کی جو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔“

۳۲۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُفَيْلِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَكْثَرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْلِفُ بِهِذِهِ الْيَمِينِ: «لَا وَمُقَلَّبِ الْقُلُوبِ».

☀ نوادہ و مسائل: ① اللہ عز و جل کی صفات کے ساتھ قسم کھانا عین توحید ہے۔ ② قسم کے شروع میں لا لگانا عربی زبان کا معروف اسلوب ہے۔

۳۲۶۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الذکور والایمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ۱۵۳۱، والنسائي، ح: ۳۸۲۴، وابن ماجه، ح: ۲۱۰۵ من حديث عبد الوارث به، وقال الترمذي: "حسن". ۳۲۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، القدر، باب: بحول بين المرأة وقلبه، ح: ۶۶۱۷ من حديث ابن المبارك به.

۲- کتاب الايمان والنذور

قسم سے متعلق احکام و مسائل

۳۲۶۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بہت تاکید کی قسم کھاتے تو یوں کہا کرتے تھے: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ» [”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے!“]

۳۲۶۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ شُمَيْخٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اجْتَهَدَ فِي الْيَمِينِ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ».

🌞 **ملوظہ:** اکثر روایات میں یہ الفاظ اس طرح آتے ہیں: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ» یعنی ابوالقاسم (کنیت) کی بجائے اسم گرامی محمد ﷺ نام لیتے۔

۳۲۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قسم کھاتے تو یوں کہا کرتے: «لَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ» [”نہیں! اور میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں۔“]

۳۲۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا حَلَفَ يَقُولُ: «لَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ».

🌞 **ملوظہ:** روایت ضعیف ہے۔ اور یہ جملہ قسم نہیں بلکہ قسم سے مشابہ ہے۔ اس کی اصل یہ ہو سکتی ہے [لَا وَاللَّهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ] (بذل المحمود)

۳۲۶۶- عاصم بن لقیط کہتے ہیں کہ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ ایک وفد لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ لقیط کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس سلسلے میں حدیث ذکر کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تیرے اللہ کی بقا کی قسم۔“

۳۲۶۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبَّاسٍ السَّمْعِيُّ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ذَلْهَمِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاجِبِ بْنِ عَامِرِ بْنِ الْمُتَنَفِّقِ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ ذَلْهَمٌ:

۳۲۶۴- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۶/۱۰ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۴۸/۳ * عاصم بن شُمَيْخ حسن الحديث.

۳۲۶۵- **تخریج:** [إسناده ضعیف] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب يمين رسول الله ﷺ التي كان يحلف بها، ح: ۲۰۹۳ من حديث محمد بن هلال به * هلال بن أبي هلال المدني مولى بني كعب مستور، لم يوثقه غير ابن حبان. ۳۲۶۶- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۳/۴ من حديث ابن عباس به مطولاً، والسند متصل، انظر النهاية في الفتن والملاحم (بتحقيقي)، ح: ۵۳۲ (والتحقيق الجديد، ح: ۵۶۴).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قسم سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الایمان والنذور

وَحَدَّثَنِيهِ أَيْضًا الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ: أَنَّ لَقِيطَ بْنَ عَامِرٍ خَرَجَ
وَإِفْدًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ لَقِيطٌ: فَقَدِمْنَا
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ حَدِيثًا فِيهِ، فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: «لَعَمْرُ إِلَهِكَ».

🌞 فائدہ: صحیح بخاری میں بھی اسی قسم کے لفظ کے ساتھ یہ روایت ہے۔ [لَعَمْرُ اللَّهِ لَقَوْلُهُ] (صحیح البخاری)
الایمان والنذور، باب: قول الرجل لعمر الله، حدیث: (۶۶۶۲) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عمر یہاں حیات
کے معنی میں ہے۔ اس لفظ کے ساتھ قسم کھانے والا اللہ کی بقا کے ساتھ قسم کھاتا ہے اور بقا اللہ کی ذاتی صفت ہے۔ اس
لیے اس طرح قسم کھانا صحیح ہے۔ (فتح الباری، باب مذکور)

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي الْقَسَمِ هَلْ
يَكُونُ يَمِينًا (التحفة ۱۳)
باب: ۱۰- کیا کسی کو قسم دینا بھی قسم
میں داخل ہے؟

۳۲۶۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْسَمَ
عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمَ».
۳۲۶۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو قسم دی تو نبی ﷺ
نے فرمایا: ”قسم مت دو۔“ (تفصیل درج ذیل روایت
میں ہے۔)

🌞 فائدہ: علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کسی کو محض یوں کہہ دے کہ تجھے ”قسم ہے“ یہ قسم نہیں، لیکن اگر
یوں کہے کہ ”تجھے اللہ کی قسم ہے“ تو یہ قسم ہوگی اور پھر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔ لیکن اگر کوئی پوری نہ کر سکے تو
کوئی حرج نہیں۔

۳۲۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ
۳۲۶۸- جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

۳۲۶۷- تخریج: أخرجه مسلم، الرؤيا، باب: في تأويل الرؤيا، ح: ۲۲۶۹ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري،
التعبير، باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب، ح: ۷۰۴۶ من حديث الزهري به مطولاً، وهو في مسند
أحمد: ۲۱۹/۱.

۳۲۶۸- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق، انظر الحديث السابق، والبخاري، التعبير، باب رؤيا
الليل، ح: ۷۰۰۰ من حديث معمر به، ورواه الترمذي، ح: ۲۲۹۳ عن عبدالرزاق به، وابن ماجه، ح: ۳۹۱۸ عن
محمد بن يحيى به، انظر الحديث الآتي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: بے شک میں نے آج رات خواب دیکھا ہے اور پھر اس نے اپنا خواب بیان کیا۔ اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم نے کچھ میں درست کہا ہے اور کچھ میں خطا کی ہے۔“ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دیتا ہوں میرا باپ آپ پر فدا ہوا! آپ مجھے ضرور بتائیے کہ میں نے کیا غلطی کی ہے؟ تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”قسم مت دو۔“

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ ابْنُ يَحْيَى: وَكَتَبْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ فَذَكَرَ رُؤْيَا فَعَبَّرَهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا»، فَقَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! بِأَبِي أَنْتَ لَتَحَدِّثَنِي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَقْسِمَ».

605

۳۲۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی، مگر اس میں قسم کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس میں مزید یہ ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں وضاحت نہیں کی۔

۳۲۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرِ الْقَسَمَ. زَادَ فِيهِ: وَلَمْ يُخْبِرْهُ.

باب: ۱۱- اگر کوئی قسم کھالے کہ یہ کھانا نہیں کھاؤں گا

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى طَعَامٍ لَا يَأْكُلُهُ (التحفة ۱۴)

۳۲۷۰- حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں کچھ مہمان آ گئے، جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے آنے تک تم ان کی ضیافت اور خدمت سے فارغ

۳۲۷۰- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَوْ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ عَنْهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: نَزَلَ بَنَّا أَصْيَافَ لَنَا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَتَحَدَّثُ عِنْدَ

۳۲۶۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث محمد بن كثير به، انظر، ح: ۳۲۶۷.

۳۲۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره من الغضب والجزع عند الضيف، ح: ۶۱۴۰، ومسلم، الأشربة، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، ح: ۲۰۵۷ من حديث الجريري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قسم سے متعلق احکام و مسائل

ہو جانا۔ چنانچہ میں ان کے پاس ان کی ضیافت لے کر آیا تو انہوں نے کہا: ہم نہیں کھائیں گے حتیٰ کہ ابوبکر آجائیں۔ چنانچہ وہ (دیر سے) آئے اور پوچھا کہ تمہارے مہمانوں کا کیا ہوا؟ کیا تم ان کی مہمانداری سے فارغ ہو چکے ہو؟ گھر والوں نے کہا: نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں ان کے پاس ان کی ضیافت لے گیا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں کھائیں گے حتیٰ کہ ابوبکر آجائیں۔ ان مہمانوں نے بھی تصدیق کی کہ یہ ہمارے پاس ضیافت لایا تھا مگر ہم نے انکار کر دیا حتیٰ کہ آپ آجائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہیں (میرے بغیر) کھانے سے کیا مانع رہا؟ انہوں نے کہا: آپ کے باعث۔ (آپ کی عدم موجودگی)۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں آج رات یہ نہیں کھاؤں گا۔ تو انہوں نے کہا: اور ہم بھی اللہ کی قسم! نہیں کھائیں گے حتیٰ کہ آپ کھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آج جیسی بری رات میں نے نہیں دیکھی اور فرمایا: کھانا لاؤ۔ چنانچہ ان کا کھانا پیش کیا گیا تو کہا: بسم اللہ۔ اور کھانے لگے اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ (عبدالرحمن کہتے ہیں) مجھے بتایا گیا کہ صبح کے وقت وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ سب آپ ﷺ کے گوش گزار کیا جو کچھ انہوں (ابوبکر) نے کیا اور مہمانوں نے کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم ان سے بڑھ کر صالح ہو اور سچے بھی۔“ (کہ مہمانوں کے اکرام میں ان کی قسم کے مطابق کھانا کھالیا۔“)

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: لَا أَرْجِعَنَّ إِلَيْكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ ضِيَافَةِ هَؤُلَاءِ وَمِنْ قِرَائِهِمْ، فَأَتَاهُمْ بِقِرَائِهِمْ فَقَالُوا: لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى يَأْتِيَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ فَقَالَ: مَا فَعَلَ أَضْيَافُكُمْ أَفَرَعْتُمْ مِنْ قِرَائِهِمْ؟ قَالُوا: لَا. قُلْتُ: قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَائِهِمْ فَأَبَوْا وَقَالُوا: وَاللَّهِ! لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى تَجِيءَ فَقَالُوا: صَدَقَ قَدْ أَتَانَا بِهِ فَأَيُّنَا حَتَّى تَجِيءَ، قَالَ: فَمَا مَنَعَكُمْ؟ قَالُوا: مَكَانُكَ، قَالَ: فَوَاللَّهِ! لَا أَطْعُمُهُ اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَقَالُوا: وَنَحْنُ وَاللَّهِ! لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى تَطْعُمَهُ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ، قَالَ: قَرَّبُوا طَعَامَكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبَ طَعَامَهُمْ، فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ فَطَعِمَ وَطَعِمُوا، فَأَخْبَرْتُ أَنَّهُ أَصْبَحَ، فَعَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي صَنَعَ وَصَنَعُوا، قَالَ: «بَلْ أَنْتَ أَبْرُهُمْ وَأَصْدُقُهُمْ».

۳۲۷۱- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ وَعَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ، زَادَ عَنْ سَالِمٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: «وَلَمْ يَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ».

۳۲۷۱- ابو عثمان نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر سے یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی۔ اور ابن ثنی نے سالم کی اس حدیث میں مزید کہا: مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) کفارہ بھی دیا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ دلچسپ حدیث صحیح بخاری میں تفصیل سے پڑھنے کے لائق ہے۔ (صحیح البخاری، مواہیت الصلاة، حدیث: ۲۰۲) اس میں ہے کہ ایک کرامت ظاہر ہوئی کہ کھانا بڑھ گیا اور پھر وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی لے گئے۔ ② اس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ مہمان نوازی ایک اہم شرعی حق ہے۔ ③ شرعی ضرورت کے تحت عشاء کے بعد ضروری امور سرانجام دینا جائز ہے۔ ④ مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانے میں ایک دوسرے کا اکرام ہے اور یہ ایک مستحب عمل ہے۔ ⑤ شرعی حقوق کی کوتاہی میں بڑی عمر کی اولاد کو دوسروں کے سامنے بھی ڈانٹ ڈپٹ کی جاسکتی ہے۔ ⑥ کسی بات پر قسم کھائی ہو لیکن اس کا دوسرا پہلو زیادہ بہتر ہو تو قسم تو زہنی چاہیے۔ ⑦ اولیاء اور صالحین کی کرامات حق ہیں۔ ⑧ مذکورہ بالا صورت میں اگر کسی نے قسم توڑی ہو تو کفارہ لازم آتا ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کفارے کا ذکر ویسے ہی نہیں آیا۔ کچھ نے کہا ہے کہ ممکن ہے یہ واقعہ وجوب کفارہ سے پہلے کا ہو اور کچھ نے اسے لغو قسم شمار کیا ہے، مگر یہ متبادر نہیں ہے۔

(المعجم ۱۲) - باب الیَمینِ فی قَطِیعَةٍ الرَّحِمِ (التحفة ۱۵)

باب ۱۲- قطع تعلق کی قسم کھالینا

۳۲۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمَعْلَمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ

۳۲۷۲- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصاریوں میں دو بھائیوں میں وراثت کا معاملہ تھا۔ ایک نے دوسرے سے تقسیم کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: اگر تو نے مجھ سے دوبارہ تقسیم کی بات کی تو میرا سب

۳۲۷۱- تخریج: أخرجه مسلم عن محمد بن المثنى عن سالم بن نوح به، وانظر الحديث السابق.

۳۲۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۶۵، ۶۶ من حديث يزيد بن زريع به، وصححه الحاكم: ۳۰۰/ ۴، ووافقه الذهبي * قال أحمد: 'قد رأى سعيد عمرو سمع منه وإذا لم يقبل سعيد عن عمر فمن يقبل' (تهذيب الكمال).

۲۱- کتاب الایمان والنذور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

مال کعبہ کے لیے وقف ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا: کعبہ تیرے مال کا محتاج نہیں۔ اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور اپنے بھائی سے (تقسیم کے بارے میں) بات کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”رب تعالیٰ کی نافرمانی میں تیری کوئی قسم ہے نہ نذر اور نہ قطع رحمی میں نذر ہے اور نہ اس چیز میں جس کا تو مالک نہیں۔“

كَانَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ فَسَالَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ الْقِسْمَةَ، فَقَالَ: إِنَّ عُذَّتْ تَسْأَلُنِي عَنِ الْقِسْمَةِ فَكُلُّ مَالِي فِي رِثَاجِ الْكُفَّةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنَّ الْكُفَّةَ غَنِيَّةٌ عَنْ مَالِكَ، كَفَّرَ عَنْ يَمِينِكَ وَكَلَّمَ أَخَاكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَمِينُ عَلَيْكَ وَلَا نَذْرٌ فِي مَعْصِيَةِ الرَّبِّ وَفِي قَطِيعَةِ الرَّجِمِ وَفِيمَا لَا تَمْلِكُ».

۳۲۷۳- جناب عمرو بن شعيب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی نذر نہیں سوائے اس کے جس میں اللہ کی رضا مقصود ہو اور نہ قطع رحمی میں قسم ہے۔“

۳۲۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرٌ إِلَّا فِيمَا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، وَلَا يَمِينٌ فِي قَطِيعَةِ رَجِمٍ».

۳۲۷۴- جناب عمرو بن شعيب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں اور نہ اس میں قسم ہے اور نہ اللہ کی نافرمانی میں اور نہ قطع تعلقی میں۔ اور جس نے قسم کھائی ہو اور پھر اس کے خلاف دوسرے پہلو میں زیادہ خیر دیکھے تو چاہیے کہ قسم چھوڑ دے اور جو خیر ہو اس پر عمل کرے۔ بلاشبہ اس کا چھوڑ دینا ہی اس کا کفارہ ہے۔“

۳۲۷۴- قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نَذْرٌ وَلَا يَمِينٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ وَلَا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِي قَطِيعَةِ رَجِمٍ، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَدْعُهَا وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ

۳۲۷۳- تخریج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وح: ۲۱۹۱، ۲۱۹۲.

۳۲۷۴- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۳۴، ۳۳/۱۰ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ۳۸۲۳ من حديث عبيد الله بن الأخنس به مختصراً، وانظر الحديث السابق * يحيى بن عبيد الله متروك، وحديثه عند البيهقي: ۳۴، ۳۳/۱۰.

قسم سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الایمان والذکر

خَيْرٌ فَإِنْ تَرَكَهَا كَفَّارَتُهَا».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی سب احادیث میں یہی ہے کہ قسم کا کفارہ ادا کرے مگر ان روایات میں (اس کے برعکس بیان ہوا ہے) جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلِيُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِهِ إِلَّا فِيمَا لَا يُعْبَأُ بِهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کیا یحییٰ بن سعید نے یحییٰ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بعد میں چھوڑ دیا تھا اور وہ اسی لائق تھا۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: اس کی احادیث منکر (از حد ضعیف) ہیں اور اس کا باپ غیر معروف ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُلْتُ لِأَحْمَدَ: رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ فَقَالَ: تَرَكَهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَكَانَ أَهْلًا لِذَلِكَ. قَالَ أَحْمَدُ: أَحَادِيثُهُ مَنَاقِبٌ وَأَبُوهُ لَا يَعْرِفُ.

فائدہ: اس روایت میں [مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ] سے آخر تک کا حصہ ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) اور جس کام پر قسم کھائی ہے اسے ترک کرے تو کفارہ دینا رائج ہے۔

باب: ۱۳- جو شخص عداً جھوٹی قسم کھائے

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي الْحَلْفِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا (التحفة ۱۶)

۳۲۷۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو شخص اپنا جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے کر آئے تو نبی ﷺ نے مدعی سے گواہ طلب کیے تو اس کے پاس گواہ نہیں تھے۔ تب آپ نے مدعا علیہ سے قسم طلب کی تو اس نے کہا: ”قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں!“ (میں نے یہ کام نہیں کیا ہے جو مدعی کہتا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیوں نہیں تحقیق تو نے یہ کیا

۳۲۷۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ الطَّالِبَ الْبَيِّنَةَ، فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ، فَاسْتَحْلَفَ الْمَطْلُوبَ، فَحَلَفَ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَلَى

۳۲۷۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۵۳/۱ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ۹۶/۴، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

قَدْ فَعَلْتُ وَلَكِنْ قَدْ غُفِرَ لَكَ بِإِخْلَاصِ قَوْلٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .
ہے لیکن اللہ نے تجھے اخلاص کے ساتھ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُرَادُ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ
أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْهُ بِالْكَفَّارَةِ .
آپ ﷺ نے اسے (جھوٹی قسم کھانے پر) کفارہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① جھوٹی قسم کو ”یمین غموس“ کہتے ہیں۔ یعنی انسان کو گناہ اور ہلاکت میں ڈبو دینے والی۔ یہ کبار میں شمار ہے اور اس کا کوئی مالی کفارہ نہیں۔ دین اور آخرت کا عقاب بہت بڑی سزا ہے البتہ توبہ و ندامت اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم ہی اس کا کفارہ ہے۔ ② اس خاص واقعہ کی بنیاد پر کسی مسلمان کو جھوٹی قسم کھانے کی جرأت نہیں کرنی چاہیے۔ ③ نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے سے یہ علم ہوا کہ اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے اس لیے آپ نے پورے یقین کے ساتھ اس کے جھوٹے ہونے کا ذکر کیا۔ علاوہ ازیں اس کی تلافی کا بیان بھی فرمایا۔



(المعجم ۱۴) - باب الْحِنْثِ إِذَا كَانَ
خَيْرًا (التحفة ۱۷)
باب: ۱۴- قسم توڑ دینے میں بہتری ہو تو
قسم توڑ دینی چاہیے

۳۲۷۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ
أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
«إِنِّي وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَخْلِفُ عَلَى
يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ
يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ»، أَوْ قَالَ:
«إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ يَمِينِي» .
۳۲۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:
۳۲۷۶- حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو
موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے
فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر میں کوئی قسم کھاؤں اور پھر اس
کے خلاف کو بہتر پاؤں تو بالضرور ان شاء اللہ اپنی قسم کا
کفارہ ادا کر دوں گا اور وہی کروں گا جو بہتر ہوگا۔“ یا یوں
فرمایا: [إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ يَمِينِي]
”مگر میں وہ کروں گا جو بہتر ہوگا اور اپنی قسم کا کفارہ دے
دوں گا۔“

۳۲۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والندور، باب قول الله تعالى: ﴿لَا يَأْخُذُكُمْ اللَّهُ بِاللُّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾
ح: ۶۶۲۳، ومسلم، الإيمان، باب نذب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ۱۶۴۹ من حديث
حماد بن زيد به .

۳۲۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب نذب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ۱۶۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبدالرحمن بن سمرہ! جب تم کوئی قسم کھاؤ پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر یا تو وہی کرو جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔“

الْبِرَّازُ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ وَمَنْصُورٌ يَعْنِي ابْنَ زَادَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ؛ إِذَا خَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأَتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْ يَمِينَكَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا کہ وہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنے کی رخصت دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يُرَخِّصُ فِيهَا الْكَفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْثِ.

☀ فائدہ: کسی نے قسم کھائی ہو لیکن اس امر کے خلاف میں شرعی اور اخلاقی مصلحت ہو تو بہتر کیفیت پر عمل کرنا چاہیے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے اور اس میں وسعت ہے کہ پہلے کفارہ دے یا بعد میں۔

۳۲۷۸- حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رحمہ اللہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے مگر اس روایت میں (یہ اضافہ) ہے: ”اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور پھر اس پر عمل کر جو بہتر ہو۔“

۳۲۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ نَحْوَهُ قَالَ: «فَكَفَّرْ عَنْ يَمِينِكَ ثُمَّ أَتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت عدی بن حاتم اور حضرت ابو ہریرہؓ سے احادیث آئی ہیں۔ کچھ میں ہے کہ پہلے خلاف قسم عمل کرے پھر کفارہ دے اور کچھ میں ہے کہ پہلے کفارہ دے اور پھر خلاف قسم عمل کرے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ رُويَ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ: الْحِنْثُ قَبْلَ الْكَفَّارَةِ، وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ: الْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ.

«من حديث هشيم، والبخاري، كفارات الإيمان، باب الكفارة قبل الحنث وبعده، ح: ٦٧٢٢ من حديث يونس ومنصور به.

۳۲۷۸- تخريج: أخرجه مسلم من حديث سعيد بن أبي عروبة به، انظر الحديث السابق، ورواه البيهقي: ٥٣/١٠ من حديث أبي داود به.

The Real Muslims Portal

۲۱- کتاب الايمان والنذور

قسم سے متعلق احکام و مسائل

ہمارے پاس ایک مد تھا جو خالد (قمری) کی طرف منسوب تھا جو ہارون کے گلیچہ (ایک پیمانہ) سے دو گنا تھا۔

خَلَّادِ أَبُو عُمَرَ قَالَ: كَانَ عِنْدَنَا مَكْوُكٌ يُقَالُ لَهُ مَكْوُكٌ خَالِدٍ وَكَانَ كَيْلَجَتَيْنِ بِكَيْلَجَةِ هَارُونَ.

محمد بن محمد نے کہا: خالد کے صاع (مد) سے ہشام بن عبد الملک کا صاع مراد ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: صَاعُ خَالِدٍ صَاعُ هِشَامٍ يَغْنِي ابْنَ مَالِكٍ.

۳۲۸۱- محمد بن محمد بن خالد ابو عمر نے کہا: ہمیں مسدود نے امیہ بن خالد سے بیان کیا کہ جب خالد القسری گورنر بنا تو اس نے صاع کو دو گنا کر دیا اور پھر ایک صاع سولہ رطل کا ہو گیا۔

۳۲۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ خَلَّادِ أَبُو عُمَرَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: لَمَّا وَلِيَ خَالِدُ الْقَسْرِيُّ أَضْعَفَ الصَّاعَ فَصَارَ الصَّاعُ سِتَّةَ عَشَرَ رَطْلًا.

امام ابو داود رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ محمد بن محمد بن خالد کو زنگی (سیاہ قام) لوگوں نے باندھ کر قتل کیا تھا اور اپنے ہاتھوں سے یوں اشارہ کیا ابو داود رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا یا اور اپنی ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کیا۔ کہا کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اللہ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا: مجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ میں نے کہا: تو تمہیں وقف نے کوئی ضرر نہیں دیا! (زنگیوں کے سامنے بے دست و پا ہو جانے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ اللہ کے ہاں تمہارا معاملہ صاف ہی رہا۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ خَلَّادٍ قَتَلَهُ الرُّنْجُ صَبْرًا، فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَمَدَّ أَبُو دَاوُدَ يَدَهُ وَجَعَلَ بَطُونُ كَفِّهِ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: وَرَأَيْتُهُ فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟ فَقَالَ: أَذْخَلَنِي الْجَنَّةَ، قُلْتُ: فَلَمْ يَضُرَّكَ الْوَقْفُ.

باب: ۱۶- مومن گردن (لوٹڈی/ غلام)

کے بیان میں

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي الرِّقَّةِ

الْمُؤْمِنَةِ (التحفة ۱۹)

فائدہ: کئی گنا ہوں کے کفارے میں گردن آزاد کرنے کی تلقین آئی ہے کہیں عام ہے اور کہیں اس کا مسلمان ہونا شرط قرار دیا گیا ہے۔ عام مواقع پر بھی مومن گردن کا آزاد کرنا افضل ہے۔

۳۲۸۱- تخریج: [اسنادہ حسن] انفراد بہ ابو داود.

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

۳۲۸۲- حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے لیے بہت برا قرار دیا۔ میں نے عرض کیا: کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”اسے میرے پاس لاؤ۔“ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا: ”اللہ کہاں ہے؟“ اس نے کہا: آسمان پر۔ آپ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو بلاشبہ یہ مومن ہے۔“

۳۲۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هَلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلْمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ؛ جَارِيَةٌ لِي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَعَظَمَ ذَلِكَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: «إِئْتِنِي بِهَا». قَالَ: فَجِئْتُ بِهَا. قَالَ: «أَيْنَ اللَّهُ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ. قَالَ: «فَمَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: «أُعْتِقُهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

فائدہ: جب ایک تھپڑ مارنے کے کفارے میں رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی کے مومن ہونے کی بنا پر اسے آزاد کرنے کا فرمایا تو دیگر کفارات میں بدرجہ اولیٰ چاہیے کہ لونڈی اور غلام صاحب ایمان ہو۔



۳۲۸۳- جناب شریذ بن سوید ثقفیؓ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ نے ان کو وصیت کی کہ وہ اس کی طرف سے ایک ایمان دار (لونڈی یا غلام) کی گردن آزاد کروں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ نے وصیت کی ہے کہ میں اس کی طرف سے ایک مومن گردن آزاد کر دوں، تو میرے پاس نوبی قبیلہ کی سیاہ رنگ لونڈی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ تو کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ تو

۳۲۸۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ الشَّرِيدِ: أَنَّ أُمَّهُ أَوْصَتْهُ أَنْ يُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً وَعِنْدِي جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ نُوبِيَّةٌ فَذَكَرْتُ نَحْوَهُ [أَفَاعْتِقُهَا] فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ادْعُوهَا لِي»، فَدَعَوْهَا، فَجَاءَتْ، فَقَالَ

۳۲۸۲- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۹۳۰، وأخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة... الخ، ح: ۵۳۷ من حديث الحجاج الصوفا به.

۳۲۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الوصايا، باب فضل الصدقة عن الميت، ح: ۳۶۸۳ من حديث حماد بن سلمة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والنذور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ اسے بلایا تو وہ آئی۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تیرا رب کون ہے؟“ اس نے کہا: اللہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو آزاد کرو بلاشبہ یہ مومن ہے۔“

لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ رَبُّكَ؟» فَقَالَتْ: اللَّهُ. قَالَ: «فَمَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: رَسُولُ اللَّهِ. قَالَ: «أَعْتَقَهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ.» [

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں (دوسری سند میں) خالد بن عبد اللہ نے اسے مرسل بیان کیا ہے اور شریک ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَرْسَلَهُ لَمْ يَذْكُرِ الشَّرِيدَ.

☀ فائدہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں رنگ و نسل کی نہیں ایمان و عمل کی اہمیت ہے۔

۳۲۸۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک سیاہ رنگ لونڈی نبی ﷺ کی خدمت میں لایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ذمے ایک مومن گردن آزاد کرنا ہے تو آپ ﷺ نے اس (لونڈی) سے دریافت فرمایا: ”اللہ کہاں ہے؟“ اس نے انگلی کے اشارے سے کہا کہ آسمان پر ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ تو اس نے نبی ﷺ اور آسمان کی طرف اشارے سے سمجھایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو بے شک یہ مومن ہے۔“

۳۲۸۴- حَدَّثَنَا إِسْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَوْزْجَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، فَقَالَ لَهَا: «أَيْنَ اللَّهُ؟» فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِإِصْبَعِهَا، فَقَالَ لَهَا: «فَمَنْ أَنَا؟» فَأَشَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَإِلَى السَّمَاءِ - يَعْنِي أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «أَعْتَقَهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ.»

☀ ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم واضح ہے کہ کوئی گونگ یا عجی آدمی اپنے اشاروں سے اپنا مانی الضمیر سمجھا دے تو معتبر ہوتا ہے۔

باب: ۱۷- قسم کھانے کے بعد قدرے توقف سے اِنْ شَاءَ اللہ کہنا

(المعجم ۱۷) - باب الْحَالِفِ يَسْتَنْبِي بَعْدَ مَا يَتَكَلَّمُ (التحفة ۲۰)

۳۲۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۸۸/۷ من حديث أبي داود به * المسعودي اختلط، وسماع يزيد بن هارون منه بعد اختلاطه.

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

۳۲۸۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا»، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ».

۳۲۸۵- جناب عکرمہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔“ اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ پھر فرمایا: ”ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا)۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو کئی ایک نے شریک سے انہوں نے سماک سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے نبی ﷺ سے مسند روایت کیا ہے۔ ولید بن مسلم نے شریک سے روایت میں کہا ہے: ”پھر آپ ﷺ نے ان پر چڑھائی نہیں کی۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ أَسْنَدَ هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْنَدَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ شَرِيكٍ: «ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ».

فائدہ: مستقبل کے امور میں ”ان شاء اللہ“ کہنا بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا ۚ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ (الکہف: ۲۳) ”اور (اے نبی!) آپ کسی شے کے متعلق نہ کہیں بے شک میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔“ علاوہ ازیں قدرے توقف سے بھی کہے تب بھی جائز ہے۔

۳۲۸۶- جناب عکرمہ رحمہ اللہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ پھر فرمایا: ”[ان شاء اللہ] اگر اللہ نے چاہا۔“ پھر آپ نے کہا: ”اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا! ان شاء اللہ تعالیٰ۔“ آپ نے پھر کہا: ”اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔“ پھر خاموش رہے بعد میں فرمایا: ”[ان شاء اللہ] اگر اللہ نے چاہا۔“

۳۲۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ بِشْرِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا»، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، ثُمَّ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى»، ثُمَّ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا»، ثُمَّ سَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ».

۳۲۸۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤٧/١٠، ٤٨ من حديث أبي داود به، السند مرسل * وسلسلة سمالك عن عكرمة ضعيفة.

۳۲۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۲۱- کتاب الایمان والنذور

نذر سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ فِيهِ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ شَرِيكِ: ثُمَّ لَمْ يَعْزُهُمْ. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ولید بن مسلم نے شریک سے مزید یہ بھی بیان کیا: ”پھر آپ نے ان پر چڑھائی نہیں کی۔“

(المعجم ۱۸) - باب كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ
(التحفة ۲۱)

☀ فائدہ: انسان کا کسی مشروع عبادت (نماز روزہ حج عمرہ یا صدقہ وغیرہ) کو اپنے اوپر از خود لازم کر لینا جو اس پر لازم نہ ہو نذر کہلاتا ہے۔ ایک باعمل مسلمان کو اولاً تو اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، لیکن اگر کوئی شخص مان لے تو اس کا پورا کرنا لازم ہوتا ہے جسے مومنین کی عمدہ صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (الدھر: ۷) ”مومن اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔“ اور تَجَّاج کے متعلق فرمایا: ﴿وَلْيُؤْفُوا نَّذُورَهُمْ﴾ (الحج: ۲۹) ”اور چاہیے کہ وہ اپنی نذریں پوری کریں۔“

۳۲۸۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْوَةَ، قَالَ عُثْمَانُ: اللَّهُمَّ إِنِّي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ النَّذْرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا وَيَقُولُ: «لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ». قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ النَّذْرَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا».

۳۲۸۷- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک موقع پر) رسول اللہ ﷺ نذر ماننے سے منع فرمانے لگے آپ فرماتے تھے: ”نذر کسی چیز کو رد نہیں کرتی بلکہ اس کے ذریعے سے بخیل آدمی سے مال نکالا جاتا ہے۔“

مسدد نے یوں بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بے شک نذر کسی چیز کو رد نہیں کرتی۔“

☀ فائدہ: یہ ممانعت اور ناپسندیدگی اس قسم کی نذر سے ہے کہ آدمی یہ کہے اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنا مال صدقہ کروں گا، کیونکہ ہوتا تو وہی ہے جو مقدر ہے۔ مگر اس سے یہ ہوتا ہے کہ جو آدمی عام حالات میں اللہ کی رضا کے لیے خرچ نہیں کرتا وہ کسی مشکل میں پڑ کر خرچ کر دیتا ہے۔ الغرض اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو اپنی مطلب برآری کے ساتھ مشروط ٹھہرانا پسند نہیں کیا گیا۔

۳۲۸۷- تخریج: أخرجه مسلم، النذر، باب النهي عن النذر، وأنه لا يرد شيئا، ح: ۱۶۳۹ من حديث جرير، والبخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، ح: ۶۶۰۸ من حديث منصور به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والنذور

نذر سے متعلق احکام و مسائل

۳۲۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: قُرِيَ
عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مَسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ:
أَخْبَرَكَمُ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
هُرْمَزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ الْقَدَرُ بِشَيْءٍ
لَمْ أَكُنْ قَدَرْتُهُ لَهُ وَلَكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ الْقَدَرُ
قَدَرْتُهُ يُسَخَّرُجُ مِنَ الْبَخِيلِ، يُؤْتَى عَلَيْهِ مَا
لَمْ يَكُنْ يُؤْتَى مِنْ قَبْلُ».

۳۲۸۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ)
نذر ابن آدم کی تقدیر میں جسے میں نے پہلے سے مقدر نہ
کیا ہو کوئی تبدیلی نہیں لاتی، بلکہ یہ تقدیر ہی میں سے ہوتا
ہے کہ انسان نذر مان لیتا ہے جس کے ذریعے سے بخیل
سے کچھ نکالا جاتا ہے اور وہ کچھ کروایا جاتا ہے جو وہ اس
سے پہلے نہیں کر رہا ہوتا۔“

☀️ فائدہ: نذر ماننا اس معنی میں منع ہے جیسے کہ جہلاء سمجھتے ہیں کہ اس سے فوری طور پر کوئی فائدہ حاصل ہوگا یا کسی
نقصان سے بچاؤ ہو جائے گا ورنہ مطلقاً اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کسی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لینا مشروع
ہے اور پھر اس کا پورا کرنا بھی واجب ہے۔ اور اسی کو نذر کہا جاتا ہے۔



(المعجم ۱۹) - باب النذر في المعصية
(التحفة ۲۲)

۳۲۸۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَيْلِيِّ، عَنْ
الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِيعْهُ،
وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يَعْصِهِ».

۳۲۸۹- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی
اطاعت کی نذر مانی ہو اسے چاہیے کہ (اسے پورا کرتے
ہوئے) اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے اللہ کی
معصیت اور نافرمانی کی نذر مانی ہو وہ اس کی نافرمانی نہ
کرے۔ (اور نذر کو چھوڑ دے۔)“

۳۲۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، وقول الله تعالى: ﴿يُوفُونَ بالنذر﴾،
ح: ۶۶۹۴ من حديث أبي الزناد، ومسلم، النذر، باب النهي عن النذر وأنه لا يرد شيئاً، ح: ۱۶۴۰ من حديث
عبد الرحمن بن هرمز به.

۳۲۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب النذر في الطاعة... الخ، ح: ۶۶۹۶، ۶۷۰۰ من
حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۷۶/۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باب:..... معصیت کی نذر چھوڑ دینے
میں کفارے کا بیان

(المعجم . . .) - باب مَنْ رَأَى عَلَيَّ
كَفَّارَةً إِذَا كَانَ فِي مَعْصِيَةِ (التحفة ۲۳)

۳۲۹۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں
اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔“

۳۲۹۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ
يُونُسَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا نَذَرَ فِي
مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةٌ يَمِينٌ».

🌞 فائدہ: اس کفارے کا بیان پیچھے حدیث: ۳۲۷۹ کے شروع میں گزر چکا ہے۔

۳۲۹۱- ابن وہب نے بواسطہ یونس ابن شہاب
زہری سے مذکورہ بالا سند سے اسی کے ہم معنی روایت
کیا ہے۔

۳۲۹۱- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ:
أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادِهِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے احمد بن شہویہ
سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابن مبارک نے اس حدیث میں
کہا ہے: [حَدَّثَ أَبُو سَلَمَةَ] ”یعنی ابوسلمہ نے
حدیث بیان کی“ یہ اسلوب بیان دلیل ہے کہ زہری نے
اسے ابوسلمہ سے براہ راست نہیں سنا ہے۔ اور احمد بن محمد
(مروزی) نے کہا: اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ہمیں
ایوب بن سلیمان نے بیان کی ہے۔ (درج ذیل روایت:
۳۲۹۲ میں اس کی سند آ رہی ہے اور اس میں ابن شہاب
زہری اور ابوسلمہ کے مابین دو واسطے ہیں جو اس سند میں
نہیں ہیں۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ شَبُوهٍ
قَالَ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يَعْنِي فِي هَذَا
الْحَدِيثِ: حَدَّثَ أَبُو سَلَمَةَ، فَذَلِكَ ذَلِكَ
عَلَى أَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ.
وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ مَا
حَدَّثَنَا أَيُّوبُ يَعْنِي ابْنَ سَلِيمَانَ.

۳۲۹۰- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإيمان والذہور، باب كفارة الذر، ح: ۳۸۶۶ من حديث ابن
المبارك به، وقال الترمذي، ح: ۱۵۲۴ "هذا حديث لا يصح لأن الزهري لم يسمع هذا الحديث من أبي سلمة" *
الزهري صرح بالسماع عند النسائي، ح: ۳۸۶۹، فالسند صحيح.

۳۲۹۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، ورواه النسائي، ح: ۳۸۶۵ من حديث ابن وهب به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الايمان والنذور

نذر سے متعلق احکام ومسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: أَفْسَدُوا عَلَيْنَا هَذَا الْحَدِيثَ. قِيلَ لَهُ: وَصَحَّ إِفْسَادُهُ عِنْدَكَ، وَهَلْ رَوَاهُ غَيْرُ ابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: أَثُوبُ كَانَ أَمْثَلَ مِنْهُ يَعْنِي أَثُوبَ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، وَقَدَّرَوَاهُ أَثُوبُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ لوگوں نے ہم پر یہ حدیث خلط کر دی ہے۔ ان سے کہا گیا: کیا اس کا فساد آپ کے نزدیک ثابت ہے؟ اور کیا ابوبکر بن ابی اویس کے علاوہ کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ایوب بن سلیمان بن بلال اس (ابوبکر بن ابی اویس) سے بہتر تھا اور ایوب نے اسے روایت کیا ہے (جس کی سند درج ذیل ہے۔)

۳۲۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نَذَرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

۳۲۹۲- احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا ابوبکر بن ابی اویس سے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے (دونوں نے) ابن شہاب زہری سے انہوں نے سلیمان بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ان کو خبر دی ابو سلمہ سے انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معصیت میں کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔“

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: إِنَّمَا الْحَدِيثُ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَرَادَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ أَرْقَمَ وَهُمْ فِيهِ

احمد بن محمد مروزی نے کہا: اصل میں حدیث کی سند یوں ہے، علی بن مبارک، یحییٰ بن ابی کثیر سے وہ محمد بن زبیر سے وہ اپنے والد سے وہ عمران بن حصین سے وہ نبی ﷺ سے۔ مروزی کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان بن ارقم کو اس میں وہم ہوا ہے۔ زہری نے اس سے روایت کرتے

۳۲۹۲- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، النذور والإيمان، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ: أن لا نذر في معصية، ح: ۱۵۲۵، والنسائي، ح: ۳۸۷۰ من حديث أيوب بن سليمان به، وقال الترمذي: "غريب"، وقال النسائي: "سليمان بن أرقم متروك الحديث"، والحديث صحيح بالشواهد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والنذور

نذر سے متعلق احکام ومسائل

ہوئے (دو واسطے چھوڑ دیے اور) اسے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرسل کر دیا۔

وَحَمَلَهُ عَنْهُ الزُّهْرِيُّ وَأَرْسَلَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بقیہ نے اوزاعی سے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے محمد بن زبیر سے علی بن مبارک کی سند سے اسی کے مثل بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى بَقِيَّةٌ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِإِسْنَادٍ عَلَيْهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ مِثْلُهُ.

۳۲۹۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا جس نے یہ نذر مانی تھی کہ ننگے پاؤں اور ننگے سر حج کرے گی تو آپ نے فرمایا: ”اسے حکم دو کہ سر پر کپڑا لے اور سواری پر سوار ہو اور تین دن کے روزے رکھے۔“

۳۲۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زُحْرٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أُخْتٍ لَهُ تَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ حَافِيَةً غَيْرَ مُحْتَمِرَةٍ، فَقَالَ: «مُرُوهَا فَلْتَحْتَمِرَ وَلْتَرْكَبَ وَلْتَضُمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ».

۳۲۹۴- ابن جریج کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے مجھے لکھا کہ مجھے عبید اللہ بن زحر مولیٰ بنی ضرہ نے لکھا..... اور کیا خوب آدمی تھا..... کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اسے خبر دی اور مذکورہ اسناد یحییٰ سے روایت کیا اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۲۹۴- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زُحْرٍ مَوْلَى لِبْنِي ضَمْرَةَ وَكَانَ أَيْمًا رَجُلًا، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الرَّعِينِيَّ أَخْبَرَنَا بِإِسْنَادٍ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ.

۳۲۹۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۲۹۵- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي

۳۲۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى: ۱۳۶/۳، ح: ۴۷۵۷ من حديث يحيى القطان به، ووقع في الصغرى، ح: ۳۸۴۶ وهم قديم، وحسنه الترمذي، ح: ۱۵۴۴، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۱۳۴ * أبو سعيد هو جعل بن هاعان، وعبيد الله بن زحر ضعيف، ضعفه الجمهور.

۳۲۹۴- تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۲۹۵- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۳۱۰ من حديث شريك القاضي به، وصرح بالسماع عند الحاكم: ۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والنذور

نذر سے متعلق احکام و مسائل

يَعْقُوبُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ يَعْني أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَحُجَّ رَاكِبَةً وَلْتُكْفِّرَ عَنْ يَمِينِهَا».

۳۲۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بِنْتِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِيَ هَدْيًا.

۳۲۹۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بِنْتِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ

۳۲۹۶- تخریج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۲۳۴۰ عن أبي الوليد، وأحمد: ۱/۲۳۹ من حديث همام به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۳۶، ورواه مطر الوراق وغيره عن عكرمة به.

۳۲۹۷- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق * حديث سعيد بن أبي عروبة رواه البيهقي: ۷۹/۱۰.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نذر سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الایمان والنذور

لَغْنِيَّ عَنْ نَذْرِهَا مُرَّهَا فَلْتَرْكَبَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے سعید بن ابی عروبہ نے اسی کی مانند روایت کیا ہے نیز خالد نے بھی بواسطہ عکرمہ بنی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَخَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۲۹۸- جناب عکرمہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن (نے نذر مانی) جیسے کہ ہشام نے روایت کیا۔ مگر اس میں قربانی کا ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اپنی بہن کو حکم دو کہ وہ سوار ہو جائے۔“

۳۲۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ [أَبِي] عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ بِمَعْنَى هِشَامٍ لَمْ يَذْكُرِ الْهَدْيَ وَقَالَ فِيهِ: «مُرَّ أُخْتُكَ فَلْتَرْكَبَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے خالد نے عکرمہ سے روایت کیا اور ہشام کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بِمَعْنَى هِشَامٍ.

۳۲۹۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مان لی کہ بیت اللہ کو پیدل جائے گی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اس کے بارے میں میں نبی ﷺ سے دریافت کروں۔ چنانچہ میں نے نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے چاہیے کہ پیدل چلے اور سوار بھی ہو لے۔“

۳۲۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّ يَزِيدَ ابْنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: نَذَرْتُ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ فَأَمَرْتَنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ «لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبَ».

۳۳۰۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۳۰۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۳۲۹۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۷۹/۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۲۹۹- تخریج: أخرجه مسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ۱۶۴۴ من حديث عبدالرزاق، البخاري، جزاء الصيد، باب من نذر المشي إلى الكعبة، ح: ۱۸۶۶ من حديث ابن جريج به.

۳۳۰۰- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ۶۷۰۴ عن موسى ابن إسماعيل به.

۲۱- کتاب الایمان والنذور

نذر سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أُثُوبٌ عَنْ عِكْرِمَةَ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ
يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فِي الشَّمْسِ،
فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا: هَذَا أَبُو إِسْرَائِيلَ،
نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا
يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ، قَالَ: «مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ
وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُسِّمْ صَوْمَهُ».

نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ
ایک آدمی دھوپ میں کھڑا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق
دریافت کیا، تو لوگوں نے کہا: یہ ابو اسرائیل ہے۔
اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا ہی رہے گا، بیٹھے گا نہیں نہ
سایہ حاصل کرے گا اور نہ بات چیت کرے گا اور روزہ
رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کہو کہ بات چیت
کرے سایہ حاصل کرے اور بیٹھ جائے اور اپنا روزہ
پورا کرے۔“

☀️ فائدہ: نماز میں لمبا قیام کرنا اور روزہ رکھنا افضل ترین عبادات ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ امور اوہام یا شیطانی اغوا
ہیں۔ ان کو عبادت، فضیلت یا ولایت سمجھنا خالص جہالت ہے۔

۳۳۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
يَحْيَى عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ ثَابِتِ
الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ رَأَى رَجُلًا يُهَادِي بَيْنَ ابْنَيْهِ فَسَأَلَ عَنْهُ
فَقَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْسِيَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ
عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ وَأَمْرُهُ أَنْ يَرْكَبَ».

۳۳۰۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے
دو بیٹوں کے درمیان ان کے سہارے (مشقت) سے
چل رہا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو
لوگوں نے کہا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ تو
آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے
آپ کو عذاب دینے سے بے پروا ہے۔“ اور اسے حکم دیا
کہ ”سوار ہو جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو
عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
نَحْوَهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عمرو
بن ابی عمرو نے بواسطہ اعرجؓ حضرت ابو ہریرہؓ سے
انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا ہے۔

۳۳۰۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ:

۳۳۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۳۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ۶۷۰۱ عن مسدد،
ومسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ۱۶۴۲ من حديث حميد الطويل به * حديث عمرو بن أبي
عمرو رواه مسلم، ح: ۱۶۴۳/۱۰.

۳۳۰۲- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب الكلام في الطواف، ح: ۱۶۲۰ من حديث ابن جريح به * وقع في

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حدثنا حَجَّاجُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي [سَلِيمَانُ] الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ - وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ - بِإِنْسَانٍ يَقُودُهُ بِخِزَامَةٍ فِي أَفْئِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ.

نبی ﷺ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے کہ دوسرا اسے کیل ڈال کر لیے جارہا تھا تو نبی ﷺ نے اس کی کیل کو اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالا اور اسے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلے۔

☀ فائدہ: کسی کا کیل ڈال کر چلنا یا اسے چلانا انسانی شرف کی توہین ہے۔ اسلامی شریعت اور رسول اللہ ﷺ اس قسم کی جہالتوں سے انسانوں کو آزاد کرنے کے لیے آئے ہیں: ﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ (الأعراف: ۱۵۷) ”اور آپ (ﷺ) ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو اتارتے ہیں۔“

۳۳۰۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُخْتِ عُمَيَّةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَا شِئَتْ وَأَنَّهَا لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ مَشْيِ أَخِيكَ فَلْتَرْكَبْ وَلْتَهْدِ بَدَنَةً».

۳۳۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ پیدل حج کرے گی، اور اس میں اس کی ہمت نہیں تھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عزوجل تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے پروا ہے، اسے چاہیے کہ سوار ہو اور ایک اونٹنی قربانی دے۔“

☀ ملحوظ: ۳۲۹۳ نمبر حدیث میں بھی یہ روایت گزری ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے اسے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اور اس میں روزوں کی جگہ قربانی کرنے کا ذکر ہے۔ جس میں روزوں کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے اور یہ قربانی والی روایت صحیح ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی الارواء (۲۱۸/۸-۲۲۱) میں اسی کو محفوظ قرار دیا ہے۔

۳۳۰۴- حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي ثَوْبٍ: جَنَابُ عِكْرِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَهُ يَقُولُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ - وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ - بِإِنْسَانٍ يَقُودُهُ بِخِزَامَةٍ فِي أَفْئِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ.

بعض النسخ "عاصم الأحول" بدل "سليمان الأحول"، والصواب هو الأخير كما في النسخة المجتبائية من سنن أبي داود: ۱۱۲/۲.

۳۳۰۳- [تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۳۲۹۶، وهو في جزء "مشيخة إبراهيم بن طهمان"، ح: ۲۹.

۳۳۰۴- [تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۷۹/۱۰ من حديث أبي داود، وأحمد: ۴/۲۰۱ من حديث عكرمة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والندور

نذر سے متعلق احکام و مسائل

عقبہ بن عامرؓ نے نبی ﷺ سے کہا: بے شک میری بہن نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ کی طرف پیدل چلے گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ تیری بہن کے بیت اللہ کی طرف پیدل چلنے سے کچھ نہیں کرے گا۔“ (اللہ کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔)

باب: ۲۰- جو شخص بیت المقدس میں نماز

پڑھنے کی نذر مان لے

۳۳۰۵- حضرت جابر بن عبد اللہؓ کا بیان ہے کہ فتح مکہ والے دن ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اللہ کے لیے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ نے آپ کو مکہ فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہیں (بیت اللہ الحرام میں) پڑھ لو۔“ اس نے اپنی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا: ”یہیں پڑھ لو۔“ اس نے اپنی بات سہ بار دہرائی تو آپ نے فرمایا: ”تب تیری مرضی ہے۔“

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے بھی نبی ﷺ سے اس کے مثل مروی ہے۔

۳۳۰۶- جناب عمر بن عبدالرحمن بن عوف نے نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ سے یہ خبر روایت کی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْنَعُ بِمَشْيٍ أُخْتِكَ إِلَى الْبَيْتِ شَيْئًا».

(المعجم ۲۰) - باب مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ (التحفة ۲۴)

۳۳۰۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ الْمُعَلَّمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي نَذَرْتُ لِلَّهِ أَنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ مَكَّةَ أَنْ أَصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ رَكَعَتَيْنِ، قَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «شَأْنُكَ إِذَا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ نَحْوُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۳۰۶- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَبْرِيُّ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ ابْنِ

۳۳۰۵- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/۳۶۳ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۴۵، والحاكم على شرط مسلم: ۴/۳۰۴.

۳۳۰۶- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/۳۷۳ من حديث ابن جريج به * يوسف بن الحكم مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وفي السند علل أخرى.



کی جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ معوث کیا ہے! اگر تو یہاں نماز پڑھ لیتا تو یہ تیری بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے کفایت کر جاتا۔“

جُرَیجٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعُمَرَ - وَقَالَ عَبَّاسٌ: ابْنُ حَنَّةٍ - أَخْبَرَاهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْخَبَرِ. زَادَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لَوْ صَلَّيْتُ هَاهُنَا لِأَجْزَأَ عَنْكَ صَلَاةً فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو (محمد بن عبد اللہ بن ثنی) الانصاری نے ابن جریج سے روایت کیا تو (سند کے راویوں میں حفص بن عمر کی بجائے) جعفر بن عمرو کہا اور ایسے ہی (عمرو بن حنہ کی بجائے) عمرو بن حنیہ کہا (یاء کے ساتھ) اور کہا کہ ان دونوں نے عبد الرحمن بن عوف اور دیگر کئی صحابہ سے روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ابْنِ جُرَیجٍ فَقَالَ: جَعْفَرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: عَمْرُو بْنُ حَنَّةٍ وَقَالَ: أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

☀ فائدہ: اگر کسی خاص جگہ عبادت کی نذر مانی ہو تو جائز ہے کہ اس سے افضل جگہ میں اپنی نذر پورے کر لے۔ سب سے افضل مسجد بیت اللہ الحرام بعد ازاں مسجد نبوی اور پھر بیت المقدس ہے۔

(المعجم ۲۴) - باب قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَمِيَّتِ (التحفة ۲۵)

۳۳۰۷- حضرت سعد بن عبادہ رحمہ اللہ نے رسول اللہ

ﷺ سے دریافت کیا اور کہا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے نذر تھی جو وہ پوری نہیں کر سکی تو

۳۳۰۷- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ

۳۳۰۷- تخریج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءه أن يتصدقوا عنه... الخ، ح: ۲۷۶۱، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ۱۶۳۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۷۲/۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والنذور

... نذر سے متعلق احکام ومسائل

سَعَدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ لَمْ تَقْضِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْضِهِ عَنْهَا».

🌞 فائدہ: میت کی طرف سے اس کی اولاد یا اقارب نذر پوری کر دیں تو درست ہے۔

۳۳۰۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَذَرَّتْ إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ أَنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَتَجَّاهَا اللَّهُ فَلَمْ تَصُمْ حَتَّى مَاتَتْ، فَجَاءَتْ ابْنَتُهَا أَوْ أُخْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَصُومَ عَنْهَا.

۳۳۰۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت سمندری سفر میں گئی تو اس نے نذرمانی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دے دی تو وہ ایک مہینہ روزے رکھے گی۔ چنانچہ اللہ نے اسے نجات دے دی مگر اس نے روزے نہ رکھے حتیٰ کہ مر گئی۔ پس اس کی بیٹی یا بہن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے روزے رکھے۔

🌞 فائدہ: میت کے ذمے روزے رہتے ہوں تو وارثوں پر واجب ہے کہ اس کی طرف سے روزے رکھیں یا اس کا فدیہ دیں۔

۳۳۰۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكْتُ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ. قَالَ: «قَدْ وَجَبَ أَجْرُكَ وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ فِي الْمِيرَاثِ». قَالَتْ: وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ

۳۳۰۹- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ (عطیہ) کی تھی اور اب وہ (والدہ) فوت ہو گئی ہے اور لونڈی ترکے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا ثواب ثابت ہوا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے دوبارہ مل گئی۔“ اس نے بتایا کہ والدہ کے ذمے ایک مہینے کے روزے بھی ہیں۔ آگے مذکورہ بالا حدیث عمرو بن عوف کی مانند بیان کی۔

۳۳۰۸- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/۲۱۶ عن هشيم به، ورواه النسائي، ح: ۳۸۴۷، وانظر، ح: ۳۳۱۰، وله شواهد عند أحمد: ۱/۳۳۸ وغيره.

۳۳۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۹ من حديث عبد الله بن عطاء به، وانظر، ح: ۱۶۵۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نذر سے متعلق احکام و مسائل

۲۷- کتاب الایمان والذکر

فَذَكَرْ نَحْوَ حَدِيثِ عَمْرٍو .

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِيْمَنْ

مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ

(التحفة ۲۶)

باب: جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے

ذمے روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی

طرف سے روزے رکھے

۳۳۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: بے شک میری

والدہ کے ذمے ایک مہینے کے روزے تھے تو کیا میں اس

کی طرف سے قضا کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر تیری والدہ پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟“

اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اللہ کا قرضہ زیادہ

اہم ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔“

۳۳۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ

الْأَعْمَشِ الْمَعْنَى، عَنْ مُسْلِمِ الْبَطْنِيِّ، عَنْ

سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً

جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ عَلَى

أُمِّهَا صَوْمٌ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ فَقَالَ: لَوْ

كَانَ عَلَى أُمَّكَ دَيْنٌ أَكُنْتُ قَاضِيَتَهُ؟ قَالَتْ:

نَعَمْ، قَالَ: «فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى».

☀ فائدہ: مسائل سمجھانے کے لیے مثالوں سے مدد لینے سے بات خوب واضح ہو جاتی ہے حتیٰ کہ سادہ ذہن آدمی

بھی مقصود سمجھ جاتا ہے۔

۳۳۱۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو فوت ہو جائے اور اس کے

ذمے روزے ہوں تو اس کا ولی (وارث) اس کی طرف

سے روزے رکھے۔“

۳۳۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ

الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ،

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ

وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ».

۳۳۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح: ۱۹۵۳ من حديث أبي معاوية،

ومسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۸ من حديث الأعمش به، وانظر، ح: ۳۲۰۸.

۳۳۱۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۷ من حديث عبد الله بن وهب،

والبخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح: ۱۹۵۲ من حديث عمرو بن الحارث به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الايمان والنذور

نذر سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۲) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ

باب: ۲۲- نذر پوری کرنے کا حکم

وَفَاءِ النَّذْرِ (التحفة ۲۷)

۳۳۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ أَبُو قُدَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ
ابنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ
فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ
أُضْرِبَ عَلَى رَأْسِكَ بِالْذُّفِّ قَالَ: «أَوْفِي
بِنَذْرِكَ». قَالَتْ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ
بِمَكَانٍ كَذَا وَكَذَا - مَكَانٍ كَانَ يَذْبَحُ فِيهِ
أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ - قَالَ: «لِصْنَمٍ؟» قَالَتْ:
لَا قَالَ: «لِوَثْنٍ؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ:
«أَوْفِي بِنَذْرِكَ».

۳۳۱۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ
اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ
کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں
نے نذر مان رکھی ہے کہ میں آپ کے سر کے پاس دُف
بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کر لے۔“
اس نے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ جانور
ذبح کروں گی، جہاں کہ اہل جاہلیت ذبح کیا کرتے
تھے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا وہاں کوئی مورتی تھی جس
کے لیے وہ ذبح کرتے تھے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ
نے پوچھا: ”تو کیا کوئی بت تھا جس کے لیے ذبح کرتے
تھے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی نذر
پوری کر لے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① آیات موسیقی میں سے صرف دف ہی ایسی چیز ہے جسے اسلام میں خوشی کے موقع پر بجانے
کی اجازت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی جہاد سے خیر و سلامتی کے ساتھ تشریف آوری سب خوشیوں سے بڑھ کر خوشی
تھی مگر آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دو رجحان بدعی رسم جشن میلاد کو اس سے ملانا بہت بڑا جرم ہوگا۔ ② اگر کسی
خیر کے کام میں مشرکین و مبتدعین کے ساتھ کوئی مشابہت و موافقت ہو رہی ہو جس میں کہ ان کے اعمال کفر و شرک اور
بدعت کی تائید نہ ہو تو اس عمل خیر پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں بھی آرہا ہے۔
③ ”وثن“ اور ”صنم“ میں ایک فرق یہ ہے کہ ”صنم“ ایسے بت کو کہتے ہیں کہ جو مورتی ہو، یعنی انسانی جتنے سے
مشابہ ہو اور ”وثن“ بت کو بھی کہتے ہیں اور بتوں جیسے مشرکانہ اڈوں کو بھی، جیسے درگاہ آستانے اور مقابر وغیرہ۔

۳۳۱۳- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُسَيْدٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ
۳۳۱۳- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا
کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص نے نذر مانی کہ

۳۳۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۷۷/۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۳۱۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۷۶، ۷۵/۲، ح: ۱۳۴۰ من حديث داود بن رشيد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرے گا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: بے شک میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا وہاں جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی عبادت ہوتی رہی ہو؟“ صحابہ نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا وہ جگہ ان کی میلہ گاہ تھی؟“ صحابہ نے کہا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کر لے“ تحقیق ایسی نذر کی کوئی وفا نہیں جس میں اللہ کی نافرمانی ہو، اور نہ اس کی جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو۔“

قال: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَنْحَرَّ إِبِلًا بِبُؤَانَةَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَّ إِبِلًا بِبُؤَانَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثْنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيْدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرِ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

فائدہ: ایسے مقامات جہاں اہل کفر و شرک اور اہل بدعت اپنے مخصوص اعمال سرانجام دیتے ہوں، منع سنت مسلمان کو ان جگہوں میں اللہ کی عبادت سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح وہ مخصوص ایام و تواریخ بھی جن میں ان لوگوں نے اپنی بدعات کو شہرت دے رکھی ہو ان میں ان کے سے اعمال خیر سے بچنا افضل ہے تاکہ ان سے اور ان کی بدعات سے برأت کا اظہار ہو۔

۳۳۱۴- حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے تھے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے لوگوں کو سنا کہ کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں آپ کو خوب نظر بھر کر دیکھتی رہی۔ پھر میرے ابا ان کے قریب ہوئے جبکہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے پاس ایک درہ تھا جیسے کہ مکتب کے معلم کے پاس ہوتا ہے۔ میں نے بدویوں کو اور لوگوں کو سنا جو کہہ رہے تھے الطَّبْطَبِيَّةُ الطَّبْطَبِيَّةُ (چلتے ہوئے پاؤں پڑنے کی آواز

۳۳۱۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيُّ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَارَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهَا سَمِعَتْ مَيْمُونَةَ بِنْتَ كَرْدَمٍ قَالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي فِي حَجَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَجَعَلْتُ أُبْذِرُ بَصْرِي، فَذَنَّا إِلَيْهِ أَبِي وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ مَعَهُ دِرَّةٌ كَدِرَةٌ الْكُتَّابِ، فَسَمِعْتُ

۲۱- کتاب الایمان والنذور

نذر سے متعلق احکام و مسائل

الْأَعْرَابَ وَالنَّاسَ يَقُولُونَ: الطَّبْطَبِيَّةُ الطَّبْطَبِيَّةُ، فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ. قَالَتْ: فَأَقَرَّ لَهُ وَوَقَفَ فَاسْتَمَعَ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ وَلِدَ لِي وَلَدٌ ذَكَرٌ أَنْ أَنْحَرَ عَلَى رَأْسِ بُوَانَةٍ فِي عَقَبَةِ مِنَ الشَّيْءِ عِدَّةٍ مِنَ الْغَنَمِ. قَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهَا قَالَتْ خَمْسِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ بِهَا مِنَ الْأَوْثَانِ شَيْءٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَأَوْفِ بِمَا نَذَرْتَ بِهِ لِلَّهِ». قَالَتْ: فَجَمَعَهَا فَجَعَلَ يَذْبَحُهَا فَأَنْفَلْتُ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَوْفِ عَنِّي نَذْرِي فَظَفَرَهَا فَذَبَحَهَا.



طَبْ طَبْ یا کوڑا مارنے کی آواز۔) میرے ابا آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم پکڑ لیے اور آپ کی رسالت کا اقرار کیا اور آپ کے پاس کھڑے رہے اور آپ کے ارشادات سے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی ہے کہ اگر میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی تو میں بوانہ کے سرے پر گھائی میں کئی بکریاں ذبح کروں گا۔ راوی کہتا ہے غالباً اس (میمونہ) نے پچاس کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا وہاں کوئی بت تھا؟“ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو تو نے اللہ کے لیے نذر مانی ہے اسے پورا کر۔“ چنانچہ میرے ابا نے بکریوں کو جمع کیا اور انہیں ذبح کرنے لگے تو ان میں سے ایک بکری بھاگ گئی تو وہ اسے ڈھونڈنے نکلے اور کہتے جاتے تھے: ”اے اللہ! مجھ سے میری نذر پوری کرا دے۔“ چنانچہ انہوں نے اسے پالیا اور پھر ذبح کر دیا۔

☀️ فائدہ: چاہیے کہ جہاں کی نذر مانی گئی ہو وہیں پوری کی جائے الایہ کہ کوئی مقام اس سے زیادہ افضل ہو جیسے کہ حرمین۔ تو افضل مقام پر بھی نذر پوری کی جاسکتی ہے۔

۳۳۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمَ بْنِ سَفْيَانَ، عَنْ أَبِيهَا نَحْوَهُ، مُحْتَصِرٌ شَيْءٌ مِنْهُ قَالَ: «هَلْ بِهَا وَثْنٌ أَوْ عِيْدٌ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لَا. قُلْتُ: إِنَّ أُمِّي هَذِهِ عَلَيْهَا نَذْرٌ

۳۳۱۵- جناب عمرو بن شعیب نے حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے اس نے اپنے والد سے اسی کی مانند روایت کیا۔ لیکن قدرے اختصار کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا وہاں کوئی بت تھا یا جاہلیت کا میلہ تھا؟“ کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں نے کہا: میری اس والدہ کے ذمے نذر ہے اور پیدل چلنا۔ کیا میں اسے اس کی طرف سے قضا ادا کروں؟ (اور بالفاظ ابن بشار) کیا ہم اس کی

۳۳۱۵- تخریج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث طرق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نذر سے متعلق احکام و مسائل

۲۰- کتاب الایمان والنذور

طرف سے قضا ادا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

وَمَنْ شِئَ أَفْأَقْضِيهِ عَنْهَا، وَرُبَّمَا قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: أَنْقَضِيهِ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

باب: ۲۱- آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں

(المعجم ۲۱) - باب النَّذَرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ (التحفة ۲۸)

۳۳۱۶- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کی) عضباء اونٹنی (پہلے) بنو عقیل کے ایک آدمی کے پاس تھی اور یہ حاجیوں کی سب سواریوں سے آگے رہتی تھی۔ چنانچہ وہ آدمی قید کر لیا گیا اور نبی ﷺ کے حضور پیش کیا گیا جبکہ وہ بندھا ہوا تھا اور نبی ﷺ اپنے گدھے پر تھے اس پر ایک کپڑا ڈالا گیا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! تم نے مجھے کیوں پکڑا ہے اور اس اونٹنی کو بھی جو حاجیوں کی سواریوں سے آگے رہتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہم نے تجھے تیرے حلفاء بنو ثقیف کے جرم میں پکڑا ہے۔“ راوی نے کہا: بنو ثقیف نے نبی ﷺ کے دو صحابہ کو قید کر لیا تھا۔ اس آدمی نے دوران گفتگو یہ بھی کہا: میں مسلمان ہو چکا یا کہا: میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر جب نبی ﷺ چل دیے امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: میں نے حدیث کا یہ حصہ محمد بن عیسیٰ سے سمجھا ہے اس شخص نے پکارا اے محمد! اے محمد! اور نبی ﷺ بہت ہی رحیم اور نرم دل تھے تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: بے شک میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو یہ بات اس وقت کہتا جب تو اپنے معاملے کا مالک تھا تو کامل طور پر فلاح پا جاتا۔“ امام ابو داؤد

۳۳۱۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَتْ الْعُضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عَقِيلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ، قَالَ: فَأَسِرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي وَثَاقٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! عَلَامَ تَأْخُذْنِي وَتَأْخُذُ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ قَالَ: «نَأْخُذُكَ بِجَرِيرَةِ حُلْفَائِكَ ثَقِيفٍ»، قَالَ: وَكَانَ ثَقِيفٌ قَدْ أَسْرَوْا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: وَقَدْ قَالَ فِيمَا قَالَ: وَأَنَا مُسْلِمٌ، أَوْ قَالَ: وَقَدْ أَسْلَمْتُ، فَلَمَّا مَضَى النَّبِيُّ ﷺ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَهِمْتُ هَذَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى - نَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ رَجِيمًا رَفِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قَالَ: «لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ» - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ

۳۳۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، النذر، باب لا وفاء لنذر في معصية الله... الخ، ح: ۱۶۴۱ من حديث حماد بن زيد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱- کتاب الایمان والذکر

قال: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي،
 إِنِّي ظَمَانٌ فَأَسْقِنِي، قال: فقال النَّبِيُّ
 ﷺ: «هَذِهِ حَاجَتُكَ»، أَوْ قَالَ: «هَذِهِ
 حَاجَتُهُ». قال: فَفُودِي الرَّجُلُ بَعْدُ
 بِالرَّجُلَيْنِ، قال: وَحَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 الْعُضْبَاءَ لِرَحْلِهِ، قال: فَأَغَارَ الْمُشْرِكُونَ
 عَلَى سَرَحِ الْمَدِينَةِ. فَذَهَبُوا بِالْعُضْبَاءِ،
 فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهَا وَأَسْرُوا امْرَأَةً مِنَ
 الْمُسْلِمِينَ، قال: فَكَانُوا إِذَا كَانَ اللَّيْلُ
 يُرِيحُونَ إِبْلَهُمْ فِي أَفْتِيهِمْ، قال: فَتَوَمَّوْا
 لَيْلَةً وَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَعَلَتْ لَا تَضَعُ يَدَهَا
 عَلَى بَعِيرٍ إِلَّا رَغَا حَتَّى أَتَتْ عَلَى
 الْعُضْبَاءِ، قال: فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ
 مُجَرَّسَةٍ، قال: فَرَكِبَتْهَا ثُمَّ جَعَلَتْ لَهِ
 عَلَيْهَا إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ لَتَنَحَرَّتْهَا قال: فَلَمَّا
 قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ عُرِفَتِ النَّاقَةُ نَاقَةُ النَّبِيِّ
 ﷺ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ، فَأَرْسَلَ
 إِلَيْهَا، فَجِيءَ بِهَا وَأُخْبِرَ بِذَرِّهَا، فقال:
 «بِئْسَ مَا جَزَّئَهَا - أَوْ جَزَّيْتَهَا - إِنْ اللَّهُ
 أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنَحَرَّتْهَا، لَا وَفَاءَ لِنَدِيرٍ فِي
 مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».



نذر سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے کہا: میں پھر سلیمان کی روایت کی طرف لوٹتا
 ہوں..... اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں بھوکا ہوں مجھے
 کھانا کھلاؤ۔ میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ۔ نبی ﷺ
 نے فرمایا: ”(ہاں) یہ تیری حاجت (برحق) ہے۔“ یا
 فرمایا: ”یہ اس کی ضرورت ہے۔“ الغرض اسے بعد میں
 دو آدمیوں کے فدیے میں چھوڑا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ
 نے عضباء اونٹنی کو اپنی سواری کے لیے روک لیا۔ راوی
 نے بیان کیا کہ اس کے بعد مشرکین نے مدینہ کے باہر
 چرتے جانوروں پر ڈاکہ ڈالا اور عضباء اونٹنی کو بھی لے
 گئے۔ جب وہ اسے لے گئے تھے تو مسلمانوں کی ایک
 عورت کو بھی قید کر کے لے گئے۔ وہ لوگ رات کے
 وقت اپنے اونٹوں کو اپنے بازوؤں میں چھوڑ دیتے تھے۔
 ایک رات ان پر نیند طاری کر دی گئی تو وہ عورت اٹھی
 (کہ فرار ہو جائے) تو جس اونٹ پر بھی وہ ہاتھ رکھتی وہ
 بلبلانے لگتا حتیٰ کہ عضباء اونٹنی کے پاس آئی تو گویا ایک
 نرم خور اور سفر کی عادی اونٹنی کے پاس آگئی (اور وہ بلبلائی
 نہیں) تو وہ اس پر سوار ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے لیے یہ
 نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دے دی تو وہ اس
 اونٹنی کو بالضرور ذبح کر دے گی۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچی
 تو اونٹنی پہچان لی گئی کہ یہ نبی ﷺ کی ہے۔ پس نبی ﷺ
 کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے اسے بلوایا، اسے لایا گیا۔
 اور اس کی نذر کے متعلق بتایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”اس نے اسے بہت برابر لے دیا۔“ یا فرمایا: ”تو نے اسے
 بہت برابر لے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے ذریعے
 سے نجات دی اور یہ اسے نحر کرنے چلی ہے۔ جس کام

نذر سے متعلق احکام و مسائل

میں اللہ کی معصیت ہو یا ایسی چیز جس کا انسان مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ خاتون حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھی۔

فائدہ: اس واقعہ میں چونکہ یہ خاتون اس اونٹنی کی مالک نہ تھی اس لیے اس کی نذر لغو قرار دی گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اضطراری صورت میں عورت اکیلے سفر کر سکتی ہے۔

باب: ۲۳- جو یہ نذر مانے کہ سب مال صدقہ کر دے گا

(المعجم ۲۳) - باب مَنْ نَذَرَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَالِهِ (التحفة ۲۹)

۳۳۱۷- جناب عبداللہ بن کعب جو اپنے والد کے ناپسندیدہ ہو جانے کے بعد ان کے قائد ہوا کرتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس کے والد (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے لیے اپنا مال صدقہ کر دوں اور اس سے دست بردار ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔“ تو اس نے کہا: میں اپنا وہ حصہ جو خیر والا ہے اپنے پاس رکھتا ہوں۔

۳۳۱۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ»، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرٍ.

فائدہ: کسی گناہ اور تقصیر کی توبہ میں صدقہ کرنا بہت افضل عمل ہے۔ لیکن انسان خالی ہاتھ ہو کر رہ جائے یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ البتہ صدیقین کے لیے جائز ہے جو اس کے نتائج کو بغیر و خوبی برداشت کر سکتے ہیں۔ جس کی مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

۳۳۱۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإيمان والندور، باب إذا أهدى ماله على وجه النذر، ح: ۳۸۵۵ عن سليمان بن داود به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ۴۴۱۸، ومسلم، ح: ۲۷۶۹.

۲۱- کتاب الایمان والتذویر

نذر سے متعلق احکام ومسائل

۳۳۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ۳۳۱۸- جناب عبداللہ بن کعب بن مالک نے
 حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ تَبَيَّنَ عَلَيْهِ: إِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَيَّ: «خَيْرٌ لَكَ».

۳۳۱۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: ۳۳۱۹- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَوْ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ مَنْ شَاءَ اللَّهُ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ، وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً. قَالَ: «يُجْزَى عَنْكَ الثُّلُثُ».



فائدہ: حضرت ابولبابہ (رفاعہ بن عبدالمذر بن عبد اللہ) کا قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ کیا اور یہ لوگ (بنو قریظہ) قبیلہ اوس کے حلیف تھے تو انہوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کہ آیا ہم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم بنائیں یا نہ؟ تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اشارے سے کہا کہ انجام قتل ہوگا۔ مگر انہی لحوں انہیں احساس ہو گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی ہے۔ چنانچہ واپس آئے تو اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی کہ اپنے آپ کو اس وقت تک نہیں کھولیں گے جب تک کہ اللہ عزوجل ان کی توبہ قبول نہ فرمائے۔ بالآخر ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ (اسد الغابہ)

۳۳۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ: ۳۳۲۰- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ: كَا بَيَانِ هُوَ كَمَا مَذْكُورُهُ وَاقَعَهُ حَضْرَتُ ابُولُبَابَةَ كَا هُوَ اَوْرَاسِ

۳۳۱۸- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۳۳۱۹- تخریج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ۶۸/۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۳۲۰- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۶۸/۱۰ من حديث أبي داود به، السند مرسل، وانظر، ح: ۳۳۱۷ والذي بعده، وهو بهما صحيح.

نذر سے متعلق احکام و مسائل

۲- کتاب الایمان والندور

کے ہم معنی بیان کیا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَبُو لُبَابَةَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْقِصَّةُ لِأَبِي لُبَابَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے یونس نے بواسطہ ابن شہاب زہری بنی سائب بن ابی لبابہ کے کسی فرد سے اور ایسے ہی زبیدی نے بواسطہ زہری حسین بن سائب بن ابی لبابہ سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ بَعْضِ بَنِي السَّائِبِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ مِثْلَهُ.

۳۳۲۱- جناب عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب اپنے والد سے وہ داد اسے اپنے قصے میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا اللہ کے لیے شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: آدھا مال۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا: تہائی مال۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ تو میں نے کہا: میں اپنا خیر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

۳۳۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ فِي قِصَّتِهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ مِنْ تَوْبَتِي إِلَى اللَّهِ أَنْ أَخْرُجَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَدَقَةً. قَالَ: «لَا»: قُلْتُ: فَنِصْفَهُ. قَالَ: «لَا». قُلْتُ: فَثُلُثَهُ. قَالَ: «نَعَمْ». قُلْتُ: فَإِنِّي سَأَمْسِكُ سَهْمِي مِنْ خَيْرٍ.

☀ فائدہ: جس شخص نے اپنا کل مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کی نذر اس طرح پوری کی جائے کہ اس کا تہائی (۳/۱) مال صدقہ کر دیا جائے۔

باب: ۲۵- جو شخص ایسی نذر مان لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو

(المعجم ۲۵) - باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ (التحفة ۳۰)

۳۳۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۳۳۲۲- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ

۳۳۲۱- تخریج: [حسن] انظر، ح: ۳۳۱۷، وللحديث شواهد.

۳۳۲۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۴۵/۱۰ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۱۲۸* ❦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۱- کتاب الایمان والنذور

نذر سے متعلق احکام و مسائل

التَّيْسِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي فُذَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِّ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يَسْمِهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِي مَعْصِيَةٍ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَهُ فَلَيْفَ بِهِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو وکیع وغیرہ نے عبد اللہ بن سعید بن ابی الہند سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف قرار دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ وَكَيْعٌ وَغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي الْهِنْدِ أَوْقَفُوهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ.



🌞 فائدہ: یہ روایت موقوف ہے۔ اس لیے مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں۔ صحیح مرفوع روایات سے جو ثابت ہے اس کا خلاصہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر معین نذر نیکی سے متعلق ہو، لیکن اس پر عمل طاقت و وسعت سے باہر ہو تو اس میں قسم کا کفارہ ہے اور اگر وہ انسانی طاقت و وسعت کے اندر ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے چاہے اس کا تعلق بدن سے ہو یا مال سے۔ اور اگر وہ نذر کسی معصیت کی ہو تو اسے پورا نہ کرنا واجب ہے۔ لیکن اس میں کفارے کی ادائیگی ضروری نہیں۔ اگر اس نذر کا تعلق مباح (جائز) امر سے ہو اور وہ انسانی طاقت سے بالا بھی نہ ہو تو وہ نذر بھی منعقد ہو جائے گی اور اس میں کفارے کی ادائیگی بھی لازمی ہوگی جیسے پیدل حج کرنے والی صحابیہ کو آپ نے پیدل حج پر جانے سے منع فرمایا اور اسے سوار ہونے کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور اگر وہ کام انسانی طاقت سے بالا ہو تو اس میں کفارہ واجب ہے۔ (نبیل الاوطار، ابواب الایمان و کفارتہا، باب من نذر نذرا لم یسمہ ولا یطیقہ، ۲۷۸/۸)

(المعجم . . .) - باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسْمِهِ (التحفة ۳۱) باب :- جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو

◀ طلحة بن يحيى حسن الحديث، وتابعه ابن جريج عند البيهقي: ۷۲/۱۰، وللحديث شواهد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۔ کتاب الایمان والنذور

نذر سے متعلق احکام ومسائل

۳۳۲۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نذر کا کفارہ قسم والا ہے۔“

۳۳۲۳۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي الْحَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو عمر بن حارث نے بھی بواسطہ کعب بن علقمہ ابن شماسہ سے اور اس نے حضرت عقبہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ ابْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ.

۳۳۲۴۔ کعب بن علقمہ نے ابن شماسہ سے سنا اس نے ابوالخیر سے روایت کیا اس نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

۳۳۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِمَاسَةَ عَنْ أَبِي الْحَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

🌞 فائدہ: ایسی صورت میں اصحاب الحدیث کہتے ہیں کہ اگر اس نے نیک کام کا ارادہ کیا ہو تو اسے نذر پوری کرنے یا کفارہ دینے میں اختیار ہے اور اگر کسی غلط کام کا ارادہ تھا تو کفارہ دے۔

(المعجم . . .) - باب نَذْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَدْرَكَ الْإِسْلَامَ (التحفة ۳۲) باب: جس نے جاہلیت کے ایام میں نذر مانی ہو پھر مسلمان ہو جائے

۳۳۲۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے

۳۳۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي

کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت میں نذر مانی

۳۳۲۳۔ تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، النور والایمان، باب ما جاء في كفارة النذر إذا لم يسم، ح: ۱۵۲۸ من حديث أبي بكر بن عياش به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه مسلم، ح: ۱۶۴۵ من طريق آخر عن أبي الخيرة. ۳۳۲۴۔ تخریج: أخرجه مسلم، النذر، باب في كفارة النذر، ح: ۱۶۴۵ من حديث كعب بن علقمة به. ۳۳۲۵۔ تخریج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف ليلاً، ح: ۲۰۳۲، ومسلم، والایمان، باب نذر الكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ۱۶۵۶ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۱/ ۳۷.

۲۱- کتاب الایمان والندور نذر سے متعلق احکام ومسائل

نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: تَحَىٰ كَيْفَ مَسْجِدِ حَرَامٍ فِي إِحْدَى رَيَاتِ كَيْفَ اعْتِكَافِ كُرُوں
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لَيْلَةً، فَقَالَ
لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

🌞 فائدہ: حق بات کی نذر اگر حالت کفر میں بھی مانی ہو تو اسے پورا کرنا ضروری ہے۔



خرید و فروخت کے احکام و مسائل

تجارت، نفع کی امید پر اشیائے ضرورت خریدنے اور جہاں ضرورت ہو وہاں لے جا کر بیچنے کا نام ہے۔ یہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ علم معیشت کے مطابق تجارت دولت کی گردش اور روزگار کی فراہمی میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام نے صدق و امانت کی شرط کے ساتھ اسے اونچے درجے کا عمل صالح قرار دیا ہے۔

حرص اور لالچ کے مارے ہوئے لوگوں نے دنیا کے ہر اچھے عمل کی طرح تجارت جیسے مفید عمل کو بھی لوٹ مار، دوسروں کا حق غصب کرنے، ناجائز مفاد حاصل کرنے اور دھوکے سے دولت سمیٹنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ جدید سوسائٹی نے تو بعض استحصالی طریقوں (مثلاً سود) کو اپنی معیشت کا بنیادی اصول بنا لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تجارت کے نام پر لوٹ مار کے کھلے راستوں کے ساتھ ساتھ ان تمام مخفی استحصالی راستوں کا دروازہ بھی بند کر دیا جو تجارت کو عدل سے ہٹا کر ظلم و عدوان پر استوار کرتے ہیں۔ تاریخ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہلی اور آخری ہستی ہیں جنہوں نے زندگی کے باقی شعبوں کی

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

طرح عمل تجارت کو استحصال اور لوٹ مار سے مکمل طور پر پاک صاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے انتہائی باریک بینی سے رائج نظام تجارت کا جائزہ لے کر وحی کی روشنی میں اس کی قطعی حدود کا تعین فرما دیا۔ ان حدود کے اندر رہتے ہوئے عمل تجارت ہر طرح کے ظلم و جور سے پاک رہتا ہے اور اس کی منفعت کا دائرہ بے حد وسیع ہو جاتا ہے۔

تجارت کے عمل میں خریدار، فروخت کرنے والا، مال تجارت اور معاہدہ تجارت بنیادی اجزاء ہیں۔ معاہدہ تجارت کے حوالے سے قرآن مجید نے ”تراضی“ کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ تراضی، بیع کے ہر پہلو پر مطلع ہو کر دونوں فریقوں کے اپنے اپنے آزاد فیصلے سے رضامند ہونے کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے سے تجارت کے مندرجہ ذیل بنیادی اصول سامنے آتے ہیں:

① تجارت کی بنیاد تراضی (باہمی رضامندی) ہے۔ اگر کسی طور پر باہمی رضامندی میں خلل موجود ہو تو بیع جائز نہیں ہوگی۔

② معاہدہ بیع کے دونوں فریق (خریدار، فروخت کرنے والا) فیصلے میں آزاد ہر پہلو پر مطلع اور معاہدہ بیع کے حقیقی نتائج سے آگاہ ہونے چاہئیں اگر ایسا نہیں تو تجارت کا عمل درست نہ ہوگا۔

③ معاہدہ بیع میں ایسی شرائط کی کوئی گنجائش نہیں جو معاہدہ کو خواہ مخواہ پیچیدہ بناتی ہیں یا کسی فریق کو ناروا پابندیوں میں جکڑتی ہیں یا کسی ایک فریق کے جائز مفادات کی قیمت پر دوسرے کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ ایسی شرائط سے معاہدہ بیع فاسد ہو جائے گا۔

④ اگر ایک فریق نے دوسرے کو بے خبر رکھا، دھوکا دیا یا کسی طور پر اسے مجبور کیا تو بیع جائز نہ ہوگی۔

⑤ اگر مال تجارت کی مقدار یا اس کی افادیت کے تعین میں شبہ ہو اس کی بنیادی صفات کے بارے میں کچھ پہلو مبہم ہوں، اس کا حصول اور اس سے فائدہ اٹھانے کا معاملہ مخدوش ہو یا اس میں کوئی ایسی خرابی پیدا ہو چکی ہو جو پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی تو ایسی بیع جائز نہیں ہوگی۔

⑥ مال تجارت حلال کسی نہ کسی طرح فائدہ مند اور ہر قسم کے خفیہ عیب سے پاک ہونا چاہیے۔ اگر سرے سے مال تجارت حرام یا غیر مفید ہو یا اس کے عیب کو چھپایا گیا ہو تو اس کی تجارت رواقراً نہیں دی جائے گی۔

⑦ تجارت ایک مثبت عمل ہے اس سے تمام فریقوں کا مفاد محفوظ ہونا چاہیے اگر معاہدہ بیع محسوس یا غیر محسوس طریق پر کسی ایک فریق کے استحصال پر منتج ہو سکتا ہو یا ظاہراً باہمی رضامندی کے باوجود محسوس یا غیر



۱۔ کتاب البیوع ۔ خرید و فروخت کے احکام و مسائل

محسوس طریقے سے ظلم کا سبب ہو تو بیع درست نہیں ہوگی۔

⑧ اگر خرید و فروخت کا عمل مکمل ہونے کے بعد کسی فریق کو اپنی آمادگی حتمی محسوس نہیں ہوئی اور وہ بیع سے

پہچھے ہٹنا چاہتا ہو تو انصاف اور تراضی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ہٹنے کا موقع دیا جائے۔

⑨ اگر باہمی خرید و فروخت میں سودی معاملات داخل ہو جائیں تو پھر بھی تجارت جائز نہ ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے بیوع کے حوالے سے جو حدود متعین فرمائی ہیں ان کے ذریعے سے خرید و فروخت کا

پورا نظام ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک اور مکمل طور پر انسانی فائدے کا ضامن بن جاتا ہے۔ ان کے نتیجے

میں بازار یا منڈی کا ماحول حد درجہ سازگار ہو جاتا ہے اور معیشت میں بے انتہا وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

تاریخی طور پر یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس سوسائٹی میں بھی تجارت کے بنیادی اسلامی اصولوں پر عمل

ہوتا ہے، وہاں معیشت بہت مستحکم ہو جاتی ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں جو احادیث جمع کی ہیں ان کے ذریعے سے اسلام کے نظام خرید و

فروخت کے نمایاں پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۲) - كِتَابُ الْبُيُوعِ (التحفة ۱۷)

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

باب ۱: تجارت جس کے ساتھ قسم اور لغو باتیں مخلوط ہو جائیں

(المعجم ۱) - بَابُ: فِي التَّجَارَةِ
يُخَالِطُهَا الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ (التحفة ۱)

۳۳۲۶- حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم تاجروں کو [سَمَاسِرَہ] (دَلَال) کہا جاتا تھا، تو نبی ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہمیں اس سے بہتر نام دیا اور فرمایا: ”اے تاجروں کی جماعت! خرید و فروخت اور لین دین میں بہت سی بے جا باتیں ہوتی ہیں اور قسمیں بھی کھائی جاتی ہیں، تو اس میں صدقہ ملا لیا کرو۔“

۳۳۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرْزَةَ قَالَ: كُنَّا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، فَمَرَّ بَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَمَانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ! إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

فائدہ: یعنی مال صدقہ کرتے رہنا مذکورہ غلط باتوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ

يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴) ”نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔“ خرید و فروخت کے دوران میں دونوں فریقوں کو اپنی اپنی جگہ آزادی سے جانچ پڑتال اور غور و خوض کر کے فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن عموماً دوکاندار جو کاروباری معاملات میں زیادہ تجربہ کار ہوتے ہیں جھوٹ، طمع سازی اور چکی چڑی باتوں کے ذریعے سے خریدار کے آزاد فیصلے پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ قسم بھی خواہ بچی ہو یا جھوٹی دوسرے فریق کے فیصلے میں جھکاؤ پیدا کرتی

۳۳۲۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب التوقي في التجارة، ح: ۲۱۴۵ من حديث أبي معاوية الضرير به، ورواه النسائي، ح: ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، والترمذي، ح: ۱۲۰۸، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۵۷، والحاكم، ۵/۲، ووافقه الذهبي * الأعمش صرح بالسماع عند الطحاوي في مشكل الآثار، ۱۴، ۱۳/۳، وتابعه جماعة.

ہے۔ چیز کو بیچنے کے لیے یہ حر بے کبھی اتنے سنگین ہوتے ہیں کہ شریعت کی رو سے حرام قرار پاتے ہیں اور کبھی یہ حر بے ہلکے ہلکے اور کم ضرر رساں ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں اس لیے تاجروں کو صدقہ کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی دور ہو سکے۔ آگے باب ۶ حدیث: ۳۳۳۵ میں اسی بات کو نبی ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے: ”قسم سودا زیادہ فروخت کرنے کا ذریعہ ہے مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے (قسم برکت کو مٹا دیتی ہے۔“)

۳۳۲۷- حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا: ”لین دین اور تجارتی امور طے کرتے ہوئے جھوٹ اور قسم شامل ہو جاتی ہے۔“ عبداللہ الزہری نے ”لغو اور جھوٹ“ کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

۳۳۲۷- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى الْبُسْطَامِيُّ وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَغْنَيْنَ وَعَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرْزَةَ بِمَعْنَاهُ قَالَ: يَحْضُرُهُ الْكُذْبُ وَالْحَلْفُ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ الزُّهْرِيُّ: اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ.

باب ۲- معاون (کانوں) سے مال نکالنا

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي اسْتِخْرَاجِ الْمَعَايِنِ (التحفة ۲)

۳۳۲۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنے مقروض کے ساتھ چٹ گیا جس نے اس کے دس دینار دیئے تھے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک تو مجھے دے نہیں دیتا میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا! سوائے اس کے کہ تو کوئی ضامن یا کفیل لے آئے۔ تو نبی ﷺ نے وہ اپنے ذمے لے لیے۔ پھر وہ آدمی حسب

۳۳۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِيْمًا لَهُ بِعَشْرَةِ دَنَانِيرَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا أَفَارِقُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي بِحَمِيلٍ،

۳۳۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب في الحلف والكذب لمن لم يعتد اليمين بقلبه، ح: ۳۸۲۹ من حديث سفیان به، وانظر الحديث السابق.
۳۳۲۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب الكفالة، ح: ۲۴۰۶ من حديث عبدالعزیز الدراوردي به.

قال: فَتَحَمَّلَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَاهُ بِقَدَرٍ مَّا وَعَدَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هَذَا الذَّهَبَ؟» قَالَ: مِنْ مَعْدِنٍ، قَالَ: «لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهَا، لَيْسَ فِيهَا خَيْرٌ»، فَقَضَاهَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

وعدہ مال لے کر آیا تو نبی ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ”تمہیں یہ سونا کہاں سے مل گیا ہے؟“ اس نے کہا: ایک کان سے۔ آپ نے فرمایا: ”ہمیں اس کی ضرورت نہیں (اور اس میں خیر نہیں)۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے قرض ادا فرمادیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① معادن (کانوں) سے اسلامی حکومت کی اجازت سے شرعی شرائط کے مطابق مال نکالنا جائز ہے۔ ② اس شخص کو جو سونا کان سے ملا تھا اس کا طریق حصول غیر واضح تھا اس لیے یقینی طور پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ اس کا جائز مالک ہے یا نہیں اس لیے آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ ③ مقررہ جب قرض ادا نہ کر رہا ہو تو چٹ کر مطالبہ کرنا مباح ہے۔ ④ مسلمان مقررہ کی مدد کرنا اس کا فیل یا ضامن بن جانا بہت بڑا احسان اور نیکی کا کام ہے۔

باب: ۳- شبہات سے بچنے کی تاکید

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي اجْتِنَابِ

الشُّبُهَاتِ (التحفة ۳)



۳۳۲۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: أَخْبَرَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: وَلَا أَسْمَعُ أَحَدًا بَعْدَهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَالَ بَيْنَ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيْنَ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُتَشَابِهَاتٌ» أَحْيَانًا يَقُولُ «مُشْتَبِهَةٌ» وَسَأْضَرْبُ لَكُمْ فِي ذَلِكَ مَثَلًا، إِنَّ اللَّهَ حَمَى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ وَإِنَّهُ مَنْ يَزْغَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَهُ وَإِنَّهُ مَنْ يُخَالِطُ الرَّبِّيَّةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ.

۳۳۲۹- جناب شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان کے بعد کسی اور سے سننے کی مجھے کوئی حاجت نہیں (کیونکہ وہ ایک سچے صحابی تھے) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے مابین کئی امور شبہے والے ہیں۔ میں تمہیں اس کی بابت مثال بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک چراگاہ ہے (محفوظ مخصوص علاقہ جسے رکھ یا محفوظ رکھا جاتا ہے) اور اللہ کی رکھ اور اس کا محفوظ وہی ہے جو اس نے حرام کیا ہے جو شخص اس محفوظ علاقے کے قریب اپنے جانور چرائے گا قریب ہے کہ وہ اس میں جا

۳۳۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: الحلال بين، والحرام بين، وبينهما مشبهات، ح: ۲۰۵۱ من حديث ابن عون، ومسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ۱۵۹۹ من حديث الشعبي به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

پڑے۔ اور جو شک والی باتوں میں پڑتا ہے قریب ہے کہ وہ ان میں (بے دھڑک) جرأت کرنے لگے۔“

۳۳۳۰- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ یہ حدیث بیان فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اور ان (حلال و حرام) کے درمیان کچھ شے والی چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، تو جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور جو شے والی چیزوں میں جا پڑا وہ حرام میں داخل ہوا۔“

۳۳۳۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ الثُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ دِينَهُ وَعِرْضَهُ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ».

647

🌞 **فوائد و مسائل:** ① جو چیزیں بعض وجوہ سے ناجائز ہوں اور بعض دوسرے وجوہ سے ان کے حلال ہونے کا بھی امکان ہو اور معاملہ صاف اور واضح نہ ہو تو اس سے بچنا چاہیے کہ کہیں حرام کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ ② اگر کوئی شخص مشکوک چیز سے پرہیز نہ کرے تو اس جرأت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی دن صریح حرام میں جا گرتا ہے۔ ③ محمد بن صالح الباشمی امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طرسوس میں بیس سال مقیم رہا اور مسند لکھی، میں نے چار ہزار احادیث لکھیں اور پھر غور کیا تو دیکھا کہ ان کا مدار صرف چار احادیث پر ہے۔ پہلی ان میں سے یہی حدیث ہے: [الْحَلَالُ بَيْنَ وَبَيْنَ وَالْحَرَامُ بَيْنَ] (صحیح البخاری، الايمان، حدیث: ۵۲، وصحیح مسلم، المساقاة، حدیث: ۱۵۹۹) دوسری: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحیح البخاری، بدء الوحي، حدیث: ۱) تیسری: [إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا] (صحیح مسلم، الزكاة، حدیث: ۱۰۱۵) اور چوتھی یہ ہے: [مَنْ حُسِّنَ إِسْلَامُ الْمَرْءِ تَرَكُّهُ مَا لَا يَعْهَدُهُ] (جامع الترمذی، الزهد، حدیث: ۲۳۱۷)

۳۳۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً ایک وقت آنے والا

۳۳۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ:

۳۳۳۰- **تخریج:** أخرجه مسلم، ح: ۱۵۹۹ من حدیث عیسیٰ بن یونس، والبخاری، الايمان، باب فضل من استبرأ لدينه، ح: ۵۲ من حدیث زکریا بہ.

۳۳۳۱- **تخریج:** [إسناده ضعیف] أخرجه النسائي، البيوع، باب اجتناب الشبهات في الكسب، ح: ۴۴۶، وابن ماجه، ح: ۲۲۷۸ من حدیث داود بن أبي هند بہ * الحسن البصري عنن، والجمهور على أنه لم يسمع من أبي هريرة رضي الله عنه.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی نہ بچے گا جو سود نہ کھاتا ہو پس اگر کسی نے نہ بھی کھایا تب بھی اس کی بھاپ تو اسے پہنچے گی۔“ ابن عسلی نے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں: ”اس کا کچھ غبار اسے پہنچے گا۔“

سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ أَبِي خَيْرَةَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ مِنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ح: وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ دِيعَنِيِّ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ وَهَذَا لَفْظُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبَا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ». قَالَ ابْنُ عِيسَى: «أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ».

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ ”قیامت تک ایک گروہ ایسا ضرور باقی رہے گا جو حق پر غالب اور کاربند رہے گا۔“ مذکورہ بالا روایت میں عمومی احوال معیشت کی طرف اشارہ ہے جس کا اب عملی مشاہدہ ہو رہا ہے کہ پوری معیشت کو سود کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا ہے اور اس سے بچنا انتہائی عزیمت کا کام ہے۔ اور پوری طرح بچنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔



۳۳۳۲- جناب عاصم بن کلیب اپنے والد سے وہ ایک انصاری جوان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبر پر دیکھا آپ قبر کھودنے والے کو ہدایت دے رہے تھے: ”پائنتی کی طرف سے کھلی کرو سر کی طرف سے کھلی کرو۔“ جب آپ واپس ہوئے تو آپ کو ایک عورت کی طرف سے دعوت دینے والا ملا۔ تو آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لے آئے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا پھر لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانے لگے۔ ہمارے بڑوں نے دیکھا کہ آپ ایک ہی لقمہ اپنے منہ میں گھمائے جا رہے ہیں

۳۳۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ «أَوْسِعْ مِنْ قَبْلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ»، فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَةٍ، فَجَاءَ فَجِئًا بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوا فَظَرَّ أَبَاؤُنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُحْدِثَ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا»،

۳۳۳۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/۲۹۳، ۲۹۴ من حديث عاصم بن كليب به.

فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً فَلَمْ أَجِدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدْ اشْتَرَى شَاةً أَنْ أَرْسِلَ إِلَيَّ بِهَا بِثَمَنِهَا فَلَمْ يَوْجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَمْرَأَتِهِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيَّ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَطْعِمِيهِ الْأَسَارَى».

(مگر ننگتے نہیں) آپ نے فرمایا: ”میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہے۔“ پھر (اس عورت کو بلوایا گیا تو) اس نے پیغام بھیجوا یا: اے اللہ کے رسول! میں نے بقیع کی طرف آدمی بھیجا کہ میرے لیے بکری خرید لائے مگر نہیں ملی۔ پھر میں نے اپنے ہمسائے کی طرف بھیجا جس نے ایک بکری خریدی تھی میں نے کہلوایا کہ اسی قیمت پر بکری مجھے دے دے مگر وہ بھی نہیں ملا۔ تب میں نے اس آدمی کی بیوی کو کہلا بھیجا تو اس نے مجھے یہ بھیج دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کے تصرف نے اس بیع کو مشتبہ بنا دیا تھا ② جس مال میں کسی حد تک اشتباہ ہوا اسے خود استعمال نہیں کرنا چاہیے البتہ اسے قیدیوں اور فقراء پر صدقہ کیا جاسکتا ہے ورنہ وہ مکمل طور پر ضائع ہو جائے گا۔

باب: ۴- سود کھانے کھلانے کی وعید

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي أَكْلِ الرَّبَا وَمُوكِلِهِ (التحفة ۴)

۳۳۳۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، اس کے گواہ اور لکھنے والے (سب) پر لعنت فرمائی ہے۔

۳۳۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْلَ الرَّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ.

🌞 فائدہ: سود لینا دینا اور باطل کا کسی طرح سے تعاون کرنا حرام ہے۔ بالخصوص سودی معاملہ لعنت کا کام ہے۔

باب: ۵- سود کی رقم چھوڑ دینے کا بیان

(المعجم ۵) - بَابُ: فِي وَضْعِ الرَّبَا (التحفة ۵)

۳۳۳۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أكل الربا، ح: ۱۲۰۶ من حديث سماك ابن حرب به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۷۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۱۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۳۳۴- جناب سلیمان بن عمرو اپنے والد (عمرو بن احوص جُشَمیؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”خبردار! جاہلیت کے تمام سود باطل کیے جاتے ہیں تمہارے لیے تمہارا اصل مال ہے، ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ، خبردار! جاہلیت کے تمام خون باطل کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلا خون جو میں ختم کر رہا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جو بنو لیث میں دودھ پیتا بچہ تھا اور بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔“ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میں نے پہنچا دیا۔“ سب حاضرین نے کہا: ہاں۔ آپ نے قین بار کہلوا یا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! گواہ رہنا۔“ قین بار کہا۔

۳۳۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا شَيْبٌ بْنُ عَرَفَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّ كُلَّ رَبَا مِنْ رَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، لَكُمْ رُؤُوسٌ أَمْوَالُكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ مِنَ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضْعُ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ قَالَ: اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَّغْتُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: «اللَّهُمَّ! اشْهَدْ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.



🌞 فوائد و مسائل: ① سود لینا بلاشبہ حرام ہے البتہ یہ سود کا سرمایہ جو بنکوں کے پاس ہوتا ہے سودی نظام کے ذریعے سے مجموعی قومی دولت سے ہتھیایا ہوا ہوتا ہے اس لیے اگر بنک میں کوئی سود بنتا ہو تو اسے لے کر عام شہری ضروریات میں خرچ کر دیا جائے مثلاً ہسپتال، سکول، سڑک اور پبل وغیرہ کی تعمیر یا کسی ایسے شخص کو دے دیا جائے جو کسی دوسرے ایسے مرض کے پھندے میں پھنس گیا ہو۔ چونکہ یہ مملکت کی رقم ہوتی ہے اس لیے اسے مملکت کے عام شہریوں کے لیے بلا تخصیص مسلم و کافر خرچ کیا جانا چاہیے۔ (افادات حضرت الشیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ) اس رقم کو ان ظالموں کے لیے چھوڑ دینا خلاف مصلحت ہے۔ واللہ اعلم۔ ② اہل قیادت کے لیے اس میں عظیم درس ہے کہ قیادت اور دعوت کے معاملے میں اپنا اور اپنے اقارب کا دامن بالخصوص صاف رکھا جائے ورنہ عام لوگوں کی طرف سے تنقید کا نشانہ بننا پڑتا ہے اور دعوت بھی مقبول نہیں ہوتی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے یہاں رباکے حوالے سے دو احادیث ذکر کی ہیں۔ پہلی میں سود کے لین دین میں حصہ لینے والے تمام فریقوں پر لعنت کی گئی ہے اور دوسری میں یہ ہے کہ اگر کوئی سودی لین دین موجود ہے تو صرف اصل زر کی وصولی ہوگی۔

۳۳۳۴- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ح: ۳۰۵۵ من حديث أبي الأحوص به، وقال الترمذي، ح: ۳۰۸۷ "حسن صحيح".

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ اصل زر سے زائد ہے وہ سود ہے۔ اور اس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ قرآن مجید میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں: ﴿فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلُمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۲۷۹) اس لیے یہ کہنا کہ بنک کا سود جو یقیناً اصل زر سے زائد ہوتا ہے ربوا نہیں بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید کی آیت اور اس حدیث نے سود کی واضح تعریف کر دی ہے یعنی وہ جو اصل زر سے زائد مانگا جائے وہ سود ہے اور اس کا لینا و دینا دونوں حرام ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بنک اسی پیسے سے نفع کماتا ہے اس لیے بنک سے زائد لینا کیونکر حرام ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اس منافع کی تقسیم کا قائل ہے جو واقعتاً تجارت سے حاصل ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ منافع کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی طے کر لیا جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مال بطور قرض نہ دیا گیا ہو بلکہ تجارت میں شمولیت کے لیے دیا گیا ہو۔ تجارت کے نفع و نقصان کی ذمہ داری میں بھی سب شریک ہوں اس طرح اگر منافع حاصل ہو اور جتنا واقعتاً حاصل ہوا اسے طے شدہ نسبت سے تقسیم کر لیا جائے۔

جہاں تجارت میں شراکت داری کا معاہدہ نہ ہو، نفع ہونے نہ ہونے زیادہ ہونے یا کم ہونے کی کسی ذمہ داری میں دونوں فریق شامل نہ ہوں مال بطور قرض دیا جائے اور اس پر مقرر شرح سے زائد لینے کا معاہدہ کر لیا جائے حتیٰ کہ اگر تجارت میں نقصان ہو جائے تو بھی اصل زر جمع مقرر شدہ اضافہ ہر صورت میں وصول کیا جانا ہو تو یہی اصل زر پر اضافہ ہے جو سود اور قطعی حرام ہے۔ حدیث اور قرآن کی آیت میں ہے: ﴿لَا تَظْلُمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ تم اصل زر لے لو نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اصل زر سے زیادہ مانگ کر تم دوسرے فریق پر ظلم نہ کرو اور نہ اصل زر کی ادائیگی روک کر دوسرا فریق تم پر ظلم کرے۔

اب تو فریقین کے ایک دوسرے پر ظلم کی کئی نئی صورتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ بنک غریب لوگوں، بیواؤں، یتیموں کا مال لے کر اس سے بے پناہ منافع حاصل کرتا ہے چونکہ اکثر لین دین کرنسی کی بجائے محض چیک سے ہوتا ہے اس لیے کرنسی کا بڑا حصہ بنک کے پاس جوں کا توں محفوظ رہتا ہے۔ اسی محفوظ سرمایہ کی بنیاد پر بنک میں موجود کرنسی سے زیادہ کے قرضے اور کارڈ ایٹھ کر دیے جاتے ہیں اور کئی گنا منافع حاصل ہوتا ہے۔ اتنا زیادہ منافع کمانے کے باوجود وہ اپنی بچتیں جمع کرانے والے غریب لوگوں، یتیموں اور بیواؤں کو اس میں سے برائے نام بہت تھوڑا سا منافع دے کر ان کا باقی ماندہ بڑا حصہ خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ جو کچھ لوگوں کو دیا جاتا ہے وہ منافع تو کجا کرنسی کی قیمت میں وقفاً و فوقاً جو کی جان بوجھ کر کی جاتی ہے اس کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح بنک جو سود دیتا ہے اس میں بھی ظلم کرتا ہے۔

یہ بڑی دھوکا دہی ہے۔ لوگوں کو جھانسا دیا جاتا ہے کہ ہم آپ کو کم از کم منافع میں سے حصہ دے رہے ہیں یعنی تجارت کے منافع میں شریک کر رہے ہیں، لیکن ان سے معاہدہ تجارتی شراکت کا نہیں کیا جاتا کیونکہ اس طرح بہت زیادہ حصہ دینا پڑتا ہے۔ ان سے معاہدہ قرض اور سود کا کیا جاتا ہے۔ اس لوٹ مار اور فریب دہی کی واردات کو قاتلون اور حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۳۳ کی رو سے سودی بنکوں کی ملازمت بھی حرام ہے کیونکہ سودی کاروبار میں ہر طرح کی شرکت لکھنا، گواہ بننا سب موجب لعنت ہے۔

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الْيَمِينِ فِي الْبَيْعِ (التحفة ۶)

باب: ۶- خرید و فروخت میں قسمیں کھانا ناجائز ہے

۳۳۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنبَسَةُ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْحَلْفُ مَنَفَقَةٌ لِلْسَّلْعَةِ مَمَحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ»

وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ: «لِلْكَسْبِ»، وَقَالَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

ابن السرح نے [سَلْعَةٍ] کی بجائے [كَسْب] کہا۔ اور سند میں یوں کہا: [عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة عن النبي ﷺ]



☀️ فائدہ: مسلمان تاجر کو چاہیے کہ بے جاتسمیں کھانے کی عادت تبدیل کرے اور صدقات دیا کرے تاکہ اس غلط عمل کا کفارہ ہو تا رہے۔

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ وَالْوَزْنِ بِالْأَجْرِ (التحفة ۷)

باب: ۷- جھکنا تولنے (کی ترغیب) اور مزدوری لے کر مال تولنے کا بیان

۳۳۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ

۳۳۳۶- حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور مخزفہ عبدی رضی اللہ عنہ بحرین کے علاقہ ہجر سے کپڑا

۳۳۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، المسافة، باب النهي عن الحلف في البيع، ح: ۱۶۰۶ عن ابن السرح، والبخاري، البيوع، باب: ﴿يُحَقُّ لِلرَّابِيَةِ وَالْبَيْعِ الصَّدَقَاتُ...﴾ الخ، ح: ۲۰۸۷ من حديث يونس بن يزيد به.

۳۳۳۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في الرجحان في الوزن، ح: ۱۳۰۵ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۴۵۹۶، وابن ماجه، ح: ۲۲۲۰-۲۲۲۱، ۳۵۷۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۴۴۴، وابن الجارود، ح: ۵۵۹، وللحديث طرق.

لائے اور ہم اسے مکہ لے آئے تو رسول اللہ ﷺ چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے ہم سے ایک پاچا کے سودا کیا جو ہم نے آپ کو بیچا اور وہاں ایک آدمی تھا جو مزدوری لے کر مال تولتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو لو اور جھکتا ہوا تولو۔“

۳۳۳۷- حضرت ابو صفوان بن عمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے میں مکہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ مگر اس میں ”مزدوری پر مال تولنے“ کا بیان نہیں ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کو قیس نے (بھی) اسی طرح بیان کیا ہے جیسے کہ سفیان نے اور سفیان کا قول رائج ہے۔

۳۳۳۸- ابن ابی رزمہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک شخص نے شعبہ سے کہا کہ سفیان نے آپ کی مخالفت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: تو نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ حالانکہ مجھے یحییٰ بن معین کی یہ بات پہنچی ہے کہ جو بھی سفیان کی مخالفت کرے تو بات سفیان کی رائج ہوگی۔

۳۳۳۹- شعبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سفیان مجھ

حَرْبٍ، حَدَّثَنَا سُؤْدَةُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيِّ بَرًّا مِنْ هَجَرَ فَأَتَيْنَا بِهِ مَكَّةَ فَجَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ فَبِعْتَاهُ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «زِنْ وَأَرْجِعْ».

۳۳۳۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، الْمَعْنَى قَرِيبٌ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي صَفْوَانَ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ يَزِنُ بِالْأَجْرِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ قَيْسٌ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ وَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ.

۳۳۳۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَزْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ لَشُعْبَةَ: خَالَفَكَ سُفْيَانُ فَقَالَ: دَمَعْتَنِي. وَبَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ قَالَ: كُلُّ مَنْ خَالَفَ سُفْيَانَ فَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ.

۳۳۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۳۳۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب الرجحان في البيوع، ح: ۴۵۹۷ من حديث شعبه، وصححه الحاكم: ۳۰ / ۲، ۳۱ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۳۳۳۸- تخریج: [إسناده صحيح].

۳۳۳۹- تخریج: [إسناده صحيح].

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۲۲- کتاب البیوع

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: كَانَ سُفْيَانُ سَعْدِيًّا حَافِظًا تَحْفَظُ مِنِّي.

☀️ فائدہ: یعنی پہلی روایت جو حضرت سید بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رائج ہے۔

(المعجم ۸) - بَابٌ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: بَابُ ۸- نَبِيُّ ﷺ كَا فَرَمَانِ هِيَ كَهْ "نَا پَنے كَا
«الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ الْمَدِينَةِ» (التحفة ۸) پیمانہ (اہل) مدینہ ہی كَا معتبر ہے

۳۳۴۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فریابی اور ابو احمد نے بھی سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے، ابن دکین نے ان دونوں کی متن میں موافقت کی ہے (نہ کہ سند میں) ابو احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام لیا ہے۔ ولید بن مسلم نے حنظلہ سے روایت کی تو کہا: وزن اہل مدینہ كَا معتبر ہے اور مکيال اہل مکہ كَا۔

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: مالک بن دینار کی اس بارے میں حدیث جو بواسطہ عطاء نبی ﷺ سے مروی ہے اس کے متن میں اختلاف کیا گیا ہے۔

☀️ فائدہ: شرعی ادائیگیوں (زکوٰۃ اور فطرانہ وغیرہ) میں وزن اہل مکہ كَا معتبر ہے اور مد اور صاع اہل مدینہ كَا۔ اشیاء کی مقدار کا تعین کرنے کے لیے ناپ تول کا نظام وجود میں آیا۔ یہ عمل تجارت کی انتہائی اہم اور بنیادی ضرورت ہے۔

۳۳۴۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب كم الصاع، ح: ۲۵۲۱/ب/ ۴۵۹۸ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰۵، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۹۲۷ * سفیان الثوري عنن.

مختلف علاقوں کے ناپ تول کے پیمانوں کے ناموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ناپ تول کے لیے بنیادی اکائی قدرتی اشیاء کو بنایا گیا۔ برصغیر میں جو تولے چھٹانک سیر کا نظام رائج تھا اس کی بنیادی اکائی رتی تھی یہ ایک پودے کا سرخ رنگ کا بیج ہے۔ اب جو نظام دنیا کے بڑے حصے میں رائج ہے یعنی کلوگرام وغیرہ تو گرام پننے کے دانے کو کہتے ہیں جسے ابتدا میں بنیادی اکائی مانا گیا۔ اونس اور پاؤنڈ کا برطانوی نظام گرین (Grain) پر مبنی ہے جو غلے بالخصوص مکئی کے دانے کو کہتے ہیں۔

پیمائش میں فٹ (پاؤں) یا ہاتھ وغیرہ کو بنیاد بنایا گیا۔ ظاہر ہے مکئی یا پننے کے ہر دانے کا وزن ایک سانس نہیں ہو سکتا۔ تعامل کے ساتھ اس کم از کم مقدار کو حتمی طور پر متعین کر لیا گیا اور اس طرح ایک ہی معیار کے تولنے کے باوجود باقی وغیرہ وجود میں آئے۔ تعامل یا زیادہ سے زیادہ برتنے کا عمل ناپ تول کے نظام کی تکمیل میں اہم ترین کردار ادا کرتا ہے۔ چونکہ مدینہ ایک زرعی شہر تھا جہاں لین دین میں ناپ یا کیل رائج تھا۔ مدینہ کے تعامل نے اس نظام کو پختہ کر دیا تھا۔ اس لیے ناپ میں اہل مدینہ کے پیمانوں کو بنیادی معیار قرار دیا۔ مکہ ہر طرح کی اشیائے تجارت کا مرکز تھا جن میں قیمتی اشیاء بھی شامل تھیں۔ سونے چاندی خوشبو اور مصالحے وغیرہ کا لین دین وزن سے ہوتا ہے۔ مکہ کے تعامل نے وزن کے نظام کو پختہ کر دیا تھا۔ اس لیے وزن میں مکہ کے تعامل (Practice) کو معیار قرار دیا۔

(المعجم ۹) - بَابُ: فِي التَّشْدِيدِ فِي
الدِّينِ (التَّحْفَةُ ۹)

باب: ۹- قرضے کا معاملہ انتہائی سخت ہے

۳۳۴۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سَمْعَانَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «هُمَّنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: «هُمَّنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ. ثُمَّ قَالَ: «هُمَّنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: «أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي فِي الْمَرَّتَيْنِ

۳۳۴۱- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے سہ بارہ پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میں ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا مانع ہوا تھا کہ پہلی اور دوسری بار جواب نہیں دیا تھا؟ بلاشبہ میں نے تمہارے

۳۳۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب التغليظ في الدين، ح: ۴۶۸۹ من حديث سعيد ابن مسروق به، وقال البخاري: "لا نعرف لسمعان سماعاً من سمره ولا للشعبي سماعاً منه".

۲۲- کتاب البیوع

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

لیے خیر ہی کا ارادہ کیا ہے۔ تمہارا ساتھی اپنے قرضے میں پکڑا ہوا ہے۔“ (سرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) پھر میں نے اس شخص کو دیکھا کہ اس نے اس (مقروض) کی طرف سے سب ادا کر دیا حتیٰ کہ کوئی مطالبہ کرنے والا باقی نہ رہا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (شعی کے شیخ کا نام) سمعان بن مُشَنج ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعَانُ بْنُ مُشَنجٍ.

فائدہ: حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بالخصوص قرضے وغیرہ کی ادائیگی کے بغیر چھکارا بہت مشکل ہوگا۔

اور وارثوں پر حق ہے کہ اپنے مرنے والے کا قرضہ ادا کریں۔ آپ ﷺ کی طرف سے مقروض کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کا بھی مقصد تھا کہ میت کا قرض فوراً ادا ہو جائے۔

۳۳۴۲- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے نزدیک اس کے منع کردہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندے پر جب موت آئے تو وہ مقروض ہو اور اس نے ادائیگی کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو۔“

۳۳۴۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكِبَائِرِ الَّتِي نَهَى اللَّهُ عَنْهَا: أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدْعُ لَهُ قَضَاءً».

۳۳۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی ایسے آدمی کا جنازہ نہ پڑھایا کرتے تھے جس پر قرضہ باقی ہوتا، ایک میت کو لایا گیا تو آپ

۳۳۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

۳۳۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۹۲/۴ من حديث سعيد بن أبي أيوب به * أبو عبد الله القرشي لم أجد من وثقه.

۳۳۴۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من عليه دين، ح: ۱۹۶۴ من حديث عبد الرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۱۵۲۵۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۶۲، وابن الجارود، ح: ۱۱۱۱، وللحديث شواهد عند أحمد: ۳۳۰/۳، والحاكم: ۵۷/۲، ۵۸، وغيرهما، وانظر، ح: ۲۹۵۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے پوچھا: ”کیا اس پر قرضہ ہے؟“ صحابہ نے کہا: ہاں دو دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ پھر حضرت ابوقادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ میرے ذمے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ پھر جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو آپ نے فرمایا: ”میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے قریب تر ہوں۔ سو جس نے کوئی قرضہ چھوڑا اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا ہو تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔“

جَابِرٌ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُ بِمَيْتٍ فَقَالَ: «أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟» قَالُوا: نَعَمْ دِينَارَانِ، قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ»، فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ: هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيْ قَضَائِهِ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».



۳۳۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا اور کہا: نبی ﷺ نے ایک قافلے والوں سے کوئی چیز خریدی۔ اس وقت آپ کے پاس قیمت نہ تھی پھر آپ کو اس پر منافع دیا گیا تو آپ نے فروخت کر دی پھر آپ نے اس کا منافع بنو عبدالمطلب کی بیواؤں پر صدقہ کر دیا اور فرمایا: ”آئندہ میں کوئی چیز بھی خریدوں گا جب میرے پاس اس کی قیمت ہوگی۔“

۳۳۴۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شَرِيكِ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ رَفَعَهُ، قَالَ عُثْمَانُ: وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكِ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ قَالَ: اشْتَرَى مِنْ عَيْرٍ بَيْعًا وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ، فَأَرْبَحَ فِيهِ فَبَاعَهُ، فَتَصَدَّقَ بِالرَّابِعِ عَلَى أَرَامِلِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ: «لَا أَشْتَرِي بَعْدَهَا شَيْئًا إِلَّا وَعِنْدِي ثَمَنُهُ».

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ بعض اوقات تھوڑی دیر کا قرضہ بھی انسان کے لیے زحمت کا باعث بن جاتا ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے انسان اس سے بچتا ہی رہے۔ اور اب صورت واقعہ یہ ہے کہ تاجر اپنی تجارتی حرص میں طول طویل بھاری بھاری قرضے لینے سے نہیں ہٹکچکاتے اور پھر بعض اوقات اس پر انہیں سود وغیرہ بھی دینا پڑتا ہے۔ جو قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔

۳۳۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۳۵/۱ عن وكيع به، وصححه الحاكم: ۲۴/۲، ووافقه الذهبي ❁ سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة كما تقدم مراراً.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

باب: ۱۰- ٹال منول کرنے کے بارے میں

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي الْمَطْلِ

(التحفة ۱۰)

۳۳۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غنی آدمی کا قرضے کی ادائیگی کو ٹالے جانا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو کسی غنی کے حوالے کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات کو مان لے۔“

۳۳۴۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ».

فائدہ: لیکن اگر کوئی نادار ہو اور قرضے کی ادائیگی میں فی الواقع اس سے تاخیر ہو رہی ہو تو وہ ظلم نہیں ہوگا نیز تعاون باہمی میں حوالہ قبول کر لینا افضل بات ہے۔

باب: ۱۱- ادائیگی میں عمدگی کے بارے میں

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي حُسْنِ

الْقَضَاءِ (التحفة ۱۱)

۳۳۴۶- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ایک جوان اونٹ ادھار لیا، پھر آپ کے پاس صدقے کے اونٹ آ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا (جوان) اونٹ ادا کر دوں۔ میں نے عرض کیا: گلے میں اس کے اونٹ سے عمدہ رباعی اونٹ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے وہی دے دو لوگوں میں بہترین وہی ہوتے ہیں جو ادائیگی میں بہترین ہوں۔“

۳۳۴۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَكْرًا فَجَاءَهُهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

۳۳۴۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

۳۳۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۳۳۴۵- تخریج: أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة وهل يرجع في الحوالة؟، ح: ۲۲۸۷، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة... الخ، ح: ۱۵۶۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۷۴.

۳۳۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه... الخ، ح: ۱۶۰۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۸۰.

۳۳۴۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة إذا قدم من سفر، ح: ۴۴۳ من حديث مسعر، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ۷۱۵/ ۱۱۵، بعد، ح: ۱۵۹۹ من حديث محارب بن دثار به.



خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۲۲۔ کتاب البیوع

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دَثَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: تَوَاسَ مِنْ زِيَادِهِ دِيْنًا لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

فائدہ: قرض ادا کرتے ہوئے اگر انسان اپنی خوشی سے کچھ مزید دے تو یہ احسان ہے سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس حدیث کو بینک کے سود کے حامی اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ بینک اپنے گاہکوں سے احسان پر مبنی ایسا سلوک نہیں کرتے بلکہ اصل زر سے زائد کا معاہدہ طے ہوتا ہے جس کا لینا دینا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اس حدیث میں واضح ہے کہ قرض پر کوئی اضافہ طے نہ تھا نہ رسول اللہ ﷺ نے زائد دینے کا معاہدہ کیا تھا نہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مطالبہ تھا۔

بیع صرف کا بیان

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي الصَّرْفِ

(التحفة ۱۲)

فائدہ: عام طور پر خرید و فروخت کرنسی کے ذریعے سے ہوتی ہے ابتدائی دور میں بلکہ بعض دیہات میں آج کل بھی غلہ، کپاس وغیرہ دے کر ضرورت کی دوسری اشیاء حاصل کی جاتی ہیں۔ اس کو عربی میں ”مُقَايَضَه“ (Barter) کہا جاتا ہے۔ سونے کو سونے، چاندی کو چاندی یا ایک کرنسی کو کسی دوسری کرنسی کے بدلے خریدنے بیچنے کو عربی میں ”مُرَاطَلَه“ کہا جاتا ہے۔ سونے کو چاندی یا ایک کرنسی کو دوسری کے عوض خریدنے بیچنے کو ”صَرْف“ (Exchang) کہا جاتا ہے۔ تبادلے کے اعتبار سے بیوع کی یہی چار بنیادی صورتیں ہیں۔

مُرَاطَلَه میں شرط یہ ہے کہ تبادلے میں دونوں کی مقدار ایک جتنی ہو اور سودا نقد ہو۔ بنیادی غذائی اجناس کے مُقَايَضَه میں شرط یہ ہے کہ سودا نقد ہو اور ان کے باہمی تبادلے میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ (اسلام نے ہم جنس اشیاء کے تبادلے میں کمی بیشی یا ادھار دونوں کو ربا قرار دیا ہے اس کو شرعی اصطلاح میں ربا الفضل کہا جاتا ہے۔) بیع صرف یعنی سونے کو چاندی یا ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے عوض بیچنے کی صورت میں مقدار میں کمی بیشی جائز ہے۔ ایک سو گرام سونے کے بدلے کئی سو گرام چاندی یا ایک ریال کے بدلے کئی روپے خریدنا بیچنا درست ہے مگر ادھار کی اجازت نہیں۔ اگر آپ ریال کے عوض روپے خریدنا چاہتے ہیں تو جس وقت ریال دیں اسی وقت روپے حاصل کر لیں۔ اگر ایک طرف سے بھی تاخیر ہوئی تو اسلام کی رو سے یہ سود ہوگا۔ یہ آج کل کا عام مشاہدہ ہے کہ کرنسیوں کی شرح تبادلہ اور سونے چاندی کا ریٹ بدلے بدلے بدلتا رہتا ہے فوری تبادلہ نہ ہو اور ایک چیز دے کر اس کے بدلے دوسری چیز حاصل کرنے میں تاخیر ہوگی تو ریٹ بدل چکا ہوگا۔ حدیث میں مذکورہ چار بنیادی غذائی اجناس کے ایک دوسرے کے ساتھ تبادلے میں بھی حکم ہوگا یعنی کمی بیشی جائز ہوگی ادھار جائز نہ ہوگا۔

کرنی کے بدلے اشیاء کی نقد خرید و فروخت تو ہر وقت بجا طور پر جاری رہتی ہے اس میں ادھار بھی جائز ہے مثلاً آپ قیمت نقد ادا کر دیتے ہیں اور چیز بعد میں لینا طے کرتے ہیں تو اسے بیع سلم کہتے ہیں یہ بیع بھی قطعی طور پر جائز ہے۔ (ماخوذ از فتح الباری، باب الورق بالذهب نسيفة) لیکن اگر قیمت اور جنس دونوں ادھار رکھے جائیں تو یہ جائز نہیں نہ اسے بیع سلم ہی کہا جاسکتا ہے۔

۳۳۴۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونے کے بدلے چاندی سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو گندم کے بدلے گندم سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو کھجور کے بدلے کھجور سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ جو کے بدلے جو سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔“

۳۳۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الذَّهَبُ بِالْفِضَّةِ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۳۳۴۹- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونے کے بدلے سونا ڈالا ہو یا ڈھلا ہوا (سکہ یا زیور) چاندی کے بدلے چاندی ڈالا ہو یا ڈھلا ہوا (سکہ) گندم کے بدلے گندم ایک مڈی کے بدلے ایک مڈی جو کے بدلے جو ایک مڈی کے بدلے ایک مڈی کھجور کھجور کے بدلے ایک مڈی کے بدلے ایک مڈی نمک کے بدلے نمک ایک مڈی کے بدلے ایک مڈی (بیچا جائے) جو زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سود کا معاملہ کیا۔ سونے کو چاندی کے بدلے بیچنا جب کہ چاندی زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں جبکہ

۳۳۴۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تَبَرُّهَا وَعَيْنُهَا، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تَبَرُّهَا وَعَيْنُهَا، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ مُدِّي بِمُدِّي، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مُدِّي بِمُدِّي، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مُدِّي بِمُدِّي، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مُدِّي بِمُدِّي، فَمَنْ زَادَ أَوْ أَزْدَادَ فَقَدْ أَرَبَى».

۳۳۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الشعير بالشعير، ح: ۲۱۷۴ من حديث مالك به، ورواه مسلم، ح: ۱۵۸۶ من حديث ابن شهاب الزهري به.

۳۳۴۹- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الشعير بالشعير، ح: ۴۵۶۸ من حديث همام به، وانظر الحديث الآتي.

۲- کتاب البیوع

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو لیکن ادھار نہیں۔ گندم کو جو کے بدلے بیچنا جبکہ جو زیادہ ہوں کوئی حرج نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو لیکن ادھار جائز نہیں۔“

وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ - وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا - يَدًا يَدًا وَأَمَّا نَسِيئَةُ فَلَا، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ - وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا - يَدًا يَدًا، وَأَمَّا نَسِيئَةُ فَلَا۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی نے بواسطہ قتادہ مسلم بن یسار سے اس کی سند سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرُوبَةَ وَهَشَامُ الدُّسْتَوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ بِإِسْنَادِهِ۔

۳۳۵۰- ابواشعث صنعانی نے یہ حدیث بواسطہ حضرت عبادہ بن صامت رحمہ اللہ نبی ﷺ سے کسی قدر کمی بیشی سے روایت کی ہے اور اضافہ یہ کیا: ”جب یہ انواع مختلف ہوں تو جیسے چاہو بیچو جبکہ معاملہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔“

۳۳۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْخَبَرِ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، وَزَادَ قَالَ: «فَإِذَا اخْتَلَفَ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَيَبْعُوهُ كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا يَدًا»۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ہم جنس اشیاء کی باہمی خرید و فروخت کے بارے میں اسلام نے جو ضابطہ دیا ہے اس کے حوالے سے آج کل یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اگر ایک جنس مثلاً کھجور بہتر قسم کی ہو اور دوسری گھنیا کوالٹی کی ہو تو دونوں کو ہم مقدار رکھنا کیسے قرین انصاف ہو سکتا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے اسلام ہر صورت میں عدل و انصاف کو قائم رکھنا چاہتا ہے اسی لیے ان اشیاء کی خرید و فروخت میں جو انسانی غذا کا بنیادی حصہ ہیں خصوصیت کے ساتھ عدل پر زور دیا ہے۔
لہٰذا ہر نوع کی کھجور یا گندم بنیادی طور پر انسان کی بھوک مٹاتی ہے۔ اگر محض تنوع یا ذائقے میں فرق رکھنے کے لیے تبادلہ مقصود ہے تو بلا شک تبادلہ کر لو بھوک مٹانے میں دونوں برابر ہیں۔ تبادلے میں دونوں کی مقدار برابر رکھو یہی انصاف کا تقاضا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ غذائی ضرورت پوری کرنے میں ایک نوع دوسری سے بہتر ہے مثلاً یہ کہ ایک نوع کی نسبت کم مقدار دوسری نوع کی زیادہ مقدار کے برابر بھوک مٹاتی ہے یا ایک کا ذائقہ اتنا زیادہ بہتر ہے کہ دوسری نوع کی

۳۳۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً، ح: ۱۵۸۷/۸۱ عن أبي بكر بن أبي شيبة به۔

زیادہ مقدار پہلی نوع کے مقابلے میں ہونی چاہیے تو عام آدمی کے پاس ایسا کوئی آلہ کوئی ترازو موجود نہیں جو عدل و انصاف کے مطابق ایک کوالٹی کے دوسری کوالٹی سے تبادلے میں دونوں کی مقداریں صحیح طور پر متعین کر سکے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حل یہ عطا فرمایا کہ گھٹیا کوالٹی کی نقدی کے ذریعے سے قیمت طے کر لو اور اسے نقدی کے عوض بیچ دو اسی طرح اعلیٰ کوالٹی کی قیمت بھی بذریعہ نقدی طے کر لو اور اسے نقدی کے عوض خرید لو۔ اس طرح عدل و انصاف کے تقاضے صحیح معنی میں پورے ہو جائیں گے۔ کوالٹی کا فرق کتنا ہے اس کو وزن یا ماپ کے ذریعے سے متعین نہیں کیا جاسکتا۔ قیمت کے ذریعے سے متعین کیا جاسکتا ہے۔ کوالٹی کے تعین کے لیے قیمت ہی ایک غیر جانبدار اور مناسب ترین ذریعہ ہے۔

لہٰذا اگر قیمت کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے، محض وزن میں کمی زیادتی کے ذریعے سے کام چلانے کی کوشش کی جائے تو دونوں میں سے کسی ایک فریق کا حق مارا جائے گا۔ کوالٹی کا فرق متعین کرنے کے لیے وزن کو معیار بنایا جائے تو ”تراضی“ یا باہمی رضامندی کے تقاضے بھی پورے نہیں ہوتے اسی لیے بیع جائز نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا اس سلسلے میں ایک اور سوال کافی عرصے سے زیر بحث چلا آ رہا ہے کہ برابری اور دست بدست تبادلے کی شرط محض ان چھ اشیاء کی خرید و فروخت میں ہے یا ان جیسی دوسری اشیاء کی بیع کے لیے بھی ہے۔ ”ظاہری (وہ لوگ جو قرآن یا حدیث کے ظاہری معنی تک محدود رہتے ہیں) حدیث میں مذکور محض ان چھ اشیاء کے لیے اس حکم کو محدود رکھتے ہیں باقی اشیاء میں اگر ہم جنس کا تبادلہ کمی بیشی سے ہو یا ادھار ہو تو اسے ربو الفضل قرار نہیں دیتے۔ لیکن باقی تمام مکاتب فکر دوسری اشیاء کو بھی ان پر قیاس کرتے ہیں اور یہی درست نقطہ نظر ہے۔

لہٰذا پاکستان اور ارد گرد کے ممالک میں جس طرح گندم بنیادی غذائی جنس ہے اسی طرح مشرق بعید (ملائیشیا، انڈونیشیا، جاپان، کوریا وغیرہ) میں چاول خوارک کا بنیادی حصہ (Staple food) ہے۔ عرب اور ارد گرد کے ممالک میں جو حیثیت کھجور کی ہے پاکستان کے شمالی حصوں بلتستان وغیرہ میں وہی حیثیت خوبانی کی اور بحیرہ روم کے علاقوں میں کشمش کی ہے۔ اس لیے ان اشیاء کو گندم، جو اور کھجور پر قیاس کرنا چاہیے۔

لہٰذا قیاس کی بنیادی وجہ (علت قیاس) کے بارے میں البتہ مختلف مکاتب فکر میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما کے نزدیک سونا چاندی (نقدین) پر جنس کے لین دین کا دار و مدار وزن پر ہے کسی اور چیز کو قیاس نہیں کیا جاسکتا البتہ باقی چار چیزوں پر قیاس ضروری ہے۔

لہٰذا امام مالک رحمہما کے نزدیک جو چیزیں غذا کا بنیادی حصہ ہیں اور ان کا ذخیرہ کیا جاسکتا ہے ان میں اگر ایک جنس کا تبادلہ اسی جنس سے کیا جا رہا ہے تو انہیں حدیث میں مذکور چار غذائی اشیاء پر قیاس کیا جائے گا اور ان کا سودا نقد اور برابر کرنا ہوگا۔ امام شافعی رحمہما مطلقاً تمام غذائی اجناس کو ان چار پر قیاس کرتے ہیں۔

لہٰذا احناف کے ہاں حدیث میں مذکور چھ کی چھ اشیاء میں بنیادی وجہ قیاس یہ ہے کہ ان کا لین دین ناپ تول کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ شے جو ناپ کر یا تول کر نیچی جاتی ہے اس کا حکم وہی ہوگا جو حدیث میں چھ اشیاء



کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

للہ امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تمام علمائے اہل بیت کی رائے یہی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنا مسلک انہیں سے لیا ہے۔ (نیل الاوطار: کتاب البیوع، باب ما یجرى فیہ الربا)

للہ امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک میں سب سے زیادہ وسعت اور آسانی پائی جاتی ہے یعنی سونا چاندی یا کرنسی کے علاوہ ان اشیاء کو حدیث میں ذکر کردہ چار اشیاء پر قیاس کرنا چاہیے جو کسی جگہ انسانی غذا کا بنیادی حصہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عرب میں بہت سی اشیاء موجود تھیں جن کا لین دین ناپ اور تول کے ذریعے سے ہوتا تھا آپ نے صرف ان چار اشیاء کا نام لیا ہے جو اس معاشرے کی بنیادی غذا تھیں۔ لیکن آپ نے ان میں سے کسی اور چیز کو ان چار چیزوں کے ساتھ شامل نہیں فرمایا۔

۱۵ حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے انواع مختلف ہونے کی تفصیل بیان فرمادی ہے چاندی کے بدلے سونا جو کہ بدلے گندم وغیرہ فروخت کی جائے تو کی بیشی جائز ہے ادھار جائز نہیں۔ (۱۵ ممدی (میم پر پیش اور وال ساکن ہے) علاقہ شام اور مصر میں مروج غلہ نانے کا ایک پیمانہ ہے جس میں ۲۵ صاع آتے ہیں۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي حَلِيَةِ السَّيْفِ
تُبَاعُ بِالذَّهَابِ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- تلوار کے دستے کی چاندی کو
چاندی کے روپوں سے بیچنا

۳۳۵۱- حضرت فضالہ بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خیبر کے سال نبی ﷺ کے پاس ایک ہار لایا گیا جس میں سونا اور گئینے تھے۔ ابو بکر اور ابن مسعود نے کہا: سونے سے لٹکے ہوئے گئینے تھے تو ایک آدمی نے اسے نو یا سات دینار میں خرید لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں (یہ خرید و فروخت درست نہیں) حتیٰ کہ تو ان گئینوں اور سونے کو جدا جدا کر لے۔“ اس آدمی نے کہا: میں نے صرف قیمتی پتھر لینے چاہے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“ جب تک تو ان کو جدا جدا نہ کر لے۔“ چنانچہ اس نے اسے واپس کر دیا حتیٰ کہ انہیں جدا جدا کیا گیا۔ ابن

۳۳۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى وَأَبُو كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدَ بْنِ مَنِيعٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ لُعْلَاءَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ مِنْ حَنْشٍ، عَنْ فَصَّالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ لَنَبِيٍّ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا ذَهَبٌ يَحْرَزُ - قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ مَنِيعٍ: فِيهَا حَرَزٌ مُعَلَّقَةٌ بِذَهَبٍ - ابْتَاعَهَا رَجُلٌ بِتِسْعَةِ نَانِيرٍ أَوْ بِسَبْعَةِ دَنَانِيرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۳۳۵۱- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع القلادة فيها خرز وذهب، ح: ۱۵۹۱ عن محمد بن العلاء أبي

كريب به .

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

عیسیٰ کے لفظ تھے: [أَرَدْتُ التِّجَارَةَ] ”میں نے تجارت کا ارادہ کیا ہے۔“

«لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ»، فَقَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ الْحِجَارَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُمَا»، قَالَ: فَرَدَّه حَتَّى مَيِّزَ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ ابْنُ عِيسَى: أَرَدْتُ التِّجَارَةَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کی اصل کتاب میں لفظ [حِجَارَةَ] ہی تھا مگر اسے [تِجَارَةَ] سے بدل دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ فِي كِتَابِهِ: الْحِجَارَةَ [فَعَرَّضَهُ فَقَالَ: التِّجَارَةَ].

۳۳۵۲- حضرت فضالہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن میں نے بارہ دینار میں ایک ہار خریدا اس میں سونا اور ٹنگینے تھے۔ پس میں نے انہیں جدا جدا کیا تو مجھے اس میں بارہ دینار سے زیادہ کا سونا ملا میں نے نبی ﷺ کو یہ بتایا تو آپ نے فرمایا: ”جدا کیے بغیر نہ بیچا جائے۔“

۳۳۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ حَنْشِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاَثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا، فِيهَا ذَهَبٌ وَخَزَرٌ فَقَضَلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ اَثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَبَاعُ حَتَّى تَفْصَلَ».

۳۳۵۳- حضرت فضالہ بن عبید اللہ نے بیان کیا کہ خیبر والے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور یہودیوں سے ایک اوقیہ سونا (مساوی چالیس درہم) ایک دینار میں خریدتے تھے۔ قتیبہ کے علاوہ دوسروں نے کہا: دو یا تین دینار میں خریدتے تھے پھر دوسرے راوی حدیث کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوئے کو سونے سے مت بیچو سوائے اس کے کہ وزن برابر برابر ہو۔“

۳۳۵۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ الْجَلَّاحِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَنْشُ الصَّنَعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ نُبَايعُ الْيَهُودَ الْوَقِيَّةَ مِنَ الذَّهَبِ بِالدِّينَارِ، قَالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ: بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالدَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ».

۳۳۵۲- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۵۹۱/۹۰ عن قتيبة به، وانظر الحديث السابق.

۳۳۵۳- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۵۹۱/۹۱ عن قتيبة به، انظر، ح: ۳۳۵۱.

فائدہ: سونے کا تبادلہ سونے کے ساتھ یا چاندی کا چاندی کے ساتھ ہو تو وزن برابر برابر اور معاملہ نقد ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہوگا۔ سونا کسی دوسری چیز کے ساتھ غلط ہونے کی صورت میں علیحدہ کر لیا جائے۔ مخلوط اشیاء میں سونے یا چاندی کے صحیح وزن کا تعین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ان کو الگ الگ نہ کر لیا جائے۔ پھر سونے یا چاندی کے ساتھ لگی ہوئی ہر چیز کی الگ قیمت بھی متعین ہو جائے گی اور سود کا امکان بھی نہ رہے گا۔

باب ۱۴- چاندی کے بدلے سونا لینا

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي اقْتِضَاءِ

الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ (التحفة ۱۴)

۳۳۵۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا تو ایسے ہوتا کہ دیناروں میں سودا کرتا اور درہم وصول کرتا یا درہموں میں سودا کرتا اور دینار وصول کرتا، انہیں ایک دوسرے کے بدلے میں لے لیا کرتا یا دے دیا کرتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ذرا ٹھہریے مجھے آپ سے ایک سوال کرنا ہے میں بقیع میں اونٹ بیچتا ہوں تو دیناروں سے سودا کر کے درہم وصول کر لیتا ہوں یا درہموں سے سودا کر کے دینار لے لیتا ہوں۔ انہیں ایک دوسرے کے بدلے لیتا بھی ہوں اور دیتا بھی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں اگر تم اسی دن کے نرخ سے لو اور تمہارے جدا ہونے پر تم میں کوئی چیز باقی نہ ہو۔“ (حساب اس وقت بالکل بے باق ہو جائے۔)

۳۳۵۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَخْبُوبٍ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالذَّنَانِيرِ وَأَخْذُ الدَّرَاهِمَ، وَأَبِيعُ بِالذَّرَاهِمِ وَأَخْذُ الدَّنَانِيرِ، أَخْذُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، وَأَعْطِي هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رُؤْيُكَ أَسْأَلُكَ إِنِّي أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالذَّنَانِيرِ وَأَخْذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالذَّرَاهِمِ وَأَخْذُ الدَّنَانِيرِ، أَخْذُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ وَأَعْطِي هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسَعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَنْتَرِفَا وَيَبْتَئِكُمَا شَيْءٌ».

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ مختلف کرنسیوں کا تبادلہ کی بیشی کے ساتھ جائز ہے لیکن لازم ہے کہ بازار میں جاری

۳۳۵۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الصرف، ح: ۱۲۴۲، والنسائي، ح: ۴۵۸۶ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۶۲، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۲۸، وابن الجارود، ح: ۶۵۵، والحاكم على شرط مسلم، ۴۴/۲، ووافقه الذهبي، ورواه شعبه عن سمالك به.

اس روز کے نرخ سے ہوا اور لین دین نقد ہوا ادھار نہ ہو۔

۳۳۵۵- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ سَنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ، لَمْ يَذْكُرْ: «بِسَعْرِ يَوْمِهَا».

۳۳۵۵- جناب سماک نے اپنی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ پہلا سیاق زیادہ کامل ہے اور اس میں ”اس دن کے نرخ“ کا ذکر نہیں ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵- جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا

۳۳۵۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

۳۳۵۶- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچا جائے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶- جانور ادھار بیچنے کا جواز

۳۳۵۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَرْيِشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُجَهَّزَ جَيْشًا

۳۳۵۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ لشکر کی تیاری کریں مگر اونٹ ختم ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ صدقہ کی اونٹیاں آنے تک ادھار لے لیں۔ چنانچہ وہ صدقہ کے آنے تک دو دو اونٹوں کے بدلے ایک ایک اونٹ حاصل کر لیا کرتے تھے۔

۳۳۵۵- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۳۵۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ح: ۱۲۳۷ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۴۶۲۴، وابن ماجه، ح: ۲۲۷۰، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۱۱، ورواه شعبة عن قتادة به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۱۱۳ وغيره.

۳۳۵۷- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۱/۲ من حديث عمرو بن حريش، والدارقطني: ۷۰/۳ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۲۱- کتاب البیوع

فَتَمَدَّتِ الْإِبِلُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ فِي قِلَاصِ
الْصَّدَقَةِ فَكَانَ يَأْخُذُ الْبُعِيرَ بِالْبُعِيرَيْنِ إِلَى
إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو تو جائز ہے جیسے کہ اس حدیث میں ہے مگر دونوں طرف سے ادھار بالکل ناجائز ہے۔ ② سابقہ باب کی حدیث سے بھی جانوروں کی جانوروں سے بیع میں کمی بیشی اور ایک طرف کے ادھار کا جواز واضح ہوتا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں ان لوگوں کے خلاف حجت ہیں جو ناپ تول کی طرح گنتی کی اشیاء کو بھی رہا تعداد کو بھی رہا الفضل کی علت میں شامل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے [دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ يَا دِينَارًا بِدِينَارَيْنِ] فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ درہم دو دینار کا انحصار وزن پر تھا۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ: فِي ذَلِكَ إِذَا كَانَ
يَدًا بِيَدٍ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- ایک جانور کو دو جانوروں کے

بدلے نقد بیچنا

۳۳۵۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ
أَلْهَمَدَانِيُّ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَّ
اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ:
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى عَبْدًا بِعَدْنَيْنِ.

۳۳۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ

نے دو غلاموں کے بدلے ایک غلام خرید فرمایا۔

🌞 فائدہ: امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک غلام اور حیوان کی حیثیت یکساں ہے اسی لیے انہوں نے جانوروں کو بھی غلام ہی پر قیاس کر کے اس بات کا اثبات کیا ہے کہ جانوروں کے مبادلہ میں کمی بیشی جائز ہے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ: فِي الثَّمَرِ بِالثَّمَرِ
(التحفة ۱۸)

باب: ۱۸- کھجور کے تازہ پھل کو خشک کھجور

کے بدلے بیچنا

۳۳۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا

۳۳۵۹- جناب زید ابو عیاش نے حضرت سعد بن

الابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ سفید گندم کو سلت (جو کی

۳۳۵۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه، متفاضلاً، ح: ۱۶۰۲ عن قتيبة به .
۳۳۵۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في النهي، عن المحاقلة والمزابنة، ح: ۱۲۲۵، والنسائي، ح: ۴۵۴۹، وابن ماجه، ح: ۲۲۶۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۲۴، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۵۷، والحاكم، ۲/۳۸، ۲۹، ووافقه الذهبي .

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

ایک قسم) کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ان میں سے افضل کونسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ سفید گندم۔ تو انہوں نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ سے پوچھا گیا کہ خشک کھجور کو تازہ کھجور کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بھلا تازہ کھجور خشک ہونے پر کم ہو جاتی ہے؟“ صحابہ نے کہا: ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔

عِيَّاش أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْبِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ قَالَ: فَتَهَا عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسْأَلُ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطْبِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّقْصُ الرُّطْبُ إِذَا يَبَسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ فَتَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اسماعیل بن امیہ نے مالک کی مانند روایت کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے قبل باب کی بابت اختلاف ہے۔ بعض نسخوں میں ”باب فی التمر بالتمر (کھجور کو کھجور کے بدلے بیچنا) ہے۔ تاہم اس بات میں بھی ”التمر“ سے مراد کھجور ہی کا پھل ہے۔ اس لیے اختلاف نسخ کے باوجود بات ایک ہی رہتی ہے۔

۳۳۶۰- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تازہ کھجور کو خشک کھجور کے بدلے ادھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

۳۳۶۰- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَلَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ أَبَا عِيَّاشٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الرُّطْبِ بِالتَّمْرِ نَيْسِيَةً.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عمر بن ابوانس نے بنو مخزوم کے ایک مولیٰ کے واسطے سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے اس مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ مَوْلَى لَبْنِي مَخْرُومٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۳۶۰- [تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه البيهقي: ۵/ ۲۹۴ من حديث أبي داود به * حديث عمران بن أبي أرواه الطحاوي في معاني الآثار: ۶/ ۴.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۲۶ - کتاب البیوع

ﷺ نے تمر (خشک کھجور) کو تمر کے بدلے بیچنے کی اجازت دی مگر برابر برابر اور نقد ہو۔ اس حدیث میں آپ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ تازہ کھجور (رطب) کے بدلے خشک کھجور (تمر) کی بیع کی جاسکتی ہے تو آپ نے یہ بات سمجھا کر کہ خشک ہونے کے بعد کھجور کے وزن اور مقدار میں کمی ہو جاتی ہے اس بیع سے مکمل طور پر منع فرمادیا۔ اس حدیث کی رو سے تازہ کھجور کے بدلے خشک کھجور کی بیع برابر برابر اور نقد ہو تب بھی جائز نہ ہوگی۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي الْمُرَابَّةِ
(التحفة ۱۹)

۳۳۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے درخت پر لگے کھجور کے پھل کو (خشک) کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے جبکہ خشک کی مقدار معلوم ہو۔ اور اسی طرح انگوروں کو کشمش کے بدلے بیچنا جبکہ کشمش کی مقدار معلوم ہو اور کھیتی کی بیع خشک گندم کے بدلے جبکہ اس کی مقدار معلوم ہو۔ (منوع ہے۔)

ﷺ فوائد و مسائل: ① درخت یا تیل پر لگے تازہ پھل کو جس کی مقدار متعین نہیں ہو سکتی اسی نوع کے خشک پھل سے بیچنا کہ خشک کی مقدار معلوم و معین ہو یا گندم وغیرہ کے کھیت کو خشک گندم کے عوض بیچنا [مزانبہ] کہلاتا ہے۔ ② ایک جنس کا باہمی تبادلہ کرتے ہوئے تازہ اور خشک یا عمدہ اور ردی کا فرق نہیں کیا جاسکتا۔ دونوں کا نقد اور برابر برابر تبادلہ کیا جائے یا پھر علیحدہ علیحدہ نقدی کے عوض بیچا جائے۔ البتہ ”عرایا“ جائز ہے۔ جیسے کہ ذکر آ رہا ہے۔ ③ اس میں ایک پہلو قدر کے غیر معلوم ہونے کا بھی ہے۔ کیونکہ درخت پر لگی کھجور کا حتی وزن یا کیل ممکن نہیں۔ ④ تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے اور اس کی خشک کھجور کے عوض بیع کی ممانعت صراحت کے ساتھ آ چکی ہے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ: فِي بَيْعِ الْعَرَايَا
(التحفة ۲۰)

۳۳۶۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: جناب خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے

۳۳۶۱ - تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ۱۵۴۲ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ۱۸۲/۶، ورواه البخاري، ح: ۲۱۷۱، ۲۲۰۵ من حديث نافع به.
۳۳۶۲ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الكرم بالزبيب، ح: ۴۵۴۱ من حديث عبد الله ابن وهب به، ورواه البخاري، ح: ۲۱۷۳، ومسلم، ح: ۶۱/۱۵۳۹ من حديث زيد بن ثابت به.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

والد (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرایا کی رخصت عنایت فرمائی، یعنی انسان خشک کھجور کا تازہ سے تبادلہ کر لے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالْتَّمْرِ وَالرُّطَبِ.

۳۳۶۳- حضرت بھل بن ابی حشمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تازہ کھجور کی خشک کھجور کے ساتھ بیع سے منع فرمایا ہے۔ لیکن عرایا کی رخصت دی ہے کہ انسان تازہ کھجور کا اندازہ کر کے (خشک کے بدلے خرید لے) تاکہ وہ لوگ تازہ کھجور کھا سکیں۔

۳۳۶۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطْبًا.



☀️ فائدہ: عرایا عریہ کی جمع ہے اس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ عاریتاً کسی کو کھجور کے ایک یا دو درخت دے دینا۔ یہ حسن سلوک کا عمل ہے۔ جب اپنے باغ کے درختوں میں سے کوئی درخت عاریتاً مسائیوں یا دوسرے مستحقین کو دیا جائے تو ان کا بار بار آنا جانا شاق گزر سکتا ہے۔ اپنے ہی دیے ہوئے درختوں کے تازہ پھل کا خشک کھجور سے تبادلہ رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا تاکہ حسن سلوک کا عمل بار بار آنے جانے کی زحمت کے سبب منقطع نہ ہو جائے۔ غیر متعین مقدار کے تازہ پھل کی خشک پھل سے بیع کو ممنوع قرار دیا گیا تو عرایا کے مستحسن اقدام کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ عرایا میں تازہ کھجور کا خشک کھجور سے تبادلہ کوئی تجارتی عمل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اجازت کو پانچ و سق کی مقدار تک محدود فرما دیا ہے۔ (صحیح البخاری، باب بیع الثمر علی رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، حدیث: ۲۱۹۰)

باب: ۲۰- بیع عرایا میں مقدار کا بیان

(المعجم ۲۰) - بَابُ: فِي مِقْدَارِ

الْعَرِيَّةِ (التحفة ۲۱)

۳۳۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

۳۳۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح: ۲۱۹۱، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ۱۵۴۰ من حديث سفيان بن عيينة به. ۳۳۶۴- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ۲۳۸۲، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ۱۵۴۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۲/ ۶۲۰.

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ
مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ لَنَا الْقَنْعَبِيُّ فِيمَا
فَرَأَى عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ - قَالَ
أَبُو دَاوُدَ: وَاسْمُهُ قُرْمَانُ مَوْلَى ابْنِ أَبِي
أَحْمَدَ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِيمَا دُونَ
خُمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خُمْسَةِ أَوْسُقٍ شَكَّ
دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ.

۳۳۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا میں پانچ وقت سے کم پانچ وقت
کی اجازت دی ہے۔ یہ شک داود بن حصین کو ہوا ہے۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی
حدیث میں چار وقت تک کا بیان آیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ جَابِرٍ إِلَى
أَرْبَعَةِ أَوْسُقٍ.

فائدہ: ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا اس حساب سے ایک وسق کا وزن تقریباً
۱۵۰ کلو اور پانچ وسق کا وزن تقریباً ۷۵۰ کلو تقریباً ۱۹ من ہوا اس دور میں ۵ وسق ایک اونٹ کا بوجھ سمجھا جاتا تھا۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ: فِي تَفْسِيرِ
الْعَرَايَا (التحفة ۲۲)

۳۳۶۵- جناب عبد ربہ بن سعید انصاری نے بیان
کیا کہ ”عرایا“ یہ ہے کہ انسان کسی کو کھجور کا کوئی درخت
دے دے یا باغ فروخت کرے تو اس میں سے ایک دو
درخت مستثنیٰ کر لے تاکہ تازہ پھل کھا سکے لیکن پھر اسے
خشک کھجور کے بدلے بیچ دے۔

۳۳۶۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
لَهُمْدَانِيٌّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي
عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ
لأنصاري أنه قال: العريّة: الرجل يُعْري
لرجل النخلة أو الرجل يستثنى من ماله
لنخلة ولائتين يأكلها فيبيعها بتمر.

۳۳۶۶- ابن السلقی نے بیان کیا کہ ”عرایا“ یہ ہے

۳۳۶۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

۳۳۶۶- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۵/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۳۶۶- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۵/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به.

۲۲۔ کتاب البیوع

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

کہ کوئی شخص کسی کو کھجوروں کے درخت بہہ کرے مگر بعد ازاں ان لوگوں کا آنا جانا اسے شاق گزرے تو ان کے پھل کا اندازہ کر کے خشک کھجور کے بدلے خرید لے۔

عَبْدَةُ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: الْعَرَايَا أَنْ يَهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ النَّخْلَاتِ فَيَسْقُو عَلَيْهِ أَنْ يَقُومَ عَلَيْهَا فَيَبِيعُهَا بِمِثْلِ خَرْصِهَا.

(المعجم ۲۲) - بَابُ: فِي بَيْعِ الثَّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا (التحفة ۲۳)

باب: ۲۲۔ پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دینا

۳۳۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فروخت کرنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع کیا ہے۔

۳۳۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُسْتَرِي.

۳۳۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کھجوروں کو زرد یا سرخ ہونے سے پہلے فروخت کر دیا جائے یا غلہ کو جبکہ وہ بالیوں میں ہو حتیٰ کہ سفید ہو جائیں اور آفت زدگی سے محفوظ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے ایسے معاملے سے فروخت کرنے والے اور خریدار دونوں کو منع فرمایا ہے۔

۳۳۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَوْعَنِ السَّنْبِلِ حَتَّى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةُ، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُسْتَرِي.

۳۳۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ غنیمتوں کو تقسیم سے پہلے ہی فروخت کر دیا جائے یا کھجوروں کو فروخت کیا جائے حتیٰ کہ تمام عوارض

۳۳۶۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الثَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلَى لُقْرِيشٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

۳۳۶۷۔ تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ۲۱۹۴، ومسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع، ح: ۱۵۳۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۶۱۸/۲.

۳۳۶۸۔ تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها ... الخ، ح: ۱۵۳۵ من حديث إسماعيل ابن عليه به.

۳۳۶۹۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۸۷/۲ من حديث شعبة به مولى لقريش مجهول، قاله المنذري.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَنَائِمِ حَتَّى تُقَسَمَ، وَعَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تُحْرَزَ مِنْ كُلِّ كَرْبَنْد (پٹی) کے بغیر نماز پڑھے۔
عَارِضٍ وَأَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ بِغَيْرِ حِزَامٍ.

🌞 فائدہ: کربند باندھنے کی تلقین اس لیے ہے کہ وہ لوگ شلوار بہت کم استعمال کرتے تھے اور چادر کو اگر اچھی طرح لپیٹا نہ گیا ہو تو اندیشہ رہتا ہے کہ انسان کہیں عریاں نہ ہو جائے۔ یہ خدشہ ہی نماز سے توجہ ہٹانے کے لیے کافی ہے۔

۳۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتَّى تُشْفَقَ، قِيلَ: وَمَا تُشْفَقُ؟ قَالَ: «تَحْمَارٌ وَتَضْفَارٌ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا».

۳۳۷۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتَّى يَسْوَدَّ، وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَشْتَدَّ.

۳۳۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: يونس کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالزناد

۳۳۷۰- جناب سعید بن میناء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو "مشفق" تک پہنچنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ان کے "مشفق" ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب کھجور سرخیاز رد ہو جائے اور کھانے کے قابل ہو جائے۔

۳۳۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انگوروں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سیاہ ہو جائیں اور کھیتی کو بیچنے سے روکا ہے حتیٰ کہ دانے سخت ہو جائیں۔

۳۳۷۱- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ۲۱۹۶ من حديث يحيى القطان، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة... إلخ، ح: ۸۴/۱۵۳۶ بعد، ح: ۱۵۴۳ من حديث سليم بن حيّان به.

۳۳۷۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها، ح: ۱۲۲۸ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۱۷، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۹/۲، ووافقه الذهبي * حميد الطويل مدلس وعنعن.

۳۳۷۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱۴/۳ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري، ح: ۲۱۹۳، وانظر، ح: ۳۳۶۲.

۲۲- کتاب البیوع

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

سے پوچھا کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا کیسا ہے اور اس بارے میں کیا آیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: جناب عروہ بن زبیرؓ بواسطہ کھل بن ابی حمہ، حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کیا کرتے تھے کہ لوگ پھلوں کو ان کی صلاحیت نمایاں ہونے سے پہلے فروخت کر دیا کرتے تھے۔ پھر جب لوگوں کے کچے پھل چننے کا وقت آتا اور ان کے تقاضا کرنے والے آتے تو خریدار کہتے کہ پھل کو سڑاؤ، جھڑاؤ اور آفت لگ گئی ہے اور اس طرح وہ سودے میں حیل و حجت کرتے۔ جب ان لوگوں کے مقدمات نبی ﷺ کے پاس بہت زیادہ آنے لگے تو نبی ﷺ نے انہیں بطور مشورہ فرمایا: ”اگر تم ان تنازعات سے باز نہیں آتے ہو تو اپنے پھل ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچا ہی نہ کرو۔“

حَدَّثَنَا عُبَيْسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الزِّنَادِ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَمَا ذُكِرَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَكْمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ الثَّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُتَبَاعُ: قَدْ أَصَابَ الثَّمَرَ الدَّمَانُ وَأَصَابَهُ فُشَامٌ وَأَصَابَهُ مَرَأَصٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُونَ بِهَا، فَلَمَّا كَثُرَتْ خُصُومَتُهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَالْمُسَوْرَةِ يُشِيرُ بِهَا: «فِيمَا لَا، فَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ» لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ.

☀ فائدہ: ابتدا میں یہ ممانعت بطور مشورہ تھی جس طرح اس سے پہلے والی روایات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر بعد میں اسے حکماً نافذ کر دیا گیا ہے۔

۳۳۷۳- حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ کہ اسے درہم و دینار (نقد قیمت) ہی سے فروخت کیا جائے۔ الایہ کہ عرایا کی صورت ہو۔

۳۳۷۳- حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالْقَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَلَا يَبَاعُ إِلَّا بِالدَّنَانِيرِ أَوْ بِالذَّرَاهِمِ إِلَّا الْعَرَائِيَا.

(المعجم ۲۳) - بَابُ: فِي بَيْعِ السَّنِينِ
(التحفة ۲۴)

۳۳۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ۲۳۸۱، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة... الخ، ح: ۱۵۳۶/۸۱، بعد، ح: ۱۵۴۳ من حديث سفیان به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۲۰- کتاب البیوع

۳۳۷۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے متعدد سالوں کے لیے درختوں کے پھل بیچ دینے سے منع فرمایا ہے اور آفات سے نقصان کی تلافی کرائی۔

۳۳۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السَّنِينِ وَوَضَعَ الْجَوَائِحَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی ﷺ سے تہائی تک تلافی کے بارے میں کوئی روایت درست نہیں یہ اہل مدینہ کی رائے ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الثُّلُثِ شَيْءٌ وَهُوَ رَأْيُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ.

۳۳۷۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ”بیع معاومہ“ (سالہا سال کے لیے بیع) سے منع فرمایا ہے جبکہ (ابو الزبیر اور سعید بن میناء میں سے کسی) ایک نے ”بیع السنین“ کا لفظ بیان کیا۔

۳۳۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُعَاوَمَةِ، وَقَالَ أَحَدُهُمَا: بَيْعُ السَّنِينِ.

🌞 فائدہ و مسائل: ① کسی باغ یا مخصوص درختوں کے پھل کو کئی سالوں کے لیے پیشگی فروخت کرنا منع ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ ان پر پھل آئے گا بھی یا نہیں، کم آئے گا یا زیادہ۔ لیکن بیع مسلم (یا سلف) مختلف بیع ہے۔ اس میں خریدار باغ کو پیشگی رقم ادا کر دیتا ہے کہ موسم آنے پر فلاں پھل یا فلاں جنس اس معیار کی اتنی مقدار میں مہیا کرنا ہوگی تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ کسی خاص کھیت یا خاص درخت یا باغ کی پیداوار کا سودا نہیں ہوتا بلکہ ایک خاص معیار کی جنس یا پھل کا سودا ہوتا ہے جو کہیں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ ② اس وقت جو سودے ہو چکے تھے اور آفات کی وجہ سے پیداوار میں نقصان ہوا تھا ان کی تلافی کرائی گئی اور آئندہ کے لیے پھل وغیرہ قابل استعمال ہونے کے بعد بیع کرنے کا حکم دیا۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ: فِي بَيْعِ الْغَرَرِ
(التحفة ۲۵)

۳۳۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۳۳۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنَا

۳۳۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب وضع الجوائح، ح: ۱۷/۱۵۵۴ بعد، ح: ۱۵۵۵ من حديث سفیان به مختصراً، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۹.

۳۳۷۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵۴ من حديث أبي الزبير به.

۳۳۷۶- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصة وبيع الذي فيه غرر، ح: ۱۵۱۳ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ
الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى
عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ. زَادَ عُثْمَانُ: وَالْحَصَاةَ.

☀️ فائدہ: [بیع الحصة] "کنکری پھینک کر بیچ کرنا" یعنی خریدار یا فروخت کرنے والا کہے کہ جب میں یہ کنکری
پھینک دوں گا تو بیچ پختہ ہو جائے گی۔ یا جس چیز پر بھی کنکری پڑی وہ دے دوں گا یا لے لوں گا، خرید و فروخت کا یہ
انداز ممنوع ہے۔ آج کل بھی ایسا تجارت ہے کہ آپ کا نشانہ جس چیز پر لگ جائے گا اتنی قیمت میں وہ آپ کی ہوگی۔

۳۳۷۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ
ابْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَهَذَا لَفْظُهُ قَالَ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبَسَتَيْنِ،
أَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمَلَامَسَةُ وَالْمَتَابَذَةُ، وَأَمَّا
الْلِبَسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ
الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ أَوْ
لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

۳۳۷۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ، زَادَ: فَاشْتِمَالُ

۳۳۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی ﷺ نے دو طرح کی خرید و فروخت اور دو طرح سے
کپڑا اوڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ خرید و فروخت میں ملاسرہ
اور منابذہ اور کپڑا اوڑھنے میں ایک اشتمال الصماء
ہے اور دوسرا یہ کہ انسان اپنے اوپر کپڑا اس طرح سے
لپیٹ کر بیٹھے کہ شرمگاہ کو نگار رکھے یا اس پر کچھ نہ ہو۔
(تفصیل آگے آرہی ہے۔)

۳۳۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، الاستذنان، باب الجلوس كيف ما تيسر، ح: ۶۲۸۴ من حديث سفیان بن عیینہ
به، ورواه مسلم، ح: ۱۵۱۲ من حديث أبي سعيد الخدري به.
۳۳۷۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳۴۲/۵ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبد الرزاق،
ح: ۱۴۹۸۷، واختصره البخاري، ح: ۲۱۴۷ من حديث معمر به.

۲۰- کتاب البیوع

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

الصَّمَاءُ: أَنْ يَشْتَمِلَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، يَضَعُ طَرَفِي الثَّوْبِ عَلَى عَاتِقِيهِ الْأَيْسَرِ وَيُبْرِزُ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ: إِذَا بَدْتُ إِلَيْكَ هَذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَالْمُلَامَسَةُ: أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلَا يَنْشُرُهُ وَلَا يَقْلِبُهُ، فَإِذَا مَسَّهُ وَجَبَ الْبَيْعُ.

منابذہ یہ ہے کہ یوں کہے: جب میں تیری طرف یہ کپڑا پھینک دوں تو بیع لازم ہوگئی۔ اور بیع ملامسہ یہ ہے کہ چیز کو صرف اپنا ہاتھ لگا دے اسے کھول کر یا الٹ پلٹ کر نہ دیکھ سکے اور جب اسے ہاتھ لگا دیا تو بیع لازم ہوگئی۔

توضیح: ① [اشتمال الصماء] کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسان سر سے پاؤں تک ایک ہی کپڑے میں لپٹ جائے اور کوئی ہاتھ پاؤں اس سے باہر نہ ہو۔ اس میں کسی بھی جلدی میں نقصان ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے گر جائے اور سنبھل نہ سکے یا کسی کیڑے کوڑے وغیرہ سے اپنا دفاع نہ کر سکے وغیرہ۔ ② بیع منابذہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جانبین اپنی اپنی چیز ایک دوسرے کی طرف پھینک کر تبادلہ کر لیں اور انہیں دیکھنے بھالنے اور سوچنے کا حق نہ ہو۔ ③ بیع ملامسہ میں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ چیز کو محض ہاتھ لگانے ہی پر بیع کو پختہ سمجھ لیا جائے یا اندھیرے میں سودا ہو اور چھونے سے بیع لازم ہو جائے اور انسان چیز کو دیکھ بھال نہ سکے۔ الغرض اسلام نے ان امور سے منع فرما دیا ہے جن میں دھوکا اور فریب کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

۳۳۷۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَائِزُ بْنُ سَعْدٍ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ وَغَبْدِ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا.

۳۳۷۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آگے سفیان اور عبدالرزاق کی احادیث (۳۳۷۸، ۳۳۷۷) کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۳۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبَلَةِ.

۳۳۸۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور کے بچے کے بچے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

۳۳۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، اللباس، باب اشتمال الصماء، ح: ۵۸۲۰، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملاسة والمنابذة، ح: ۱۵۱۲ من حديث يونس بن يزيد به.

۳۳۸۰- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الغرر وحبل الحبله، ح: ۲۱۴۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۵۳، ۶۵۴، ورواه مسلم، ح: ۱۵۱۴ من حديث نافع به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☀️ توضیح:- [حبل الحبلة] ”حاملہ کا حمل“ اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی سودا کیا جاتا تو اس کی ادائیگی کے لیے ایک مجہول لمبی مدت مقرر کی جاتی کہ جب یہ اونٹنی مادہ بچہ جنے گی پھر وہ بڑی ہو کر حاملہ ہوگی تو اس وقت ادائیگی ہوگی۔ ایک مفہوم یہ بھی آتا ہے کہ میں تجھ سے اس حاملہ اونٹنی کے بچے کے بچے کی بیع کرتا ہوں۔ جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ اس میں دھوکا ہے۔ نہ معلوم یہ بچہ جنے گی یا نہیں اور پھر پیدا ہونے والا نہ ہوگا یا مادہ اور نہ معلوم وہ کب حاملہ ہو۔ اس حدیث میں اس جاہلی رواج کی بھی تردید اور ممانعت ہے جو ہمارے پنجاب اور سندھ کے بعض خاندانوں میں مروج ہے کہ یہ لوگ رشتے ناتے میں وٹہ سٹہ کرتے ہوئے جب مقابلے میں لڑکی موجود نہ ہو تو شرط کر لیتے ہیں کہ اس جوڑے سے آئندہ ہونے والی لڑکی ہمیں دینا ہوگی۔ اسے وہ لوگ ”پیٹ دینے“ یا ”بھینڈا ساک“ (آئندہ پیدا ہونے والا رشتہ دینا) سے تعبیر کرتے ہیں۔

۳۳۸۱- جناب نافع نے بواسطہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی حدیث کی مانند روایت کیا اور کہا حبل الحبلة یہ ہے کہ یہ اونٹنی بچہ جنے گی پھر جب وہ پیدا ہونے والی اونٹنی حاملہ ہوگی (تو اُس وقت ادائیگی ہوگی۔)

۳۳۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ : وَحَبْلُ الْحَبْلَةِ : أَنْ تُشْتَجَّ النَّاقَةُ بَطْنُهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الَّتِي نَتَجَتْ .



باب: ۲۵- مجبور ہو کر بیع کرنا

(المعجم ۲۵) - بَابُ: فِي بَيْعِ الْمُضْطَرِّ (التحفة ۲۶)

۳۳۸۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جو کاٹ کھانے والا ہوگا، صاحب وسعت (صاحب مال) اپنے مال کو اپنے دانتوں سے پکڑے ہوگا (کہ صدقہ کرے گا نہ قرضہ دے گا بلکہ بخیل بنا رہے گا) حالانکہ اسے اس بات کا حکم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”آپس میں احسان کرنے کو مت بھولو“ اور مجبور لوگ (مجبوری کی وجہ سے) بیع

۳۳۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ عَامِرٍ . قَالَ أَبُو دَاوُدَ : كَذَا قَالَ مُحَمَّدٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قَالَ : خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، أَوْ قَالَ : قَالَ عَلِيٌّ : قَالَ ابْنُ عِيسَى : هَكَذَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيَّ النَّاسِ زَمَانَ عَضُوضٌ يَعَضُّ الْمُوسِيرُ

۳۳۸۱- تخریج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ۳۸۴۳، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة، ح: ۱۵۱۴ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۱۵/۲. ۳۳۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۱۶/۱ عن هشيم به، والحديث ضعفه البغوي في شرح السنة، ح: ۲۱۰۴ * شيخ من بني تميم مجهول.

عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَسْأَلُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ [البقرة: ۲۳۷] وَيَبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ، وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَبَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ.

کریں گے حالانکہ نبی ﷺ نے مجبوری کی بیع سے منع فرمایا ہے اور دھوکے کی بیع اور پھلوں کے تیار ہو جانے سے پہلے انہیں فروخت کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

🌟 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مجبوری کی بیع دو طرح سے ہے۔ کوئی ظالم کسی کو جبر و اکراہ سے اپنی چیز فروخت کرنے پر مجبور کر دے تو یہ بیع فاسد ہے۔ انسان مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کے لیے مجبوراً اپنی لازمی ضرورت کی چیزیں اونے پونے داموں فروخت کرنے لگے۔ یہ بیع ہو تو جاتی ہے مگر یہ بات آداب اسلامی کے خلاف ہے کہ اونے پونے ایسی چیزیں خریدی جائیں۔ مقروض کو مہلت دی جانی چاہیے اور اس کے ساتھ حتی الامکان تعاون کیا جانا چاہیے۔ جیسے کہ سورہ بقرہ آیت نمبر: ۲۳۷ میں آیا ہے۔ البتہ مقروض زائد از ضرورت چیزوں کو فروخت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح حربی لوگوں کو بھی علی الاطلاق اپنی اشیاء بیچنے پر مجبور کرنا جائز نہیں تاہم اگر انہیں سزا دینا مقصود ہو تو سزا کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انہیں اپنی چیزیں بیچ کر نکل جانے کا حکم دے دیا جائے جس طرح بنو نضیر کے معاملے میں کیا گیا تھا۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ: فِي الشَّرِكَةِ

باب: ۲۶- شراکت کا بیان

(التحفة ۲۷)

۳۳۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُصْصِصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمْ».

۳۳۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں (ساتھ داروں) کا تیسرا ہوں جب تک ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔“

🌟 فائدہ: اس کے علاوہ دیگر روایات سے بھی شراکت داری اور اس میں امانت اور دیانت کی تاکید و اہمیت ثابت ہے۔ اور ”اللہ تعالیٰ کا درمیان سے نکل جانا“ بطور استعارہ کے ہے یعنی برکت اٹھ جاتی ہے اور رزقین کی روایت کے مطابق ”شیطان ان کے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔“ (عون المعبود)

۳۳۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۳/ ۳۴، ح: ۲۹۱۰ من حديث محمد بن سليمان المصيصي به، وصححه الحاكم: ۲/ ۵۲، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.



(المعجم ۲۷) - بَابُ: فِي الْمَضَارِبِ
يُخَالِفُ (التحفة ۲۸)

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

باب: ۲۷- وکیل (ایجنٹ) کا ایسا تصرف جو
مالک نے نہ کہا ہو

۳۳۸۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ شَيْبِ بْنِ غَرْفَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَيُّ
عَنْ عُرْوَةَ يَعْنِي ابْنَ الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ، قَالَ:
أَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ دِينَارًا يَشْتَرِي بِهِ أَضْحِيَّةً
أَوْ شَاةً، فَاشْتَرَى شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا
بِدِينَارٍ فَأَتَاهُ بِشَاةٍ وَدِينَارٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ
فِي بَيْعِهِ، فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى ثَرَابًا لَرَبِحَ فِيهِ.

۳۳۸۴- حضرت عروہ بن الجعد الباریقی رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اسے ایک دینار دیا کہ
اس سے قربانی کا جانور یا بکری خرید لائے۔ اس نے دو
بکریاں خرید لیں اور پھر ایک کو ایک دینار میں بیچ دیا۔
پھر وہ نبی ﷺ کے پاس ایک بکری بھی لے آیا اور ایک
دینار بھی۔ تو آپ ﷺ نے اس کو تجارت میں برکت کی
دعا دی۔ چنانچہ اس کا حال ایسا ہو گیا کہ وہ مٹی بھی خریدتا
تو اسے اس میں نفع ہوتا۔

🌞 فائدہ: جب مؤکل نے اپنے وکیل کو کسی خاص طرح سے پابند نہ کیا ہو تو اس طرح کا مفید تصرف جائز ہے۔ اس
حدیث میں عمل تجارت کی فضیلت کا بیان بھی ہے۔

۳۳۸۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ:
حَدَّثَنَا أَبُو الْمُؤَذَّرِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ،
هُوَ أَخُو حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ: أَخْبَرَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ
الْخُرَيْبِ عَنْ أَبِي لَيْسٍ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ
الْبَارِقِيُّ بِهَذَا الْخَبَرِ وَلَفْظُهُ مُخْتَلِفٌ.

۳۳۸۵- ابولید کہتے ہیں کہ عروہ باریقی رضی اللہ عنہ نے
مجھے یہ حدیث بیان کی اور اس کے لفظ مختلف ہیں۔

۳۳۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ
الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ
عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ

۳۳۸۶- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک دینار دے کر بھیجا
کہ ان کے لیے قربانی خرید لائے۔ چنانچہ اس نے ایک

۳۳۸۴- تخریج: أخرجه البخاري، المناقب، باب: ۲۸، ح: ۳۶۴۲ من حديث سفیان به.

۳۳۸۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب الشراء والبيع الموقوفين، ح: ۱۲۵۸ من حديث
سعيد بن زيد به تعليقاً، وانظر الحديث السابق.

۳۳۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۱۲/۶، ۱۱۳ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل المدينة
مجهول، ورواه الترمذي، ح: ۱۲۵۷ بسند ضعيف عن أبي حصين عن حبيب بن أبي ثابت عن حكيم به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دینار میں جانور خریدا اور پھر اسے دودینار میں فروخت کر دیا اور پھر لوٹتے ہوئے ایک دینار میں دوسرا جانور خریدا۔ چنانچہ اس نے (جانور کے ساتھ) وہ دینار بھی نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو نبی ﷺ نے اسے صدقہ کر دیا اور اس کیلئے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔

باب: ۲۸- جب کوئی شخص کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تجارت کرے

جزام: أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بَدِينَارٍ يَسْتَرِي لَهُ أَضْحِيَّةً فَاسْتَرَاَهَا بِدِينَارٍ وَبَاعَهَا بِدِينَارَيْنِ، فَرَجَعَ فَاسْتَرَى لَهُ أَضْحِيَّةً بِدِينَارٍ وَجَاءَ بِدِينَارٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَتَصَدَّقَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَدَعَا لَهُ أَنْ يَبَارَكَ لَهُ فِي تِجَارَتِهِ.

(المعجم ۲۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَتَجَرُّ فِي مَالِ الرَّجُلِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ (التحفة ۲۹)

۳۳۸۷- جناب سالم بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”تم میں سے جو کوئی چاولوں کے ٹوپے والے کی مانند بن سکتا ہو تو بن جائے۔“ صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! یہ چاولوں کے ٹوپے والا کون ہے؟ تو آپ نے غار والوں کی حدیث بیان کی جب کہ ان پر ایک چٹان آپڑی تھی۔ تو ان میں سے ہر ایک نے کہا تھا کہ اپنا بہترین عمل بیان کرو۔ چنانچہ تیسرے آدمی نے کہا: ”اے اللہ! تو بخوبی جانتا ہے کہ میں ایک مزدور لایا اور اس کے ساتھ چاولوں کا ایک ٹوپہ مزدوری طے کی۔ جب شام ہوئی تو میں نے اسے اس کا حق پیش کیا، مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو پھر میں نے انہیں کاشت کر دیا حتیٰ کہ اس کے لیے گائیں اور چرواہے اکٹھے کر لیے۔ پھر وہ مجھے ملا اور کہنے لگا کہ میرا حق مجھے دے دو۔ تو میں

۳۳۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ صَاحِبِ فَرْقِ الْأَرَزِّ فَلْيَكُنْ مِثْلَهُ». قَالُوا: وَمَنْ صَاحِبُ الْأَرَزِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَكَرَ حَدِيثَ الْغَارِ حِينَ سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْجَبَلُ، فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ: اذْكُرُوا أَحْسَنَ عَمَلِكُمْ قَالَ: «وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرْقِ أَرَزٍّ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ عَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهُ وَذَهَبَ فَتَمَرَّتُهُ لَهُ حَتَّى جَمَعْتُ لَهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا فَلَقَيْتَنِي فَقَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: أَذْهَبُ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا فَخُذْهَا، فَذَهَبَ فَاسْتَأَقَهَا».

۳۳۸۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۱۶/۲ من حديث عمر بن حمزة به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، وحديثه في صحيح مسلم، وحديث الغار متفق عليه، البخاري، ح: ۲۲۷۲، ومسلم، ح: ۲۷۴۳ من حديث سالم عن أبيه به.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

نے کہا: جاؤ یہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔
چنانچہ وہ انہیں ہانک لے گیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ تفصیل سے صحیح بخاری میں وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الحرث والمزارعة، حدیث: ۲۳۳۳) ② خیر خواہی کی نیت سے مسلمان بھائی کے مال کو تحفظ اور فائدہ پہنچانے کے لیے اس کے مال کی بلا اجازت تجارت جائز ہے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ: فِي الشَّرَكَةِ عَلَى
غَيْرِ رَأْسِ مَالٍ (التحفة ۳۰)

۳۳۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: رَوَيْتُ
حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: اشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ فِيمَا
نُصِيبُ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَجَاءَ سَعْدٌ
بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِءْ أَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ.

۳۳۸۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی جنگ والے دن میں حضرت عمار اور سعد رضی اللہ عنہ نے آپس میں طے کیا کہ جو بھی ہمیں ملے گا ہم تینوں اس میں شریک ہوں گے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تو دو قیدی لے آئے مگر میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کچھ نہ لاسکے۔



🌞 فائدہ: دو تین یا زیادہ محنت کش افراد آپس میں یہ معاہدہ کر لیں کہ ہم جو بھی کمائیں گے وہ ہم میں مشترک ہوگا۔ اسے ”شرکۃ الأبدان“ کہتے ہیں۔ امام مالک سفیان ثوری رحمہ اللہ اور احناف اس کے قائل ہیں۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ایک قول اس کے جواز کا ہے۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ: فِي الْمَزَارَعَةِ
(التحفة ۳۱)

🌞 فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے وضاحت سے ذکر فرمایا ہے کہ مدینہ کے تمام مہاجر گھرانے تہائی یا چوتھائی پر اپنی زمین کاشت کرنے کے لیے دیتے تھے۔ حضرت علی سعد بن مالک عبداللہ بن مسعود عمر بن عبدالعزیز حضرت زبیر کے بیٹے قاسم اور عروہ حضرت ابوبکر عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان مزارعت پر زمین کاشت کراتے تھے۔ ائمہ میں سے حسن بصری ابن سیرین امام احمد امام بخاری امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ سبھی مزارعت کے جواز کے قائل ہیں ان سب کی دلیل یہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فتح خیبر کے بعد بیت المال کی

۳۳۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب شركة الأبدان، ح: ۳۹۶۹ من حديث يحيى القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۸۸ * أبو عبيدة لم يدرك أباه كما تقدم، ح: ۹۹۵.

زمین جو کہ کچھ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی تھی اور کچھ نے کی صورت میں خیمبر کے یہودیوں کو مزارعت پر دی تھی۔ ان سے طے پایا تھا کہ وہ کاشت کریں گے اور پیداوار کا آدھا رسول اللہ ﷺ کو دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے لیے اسی آمدنی سے خرچہ مقرر کر رکھا تھا ہر زوجہ محترمہ کو اتنی وسق خشک کھجور اور بیس وسق جوٹے تھے۔ خلفائے راشدین کے زمانے تک مزارعت پر عمل اسی طرح جاری رہا۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری، کتاب الحرث والمزارعة، باب: المزارعة بالشرط ونحوہ، و باب: المزارعة مع اليهود، و باب: إذا قال رب الأرض أفرک ما أفرک اللہ.....)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ اور بعد ازاں تمام خلفائے راشدین کے عہد تک اپنی کھیتیاں مزارعت پر دیتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے کرائے پر کھیتیاں دینے سے منع فرمایا تھا، انہوں نے کہا کہ میرے علم کے مطابق تو یہی ہے کہ عہد رسالت میں اسی طریق پر عمل رہا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ کہیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادیا ہو اور انہیں علم نہ ہوا ہو مزارعت کا طریق چھوڑ دیا۔ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ کوئی انسان اپنی زمین اگر خود کاشت نہیں کر رہا تو کسی دوسرے کو کاشت کے لیے دیدے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول آپ کے الفاظ یہ ہیں: ”اگر تم میں سے کوئی (زمین) اپنے بھائی کو دیدے تو یہ اس پر متعین حصہ لینے سے بہتر ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جو اجمالی حکم پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے بطور احسان دوسرے کو اپنی زمین کاشت کرنے کی جو تلقین کی ان کی بنیاد پر عہد خلفائے راشدین کے بعد یہ بحث چل پڑی کہ مزارعت (بائی / ٹھیکہ) پر کاشت کرنے کی اجازت ہے بھی یا نہیں۔ آج کل بھی جب جاگیرداروں کے روایتی کروتے سامنے آتے ہیں تو یہ بحث پھر سے چھڑ جاتی ہے کہ جو زمین خود کاشت نہیں ہو سکتی وہ دوسروں کو کیوں نہ دے دی جائے؟ اور وہ احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جو اختصار اور اجمال پر مبنی ہیں۔ وہ روایتیں جن سے مزارعت کو ممنوع ثابت کیا جاتا ہے وہ ساری مختصر روایات ہیں۔ زیادہ تر وہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ لیکن انہی دونوں حضرات سے مروی مفصل روایتیں حقیقت حال کو واضح کر دیتی ہیں۔ سنن ابوداؤد کے مشہور شارح امام خطابی رحمہ اللہ نے بطور خاص اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی جو مجمل روایت سب سے پہلے نقل کی ہے اس کی تفسیر حضرت رافع اور دیگر صحابہ کی ان احادیث سے ہوتی ہے جو تفصیل سے روایت کی گئی ہیں۔ امام ابوداؤد نے اس مسئلے کی تفہیم کے لیے یہ انداز اختیار کیا کہ پہلی حدیث حضرت رافع کے مجمل الفاظ پر مشتمل ہے اور ساتھ ہی حمر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مزارعت کی بجائے بلا معاوضہ دوسرے کو کاشت کے لیے دینے کی بات کی ہے تو مقصد یہ تھا کہ اپنی زمین بطور احسان دوسرے کو دینے کی فضیلت واضح ہو جائے۔ اگلی حدیث میں حضرت زید

بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ واضح کر دیا گیا کہ منع کے الفاظ جو حضرت رافع نے رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے وہ آپ کی پوری بات کا صرف آخری حصہ تھا جسے حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے پوری بات سمجھ لی۔

اس سے اگلی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مزارعت اس طرح کی جاتی تھی کہ کھیت کی نالیوں کے کنارے اور کھیت کے جو حصے پانی کے بہاؤ سے خود بخود سیراب ہو جاتے تھے انہیں مالک اپنے لیے خاص کر لیتا تھا ظاہر ہے اس طرح کئی جھگڑے پیدا ہوئے تھے کہ زمین کا کتنا حصہ خود سیراب ہوا یا نالیوں کے کنارے کہاں تک کی پیداوار پر کاشت کار نے محنت نہیں کی وغیرہ ان جھگڑوں سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حصے پر کاشت کروانے کی بجائے نقدی کے عوض زمین دینے کی تلقین فرمائی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مزارعت مطلقاً ممنوع نہیں ہاں اگر جھگڑوں کا خدشہ ہو تو نقد ٹھیکے پر زمین دینی چاہیے۔

اس سے اگلی روایت میں خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے مزارعت کی وہ صورت بیان کی ہے جو اسلام سے قبل رائج تھی اور اس میں کئی قباحتیں پیش آتی تھیں۔ اسی صورت کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین دینے والے پانی کے راستوں، چھوٹی نالیوں کے کناروں اور نالوں کے سرے پر واقع زمین کی پیداوار کو اپنے لیے مخصوص کر لیتے۔ پھر جب فصل کپتی تو کبھی ایک حصے کی پیداوار بہتر ہو جاتی اور دوسرے کی خراب اور کبھی اس کے برعکس حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”اس وقت مزارعت کی صرف یہی صورت معروف تھی“ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کی اس صورت سے منع فرمادیا اور وہ صورتیں اختیار کرنے کا حکم دیا جن میں حصے متعین اور محفوظ ہوں۔ اس سے اگلی حدیث میں خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے نقدی کے عوض کاشت کے لیے زمین دینے کی اجازت مروی ہے۔

امام ابوداؤد نے اس ترتیب کے ساتھ روایات بیان کرنے کے بعد جس سے مزارعت کی جائز صورتوں کی تفصیل واضح ہو گئی، باب ۳۱ میں ان تمام روایات کو ذکر کیا ہے جن میں مجمل طریق پر مزارعت کی پہلے سے رائج شدہ ناقص اور مبنی بر ظلم صورت ناجائز ٹھہرائی گئی ہے۔



۳۳۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : ۳۳۸۹- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ
أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ : ہم مزارعت (یعنی زمین بٹائی پر دینے) میں کوئی حرج نہ
سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ : مَا كُنَّا نَرَى سمجھتے تھے حتیٰ کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے
بِالْمَزَارَعَةِ بَأْسًا حَتَّى سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ سناؤہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا
خَلْدِيجٍ يَقُولُ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى ہے۔ (عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث
عَنْهَا، فَذَكَرْتُهُ لِبَطَّائُسٍ فَقَالَ : قَالَ لِي ابْنُ طاؤس سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابن
عَبَّاسٍ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

۳۳۸۹- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ۱۵۴۷/۱۰۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

وَلَكِنْ قَالَ: «لَيْمَنْحُ أَحَدَكُمْ أَرْضَهُ خَيْرٌ مِنْ مَنَعِ نَهْيسَ كَمَا بَلَكَهَ فَرَمَايَا تَهَا: "تم اپنی زمین کسی کو عطیہ دے دو تو یہ محصول لینے سے بہتر ہے۔"

فائدہ: زمین کو بٹائی یا جسے پرو دینا حرام یا ناجائز نہیں، لیکن اگر بلا عوض دیدے تو بہتر ہے۔

۳۳۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ الْمَعْنَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَا وَاللَّهُ! أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ إِنَّمَا أَنَا رَجُلَانِ، قَالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْأَنْصَارِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: قَدْ افْتَتَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ هَذَا شَأْنُكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ» زَادَ مُسَدَّدٌ: فَسَمِعَ قَوْلَهُ «لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ».

۳۳۹۰- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرمائے۔ اللہ کی قسم! میں اس حدیث کو ان سے بہتر طور پر جانتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو شخص (مسدد کہتے ہیں دو انصاری) حاضر ہوئے اس (فقرے) کے بعد دونوں (کی روایتیں) متفق ہیں۔ دونوں مرنے مارنے پر تلے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہارا یہی حال ہے تو اپنے کھیت کرائے پر مت دیا کرو۔" مسدد نے مزید کہا: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اتنی سی بات سن لی: "اپنے کھیت کرائے پر مت دیا کرو۔"

فائدہ: یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی معاملے میں انھا الجھا دیا دھوکے اور ضرر کی کیفیت تازع پیدا کرتی ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کے لیے مزارعت میں معاملہ کھلا شفاف اور واضح اور شریعت کی شرائط کے مطابق ہونا چاہیے یا پھر سرے سے یہ معاملہ کیا ہی نہ جائے۔

۳۳۹۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

۳۳۹۱- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اپنی زمینیں کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے اور

۳۳۹۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب ما يكره من المزارعة، ح: ۲۴۶۱، والنسائي، ح: ۳۹۵۹ من حديث إسماعيل بن علية به، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ۳۴۲/۶.

۳۳۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء الأرض بالثلث والرابع... الخ، ح: ۳۹۲۵ من حديث إبراهيم بن سعد به، وله شواهد، انظر، ح: ۳۳۹۵ * محمد ابن عكرمة بن عبد الرحمن لم يوثقه غير ابن حبان، وح: ۳۳۹۵ يغي عنه.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

ساتھ ہی یہ طے ہوتا تھا کہ جو کچھ نالیوں پر پیدا ہوگا یا جس حصے کو از خود پانی پہنچتا ہو (تو وہ مالک کا ہوگا) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ اور حکم دیا کہ ہم اپنی زمین سونے یا چاندی (کرنسی) کے بدلے کرایہ پر دیں۔ (یعنی متعین رقم پر ٹھیکہ کر لیا کریں۔)

سَعِيدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ بِمَا عَلَى السَّوَاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَمَا سَعِدَ بِالْمَاءِ مِنْهَا، فَتَنَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، وَأَمَرَنَا أَنْ نُكْرِيَهَا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ.

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم ایک ہی کیفیت کے مختلف حصوں کی پیداوار پر مختلف طریقوں سے حق رکھنا تنازع کا سبب بنتا ہے اس میں دونوں کے حقوق صحیح طور پر متعین بھی نہیں ہو پاتے اس لیے سارا حساب کتاب ایک ہی دفعہ کر کے متعین نقدی کے عوض کرایہ پر زمین دے دینے کی صورت اختیار کرنے کی تلقین کی گئی۔

۳۳۹۲- جناب حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زمین کو سونے یا چاندی (نقدی) کے عوض کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ دراصل لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس طرح کرتے تھے کہ جو کچھ پانی کے بہاؤ پر اور نالوں کے سروں پر ہوتا اس پر اور کچھ کھیتی پر معاملہ طے کرتے تھے۔ تو پھر ایسے ہوتا کہ یہ ضائع ہو جاتی وہ بیج رہتی یا وہ ضائع ہو جاتی اور یہ بیج رہتی لوگوں کو کرائے پر دینے کی بس یہی ایک صورت رائج تھی۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس معاملے سے ڈانٹ کر روک دیا۔ لیکن وہ عوض اور بدل جو معلوم و متعین ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۳۹۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ؛ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، كِلَاهُمَا عَنْ رِبْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَاللَّفْظُ لِلْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرَقِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا، إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا عَلَى الْمَادِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ، فَيَهْلِكُ هَذَا وَيَسْلَمُ هَذَا، وَيَسْلَمُ هَذَا وَيَهْلِكُ هَذَا، وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا



۳۳۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، البیوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ۱۱۶/۱۵۴۷، بعد، ح: ۱۵۴۸؛ من حدیث عیسیٰ، والبخاری، الحرث والمزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، ح: ۲۳۴۶، ۲۳۴۷ من حدیث لیث بن سعد به.

۲۲- کتاب البیوع

هَذَا، فَلِذَلِكَ رَجَرَ عَنْهُ، فَأَمَّا شَيْءٌ مَّضْمُونٌ
مَعْلُومٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

وَحَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ أَمُّ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: عَنْ
حَنْظَلَةَ، عَنْ رَافِعٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ حَنْظَلَةَ نَحْوُهُ.

۳۳۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بْنَ
خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقَالَ: نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقُلْتُ
أَبِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ: أَمَّا بِالذَّهَبِ
وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

ابراہیم کی حدیث (جو اوپر ذکر ہوئی) اس سے زیادہ
کامل ہے۔ اور قتیبہ نے اپنی سند میں ”عن حنظلہ عن
رافع“ کہا ہے۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے
حنظلہ سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

۳۳۹۳- جناب حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں کہ
انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زمین کو
کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ
ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ میں
نے پوچھا کہ کیا سونے اور چاندی کے بدلے بھی منع
ہے؟ تو کہا کہ سونے اور چاندی کے بدلے میں کوئی
حرج نہیں۔

🌞 فائدہ: ان سب احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ زمیندار (مزارعت میں) ایک ہی کھیت میں اپنے اور مزارع کے
لیے الگ الگ حصوں کی پیداوار متعین کر لے تو اس طرح کی مزارعت ناجائز ہے۔ اور یہی وہ فاسد شرط ہے جس کی
موجودگی میں بٹائی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ قباحۃ نہ ہو بلکہ زمین متعین رقم یعنی ٹھیکے پر دی جائے تو اس میں کوئی
حرج نہیں۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي
ذَلِكَ (التحفة ۳۲)

۳۳۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ

۳۳۹۳- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ۱۵۴۷ من حديث مالك به، وهو
في الموطأ (يحيى) ۷۱۱/۲.

۳۳۹۴- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ۱۵۴۷ عن عبد الملك بن شعيب، والبخاري،
الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضاً في الزراعة والتمر، ح: ۲۳۴۵ من
حديث الليث بن سعد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابن اللیث: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ حَتَّى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ خَدِيجٍ! مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ عَمِّي وَكَأَنَّا قَدْ شَهِدْنَا بَدْرًا، يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَاللَّهِ! لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرَى، ثُمَّ خَشِيتُ عَبْدَ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَدَثَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ.

کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمین کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے حتیٰ کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ تم زمین کو بٹائی پر دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا فرمان بیان کرتے ہو؟ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اپنے دو چچوں سے سنا جو بدر میں شریک ہوئے تھے وہ گھر والوں سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے (بٹائی) پر دینے سے منع کیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو رسول اللہ ﷺ کے دور کے متعلق یہی معلوم ہے کہ اس دور میں زمین بٹائی پر دی جاتی تھی۔ مگر پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں (بعد میں) کوئی نئی بات نہ فرمادی ہو جس کا انہیں علم نہ ہو سکا ہو۔ چنانچہ اس بنا پر انہوں نے زمین بٹائی پر دینا ترک کر دی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ایوب عید اللہ کثیر بن فرقہ اور مالک رحمہ اللہ نے بواسطہ نافع پھر رافع اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اور اوزاعی نے بواسطہ حفص بن عمنان حنفی نافع سے انہوں نے رافع سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اور ایسے ہی زید بن ابی انیسہ نے بواسطہ حکم نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رافع کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا تم نے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيُّوبُ وَعُبَيْدُ اللَّهِ وَكَثِيرُ بْنُ فَرْقِدٍ وَمَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَمَّانٍ الْحَنْفِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. وَكَذَلِكَ رَوَى زَيْدُ بْنُ أَبِي أَنَسَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَتَى رَافِعًا فَقَالَ سَمِعْتَ رَسُولَ



اللہ ﷻ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَكَذَا رَوَاهُ عِكْرِمَةُ
ابْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي النَّجَّاشِيِّ، عَنْ رَافِعِ
ابْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.
وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَّاشِيِّ،
عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ عَمِّهِ ظَهْرٍ بْنِ
رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.
رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اور
ایسے ہی عکرمہ بن عمار نے ابو النجاشی سے انہوں نے
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ کہا کہ میں
نے نبی ﷺ سے سنا۔ نیز اوزاعی نے ابو النجاشی سے
روایت کیا انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے اپنے چچا ظہیر بن رافع سے انہوں نے
نبی ﷺ سے بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو النَّجَّاشِيِّ عَطَاءٌ
ابْنُ صُهَيْبٍ.
ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو النجاشی کا نام عطاء بن
صہیب ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حق یہی ہے کہ دور نبوت خلافت ابو بکر اور ایام عمر رضی اللہ عنہما میں یہودیوں کو خیر سے نکالے جانے
کے وقت تک خیر کی زمینیں اور باغات بٹائی پر ان یہودیوں ہی کو دیے جاتے رہے تھے۔ ② مزارعت سے ممانعت کی
احادیث تنزیہ اور استحباب پر محمول ہیں۔ یا ان ممنوعہ صورتوں سے متعلق ہیں جن کا ذکر پیچھے ہوا ہے۔ علی الاطلاق
مزارعت ممنوع ہوتی تو طویل القدر معروف صحابہ کرام یہ معاملہ ہرگز نہ کرتے۔ ③ حضرت رافع بن خدیج جن سے
مزارعت کی اجمالی ممانعت مروی ہے خود انہی سے یہ وضاحت بھی مروی ہے کہ نقدی کے عوض زمین کرائے پر دینے
کی ممانعت نہیں۔ ④ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس عمل سے باز آ جانا احتیاط و تقویٰ کی بنا پر تھا۔ اور انہیں حضرت
رافع رضی اللہ عنہ کی مجمل حدیث کا علم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا۔ ⑤ بعض محدثین کا ان روایات کو مضطرب کہنا
محل نظر ہے۔ احادیث واضح کر دیتی ہیں کہ یہ مضطرب نہیں محض اجمال اور تفصیل کا فرق ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
(ارواء الغلیل، بحث حدیث: ۱۳۷۸)

۳۳۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ
مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: أَخْبَرَنَا
سَعِيدٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
يَسَّارٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُخَابِرُ عَلِيَّ
عَهْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِهِ
أَتَاهُ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرِ كَان لَنَا
۳۳۹۵- جناب سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ
ﷺ کے دور میں زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ تو ان کے
ایک چچا ان کے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے
ہمیں اس معاملے سے جو ہمارے لیے نفع آ رہا تھا منع فرما
دیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی ہمارے

۳۳۹۵- تخریج: آخر جہ مسلم، البیوع، باب کراء الأرض بالطعام، ح: ۱۵۴۸ من حدیث یعلی بن حکیم بہ.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

لیے نفع آور اور سود مند ہے۔ ہم نے پوچھا: اور وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے دے، لیکن تہائی یا چوتھائی یا متعین غلے پر بٹائی پر نہ دے۔“

نَافِعًا . وَطَوَاعِيَهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَنْفَعُ لَنَا وَأَنْفَعُ . قَالَ : قُلْنَا : وَمَا ذَٰلِكَ ؟ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزِرْهَا أَوْ لِيَزِرْهَا أَخَاهُ وَلَا يَكْرِهْهَا بُلْثٌ وَلَا بِرُبْعٍ وَلَا بِطَعَامِ مُسْمًى » .

☀️ فائدہ: تہائی، چوتھائی یا متعین غلے پر کرائے کی ایک ہی صورت مروج تھی جس میں آبی گزرگا ہوں، نالیوں وغیرہ کی پیداوار مالک کے لیے مختص تھی۔ اسی صورت کو ممنوع قرار دیا گیا۔

۳۳۹۶- ایوب نے روایت کیا ہے کہ یعلیٰ بن حکیم نے مجھے لکھ بھیجا کہ میں نے سلیمان بن یار سے سنا ہے اور عبید اللہ کی اسناد اور اس کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۳۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ : كَتَبَ إِلَيَّ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ أَنِّي سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ بِمَعْنَى إِسْنَادِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَحَدِيثِهِ .

۳۳۹۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابورافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے ہمارے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک کام سے منع فرمادیا ہے جو ہمارے لیے بڑے نفع والا تھا، مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہمارے لیے بہت زیادہ نفع ہے۔ آپ نے ہمیں (کسی کی) زمین کاشت کرنے سے منع فرمادیا ہے سوائے اس کے کہ انسان خود اس کا مالک ہو یا کسی نے اس کو عطیہ دی ہو۔

۳۳۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ دَرٍّ عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ ابْنِ رَافِعٍ بْنِ خَدِيجٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : جَاءَنَا أَبُو رَافِعٍ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بَرَفُقٌ بِنَا . وَطَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَرْفَقُ بِنَا ، نَهَانَا أَنْ يَزِرَعَ أَحَدُنَا إِلَّا أَرْضًا يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا أَوْ مَبِيحَةً يَمْنَحُهَا رَجُلٌ .

☀️ فائدہ: یہ بھی مروجہ غلط صورت کے بارے میں ہے۔

۳۳۹۶- تخریج: أخرجه مسلم من حديث حماد بن زيد به، انظر الحديث السابق.

۳۳۹۷- تخریج: [إسناده صحيح] وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۳۴۷، ۳۴۸، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۱۵۵۰.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۳۳۹۸- جناب اُسید بن ظہیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں ایک کام سے منع فرماتے ہیں جو تمہارے لیے نفع آوے اور تھا۔ مگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تمہارے لیے اس سے بڑھ کر نفع آور ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بنائی پر کاشت کاری سے منع فرماتے ہیں۔ اور فرمایا ہے: ”جو کوئی اپنی زمین سے مستغنی ہو تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو عطیہ دے دے یا ویسے ہی چھوڑ دے۔“

۳۳۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ أَسِيدَ بْنَ ظَهِيرٍ قَالَ: جَاءَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا. وَطَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْفَعُ لَكُمْ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَقَالَ: «مَنْ اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْتَحِنَهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدْعُ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ اور مفضل بن مہملہل نے اسے منصور سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ شُعْبَةُ وَمُفَضَّلُ بْنُ مُهْلَهْلٍ عَنْ مَنْصُورٍ.

شعبہ نے کہا کہ اسید، حضرت رافع بن خدیج کے بھتیجے ہیں۔

قَالَ شُعْبَةُ: أَسِيدُ ابْنِ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

فائدہ: علامہ شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مختصر روایت ہوئی ہے۔ تفصیلی روایت میں اسید بن ظہیر کا کام یوں ہے: ”ہم میں سے جب کوئی اپنی زمین کو خود کاشت نہ کرنا چاہتا یا اس کا ضرورت مند ہوتا تو وہ اسے آدھی تہائی یا چوتھائی پر بنائی پردے دیا کرتا تھا اور تین باتوں کی شرط ہوتی تھی کہ نالوں کے ساتھ ساتھ کاشت غلہ گاہنے کے بعد نیچے جو باقی رہے گا اور وہ قطعات جو نالوں سے سیراب ہوتے ہوں گے۔ (مالک کے ہوں گے) الخ“ (نیل الاوطار: ۳۱۲/۵- باب: فساد العقد اذا شرط احدهما لنفسه التين او بقعة بعينها ونحوه) ⑤ ویسے ہی چھوڑ دینے کی صورت میں بھی بہت سے فائدے ہیں اس زمین میں اُگنے والی گھاس جانور چرتے ہیں۔ فطری پودے اور ان میں رہنے والے چھوٹے بڑے جانور ماحولیات کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔

۳۳۹۹- ابو جعفر عطمی کا بیان ہے کہ میرے چچا نے

۳۳۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۳۳۹۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب ما يكره من المزارعة، ح: ۲۴۶۰ من حديث سفیان، والنسائي، ح: ۳۸۹۵ من حديث منصور به * حديث شعبة رواه النسائي، ح: ۳۸۹۵، وحديث مفضل بن مهلهل أخرجه النسائي، ح: ۳۸۹۴.

۳۳۹۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

مجھے اور اپنے غلام کو جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا اور ہم نے ان سے کہا: ہمیں آپ کی طرف سے مزارعت کے بارے میں ایک بات پہنچی ہے (وہ کیسے ہے؟) تو انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ انہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پہنچی تو وہ خود ان کے پاس گئے تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بنو حارثہ کے ہاں تشریف لائے تو ظہیر کی زمین میں کھیتی دیکھی۔ تو فرمایا: ”ظہیر کی کھیتی کیا خوب عمدہ ہے۔“ لوگوں نے کہا: یہ ظہیر کی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: ”کیا زمین ظہیر کی نہیں؟“ انہوں نے کہا: ہاں زمین تو اس کی ہے مگر فلاں نے کاشت کر رکھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”اپنی کھیتی لے لو اور اس کا خرچ اسے واپس کر دو۔“ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ ہم نے اپنی کھیتی لے لی اور اس کا خرچ اسے ادا کر دیا۔ سعید (بن مسیب) نے کہا: اپنے بھائی کو عطیہ دے دو یا وراثت کے بدلے کرائے پر دے دو۔

يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ قَالَ: بَعَثَنِي عَمِّي أَنَا وَعُلَمَاءُ لَهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قُلْنَا لَهُ: سَمِعْنَا بَلَّغْنَا عَنْكَ فِي الْمَزَارَعَةِ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا حَتَّى بَلَّغَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ، فَأَتَاهُ فَأَخْبَرَهُ رَافِعٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بَنِي حَارِثَةَ فَرَأَى زَرْعًا فِي أَرْضِ ظَهَيْرٍ، فَقَالَ: «مَا أَحْسَنَ زَرْعَ ظَهَيْرٍ»، قَالُوا: لَيْسَ لِظَهَيْرٍ، قَالَ: «الَيْسَ أَرْضَ ظَهَيْرٍ؟» قَالُوا: بَلَى وَلَكِنَّهُ زَرْعُ فُلَانٍ، قَالَ: «فَخُذُوا زَرْعَكُمْ وَرُدُّوا عَلَيْهِ النَّقْعَةَ»، قَالَ رَافِعٌ: فَأَخَذْنَا زَرْعَنَا وَرَدَدْنَا إِلَيْهِ النَّقْعَةَ، قَالَ سَعِيدٌ: أَفْقِرَ أَحَاكَ أَوْ أَكْرَهَ بِالْذِّرَاهِمِ.



☀ فائدہ: یہ زمین جس طرح حضرت رافع نے حدیث: ۳۳۹۲ میں خود بیان کیا اسی ایک مروجہ طریق کے مطابق دی گئی تھی جس میں ناجائز شرطیں تھیں، فریقین کے حصے واضح اور متعین نہ تھے اور لڑائی کا احتمال تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کا یہ معاہدہ منسوخ کرنے کا حکم دیا۔

۳۴۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۳۴۰۰- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

«الأرض بالثلث والربع... الخ، ح: ۳۹۲۰ من حديث يحيى القطان به.

۳۴۰۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب المزارعة بالثلث والربع، ح: ۲۴۴۹، والنسائي، ح: ۳۹۲۱ من حديث أبي الأحوص به.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

ﷺ نے محافلہ اور مزارعہ سے منع فرمایا ہے۔ (تعریف آگے آئے گی) آپ نے فرمایا: ”آدمی تین طرح سے ہی کاشت کاری کر سکتا ہے زمین آدمی کی اپنی ملکیت ہو تو اسے کاشت کرے یا کسی نے اسے عطیہ دی ہو تو کاشت کرے یا سونے چاندی کے بدلے کرایہ پر لی ہو۔“

عن سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُحَافَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ: «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا، وَرَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ، وَرَجُلٌ اسْتَكْرَى أَرْضًا يَذْهَبُ أَوْ فِضَّةً».

۳۴۰۱- عثمان بن سہل بن رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں یتیم تھا اور (اپنے دادا) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں تھا۔ میں نے ان کے ساتھ حج بھی کیا۔ میرا بھائی عمران بن سہل ان کے پاس آیا اور کہا کہ ہم نے اپنی زمین فلاں عورت کو دو سو درہم کے بدلے ٹھیکے پر دے دی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ نبی ﷺ نے زمین کرائے (ٹھیکے) پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۴۰۱- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ يَعْقُوبَ الطَّلَقَانِيِّ، قُلْتُ لَهُ: حَدَّثَكُمْ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ أَبِي شُجَاعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: إِنِّي لَنَيْسَمٌ فِي حِجْرِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَجَاءَهُ أَخِي عِمْرَانُ ابْنُ سَهْلٍ فَقَالَ: أَكْرَيْنَا أَرْضَنَا فَلَانَةَ بِمَا تَنِي دِرْهَمٍ، فَقَالَ: دَعُهُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَى الْأَرْضِ.

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے مزارعت کی جس صورت کے ممنوع ہونے کی خبر دی ہے یہ ایسی ہی صورت پر دی گئی ہوگی اس لیے اسے منسوخ کرادیا۔

۳۴۰۲- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس نے زمین کاشت کر رکھی تھی کہ نبی ﷺ وہاں سے گزرے جب کہ وہ اسے پانی دے رہا تھا۔ تو آپ

۳۴۰۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا بُكَيْرٌ يَعْْنِي ابْنَ عَامِرٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۴۰۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء الأرض بالثلث والرابع... الخ، ح: ۳۹۵۸ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "عيسى بن سهل بن رافع"، وهو الصواب، وعيسى هذا لم يوثقه غير ابن حبان.

۳۴۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱۰۶/۴ من حديث الفضل بن دكين به، وصححه الحاكم: ۴۱/۲، وقال الذهبي: "بكير ضعيف".

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّهُ زَرَعَ أَرْضًا فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَسْقِيهَا فَسَأَلَهُ «لِمَنِ الزَّرْعُ وَلِمَنِ الْأَرْضُ؟» فَقَالَ: زَرَعِي يَبْذُرِي وَعَمَلِي لِي الشَّطْرُ وَلِئِنِّي فُلَانِ الشَّطْرُ، فَقَالَ: «أَرَيْتُمَا قَوْلَ الْأَرْضِ عَلَى أَهْلِهَا وَخُذْ نَفَقَتَكَ».

نے اس سے پوچھا: ”یہ کس نے کاشت کی ہے اور زمین کس کی ہے۔“ عرض کیا کہ کاشت میری ہے بیج میرا ہے اور محنت بھی میری ہے مجھے آدھا حصہ ملے گا اور آدھا بنو قلاں کو۔ تو آپ نے فرمایا: ”تم دونوں نے سود کا معاملہ کیا، زمین اس کے مالکوں کو واپس کر دو اور اپنا خرچ لے لو۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن دوسری روایات کو ملا کر آپ کے فرمان ”تم دونوں نے سود کا معاملہ کیا“ سے واضح ہو جاتا ہے کہ نالیوں، آبی گزرگاہوں وغیرہ کا معاہدہ کرنے سے پیداوار میں چونکہ فریقین کے حصے متعین نہیں ہوتے اور ربا کی طرح کوئی نہ کوئی فریق بغیر بدلے کے دوسرے کا حق لیتا ہے اس لیے یہ منع ہے۔

(المعجم ۳۲) - بَابُ: فِي زَرْعِ الْأَرْضِ
بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا (التحفة ۳۳)

باب: ۳۲- بغیر اجازت کسی کی زمین کاشت کر لینا

۳۴۰۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ».

۳۴۰۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی کی زمین مالکوں کی اجازت کے بغیر کاشت کی ہو اس کے لیے اس کھیتی میں سے کچھ نہیں۔ البتہ خرچہ لے سکتا ہے۔“

🌞 فائدہ: کسی دوسرے کی ملکیتی زمین میں بلا اجازت تصرف جائز نہیں۔

(المعجم ۳۳) - بَابُ: فِي الْمُخَابَرَةِ
(التحفة ۳۴)

باب: ۳۳- مخابره (مزارعت/ بٹائی پر کاشتکاری) کا بیان

۳۴۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۳۴۰۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا

۳۴۰۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء فيمن زرع في أرض قوم بغیر إذنهم، ح: ۱۳۶۶ عن قتیبہ، وقال: "حسن غریب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۴۶۶ عطاء لم یسمع من رافع بن خدیج رضي الله عنه، وأبو إسحاق عنن.

۳۴۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة... الخ، ح: ۱۵۳۶/۸۵ بعد، ح: ۱۵۴۳ من حديث حماد بن زيد به.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ نے محافلہ مزابنہ، مخابره اور معاومہ سے منع فرمایا ہے۔ ایک راوی نے (معاومہ کی بجائے) ”بیع السنین“ کہا۔ آپ ﷺ نے استثناء کر لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔ البتہ عرایا کی رخصت دی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وَ مُسَدَّدٌ أَنَّ حَمَّادًا وَعَبْدَ الْوَارِثِ حَدَّثَانَاهُمَا، كُلُّهُمَا عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ عَنْ حَمَّادٍ: وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُحَافَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ، قَالَ عَنْ حَمَّادٍ: وَقَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمُعَاوَمَةِ، وَقَالَ الْآخَرُ: بَيْعِ السَّنِينَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا، وَعَنِ الثُّنَيَّا، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

توضیحات: [محافلہ] اس کی تعریف کئی انداز میں کی گئی ہے۔ (۱) معلوم اور متعین غلے کے بدلے کھڑی بھتی کی بیع کر دینا۔ (۲) جو امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرمائی، غلہ ابھی بالیوں ہی میں ہو اور اس کی بیع کر دینا۔ یہ صحیح ترین تعریف ہے۔ [مزابنہ] درختوں پر لگی کھجوروں یا بیلوں پر لگے انگوروں کو اس جنس کے متعین پھل سے فروخت کر دینا۔ یہ صحیح ترین تعریف ہے۔ (الصحيحين) [مخابره] مزارعت کے ہم معنی ہے۔ بلکہ مساقاۃ، مزارعة اور مخابره تینوں ایک ہی معنی میں ہیں۔ [بیع السنین / معاومہ] کسی باغ یا متعین درختوں کے پھل کو کئی سالوں کے لیے فروخت کر دینا۔ اس صورت میں کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ پیداوار کیسی ہوگی، بیماریاں لگیں گی یا نہ لگیں گی وغیرہ۔ [عرایا] کا بیان تفصیل سے پیچھے گزرا ہے۔ (حدیث: ۳۳۶۲) [استثناء] باغ مع پھل فروخت کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم بھی اس میں سے کھاتے رہیں گے۔ یا تین درخت یا پانچ درخت ہم فروخت نہیں کرتے۔ مگر ان درختوں کی تعیین نہ کی جائے تو اس طرح غیر متعین اور بھول مقدار یا درختوں کا استثناء ناجائز ہے۔ معلوم اور متعین ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۳۴۰۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا

کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ، محافلہ اور استثناء کر لینے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ عرایا کی رخصت دی ہے۔

۳۴۰۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يَزِيدَ السَّيَّارِيُّ

أَبُو حَفْصٍ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنِ

۳۴۰۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في النهي عن الثنينا، ح: ۱۲۹۰ من حديث عباد بن العوام به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه النسائي، ح: ۴۶۳۷.



الْمُحَاقَلَةُ وَعَنِ الثُّنَيَّا إِلَّا أَنْ يُعْلَمَ.

۳۴۰۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ:

حَدَّثَنَا ابْنُ رَجَاءٍ يَعْنِي الْمَكِّيَّ، قَالَ: ابْنُ

خُثَيْمٍ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَقُولُ: «مَنْ لَمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤَذَّنْ

بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ».

۳۴۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ،

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ.

قُلْتُ: وَمَا الْمُخَابَرَةُ؟ قَالَ: «أَنْ تَأْخُذَ

الْأَرْضَ بِنِصْفٍ أَوْ ثُلُثٍ أَوْ رُبُعٍ».



فائدہ: یعنی جب فاسد شرطیں ہوں تو منع ہے ورنہ کوئی حرج نہیں جیسے کہ تفصیل سے پیچھے بیان ہوا ہے۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ فِي الْمَسَاقَاةِ

(التحفة ۳۵)

۳۴۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ

ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ

۳۴۰۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے معاملہ طے فرمایا تھا کہ

جو پھل یا کھیتی آئے گی اس میں سے آدھا انہیں ملے گا۔

۳۴۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱۰۷/۴ من حديث يحيى بن معين به،

وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۸۶/۲، ووافقه الذهبي.

۳۴۰۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۷/۵ من حديث جعفر بن برقان به، وهو في مصنف ابن أبي

شيبه: ۳۴۶/۶.

۳۴۰۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزروع، ح: ۱۵۵۱ عن أحمد بن

حنبل، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب: إذا لم يشترط السنين في المزارعة، ح: ۲۳۲۹ من حديث يحيى القطان به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خَبِيرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

🌞 فائدہ: مساقات بھی مزارعت اور تجارت کی طرح کا معاملہ ہے۔ مگر اسے کھجوروں اور انگوروں وغیرہ کے باغات سے خاص کیا جاتا ہے کہ کھجوروں کا مالک کسی سے طے کر لے کہ وہ ان میں محنت کرے سیراب کرے تو اسے ایک خاص متعین حصہ پھل ملے گا۔ جیسے کہ مزارعت میں ہوتا ہے۔ خیبر میں باغوں کی خدمت کا معاہدہ مساقاۃ اور کھیتی کا معاہدہ مزارعت تھا۔ خیبر والی صورت نئی متعارف کردہ جائز صورت تھی۔ سابقہ جاہلی صورت کو اسلام نے حرام قرار دیا۔

۳۴۰۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

ﷺ نے خیبر کی کھجوریں اور وہاں کی زمینیں اہل خیبر کو اس شرط پر دے دی تھیں کہ وہ ان میں اپنے خرچ پر محنت کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کا آدھا پھل ملے گا۔

۳۴۰۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

اللَّيْثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ عَنَجٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَغْتَمِلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَأَنْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَطْرُ ثَمَرَتِهَا.

۳۴۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا اور شرط کی کہ مسلمان اس کی زمین اور اس کے سونے چاندی کے مالک ہیں۔ تو خیبر والوں نے کہا کہ ہم آپ کی نسبت زمین کے زیادہ ماہر ہیں۔ آپ یہ ہمیں دے دیں اور شرط یہ رہی کہ آدھا ہم آپ کو دیں گے اور آدھا خود رکھیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس شرط پر زمین انہیں دے دی۔ پھر جب پھل چننے کا موسم آیا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا جو کھجوروں کے پھل کا اندازہ لگا کر آئے اور اس عمل کو اہل مدینہ [خرص]

۳۴۱۰- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ

الرَّقُيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ مِثْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: افْتَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ وَاشْتَرَطَ أَنْ لَهُ الْأَرْضُ وَكُلُّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ. قَالَ أَهْلُ خَيْبَرَ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِالْأَرْضِ مِنْكُمْ فَأَعْطَيْنَاهَا عَلَى أَنْ لَكُمْ نِصْفُ الثَّمَرَةِ وَلَنَا نِصْفُ، فَرَعِمَ أَنَّهُ أَعْطَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ، فَلَمَّا كَانَ حِينَ يُضْرَمُ النَّخْلُ بَعَثَ إِلَيْهِمْ

۳۴۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۵۵۱/۵ من حديث الليث بن سعد، انظر الحديث السابق.

۳۴۱۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزکوة، باب خرص النخل والعنب، ح: ۱۸۲۰ من حديث عمر بن أيوب به.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

”اندازہ لگانا“ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فلاں باغ میں اس قدر ہے اور فلاں میں اس قدر۔ تو انہوں نے کہا: اے ابن رواحہ! تو نے ہم پر زیادہ لگا دیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ان پھلوں کا جو اندازہ لگایا ہے اس کا میں ذمہ دار ہوں میں اس کا نصف تمہیں دیتا ہوں۔ یہودیوں نے کہا: یہی وہ حق (اور عدل) ہے جس سے آسمان و زمین قائم ہیں جو آپ نے کہا ہم اس کے لینے پر راضی ہیں۔

۳۴۱۱- جعفر بن برقان نے اپنی مذکورہ سند سے اس حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور [فَحَزَرَ] کا لفظ استعمال کیا۔ اور [وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَ بَيْضَاءَ] کے بعد یعنی [الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ] بھی کہا۔

۳۴۱۲- جناب مقسم نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کر لیا۔ اور زید کی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس کے لفظ تھے [فَحَزَرَ النَّخْلَ] ”پھل کی مقدار کا اندازہ لگایا“ اور کہا: (اگر تم اس اندازے پر مطمئن نہیں ہو تو) پھل کی ترائی میں کرلوں گا اور جو میں نے کہا ہے اس کا آدھا تمہیں دے دوں گا۔“

باب: ۳۵- درختوں پر لگے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگانا

۳۴۱۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

عَبْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَحَزَرَ عَلَيْهِمُ النَّخْلَ وَهُوَ الَّذِي يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ الْخَرْصَ، فَقَالَ فِي ذِهِ كَذَا وَكَذَا قَالُوا: أَكْثَرَتْ عَلَيْنَا يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! قَالَ: فَأَنَا أَلْيَ حَزَرَ النَّخْلِ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ، قَالُوا: هَذَا الْحَقُّ وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَهُ بِالَّذِي قُلْتَ.

۳۴۱۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: فَحَزَرَ وَقَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ «وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ»، يَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ.

۳۴۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أَخْبَرَنَا كَثِيرٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ: أَخْبَرَنَا مَيْمُونٌ عَنْ مِقْسَمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ زَيْدٍ قَالَ: فَحَزَرَ النَّخْلَ وَقَالَ: فَأَنَا أَلْيَ جِذَاذِ النَّخْلِ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ.

(المعجم ۳۵) - بَابُ: فِي الْخَرْصِ (التحفة ۳۶)

۳۴۱۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ:

۳۴۱۱- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۹/ ۱۴۱ من حديث أبي داود به.

۳۴۱۲- تخریج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

۳۴۱۳- تخریج: [ضعيف] تقدم، ح: ۱۶۰۶.

ہیں کہ جب کھجوریں پکنے کے قریب آئیں تو ان کے کھائے جانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرماتے وہ ان کے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگاتے۔ پھر وہ یہودیوں کو اختیار دیتے کہ وہ یا تو اس اندازہ کردہ مقدار سے اپنا حصہ لے لیں یا مسلمانوں کو دے دیں، اور یہ سب اس لیے ہوتا کہ پھل کھائے جانے سے پہلے اس کی زکوٰۃ (عشر) کا حساب لگایا جا سکے اور تقسیم کیا جاسکے۔

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرْتُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعُثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِينَ يَطْبُي قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ يُخَيِّرُ الْيَهُودَ يَأْخُذُونَهُ بِذَلِكَ الْخَرْصِ أَمْ يَدْفَعُونَهُ إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ الْخَرْصِ لِكَيْ تُحْصَى الزَّكَاةُ قَبْلَ أَنْ تُؤْكَلَ الثَّمَارُ وَتُفْرَقَ.

🌟 فائدہ: مذکورہ روایت اور اوپر بیان کردہ دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اس فن میں ماہر تھے۔ اور یہ کہ ایک مبنی بر انصاف طریقہ کار کے مطابق پیداوار تقسیم کی جاتی تھی۔

۳۴۱۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ عزوجل نے خیر اپنے رسول کو بطور فے عنایت فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اس کی زمینوں پر ویسے ہی رہنے دیا جیسے کہ وہ پہلے تھے اور ان کے اور اپنے درمیان متعین حصے طے کر لیے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا جنہوں نے ان پر پھلوں کا اندازہ لگایا۔

۳۴۱۴- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلْفٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ خَيْبَرَ فَأَقْرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا كَانُوا، وَجَعَلَهَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَبَعَثَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ.

۳۴۱۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار وسق کا اندازہ لگایا تھا۔ اور پھر جب یہودیوں کو اختیار دیا تو انہوں نے پھل لے لیا اور ان کے ذمے (مسلمانوں کا) بیس ہزار

۳۴۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: خَرَصَهَا

۳۴۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۳۶۷ عن محمد بن سابق به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ۳۷ * أبو الزبير عنن في هذا اللفظ، والحديث الآتي يعني عن هذا الحديث.

۳۴۱۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳/۱۹۵، ۱۹۵، ح: ۱۰۵۶۱ عن محمد بن بكر به، وهو في مسند أحمد: ۳/۲۹۶، ومصنف عبد الرزاق، ح: ۷۲۰۵، وانظر الحديث السابق.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۲۲- کتاب البیوع

ابْنُ رَوَاحَةَ أَرْبَعِينَ أَلْفَ وَسَقٍ وَزَعَمَ أَنَّ
الْيَهُودَ لَمَّا خَيَّرَهُمْ ابْنُ رَوَاحَةَ أَخَذُوا الثَّمَرَ
وَعَلَيْهِمْ عِشْرُونَ أَلْفَ وَسَقٍ .



اجارے کے احکام و مسائل

اجارہ اور اجردوں کا بنیادی مفہوم اجرت پر کچھ دینا ہے۔ قرآن مجید نے اجرت کے الفاظ حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باہمی معاہدے کے ساتھ ساتھ دودھ پلانے والی عورت کے حق کے لیے بھی استعمال کیے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَارْضَعْنَ أَجُورَهُنَّ﴾ (الطلاق: ۶) نیز اسی حوالے سے سورۃ البقرہ کی ۲۳۳ نمبر آیت دیکھیے۔

فقہاء نے اجارہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اجارہ کسی چیز کو اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے متعین عوض (اجرت) کے بدلے مقررہ مدت کے لیے اس کی منفعت دوسرے کو دینے کا نام ہے۔ جس طرح گھراور سواری کرائے پر دی جاتی ہے یا جس طرح کوئی مزدور اجرت پر اپنی خدمات فروخت کرتا ہے۔ ان فقہاء کے نزدیک پھل دار درخت یا انگور کی بیل کرائے پر نہیں چڑھائی جاسکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے درخت یا بیل کا پھل دوسرے کو ملتا ہے اور وہ منفعت نہیں ”ایک چیز“ ہے جس کی ملکیت دوسرے کو منتقل ہوتی ہے۔ نیز حاصل کرنے والا اسے صرف کرڈالتا ہے۔

اسی طرح ان کے نزدیک دودھ دینے والے جانور دودھ وغیرہ کے لیے کرائے پر نہیں دیے جاسکتے کیونکہ دودھ منفعت نہیں ”ایک چیز“ ہے جو دوسرے کی ملکیت میں جا کر صرف ہو جاتی ہے۔ (فقہ السنۃ : ۱۱۹/۳، الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۴۳۳/۳)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک اجارے کی جو تعریف فقہاء نے کی ہے اس میں دودھ پلانے والی عورت کے حق الخدمت کو اجرت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جبکہ قرآن نے اس کو ”اجر“ قرار دیا ہے۔ اس لیے فقہاء کی بیان کردہ تعریف درست نہیں۔ فقہاء نے تو اپنی وضع کردہ تعریف پر اصرار کرتے ہوئے الٹا قرآن کے حکم کو خلاف قیاس قرار دے دیا ہے اور کئی قسم کی تاویلیں اختیار کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مرضعہ کو اجرت دودھ کی نہیں بلکہ بچے کو گود میں لینے اور سینے سے لگانے وغیرہ کی دی جاتی ہے۔ دودھ اصل مقصود ہی نہیں وہ ویسے ہی بچے کو حاصل ہو جاتا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ یہ تاویلیں نقل کر کے کہتے ہیں کہ ”ان حضرات نے حقائق کو الٹ دیا ہے۔ مقصود (یعنی بچے کا بطور غذا دودھ پینا) کو ذریعہ قرار دے دیا ہے اور ذریعے (گود میں اٹھانا، سینے سے لگانا) کو مقصد بنا دیا ہے۔ (اعلام الموقعین: ۲۲۲/۲ ملخصاً) اس میں کوئی شک نہیں کہ فقہی تعریضیں انسانی کاوش ہیں۔ جس میں غلطی کا امکان موجود رہتا ہے۔ اجارے کی تعریف کرتے ہوئے قرآن نے جہاں اجر کا لفظ بولا ہے تعریف وضع کرتے ہوئے اس کو پیش نظر رکھنا چاہیے تھا۔ کیونکہ قیاس تو ہوتا ہی نص قرآن یا نص حدیث کی بنیاد پر ہے۔ یہ بات کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے کہ خود تعریف کر کے قرآن کے کسی حکم کو خلاف قیاس قرار دے دیا جائے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اصول کہ اجارہ منفعت کا معاہدہ ہے عین یا چیز کا نہیں سرے ہی سے غلط ہے۔ ان کے اپنے الفاظ میں: ”اس اصل پر نہ قرآن دلالت کرتا ہے نہ سنت نہ اجماع اور نہ قیاس صحیح۔“ ان کے نزدیک جس طرح اصل چیز کے باقی رہتے ہوئے اس کے منافع سے استفادے کا معاہدہ اجارہ ہوتا ہے اسی طرح اصل چیز کے باقی رہتے ہوئے ان اشیاء کے بارے میں معاہدہ بھی جو بتدریج اس سے حاصل ہوتی رہتی ہیں اجارہ ہی کہلاتا ہے۔ اسی طرح ان کے نقطہ نظر کے مطابق درخت یا دودھ دینے والے جانور کو اجارہ (کرایہ) پر دینا درست ہوگا۔ کیونکہ قرآن نے دودھ پلانے والی (مُرضِعہ) کے حق خدمت کو خود ”اجر“ قرار دیا ہے۔ (اعلام الموقعین، فصل إجارة الظفر، ص: ۳۱-۳۲)

امام ابن حزم رحمہ اللہ کا موقف اگرچہ وہ نہیں جو ابن قیم رحمہ اللہ کا ہے لیکن اعتراض کی حد تک دونوں میں اتفاق نظر آتا ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام مالک دودھ کے لیے ایک یا دو بھیڑوں کو اجارے پر دینا ناجائز سمجھتے ہیں لیکن دودھ ہی کے لیے پورا ریوڑ اجارے پر دینے کی اجازت دیتے ہیں۔ جبکہ اس معاملے میں صحیح ترین قیاس یہ ہے کہ ”دودھ کی غرض سے ایک بھیڑ کے اجارے کو رضاعت کے لیے دودھ پلانے والی کی اجرت پر قیاس کیا جائے۔“ (المحلی: ۱۸۹/۸) امام ابن قیم رحمہ اللہ کا استدلال اور ان کی تعریف باقی فقہاء کی وضع کی ہوئی تعریف کے بالمقابل قیاس صحیح اور قرآن مجید کے قریب تر ہے۔

جدید اسلامی بنکاری میں لیزنگ (Leasing) کو اجارہ قرار دیا جا رہا ہے اور اس تصور کو مغربی ممالک کے بنکوں میں بھی وسیع پیمانے پر اختیار کیا گیا ہے۔

بنکوں کے طریق کار کے مطابق چیز قانونی طور مالک ہی کی ملکیت رہتی ہے۔ استعمال کے حقوق البتہ لینے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ اجرت یا کرایہ اس طرح مقرر کیا جاتا ہے کہ بنک اپنے اثاثے کی قیمت کچھ منافع سمیت مقررہ مدت میں بالاقساط وصول کر لیتا ہے۔ یہ مدت عام طور پر وہی ہوتی ہے جو چیز بنانے والے کے مطابق یا عرف عام میں اس چیز کی طبعی عمر ہوتی ہے۔ مدت پوری ہونے سے پہلے اگر معاہدہ منسوخ نہیں ہوا تو کامیابی سے معاہدہ پورا ہونے کے بعد وہ چیز استعمال کرنے والے ہی کو دے دی جاتی ہے کیونکہ بنک کے نزدیک اس کی طبعی عمر پوری ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل) کار وغیرہ کی لیزنگ اسلامی طریقے پر اسی صورت کے مطابق کی جاسکتی ہے۔ اس کو بنک فنانس لیز کہتے ہیں۔

اگر کوئی چیز کم یا درمیانی مدت کے لیے اجارہ پر استعمال کے لیے دی جائے اور جب ایک استعمال کرنے والے کے ساتھ معاہدے کی مدت ختم ہو جائے تو مالک چیز اس سے واپس لے کر کسی دوسرے کو استعمال کے لیے اجارے پر دے دے تو اس کو بنک استعمالی اجارہ کہتے ہیں۔

ہمارے ہاں بنکوں میں جن معاہدوں کو اجارے پر مبنی قرار دیا جا رہا ہے ان میں اجارے کی شرعی شرائط میں سے بعض کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اجارے کی اسلامی صورت کے مطابق اجرت یا کرائے پر دی گئی چیز کو لاحق ہونے والے خطرات اور نقصانات کا ذمہ دار مالک ہوتا ہے چیز لینے والے پر اس سلسلے میں کوئی

... کتاب الإجارة

اجارے کے احکام و مسائل

بار نہیں ڈالا جاسکتا۔ جبکہ آج کل بنک یہ ذمہ داری اجارے پر چیز لینے والے فریق پر ڈال دیتے ہیں۔
اگر اس قباحت کو درست کر لیا جائے تو بنک کا معاہدہ اجارہ شرعاً درست ہوگا ورنہ نہیں۔
اگر امام ابن قیم رحمہ اللہ کی وسیع تر تعریف کو قبول کر لیا جائے (جو کہ درحقیقت صحیح ترین تعریف ہے) تو
اسلامی بنکاری کا دائرہ بہ آسانی زرعی میدانوں تک پھیلا یا جاسکتا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ترتیب کی مناسبت سے کتاب الاجارة کو کتاب البیوع کے وسط میں رکھا ہے۔
تقریباً گیارہ ابواب میں ذکر کی گئی احادیث مبارکہ معاہدہ اجارہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔
زیادہ تر احادیث اجرت پر مختلف خدمات (معلم کی خدمات، معالج کی خدمات وغیرہ) حاصل کرنے کے
بارے میں ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ کس طرح کی خدمات میں اجارہ جائز ہوگا اور کس
طرح کی خدمات میں ناجائز ہوگا۔ ان احادیث کے ذریعے سے معاہدہ اجارہ کے مختلف پہلوؤں پر کیا
روشنی پڑتی ہے۔ اس کی تفصیل احادیث کے مطالب کے ضمن میں آئے گی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ...) كِتَابُ الْإِجَارَةِ (التحفة ...)

اجارے کے احکام و مسائل

(المعجم ۳۶) - بَابُ: فِي كَسْبِ

الْمُعَلِّمِ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۶- تعلیم دینے والے کی کمائی کا بیان

۳۴۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الرُّوَاسِيُّ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زَيْادٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ
نُسَيْبٍ، عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ
الصَّامِتِ قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ
الضُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ
مِنْهُمْ قَوْسًا فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي
عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَتَيْنِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
فَلَا سَأَلْتُهُ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجُلٌ
أَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ أَعْلَمُهُ الْكِتَابَ
وَالْقُرْآنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي
سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى. قَالَ: «إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ
تُطَوِّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَأَقْبِلْهَا».

۳۴۱۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے کچھ افراد کو قرآن
پڑھایا اور لکھنا سکھایا۔ تو ان میں سے ایک شخص نے مجھے
ایک قوس (کمان) ہڈیتا دی۔ میں نے (دل میں) کہا:
یہ کوئی اہم مال بھی نہیں ہے اور میں جہاد میں اس کے
ذریعے سے تیر اندازی ہی کر سکتا ہوں، میں رسول اللہ
ﷺ کے پاس جاتا ہوں اور اس کے متعلق پوچھتا ہوں۔
چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:
اے اللہ کے رسول! مجھے ایک آدمی نے ایک کمان ہدیہ کی
ہے جسے میں نے لکھنا سکھایا اور قرآن پڑھایا ہے۔ اور
یہ کوئی اہم مال بھی نہیں، میں اس کے ذریعے سے جہاد
میں تیر اندازی ہی کر سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
”اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ تمہیں آگ کا طوق پہنایا جائے
تو اسے قبول کرلو۔“

۳۴۱۶- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الأجر على تعليم القرآن، ح: ۲۱۵۷ من
حديث وكيعة به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۲۲۶/۶، وصححه الحاكم: ۴۱/۲، ۴۲، ووافقه الذهبي.

تعلیم دینے والے کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۱۷- جناب جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا اور پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”یہ انگارہ ہے جسے تو نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال لیا ہے۔“

۳۴۱۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ: قَالَ عَمْرُو: وَحَدَّثَنِي عَبَادَةُ بْنُ نُسَيْبٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ نَحْوَ هَذَا الْحَبْرِ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ، فَقُلْتُ: مَا تَرَى فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «جَمْرَةٌ بَيْنَ كَتِفَيْكَ تَقْلَدُتْهَا أَوْ تَعَلَّقَتْهَا».

فائدہ: معلم (قرآن) کی کمائی: قرآن مجید کی تعلیم دینے والے کی اجرت پر فقہاء نے طویل بحثیں کی ہیں۔ مختلف روایات، عمل صحابہ اور آثارِ سلف کو سامنے رکھا جائے تو قرآن مجید کی تعلیم کے حوالے سے تین صورتیں سامنے آتی ہیں: ① قرآن مجید کی تعلیم مسلمان معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے، تمام ایسے لوگ جو قرآن مجید کا علم رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام کاج سے وقت نکال کر قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ جس طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ یہ عمل خالصتاً لوجہ اللہ ہونا چاہیے۔ اس پر کسی طرح کی اجرت لینا ناجائز ہے۔ اس باب کی دونوں حدیثوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ لیکن دوسری روایات سے اس کا جواز ثابت ہے جیسے حضرات صحابہ کا ایک سفر میں دم کر کے اس کے بدلے میں بکریاں لینے کا واقعہ ہے جس کی نبی ﷺ نے نفی نہیں فرمائی بلکہ اس کی توثیق فرما کر اس کی تحسین فرمائی۔ (صحیح البخاری، الإجارة، باب ما يعطى فى الرقبة) یہ واقعہ یہاں بھی اگلے باب میں آ رہا ہے۔ ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ تعلیم قرآن پر اس شخص کا اجرت لینا مستحسن نہیں جو اس سے بے نیاز ہو۔ تاہم دوسرے لوگوں کے لیے اس کے جواز سے مفر نہیں۔ بالخصوص جب کہ موجودہ مسلمان ممالک میں حکومتی سطح پر تعلیم و تدریس قرآن کا قطعاً کوئی اہتمام نہیں ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی کہ بعد کے زمانوں میں لوگ قرآن مجید پڑھ کر اس کے ذریعے لوگوں سے سوال کیا کریں گے۔ (جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب: ۲۵) اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کا پیشہ ہی مانگنا ہوتا ہے۔ بھیک کے لیے قرآن کو استعمال کرنا چونکہ قرآن کی عظمت و حرمت کے منافی ہے اس لیے واقعی یہ انداز مذموم اور حرام ہے۔ ③ اگر کوئی حکومت یا ادارہ محسوس کرے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے لیے عمومی کوششیں ناکافی ہیں اور وہ ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کریں جو دیگر ذرائع معاش کو ترک کر کے صرف اسی



۳۴۱۷- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۲۵/۶ من حديث أبي داود، وأحمد: ۳۲۴/۵ من حديث بشر بن عبد الله به .

طبیہوں کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

... کتاب الإجارة

کام میں مشغول ہو جائیں اور ہمہ وقت مدارس وغیرہ میں قرآن مجید کی تعلیم دیں تو ان کے لیے مناسب وظیفہ معاش مقرر کرنا جائز ہے۔ جس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ انتظام کیا تھا کہ حضرت عبادہ بن صامت، معاذ بن جبل اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمات حاصل کر کے انہیں شام بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور فقہ سکھائیں۔ (اسد الغابہ: ۳) تذکرہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دین سکھانے کے لیے بصرہ روانہ فرمایا۔ (اسد الغابہ: ۳) تذکرہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ یہ بات قابل غور ہے کہ اپنے طور پر قرآن پڑھانے کی اجرت سے منع کرنے کی روایات حضرت عمران بن حصین اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہیں۔ یہی حضرات قرآن مجید کی قراءت اور تعلیم کی طرف متوجہ تھے اور یقیناً اس پر کوئی اجرت قبول نہ فرماتے تھے، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ حکومت کی طرف سے ان کی خدمات حاصل کیں تو انہوں نے یہ منصب قبول کر لیا۔

باب: ۳۷۔ طبیہوں کی کمائی کا بیان

(المعجم ۳۷) - بَابُ: فِي كَسْبِ

الْأَطْيَاءِ (التحفة ۳۸)

۳۴۱۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت سفر میں گئی۔ انہوں نے ایک عرب قبیلہ کے ہاں پڑاؤ کیا اور ان سے ضیافت طلب کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر ایسے ہوا کہ اس قبیلہ کے سردار کو (بچھو وغیرہ نے) ڈنک مار دیا۔ انہوں نے اس کا ہر طرح سے علاج کیا، مگر اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تو ان میں سے کسی نے کہا: اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے ہاں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں شاید ان میں کسی کے پاس کوئی چیز ہو جو تمہارے آدمی کے لیے مفید ہو۔ (تو بعض آدمی آئے) اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو وغیرہ نے ڈنک مار دیا ہے اور ہم نے اس کا ہر طرح سے علاج معالجہ کیا ہے مگر اسے فائدہ نہیں ہوا۔ تو کیا تم میں

۳۴۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ انْطَلَقُوا فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوهَا فَتَزَلُّوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، قَالَ: فَلَدِيَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ، فَشَفَّوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ تَزَلُّوا بِكُمْ لَعَلَّ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَكُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لَدِيَ فَشَفَّيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ فَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ

۳۴۱۸۔ تخریج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب ما يعطي في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ح: ۲۲۷۶ من حديث أبي عوانة، ومسلم، السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ح: ۲۲۰۱ من حديث أبي بشر به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

طبیہوں کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو ہمارے آدمی کے لیے مفید ہو؟ ان کا مقصد دم تھا۔ صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا: میں دم کرتا ہوں۔ لیکن ہم نے تم سے ضیافت طلب کی تھی جس کا تم نے انکار کر دیا تو میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم کوئی عوض نہ دو۔ چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینا طے کیا۔ پھر وہ صحابی اس کے پاس گئے اور اس پر سورہ فاتحہ پڑھی۔ وہ اس دوران میں اس پر (ہلکا ہلکا) لعاب بھی پھونکتے جاتے تھے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو گیا گویا کہ کسی بندھن سے کھل گیا ہو۔ تو انہوں نے جو معاوضہ طے کیا تھا وہ دے دیا (بکریاں حوالے کر دیں)۔ ساتھیوں نے کہا کہ انہیں آپس میں تقسیم کر لیں تو جس نے دم کیا تھا اس نے کہا: ایسے مت کرو حتیٰ کہ پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے مشورہ کریں۔ چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ کو یہ قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں کہاں سے خبر ہوئی تھی کہ یہ دم بھی ہے؟ تم نے بہت خوب کیا۔ میرا بھی اس میں حصہ رکھو۔“

شَيْءٌ يَشْفِي صَاحِبَنَا - يَعْنِي رُقِيَّةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنِّي لَأَرْقِي وَلَكِنْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَيُّكُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعَلًا. فَجَعَلُوا لَهُ قُطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَيَنْفِلُ حَتَّى بَرِيَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، قَالَ: فَأَوْفَاهُمْ جُعَلَهُ الَّذِي صَالَحُوهُ عَلَيْهِ، فَقَالُوا: افْتَسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَتَسْتَأْمِرَهُ، فَقَدُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ. أَحْسَنْتُمْ وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهُمْ».



۳۴۱۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَخِيهِ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۴۱۹- معبد بن سیرین نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی۔

۳۴۱۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث يزيد بن هارون، انظر الحديث السابق، والبخاري، فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب، ج: ۵۰۰۷ من حديث هشام بن حسان به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بچھنے لگانے والے کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۲۰- جناب خارجہ بن صلت نے اپنے چچا (حضرت علاقہ بن صخر تمیمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے تو وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: تم اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کے پاس سے خیر (قرآن اور ذکر اللہ) لے کر آئے ہو چنانچہ ہمارے اس شخص پر دم کر دو۔ پھر وہ لوگ ان کے پاس ایک مجنون (دیوانے) کو لائے جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے تین دن تک صبح شام سورۃ فاتحہ کا دم کیا، وہ جب بھی اسے ختم کرتے تو اپنا لعاب جمع کرتے اور اس پر پھونک دیتے۔ پھر وہ ایسے ہو گیا جیسے کہ بندھن سے کھول دیا گیا ہو۔ ان لوگوں نے ان کو کچھ دیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ سب بیان کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ قسم میری عمر کی! لوگ باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں اور تم نے حق سچ دم سے کھایا ہے۔“

۳۴۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ. فَأَرَقِ لَنَا هَذَا الرَّجُلَ فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَعْتُوهٍ فِي الْقَيْدِ. فَرَفَّاهُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدُوءَ وَعَشِيَّةَ وَكُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُرَاقَهُ، ثُمَّ نَفَلَ، فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَهُ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلْ فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقِيَّةٍ بَاطِلٍ، لَقَدْ أَكَلَتْ بِرُقِيَّةٍ حَقًّا».

🌞 فوائد و مسائل: ① (طہابت) علاج معالجہ ایک مشروع اور جائز فن اور حلال کسب ہے اس میں قرآن کے ذریعے سے دم کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ ② فاتحہ اور دیگر آیات قرآنی کو بطور علاج دم کرنا کرنا جائز ہے اور جسم پر پھونک مارنا جب کہ اس میں لعاب کی آمیزش ہو مباح ہے۔ ③ اس پر ملنے والا معاوضہ بھی حلال اور طیب ہے۔ مگر محض (طب روحانی ہی کو) کسب بنالینا سلف سے ثابت نہیں۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے رزق کے معاملے میں انتہائی محتاط ہوا کرتے تھے اور یہی چیز ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ رزق حلال کھائے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا اپنی عمر کی قسم کھانا آپ ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے آپ نے اسی طرح اپنی عمر کی قسم کھائی جس طرح قرآن مجید میں ہے: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر: ۷۲) ”آپ کی عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدستی میں سرگرداں ہیں۔“

باب: ۳۸- بچھنے لگانے والے کی کمائی کا بیان

(المعجم ۳۸) - بَابُ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ (التحفة ۳۹)

۳۴۲۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۱۱/۵، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۸۷۶ من حديث شعبة به * عمه هو علاقة بن صخر رضي الله عنه.

پچھنے لگانے والے کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۲۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ قَارِظٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كَسَبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَتَمَنُّ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ».

۳۴۲۱- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبکی لگانے والے کی کمائی ناپسندیدہ ہے، کتے کی قیمت خبیث ہے اور بدکار عورت کی خرچی خبیث ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس باب میں آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے پچھنے لگوا کر لگانے والے کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ یہ بھی ہے کہ حضرت ابن محصہ کے دادا نے ایسی کمائی کے بارے میں مسلسل سوال کیا تو آپ نے انہیں اس طرح کی کمائی اونٹ یا غلام کو کھلانے کی اجازت دی۔ پچھنے لگانے میں چونکہ ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ منہ سے مریض کا خون چوسا جاتا تھا لہذا اس نسبت سے اسے خبیث یعنی ناپسندیدہ کہا گیا ہے، ورنہ یہ مطلقاً حرام نہیں۔ ایسا ہوتا تو آپ پچھنے لگانے والے کو خود عطا کرتے نہ ایسی کمائی اونٹ یا غلام کو کھلانے ہی کی اجازت دیتے۔ یہ امکان بھی ہے کہ پچھنے لگانے والے جسم سے نکلا ہوا خون فروخت کر دیتے تھے۔ (نیل الاوطار: ۵/۳۲۱) ② کتا چونکہ حرام جانور ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ البتہ بعض لوگ شکاری کتا (کلب معلّم) خریدنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ③ زنا کاری سے حاصل شدہ آمدنی کے حرام ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

۳۴۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ مُحِصَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي إِجَارَةِ الْحَجَّامِ، فَتَهَاؤُ عَنْهَا، فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتَّى أَمَرَهُ أَنْ اغْلِقَ نَاصِحَكَ وَرَقِيقَكَ.

۳۴۲۲- جناب ابن محصہ (حرام بن سعد بن محصہ) اپنے والد (یعنی دادا) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے (محصہ رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ سے پچھنے لگانے کی اجرت کے متعلق دریافت کیا، تو آپ نے انہیں منع فرما دیا۔ وہ پھر بھی آپ سے سوال کرتے اور اجازت چاہتے رہے حتیٰ کہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ اسے اپنی اونٹنی اور اپنے غلام کو کھلا دے۔

۳۴۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب، وحلوان الكاهن ... الخ، ح: ۱۵۶۸ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۳۴۲۲- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كسب الحجّام، ح: ۱۲۷۷ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۱۶۶، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۷۴/۲، وسقط منه: "عن أبيه"، وهو غلط.

... کتاب الإجارة

لوٹڈیوں کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۲۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت دی۔ اگر یہ کام یا اجرت خبیث (حرام) ہوتی تو اسے نہ دیتے۔

۳۴۲۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأُعْطِيَ الْحَجَّامُ أَجْرَهُ، وَلَوْ عَلِمَهُ خَبِيثًا لَمْ يُعْطِهِ.

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے مذکورہ بالا حدیث نمبر ۳۴۲۱ میں وارد لفظ ”خبیث“ کا ترجمہ واضح ہو گیا ہے۔

۳۴۲۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابو طیبہ (نافع) رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو پچھنے لگائے تو آپ نے اسے ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ اور اس کے مالکوں سے سفارش فرمائی کہ اس پر لاگو خراج میں تخفیف کریں۔

۳۴۲۴- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفَّفُوا عَنْهُ مِنْ خُرَاجِهِ.

باب: ۳۹- لوٹڈیوں سے بدکاری کرا کے مال حاصل کرنا

(المعجم ۳۹) - بَابُ فِي كَسْبِ الْإِمَاءِ (التحفة ۴۰)

۳۴۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوٹڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

۳۴۲۵- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ.

فائدہ: یعنی لوٹڈی جب بدکاری یا گانے بجانے سے مال کماتی ہو تو سراسر حرام ہے۔

۳۴۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب خراج الحجام، ح: ۲۲۷۹ عن مسدد به.
۳۴۲۴- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب ذكر الحجام، ح: ۲۱۰۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۷۴/۲، ورواه مسلم، ح: ۱۵۷۷ من حديث حميد الطويل به.
۳۴۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب كسب البغي والإماء، ح: ۲۲۸۳ من حديث شعبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

.. کتاب الإجارة

کاہن کے ”نذرانے“ سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۲۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ قَالَ: جَاءَ رَافِعُ بْنُ رِفَاعَةَ إِلَى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لَقَدْ نَهَانَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ الْيَوْمَ فَذَكَرَ أَشْيَاءَ، وَنَهَانَا عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ إِلَّا مَا عَمِلْتَ بِيَدِهَا، وَقَالَ هَكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْخَبْزِ وَالْغَزْلِ وَالنَّقْشِ.

۳۴۲۶- جناب طارق بن عبد الرحمن قرشی نے بیان کیا کہ جناب رافع بن رفاعہ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک مجلس میں آئے اور کہا کہ آج نبی ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے اور کئی چیزیں ذکر کیں اور ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ نے ہمیں لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے جو اس کے ہاتھ کی کمائی ہو۔ اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مثلاً روٹی پکائے اون کا تے یا ڈھکے۔

☀️ فائدہ: عورتوں کے لیے گھریلو دستکاریاں ایک اچھا مشغلہ ہیں۔ انہیں اس میں مہارت حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ ان میں مشغول رہیں اور دیگر لغویات سے محفوظ رہیں۔



۳۴۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ هُرَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ هُوَ ابْنُ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ حَتَّى يُعْلَمَ مِنْ أَيْنَ هُوَ.

۳۴۲۷- جناب رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ جانا جائے کہ کہاں سے کمایا ہے۔

☀️ فائدہ: مالک کو علم ہونا چاہیے کہ اس کے کارندے یا بچے کہاں سے کس کس طرح سے کمائی کر کے لاتے ہیں، تاکہ حلال و طیب کا یقین ہو اور مشکوک و حرام سے بچا اور بچایا جاسکے۔

(المعجم . . .) - باب خُلُوانِ الْكَاهِنِ باب: کاہن کا ”نذرانہ“ (حرام ہے) (التحفة ۴۱)

۳۴۲۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

۳۴۲۸- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۴۲۶- [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۴۱ عن هاشم بن القاسم به، وصححه الحاكم: ۲/ ۴۲، وتعقبه الذهبي، والصابغ خلافة، وله شواهد.

۳۴۲۷- [حسن] أخرجه الحاكم: ۲/ ۴۲ من حديث أحمد بن صالح به، وللحديث شواهد، وهو باه حسن.

۳۴۲۸- أخرجه البخاري، الطب، باب الكهانة، ح: ۵۷۶۱، ومسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن . . . الخ، ح: ۱۵۶۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة
 الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
 عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى
 عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ
 الْكَاهِنِ.
 جانور کو جفتی کرانے کی اجرت سے متعلق احکام و مسائل

فائدہ: کاہن وہ ہیں جو لوگوں کو مستقبل کی خبریں اور قسمت کے احوال بتاتے ہیں یہ کذاب لوگ ہوتے ہیں ان کے پاس جانا ہی حرام ہے۔ اگر کوئی ان کی پیش گوئی کو سچ مانے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم، السلام، حدیث: ۲۲۳۰) انہیں کچھ دینا بھی حرام ہے اور ان کی اپنی کمائی بھی حرام ہے۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ: فِي عَسَبِ
 الْفَحْلِ (التحفة ۴۲)
 باب: ۴۰ - جانور کو جفتی کرانے کی اجرت لینا

۳۴۲۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ:
 أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ
 نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ عَنْ عَسَبِ الْفَحْلِ.
 ۳۴۲۹ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ نے جانور کو جفتی کرانے کی قیمت سے منع
 فرمایا ہے۔

فائدہ: مویشی پالنے والے جانتے ہیں کہ چراگا ہوں میں ریوڑوں کے ریوڑ چرتے پھرتے ہیں اور فطری طریقے پر جانوروں کا ملاپ ہوتا رہتا ہے۔ اس عمل کی اجرت یا قیمت نہ ملے ہو سکتی ہے نہ اس کی اجرت وصول کرنے کی غرض سے جانوروں کو فطری ملاپ سے روکنا روا ہے۔ حدیث مبارک: ”مادہ جانوروں کا حق ہے کہ نہ جانور ان سے ملاپ کریں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۹۸۸) اسی چیز پر دلالت کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر قیمت یا اجرت طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ ایک صحابی نے جب اصرار سے پوچھا کہ ہم جب (طلب کرنے پر) اپنا نر جانور لے جاتے ہیں تو وہاں ہمارا اکرام کیا جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ ہدیہ پیش کیا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔ اس اجازت سے پتہ چلتا ہے کہ باقاعدہ خرید و فروخت سے ہٹ کر جانور رکھنے والوں کی سہولت کیلئے لین دین کا جو رواج موجود ہے اسے ختم کر کے ستم کو خراب کرنا مقصود نہیں۔ چراگا ہوں کو چھوڑ کر باقی جگہوں پر بعض اوقات نہ جانور آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اس صورت کو سامنے رکھ کر امام مالک رحمہ اللہ نے نسل کے زیاں سے بچنے کے لیے اس کی اجازت دی ہے۔ (فتح الباری: ۵۸۲/۳)
 جب سے جانوروں کے مالکوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ دودھ وغیرہ کے حصول کے لیے اچھی نسل

۳۴۲۹ - تخریج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب عسب الفحل، ح: ۲۲۸۴ عن مسدد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

.. کتاب الإجارة

سناروں کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

کے جانوروں کی پیدائش ضروری ہے تو اچھی نسل کے نروں کی مانگ بڑھ گئی ہے؛ بلکہ اب تو مصنوعی نسل کشی کا جدید طریقہ رائج ہو گیا ہے۔ اب اچھی نسل کے نر اس غرض سے پالے جاتے ہیں ان پر خرچ کیا جاتا ہے اور ان سے حاصل ہونے والے مادے سے مصنوعی طور پر نسل کشی کی جاتی ہے۔ اگر اس کے لیے باقاعدہ قیمت یا اجرت کا تعین کرنے کی بجائے ”اکرام“ کے تحت لین دین کا طریقہ رائج ہو جائے تو شرعاً اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ قدیم فقہاء اور مفسرین نے ملاپ کے عمل پر اجرت یا قیمت نہ لینے کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ جس چیز کی اجرت لی جا رہی ہے اس کی نہ مقدار کا تعین ہو سکتا ہے نہ اس کی فراہمی یقینی ہوتی ہے اس لیے یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز کی اجرت ہوگی۔ جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

اگر حرمت کی یہ وجہ صحیح تسلیم کر لی جائے تو مصنوعی نسل کشی کے طریقوں کی وجہ سے اب یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز نہیں رہی۔ جدید تکنیک کے ذریعے سے باقاعدہ متعین مقدار میں نر جانور کا مواد مادہ جانور کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تو اجرت کا بھی جواز پیدا ہو سکتا ہے۔

یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ خود مصنوعی نسل کشی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواز پر تاہر (کھجور کے پھل دینے والے درختوں پر نر کھجور لا کر ڈالنا) کی حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو پیداوار حاصل کرنے کے اس مصنوعی طریقے کو آپ نے فطری طور پر ناپسند فرمایا اور اس سے روک دیا لیکن جب معلوم ہوا کہ اس سے کھجوروں کی پیداوار کم ہو گئی ہے تو آپ نے باقاعدہ اس کی اجازت دے دی۔ اس حدیث کی رو سے نر کا مواد مصنوعی طریقے سے مادہ تک پہنچانے کا طریقہ اختیار کرنے کی اجازت موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان تجارتی طریقوں کی بجائے فطری طریقوں کو رائج کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ رفاه عامہ کی غرض سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں تاکہ فطری طریقوں سے اعلیٰ نسل کے جانور حاصل ہوں اور لوگ تجارتی بنیادوں پر اس کا انتظام کرنے کی مجبوری سے بچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ”جانوروں کے حق“ کے حوالے سے جو اشارہ فرمایا ہے وہ رفق بالحيوانات (جانوروں سے نرمی کا سلوک کرنا) کی بہترین مثال ہے۔ ان حقوق کو پورا کرنے کی بھی یہی صورت ہے کہ حکومتیں بڑے پیمانے پر اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں۔

(المعجم ۴۱) - باب: فِي الصَّائِفِ
(التحفة ۴۳)

۳۴۳۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۳۴۳۰- جناب ابوماجدہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک

۳۴۳۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۲۷/۶ من حديث حماد بن سلمة به * أبو ماجدة مجهول، وقال البخاري: "هو حديث مرسل، لم يصح إسناده".

... کتاب الإجارة

سناروں کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

لڑکے کا کان کاٹ لیا۔ یا میرے کان سے کچھ کاٹ لیا گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حج کرتے ہوئے ہمارے ہاں آئے۔ ہم ان کے ہاں جمع ہو گئے تو انہوں نے ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ اس میں قصاص ہے، حجام کو بلاؤ جو اس سے قصاص لے۔ جب حجام کو بلایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے: ”میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام بہہ کیا ہے، امید ہے کہ وہ اس کے لیے بابرکت ثابت ہوگا“ اور میں نے اس سے کہا ہے کہ اسے کسی حجام سنار یا قصاب کے حوالے نہ کرنا۔“

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ قَالَ: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غُلَامٍ، أَوْ قُطِعَ مِنْ أُذُنِي، فَقَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ حَاجًّا، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَرَفَعْنَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا قَدْ بَلَغَ الْقِصَاصَ ادْعُوا لِي حَجَّامًا لِيَقْتَصَّ مِنْهُ، فَلَمَّا دُعِيَ الْحَجَّامُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنِّي وَهَبْتُ لِخَالَتِي غُلَامًا، وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارِكَ لَهَا فِيهِ، فَقُلْتُ لَهَا: لَا تُسَلِّمِيهِ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قَصَّابًا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ابْنُ مَاجِدَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

۳۴۳۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۴۳۲- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ نے ابن اسحق سے روایت میں کہا ”ابن ماجدہ بنو سہم کا فرد تھا اور اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔“

۳۴۳۱- ابو ماجدہ (ابن ماجدہ) سہمی نے بواسطہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اسی حدیث کی مانند روایت کیا۔

۳۴۳۲- ابن ماجدہ سہمی نے بواسطہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا۔

۳۴۳۱- تخریج: [ضعیف] انظر الحديث السابق.

۳۴۳۲- تخریج: [ضعیف] انظر الحديث السابقين، وأخرجه البيهقي: ۱۲۸/۶ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

فروخت ہونے والے مال دار غلام سے متعلق احکام و مسائل

الْخُرْقِيُّ عَنْ ابْنِ مَاجِدَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي
سَهْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ:
سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِمَعْنَاهُ.

☀ فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔ سونے چاندی کی بیچ کرنے والے اور اس کے زیورات بنانے والے (یعنی سنار) نبی ﷺ کے دور میں موجود تھے۔ آپ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی رہے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حرم مکہ کی اذخر (گھاس) کے حلال رکھے جانے کی ایک علت یہی بیان کی تھی کہ یہ ہمارے گھروں میں استعمال ہوتی ہے اور عسراف لوگ بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی طرح سے ثابت ہے کہ سنار کی کمائی امانت و دیانت کی شرط پر ایک حلال کمائی ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ عیب تو خیانت اور جھوٹ میں ہے خواہ کسی میں ہو کہیں بھی ہو۔ (صحیح البخاری، البیوع، باب ما قبل فی الصَّوَاغ)

(المعجم ۴۲) - بَابُ فِي الْعَبْدِ يُبَاعُ
وَلَهُ مَالٌ (التحفة ۴۴)

باب ۴۲: مال دار غلام جو فروخت کیا
جار ہا ہو

۳۴۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں
کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غلام بیچا اور اس
کے پاس مال بھی ہو تو یہ مال اس کے فروخت کرنے
والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔ اور جس نے
تائیر شدہ کھجور بیچی تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہوگا الا یہ کہ
خریدار شرط کر لے۔“

☀ توضیح: کھجوروں پر پھل آنے سے پہلے ان کی خاص انداز سے اصلاح کی جاتی ہے اور مادہ کھجوروں میں نرکا پور
وغیرہ ڈالا جاتا ہے اسے تائیر (پورڈا) یا پیوند کاری کہتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ اگر غیر تائیر شدہ کھجور
بیچی گئی ہو اور اس پر پھل ہو تو وہ خریدار کا ہوگا۔

۳۴۳۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۳۴۳۳- تخریج: أخرجه مسلم، البیوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ۱۵۴۳ من حدیث سفیان بن عیینہ بہ،
وهو فی مسند أحمد: ۹/۲، ورواه البخاری، ح: ۲۳۷۹ من حدیث الزهري به.

۳۴۳۴- تخریج: أخرجه البخاری، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة۔ منڈی میں مال لانے والوں سے راستے ہی میں سودا کر لینے کا بیان

عن نافع، عن ابن عمر، عن عمر عن رسول الله ﷺ بقصة العبد، وعن نافع، عن ابن عمر عن النبي ﷺ بقصة النخل.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاخْتَلَفَ الزُّهْرِيُّ وَنَافِعٌ فِي أَرْبَعَةِ أَحَادِيثَ هَذَا أَحَدُهَا.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زہری اور نافع نے چار احادیث میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

۳۴۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَأَلَمَالٌ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۳۴۳۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غلام فروخت کیا اور اس کے پاس مال ہو تو اس کا مال فروخت کرنے والے کا ہوگا سوائے اس کے کہ خریدار شرط کر لے۔

فائدہ: یعنی بیچے ہوئے اصل بکنے والی چیز کے ساتھ کچھ اور وابستہ ہے تو وہ از خود خریدار کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ ایسے زوائد پہلے مالک کے ہیں۔ ہاں اگر بیع کے دوران میں یہ طے ہو جائے کہ اصل چیز مع زوائد بیچی جا رہی ہے تو پھر یہ خریدار کی ہوگی۔

(المعجم ۴۳) - بَابُ: فِي التَّلَقِّي (التحفة ۴۵)

باب: ۴۳- منڈی میں مال لانے والوں سے راستے ہی میں سودا کر لینا

۳۴۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا

۳۴۳۶- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ سامان لانے والوں سے راستے میں ملوحتی کہ اسے منڈی میں اتار لیا جائے۔“

ح ۲۳۷۹، ومسلم، انظر الحديث السابق، من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۱۷/۲.

۳۴۳۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۱ من حديث سفیان بن عیینة به، وانظر، ح: ۳۴۳۳ فهو شاهد له.

۳۴۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه... الخ، ح: ۲۱۳۹ وح: ۲۱۶۵، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه... الخ، ح: ۱۴۱۲ بعد، ح: ۱۵۱۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۸۳/۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھانے سے متعلق احکام و مسائل

... کتاب الإجارة

تَلَقَّوْا السَّلْعَ حَتَّى يَهْبَطَ بِهَا الْأَسْوَاقُ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① جب دھوکھ آپس میں کوئی سودا طے کر رہے ہوں تو کسی تیسرے کو اجازت نہیں کہ ان کے سودے میں دخل دے کر اسے خراب کر دے یا خود خرید لے۔ ② دوسرے مسئلے کی وضاحت درج ذیل حدیث میں آئی ہے۔

۳۴۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ منڈی میں سامان لانے والوں سے راستے ہی میں ملاقات کی جائے۔ (یعنی سامان خرید لیا جائے) اگر کوئی خریدار اس سے ملا ہو اور سامان خرید ہو تو مال والے کو بازار میں آنے کے بعد اختیار ہے۔

۳۴۳۷- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرِو الرَّقِّيَّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ تَلَقِّي الْجَلْبِ، فَإِنْ تَلَقَّاهُ مَتَلَقٌ مُشْتَرٍ فَاشْتَرَاهُ فَصَاحِبُ السَّلْعَةِ بِالْخِيَارِ إِذَا وَرَدَتِ السُّوقُ.

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے یعنی یوں کہے کہ میرے پاس اس سے دس گنا بہتر ہے۔ (ایسا کہنا جائز نہیں۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُفْيَانُ: لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ أَنْ يَقُولَ إِنْ عِنْدِي خَيْرٌ مِنْهُ بِعَشْرَةٍ.

🌞 فائدہ: راستے میں مال لانے والے سے مل کر سودا کرنے کا عموماً مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ بازار سے کم قیمت پر خرید لیا جائے اور بازار کا بھاد مالک کے علم ہی میں نہ آئے۔ یہ طریقہ تجارت کے آزادانہ طور پر جاری رہنے میں رکاوٹ ہے۔ مارکیٹ کے عوامل میں اس طرح کی مداخلت ممنوع ہے۔ دوسرے مسلمان بھائی کی بے خبری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہے جو مذموم ہے۔ اس لیے ممانعت کے ساتھ ہی یہ طے کر دیا گیا کہ اگر راستے میں سودا طے ہو اور اس کے بعد بیچنے والے کو پتہ چل گیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے تو اسے بیچ واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ (التحفة ۴۶) باب: ۴۴- دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھا چڑھا کر لگانا

۳۴۳۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۴۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

۳۴۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في كراهية تلقي البيوع، ح: ۱۲۲۱ من حديث عبيد الله بن عمرو به، وقال: "حسن غريب"، ورواه مسلم، ح: ۱۵۱۹ من حديث محمد بن سيرين به. ۳۴۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، البيهقي، باب: لا يبيع على بيع أخيه... الخ، ح: ۲۱۴۰، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ۱۴۱۳ من حديث سفیان بن عیینة به.

... کتاب الإجارة

شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے کی ممانعت کا بیان

السرّح: حَدَّثَنَا سَفِيَانُ عَنْ الزَّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَتَّاجِسُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سودے پر دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر قیمت نہ لگاؤ۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [نحش] کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص بظاہر خریدار بن کر معاملہ کرنے والوں کے درمیان قیمت زیادہ دینے کی پیش کش کر دے حالانکہ وہ حقیقی خریدار نہ ہو۔ اور حقیقی خریدار اس دھوکے میں آ کر کہ لوگ زیادہ دے رہے ہیں، زیادہ قیمت کے عوض خریدنے پر آمادہ ہو جائے۔ بعض اوقات اس قسم کے لوگ خود کو دکانداروں کی طرف سے بازار میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ یہ عمل اسلامی امانت و دیانت کے خلاف ہے، منڈی کے عوامل کی آزادی میں رکاوٹ ہے اور دھوکا ہے اس لیے حرام ہے۔ ② البتہ نیلام عام (بیع من یزید) میں حقیقی خریدار ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی دیں تو یہ جائز ہے۔

(المعجم ۴۵) - بَابُ: فِي النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ (التحفة ۴۷)

باب: ۳۵- شہری کو دیہاتی کا مال بیچنا منع ہے

۳۴۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، فَقُلْتُ: مَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

۳۴۳۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کا کام کرے۔ (طاووس کہتے ہیں:) میں نے وضاحت چاہی کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟ تو کہا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے دلال نہ بنے۔

۳۴۴۰- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَانَ أَبَا هَمَّامٍ حَدَّثَهُمْ: قَالَ زُهَيْرٌ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ يُونُسَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ

۳۴۴۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت نہ کرے اگرچہ وہ اس کا بھائی یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔“

۳۴۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: هل يبيع حاضر لباد بغير أجر؟ ... الخ، ح: ۲۱۵۸، ومسلم، البيوع، باب: تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ۱۵۲۱ من حديث معمر به.

۳۴۴۰- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، البيوع، باب: بيع الحاضر للبادي، ح: ۴۴۹۷ من حديث يونس بن عبيد به، ورواه البخاري، ح: ۲۱۶۱، ومسلم، ح: ۱۵۲۳ من حديث أنس به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے کی ممانعت کا بیان

... کتاب الإجارة

حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ» .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ غُمَرَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ، وَهِيَ كَلِمَةُ جَامِعَةٍ لَا يَبِيعُ لَهُ شَيْئًا وَلَا يَبْتَاعُ لَهُ شَيْئًا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفص بن عمر سے سنا انہوں نے کہا: ہمیں ابو ہلال نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے محمد (ابن سیرین) حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے بیان کرتے تھے کہ [لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ] کا کلمہ جامع معنی رکھتا ہے۔ یعنی شہری، دیہاتی کے لیے کوئی چیز بیچنے نہ کوئی چیز خریدے۔



فائدہ: اس باب میں مذکور احادیث سے دلالی کے مسئلے پر روشنی پڑتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے اس کی لائی ہوئی اشیاء فروخت نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا مطلب ہے شہری دیہاتی کا دلال نہ بنے۔ باب کی آخری حدیث میں اس کی حکمت یہ بتائی گئی کہ لوگوں کی خرید و فروخت کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے۔ یہ مارکیٹ کی قوتوں کو آزاد رکھنے کی تلقین ہے۔ آپ ﷺ نے اسی وجہ سے قیمتیں مقرر کر دینے کو روانہ سمجھا بلکہ قیمتوں کو رسد اور طلب کے فطری توازن کا نتیجہ قرار دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ دیہات سے ضرورت کی اشیاء شہر میں لاتے ہیں ان کو لالچ دے کر اپنی کوششوں سے قیمتوں میں اضافہ کروانا اور پھر اس میں حصہ دار بننا بنیادی طور پر آزاد مارکیٹ میں ناپسندیدہ مداخلت ہے، اس سے اشیاء ضرورت ناروا طور پر مہنگی ہوتی ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔ دوسری طرف ابو داود ہی کی کتاب النبیوع کی پہلی حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بازار جا کر دالوں کو سمسار کی بجائے جو ایک عجیب لفظ ہے زیادہ قابل احترام نام تاجر سے پکارا جس پر یہ حضرات بہت خوش ہوئے۔ آپ نے ان کو تلقین فرمائی کہ بیع و شراء کے معاملے میں انسان سے کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں اس لیے تم لوگوں کو صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دلالی بطور ایک باقاعدہ ادارے کے موجود تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو ختم نہ فرمایا۔ شہروں میں بڑے پیمانے پر اشیاء صرف دور دراز سے آتی ہیں۔ جب مال کے ساتھ تاجر خود موجود نہ ہو یا مال اتنا ہو کہ سارا وہ خود نہ بیچ سکتا ہو یا مقامی زبانوں، تجارتی اصطلاحوں، طور طریقوں اور مقامی تجارتی پارٹیوں کے قابل اعتبار ہونے نہ ہونے کے بارے میں ناواقفیت کے سبب مال لانے والوں کو شدید مشکلات درپیش ہوں تو ان کے لیے مقامی دلال یا ایجنٹ کی خدمات ضروری ہیں ورنہ وہ اپنا مال منڈی میں نہ بھیجیں گے۔ اسی لیے اس کا روبرو کو ختم نہیں کیا جاسکتا نہ رسول اللہ ﷺ نے دالوں کو کاروبار ختم کرنے کا حکم ہی دیا ہے۔ بظاہر دونوں باتیں ایک دوسرے سے متضاد نظر آتی ہیں۔ لیکن دونوں کو اپنے اپنے مقام پر رکھ کر دیکھا جائے تو حقیقتاً کوئی تضاد نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے سمسار کے کاروبار کو بند کرنے کا حکم دینے کی بجائے اس کا روبرو کے ایک حصے کے بارے میں فرمایا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے کی ممانعت کا بیان

.. کتاب الإجارة

کوئی شہری دیہاتی کی طرف سے نہ بیچے، یعنی دوسرے علاقوں کے شہری تاجر دلالوں کی خدمات سے مستفید ہو سکتے ہیں، البتہ شہر کے ارد گرد کے لوگ جو اپنی اپنی زرعی پیداوار شہر میں بیچنے کے لیے لے کر آتے ہیں ان کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے تاکہ ان اشیاء کی خرید و فروخت فطری طریقے پر جاری رہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے۔ ہمارے فقہانے آپ کے اس فرمان: ”اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے“ کا محض یہ مطلب لیا ہے کہ دیہات سے اشیاء لانے والے افراد منڈی میں سستی بیچ جایا کریں گے تو اس میں شہر والوں کی اجتماعی بھلائی ہوگی۔ آج کل جو کچھ سامنے آتا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔ بلدیاتی اداروں نے دیہات سے تھوڑی مقدار میں اشیاء لانے والوں کو قانوناً مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی اشیاء دلالوں کے ذریعے سے فروخت کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک طرف تو عام گاہک کے لیے چیزیں مہنگی ہو گئیں۔ دوسری طرف دیہاتیوں کو ان کی پیداوار کی قیمت ملتی ہے۔ سارا منافع درمیان کے لوگ لے جاتے ہیں۔ روزمرہ کی اشیاء جن کی دیہات سے رسد جاری رہتی ہے اگر دلالوں کی مداخلت سے الگ کر دی جائیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو دونوں فریقوں کو بے حد فائدہ پہنچے گا۔ یہی آپ ﷺ کے فرمان: ”مداخلت نہ کرو اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے“ کا حقیقی مفہوم ہے۔

۳۴۴۱- جناب سالم مکی سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ان سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی ایک دودھ والی اونٹنی لایا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرا (اور چاہا کہ طلحہ اسے فروخت کر دیں) تو طلحہ نے کہا: بے شک نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے فروخت کرے۔ لیکن تم خود بازار جاؤ اور دیکھو کہ کون تم سے خریدنا چاہتا ہے۔ پھر مجھ سے مشورہ کر لینا حتیٰ کہ میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم نے اس سے سودا کرنا ہے یا نہیں۔

۳۴۴۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَالِمِ الْمَكِّيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا حَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ بِحُلُوبَةٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَزَلَّ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَكِنْ أَذْهَبَ إِلَى السُّوقِ فَيَنْظُرُ مَنْ يَبَايِعُكَ فَشَاوِرْنِي حَتَّى أَمُرَّكَ وَأَنْهَاكَ.

فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ تاہم اس میں شبہ نہیں کہ خیر القرون میں مسلمان اتباع رسول ﷺ اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی میں بہت ہی اونچے درجے پر تھے۔ اس واقعے میں نبی ﷺ کے فرمان کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کا بھی پورا اہتمام ہے۔

۳۴۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى الموصلي في مسنده، ح: ۶۴۳ من حديث حماد بن سلمة به * ابن إسحاق عن، وللحديث علة عند البزار في البحر الزخار: ۱۶۹/۳، ۱۷۰.

... کتاب الإجارة

دودھ روکے ہوئے جانور کی خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَذَرَوْا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

۳۴۴۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت نہ کرے۔ لوگوں کو چھوڑ دو اللہ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے۔“

(المعجم ۴۶) - باب مَنِ اشْتَرَى مُصْرَاةً فَكَرِهَهَا (التحفة ۴۸)

۳۴۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْعَنَمَ، فَمَنْ ابْتَاَعَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمَرٍ».

باب: ۴۶- اگر کسی نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا ہوا اور پھر وہ اسے پسند نہ آئے تو.....؟

۳۴۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(منڈی میں بچنے سے پہلے) خریداری کے لیے قافلوں سے مت ملو۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اونٹنی یا بکری کا دودھ مت روکو۔ جس نے اس قسم کا جانور خرید لیا ہو تو دودھ دہ لینے کے بعد اسے دو باتوں کا اختیار ہے اگر وہ پسند ہو تو رکھ لے اور اگر پسند نہ آئے تو اسے لوٹا دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔“

☀️ فائدہ: مذکورہ باب میں بنیادی طور پر یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لیے دودھ دینے والے جانور کا دودھ روکنا تا کہ گاہک اسے زیادہ دودھ دینے والا جانور سمجھ کر زیادہ قیمت دے حرام ہے۔ خریدار کو تین دن تک آزمانے کی اجازت ہے اگر وہ ایسا جانور نہ رکھنا چاہے تو واپس کر کے اپنی قیمت لے سکتا ہے۔ البتہ وہ دودھ جو جانور کے تھنوں میں خریداری کے وقت سے پہلے کا تھا اور بیچ مکمل ہونے کی صورت میں بیچنے والے کی طرف سے اپنی مرضی کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تھا اس کی حق وہی بھی ضروری ہے۔ اپنی پوری قیمت کی واپسی کے بعد خریدار کا اس پر حق باقی نہیں رہا۔ انصاف کے اعلیٰ معیار کے مطابق خریدار کو اس کے بدلے میں ایک صاع (تقریباً دو ہائی کلو) کھجور ادا کرنی چاہیے۔

۳۴۴۲- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ۱۵۲۲ من حديث زهير بن معاوية به.

۳۴۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل بالإبل والبقر... الخ، ح: ۲۱۵۰، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه... الخ، ح: ۱۱/۱۵۱۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۲/ ۶۸۳، ۶۸۴.

دودھ روکے ہوئے جانور کی خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل

عرب میں کھجور مقامی طور پر پیدا ہوتی تھی اور سستی تھی، گندم خصوصاً عمدہ قسم کی باہر سے لائی جاتی تھی اس لیے مہنگی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے عام غذائی جنس دینے کا حکم دیا کہ سراء یعنی بڑھیا گندم دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ واپس کرنے والے سے زیادہ بہتر غذا کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا فتوہ بھی یہی ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ (فتح الباری، کتاب البیوع، باب النہی للبائع ان لا یحفل.....) صرف احناف میں سے بعض کی رائے اس کے مخالف ہے جبکہ امام زفر رحمہ اللہ ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی جمہور ہی کے ساتھ ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف ہر صورت کھجور کا صاع دینے کی پابندی سے اختلاف رکھتے ہوئے اس کی قیمت ادا کرنے کو بھی روا سمجھتے ہیں۔ (فتح الباری، کتاب البیوع، باب النہی للبائع ان لا یحفل.....) اب اسلام بہت دور تک پھیل چکا ہے۔ انڈونیشیا، تائیچیر یا جیسے ممالک میں کھجور دستیاب ہی نہیں، اس لیے اس علاقے کی باسانی و دستیاب غذائی جنس کھجور کے قائم مقام ہوگی۔ اور جس طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا نقطہ نظر ہے، ایسی جنس کی قیمت ادا کر دینا بھی درست ہوگا۔ واللہ اعلم



۳۴۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار ہے اگر وہ چاہے تو واپس کر دے اور ایک صاع طعام بھی ساتھ لوٹائے، لیکن سراء (عمدہ گندم) نہ ہو۔“

۳۴۴۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَهْشَامٍ وَحَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اشْتَرَى شَاءَ مَصْرَاءَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ».

۳۴۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا پھر اسے دوہا تو اگر پسند ہو تو رکھ لے ورنہ (واپس کر دے اور) اس کے دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور (مالک کو دینا) ہے۔“

۳۴۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ : أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ : حَدَّثَنِي زَيْدٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ اشْتَرَى

۳۴۴۴- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب حكم بيع المصرة، ح: ۱۵۲۴ من حديث أبيوب السخيتاني عن محمد بن سيرين به.

۳۴۴۵- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إن شاء رد المصرة وفي حلبتها صاع من تمر، ح: ۲۱۵۱ من حديث مكِّي بن إبراهيم به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کا بیان

... کتاب الإجارة

عَنْمَا مُصْرَاءَ اخْتَلَبَهَا، فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا
وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلَّتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ.

☀️ فائدہ: فرامین رسول ﷺ بلا چون و چرا واجب التعمیل ہیں۔ انہیں اپنی رائے اور ظن و تخمین سے روکنا کسی مسلمان کے لائق نہیں۔

۳۴۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسا جانور خریدا
جس کا دودھ روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار
ہے۔ اگر اسے واپس کرے تو اس کے دودھ کے بقدر یا
اس سے دوگنی گندم بھی واپس کرے۔“

۳۴۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرِ التَّيْمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«مَنْ ابْتَاعَ مُحَفَلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ
رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا مِثْلَ أَوْ مِثْلَي لَبْنِهَا قَمْحًا».

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے صحیح مسلم وہی ہے جو اس سے پہلی حدیث میں بیان ہوا۔

باب: ۴۷- ذخیرہ اندوزی منع ہے

(المعجم ۴۷) - بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ
الْحُكْرَةِ (التحفة ۴۹)

۳۴۴۷- حضرت معمر بن ابی معمر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے اور یہ بنو عدی بن کعب کے فرد ہیں یہ کہتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی نافرمان اور گناہ گار
آدمی ہی ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے۔“ (محمد بن عمرو نے)
کہا: میں نے جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ
آپ بھی تو ذخیرہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت
معمر رضی اللہ عنہ بھی ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

۳۴۴۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: حَدَّثَنَا
خَالِدٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،
عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ أَحَدِ بَنِي عَدِيٍّ بْنِ
كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا
يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِيءٌ»، فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ: فَإِنَّكَ
تَحْتَكِرُ، قَالَ: وَمَعْمَرٌ كَانَ يَحْتَكِرُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ: مَا

۳۴۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب بيع المصرة، ح: ۲۲۴۰ من حديث
عبد الواحد بن سعيد وجميع ضعيفان، ضعفهما الجمهور.

۳۴۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم الاحتكار في الأقوات، ح: ۱۶۰۵ من حديث خالد بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کا بیان

سے پوچھا کہ حُکْرَہ (ذخیرہ اندوزی) کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ چیزیں جن پر لوگوں کی گزران ہو (ان کا ذخیرہ کرنا منع ہے۔)

الْحُكْرَةُ؟ قَالَ: مَا فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: إِمَامُ أَبُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَى: أَوْزَاعِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَقَوْلِهِ: "ذَخِيرَةُ الْبُزْجِ مَا يَكُونُ فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ" (بازار پر نظر رکھے اور اہم چیزیں خرید کر روک لے۔)

فائدہ: ایسی تمام چیزیں جن پر انسانوں یا ان کے جانوروں کی گزران ہو اور وہ کسی کے پاس فروخت کے لیے رکھی ہوں اور بازار میں ان کی قلت ہو جائے پھر انہیں اس غرض سے روک رکھے کہ مزید مہنگی ہوں گی تو فروخت کروں گا "ذخیرہ اندوزی" ہے جس کی حرمت آئی ہے۔ اگر بازار میں وہ چیز حسب طلب موجود ہو یا کسی نے اپنی ضرورت کے لیے رکھی ہو تو اسے روکنا ممنوع ذخیرہ اندوزی نہیں ہے۔ قلت اور قحط کے ایام میں روکنا حرام ہے۔ جناب سعید بن مسیب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اور حضرت معمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا عمل بھی اس دوسری صورت کے مطابق تھا۔ بعض ائمہ کرام بنیادی غذاؤں کے علاوہ پھلوں اور دوسری چیزوں کو روک رکھنا مباح سمجھتے ہیں۔

۳۴۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَبَاضٍ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْقَبَاضِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: لَيْسَ فِي التَّمْرِ حُكْرَةٌ.

ابن ثنی نے حسن بصری سے بھی یہی بات بیان کی تو ہم نے اس سے کہا: حسن کے متعلق یہ نہ کہیں۔ (یعنی اس بات کی نسبت ان کی طرف نہ کریں۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَنَا بِأُطْلٍ. إِمَامُ أَبُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَقَوْلِهِ: "ذَخِيرَةُ الْبُزْجِ مَا يَكُونُ فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ" (بازار پر نظر رکھے اور اہم چیزیں خرید کر روک لے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَحْتَكِرُ النَّوَى وَالْحَبْطَ وَالْبِزْرَ. إِمَامُ أَبُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَزِيدُ فَرَمَاتِي هِيَ: كَقَوْلِهِ: "ذَخِيرَةُ الْبُزْجِ مَا يَكُونُ فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ" (بازار پر نظر رکھے اور اہم چیزیں خرید کر روک لے۔)

۳۴۴۸- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * يحيى بن قباض لين الحديث (تقریب).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

کرنی کو خراب کرنے اور توڑنے سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے احمد بن یونس رحمہ اللہ سے سنا انہوں نے کہا: میں نے جناب سفیان سے برسم حجازی (جانوروں کے چارے) کو دبانے (روکنے) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لوگ (صحابہ کرام) ذخیرہ اندوزی کو مکروہ سمجھتے تھے۔ میں نے ابو بکر بن عیاش سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ذخیرہ کر سکتے ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ يُونُسَ قَالَ: سَأَلْتُ سُفْيَانَ عَنْ كَبْسِ الْقَتِّ قَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ الْحُكْرَةَ، وَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ ابْنَ الْعِيَّاشِ فَقَالَ: أَحْسَنُهُ.

فائدہ: ان تمام آثار کے ذکر سے امام ابو داود رحمہ اللہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ انہی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے جن کا تعلق انسانوں یا جانوروں کی بنیادی غذا سے ہے۔

باب: ۴۸ - در اہم کو توڑنا منع ہے

(المعجم ۴۸) - بَابُ: فِي كَسْرِ الدَّرَاهِمِ (التحفة ۵۰)

۳۴۴۹ - جناب علقمہ بن عبد اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں رائج الوقت سکے کو توڑنے سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ کوئی خاص ضرورت ہو۔

۳۴۴۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ فَضَاءٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُكَسَّرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ.

فائدہ: یہ روایت سندا ضعیف ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے مہر شدہ سکوں کو عام دھات میں ڈھال لینا جائز نہیں یا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ سکوں کو تعامل (کرنی) کے علاوہ اور انداز سے بھی استعمال کرتے ہیں تو یہ سب درست نہیں۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو لین دین میں پریشانی ہوتی ہے۔ کرنی نوٹوں کو خراب کرنا بھی از حد معیوب بات ہے۔

باب: ۴۹ - نرخ مقرر کرنا

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي التَّسْعِيرِ (التحفة ۵۱)

۳۴۴۹ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن كسر الدراهم والدنانير، ح: ۲۲۶۳ من حديث المعتمر به، وهو في مسند أحمد: ۴۱۹/۳ * محمد بن فضاء ضعيف، وأبوہ مجهول.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

نرخ مقرر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ میں دعا کروں گا (کہ اللہ تعالیٰ ارزانی فرمادے۔)“ پھر ایک اور آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ اللہ ہی گھٹاتا اور بڑھاتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ کسی کو مجھ پر ظلم کا دعو نہ ہوگا۔“

۳۴۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُسْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ بِلَالٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! سَعَّرَ، فَقَالَ: «بَلْ أَدْعُو»، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! سَعَّرَ، فَقَالَ: «بَلِ اللَّهُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ عِنْدِي مَظْلَمَةٌ».

۳۴۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! نرخ بہت بڑھ گئے ہیں لہذا آپ نرخ مقرر فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عز و جل ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے وہی تنگی کرنے والا وسعت دینے والا روزی رساں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ تم میں سے کوئی بھی مجھ پر کسی خون یا مال کے معاملے میں کوئی مطالبہ نہ رکھتا ہوگا۔“

۳۴۵۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! غَلَا السَّعْرُ فَسَعَّرَ لَنَا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ».

🌞 فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے قیمتوں کو مارکیٹ فورسز، خصوصاً رسد و طلب کے فطری توازن کے مطابق رکھنے پر زور دیا اور مہنگائی کے باوجود قیمتیں مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کا یہ فرمان کہ اللہ ہی (چیزوں کی رسد) گھٹانے بڑھانے والا ہے۔ موجودہ اکنامکس کے تصورات سے صدیوں پہلے علم کی بات ہے۔ آپ نے اس کے ذریعے سے معیشت کا ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے اور منڈی کے عوامل کے آزاد رہنے کو انصاف اور عدل قرار دیا۔ قیمتوں کے تقرر سے کسی نہ کسی کا حق ضرور مارا جاتا ہے، اس لیے اس سے اجتناب کا حکم دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا

۳۴۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۲۷ من حديث سليمان بن بلال به .

۳۴۵۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في التسعير، ح: ۱۳۱۴، وابن ماجه، ح: ۲۲۰۰ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

دھوکا دینے اور ملاوٹ کرنے کی حرمت کا بیان

ہے کہ مہنگائی کا علاج یہ ہے کہ اشیاء کی رسد میں برکت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کا مفہوم یہی ہے کہ وہ چیزوں کی پیداوار میں برکت عطا کرے اور ضرورت پوری کرنے کا متبادل انتظام کر دے۔ حکومت کو یہی کرنا چاہیے کہ وہ مہنگائی توڑنے کے لیے رسد میں اضافے کی کوشش کرے اور متبادل طریقے تلاش کرے۔ یہ مہنگائی کا کامیاب علاج ہے جبکہ قیمتیں مقرر کرنے کے باوجود منڈی میں ان پر عمل نہیں ہوتا اور چیزوں کی چور بازاری شروع ہو جاتی ہے جن سے لوگوں کی اذیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

باب: ۵۰- دھوکا دینا اور ملاوٹ کرنا
حرام ہے

(المعجم ۵۰) - بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنِ
الْغَشِّ (التحفة ۵۲)

۳۳۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ بچ رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیسے بچ رہے ہو؟ اس نے بتا دیا۔ پھر آپ پر وحی کی گئی کہ اپنا ہاتھ اس غلے میں ڈالے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا تو اسے گھلا پایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دھوکا دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔“

۳۴۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ: كَيْفَ تَبِيعُ، فَأَخْبَرَهُ، فَأَوْحَى إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ».

۳۳۵۳- بکھی بیان کرتے ہیں کہ جناب سفیان رضی اللہ عنہ ناپسند کرتے تھے کہ [لَيْسَ مِنَّا] کی تفسیر [لَيْسَ مِثْلُنَا] سے کی جائے۔

۳۴۵۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: كَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ هَذَا التَّفْسِيرَ لَيْسَ مِنَّا: لَيْسَ مِثْلُنَا.

☀️ فائدہ: [لَيْسَ مِنَّا] کا معنی ہے ”ہم میں سے نہیں۔“ اور [لَيْسَ مِثْلُنَا] کے معنی ہیں ”ہماری مثل اور ہمارے جیسا نہیں۔“ اور امام سفیان رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ غلط کام سے ڈرانے اور روکنے کے لیے شدت اور سختی ہی مفید ہوتی ہے اس لیے آپ ﷺ کے الفاظ کی نرم نرم تعبیر ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ان الفاظ کو ایسے ہی بیان کرنا چاہیے جیسے کہے گئے ہیں۔

۳۴۵۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن الغش، ح: ۲۲۲۴ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في مسند أحمد: ۲/ ۲۴۲، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۸/ ۹، ووافقه الذهبي، وأصله عند مسلم، ح: ۱۰۲.

۳۴۵۳- تخریج: [إسناده صحيح] انفراد به أبو داود.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

بیع میں فریقین کے اختیار سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۵۱) - بَابُ: فِي خِيَارِ

باب: ۵۱- بیع میں لینے دینے والوں کے لیے

الْمُتَبَايِعِينَ (التحفة ۵۳)

اختیار کا بیان

۳۴۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۳۴۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خریدنے اور بیچنے والوں میں دونوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے (کہ وہ اپنے سودے کو منسوخ کر دیں) جب تک کہ جدا نہ ہو جائیں۔ سوائے اس کے کہ سودا ہی اختیار کا ہو۔ (یعنی جدا ہونے کے بعد کی جتنی زیادہ یا کم مدت وہ آپس میں طے کر لیں، اختیار قائم رہے گا۔)

☀ فائدہ: اسے اصطلاحاً ”خیار مجلس“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا تعلق بیع کی جگہ سے علیحدہ علیحدہ ہو جانے سے ہے نہ کہ بیع کا موضوع بدلنے سے۔ البتہ اگر کم یا زیادہ کسی متعین مدت تک کے لیے اختیار کا فیصلہ کر لیا گیا ہو تو الگ بات ہے۔ ایسی صورت میں متعین مدت ہی معتبر ہوگی۔

۳۴۵۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس

۳۴۵۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ فرمایا: ”یا کوئی دوسرے کو یوں کہہ دے کہ (ابھی) پسند کرلو۔“

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ».

☀ فائدہ: سودا کرتے ہوئے دکاندار یا خریداریوں کہہ دے کہ ابھی دیکھ لو پسند کرلو۔ اور دوسرے نے اسے پسند کر لیا تو سودا ہو جائے گا اور منسوخ کرنے کا حق نہ رہے گا، خواہ ان کی مجلس کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو جائے۔

۳۴۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے

۳۴۵۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۳۴۵۴- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ۲۱۱۱، ومسلم، البيوع، باب: ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ۱۵۳۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۷۱/۲.

۳۴۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا لم يوقت الخيار، هل يجوز البيع؟ ح: ۲۱۰۹، ومسلم، البيوع، باب: ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ۱۵۳۱ من حديث حماد بن زيد عن أيوب السخيتاني به * حماد هذا هو ابن سلمة.

۳۴۵۶- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب: ما جاء البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ۱۲۴۷، ۴۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

بیع میں فریقین کے اختیار سے متعلق احکام و مسائل

روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو بیع کرنے والوں کا جدا ہونے سے پہلے تک اختیار باقی رہتا ہے الا یہ کہ سودے میں اختیار طے کر لیا گیا ہو اور کسی کے لیے بھی حلال نہیں کہ سودا واپس کر لیے جانے کے اندیشے کی وجہ سے ارادتا اپنے ساتھی کو چھوڑ کر چلا جائے۔“

اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمُتَبَايَعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفْقَةُ خِيَارٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةً أَنْ يَسْتَقِيلَهُ».

۳۴۵۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ أَبِي الْوَضِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا غَزْوَةً لَنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَبَاعَ صَاحِبُ لَنَا فَرَسًا بِغُلَامٍ، ثُمَّ أَقَامَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا مِنَ الْعَدِ حَضَرَ الرَّجُلُ قَامَ إِلَى فَرَسِهِ يُسْرِجُهُ فَنَدِمَ فَاتَى الرَّجُلَ وَأَخَذَهُ بِالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَبُو بَرْزَةَ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ فَاتَيَا أَبَا بَرْزَةَ فِي نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ فَقَالَ لَهُ هَذِهِ الْقِصَّةُ، فَقَالَ: أَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا».

۳۴۵۷- جناب ابو الوضی سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوے میں گئے تو ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ ہمارے ایک ساتھی نے دوسرے کو غلام کے بدلے میں اپنا گھوڑا بیچا، پھر وہ دونوں باقی دن اور رات اکٹھے ہی رہے۔ جب اگلا دن ہوا اور کوچ کا وقت آ گیا تو گھوڑے کا خریدار اپنے گھوڑے کی طرف اٹھا اور زین رکھ کر اسے تیار کرنے لگا تو بیچنے والے کو اپنے سودے پر ندامت ہوئی اور اس کے پاس آیا اور سودا منسوخ کرنے کی بات کرنے لگا، لیکن گھوڑا لینے والے نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان (حکم) حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں لشکر کی ایک طرف حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: کیا تم راضی ہو کہ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کر دوں جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”دو سودا کرنے والے جب تک



۴۴۸۸ کلاهما عن قتیبہ، وقال الترمذی: "حسن"، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۲۰ * ابن عجلان تابعه بکیر بن عبد اللہ بن الأشج عند الدارقطني: ۵۰/۳، وذكر السماع المسلسل.

۳۴۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ۲۱۸۲ من حديث حماد بن زيد، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۱۹.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیع میں فریقین کے اختیار سے متعلق احکام و مسائل
 علیحدہ علیحدہ نہ ہو جائیں (سودا منسوخ کرنے کا) انہیں
 اختیار رہتا ہے۔“

قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَ جَمِيلٌ أَنَّهُ قَالَ: مَا أَرَاكُمْ أَفْتَرَقْتُمَا.
 ہشام بن حسان نے کہا کہ جمیل (بن مرہ) نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تم جدا جدا ہوئے ہو۔

🌞 فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں معاملہ کرنے والوں کی دن رات کی طویل مجلس کو ایک ہی مجلس قرار دیا اور بیع فتح کرادی۔ حالانکہ اس دوران میں ان دونوں نے سودے کے بعد بے شمار دوسرے لوازمات پر بات چیت کی ہوگی۔ لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دونوں کے ایک جگہ رہنے ہی کو ایک مجلس قرار دیا۔

۳۴۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرَجَرَانِيُّ قَالَ: مَرَوَانُ الْفَزَارِيُّ أَخْبَرَنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: كَانَ أَبُو زُرْعَةَ إِذَا بَايَعَ رَجُلًا خَيْرَهُ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: خَيْرَنِي فَيَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَفْتَرِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ».

۳۴۵۸- یحییٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی سے کوئی خرید و فروخت کرتے تو اس کو اختیار دیتے، پھر اسے کہتے کہ مجھے اختیار کر لینے کی مہلت دو۔ اور بیان کرتے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”(بیع کرنے والے) دونوں افراد رضامندی کے بغیر ہرگز جدا نہ ہوں۔“

۳۴۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلِيسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَّا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا

۳۴۵۹- حضرت حکیم بن حزام بن حزام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”بیع و شراء کرنے والے دونوں افراد کو جدا ہونے سے پہلے تک اختیار حاصل رہتا ہے۔ اگر وہ سچ بولیں اور حقیقت کھول کر بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ حقیقت چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔“

۳۴۵۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في خيار المتبايعين، ح: ۱۲۴۸ من حديث يحيى بن أيوب به، وقال: "غريب".

۳۴۵۹- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ح: ۲۰۷۹، ومسلم، البيوع، باب الصدق في البيع والبيان، ح: ۱۵۳۲ من حديث شعبة به.

... کتاب الإجارة

سودا واپس کر لینے کی فضیلت کا بیان

وَكَذَبًا مُّحِجَّتِ الْبَرَكَةُ مِنْ بَيْعِهِمَا .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَحَمَّادٌ، وَأَمَّا هَمَّامٌ فَقَالَ: «حَتَّى يَنْفَرَقَا أَوْ يَخْتَارَا» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ اور حماد نے (قنادہ سے) ایسے ہی روایت کیا ہے۔ لیکن ہمام نے (قنادہ سے) روایت کرتے ہوئے کہا: ”حتیٰ“ کہ دونوں جدا جدا ہو جائیں یا اختیار کرنے کی شرط کر لیں۔ یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

فائدہ: خلاصہ ان روایات کا یہ ہے کہ خریدار اور مالک جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں مالک اور خریدار دونوں کو سودا فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ جدائی سے مراد صرف گفتگو کا اختتام نہیں ہے بلکہ جسمانی طور پر جدائی ہے۔ تاہم اختیار کی مہلت طے ہو جائے تو اور بات ہے پھر اس مہلت تک اختیار باقی رہتا ہے۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ فِي فَضْلِ
الإِقَالَةِ (التحفة ۵۴)

باب: ۵۲- سودا واپس کر لینے کی فضیلت

۳۴۶۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «جَسَ نَ كَسَى مُسْلِمًا كَاسُودَا
صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَ اللَّهُ عَثْرَتَهُ» .
واپس کر لیا، اللہ اس کی لغزشیں واپس کر لے گا۔“ (یعنی معاف فرما دے گا۔)

فائدہ: جب بیع شرعی اصولوں کے تحت ہوئی سودا قطعیت سے طے ہو گیا اور ایک دھوکا ختم ہو گیا تو اس کے بیچنے والا شرعاً واپس کا پابند نہیں لیکن اخلاق اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ دوسرا فریق راضی نہیں تو سودا واپس کر لیا جائے کیونکہ تجارت کی بنیاد ہی باہمی رضامندی پر ہے۔ اس حدیث میں بیان کردہ امر کی فضیلت کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں جس دکان دار کا سودا سچا اور کھرا ہو اور اس نے بیچا بھی مناسب نفع کے ساتھ ہوا اسے سودا واپس کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ صرف وہی دکاندار سودا واپس لینے سے انکار کرتا ہے جس کا سودا کھوتا ہو یا اس نے بہت زیادہ منافع لے کر بیچا ہو اس طرح گویا سودا واپس کر لینے کی فضیلت بیان کرنے میں بالواسطہ اس امر کی ترغیب ہے کہ دکاندار سودا بھی صحیح رکھیں اور بیچیں بھی مناسب نفع کے ساتھ تاکہ کوئی واپس کرنا چاہے تو اسے واپس لینے میں تامل نہ ہو۔

۳۴۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد الله بن أحمد: ۲/ ۲۵۲، ح: ۷۴۲۵ عن يحيى بن معين به، ورواه ابن ماجه: ح: ۲۱۹۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۴۵، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۱۰۴ وغيره .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک سودے میں دوسودے کرنے سے متعلق احکام و مسائل

... کتاب الإجارة

باب: ۵۳- ایک سودے میں دوسودے کرنا

(المعجم ۵۳) - بَابُ: فِيمَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ

فِي بَيْعَةٍ (التحفة ۵۵)

۳۴۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۳۴۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایک سودے میں دو

عن يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو،

سودے کیے تو اس کے لیے ان میں سے یا تو کم قیمت

عن أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

ہے یا سود ہے۔“

عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ

بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْ كُسُهُمَا أَوْ الرِّبَا».

 توضیح: اس کی وضاحت میں فقہائے کرام یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ اس چیز کی نقد قیمت سو روپیہ اور ادھار دو سو روپیہ ہے اور وہ دونوں معاملہ کر لیں لیکن نقد یا ادھار میں سے کوئی سی صورت وضاحت سے متعین نہ کریں تو یہ ایک سودے میں دوسودے ہوں گے۔ اس میں چونکہ ایک قیمت متعین نہیں ہوتی اس لیے بیع فاسد ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں تمہیں یہ چیز سو روپے میں فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تم اپنی فلاں چیز پچاس روپے میں مجھے فروخت کرو۔ یہ بھی ایک سودے میں دوسودے ہیں اور غرض دوسرے کی چیز سستی لینا ہے۔ اس میں سود کا عنصر شامل ہے۔ یہ صورت بھی مذکورہ بالا باب میں بیان کردہ صورت کی طرح سود کا ایک حیلے کے طور پر اختیار کرنا ہے۔ علامہ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سودے میں دوسودوں کی ایک صورت یہ بھی لکھی ہے کہ کسی ایک نے دوسرے کو پانچ سو روپے دیے ہوں کہ ایک مہینے بعد مجھے گندم کی بوری دے دینا۔ مگر وقت آنے پر وہ گندم نہ دے سکے تو دوسرا پہلے سے کہے کہ تم مجھے وہ بوری فروخت کر دو میں ایک مہینے بعد تمہیں دو بوریوں دوں گا۔ یہ تو صریح سود ہے نیز ایک معدوم شے کی بیع بھی ہے جو جائز نہیں۔ خیال رہے کہ پہلی صورت میں اگر دونوں فریق کسی ایک قیمت پر متفق ہو کر علیحدہ ہوں تو کوئی حرج نہیں یہ بیع بالکل صحیح ہوگی۔ علماء و فقہاء کی اکثریت اس کے جواز کی قائل ہے۔ بنا بریں ان فقہاء کے نزدیک نقد و ادھار کی قیمت میں فرق جائز ہے اور اسی طرح قسطوں پر کاروبار بھی جائز ہے۔ تاہم علماء کا ایک گروہ اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک نقد و ادھار کی قیمت کا فرق حدیث کے الفاظ [فَلَهُ أَوْ كُسُهُمَا أَوْ الرِّبَا] کی رو سے ربا کا واضح احتمال اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لیے قسطوں کا کاروبار ربا (سود) کے شاہیے سے پاک نہیں ہے۔ جب ایسا ہے تو اس کاروبار سے بچنا بہر حال بہتر ہے۔ اسی طرح قسطوں پر اشیا کا خریدنا بھی خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۴۶۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳۴۳/۵ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۱۰، والحاكم على شرط مسلم: ۴۵/۲، ووافقه الذهبي، ورواه الترمذي، ح: ۱۲۳۱، والنسائي: ۲۹۵/۷، ح: ۴۶۳۶ بلفظ "نهی عن بيعتين في بيعة"، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

بیع عینہ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنْ

باب: ۵۴- عینہ کی بیع ناجائز ہے

(التحفة ۵۶)

۳۴۶۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب تم عینہ کی بیع کرنے لگو گے، بیلوں کی دھیں پڑو گے، کھیتی باڑی ہی پر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو کسی طرح زائل نہ ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔“

۳۴۶۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي حَيَّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، ح: وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التَّنِيسِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْبُرْلُوسِيُّ: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ إِسْحَاقَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ سُلَيْمَانُ: عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخُرَاسَانِيِّ أَنَّ عَطَاءَ الْخُرَاسَانِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعَيْنَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث جعفر (بن مسافر) کی ہے اور لفظ بھی اسی کے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْإِخْبَارُ لِجَعْفَرٍ وَهَذَا لَفْظُهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① بیع عینہ (عین کی زیر کے ساتھ) کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو ادھار قیمت پر مال حوالے کر دے مگر قیمت وصول کرنے سے پہلے ہی اس سے وہی مال دوبارہ خرید لے اور اپنی قیمت فروخت سے کم میں خرید لے اور پھر زائد قیمت وصول کر لے۔ ② بلاشبہ امت مسلمہ کی ذلت و بکبت انہی اسباب کی وجہ سے ہے خصوصاً حیلوں سے سود کو اپنانا اور ترک جہاد جس طرح کہ فرمان رسول اللہ ﷺ میں ذکر ہوا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ.

باب: ۵۵- بیع سلم یا سلم کا بیان

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِي السَّلَفِ

(التحفة ۵۷)

۳۴۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل ۱۹۹۸/۵ من حديث جعفر بن مسافر به * إصحاق ابن أسيد ضعيف على الراجح، وللحديث شواهد ضعيفة.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☀ بیع سلم یا بیع سلف کی تعریف عموماً یہ کی جاتی ہے کہ قیمت پہلے ادا کر دی جائے اور اس کے بدلے مال جس کا وزن ناپ وغیرہ پوری طرح معلوم ہوں، مقررہ مدت تک مہیا کرنا ہو اور اس کے مہیا کرنے کی ذمہ داری فروخت کرنے والے پر ہو۔ بعض علماء بیع سلم کو سیبہ (ادھار) کی محض ایک قسم قرار دے کر دوسری قسم کے لیے جس میں نقدی کی ادائیگی ادھار ہو بیع مؤجل کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ یہ نسبتاً بعد کے زمانے کی اصطلاح ہے جو عہد نبوت اور قرون اولیٰ میں استعمال نہیں ہوئی۔ اس دور میں سلف یا سلم ہی کی اصطلاح دونوں طرح کی ادھار بیع کے لیے استعمال ہوئی، چاہے یہ مؤخر نقدی ہو یا چیز۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سلسلے میں قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بیع سلم (سلم) جس میں فراہمی کی ذمہ داری لی گئی ہو اور مدت متعین ہو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِذَيْنِ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ (البقرہ: ۲۸۲) ”اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کے ساتھ مقررہ مدت تک ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو۔“ یہ حدیث شیخین کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ (مستدرک حاکم، کتاب التفسیر: ۲/۲۸۶) اس استدلال سے معلوم ہوا کہ آیت مَدَّ اَيْنَهُ قَرْضَ کے لین دین کے بارے میں ہے۔ چاہے قیمت مؤخر اور مال مقدم ہو یا قیمت مقدم اور مال مؤخر ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ”باب الکفیل فی السلم“ کے تحت ایک ہی حدیث ذکر فرمائی ہے جو یہ ہے: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے طعام (کھانے کی جنس) ادھار خرید فرمائی اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔“ (صحیح البخاری، السلم، حدیث: ۲۲۵۱) اس سے بھی یہی پتہ چلا کہ چاہے قیمت مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہی ہے۔ حقیقت میں جب تجارتی لین دین میں سونے چاندی درہم و دینار کا کسی بھی دوسری چیز سے تبادلہ کیا جاتا ہے تو دونوں فریق اپنا اپنا مال دوسرے مال کے عوض بیچ رہے ہوتے ہیں دونوں اشیاء ایک دوسرے کی قیمت ہیں۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریقوں کو ”البیعان“ کہا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: ﴿لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ، وَالدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ﴾ [”ایک دینار دو دینار کے بدلے اور ایک درہم دو درہموں کے بدلے فروخت نہ کرو۔“ (صحیح مسلم، المساقاة، باب الربا، حدیث: ۱۵۸۵)] یعنی درہم و دینار قیمت بھی ہیں اور جنس تجارت بھی۔

قرآن مجید نے مذکورہ بالا آیت میں جس طرح ادھار یا سیبہ پر مبنی تمام معاملات کے لیے ”وین“ کی اصطلاح استعمال کی ہے اسی طرح نقد لین دین کو ”تجارة حاضرة“ کہا ہے۔ دونوں صورتوں کی بیع کے احکامات الگ الگ ہیں۔ سلم / سلف جس میں ایک طرف نقد ہو اور دوسری طرف ادھار تو اس کے لیے شرط ہے کہ جس چیز کی بھی ادائیگی متعینہ مدت تک مؤخر کی گئی ہے اس کا وزن ناپ وغیرہ متعین طور پر معلوم ہوں۔

ادھار بیع کے بالمقابل ”تجارة حاضرة“ ہے۔ اس پر وہ احکام نافذ نہیں جو ادھار بیع کے لیے ہیں۔ اس کے الگ

احکامات ہیں۔ ان میں سے اہم ترین یہ ہے کہ ”تجارۃ حاضرہ“ کی کوئی بھی صورت ہو، اس میں ایسی چیز کا سودا نہیں کیا جاسکتا جو پاس نہ ہو۔ جو چیز پاس نہیں ہے وہ اگر ناپ تول کی تعیین کے ساتھ ایک خاص اور متعین مدت تک مہیا کی جاسکتی ہے تو اس کا لین دین بیع سلم کی صورت میں ہوگا۔ اس طرح دونوں فریق مستقبل کے متعین وقت میں مؤخر شدہ چیز کی رسد و طلب کا اندازہ کر سکیں گے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: فقہ السنۃ: المسلم)

بیع سلم اسلامی بینکنگ کے لیے سود کا ایک آسان اور مٹی برانصاف متبادل فراہم کرتی ہے۔ اسلامی بینکنگ میں مستقبل کے کاروبار کے حوالے سے جتنی صورتیں اختیار کی جارہی ہیں ان کی بنیاد بیع سلم پر ہے۔ ان صورتوں میں سب سے زیادہ مقبول صورت کو ”مراہجہ“ کہا گیا ہے۔ اگرچہ کتاب و سنت میں اس اصطلاح کا تذکرہ موجود نہیں لیکن نسبتاً بعد کے دور کی فقہ اور لغت میں مراہجہ سے مراد وہ بیع ہے جس میں ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے جتنی قیمت پر چیز لی ہے تم اس پر اتنے فی صد منافع دے کر مجھ سے لے لو۔ مثلاً ہر دس درہم پر ایک درہم منافع دو۔ (لسان العرب) اس شرح منافع کو آج کل ہم دس فیصد کہیں گے۔ مراہجہ کے لیے بنکوں کے شریعت بورڈ کے ممبران نے بہت سی شروط ذکر کی ہیں، مثلاً یہ کہ سابقہ قیمت معلوم اور متعین ہو، اضافی اخراجات اگر شامل کرنے ہوں تو وہ بھی متعین صورت میں بتا دیے جائیں، نفع کی شرح طے کی جائے، قیمت میں جو کچھ لیا جا رہا ہے اس کا بھی صحیح طور پر تعین ہو وغیرہ۔ یہ شرائط کسی ایک انفرادی بیع کے لیے تو مناسب ہیں لیکن بنک جس طرح ایک ہی شرح منافع مقرر کر کے ہر قسم کے معاملات اسی کے مطابق طے کرتے ہیں تو اس طریقے میں ان صورتوں میں جو اسلامی کہلاتی ہیں اور ان صورتوں میں جو سودی ہیں، کوئی فرق نہیں رہتا۔ بیع مراہجہ میں گھر، گاڑی یا مشین وغیرہ لینے والے کے لیے اصل قیمت پر دس بارہ فیصد منافع کا اضافہ کر کے قیمت متعین کی جائے یا دس فیصد سالانہ شرح سود کی بنیاد پر قیمت کا تعین کیا جائے نتیجہ ایک ہی رہتا ہے۔ اس لیے یہ بات تقریباً ہر انسان کی زبان پر ہے کہ مراہجہ کا مارک اپ (نفع یا اضافہ) اصل میں وہی سود ہے جو بنک وصول کرتے ہیں صرف نام بدل دیا گیا ہے۔ جب قسطیں ختم ہونے کا وقت آتا ہے تو کچھ اقساط باقی ہونے کی صورت میں جرمانہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں بنک والے تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسے ہم اپنی آمدنی میں شامل نہیں کرتے، فلان عامہ کے لیے صرف کرتے ہیں لیکن ایک عام گاہک اس جرمانے کو بقیہ جات ادا نہ ہونے والی رقم کا سود قرار دیتا ہے۔ اور اسے بنک کا ایک فریب یاد دھوا کہ سمجھتا ہے۔

بیکاری کو صحیح اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ہے تو مراہجہ کی بنیاد پر شرح منافع متعین کرنے کی بجائے حقیقی صورت میں بیع سلم کو اختیار کیا جائے یعنی کسی خاص شرح سے منافع لینے کی بجائے مندی کے عوامل، مستقبل میں متعینہ وقت پر ہر مطلوبہ چیز کی رسد و طلب، موجودہ رسد و طلب، کرنسی کی قیمت کے اتار چڑھاؤ اور کم وقت میں زیادہ فروخت کے منافع کو پیش نظر رکھا جائے اور اس بنیاد پر ہر جنس کی قیمت الگ الگ متعین کی جائے۔

مراہجہ کی بجائے اسلامی بیکاری کے نظام میں اجارہ (Leasing) مشارکہ، مضاربہ، استصناع (آرڈر پر مال تیار

کرانا) کے طریقے زیادہ سے زیادہ رائج کرنے چاہئیں۔ یہ سب اگر شرعی شروط کے مطابق ہوں تو نہ صرف قابل قبول ہیں بلکہ اسلامی نظام بنکاری کے لیے زیادہ مناسب اور مفید ہیں۔ ان کی تفصیل اور شرائط اپنے اپنے مقام پر آئیں گی۔

۳۴۶۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں پایا کہ وہ کھجوروں میں ایک ایک دو دو اور تین تین سال کے لیے بیع سلف کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی کھجوروں میں بیع سلف کرے تو اسے چاہیے کہ اس کا ناپ معلوم ہو وزن معلوم ہو اور مدت بھی معلوم ہو۔“

۳۴۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

فائدہ: عبادات اور معاملات میں معروف فقہی قاعدہ ہے کہ عبادات میں اصل منع ہے۔ یعنی کوئی عبادت نہیں کی جاسکتی سوائے اس کے جس کی شریعت اجازت دے۔ اور معاملات (جو لوگوں میں جاری و ساری ہوں) اصلاً حلال اور جائز ہیں الا یہ کہ کسی معاملے کے متعلق شریعت منع کر دے۔ بیع سلف یا سلم پہلے سے لوگوں کا معمول تھی جس کی نبی ﷺ نے توثیق فرمائی تاہم یہ پابندی لگائی کہ مال کی صفت، بھرتی یا وزن اور مدت معلوم و متعین ہو۔ اس کے بغیر بیع سلم جائز نہیں ہوگی۔

۳۴۶۴- محمد بن مجالد (یا عبد اللہ بن مجالد) نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ اور ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا بیع سلف کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو انہوں نے مجھے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا: بلاشبہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور بعد ازاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

۳۴۶۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مُجَالِدٍ قَالَ: اخْتَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ، فَبَعَثُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: إِنْ كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ

۳۴۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ۲۲۴۰، ومسلم، الماقة، باب السلم، ح: ۱۶۰۴ من حديث سفيان به.

۳۴۶۴- تخریج: أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ۲۲۴۳ عن حفص بن عمر به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

بیع سلم یا سلف سے متعلق احکام و مسائل

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گندم جو کھجور اور کشمش کی بیع بطور بیع سلف کیا کرتے تھے۔ ابن کثیر نے مزید کہا: ہم ان لوگوں سے بیع کرتے تھے جن کے پاس یہ مال نہیں ہوتا تھا۔ (حفص بن عمر اور ابن کثیر) دونوں نے بالاتفاق کہا پھر میں نے (یعنی محمد بن مجالد یا عبد اللہ بن مجالد نے) عبد الرحمن بن ابزی سے بھی پوچھا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي الْجَنْطَلَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْتَمَرِ وَالزَّيْبِ. زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ: إِلَى قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ: وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبِيزَى فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ.

🌞 فائدہ: بیع سلف کرنے والے کے متعلق یہ اعتماد ہونا چاہیے کہ وہ صادق و امین آدمی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ فی الوقت وہ ان چیزوں کا مالک بھی ہو، موسم اور وقت پر ان چیزوں کا ملنا معروف ہونا چاہیے۔

۳۴۶۵- یحییٰ اور (عبد الرحمن) ابن مہدی دونوں نے بواسطہ شعبہ عبد اللہ بن ابی المجالد سے روایت کیا۔ جبکہ عبد الرحمن نے صرف ابن ابی المجالد کہا اور یہ حدیث بیان کی اور کہا ہم ایسے لوگوں سے معاملہ کرتے تھے کہ یہ چیزیں ان کے پاس نہ ہوتیں تھیں۔

۳۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: عَنْ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: عِنْدَ قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ابن ابی المجالد“ ہی صحیح ہے اور اس میں شعبہ سے خطا ہوئی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالصَّوَابُ: ابْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ وَشُعْبَةُ أَخْطَأَ فِيهِ.

🌞 فائدہ: وہ خطا یہ ہے کہ شعبہ نے عبد اللہ بن مجالد کہا ہے جب کہ اصل نام عبد اللہ بن ابی المجالد ہے اسے ابو المجالد بھی کہہ لیتے ہیں۔

۳۴۶۶- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شام کی طرف جہاد کا سفر کیا تو وہاں کے بھٹی لوگ ہمارے پاس آتے اور پھر ہم ان سے بیع سلف کی صورت میں گندم اور

۳۴۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي غَنِيَّةٍ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ

۳۴۶۵- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.
۳۴۶۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ۴۴/۲، ۴۵ من حديث عبد الملك بن أبي غنينة به، وصححه، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق هو سليمان بن أبي سليمان الشيباني.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیع سلم یا سلف سے متعلق احکام و مسائل

... کتاب الإجارة

تیل کا سودا معلوم قیمت اور معلوم مدت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا: کیا ان لوگوں سے خریدتے تھے جن کے پاس یہ چیزیں ہوتی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہم ان سے یہ نہیں پوچھا کرتے تھے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَتُسَلِّفُهُمْ فِي الْبُرِّ وَالزَّيْتِ سِعْرًا مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا فَقِيلَ لَهُ: مِمَّنْ لَهُ ذَلِكَ؟ قَالَ: مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ.

باب: ۵۶- مخصوص درخت یا باغ کی

(المعجم ۵۶) - بَابُ: فِي السَّلَمِ فِي

بیع سلم جائز نہیں

ثَمَرَةٍ بِعَيْنِهَا (التحفة ۵۸)

۳۴۶۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک کھجور کے پھل کی بیع سلم (سلف) کر لی لیکن اس سال اس پر کوئی پھل نہ آیا تو وہ اپنا جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے (کھجور والے سے) فرمایا: ”تم کیونکر اس کا مال حلال سمجھتے ہو؟ اس کا مال اسے واپس کر دو۔“ پھر فرمایا: ”کھجور (یا باغ) کی بیع سلم مت کرو یہاں تک کہ پھل استعمال کے قابل ہو جائے۔“ (خاص درخت یا خاص باغ مراد ہے۔)

۳۴۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ نَجْرَانِيٍّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا أَسْلَفَ رَجُلًا فِي نَخْلٍ فَلَمْ تُخْرَجْ تِلْكَ السَّنَةُ شَيْئًا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «بِمَا تَسْتَحِلُّ مَالَهُ أَرُدُّدْ عَلَيْهِ مَالَهُ»، ثُمَّ قَالَ: «لَا تُسَلِّفُوا فِي النَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سند ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ تاجر اگر مطلوبہ مال مہیا کرنے سے عاجز رہے تو صرف وصول کردہ قیمت واپس کی جائے گی۔ ② خاص درخت یا باغ کی بیع سلم سے اس لیے روک دیا کہ اس میں نقصان کا پہلو موجود ہے۔ پتہ نہیں اس پر پھل آئے گا یا نہیں، کم آئے گا یا زیادہ؟ اس لیے عمومی معاملہ ہونا چاہیے نہ کہ خاص۔

باب: ۵۷- بیع سلم میں فروخت شدہ چیز

(المعجم ۵۷) - بَابُ السَّلَفِ يُحَوَّلُ

کو تبدیل نہ کیا جائے

(التحفة ۵۹)

۳۴۶۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

۳۴۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:

۳۴۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۵/۲ من حديث سفیان، وابن ماجه، ح: ۲۲۸۴ من حديث أبي إسحاق السبيعي به * رجل نجراني مجهول.

۳۴۶۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من أسلم في شيء فلا يصرفه إلى غيره، ۴۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة - خریدار کے نقصان کی تلافی سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرِ عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ سَعْدِ يَعْنِي الطَّائِيَّ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفُهُ إِلَى غَيْرِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی چیز میں بیع سلف کی ہو تو اسے دوسری سے نہ بدلے۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ایسی صورت میں مال بیچنے والا وقت مقررہ پر مال مہیا کرنے سے فی الواقع معذور رہے تو حاصل کردہ رقم واپس کر دے۔ یا مناسب انداز میں صلح کر لیں۔

(المعجم ۵۸) - بَابُ: فِي وَضْعِ الْجَائِزَةِ (التحفة ۶۰)

باب: ۵۸- اگر کھیت یا باغ میں آفت آجائے تو خریدار کے نقصان کی تلافی کی جائے

۳۴۶۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ثَمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ»، فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ».

۳۴۶۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے پھل خریدے جو آفت کا شکار ہو گئے۔ سواس پر قرضہ بہت زیادہ ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اُسے صدقہ دو۔“ لوگوں نے اس کو صدقہ دیا لیکن وہ اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے پورا نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ”جو پاتے ہو لے لو تمہارے لیے بس یہی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اسلامی معاشرے کی تنظیم اس طرح کی جاتی ہے کہ صدقات کو عام اور سود کو ختم کیا جائے۔ بخلاف لادین اور ملحد معاشرے کے اس میں سود کو بڑھایا جاتا ہے اور صدقات کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں ہوتا۔ ② جو شخص قرض میں دب جائے اس کے ساتھ خاص تعاون کرنا واجب ہے۔ ③ مفلس اور دیوالیہ ہو جانے والے سے اس کے قرض خواہ اپنے قرضے کی نسبت سے حاضر و موجود مال میں سے حصہ لے سکیں گے باقی کا وہ مطالبہ نہیں کر سکتے۔ ④ باغ یا کھیت کی بیع جب شرعی اصولوں کے تحت ہوئی ہو تو نقصان کی تلافی کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

ح: ۲۲۸۳ من حدیث ابی بدر بہ * عطیہ بن سعد ضعیف، تقدم، ح: ۴۵۲.

۳۴۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع في الدين، ح: ۱۵۵۶ عن قتية به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

خريدار کے نقصان کی تلافی سے متعلق احکام ومسائل

۳۴۷۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اپنے بھائی کو کھجور بیچے اور پھر اس میں آفت آجائے تو اس سے کچھ لینا تیرے لیے حلال نہیں حق کے بغیر اپنے بھائی کا مال لینا تیرے لیے کیونکر روا ہو سکتا ہے؟“

۳۴۷۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَعْنَى أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ، أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ بَعْتَ مِنْ أَخِيكَ تَمَرًا فَأَصَابَتْهَا جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمِ تَأْخُذُ مَالِ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ».

فائدہ: نبی ﷺ نے درختوں کے پھل کی بیج اس وقت کرنے کا حکم دیا جب وہ پھل آفتوں سے محفوظ ہو چکا ہو۔ اگر بیج میں مسنون شرطوں کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو تو اس قسم کے نقصان کی تلافی واجب ہے۔ اگر بنیادی طور پر بیج صحیح ہو اور آفتوں سے محفوظ ہو جانے کے وقت کے بعد کی جائے تو تلافی کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

باب: ۵۹- آفت سے کیا مراد ہے؟

(المعجم ۵۹) - بَابُ: فِي تَفْسِيرِ

الْبَاجِحَةِ (التحفة ۶۱)

۳۴۷۱- جناب عطاء رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آفت سے مراد (وہ) تمام ظاہری اسباب ہیں مثلاً بارش، ژالہ باری، ٹڈی دل، آندھی یا آگ لگنا وغیرہ (جو کھیت یا مال کو ضائع کر دیں)۔

۳۴۷۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: الْجَوَائِحُ كُلُّ ظَاهِرٍ مُفْسِدٍ مِنْ مَطَرٍ أَوْ بَرَدٍ أَوْ جَرَادٍ أَوْ رِيحٍ أَوْ حَرِيقٍ.

فائدہ: آفات تین طرح کی ہو سکتی ہیں: ① جو فصل یا پھل کو کسی نہ کسی طرح قابل استعمال ہونے کے مرحلے پر لگتی ہیں یہ قدرتی بیماریاں ہیں جب فصل یا پھل اس مرحلے میں ہو تو اسے بیچنا منع ہے۔ ② پھل پکنے کے قریب ہوتا ہے تو بعض پھلوں (مثلاً کھجور) کا رنگ بدلنے لگتا ہے اس مرحلے پر درختوں پر لگے ہوئے پھل بیچنا جائز ہے۔ اب ان کو یا تو

۳۴۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الماقاء، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵۴ من حديث ابن وهب به.

۳۴۷۱- تخریج: [إسناده حسن] انفرد به أبو داود.

پانی سے روکنے کی ممانعت کا بیان

بارشِ ثالہ باری آندھی وغیرہ سے نقصان ہوگا اور اس صورت میں پھل کسی نہ کسی طرح قابل استعمال ہو چکا ہوگا اور مکمل تباہی سے بچاؤ ہو سکے گا۔ ⑤ یا تیسری صورت نڈی دل آگ وغیرہ کی آفات کی ہے۔ اس صورت میں مکمل تباہی ہوگی۔ ایسی تباہی کی صورت میں مالک کا بھی فرض ہے کہ تلافی میں شریک ہو۔

۳۴۷۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: جناب یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ
أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ
الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: لَا
جَائِحَةٌ فِيمَا أُصِيبَ دُونَ ثُلُثِ رَأْسِ الْمَالِ.
قَالَ يَحْيَى: وَذَلِكَ فِي سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ.

(المعجم ۶۰) - بَابُ: فِي مَنَعِ الْمَاءِ
(التحفة ۶۲)

۳۴۷۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي
صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَاءُ».

🌞 توضیح: صحراؤں، عام چراگاہوں اور راستوں پر عام کنویں، چشمے یا تالاب ہوتے تھے۔ چرواہے وہاں آکر جانوروں کو پانی پلاتے، آرام کرتے اور اپنے جانوروں کو چراتے تھے۔ پہلے آنے والا بعض اوقات بعد میں آنے والوں کو بقیہ پانی سے منع کر دیتا تھا اور غرض یہ ہوتی تھی کہ جب پانی نہ ملے گا تو لوگ بھی ادھر کارخ نہیں کریں گے اور اس طرح ارد گرد کی چراگاہ کی گھاس اس کے اپنے جانوروں کے لیے محفوظ رہے گی، ایسا کرنا ناجائز ہے۔ البتہ اگر کنواں، ٹیوب ویل یا تالاب وغیرہ ذاتی ہو اور اس پر اس نے خرچ کیا ہو تو دوسروں کو روک سکتا ہے۔ لیکن اسلامی اخلاق و آداب کا خیال رکھنا پھر بھی ضروری ہے۔

۳۴۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۳۴۷۲- تخریج: [إسناده حسن].

۳۴۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، ح: ۲۳۵۳، ومسلم، ح: ۱۵۶۶ من حديث الأعرج عن أبي هريرة به.

۳۴۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب اليمين بعد العصر، ح: ۲۶۷۲، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلط تحریم إسبال الإزار والمن بالعطية... الخ، ح: ۱۰۸ من حديث الأعمش به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

پانی سے روکنے کی ممانعت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے آدمیوں سے اللہ عزوجل قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا: ایک وہ آدمی جس نے کسی مسافر سے اپنا بقیہ پانی روک لیا ہو۔ دوسرا وہ جس نے عصر کے بعد کسی سودے پر جھوٹی قسم کھائی ہو اور تیسرا وہ جس نے امام (اعلیٰ) سے بیعت کی ہو اگر وہ اسے (دنیا کا مال) دیتا رہے تو اس کا وفادار رہے اور اگر نہ دے تو وفادانہ کرے۔“

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ، وَرَجُلٌ خَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ - يَعْنِي تَأْذِيًا - وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفْ لَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① بقیہ پانی کو مسافروں سے روک لینا انتہائی شقاوت اور بے مروتی ہے۔ ② عصر سے مغرب تک کا وقت قربت الہی کا محبوب وقت ہے اس وقت میں جھوٹی قسم کی جو کہ کبیرہ گناہ ہے برائی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ③ امام المسلمین سے حق و عدل کے امور میں ہر حال میں وفا کرنا واجب ہے خواہ اس کی طرف سے کچھ ملے یا نہ ملے۔ موجودہ دور میں سیاسی غیر سیاسی اور بعض مذہبی لوگوں میں بھی وابستگیاں بدلنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اب سیاسی وابستگی کی بنیاد نہ اس بات پر ہے کہ مقصد اور نظریہ ایک ہے نہ اس بات پر کہ پختہ عہد معاہدے ہو چکے ہیں جن کو چھوڑنا برائی ہے۔ اب صرف مفادات کو پیش نظر رکھ کر لوگ خود کو منڈی میں پیش کر دیتے ہیں۔ ④ صحیحین کی روایت ہے کہ جھوٹی قسم سے مال تو بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔ (صحیح البخاری، البيوع، حدیث: ۲۰۸۷) و صحیح مسلم، المساقاة، حدیث: ۱۶۰۲

۳۴۷۵- جناب اعمش نے اس روایت کو اپنی سند

۳۴۷۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

سے اسی حدیث کے ہم معنی بیان کیا، کہا: ”اور اللہ ایسے لوگوں کو پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“ اور فروخت کے سامان کے بارے میں کہا کہ یوں کہے: ”اللہ کی قسم! مجھے اس کا اتنا اتنا دیا گیا (مگر میں نے نہیں دیا لیکن تمہیں کم میں دے رہا ہوں) اور دوسرا اس کو (اس کی اس بات میں) سچا سمجھو اور اسے خرید لے۔“

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» وَقَالَ فِي السَّلْعَةِ: «بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذًا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الْآخَرُ وَأَخَذَهَا».

۳۴۷۶- بھیسہ نامی ایک خاتون اپنے والد سے

۳۴۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:

۳۴۷۵- تخریج: [صحیح] من حدیث جریر بہ، انظر الحديث السابق.

۳۴۷۶- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۱۶۶۹.

... کتاب الإجارة

پانی سے روکنے کی ممانعت کا بیان

روایت کرتی ہے کہ میرے والد نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت لی۔ پھر وہ آپ کی قمیص کے اندر سے ہو کر آپ کو چٹ گیا اور آپ کو چومنے لگا۔ پھر کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”پانی کا۔“ پھر کہا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نمک کا۔“ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روک لینا حلال نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بھلائی کرتے رہنے میں تمہارے لیے خیر ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا كَثَمَسٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ مَطْطُورٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي قَزَازَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ عَنْ أَبِيهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيِّ ﷺ، فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ، فَجَعَلَ يَقْبَلُ وَيَلْتَرِمُ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مِنْهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ». قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مِنْهُ؟ قَالَ: «الْمَلْحُ». قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مِنْهُ؟ قَالَ: «إِنْ تَفَعَّلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ».

🌞 ملحوظ: یہ روایت ضعیف ہے لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ پانی یا نمک جیسی چیزوں میں بخل کرنا بہت بری بات ہے۔



744

۳۴۷۷-۳۴۷۸- مہاجرین صحابہ میں سے کسی سے روایت ہے اس نے کہا میں نے نبی ﷺ کے ساتھ تین بار جہاد میں شرکت کی ہے۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”مسلمان تین چیزوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں گھاس پانی اور آگ۔“

۳۴۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ اللَّوْلُؤِيُّ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ جَبَّانِ بْنِ زَيْدِ الشَّرْعِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَرْنٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَيْسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو حِذَاشٍ وَهَذَا لَفْظُ عَلِيٍّ: عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ يَقُولُ: «الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلِّ وَالنَّارِ».

🌞 فائدہ: گھاس اور پانی جب عام چراگاہ اور صحرا میں قدرتی ہوں تو خود قابض ہو کر دوسروں کو اس سے روکنا جائز نہیں۔ اس طرح جلتی آگ سے کوئی کوئلہ لے جائے یا آگ جلانے تو روکنا روا نہیں۔

۳۴۷۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۵۰/۶ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۳۶۴/۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بلے اور بلی کی خرید و فروخت کی ممانعت کا بیان

... کتاب الإجارة

باب: ۶۱- زائد از ضرورت پانی کی فروخت کرنا

(المعجم ۶۱) - بَابُ: فِي بَيْعِ فَضْلِ

الْمَاءِ (التحفة ۶۳)

۳۴۷۸- حضرت ایاس بن عبد اللہؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔

۳۴۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي
الْمِنْهَالِ، عَنْ إِيَّاسِ بْنِ عَبْدِ: أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

☀ فائدہ: اس سے مراد صحرا اور عام چراگاہوں میں پائے جانے والے تالابوں، کنوؤں یا چشموں کا پانی ہے، نہ کہ کسی کی ذاتی ملکیت والی زمین میں محنت و مشقت سے نکالا جانے والا پانی۔

باب: ۶۲- بلے (اور بلی) کی خرید و فروخت

(المعجم ۶۲) - بَابُ: فِي ثَمَنِ السَّنُورِ

(التحفة ۶۴)

جائز نہیں

۳۴۷۹- حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ نے کتے اور بلے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

۳۴۷۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

الرَّازِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو
تَوْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى:
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: أَخْبَرَنَا عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ
أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسَّنُورِ.

۳۴۸۰- حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ نبی

۳۴۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۳۴۷۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في بيع فضل الماء، ح: ۱۲۷۱ من حديث
داود بن عبد الرحمن به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۴۶۶۶، وابن ماجه، ح: ۲۴۷۶، وصححه
ابن الجارود، ح: ۵۹۴، والحاكم على شرط مسلم: ۴۴/۲، ۶۱، ووافقه الذهبي.

۳۴۷۹- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ۱۲۷۹ عن
علي بن بحر به، وقال: "في إسناده اضطراب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۸۰، والحاكم على شرط مسلم:
۳۴/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وأصله عند مسلم، ح: ۱۵۶۹.

۳۴۸۰- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ۱۲۸۰، وابن
ماجه، ح: ۳۲۵۰ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مسند أحمد: ۲۹۷/۳، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

کتوں کی قیمت لینے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ
الصَّنْعَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ:
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهَرَّةِ.

(المعجم ۶۳) - بَابُ: فِي أَثْمَانِ
الْكِلَابِ (التحفة ۶۵)

۳۴۸۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ
وَحُلُوانِ الْكَاهِنِ.

۳۳۸۱- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے
بیان کیا کہ آپ نے کتے کی قیمت زانیہ کی خرچی اور
کاہن کے نذرانے سے منع فرمایا ہے۔

🌟 فائدہ: اس حدیث میں ”کتے“ کا لفظ اگرچہ عام ہے شکاری ہو یا غیر شکاری یا جاسوسی وغیرہ کے لیے ہو۔ اس عموم
سے سب کی خرید و فروخت ناجائز ہونی چاہیے۔ لیکن اس عموم سے دوسرے دلائل کی رو سے وہ کتے مستثنیٰ ہو جائیں
گے جن کے رکھنے کو احادیث میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ جیسے شکار کے لیے رکھوالی کے لیے یا جیسے آج کل جاسوسی
وغیرہ کے لیے کتے رکھنا ہے۔ جب ان کا رکھنا جائز ہے تو ان کی خرید و فروخت بھی یقیناً جائز ہوگی، کیونکہ اس کے بغیر
مذکورہ کاموں کے لیے کتوں کا ملنا ناممکن ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث میں استثنا بھی آیا ہے جیسے حدیث
ہے: [نہی عن ثمن الكلب والسنور الا کلب صید] (صحیح سنن النسائی) حدیث: ۳۱۸۲
والصحيحة حدیث: ۳۳۸۰) ”رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے“ سوائے شکاری کتے
کے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ شکاری کتے کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اور اس کے جواز کی جو علت ہے وہ واضح ہے اسی
علت کی وجہ سے رکھوالی اور جاسوسی وغیرہ مقاصد کے لیے بھی کتوں کی خرید و فروخت جائز ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۳۴۸۲- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو
تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبيدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ
عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ حَبْتَرٍ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۳۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا
ہے۔ اور اگر وہ (بیچنے والا) کتے کی قیمت کا مطالبہ کرنے
آئے تو اس کی ہتھیلی مٹی سے بھر دو۔

۳۴۸۱- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۳۴۲۸.

۳۴۸۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۷۸/۱ من حديث عبيد الله بن عمرو به * عبد الكريم هو
الجزري.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شراب اور مردار کی خرید و فروخت کی حرمت کا بیان

... کتاب الإجارة

عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَإِنْ جَاءَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَأَمْلَأُ كَفَّهُ تَرَابًا.

۳۴۸۳- جناب عون بن ابو جحیفہ اپنے والد

۳۴۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ.

۳۴۸۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۳۴۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتے کی قیمت کا ہن کا نذرانہ اور زانیہ کی خرچی حلال نہیں۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مَعْرُوفُ بْنُ سُؤَيْدٍ الْجَذَامِيُّ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ وَلَا حُلُوانُ الْكَاهِنِ، وَلَا مَهْرُ الْبَغِيِّ».

فائدہ: اسلام اپنے معاشرے کو ان تمام نجاستوں اور قباحتوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے جو کتا پرست معاشرے کا خاصہ ہیں۔ اس غرض سے اسلام نے اس کی خرید و فروخت کو سختی سے روک دیا ہے۔

باب: ۶۳- شراب اور مردار کی خرید و فروخت حرام ہے

(المعجم ۶۴) - بَابُ: فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ (التحفة ۶۶)

۳۴۸۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۴۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت (یعنی خرید و فروخت) کو حرام کیا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ بُحَيْثٍ، عَنْ

۳۴۸۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۷۸/۳ عن أبي الوليد الطيالسي به، ورواه البخاري، ح: ۲۲۳۸ من حديث شعبة به موطوياً.

۳۴۸۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب النهي عن ثمن الكلب، ح: ۴۲۹۸ من حديث ابن وهب به.

۳۴۸۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۲/۶ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۱۷۹، وقال الطبراني في الأوسط، ح: ۱۱۶ "تفرد به، ابن وهب" وهذا لا يضر.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

شراب اور مردار کی خرید و فروخت کی حرمت کا بیان

ہے مردار اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔ خنزیر اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔“

أَبِي الزَّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَتَمَنَّهَا وَحَرَّمَ الْمَيْتَةَ وَتَمَنَّهَا، وَحَرَّمَ الْخِنْزِيرَ وَتَمَنَّهُ».

۳۴۸۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال جبکہ آپ مکہ ہی میں تھے سنا آپ فرما رہے تھے: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام ٹھہرائی ہے۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے متعلق فرمائیں کہ اسے کشتیوں کے تختوں اور چمڑوں پر استعمال کیا جاتا ہے اور لوگ اسے چراغوں میں بھی جلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں یہ حرام ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے اللہ تعالیٰ نے جب ان پر اس (مردار) کی چربی حرام کر دی تو انہوں نے اسے کھجلا کر بیچنا شروع کر دیا اور پھر اس کی قیمت کھانے لگے۔“

۳۴۸۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ»، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ سُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِغُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا هُوَ حَرَامٌ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ سُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».



🌞 فوائد ومسائل: ① وہ اشیا جن کا استعمال جائز نہ ہو ان کی تجارت کس طرح جائز قرار دی جاسکتی ہے؟ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شراب حرام ہے۔ ادویات میں بھی اس کا استعمال حرام ہے اور اس کی تجارت بھی حرام ہے۔ ② مردار جانور کا گوشت یا اس کی ہڈیاں فروخت کرنا حرام ہے۔ البتہ (حلال جانوروں کا) چمڑا ننگے جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بیچ بھی جائز ہے۔ ③ خنزیر زندہ ہو یا مردہ اس کے تمام اجزاء نجس اور حرام ہیں مردار کی ہڈیوں سے حاصل ہونے والے مواد بھی حرام ہیں ان حرام اشیا کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی۔ ④ مردار کی چربی کو چراغ میں جلانا جائز ہے لیکن فروخت کرنا قطعاً درست نہیں۔ ⑤ بت اور ذی روح اشیا کی تماثل (جسمے) لکڑی، لوہے، مٹی، پتھر یا پلاسٹک وغیرہ کی ہوں، خواہ بچوں کے کھلونے ہی کیوں نہ ہوں ان کا بنانا اور تجارت کرنا حرام

۳۴۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، البيهقي، باب بيع الميتة والأصنام، ح: ۲۲۳۶، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ۱۵۸۱ عن قتيبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شراب اور مرداری خرید و فروخت کی حرمت کا بیان

... کتاب الإجارة

ہے۔ چھوٹے بچے بچیاں اگر گھروں میں از خود بنالیں اور ان کی آنکھیں ناک، کان وغیرہ نہ ہوں محض ہیولے کی صورت ہوں تو رخصت دی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک گھوڑا بنایا تھا۔ ① ایسے تمام حیلے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں حرام ہیں۔ نام تبدیل کر دینے سے حکم تبدیل نہیں ہوتا اور حیلوں سے کام نہ لانا یہودیوں کی صفت ہے۔

۳۴۸۷- یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ عطاء نے

جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مجھے اسی کی مانند لکھ بھیجی مگر اس میں [هُوَ حَرَامٌ] کا لفظ نہیں تھا۔

۳۴۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَقُلْ: «هُوَ حَرَامٌ».

۳۴۸۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بیت اللہ میں) حجر اسود کے پاس بیٹھے دیکھا۔ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور ہنس دیے۔ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے..... تین بار فرمایا..... اللہ تعالیٰ نے ان پر چریوں کا استعمال حرام کر دیا تو انہوں نے اسے پہننا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کر دیتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے۔“

۳۴۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَنَّ بَشَرَ بْنَ

الْمُفَضَّلِ وَخَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَاهُمَا، الْمَعْنَى، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ بَرَكَةَ، قَالَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: عَنْ بَرَكَةَ أَبِي الْوَلِيدِ، ثُمَّ اتَّفَقَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا عِنْدَ الرُّكْنِ، قَالَ: فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحِكَ فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ» ثَلَاثًا، «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاغَوْهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكَلَ شَيْءٌ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ».

خالد بن عبد اللہ الطحان کی روایت میں: [رَأَيْتُ]

”میں نے دیکھا“ کا جملہ نہیں ہے۔ اور [لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ] کی بجائے [قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ] کہا: یعنی

وَلَمْ يَقُلْ فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

الطَّحَّانِ: «رَأَيْتُ»، وَقَالَ: «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ».

۳۴۸۷- تخریج: أخرجه البخاري، تعليقاً، ومسلم، كلاهما من حديث أبي عاصم به، انظر الحديث السابق.

۳۴۸۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۴۷/۱ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۱۷۷.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غلو وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے۔“

۳۴۸۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شراب بیچتا ہے اسے چاہیے کہ خنزیر کو (کھانا) حلال سمجھے۔“

۳۴۸۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ وَوَكَيْعٌ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرِو الْجَعْفَرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ بَيَانَ التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخَنَازِيرَ».

www.KitaboSunnat.com

۳۴۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور انہیں ہم پر پڑھا اور فرمایا: ”شراب کی تجارت حرام کر دی گئی ہے۔“

۳۴۹۰- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِیْ إِسْرَافِیْمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ الْآيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا وَقَالَ: «حُرِّمَتِ التَّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ».

۳۴۹۱- جناب اعمش رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے اس حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ آخری آیات جو سورہ سے متعلق ہیں۔ (جب وہ نازل ہوئیں)

۳۴۹۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: الْآيَاتِ الْأَوَاخِرُ فِي الرُّبَا.

☀️ فائدہ: اس سے مراد سورہ بقرہ کی آیات نمبر ۲۷۵ سے لے کر ۲۸۱ تک ہیں۔ ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ..... وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

(المعجم ۶۵) - بَابُ: فِي بَيْعِ الطَّعَامِ
بَاب: ۶۵- غلو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ہی فروخت کرنا
قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى (التحفة ۶۷)

۳۴۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۵۳/۴ عن وكيع به عمر بن بیان روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان، وقال أبو حاتم: "معروف".

۳۴۹۰- تخریج: أخرجه البخاري، البيهقي، باب تحريم التجارة في الخمر، ح: ۲۲۲۶ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح: ۱۵۸۰ من حديث سليمان الأعمش به.

۳۴۹۱- تخریج: أخرجه مسلم من حديث أبي معاوية الضمير به، انظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

غلہ وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ ابْتَنَعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۳۴۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غلہ (طعام) خریدا ہو تو اسے اپنے قبضے میں لیے بغیر فروخت نہ کرے۔“

۳۴۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيُبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَنَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلِ أَنْ نَبِيعَهُ. يَعْنِي جِزَافًا.

۳۴۹۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم غلہ خریدا کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ ہمارے پاس آدی بھیجتے جو ہمیں حکم دیتا کہ ہم اسے فروخت کرنے سے پہلے خریدنے کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر لیں۔ یعنی اندازے سے (جو) خرید و فروخت کرتے تھے (اس سے منع کر دیا گیا)۔

۳۴۹۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ [عُبَيْدِ اللَّهِ] قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ جِزَافًا بِأَعْلَى السُّوقِ، فَتَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ.

۳۴۹۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ منڈی کی بالائی جانب اندازے سے غلہ خریدتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فروخت کرنے سے منع فرما دیا، یہاں تک کہ وہ اسے دوسری جگہ منتقل کر لیں۔

🌞 فائدہ: [جِزَافًا] کے معنی ہیں کہ اس کا کیل (ناپ) یا وزن متعین نہ ہوتا تھا بلکہ ویسے ہی ایک ڈھیر کا سودا کر لیا جاتا تھا اور پھر اسے ویسے ہی تولے بغیر اور قبضے میں لیے بغیر ڈھیر ہی کی شکل میں فروخت کر دیا جاتا تھا۔ اسے بعض حضرات نے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن احادیث کے الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ غلہ ناپ تول کر لیا جائے یا ڈھیری کی شکل میں، اسے قبضے میں لیے بغیر یا ناپ تول کے بغیر بیچنا جائز نہیں۔ اور ڈھیری کا قبضہ یہی ہے کہ اسے دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔

۳۴۹۲- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض... الخ، ح: ۲۱۳۶، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۱۵۲۶ عن عبد الله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۴۰/۲.

۳۴۹۳- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۱۵۲۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۴۱/۲، ورواه البخاري، ح: ۲۱۲۳ من حديث نافع به.

۳۴۹۴- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب منتهى التلقي، ح: ۲۱۶۷ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ۳۴/۱۵۲۶ من حديث عبيد الله به، انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ۱۵/۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

غلہ وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جس نے متعین کیل (ناپ) میں غلہ خریدا ہو تو اسے قبضے میں لیے بغیر آگے فروخت کر دے۔

۳۴۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ» زَادَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قَالَ: أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ يَبْتَاعُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامُ مُرَجَّجِي.

۳۴۹۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غلہ خریدا ہو تو اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ ناپ لے۔“ (اپنے قبضے میں لے لے۔) (راوی) ابوبکر نے مزید کہا کہ طاووس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ لوگ اسے سونے کے بدلے خرید لیتے ہیں، حالانکہ وہ (غلہ) ابھی بہت دور ہوتا ہے۔ (فروخت کرنے والے کے پاس پہنچا ہی نہیں ہوتا۔)

☀️ فائدہ: ان تعلیمات کی حکمتیں واضح ہیں مقصد یہ ہے کہ منڈی میں موجود نہ رہے۔ مال اور سرمایہ حرکت میں آئے۔ مزدوروں کو مزدوری اور لوگوں کو رزق آسانی اور ارزانی سے ملے۔ آج کل اشیا کے مہنگے ہونے کا بڑا سبب ہی یہ ہے کہ مال ایک جگہ سٹور میں پڑا ہوتا ہے اور سرمایہ دار اسے وہیں ایک دوسرے کو فروخت کرتے چلے جاتے ہیں یا مال ابھی ایک خریدار کے قبضے میں آیا نہیں ہوتا کہ وہ اسے آگے فروخت کر دیتا ہے اور وہ پھر اسے آگے فروخت کر دیتا ہے۔ یہ سب صورتیں شرعی اصولوں سے متصادم ہیں اور ان کا حاصل کم تر توڑ مہنگائی ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ.

۳۴۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَلَيْمَانُ بْنُ ۳۴۹۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيهقي، باب النهي عن بيع ما اشتري من الطعام بكيل حتى يستوفي، ح: ۴۱۰۸ من حديث ابن وهب به * عمرو هو ابن الحارث، ومندر بن عبيد، وثقه ابن حبان وحده، والحديث الآتي يغني عن حديثه.

۳۴۹۶- تخریج: أخرجه مسلم، البيهقي، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۳۱/۱۵۲۵ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ۳۶۹/۶، ورواه البخاري، ح: ۲۱۳۲ من حديث ابن طاووس به.

۳۴۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۵۲۵ من حديث حماد بن زيد، انظر الحديث السابق، والبخاري، البيهقي،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

غلہ وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی غلہ خریدے تو جب تک اسے اپنے قبضے میں نہ لے لے فروخت نہ کرے۔“ سلیمان بن حرب کے لفظ تھے: [حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ] مسدود نے اضافہ کیا کہ طاؤس نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اور میرا خیال ہے کہ ہر چیز طعام (غلہ) کی طرح ہے۔ (یعنی خرید کردہ چیز کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہیں کرنا چاہیے، خواہ اس کی نوعیت کوئی ہو۔)

حَرْبٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ - وَهَذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ». قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: «حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ». زَادَ مُسَدَّدٌ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَحْسِبْ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ.

۳۴۹۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اگر کوئی غلہ کا ڈھیر خریدتا اور پھر وہیں فروخت کر دیتا تو اس پر اسے سزا دی جاتی تھی، حتیٰ کہ اپنی منزل پر لے جائے۔

۳۴۹۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوْا الطَّعَامَ جُرْأًا أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُبْلَغَهُ إِلَى رَحْلِهِ.

۳۴۹۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے بازار میں تیل خریدا۔ جب میں نے اسے وصول کر لیا تو مجھے ایک آدمی ملا اور اس نے مجھے عمدہ منافع کی پیشکش کی۔ میں نے چاہا کہ (اسے قبول کرتے ہوئے) اس کے ہاتھ پر ہاتھ ماروں۔ تو ایک شخص نے میرے پیچھے سے میرا بازو پکڑ لیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت

۳۴۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ابْتِغْتُ زَيْتًا فِي السُّوقِ فَلَمَّا اسْتَوْجَبْتُهُ لِنَفْسِي لَقِيتِي رَجُلًا فَأَعْطَانِي بِهِ رِبْعًا حَسَنًا

۴۴ باب بيع الطعام قبل أن يقبض ... الخ، ح: ۲۱۳۵ من حديث عمرو بن دينار به .

۳۴۹۸- تخریج: أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والادب؟ ح: ۶۸۵۲، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۱۵۲۷/۳۷ من حديث معمر به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۴۵۹۸.

۳۴۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۹۱/۵ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۲۰.

... کتاب الإجارة

خرید و فروخت کے وقت دھوکا نہ کرنے کی تصریح کا بیان

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا: جہاں تم نے اسے خریدا ہے اسی جگہ مت بیچو حتیٰ کہ اپنی منزل پر لے جاؤ۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خریدنے کی جگہ ہی پر اس مال کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ تاجر اسے اپنی اپنی منزل پر لے جائیں۔

فَارَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى يَدِهِ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي بِذِرَاعِي فَالْتَفْتُ فَإِذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتَعْتَهُ حَتَّى تَحْوزَهُ إِلَى رَحْلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السَّلْعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يَحْوزَهَا التَّجَارُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہ منڈی اور بازار میں بھی فرامین رسول ﷺ پر سختی سے عمل کرتے اور کراتے تھے۔

(المعجم ۶۶) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ
عِنْدَ الْبَيْعِ لَا خِلَابَةَ (التحفة ۶۸)

باب: ۶۶ - جو شخص معاملہ کرتے ہوئے کہہ دے
کہ ”دھوکا اور فریب نہیں“

۳۵۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

۳۵۰۰ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ لوگ خرید و فروخت میں مجھے دھوکا دے جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”جب تم معاملہ کرو تو یوں کہہ دیا کرو کہ ”دھوکا فریب نہیں۔“ چنانچہ وہ سودا کرتے ہوئے کہا کرتا تھا: [لَا خِلَابَةَ] ”دھوکا فریب نہیں۔“

فائدہ: اس شرط اور صراحت کے ساتھ اگر بعد میں واضح ہو کہ دوسرے فریق نے کوئی دھوکا دیا ہے تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل رہے گا۔

۳۵۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَضْرَتِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

۳۵۰۱ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص تھا جو معاملہ

۳۵۰۰ - تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يكره من الخداع في البيع، ح: ۲۱۱۷ من حديث مالك، ومسلم، البيوع، باب من يخدع في البيع، ح: ۱۵۳۳ من حديث عبد الله بن دينار به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۸۵/۲.

۳۵۰۱ - تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء فيمن يخدع في البيع، ح: ۱۲۵۰، والنسائي، ح: ۴۴۹۰، وابن ماجه، ح: ۲۳۵۴ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۶۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۱۰۱/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

بیجانے سے متعلق احکام و مسائل

کرنے میں سادہ اور کمزور تھا۔ اس کے گھر والے نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! فلاں پر پابندی لگا دیجیے۔ وہ خرید و فروخت کرتا ہے حالانکہ وہ معاملہ طے کرنے میں بہت کمزور ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے بلایا اور خرید و فروخت سے منع فرمایا، تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کام سے رہ نہیں سکتا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم خرید و فروخت نہیں چھوڑ سکتے، تو کہا کرو: لاؤ اور لو (معاملہ نقد کرو) اور دھوکا فریب نہیں۔“ ابو ثور نے [أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ] کی بجائے [عَنْ سَعِيدٍ] کہا۔

الْكَلْبِيُّ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: قَالَ مُحَمَّدٌ: عَبْدُ الْوَهَّابِ ابْنُ عَطَاءٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِي عَقْدَتِهِ ضَعْفٌ. فَأَتَى أَهْلَهُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! احْجُرْ عَلَى فُلَانٍ فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِي عَقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَهَاها عَنْ الْبَيْعِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَا أَضْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ كُنْتُ غَيْرَ تَارِكٍ لِلْبَيْعِ، فَقُلْ: هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ». قَالَ أَبُو ثَوْرٍ عَنْ سَعِيدٍ.

(المعجم ٦٧) - بَابُ: فِي الْعُرْبَانِ

(التحفة ٦٩)

۳۵۰۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے [بیع العُربان] سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اس کی صورت جیسے کہ ہم سمجھتے ہیں یہ ہے..... اور اللہ بہتر جانتا ہے..... کوئی کسی سے غلام خریدے یا جانور کرایہ پر لے، پھر اس سے کہے کہ میں تجھے ایک دینار دیے جاتا ہوں، اگر میں نے یہ سودایا کرائے پر لینا چھوڑ

۳۵۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ فِيمَا نَرَى وَاللَّهِ أَغْلَمُ أَنَّ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ أَوْ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ثُمَّ يَقُولُ: أُعْطِيكَ دِينَارًا عَلَى أَتْيِ إِنْ

۳۵۰۲- [تخریج: (حسن) أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب بیع العربان، ح: ۲۱۹۲ من حدیث مالک به * المبلغ هو ابن لهیعة (التمهید: ۱۷۷/۲۴)، وصرح بالسماع، وتابعه الحارث بن عبدالرحمن بن أبي ذباب كما في البيهقي: ۳۴۳/۵، وسنده حسن، وهو في الموطأ (یحیی): ۶۰۹/۲، والتمهید: ۱۷۶/۲۴، والاستذکار، ح: ۱۲۵۱، والزرقانی، ح: ۱۳۳۱ مالک عن الثقة عنده عن عمرو بن شعيب به ... الخ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة جو چیز موجود اور قبضے میں نہ ہو اسے فروخت کرنے سے متعلق احکام و مسائل
تَرَكْتُ السَّلْعَةَ أَوْ الْكِرَاءَ فَمَا أُعْطِيَتْكَ لَكَ . دیا (نہ لیا) تو جو میں نے تجھے دیا یہ تیرا ہوا۔ (ورنہ اصل
قیمت میں شمار ہوگا۔)

(المعجم ۶۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ (التحفة ۷۰)
باب: ۶۸- جو چیز انسان کے پاس نہ ہو
اس کا فروخت کرنا

۳۵۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي، أَفَأَتْبَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ؟ فَقَالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

۳۵۰۳- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنی چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی، تو کیا میں اس کے لیے بازار سے خرید لوں؟ آپ نے فرمایا: ”جو تیرے پاس نہیں ہے وہ مت بیچ۔“

🌞 توضیح: ① دکاندار بعض اوقات اپنے گاہکوں کی کئی مطلوبہ چیزیں جو ان کے پاس نہیں ہوتیں اسی وقت بازار سے منگوا کر دیتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ گاہک بس ان ہی سے متعلق رہے یہ صورت جائز نہیں۔ وہی سودا بیچنا چاہیے جو موجود ہو۔ الایہ کہ گاہک از خود دکاندار سے چیز منگوا کر دینے کا مطالبہ کرے۔ ② کوئی جانور جو بھاگ گیا ہو اسے فروخت کر دینا کوئی مال فریقین میں متنازع ہو تو فیصلہ اور قبضہ ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دینا جائز نہیں۔ ③ کوئی چیز خرید رکھی ہو مگر وصول نہ کی ہو اور قبضے میں نہ آئی ہو تو اس کو بیچنا جائز ہے۔ خیال رہے کہ معروف تجارتی طریق پر ہی سلف (سلم) کا معاملہ جائز ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

۳۵۰۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۳۵۰۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (بن العاص) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ادھار اور بیع اور ایک بیع میں دو شرطیں حلال نہیں ہیں اور اس چیز کا نفع

۳۵۰۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ح: ۱۲۳۲، وابن ماجه، ح: ۲۱۸۷، والنسائي، ح: ۴۶۱۷ من حديث أبي بشر به، وقال الترمذي: "حسن"، وله طرق عند ابن الجارود، ح: ۶۰۲ وغيره.

۳۵۰۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ح: ۱۲۳۴، وابن ماجه، ح: ۲۱۸۸ من حديث إسماعيل، والنسائي، ح: ۴۶۱۵ من حديث أيوب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۰۱، والحاكم، ۱۷/۲، ووافقه الذهبي.


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

خرید و فروخت کے وقت شرط کر لینے سے متعلق احکام ومسائل

أَبِيهِ حَتَّى ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ سَلْفٌ وَبَيْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رَيْحٌ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَلَا بَيْعٌ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

بھی حلال نہیں جو تیری اپنی ضمانت میں نہیں اور جو چیز تیرے پاس (یعنی قبضے میں) نہ ہو اسے مت فروخت کر۔

 توضیح: ادھار اور بیع: اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص نقد اور ادھار کی قیمتوں میں فرق کو ناجائز سمجھتا ہے لیکن حیلے سے یہ انداز اختیار کرے کہ کوئی چیز خریدے مگر رقم پاس نہ ہو تو پھر اسی دکاندار تا جر سے رقم ادھار لے لے تاکہ بیع کی قیمت ادا کر دے۔ ایک صورت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ میں تین لاکھ کا یہ مکان تجھے دو لاکھ میں دیتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے پانچ لاکھ ادھار دے یا میں تجھے یہ غلام پچاس دینار میں بیچتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے ایک ہزار درہم ادھار دے وغیرہ۔ اور اس میں بنیادی علت ربا (سود) ہے۔

ایک بیع میں دو شرطیں: مثلاً میں تجھے یہ چیز فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ آگے فروخت نہ کرے اور نہ ہیہ کرے۔ یا یہ کپڑا فروخت کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ میں ہی سلوا دوں گا اور دھلوا بھی دوں گا۔ بعض علماء نے «بَيْعَةُ فِي بَيْعَتَيْنِ» کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے گزشتہ حدیث: ۳۴۶۱ کے فوائد۔ باقی کی تفصیل پچھلی حدیث کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔)


باب: ۶۹- بیع میں ایک شرط کر لینا

(المعجم ۶۹) - بَابُ: فِي شَرْطٍ فِي

بَيْعٍ (التحفة ۷۱)

۳۵۰۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنا اونٹ فروخت کیا اور ان سے شرط کر لی کہ میں اپنے گھر تک اس پر سواری کروں گا۔ اس حدیث کے آخر میں کہا: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارا نقصان کیا ہے تاکہ میں تمہارا اونٹ لے لوں؟ جاؤ! اونٹ بھی لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی۔ دونوں ہی تمہارے ہیں۔“

۳۵۰۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنَا عَامِرٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَعْتُهُ يَعْني بَعِيرَهُ، مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاشْتَرَطْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي، قَالَ فِي آخِرِهِ: «تُرَانِي إِنَّمَا مَا كَسَبْتَ لِأَذْهَبَ بِجَمَلِكَ؟ خُذْ جَمَلَكَ وَتَمَنَّهُ فَهُمَا لَكَ».

 فوائد ومسائل: ① بیع میں اس کے کچھ دیر تک استعمال کی ایک شرط کر لینا جائز ہے۔ ② اگر ایسے ہی احسان کرنا

۳۵۰۵- تخریج: أخرجه البخاري، الشروط، باب: إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمى جاز، ح: ۲۷۱۸، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ۷۱۵، بعد، ح: ۱۵۹۹ من حديث زكريا به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

غلام کی بیع سے متعلق احکام و مسائل

مقصود ہو تو صاحب ضرورت کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ فرمایا۔

(المعجم ۷۰) - **بَابُ: فِي عَهْدَةِ**
الرَّقِيقِ (التحفة ۷۲)

باب: ۷۰- غلام کی بیع اور اس کی
سلامتی کی ضمانت

۳۵۰۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «عَهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةٌ أَيَّامٌ».

۳۵۰۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلام کی بیع اور اس کی سلامتی کی ضمانت تین دن تک ہے۔“ (توضیح درج ذیل ہے۔)

۳۵۰۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ: «إِنْ وَجَدَ دَاءً فِي الثَّلَاثِ لِيَالِي رَدٍّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، وَإِنْ وَجَدَ دَاءً بَعْدَ الثَّلَاثِ كُلَّفَ الْبَيِّنَةُ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ وَبِهِ هَذَا الدَّاءُ».

۳۵۰۷- جناب قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: اگر تین (دن) رات تک اس میں کسی عیب سے مطلع ہوا تو گواہ پیش کیے بغیر ہی اسے واپس کر سکے گا۔ اور اگر تین دن کے بعد مطلع ہوا تو اسے گواہ پیش کرنا ہوگا کہ جب اسے خریدا تھا تو اس میں یہ عیب تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا التَّفْسِيرُ مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ توضیح جناب قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم علماء کی عام رائے یہی ہے کہ اگر کوئی شخص غلام خریدے لیکن اس میں کوئی عیب نکل آئے تو تین دن کے اندر اسے واپس کیا جاسکتا ہے اور مالک کے لیے ضروری ہوگا کہ اسے واپس لے لے کیونکہ وہ اس بات کا ضامن ہے کہ جس غلام کو وہ بیچ رہا ہے وہ صحیح ہو اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہو۔

(المعجم ۷۱) - **بَابُ: فِيمَنْ اشْتَرَى**
عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا
(التحفة ۷۳)

باب: ۷۱- غلام خریدا اور اسے کام پر لگایا بعد ازاں اس کے عیب پر مطلع ہوا

۳۵۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، باب التجارات، باب عهدة الرقيق، ح: ۲۲۴۵ من حديث الحسن البصري به، وقال المنذري: "هذا منقطع، فإن الحسن لم يصح له سماع من عقبه"، وله طريق آخر ضعيف عند ابن ماجه، ح: ۲۲۴۴.

۳۵۰۷- تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

غلام کی بیع سے متعلق احکام و مسائل

۳۵۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: ۳۵۰۸- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آمدنی کا حق دار وہی خُفَافٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: ہے جو ضامن ہو۔“
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْخَرَجُ بِالضَّمَانِ».

🌞 توضیح: غلام نے جو کچھ کمایا وہ خریدار کا ہے۔ اس مدت میں اگر اس کے کسی عیب پر مطلع ہوا اور اسے واپس کیا تو صرف غلام واپس ہوگا، اس کی کمائی نہیں، کیونکہ بالفرض اگر ان دنوں میں غلام مر جاتا تو یہ نقصان خریداری کا ہوتا۔

۳۵۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۳۵۰۹- جناب مہملد بن خُفَافٍ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میری ایک غلام میں شراکت تھی میں نے اسے کام پر لگایا جبکہ میرا ساتھی غائب تھا۔ تو وہ غلام میرے لیے کما کر لایا۔ میرے شریک نے اپنے حصے کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کیا اور مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کر دیا۔ تو قاضی نے مجھ سے کہا کہ میں اس کا حصہ ادا کر دوں۔ چنانچہ میں حضرت عروہ بن زبیر کے پاس آیا اور واقعہ انہیں بتایا تو وہ قاضی کے پاس گئے اور اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”آمدنی کا وہی حق دار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔“

🌞 توضیح: اس صورت میں غالباً مہملد نے اپنے شریک سے اتفاق کیے بغیر کام کروایا۔ اس لیے غلام ان کی ضمان میں ہو گیا۔ اگر شریک سے اتفاق کیا گیا ہوتا تو پھر وہ بھی اس کی آمدنی میں حصہ دار ہوتا۔ (از ترجمہ: علامہ وحید الزمان)

۳۵۱۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ: ۳۵۱۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی

۳۵۰۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء فيمن يشتري العبد... الخ، ح: ۱۲۸۵، وابن ماجه، ح: ۲۲۴۲، والنسائي، ح: ۴۴۹۵ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۲۵، وابن الجارود، ح: ۶۲۷.

۳۵۰۹- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.
۳۵۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الخراج بالضمان، ح: ۲۲۴۳ من حديث مسلم بن خالد به، وهو ضعيف، وتابعه خالد بن مهران مقتصرًا على المرفوع فقط، (تاريخ بغداد: ۲۹۷/۸، ۲۹۸)، ۴۴۰.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

خریدار اور فروخت کنندہ کے مابین اختلاف کے حل کا بیان
ہیں کہ ایک شخص نے غلام خریدا پھر جب تک اللہ نے
چاہا وہ اس کے پاس رہا۔ بعد ازاں اسے غلام کے کسی
عیب کی خبر ہوئی تو وہ اس کا معاملہ نبی ﷺ کے پاس لے
گیا۔ آپ نے اسے بیچنے والے کو واپس کر دیا تو اس
نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام سے
آمدنی بھی لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آمدنی کا
وہی حق دار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔“

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ
الزُّنَجِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ غُلَامًا فَأَقَامَ
عِنْدَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُقِيمَ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا
فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ
الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ اسْتَعْلَى غُلَامِي،
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْخَرَجُ بِالضَّمَانِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِذَاكَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند معیاری
نہیں ہے۔

باب ۷۲: جب خریدار اور فروخت کرنے والے
میں اختلاف ہو جائے اور چیز موجود ہو

(المعجم ۷۲) - بَابُ: إِذَا اخْتَلَفَ
الْبَيْعَانِ وَالْمَبِيعُ قَائِمٌ (التحفة ۷۴)

۳۵۱۱- جناب عبدالرحمن بن قیس بن محمد بن اشعث
اپنے والد (قیس) سے اور وہ عبدالرحمن کے دادا (محمد)
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیس ہزار میں کچھ غلام خریدے
جو کہ قس کے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قیمت لینے
کے لیے آدمی بھیجا تو اس نے کہا کہ میں نے انہیں دس
ہزار میں لیا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی آدمی کو
منتخب کر لو جو ہم میں فیصلہ کر دے۔ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ
نے کہا: آپ خود ہی میرے اور اپنے درمیان فیصلہ

۳۵۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ
فَارِسٍ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ:
أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ أَبِي عَمِيْسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: «اشْتَرَى
الْأَشْعَثُ رَقِيقًا مِنْ رَقِيقِ الْخُمْسِ مِنْ
عَبْدِ اللَّهِ بِعِشْرِينَ أَلْفًا، فَأَرْسَلَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَيْهِ
فِي ثَمَنِهِمْ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَخَذْتُهُمْ بِعِشْرَةِ
أَلْفٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَأَخْتَرْتُ رَجُلًا يَكُونُ

«والسند إليه ضعيف، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۲۶، وابن الجارود، ح: ۶۲۶، والحاكم: ۱۵/۲، ووافقه
الذهبي، وأعله الترمذي، ح: ۱۲۸۶، والحديث السابق برقم: ۳۵۰۸ يغني عنه.
۳۵۱۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب خلاف المتبايعين في الثمن، ح: ۴۶۵۲ من حديث عمر
ابن حفص بن غياث به، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۲۵، والحاكم: ۴۵/۲، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف،
وللحديث شواهد عند ابن الجارود، ح: ۶۲۴ وغيره.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شعے سے متعلق احکام و مسائل

يَبْنِي وَيَبْنِيكَ. قَالَ الْأَشْعَثُ: أَنْتَ بَنِي
وَبَنِينَ نَفْسِكَ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَإِنِّي سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ
وَأَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السَّلْعَةِ
أَوْ يَتَارَكَانِ».

٣٥١٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْقُتَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ
ابْنَ مَسْعُودٍ بَاعَ مِنَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رَقِيقًا
فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْكَلَامُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ .

باب: ۷۳- شفعہ کا بیان

٣٥١٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ :
 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ
 جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ :
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شَرِكٍ
 رُبْعَةٌ أَوْ حَائِطٌ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذَنَ
 شَرِيكُهُ، فَإِنْ تَاءَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى يُؤْذَنَ » .

۳۵۱۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٥١٣- **تخريج:** أخرجه مسلم، المساقاة، باب الشفعة، ح: ١٦٠٨ من حديث ابن جريج به.

٣٥١٤- **تخريج:** أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ٦٩٧٦ من حديث معمر به، وهو في مسند أحمد: ٢٩٦/٣، ومصنف عبد الرزاق، ح: ١٤٣٩١، ومن طريقه رواه الترمذي، ح: ١٣١٢، وقال: "حسن صحيح".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

شفعے سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مشترک غیر تقسیم شدہ چیز میں شفعہ رکھا ہے، لیکن جب حدود متعین ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقَسَّمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَضُرِبَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۳۵۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب زمین تقسیم ہو جائے اور حدود متعین ہو جائیں تو اس میں کوئی شفعہ نہیں۔“

۳۵۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَوْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، أَوْ عَنْهُمَا جَمِيعًا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قُسِمَتِ الْأَرْضُ وَحُدَّتْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا».

۳۵۱۶- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”ہمسایہ اپنے قرب کی بنا پر زیادہ حق دار ہوتا ہے۔“

۳۵۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّمَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ: سَمِعَ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ: سَمِعَ أَبَا رَافِعٍ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ».

۳۵۱۷- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”گھر کا ہمسایہ ہمسائے کے گھر یا زمین کا زیادہ

۳۵۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْطَالِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ

۳۵۱۵- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۰۴/۶ من حديث الحسن بن الربيع به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۴۹۷ من طريق آخر عن الزهري به، والحديث السابق شاهد له.

۳۵۱۶- تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ۶۹۷۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

۳۵۱۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الشفعة، ح: ۱۳۶۸ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۴۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خریدار اور فروخت کنندہ سے متعلق احکام و مسائل

... کتاب الإجارة

سَمُرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: «جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ حَقْدَارِهِ»
بَذَارِ الْجَارِ أَوْ الْأَرْضِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① شفعہ، شَفَعَ سے ماخوذ ہے اور لغت میں اس کے معنی جوڑا ہونا، اضافہ کرنا اور اعانت کرنا آتے ہیں۔ شرعیہ ہے کہ ”مشرک یا ملحق زمین و مکان کو فروخت کرتے وقت شریک ساتھی کو جو حق خریداری کا اولین حق رکھتا تھا بتائے بغیر کسی اور کو منتقل کر دیا گیا ہو تو اسے واپس لوٹانا“ شفعہ کہلاتا ہے بشرطیکہ قیمت وہی ہو جو اجنبی نے دی ہو۔ ② حدیث: ۳۵۱۵ میں ہمسائے سے مراد شریک ہے جیسا کہ متعدد روایات میں صراحت ہے۔ اسی کی تائید حدیث: ۳۵۱۸ سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں وضاحت ہے کہ جس ہمسائے کا راستہ ایک ہو وہی ہمسایہ شفعہ کا حق دار ہوگا۔ اگر راستہ مشترک نہ ہو بلکہ الگ الگ ہو ایک دوسرے کی حدود متعین ہوں تو پھر محض ہمسایہ ہونے کی بنا پر وہ شفعہ کا حق دار نہیں ہوگا۔ شفعہ کا حق دار صرف وہی ہوگا جو زمین یا باغ میں شریک ہوگا۔

۳۵۱۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمسایہ ہمسائے پر شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے بشرطیکہ ان کا راستہ ایک ہو۔“

۳۵۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِشَفْعَةِ جَارِهِ يُتَنَظَّرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقَهُمَا وَاحِدًا».

باب: ۷- اگر کوئی کنگال اور دیوالیہ ہو جائے اور قرض خواہ بعینہ اپنا مال اس کے پاس پائے

(المعجم ۷۴) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُفْلِسُ
فَيَجِدُ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بَعَيْنِهِ عِنْدَهُ
(التحفة ۷۶)

۳۵۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی کنگال اور مفلس ہو جائے اور پھر کوئی (مال دینے والا) اپنا مال اس کے پاس بعینہ

۳۵۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الثَّوْمَلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ الْمَعْنَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي

۳۵۱۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الشفعة، باب الشفعة بالجوار، ح: ۳۴۹۴ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۳، وقال الترمذي، ح: ۱۳۶۹، حسن غريب.

۳۵۱۹- تخریج: أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع . . . الخ، ح: ۲۴۰۲، ومسلم، المساقاة، باب من أدرك ما باعه عند المشتري وقد أفلس فله الرجوع فيه، ح: ۱۵۵۹، النسخة الهندية: ۱۷/۲ من حديث زهير به، وهو ابن معاوية الجعفي أبو خيثمة، والحديث في الموطأ (يحيى): ۲/۲۷۸، ووقع في بعض نسخ صحيح مسلم "زهير بن حرب"، وهو خطأ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

خریدار اور فروخت کنندہ سے متعلق احکام و مسائل

پائے تو دوسروں کی نسبت وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔“
 عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ
 عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَذْرَكَ
 الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

☀ فائدہ: حدیث میں مذکور صورت میں اگر بائع (فروخت کنندہ) نے کوئی قیمت وصول نہ کی ہو اور مال بعینہ موجود ہو تو بیع فسخ بھی جائے گی اور مال واپس ہوگا۔ اگر اس مال میں کوئی تصرف کیا گیا ہو تو دیگر قرض خواہ بھی اس میں سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں۔

۳۵۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
 عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ
 ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ
 مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ وَلَمْ يَقْبِضْ
 الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنَيْهِ
 فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِي
 فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَسْوَأُ الْغُرَمَاءِ».

۳۵۲۰- جناب ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس
 نے کوئی مال بیچا ہو اور پھر خریدار کمال ہو گیا ہو اور بیچنے
 والے نے اس کی کوئی قیمت وصول نہ کی ہو پھر وہ اپنے
 مال کو اس کے پاس بعینہ پائے تو وہی اس کا زیادہ حقدار
 ہوگا، اگر خریدار فوت ہو جائے تو مال والا دیگر قرض
 خواہوں کے ساتھ برابر ہوگا۔“

۳۵۲۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ:
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي
 يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو
 بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ
 هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَى
 حَدِيثِ مَالِكٍ. زَادَ: «وَإِنْ كَانَ قَدْ قَضَى

۳۵۲۱- جناب ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث رضی اللہ عنہ
 نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:..... (مذکورہ
 بالا) حدیث مالک (۳۵۲۰ نمبر) کے ہم معنی روایت کیا۔
 اس میں مزید کہا: ”اگر اس کی کچھ قیمت وصول کر لی ہو تو
 پھر وہ اس میں دیگر قرض خواہوں کے برابر حق رکھتا ہوگا۔“

۳۵۲۰- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۷۸/۲.

۳۵۲۱- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، ورواه ابن ماجه، الاحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس، ح: ۲۳۵۹ من حديث ابن شهاب الزهري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

خریدار اور فروخت کنندہ سے متعلق احکام و مسائل

مِنْ تَمَنِّيَا شَيْئًا فَهُوَ أَسْوَأُ الْغُرْمَاءِ فِيهَا» .
[قال أبو بكر: وَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ
مَنْ تُوْفِيَ وَعِنْدَهُ سِلْعَةٌ رَجُلٍ بِعَيْنِهَا لَمْ
يَقْضَ مِنْ تَمَنِّيَا شَيْئًا، فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ
أَسْوَأُ الْغُرْمَاءِ فِيهَا].

ابوبکر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ”جو
شخص فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی شخص کا مال
بیعہ میں موجود ہو اس نے اس کو کوئی قیمت بھی ادا نہ کی ہو
تو صاحب مال دوسرے قرض خواہوں جیسے سلوک کا
مستحق ہوگا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ مَالِكٍ أَصَحُّ .

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مالک کی حدیث زیادہ
صحیح ہے۔ (یعنی حدیث: ۳۵۲۰)

۳۵۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ
الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ،
يَعْنِي الْخَبَائِرِيَّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ
عِيَّاشٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ
مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو الْهَذَلِ الْجُمَيْصِيُّ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
نَحْوَهُ، قَالَ: «فَإِنْ كَانَ قَضَاءُ مِنْ تَمَنِّيَا شَيْئًا
فَمَا بَقِيَ فَهُوَ أَسْوَأُ الْغُرْمَاءِ، وَأَيُّمَا امْرِئٍ
هَلَكَ وَعِنْدَهُ مَتَاعٌ امْرِئٍ بِعَيْنِهِ اقْتَضَى مِنْهُ
شَيْئًا أَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ أَسْوَأُ الْغُرْمَاءِ» .

۳۵۲۲- جناب ابوبکر بن عبدالرحمن نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے نبی ﷺ سے اس
حدیث کی مانند بیان کیا: ”اگر اس کی قیمت سے کچھ
وصول کر لیا ہو تو باقی میں وہ دیگر قرض خواہوں کے برابر
ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص ہلاک ہو جائے اور اس کے پاس
کسی کا مال بیعہ میں موجود ہو وہ خواہ اس کی قیمت وصول
کر چکا ہو یا نہ تو وہ باقی قرض خواہوں کے ساتھ ہوگا۔“

۳۵۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۳۵۲۳- جناب عمر بن خالدہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

۳۵۲۲- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۳۵۱۹ والذي بعده، وأخرجه البيهقي: ۴۷/۶ من حديث أبي داود به،
وصححه ابن الجارود، ح: ۶۳۱، وللحديث شواهد.

۳۵۲۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس،
ح: ۲۳۶۰ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وهو في مسند الطيالسي، ح: ۲۳۷۵، وصححه ابن
الجارود، ح: ۶۳۴، والحاكم: ۵۰/۲، ووافقه الذهبي * أبو المعتمر وثقه غير واحد بتصحيح حديثه، وهو حسن
الحديث.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

لا چار ضعیف اور متروک جانور سے متعلق احکام و مسائل

اپنے ایک صاحب کے سلسلے میں جو مفلس ہو گیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا: میں ہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا فیصلہ کروں گا۔ (فرمایا:) جو شخص مفلس یا فوت ہو جائے اور مال والا بعینہ اپنا مال اس کے پاس پائے تو وہی اس مال کا زیادہ حقدار ہوگا۔

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّبَّالِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَفْلَسَ، فَقَالَ: لَا قَضِيَّةَ فِيكُمْ بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَفْلَسَ أَوْ مَاتَ فَوَجَدَ رَجُلًا مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کون اس حدیث کو قبول کرے گا۔ (راوی حدیث) ابوالمعتز کون ہے؟ یعنی ہم اس کو نہیں جانتے۔

[قال أبو داود: مَنْ يَأْخُذُ بِهَذَا، أَبُو الْمُعْتَمِرِ مَنْ هُوَ؟ أَيْ لَا نَعْرِفُهُ].

فائدہ: اس حدیث میں بغیر شرط کے قرض خواہ کو اپنا مال لے جانے کی اجازت مذکور ہے۔ پچھلی احادیث میں جو صحیح ہیں اس کی شرطیں بیان ہوئی ہیں کہ لینے والا زندہ ہو اور چیز دینے والے نے قیمت کا کچھ حصہ بھی وصول نہ کیا ہو تو بعینہ اپنا مال لے جاسکتا ہے۔ ورنہ ایسا قرض خواہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ ہوگا اور اسی شرح سے حصہ پائے گا۔ امام ابوداؤد نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد واضح کر دیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس سے پڑھنے والے کو یہ چل جائے گا کہ جو لوگ اس حدیث کی بنا پر اپنی چیز لے جانے کا دعویٰ کریں یا فتویٰ دیں تو قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے اس حدیث کی تحسین کی ہے۔ اس صورت میں اس کے عموم کو گزشتہ احادیث کی رو سے خاص کر دیا جائے گا، یعنی واپسی کے لیے ان شرطوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا جو دوسری احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

باب: ۷۵۔ جس نے کسی لا چار ضعیف متروک جانور کو صحت مند بنالیا ہو تو؟

(المعجم ۷۵) - بَابُ: فِيمَنْ أَحْيَا حَسِيرًا (التحفة ۷۷)

۳۵۲۳۔ جناب عامر شعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”جسے کوئی ایسا جانور ملا ہو کہ اس کے مالک اس کو چارہ دینے سے عاجز آگئے ہوں اور پھر انہوں نے اسے چھوڑ دیا ہو تو جو کوئی اسے لے لے اور

۳۵۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح. وَحَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُمَيْرِيِّ، عَنْ الشَّعْبِيِّ

۳۵۲۴۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۶۸/۳، والبيهقي: ۱۹۸/۶ من حديث أبي داود به * عبید اللہ بن حمید مجهول الحال، روی عنہ جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

لاچار ضعیف اور متروک جانور سے متعلق احکام و مسائل

اسے زندہ کر لے تو وہ اسی کا ہوا۔“

وَقَالَ: عَنْ أَبَانَ أَنَّ عَامِرَ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ وَجَدَ دَابَّةً قَدْ عَجَزَ عَنْهَا أَهْلُهَا أَنْ يَغْلِفُوهَا فَسَبَّوْهَا فَأَخَذَهَا فَأَحْيَاَهَا فَهِيَ لَهُ».

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ) ابان کی حدیث میں فرماتے ہیں: عبید اللہ (بن حمید) کہتے ہیں: میں نے جناب عامر سے پوچھا کہ یہ کس سے مروی ہے؟ تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ کرام سے۔

قَالَ فِي حَدِيثِ أَبَانَ: قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَقُلْتُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت جناب حماد کی ہے اور واضح اور کامل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ حَمَّادٍ، وَهُوَ أَتَيْنُ وَأَتَمُّ.



۳۵۲۵- جناب شعبی رحمہ اللہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی تباہ حال جانور کو چھوڑ دیا ہو اور کوئی دوسرا اسے زندہ کر لے (یعنی علاج معالجہ اور خدمت سے) تو یہ اس کا ہوا جس نے اسے زندہ کیا۔“

۳۵۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَمَّادٍ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ حُمَيْدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ الشَّعْبِيِّ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ دَابَّةً بِمَهْلِكٍ فَأَحْيَاَهَا رَجُلٌ فَهِيَ لِمَنْ أَحْيَاَهَا».

🌞 فائدہ: یہ الگ باب باندھ کر اس مسئلے کو صرف امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے نمایاں کیا ہے۔ اس کے تحت مذکورہ احادیث بھی امام ابوداؤد ہی کی سند سے دوسرے محدثین تک پہنچی ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی جانور بالکل موت کے منہ میں پہنچ چکا ہو اس کی زندگی کی امید ختم ہو چکی ہو اور مالک نے اس سے ہاتھ اٹھالیا ہو تو جو کوئی اسے علاج اور خدمت کے ذریعے سے تندرست کر لے وہ اسی کا ہو جائے گا۔ بنیادی اصول یہ ہوا کہ کسی جاندار کی زندگی ختم ہوتی دکھائی دے اور پہلے مالک نے اسے چھوڑ دیا ہو تو جو اس کو موت سے بچا کر اس کی زندگی کا تسلسل قائم کر لے گا وہ آئندہ کے لیے اس کو استعمال کرے گا۔

⊙ اعضا کی پیوند کاری کا مسئلہ: اپنے اعضا کے بارے میں بعض لوگ وصیت کر جاتے ہیں کہ موت کے بعد دوسرے

۳۵۲۵- تخریج: [ضعیف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۹۸/۶ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

لاچار ضعیف اور متروک جانور سے متعلق احکام و مسائل

ضرورت مندوں کو دے دیے جائیں۔ اس پر بحث و تحقیق جاری ہے۔ اکثر علماء اس کے جواز کے قائل ہیں لیکن جواز کا یہ فتویٰ ضرورت اور مصلحت انسانی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل، مولانا خالد سیف رحمانی، ص: ۲۱۰ تا ۲۱۳) اس کے جواز کے لیے باقاعدہ قیاس صحیح کی کوئی صورت تو اب تک سامنے نہیں آئی۔ صرف یہی کہا جاتا ہے کہ آنکھیں اور گردے وغیرہ انسان کے مرنے کے بعد یقینی طور پر ختم ہو کر مٹی میں مل جانے ہوتے ہیں۔ ان کو اگر اس طرح محفوظ کر لیا جائے کہ ان سے دوسرے انسان فائدہ اٹھالیں، تو اچھی بات ہی ہے۔ جو اہل علم اس کے جواز کے مخالف ہیں ان کی طرف سے یہ نکات اٹھائے جاتے ہیں:

تلبہ مرنے والا کس طرح اپنا عضو دوسرے کے حوالے کرنے کی وصیت کر سکتا ہے جبکہ وہ خود اس عضو کا مالک نہیں ہوتا۔ انسان اپنی جان کا بھی مالک نہیں۔ اسی لیے وہ اپنی جان نہیں لے سکتا۔ انسان اپنی صوابدید پر اپنے اعضا کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس سلسلے میں صحیح مسلم کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ ”حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو پیش کش کی تھی کہ مکہ سے ہجرت کر کے بنودوس کے محفوظ قلعے میں تشریف لے آئیں لیکن یہ سعادت اللہ نے انصار کے لیے مقدر فرمائی تھی اس لیے آپ نے یہ پیش کش قبول نہ کی اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ کی ہجرت کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ بھی اپنی قوم کے ایک ساتھی کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ یہ ساتھی شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے اور تکلیف برداشت نہ کر سکے تو اپنا نیزہ اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ دونوں ہاتھوں سے خون ابل پڑا اور اسی حالت میں ان کی موت واقع ہو گئی۔ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے خواب میں انہیں اچھی حالت میں دیکھا البتہ انہوں نے اپنے ہاتھ ڈھانپ رکھے تھے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ انہوں نے جواب دیا: اپنے نبی کی طرف میری ہجرت کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ حضرت طفیل نے پھر پوچھا: مجھے نظر آ رہا ہے کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ڈھانپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: مجھ سے کہہ دیا گیا کہ ”جو تو نے خود بگاڑا ہے اسے ہم ٹھیک نہیں کریں گے۔“ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کیا تو آپ نے دعا فرمائی: ”اے میرے اللہ! اس کے دونوں ہاتھوں کو (بھی) بخش دے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی ان قاتل نفسه لا یکفر، حدیث: ۱۱۶)

تلبہ بظاہر یہ کافی و قبیح اعتراض ہے لیکن جہاں تک ملکیت کا تعلق ہے یہ ثابت شدہ بات ہے کہ کسی انسان کا کوئی عضو ضائع کر دیا جائے تو اس عضو کی دیت اسی انسان کو دی جاتی ہے۔ خون بہا بھی اس کے اپنے چھوڑے ہوئے ترے کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اپنے اعضا کی ملکیت بھی اسی طرح انسان کو ملی ہوتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دوسری نعمتوں کی ملکیت اسے تفویض کر دی گئی ہوتی ہے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھی صحابی کا عمل یہ نہ تھا کہ انہوں نے موت کے منہ میں جاتے ہوئے اپنے کسی عضو کو بچا لیا ہو بلکہ اس کے بالکل برعکس تھا کہ زندہ ہاتھوں کی رگیں کاٹ کر ہاتھوں کو اور خود کو موت کے سپرد کر دیا، اس لیے ان کا عمل غلط تھا۔ کسی شخص کا وہ عمل جو اس کے برعکس ہے یعنی موت آ جانے کے بعد اپنے اعضا کو بچا کر ان کی زندگی برقرار رکھنے کی اجازت دے تو امید ہے کہ اس کا عمل ناپسندیدہ نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



لاچار ضعیف اور متروک جانور سے متعلق احکام ومسائل

... کتاب الإجارة

بلکہ پسندیدہ ٹھہرے گا۔

تلبہ اعضا کی وصیت کو ناجائز قرار دینے والوں کا دوسرا نکتہ اس حدیث کے حوالے سے ہے کہ [كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْأُثْمِ] (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۶۱۴) ”مردے کی ہڈی توڑنا گناہ میں زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔“ اس پر تمام اعضا کو قیاس کیا جائے گا۔ اور جس طرح زندہ کا عضو کاٹنا گناہ ہے اسی طرح مردہ کا عضو کاٹنا بھی گناہ ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مردہ انسان کی ہڈی توڑنے یا مردے کی آنکھ، کان، ناک کاٹ کر لاش کا مسخ کرنا اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا زندہ کے ساتھ ایسا سلوک کرنا گناہ ہے۔ یہ ایک مجرمانہ عمل ہے اس میں (زندہ یا مردہ حالت میں) دوسرے کی اہانت اور اپنے احساس کے مطابق اس کو اذیت دینے کی مکروہ خواہش کا فرما ہے۔ جس پر وہ یقیناً سخت عذاب کا مستحق ہے۔ اس کے برعکس اگر زندگی میں کسی کا کوئی عضو مردہ ہو جائے جس طرح سنگتین (ماس خورہ وغیرہ کی بیماری) لگنے سے ہاتھ پاؤں وغیرہ مردہ ہو جاتے ہیں تو مردہ اور زندہ کو الگ کر کے مردہ حصے کو دفن کرنا اور جسم کے باقی زندہ حصے کو بچانا ضروری ہے، کیونکہ اس عمل کا مقصد اہانت یا اذیت کے برعکس زندہ حصے کی حفاظت ہے تو ایسا قطع عضو مطلوب ہوگا اور اس کوشش پر اجر و ثواب ملے گا۔ مرنے والے کے ایسے اعضا کو الگ کر لینا جن کو زندہ رکھا جاسکتا ہے اسی پسندیدہ اور ثواب کے عمل سے مشابہ ہے۔ یہ اہانت کے مقصد سے عضو کاٹنے والے کے عمل سے مشابہ نہیں بلکہ اس سے یکسر مختلف عمل ہے۔

تلبہ قصاص میں مجرم کا عضو کاٹ دینا عین تقاضائے اسلام ہے، کیونکہ یہ ایذا یا اہانت کے لیے نہیں بلکہ جس طرح اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ﴾ ”قصاص (بدلہ لینے) میں تمہارے لیے زندگی ہے۔“ یہ عمل مجموعی حیثیت سے حفاظت حیات کے لیے ہے اسی لیے مطلوب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ محض عضو کاٹنا جرم نہیں بلکہ غلط مقصد کے لیے کاٹنا جرم اور اچھے مقصد کے لیے کاٹنا پسندیدہ ہے۔ انسان کے جسم کو کاٹنا کٹ لگانا جرم ہے لیکن جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْكَشْفَاءُ فِي ثَلَاثٍ..... وَشَرْطَةُ مُحْجَمٍ..... الخ (صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الشفاء فی ثلاث، حدیث: ۵۶۸۰) ”شفا تین چیزوں میں ہے: جراح کے نشتر میں.....“ اگر علاج کے لیے جسم کو کاٹا جائے تو یہ جرم نہیں اچھا عمل ہوگا۔ حفاظت حیات، شفا، وغیرہ کے اعلیٰ مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مرنے والے کی وصیت کے مطابق مرنے کے بعد مردہ جسم سے اعضا کو نکال کر انہیں زندہ رکھنے کے عمل کو جرم کے طور پر عضو کاٹنے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس عمل یعنی مردہ حصے کو الگ کر کے بچ سکنے والے اعضا کو بچانے پر قیاس کیا جائے گا۔ اعضا کی پیوند کاری کی ایک صورت یہ ہے کہ زندہ انسان اپنا ایک گردہ دوسرے کو دے دیتا ہے اور ایک گردے کے ساتھ نارمل زندگی گزارتا ہے۔ اگر فیصلہ نیت کو سامنے رکھ کر کیا جائے تو یہ خود اذیتی یا خود کو نقصان پہنچانے والا مجرمانہ عمل نہیں بلکہ اعلیٰ ترین ایثار سے کام لے کر ایک انسان کی زندگی بچانے کا انتہائی قابل احترام عمل ہے اور فرمان الہی: ﴿مَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾ ”جس نے ایک انسان کی زندگی بچائی، اس نے گویا ساری انسانیت کی زندگی بچائی“ کی رو سے ان شاء اللہ قابل تحسین ہی ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



گروہ رکھنے کے احکام و مسائل

... کتاب الإجارة

(المعجم ۷۶) - بَابُ: فِي الرِّهْنِ
(التحفة ۷۸)

☀ فائدہ: قرضہ لینے والا قرضہ دینے والے کو اپنے قرض کی ضمانت کے طور پر کوئی مال وغیرہ دے تو اسے رہن رکھنا اور گروہ رکھنا کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةٌ﴾ (البقرہ: ۲۸۳) ”اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو۔“ اقامت میں بھی رہن ہو سکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے عمل سے ثابت ہے۔

۳۵۲۶- حَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ زَكْرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَبَنُ الدَّرِّ يُحْلَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَالظَّهْرُ يُرَكَّبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَحْلَبُ وَيُرَكَّبُ النَّفَقَةُ».

۳۵۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”دودھ والے جانور کا دودھ نکالا جائے گا جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو اس خرچ کے عوض جو اس پر ہوتا ہے۔ اور سواری والے جانور پر سواری کی جائے گی جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو اس خرچ کے عوض جو اس پر ہوتا ہے۔ جو شخص سواری کرتا ہے اور دودھ نکالتا ہے خرچ بھی اسی پر ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عِنْدَنَا صَحِيحٌ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ (مزعومہ فقہی اصولوں کے برخلاف حدیث برحق ہے۔)

☀ فائدہ: رہن قبضہ میں رکھنے والا جب جانور پر خرچ کرے گا تو اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے خواہ مالک نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ لیکن یہ حکم صرف جانداروں کے بارے میں ہے۔ مکان، گاڑی یا زمین وغیرہ میں یہ حکم جاری نہیں ہوگا اگر کسی نے مکان گروہ لیا ہو تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اس لیے نہ کرایہ پر دے کر اس کا کرایہ کھائے نہ خود رہائش اختیار کرے دونوں صورتوں میں کرایہ مالک مکان کو ادا کرے۔ مکان، دکان کو جانور پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ (دیگر تفصیلات کتب فقہ میں دیکھی جائیں)

۳۵۲۷- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ

۳۵۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الرهن، باب: الرهن مركوب ومحلوب، ح: ۲۵۱۲ من حديث عبد الله بن المبارك به.

۳۵۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن جرير في تفسيره: ۹۲/۱۱ من حديث جرير به، والسند منقطع، وله شاهد حسن عند أبي يعلى، ح: ۶۱۱۰، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۱۲۳۶، وابن حبان، ح: ۲۵۰۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

اولاد کی کمائی میں تصرف سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو نبی ہوں گے نہ شہید مگر قیامت کے روز اللہ کے ہاں (بلند) مراتب و منازل کی وجہ سے انبیاء و شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیں وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں اللہ کی کتاب (یا اللہ کے ساتھ محبت) کی بنا پر محبت کرتے تھے۔ حالانکہ ان کا آپس میں کوئی رشتہ نانا یا مالی لین دین نہ تھا۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ جب لوگ خوف زدہ ہو رہے ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ جب لوگ غمگین و پریشان ہو رہے ہوں گے تو انہیں کوئی غم اور پریشانی نہ ہوگی۔“ آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ ”آگاہ رہو! اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف ہوگا نہ وہ غم کھائیں گے۔“

وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأَنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَاللَّهِ إِنْ وُجِّهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ لَعَلَى نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزَنَ النَّاسُ»، وَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [يونس: ۶۲].

🌞 فائدہ: اس حدیث کا کتاب الربہن سے بظاہر کوئی ربط معلوم نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اہل ایمان آپس میں اللہ فی اللہ محبت کی بنا پر بخوشی ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے پر کامل اعتماد ہوتا ہے۔ اور ربہن لینا دینا کوئی واجب نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَإِنْ آمَنَ بِبَعْضِكُمْ بَعْضًا فُلْيُودِ الَّذِي أُوتِجِنَ أَمَانَتُهُ﴾ (البقرہ: ۲۸۳) ”اور اگر تم میں سے کوئی دوسرے پر اعتبار کرے تو جس شخص پر اعتبار کیا گیا ہو اسے چاہیے کہ دوسرے کی امانت واپس ادا کر دے۔“ یعنی ربہن (گروہی) رکھنا ایک دوسرے پر عدم اعتماد اور امانت و دیانت کے فقدان کی دلیل ہے۔ جہاں اس کے برعکس صورت حال ہوگی یعنی ایک دوسرے کی امانت و دیانت پر اعتماد ہوگا وہاں ربہن کے بغیر بھی قرض کے لینے دینے میں نقصان کا خطرہ نہیں ہوگا۔ اور ایسا ہی معاشرہ اسلام کا مثالی معاشرہ ہے اس حدیث میں اسی معاشرے کی طرف اشارہ ہے۔

باب: ۷۷- باب اپنے بیٹے کی کمائی
کھا سکتا ہے

(المعجم ۷۷) - بَابُ الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ
مَالِ وَلَدِهِ (التحفة ۷۹)



... کتاب الإجارة

اولاد کی کمائی میں تصرف سے متعلق احکام و مسائل

۳۵۲۸- عمارہ بن عمیر کی پھوپھی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایک یتیم میری کفالت میں ہے کیا میں اس کے مال میں سے کھا سکتی ہوں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”انتہائی پاکیزہ مال جو انسان کھاتا ہے وہی ہے جو اس کی اپنی کمائی کا ہو انسان کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہی ہے۔“

۳۵۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ: فِي حَجَرِي يَتِيمٌ أَفَأَكُلُ مِنْ مَالِهِ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ، مِنْ كَسْبِهِ، وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ».

۳۵۲۹- عمارہ بن عمیر اپنی والدہ سے وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہے بلکہ بہترین کمائی ہے چنانچہ تم ان کے مالوں میں سے کھا سکتے ہو۔“

۳۵۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان نے اس روایت میں زیادہ کیا ہے۔ (تم ان کی کمائی کھا سکتے ہو) ”جب تم ضرورت مند ہو۔“ مگر یہ اضافہ منکر (ضعیف) ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ زَادَ فِيهِ: «إِذَا احتَجَجْتُمْ وَهُوَ مُنْكَرٌ».

۳۵۳۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

۳۵۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ:

۳۵۲۸- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي في الكبرى: ۴/۴، ح: ۶۰۴۳ من حديث يحيى القطان عن سفيان الثوري به، ووقع في المجتبى، ح: ۴۴۵۴ وهم، ورواه الترمذي، ح: ۱۳۵۸، وقال: "حسن صحيح"، وابن ماجه، ح: ۲۲۹۰ من حديث عمارة به، وانظر الحديث الآتي.

۳۵۲۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الطيالسي، ح: ۱۵۸۰ عن شعبة به، ومن طريقه رواه البيهقي: ۴۸/۷، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۴۶/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي: ۳۵۳۰.

۳۵۳۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/۲۱۴ من حديث يزيد بن زريع به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۹۲، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۹۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

غصب شدہ چوری شدہ یا گم شدہ ملکیت سے متعلق احکام و مسائل
اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ
کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے
پاس مال ہے اور اولاد بھی اور میرا والد میرے مال کا
ضرورت مند رہتا (یعنی لیتا رہتا) ہے۔ آپ ﷺ نے
فرمایا: ”تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے۔ بے شک
تمہاری اولاد میں تمہاری بہترین کمائی ہیں چنانچہ تم اپنی
اولادوں کی کمائی سے کھا سکتے ہو۔“

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ
الْمُعَلَّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا، وَإِنَّ
وَالِدِي يَجْتَاحُ مَالِي. قَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ
لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ
فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ».

☀️ فائدہ: اسلامی تعلیمات خاندانی اکائی کو از حد مضبوط بنانے کی داعی ہیں۔ اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کی
کفالت کریں اور اسے اپنی سعادت جانیں۔ اور والدین کو بھی بغیر کسی اجازت کے اپنی اولاد کی کمائی سے اپنی لازمی
ضروریات پوری کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اس معاملے میں کسی جانب سے بھی افراط و تفریط نہیں ہونی
چاہیے۔ اس حدیث سے یہ مفہوم کشید کرنا جائز نہیں کہ بیٹے کا مال کلی طور پر باپ ہی کا ہے۔ بلکہ اسی حد تک جائز ہے کہ
اپنی لازمی ضروریات لے لے۔ اللہ کی شریعت میں ان دونوں کی ملکیت اور تصرف علیحدہ علیحدہ ہے۔ اسی بنا پر ان میں
وراثت چلتی ہے اگر ملکیت اور تصرف میں فرق نہ ہو تو وراثت کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ حدیث کا مقصد بنیادی لازمی
ضروریات کا حاصل کرنا ہے نہ کہ اولاد کی کمائی کو بے دردی سے خرچ کر کے اسے اجاڑنا۔ واللہ اعلم۔ نیز یہ کمائی اس
صورت میں حلال ہوگی جب اولاد کی کمائی کا مصدر حلال اور طیب ہوگا۔

(المعجم ۷۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَحْدُ
عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ (التحفة ۸۰)
باب: ۷۸- جب کوئی شخص اپنا مال بعینہ کسی
کے پاس پائے؟

۳۵۳۱- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا مال بعینہ کسی
کے پاس پائے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے (لہذا وہ
لے لے) اور (جس کے پاس یہ پایا گیا ہے) اسے چاہیے
کہ اپنے بیچنے والے کے درپے ہو (اس پر دعویٰ کرے)۔“

۳۵۳۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا
هُشَيْمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ السَّائِبِ، عَنْ قَتَادَةَ،
عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ
رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ وَتَبِعَ الْبَيْعَ مَنْ بَاعَهُ».

☀️ فائدہ: کوئی غصب شدہ چوری شدہ یا گمشدہ مال اگر کسی کے پاس ملے تو وہ اصل مالک کا حق ہے۔ یعنی خریدار تو وہ

۳۵۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيهقي، باب الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق،
ح: ۴۶۸۵ من حديث عمرو بن عون * قتادة عن.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal



قبضہ میں آئے ہوئے مال میں سے اپنے حق کے بقدر لے لینے کا بیان

مال اصل مالک کو دے دے اور اپنا نقصان یعنی اس مال کی قیمت اس سے وصول کرے جس سے اس نے خریدا تھا۔

(المعجم ۷۹) - **بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ** باب: ۷۹- جو کوئی قبضہ میں آئے مال میں سے
حَقُّهُ مِنْ تَحْتِ يَدِهِ (التحفة ۸۱) اپنے حق کے بقدر لے لے تو؟

۳۵۳۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هَذَا أُمَّ مُعَاوِيَةَ جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَإِنَّهُ لَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَنَبِيٍّ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَخْذَ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا. قَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَبَنِيكِ بِالْمَعْرُوفِ».

۳۵۳۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہندام معاویہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: بے شک (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے اور مجھے اس قدر نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو۔ اگر میں اس کے مال میں سے کچھ لے لوں تو کیا مجھے کوئی گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس قدر لے لیا کرو جو دستور کے مطابق تجھے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① بیوی اور بچوں کا خرچ شوہر کے ذمے ہے اور اس پر واجب ہے کہ دستور کے مطابق مہیا کرے۔ ② مصلحت کی غرض سے زوجین یا احباب ایک دوسرے کے بعض عیب ذکر کریں تو جائز ہے۔ ③ بعض اوقات قاضی اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر گواہ طلب کیے بغیر بھی فیصلہ دے سکتا ہے۔ ④ اگر کوئی شخص کسی کا حق ادا نہ کر رہا ہو تو جائز ہے کہ اس کے امانتی مال میں سے اپنے حق کے برابر لے لے۔ (خطابی- نیز دیکھیے حدیث: ۳۵۳۳)

۳۵۳۳- حَدَّثَنَا حُشَيْبُ بْنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمَسِّكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرْجٍ أَنْ أَنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ

۳۵۳۳- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے۔ میں اگر اس کے مال میں سے اس کے عیال (بچوں) پر اس کی اجازت کے بغیر خرچ کروں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دستور کے مطابق خرچ کرو تو

۳۵۳۲- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب من أجرى أمر الأمصار على ما يتعارفون بينهم في البيوع والإجارة... الخ، ح: ۲۲۱۱، ومسلم، الأفضية، باب قضية هند، ح: ۱۷۱۴ من حديث هشام بن عروة به.

۳۵۳۳- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۱۶۶۱۲، ورواه البخاري، ح: ۳۸۲۵ من حديث الزهري به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

قبضے میں آئے ہوئے مال میں سے اپنے حق کے بقدر لے لینے کا بیان

مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَرَجَ تَمْرُكُوئِي حَرَجَ نَبِيٍّ»
عَلَيْكَ أَنْ تُتَّقِيَ بِالْمَعْرُوفِ.

۳۵۳۴- جناب یوسف بن ماہک کی کا بیان ہے کہ فلاں آدمی کئی تیسوں کا سرپرست تھا اور میں اس کا خرچ لکھا کرتا تھا۔ ان تیسوں نے اسے ایک ہزار درہم کا مغالطہ دیا جو اس نے ان کو ادا کر دیا۔ پھر میں نے (کاتب نے) ان کے مال میں دو گنا پایا۔ میں نے اس سے کہا: وہ ہزار جو انہوں نے تجھ سے (مغالطہ دے کر) لیے ہیں نکال لو۔ اس (ولی) نے کہا: نہیں۔ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا: جو تجھے امین بنائے تو اس کی امانت اسے واپس کر دے اور جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔“

۳۵۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ الْمَكِّيِّ قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ لِفُلَانٍ نَفَقَةَ أَثْنَامَ كَانُوا وَلِيَهُمْ فَعَالَطُوهُ بِأَلْفٍ دِرْهَمٍ فَأَدَّاهَا إِلَيْهِمْ فَأَدْرَكْتُ لَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَيْهَا. قَالَ: قُلْتُ: أَقْبِضِ الْأَلْفَ الَّذِي ذَهَبُوا بِهِ مِنْكَ. قَالَ: لَا. حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

۳۵۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تجھے امین بنائے تو اس کی امانت اسے ادا کر دے اور جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔“

۳۵۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: أَخْبَرَنَا طَلْقُ بْنُ عَنَامٍ عَنْ شَرِيكِ: قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: وَقَبَسَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

🌞 فائدہ: عام قسم کے معاملات میں اگر کوئی کسی پر زیادتی کرے تو ادا لے کا بدلہ لیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم نے ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا﴾ (الشوری: ۴۰) ”برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔“ کے قاعدے سے اس کی اجازت دی ہے مگر ایسے حقوق جن میں حدود لاگو ہوتی ہیں ان کا فیصلہ کرنا حاکم کا کام ہے۔ اسی طرح خیانت کا

۳۵۳۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۱۴/۳ من حديث حميد الطويل به، وعن عن، والحديث الآتي يغني عنه.

۳۵۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب: أد الأمانة إلى من ائتمنك، ح: ۱۲۶۴ من حديث طلق بن غنام به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴۶/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا كلها ضعيفة * شريك مدلس وعن عن، وقبس ضعيف.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



معاملہ بھی خاص ہے کہ اگر کسی نے ظلم سے حق مار لیا ہو اور واپس کرنے سے انکاری ہو اور پھر اتفاق سے اس کی کوئی امانت یا عاریت مظلوم کے ہاتھ آ جائے تو کیا وہ اپنا حق رکھ کر واپس کرے یا امانت پوری طرح واپس کر دے۔ احادیث مندرجہ بالا خیانت کی اجازت نہیں دیتیں اور خیانت ہمیشہ دھوکے اور چوری سے ہوتی ہے تو کسی مسلمان کو اس کی عام اجازت نہیں دی جاسکتی۔ البتہ اگر صراحت کر دے کہ میں اپنا فلاں حق وصول کر رہا ہوں تو جائز ہوگا۔

(المعجم ۸۰) - **بَابُ: فِي قَبُولِ** باب: ۸۰- ہدیہ قبول کرنے کا بیان
(التهفة ۸۲)

۳۵۳۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّوَاسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَيْسَى، هُوَ ابْنُ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّعِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثَبِّبُ عَلَيْهَا.

۳۵۳۶- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدل بھی دیا کرتے تھے۔

🌞 **فائدہ:** مسنون اور مستحب ہے کہ انسان ہدیے کا معقول بدل دیا کرے اس سے طرفین میں محبت بڑھتی ہے۔ اگر مالی طور پر کچھ نہ دے سکے تو بہت زیادہ شکریہ ادا کرے۔ (سنن ابی داؤد، الأدب، حدیث: ۴۸۱۱ وما بعد) اور حدیث میں یہ بھی ہے: ”جس نے اپنے محسن کو [خَيْرًا] اللہ خیراً کہہ دیا تو اس نے اس کی بہت تعریف کی۔“ (جامع الترمذی، البر والصلة، حدیث: ۲۰۳۵) ہدیہ (عطیہ) اور ہبہ میں یہ فرق ہے کہ ہدیہ دینے والا اس شخص کے قریب ہونا چاہتا ہے جس کو وہ ہدیہ دیتا ہے۔ جب کہ ہبہ میں یہ غرض نہیں ہوتی۔

۳۵۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں آج کے بعد کسی کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا سوائے اس کے کہ کوئی مہاجر قریشی ہو یا انصاری یا دوسی یا ثقفی۔“

۳۵۳۶- **تخریج:** أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب المكافأة في الهبة، ح: ۲۵۸۵ من حديث عيسى بن يونس به.

۳۵۳۷- **تخریج:** [صحیح] أخرجه الترمذی، المناقب، باب في ثقیف وبنی حنیفة، ح: ۳۹۴۶ من حديث محمد ابن إسحاق به، وقال: "حسن" ورواه ابن عجلان وغيره عن سعيد المقبري به، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح: ۱۱۴۵ وغيره، وهو بها صحيح.

ہدیہ سے متعلق احکام و مسائل

... کتاب الإجارة

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَأَيْمُ اللَّهِ لَا أَقْبَلُ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا مِنْ أَحَدٍ هَدِيَّةً إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُهَاجِرًا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا أَوْ دَوْسِيًّا أَوْ ثَقَفِيًّا».

🌞 فائدہ: دراصل بعض لوگ بہت زیادہ بدلہ لینے کی غرض سے نبی ﷺ کو ہدیہ دینے لگے تھے۔ تب آپ نے یہ عزم ظاہر فرمایا اور مذکورہ خاندانوں کے لوگ طبعاً غنی تھے اور ان میں بالعموم طمع نہیں ہوتی تھی۔

(المعجم ۸۱) - باب الرجوع في الهبة
(التحفة ۸۳)

۳۵۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہدیہ دے کر واپس لے لینے والا ایسے ہے جیسے کوئی قے کرے اور پھر اسے کھالے۔“

۳۵۳۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا أَبَانُ وَهَمَامٌ وَشُعْبَةُ قَالُوا: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْتِهِ».

ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں: قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم تو قے کو حرام سمجھتے ہیں۔

قَالَ هَمَامٌ وَقَالَ قَتَادَةُ: وَلَا نَعْلَمُ الْقَيَّءَ إِلَّا حَرَامًا.

۳۵۳۹- حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کو حلال نہیں کہ کوئی عطیہ دے یا ہدیہ اور پھر اسے واپس لوٹا لے۔ سوائے باپ کے جو وہ اپنے بیٹے کو دے (تو واپس لے سکتا ہے)۔ اس شخص کی مثال جو عطیہ دے کر واپس

۳۵۳۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلَّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَجِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً أَوْ يَهَبَ هِبَةً فَيَرْجِعَ

۳۵۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقة، ح: ۲۶۲۱ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض ... الخ، ح: ۱۶۲۲/۷ من حديث شعبة به.

۳۵۳۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح: ۱۲۹۹ من حديث حسين المعلم به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۳۷۲۰، وابن ماجه، ح: ۲۳۷۷، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۹۴، والحاكم، ۴۶/۲، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہدیہ سے متعلق احکام و مسائل

فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثْلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَإِذَا شَبِعَ فَأَتَتْهُ عَادٌ فِي قَيْئِهِ» .
 لے لیتا ہے اس کتے کی سی ہے جو کھاتا ہے جب پیٹ بھر جائے تو قے کر دیتا ہے اور پھر دوبارہ اسی کو کھانے لگ جاتا ہے۔“

☀️ فائدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ [لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ] (صحیح البخاری) الہبة و فضلها والتحريض علیہا“ حدیث: (۲۶۲۲) ”گندی مثال ہمارے لیے نہیں۔“ یعنی کسی صاحب ایمان کے لیے اس طرح کا ہونا قطعاً ٹھیک نہیں۔ تاہم باپ بیٹے کا رشتہ ایک خصوصیت رکھتا ہے اس بنا پر صرف باپ کو اس کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ بیٹے کو ہدیہ دے کر واپس لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بیٹے کے مال پر باپ کا استحقاق بھی اس طرح ہے کہ گویا وہی اس کا مالک ہے۔

۳۵۴۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: [أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ] أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَثْلُ الَّذِي يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَبْقِيءُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُؤَقِّفْ، فَلْيَعْرِفْ بِمَا اسْتَرَدَّ، ثُمَّ لِيَدْفَعْ إِلَيْهِ مَا وَهَبَ» .
 ۳۵۴۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہدیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے جو قے کرتا اور پھر دوبارہ اسے کھانے لگتا ہے۔ تو جب کوئی بہرہ کرنے والا اپنا عطیہ واپس لینے لگے تو اسے سرعام کھڑا کیا جائے اور جو واپس لے رہا ہو اس کے متعلق پوچھا جائے پھر وہ چیز اسے واپس دے دی جائے۔“

☀️ فائدہ: ہدیہ دے کر واپس لینا اخلاق و مروت کے منافی ہے۔ علاوہ ازیں کسی کو از خود دے کر اس سے واپس لینا اس کے لیے بے عزتی اور تکلیف کا باعث ہے۔ بنا بریں اس عمل کی حوصلہ شکنی کے لیے یہ حکم دیا گیا کہ سب کے سامنے اس سے پوچھا جائے کہ دینے اور دے کر لینے کا مقصد کیا ہے؟ ایسا تو نہیں کہ دوسرے کی تذلیل مقصود ہو؟ اور یہ ارشاد تجذیر کے لیے ہے۔ یعنی اس مذموم فعل کی شاعت کو مزید واضح کرنے کے لیے تاکہ انسان اس طرح کرنے سے بچے۔

(المعجم ۸۲) - بَابُ فِي الْهَدِيَّةِ
 لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ۸۴)

۳۵۴۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ ۳۵۴۱- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی

۳۵۴۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۵ / ۲ من حديث أسامة بن زيد به .

۳۵۴۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۶۱ / ۵ من حديث عبيد الله بن أبي جعفر به .

... کتاب الإجارة

عطیہ سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے کسی بھائی کی سفارش کی اور پھر اسے اس پر کوئی ہدیہ دیا تو اگر اس نے اسے قبول کر لیا تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔“

السَّرْح: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ شَفَاعَةً فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرَّبِّ».

🌞 فائدہ: مسلمان بھائی کے جائز حق کے بارے میں سفارش کرنا یا درست کاموں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا اسلامی شرعی حق ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کا بہت اجر ہے۔ ایسے کام پر ہدیہ قبول کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ بلکہ اس طرح سارا اجر و ثواب غارت ہو جاتا ہے۔ یہ رشوت ستانی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔

باب: ۸۳- باپ کا عطیہ دینے میں اپنے کسی بچے کو ترجیح دینا؟

(المعجم ۸۳) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُفَضِّلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي التَّحْلِ (التحفة ۸۵)

۳۵۴۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا۔ اسماعیل بن سالم نے یوں کہا: دوسرے بچوں کے مقابلے میں مجھے اپنا ایک غلام عطیہ کیا۔ پس میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں اس عطیے پر گواہ بنالو۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو گواہ بنانے کے لیے یہ بات بتائی اور کہا کہ میں نے اپنے بیٹے نعمان کو عطیہ دیا ہے اور (میری اہلیہ) عمرہ نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنالوں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا تیرے اس کے علاوہ اور بھی بچے ہیں؟“ کہا کہ ہاں۔ فرمایا: ”تو

۳۵۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ: وَأَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ: وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ الشَّعْبِيِّ: وَأَبَانَا مُجَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَنْحَلَنِي أَبِي نُحْلًا- قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ: نَحَلَهُ غَلَامًا لَهُ- قَالَ: فَقَالَتْ لَهُ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ ابْنَتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَشْهَدُهُ، فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ. قَالَ فَقَالَ لَهُ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي النُّعْمَانَ نُحْلًا وَإِنَّ عَمْرَةَ سَأَلَتْنِي أَنْ

۳۵۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] إلا قوله "إن لهم عليك، من الحق ... أن يبروك" فلم أجد له شاهدًا، والباقي صحيح، وهو في مسند أحمد: ۲۷۰/۴، ورواه مسلم، ج: ۱۷/۱۶۲۳ من حديث داود بن أبي هند، والبخاري، ج: ۲۵۸۷ من حديث الشعبي به * مجالد ضعيف.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

عطیہ سے متعلق احکام و مسائل

کیا تو نے ان سب کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے جو نعمان کو دیا ہے؟“ کہا: نہیں۔ یہاں بعض محدثین کے لفظ ہیں: ”یہ ظلم ہے۔“ اور بعض نے کہا: ”یہ مجبوری اور لاچارگی کا معاملہ ہے۔ (خوشی کا نہیں ورنہ تو سبھی کو دیتا) اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔“ مغیرہ کی روایت میں ہے: ”کیا تجھے پسند نہیں کہ تیرے ساتھ خدمت اور احسان کرنے میں سب بچے برابر ہوں؟“ کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔“ مجاہد کے الفاظ ہیں: ”ان کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان سب میں عدل کرے جیسے کہ ان سب پر لازم ہے کہ تیری خدمت کریں۔“

أَشْهَدَكَ عَلَى ذَلِكَ. قَالَ: فَقَالَ: «أَلَاكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «فَكُلُّهُمْ أُعْطِيتَ مِثْلَ مَا أُعْطِيتَ الثُّعْمَانُ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ: «هَذَا جَوْرٌ»، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «هَذَا تَلَحُّظٌ فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي»، قَالَ مُغِيرَةُ فِي حَدِيثِهِ: «أَلَيْسَ سِرُّكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبَرِّ وَاللُّطْفِ سِوَاهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي» - وَذَكَرَ مُجَاهِدٌ فِي حَدِيثِهِ: «إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَهُمْ كَمَا أَنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَبْرُوكَ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا: بعض راویوں نے [أَكُلُّ بَيْنِكَ؟] کہا اور بعض نے [وَلَدَكَ] کہا۔ ابن ابی خالد نے شعی سے روایت کرتے ہوئے کہا: [أَلَاكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟] ”کیا تیرے اس کے علاوہ بھی بیٹے ہیں؟“ اور ابو الضحیٰ نے حضرت نعمان بن بشیر رحمہ اللہ سے روایت کیا [أَلَاكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَعْضُهُمْ: «أَكُلُّ بَيْنِكَ؟» وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «وَلَدِكَ»، وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ فِيهِ: «أَلَاكَ بَنُونَ سِوَاهُ»، وَقَالَ أَبُو الضُّحَى عَنْ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: «أَلَاكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟».

🌞 فوائد و مسائل: ① والدین پر واجب ہے کہ عطیہ و ہدیہ کے سلسلے میں سب اولاد اڈلے کے اور لڑکیوں میں بلا امتیاز برابری رکھیں۔ اور اگر کوئی بچہ زیادہ خدمت کرتا ہو تو وہ اس کی اپنی سعادت ہے جس کا اجرا سے اللہ کے ہاں ملے گا۔ علاوہ ازیں اسے ماں باپ کی شفقت اور دعائیں بھی زیادہ حاصل ہوں گی، لیکن والدین مالی لحاظ سے اسے دوسروں پر ترجیح نہیں دے سکتے، اگر ایسا کریں گے تو یہ ظلم ہوگا۔ ② اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کی خدمت اور احسان مندی کو سعادت جانیں اور اس طرح مت سوچیں کہ فلاں تو کرتا نہیں۔ بلکہ یوں سوچیں کہ یہ خدمت میں سے ہی کرنی ہے۔ ③ ظلم کا گواہ بننا بھی ناجائز اور گناہ میں تعاون ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِلْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة: ۲) یعنی ”گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔“ ④ داعی اور مربی پر

لازم ہے کہ حق سمجھانے میں مخاطب کو فکری اور نظری اعتبار سے قائل اور مطمئن کرے۔ ⑤ اس روایت میں مجاہد کے الفاظ کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

۳۵۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي التَّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا هَذَا الْغُلَامُ؟» قَالَ: غُلَامِي أَعْطَانِيهِ أَبِي، قَالَ: «فَكُلَّ إِخْوَتِكَ أَعْطَى كَمَا أَعْطَاكَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارُدُّهُ».

۳۵۴۳- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک غلام عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”یہ غلام کیا اور کیسا ہے؟“ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا غلام ہے میرے والد نے مجھے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا اس نے تیرے سب بھائیوں کو اسی طرح دیا ہے جیسے تجھے دیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اسے واپس کر دے۔“

🌞 فائدہ: ظلم کا مال بلا طلب بھی ملے تو نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ واپس کر دیا جائے۔ قبول کر لینے میں ظالم اور اس کے معاملے کی تائید و توثیق اور اس کی معاونت ہے۔ اور واپس کر دینے میں اس سے براءت اور اس کی حوصلہ شکنی ہے۔

۳۵۴۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ الْمُهَلَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ التَّعْمَانُ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ، اعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ».

۳۵۴۴- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد میں عدل کرو اپنی اولاد میں عدل کرو۔“

🌞 فائدہ: جب کوئی شخص اپنی اولاد کو عطیہ دینا چاہے تو لازم ہے کہ لڑکے لڑکی خدمت گزار غیر خدمت گزار چھوٹے بڑے عالم جاہل اور عاقل غنی وغیرہ میں کوئی تمیز نہ کرے کسی کو محروم نہ رکھے اور جس قدر ممکن ہو سب کو برابر دے۔ البتہ اگر عطیہ یا ہدیے کی بجائے کسی شخص کی سرے سے نیت ہی یہ ہو کہ اس کے مرنے کے بعد جو کچھ ترکہ یا ورثہ ہوگا اسے موت سے پہلے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس صورت میں ورثے کے بارے میں اللہ کے احکام کی پابندی لازمی ہوگی۔

(المغنی لابن قدامة، کتاب الہبۃ والعطیۃ، المفاضلۃ أو التخصیص بین الأولاد و حکمہا.....) اگر

۳۵۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، الہبات، باب کراهۃ تفضیل بعض الأولاد فی الہبۃ، ح: ۱۶۲۳/۱۲ من حدیث جریر بہ.
۳۵۴۴- تخریج: [إسناده صحیح] أخرجه النسائي، النحل، باب ذکر اختلاف ألفاظ الناقلین لخبر نعمان بن بشیر فی النحل، ح: ۳۷۱۷ عن سلیمان بن حرب بہ.

... کتاب الإجارة

عطیہ سے متعلق احکام و مسائل

پابندی نہ کی گئی تو زندگی میں تقسیم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں میں کمی بیشی کرنے کا ایک حیلہ قرار پائے گی جو کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں۔ عطاء، شریح، اسحاق اور محمد بن حسن جیسے فقہاء تو زندگی میں دیے جانے والے عام عطیہ کو بھی وراثت کے حصوں کے مطابق تقسیم کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ (المغنی لابن قدامة: کتاب الہبة و العطیة، بیان من یقبض الہبة للصبی.....) لیکن ان کی رائے سے اتفاق کرنا اس لیے ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”عطیہ دیتے ہوئے اپنی اولاد میں مساوات رکھو اگر میں نے کسی کو ترجیح دینی ہوتی تو عورتوں کو ترجیح دیتا۔“ (فتح الباری، کتاب الہبة وفضلہا، باب الإشهاد فی الہبة) کسی بچے کو عاق کہہ کر محروم کرنا بھی جائز نہیں ہاں خدا نخواستہ کوئی دائرۃ اسلام سے نکل جائے تو نہ وہ وارث بن سکتا ہے نہ اس کا ورثہ مسلمان لے سکتا ہے۔

۳۵۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا: آپ میرے اس بیٹے کو اپنا غلام ہدیہ کر دیں اور میری خاطر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بھی بنائیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ فلاں کی دختر (اس کی اپنی بیوی عمرہ بنت رواحہ) نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو ایک غلام دوں اور اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بناؤں۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا اس کے اور بھائی ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں آپ نے پوچھا: ”کیا ان سب کو بھی تو نے اس جیسا (غلام) دیا ہے جیسا اس کو دیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: ”یہ درست نہیں ہے اور میں صرف حق کا گواہ بنتا ہوں۔“



فائدہ: اہم معاملات میں گواہ بنالینا مستحب ہے اور گواہی ہمیشہ حق و انصاف پر دینی چاہیے۔ کسی ظلم کے معاملے پر گواہ بننا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

(المعجم ۸۴) - بَابُ: فِي عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ
بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ۸۶)
باب: ۸۴- بیوی کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا

۳۵۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، الہبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الہبة، ح: ۱۶۲۴ من حدیث زہی ابن معاویة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۵۴۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ وَحَبِيبِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ أَمْرٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا».

۳۵۴۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کسی عورت کی عصمت کا مالک بن جائے (یعنی عورت اس کے نکاح میں آجائے) تو اس عورت کو جائز نہیں کہ اپنے ذاتی مال میں بھی تصرف کرے۔“

☀ فائدہ: شوہر کے مال میں تصرف کے لیے واجب ہے کہ اس کی اجازت سے ہو۔ اور عورت کا اپنے مال میں تصرف بھی شوہر کی موافقت سے ہو تو بہت عمدہ ہے۔ ورنہ بلا اجازت بھی خیر کے معاملات میں تصرف کر سکتی ہے جیسے کہ صحابیات کو صدقات کی ترغیب دی جاتی تو وہ صدقات دیتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ قبول فرماتے تھے۔

۳۵۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا».

۳۵۴۷- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا جائز نہیں۔“

☀ فائدہ: یعنی شوہر کے مال میں سے کیونکہ عورت اس کی امین ہوتی ہے۔ اور یہ ممانعت اس وقت اور مؤکد ہو جاتی ہے جب عورت مالی معاملات میں ناواں ہو۔

(المعجم ۸۵) - بَابُ فِي الْعُمَرَى (التحفة ۸۷)

باب: ۸۵- عمری یعنی زندگی بھر کے لیے عطا کر دینا

۳۵۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ أَنْ تَبْذُرَ مَالَهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا».

۳۵۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

۳۵۴۶- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العمري، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح: ۳۷۸۷ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۲۶۶، والحاكم: ۴۷/۲، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ۲۳۸۸.

۳۵۴۷- [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، الزكوة، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح: ۲۵۴۱ من حديث خالد بن الحارث به.

۳۵۴۸- [تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرى والرقبي، ح: ۲۶۲۶ من حديث همام، ومسلم، الهبات، باب العمرى، ح: ۱۶۲۶ من حديث قتادة به.

... کتاب الإجارة

عمری کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْعُمَرَى جَائِزَةٌ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”عمری (عمر بھر کے لیے دیا گیا عطیہ) ہمیشہ ہمیش کے لیے (محبوب لہکا) ہو جاتا ہے۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث میں [جائزہ] کے معنی [مَاضِيَّةٌ وَ مُسْتَمِرَّةٌ] ہیں یعنی مرنے کے بعد محبوب لہ (جس کو ہمہ کیا گیا) کی اولاد اس کی وارث ہوگی۔ خواہ وہ اولاد کا ذکر کرے یا نہ کرے، جیسے کہ آگے والی احادیث سے واضح ہے۔

۳۵۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

۳۵۴۹- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل بیان کیا ہے۔

۳۵۵۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «الْعُمَرَى لِمَنْ وَهَبَتْ لَهُ».

۳۵۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”عمری اسی کے لیے باقی رہے گا جس کو عطیہ دیا گیا ہو۔“

۳۵۵۱- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَّائِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَعْمَرَ عُمَرَى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

۳۵۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے زندگی بھر کے لیے کوئی عطیہ دیا گیا تو یہ اس کا اور اس کے وارثوں کا ہوا۔ اس (عطیہ) کے وارث وہی ہوں گے جو اس کی اولاد میں سے اس کے وارث ہوں گے۔“

۳۵۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي

۳۵۵۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی

۳۵۴۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في العمرى، ح: ۱۳۴۹ من حديث قتادة به.

۳۵۵۰- تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرى والرفق، ح: ۲۶۲۵، ومسلم، الهبات، باب العمرى، ح: ۱۶۲۵ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۳۵۵۱- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، العمرى، باب ذكر الاختلاف على الزهري فيه، ح: ۳۷۷۱ من حديث الأوزاعي به، وللحديث شواهد.

۳۵۵۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ۱۷۳/۶ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ۳۷۷۲، وانظر

عمری کے احکام و مسائل

... کتاب الإجارة

الْحَوَارِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بِمَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ.
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد نے
بواسطہ زہری ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ
سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ اور درج ذیل باب کی تمام احادیث پر نظر ڈالنے سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ”عمر بھر کے لیے عطیہ“
دینے والے نے مویوبہ لہ کی اولاد کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو یا اس کی اولاد کو منتقل ہو جائے گا۔ اگر دینے والا بالفرض عمر
بھر کی صراحت کر بھی دے تو بقول بعض شراح و فقہاء یہ شرط لغو ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور یہی رائج ہے۔
(ان شاء اللہ) تاہم فقہاء میں بعض ایسے بھی ہیں جو اسے ”عاریت“ کے مفہوم میں باور کرتے ہوئے واپس
ہوجانے کے قائل ہیں۔

(المعجم ۸۶) - باب مَنْ قَالَ فِيهِ وَلَعَقِبِهِ
(التحفة ۸۸)

باب: ۸۵- جس شخص نے عمری کے ہدیے میں
(مویوبہ لہ کی) اولاد کے لیے بھی صراحت کی ہو

۳۵۵۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی کو اور اس کی
اولاد کو عمر بھر کے لیے عطیہ دیا گیا ہو تو یہ اسی کا ہوا جس کو
دیا گیا ہو۔ یہ دینے والے کو واپس نہیں لوٹے گا“ کیونکہ
اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت چل نکلی ہے۔“

۳۵۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ
فَارِسٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ
ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ يَعْنِي ابْنَ أَنَسٍ، عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا
رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمُرِي لَهُ وَلَعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي
يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أُعْطَاهَا لِأَنَّهُ
أُعْطِيَ عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

❖ الحديث السابق.

۳۵۵۳- تخریج: أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرى، ح: ۱۶۲۵ من حديث مالك به، وهو في
الموطأ (يحيى): ۷۵۶/۲، وانظر، ح: ۳۵۵۰.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عمری کے احکام و مسائل

۳۵۵۴- جناب ابن شہاب رحمہ اللہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

۳۵۵۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: [حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ:] حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں جیسا کہ اس روایت کو عقیل اور یزید بن ابی حبیب نے بواسطہ ابن شہاب اسی طرح روایت کیا ہے۔ البتہ اوزاعی کے الفاظ میں اختلاف ہے جو کہ ابن شہاب سے نقل ہوئے ہیں۔ اور فلیح بن سلیمان نے حدیث مالک کی طرح روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، وَاخْتَلَفَ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ فِي لَفْظِهِ وَرَوَاهُ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِثْلَ ذَلِكَ.

۳۵۵۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا: ”عمری جسے رسول اللہ ﷺ نے (ہمیشہ کے لیے) نافذ قرار دیا ہے وہی ہے کہ یوں کہے: ”یہ تیرے لیے ہے اور تیری اولاد کے لیے ہے۔“ اور جب یوں کہے: ”تیرے جیتے جی یہ تیرے لیے ہے۔“ تو یہ اس کے مالک کو لوٹ آئے گا۔

۳۵۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّمَا الْعُمَرَى الَّتِي أَجَارَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ: هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ، فَأَمَّا إِذَا قَالَ: هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا.

فائدہ: یہ وضاحت حضرت جابر رحمہ اللہ کا اپنا فہم ہے۔ ورنہ دیگر صریح مرفوع احادیث میں [وَلِعَقِبِكَ] تیری اولاد کے لیے کی شرط مذکور نہیں ہے۔

۳۵۵۶- حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”رُقْبَى یا عُمَرَى کے انداز میں ہدیہ مت کیا کرو۔ جسے کوئی چیز بطور رقبی یا عمری دی گئی ہو تو یہ

۳۵۵۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

۳۵۵۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق .

۳۵۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الهيات، باب العمرى، ح: ۲۳/۱۶۲۵ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۱۶۸۸۷، ومسند أحمد: ۲/۲۹۴.

۳۵۵۶- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، العمرى، باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرى، ح: ۳۷۱۲ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، ح: ۳۱/۱۶۲۵ من حديث عطاء به، انظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رقیبی کے احکام و مسائل

. . . کتاب الإجارة

«لَا تُرْقِيُوا وَلَا تُعْمِرُوا فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا أَوْ اس کے وارثوں کی ہوگئی۔ (یعنی جسے دی گئی ہو۔)»
أَعْمَرَهُ فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ.

🌞 فائدہ: [رقیبی] میں اس انداز سے ہدیہ دیا جاتا ہے کہ کہے: ”جیتے جی یہ چیز استعمال کرتے رہو۔ اگر تو پہلے فوت ہو گیا تو مجھے واپس ہوگی ورنہ تیری ہوگی۔“ بلاشبہ اس قدر طویل مدت تک ایک چیز پر متصرف رہنے کی وجہ سے انسان اس سے مانوس ہو جاتا ہے جسے بعد ازاں واپس کرنا فتنے کا باعث بنتا ہے اس لیے یا تو ہدیہ کلی طور پر دے دینا چاہیے یا پھر مناسب مدت کے بعد واپس لے لے۔ بنا بریں عمری یا رقبی کے نام سے جو ہدیہ دیا جائے گا وہ ہمیشہ کے لیے موبوب لہ کا ہو جائے گا۔ رائج مذہب یہی ہے۔

۳۵۵۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا جسے اس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ عطیہ دے رکھا تھا اور وہ فوت ہوگئی تو بیٹے نے کہا کہ میں نے یہ اسے اس کی زندگی تک کے لیے دیا تھا۔ اس (دینے والے) کے دوسرے بھائی بھی تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ زندگی میں اس کے لیے تھا تو موت کے بعد بھی اسی کا ہے۔“ بیٹے نے کہا: میں نے یہ اس کو صدقہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تو یہ تجھ سے اور بھی زیادہ دور ہے۔“ (کہ صدقہ دے کر واپس لیتے ہو!)

۳۵۵۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ، عَنْ طَارِقِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْطَاهَا ابْنُهَا حَدِيقَةً مِنْ نَخْلٍ فَمَاتَتْ فَقَالَ ابْنُهَا: إِنَّمَا أَعْطَيْتُهَا حَيَاتَهَا. وَلَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هِيَ لَهَا حَيَاتُهَا وَمَوْتُهَا». قَالَ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا. قَالَ: «ذَلِكَ أَبْعَدُ لَكَ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ عمری یا رقبی واپس نہیں ہوتا اور بالخصوص جب صدقہ کیا ہو۔

باب: ۸۷- رقبی کے احکام و مسائل

(المعجم ۸۷) - باب: فی الرقبی

(التحفة ۸۹)

۳۵۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ

۳۵۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا

۳۵۵۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۷۴/۶ من حديث عثمان بن أبي شيبة به * سفیان الثوري وحبيب بن أبي ثابت عننا.

۳۵۵۸- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الرقبی، ح: ۱۳۵۱ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۳، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۸۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

مانگنے کی چیز پر رمضان سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”عمری اور رقبی کے ہدیے ان کے اہل کے ہو جاتے ہیں۔“ (جنہیں دیے گئے ہوں۔ واپس نہیں ہو سکتے۔)

۳۵۵۹- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے زندگی بھر کے لیے کوئی ہدیہ کیا ہو تو زندگی اور موت دونوں صورتوں میں اس کا ہے جس کو دیا گیا ہے۔ اور رقبی (کا ہدیہ) نہ کیا کرو۔ جس نے کوئی چیز اس انداز میں دی ہو تو اس کا راستہ وہی ہے۔“ (یعنی جس کو دے دی ہو اسی کی وراثت میں جائے گی۔)

۳۵۶۰- جناب مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمری یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے سے یوں کہے: ”جب تک تو زندہ ہے یہ تیرے لیے ہے۔“ پس جب یوں کہہ دیا تو یہ اس کی ہوئی اور (بعد ازاں) اس کے وارثوں کی ہے۔ اور رقبی یہ ہے کہ انسان دوسرے سے کہے: ”یہ چیز ہم میں سے بعد میں مرنے والے کے لیے ہے۔“ (اگر تو پہلے مر گیا تو میری ہوگی ورنہ تیری رہی۔)

هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعُمَرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرَّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا».

۳۵۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَعْقِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتُهُ، وَلَا تُرْقِبُوا فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُهُ».

۳۵۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: الْعُمَرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ هُوَ لَكَ مَا عَشْتُ، فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ فَهُوَ لَهُ وَلِوَرَثَتِهِ، وَالرَّقْبَى هُوَ أَنْ يَقُولَ الْإِنْسَانُ: هُوَ لِأَخِيرِ مَيِّ وَمِنْكَ.

☀ فائدہ: [رقبی] کی وضاحت اوپر حدیث: ۳۵۵۶ میں ہو چکی ہے۔

باب: ۸۸- مانگنے کی چیز پر رمضان (ادائیگی کی ضمانت) کا مسئلہ

(المعجم ۸۸) - بَابُ: فِي تَضْمِينِ الْعَارِيَةِ (التحفة ۹۰)

۳۵۶۱- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ

۳۵۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ:

۳۵۵۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب العمرى، ح: ۲۳۸۱ من حديث عمرو بن دينار به.

۳۵۶۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۷۶/۶ من حديث أبي داود به.

۳۵۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في أن العارية مؤداة، ح: ۱۲۶۶، وابن ماجه، ح: ۲۴۰۰ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۴، والحاكم على شرط ۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

. کتاب الإجارة

مانگنے کی چیز پر رمضان سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: ”ہاتھ کے ذمے ہے جو اس نے لیا حتیٰ کہ اسے ادا کر دے۔“ پھر حسن (بصری رحمہ اللہ) بھول گئے اور کہا: عاریتاً لینے والا تمہارا امانت دار ہے اس پر کوئی ضمانت نہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتَ حَتَّى تَوَدِّي»، ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ فَقَالَ: هُوَ مِثْلُكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ.

☀ فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ اور حق یہ ہے کہ عاریتاً لی ہوئی کوئی چیز ضائع ہو جانے پر اس کی ضمان دینی ہوگی۔

۳۵۶۲- حضرت صفوان بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے غزوہ حنین کے موقع پر ز رہیں عاریتاً طلب کیں تو اس نے کہا: اے محمد! کیا زبردستی لینا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں“ بلکہ عاریتاً ہیں (اگر ضائع ہوئیں تو) ہم ان کا عوض دیں گے۔“

۳۵۶۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَسَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ زُفَيْعٍ، عَنْ أُمِّيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمِّيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرُعًا يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ: «أَغَضِبَ يَامُحَمَّدُ؟ فَقَالَ: لَا. بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یزید (بن ہارون) کی یہ روایت بغداد کی ہے لیکن واسط میں جب یہ روایت بیان کی تو الفاظ اس سے مختلف تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذِهِ رَوَايَةٌ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَفِي رَوَايَتِهِ بِوَاسِطَ تَغْيِيرٍ عَلَى غَيْرِ هَذَا.

۳۵۶۳- عبداللہ بن صفوان کے خاندان کے بعض افراد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”اے صفوان! کیا تیرے پاس اسلحہ ہے؟“ اس نے کہا: عاریتاً یا زبردستی کے طور پر؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں“ بلکہ

۳۵۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ زُفَيْعٍ، عَنْ أَنَسٍ مِنْ آلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَا صَفْوَانُ! هَلْ عِنْدَكَ مِنْ

❖ البخاري: ۴۷/۲، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۳۵۶۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۰/۳ عن يزيد بن هارون به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ۵۷۹ * ورواه قيس بن الربيع عن عبد العزيز بن زفيع به، والدارقطني: ۴۰/۳، وللحديث شواهد ضعيفة * شريك عن، وقيس ضعيف.

۳۵۶۳- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۸/۷ و ۸۹/۶ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۱۴۳/۶، ۱۴۴ * فيه أناس لا يعرفون.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

... کتاب الإجارة

مانگنے کی چیز پر زمان سے متعلق احکام و مسائل

عاریت کے طور پر۔“ چنانچہ اس نے تمیں سے چالیس کے درمیان زر ہیں عاریتاً دیں۔ اور رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین میں گئے۔ سو جب مشرکین پسپا ہو گئے اور صفوان کی زر ہیں اکٹھی کی گئیں تو ان میں سے چند زر ہیں گم تھیں۔ تو نبی ﷺ نے صفوان سے فرمایا: ”ہم تیری زر ہوں میں سے کچھ گم پاتے ہیں تو کیا ان کا تاوان ادا کریں؟“ اس نے کہا: نہیں! اللہ کے رسول! آج میرے دل میں اسلام کی وہ رغبت ہے جو اس دن نہ تھی۔

سِلَاح؟ قال: عَارِيَّةٌ أَمْ غَضَبًا؟ قال: «لَا، بَلْ عَارِيَّةٌ»، فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ دِرْعًا، وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُنَيْنًا، فَلَمَّا هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ جُمِعَتْ ذُرُوعُ صَفْوَانَ فَقَقَدَ مِنْهَا أَذْرَاعًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَصَفْوَانَ: «إِنَّا قَدْ فَقَدْنَا مِنْ أَذْرَاعِكَ أَذْرَاعًا فَهَلْ نَعْرَمُ لَكَ؟» قال: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِأَنَّ فِي قَلْبِي الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے یہ زر ہیں عاریتاً اسلام لانے سے پہلے دی تھیں مگر بعد ازاں مسلمان ہو گیا تھا۔

قال أبو داود: وَكَانَ أَعَارَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ ثُمَّ أَسْلَمَ.



فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم عاریتاً دینے والا اگر اپنا تاوان معاف کر دے تو چھوڑنا اس کا حق ہے۔
طلب کرے تو دینا ہوگا۔

۳۵۶۲- آل صفوان کے بعض لوگوں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زر ہیں عاریتاً لی تھیں۔ اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۵۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ عَنْ نَاسٍ مِنْ آلِ صَفْوَانَ قَالَ: اسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۳۵۶۵- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا

۳۵۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّهَابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ شَرْحِبِيلِ ابْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ:

۳۵۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ۸۹/۶ من حديث مسدده * فيه ناس مجاهيل.

۳۵۶۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب العارية، ح: ۲۳۹۸، والترمذي، ح: ۱۲۶۵، ۶۷۰، وصححه من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۵/۲۶۷، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصرحه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۳، وللحديث شواهد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

. کتاب الإجارة

جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے اس کے تاوان کا بیان

ہے تو اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں، اور کوئی عورت اپنے گھر میں سے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! طعام بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ تو ہمارے افضل اموال میں سے ہوتا ہے۔“ پھر فرمایا: ”ماگنے کی چیز واپس کرنا ہوگی۔ اور دودھ کا جانور جو عطیہ دیا گیا ہو، لوٹایا جاتا ہے۔ قرض ادا کرنا لازم ہے اور ضامن آدمی ذمہ ادا کریگا۔“

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ عَطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِي وَارِثٍ وَلَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ رَوْحِهَا». قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَا الطَّعَامُ؟ قَالَ: «ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا»، ثُمَّ قَالَ: «الْعَارِيَّةُ مُؤَدَّاءَةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالذَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّرْعُ غَارِمٌ».

۳۵۶۶- جناب صفوان بن یعلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جب میرا آدمی تیرے پاس آئے تو اسے تیس زر ہیں اور تیس اونٹ دے دیتا۔“ تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (یہ عاریت) ضمان ہوگی یا اسے واپس ادا کریں گے؟ فرمایا: ”واپس ادا کریں گے۔“

۳۵۶۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُصْفَرِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَانُ بْنُ هَلَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَيْتَ رُسُلِي فَأَعْطِهِمْ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا». قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَارِيَّةٌ مَضْمُونَةٌ أَوْ عَارِيَّةٌ مُؤَدَّاءَةٌ. قَالَ: «بَلَّ مُؤَدَّاءَةٌ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَبَانُ خَالَ هَلَالِ الرَّائِي.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حبان ہلال الرائی کے ماموں ہیں۔

باب: ۸۹- جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے
تو اس کی مثل تاوان دے

(المعجم ۸۹) - بَابُ: فِيمَنْ أَفْسَدَ شَيْئًا يُغَرِّمُ مِثْلَهُ (التحفة ۹۱)

۳۵۶۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنی ایک اہلیہ کے گھر میں تھے کہ امہات المؤمنین

۳۵۶۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ

۳۵۶۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۵۷۷۶ عن إبراهيم بن المستمير، ورواه أحمد: ۲۲۲/۴ من حديث همام به، وللحديث شواهد، انظر: ۳۵۶۴ * قتادة عن، وللحديث شواهد ضعيفة، انظر، ح: ۳۵۶۴.

۳۵۶۷- تخريج: أخرجه البخاري، المظالم، باب: إذا كسر قصعة أو شيئاً لغيره، ح: ۲۴۸۱ عن مسدد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے اس کے تاوان کا بیان

میں سے کسی دوسری نے خادمہ کے ہاتھ (ان کی خدمت میں) ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا۔ گھر والی نے اپنا ہاتھ مارا اور پیالہ توڑ دیا۔ ابن شثی نے بیان کیا۔ تو نبی ﷺ نے ٹوٹے ہوئے دونوں ٹکڑے پکڑے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور کھانا اس میں ڈالنے لگے اور فرماتے جاتے تھے: ”تمہاری ماں کو غیرت آگئی ہے۔“ ابن شثی نے اضافہ کیا۔ ”کھاؤ۔“ چنانچہ سب نے کھایا۔ حتیٰ کہ وہ (اہلیہ) پیالہ لے کر آگئی جو اس کے گھر میں تھا۔ (ہم مسند کی حدیث کے الفاظ کی طرف رجوع کرتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ۔“ اور آپ نے خادمہ کو پیالے کے لیے روک رکھا حتیٰ کہ وہ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ پھر آپ نے صحیح سالم پیالہ خادمہ کے حوالے کیا اور ٹوٹا ہوا گھر میں رکھ لیا۔

عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقِصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ. قَالَ: فَضَرَبَتْ يَدَهَا فَكَسَرَتْ الْقِصْعَةَ. قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُكُمْ». زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى: «كُلُوا»، فَأَكَلُوا حَتَّى جَاءَتْ قِصْعَتُهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى لَفْظِ حَدِيثِ مُسَدِّدٍ قَالَ: «كُلُوا»، وَحَسَنَ الرَّسُولَ وَالْقِصْعَةَ حَتَّى فَرَعُوا فَدَفَعَ الْقِصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَحَسَنَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِهِ.



🌞 نوادہ و مسائل: ① کسی دوسرے کی کوئی چیز ضائع کر دینے کی صورت میں اس کا عوض یا بدل دینا لازم ہے۔

② کھانا گر جائے تو صاف ستھرا کھانا اٹھا کر کھا لینا چاہیے۔ ③ کسی عزیز یا ساتھی کی تلخی وغیرہ کا سبب بیان کر دیا جائے یا عمدہ تاویل کر دی جائے تو اس کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔

۳۵۶۸-۱- المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو صفیہؓ جیسا کھانا بنانے والی ہو۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ کی خدمت میں (میرے گھر میں) بھیج دیا۔ مجھے اس پر طیش آ گیا، تو میں نے برتن توڑ دیا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کا کیا کفارہ ہے جو میں نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”برتن کے بدلے

۳۵۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي فُلَيْتُ الْعَامِرِيُّ عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دُجَاجَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ صَانِعًا طَعَامًا مِثْلَ صَفِيَّةَ صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا، فَبَعَثَتْ بِهِ فَأَخَذَنِي أَفْكَلٌ فَكَسَرْتُ الْإِنَاءَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْتُ؟ قَالَ: «إِنَاءٌ مِثْلُ إِنَاءٍ».

۳۵۶۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، عشرة النساء، باب الغيرة، ح: ۳۴۰۹ من حديث سفيان الثوري به * جسرمة مختلف فيها، وحديثها حسن على الراجح.

... کتاب الإجارة

وَوَطْعَامٌ مِثْلَ طَعَامٍ.

(المعجم ۹۰) - باب المَوَاشِي تَفْسِئُ

رَزَعُ قَوْمٍ (التحفة ۹۲)

۳۵۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ نَابِثِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحْيِصَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ نَافَةَ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْهُ عَلَيْهِمْ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ.

۳۵۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْفَرِيَابِيُّ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحْيِصَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَتْ لَهُ نَافَةٌ ضَارِيَةً فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فِيهِ، فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا فَقَضَى: أَنَّ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ حِفْظَ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ عَلَى أَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا أَصَابَتْ مَاشِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ.

جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے اس کے تاوان کا بیان برتن اور کھانے کے بدلے کھانا۔

باب: ۹۰- جانور جو کسی قوم کی کھیتی خراب کر جائیں

۳۵۶۹- جناب حرام بن محیصہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک آدمی کے باغ میں داخل ہو گئی اور ان کی کھیتی خراب کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ”کھیتی والوں کے ذمے ہے کہ دن کو اس (کھیتی) کی حفاظت کریں اور جانوروں کے مالکوں پر لازم ہے کہ رات کو ان کی حفاظت کریں (باندھ کر رکھیں)۔“

۳۵۷۰- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ایک اونٹنی تھی جو بہت نقصان کیا کرتی تھی۔ تو وہ ایک باغ میں داخل ہو گئی اور وہاں نقصان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی گئی تو آپ نے فیصلہ فرمایا: ”دن کے وقت باغات کی نگرانی اور حفاظت ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت جانوروں کی نگرانی ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت جانور جو نقصان کر جائیں تو وہ ان کے مالکوں کے ذمے ہے (کہ اسے پورا کریں)۔“

۳۵۶۹- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۶/۵ عن عبد الرزاق به الزهري عنن .

۳۵۷۰- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الحكم فيما أفسدت المواشي، ح: ۲۳۳۲ من حديث الزهري به، وصححه الحاكم: ۴۸، ۴۷/۲، ووافقه الذهبي، ورواه مالك في الموطأ: ۷۴۸، ۷۴۷/۲ عن الزهري به، انظر الحديث السابق: ۳۵۶۹ .

قضا کی اہمیت و فضیلت

سنن ابوداؤد کی کتاب القضاء کا آغاز عمل قضا کی اہمیت، غرض مندوں اور مفاد پرستوں سے عمل قضا کو دور رکھنے اور فیصلہ کرنے کے حوالے سے اہم بنیادی اصول و آداب کے بیان سے ہوا۔ اس کے بعد شہادت کے بارے میں انتہائی اہم اصولوں کا تذکرہ کیا گیا۔ پھر وہ احادیث لائی گئیں جن میں بتایا گیا ہے کہ شہادت کی عدم دستیابی کی صورت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اس بارے میں روایات لائی گئیں کہ قرض وغیرہ کے معاملے میں حق دار کا حق ثابت ہو جانے کے بعد عملاً اس کی حق رسی کیسے کرائی جائے اس کے بعد وکالت کا تذکرہ ہے اور آخر میں بعض انتہائی مشکل کیسوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے ذکر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر فیصلے کے ذریعے سے کئی انتہائی اہم اصول سامنے آتے ہیں جن کی قدم قدم پر سچ کو ضرورت پڑتی ہے۔

یہ ذیلی کتاب بنیادی طور پر قضا اور آداب قضا کے متعلق ہے۔ اس میں وہ اصول بیان کیے گئے ہیں جن کو آج کل قانون ضابطہ یا (Procedural Law) کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ اس حصے میں بالتفصیل قوانین

کا بیان مقصود نہیں کیونکہ قوانین الگ الگ عنوانات سے بیان کر دیے گئے ہیں۔ سول قوانین کا بیان کتاب البیوع وغیرہ میں، فوجداری قوانین کتاب الحدود میں۔ اسی طرح میراث، نکاح و طلاق، ہبہ و وصیت، جنگ و امن وغیرہ کے قوانین اپنے اپنے متعلقہ عنوانات کے تحت بیان کر دیے گئے ہیں۔

✽ منصب قضا کی اہمیت اور قاضی (Judge) بننے کی صلاحیت: جج کا منصب ہمیشہ ایک پُر وقار منصب سمجھا گیا۔ اس میں انسان کو ہر پیش ہونے والے معاملے میں بہت زیادہ اختیار بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ ایک ”پُرکشش“ ذمہ داری ہے اور اس بات کا امکان بہت زیادہ ہے کہ جو اس کی کشش کا شکار ہو جاتا ہے وہ ”ذمہ داری“ والے عنصر کو صحیح طور پر پیش نظر رکھنے میں ناکام رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان جس سے امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کتاب کے اس حصہ کا آغاز کیا ہے اس ذمہ داری کی سنگینی کو واضح کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس کی طلب اور کشش سے بچا رہا لیکن ذمہ داری اس کے سپرد کر دی گئی تو اس کے لیے وہ عظیم خوش خبری ہے جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث (۳۵۷۴) میں بیان کی گئی ہے۔

مسلمان کے لیے یہ بات لازمی ہے کہ قضا کی ذمہ داری صرف اور صرف اسی صورت میں قبول کرے جب وہ فیصلہ دہی الہی پر مبنی قوانین اور انصاف کے مطابق کر سکتا ہو۔ ان سے ہٹ کر دوسرے قوانین کے تحت جن سے عموماً انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے فیصلہ کرنے کا امکان ہو تو اس صورت میں یہ ذمہ داری قبول کرنا ہی حرام ہے۔ (حدیث: ۳۵۷۶، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱) اگر کوئی انسان خود اس عہدے کا طلب گار ہوگا تو ظاہر ہے وہ اس عہدے کی مادی یا منصبی کشش ہی کی بنا پر اس کا خواہاں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو اس عہدہ کے لیے نااہل قرار دیا ہے۔ مادی کشش میں رشوت ستانی بدترین ہے۔ اس سلسلے میں رشوت کے ساتھ ہدیے وغیرہ قبول کرنے کو بھی سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۳) - كِتَابُ الْقَضَاءِ (التحفة ۱۸)

قضا سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱- قاضی کا عہدہ طلب کرنا

(المعجم ۱) - بَابُ: فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ
(التحفة ۱)

۳۵۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قاضی کا عہدہ لیا تو
وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔“

۳۵۷۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا
ضَبْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي
نَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ
مَدَّ ذُبْحَ بَغَيْرِ سِكِّينٍ».

۳۵۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی
ﷺ نے فرمایا: ”جسے لوگوں کا قاضی بنا دیا گیا اسے چھری
کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔“

۳۵۷۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَنبَأَنَا
شُرْبُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ
ثُمَّانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيِّ، عَنْ الْمَقْبُرِيِّ
الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: «مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ
بَحَّ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

۳۵۷۱- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ في القاضي، ح: ۱۳۲۵ عن
عمر بن علي به، وقال: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۰۸، والحديث الآتي شاهد له.

۳۵۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب ذكر القضاة، ح: ۲۳۰۸ من حديث عبدالله بن
جعفر به، وصححه الحاكم: ۹۱/۴، ووافقه الذهبي.



فائدہ: منصب قضا انتہائی ذمہ داری اور آزمائش کا منصب ہے۔ اس کا طالب اور حریص ہونے کی اس کے سوا کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس عہدے کا طلب گار یا اس سے مالی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے یا جاہ و منصب کا خواہشمند ہے۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کے سبب انسان اس عہدے کے لیے نا اہل ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر یہ منصب کسی نہ چاہنے والے کے سپرد کر دیا جائے اور وہ حق و انصاف پر ثابت قدم رہے تو اس میں بڑی عزیمت اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ فِي الْقَاضِي
يُخْطِئُ (التحفة ۲)

باب: ۲- قاضی جو خطا کرے

۳۵۷۳- جناب (عبداللہ) بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک جنت میں ہے اور دو آگ میں۔ جنت میں جانے والا وہ ہے جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور جس نے حق پہچانا اور پھر فیصلے میں ظلم کیا تو وہ آگ میں ہے اور جس نے جاہل ہوتے ہوئے لوگوں کے فیصلے کیے وہ بھی آگ میں ہے۔“

۳۵۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ السَّمْعِيُّ: حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْقُضَاءُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَبَجَّارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع میں یہ حدیث صحیح ترین ہے۔ یعنی ابن بریدہ کی حدیث کہ قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ فِيهِ يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ بُرَيْدَةَ، «الْقُضَاءُ ثَلَاثَةٌ».

فائدہ: جانتے بوجھتے حق کے خلاف فیصلہ دینا اور جاہل ہوتے ہوئے لوگوں میں فیصلے کرنے بیٹھ جانا، دونوں صورتوں میں اپنے آپ کو جہنم میں جھونکنا ہے۔ لہذا واجب ہے کہ یہ منصب اصحاب علم اور اصحاب عزیمت ہی کے سپرد کیا جائے اور وہ بھی جرات سے کام لیں اور جنت کے حقدار بنیں جبکہ ان لوگوں کے پس منظر میں رہنے سے ظالم ظلم کرتے ہیں اور جہالت کا غلبہ اور اس کی اشاعت ہوتی ہے۔

۳۵۷۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق، ح: ۲۳۱۵ من حديث خلف بن خليفة به، ورواه الترمذي، ح: ۱۳۲۲ م، وللحديث طرق كثيرة ضعيفة كلها * خلف بن خليفة اختلط.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۵۷۴- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب کوئی حاکم فیصلہ کرے اور خوب سوچ بچار اور اجتہاد سے کام لے اور درست نتیجے پر پہنچے تو اس کے لیے دو گنا اجر ہے اور جب کوئی خوب سوچ بچار اور اجتہاد سے کام لے اور اس سے خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔“ (یزید بن عبد اللہ بن الہاد نے کہا: میں نے یہ روایت ابو بکر بن حزم کو بیان کی تو انہوں نے کہا: مجھے ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

۳۵۷۴- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ»، فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرٍ بْنُ حَزْمٍ فَقَالَ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

فائدہ: یہ خوش خبری اس قاضی کے لیے ہے جو صاحب علم ہے اجتہاد کرتا ہے اس منصب کی ذمہ داریوں سے خوب واقف ہے اللہ سے ڈرتا ہے اور اس عہدے کا طلب گار نہیں۔

۳۵۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسلمانوں میں قضا کا منصب طلب کیا حتیٰ کہ اسے حاصل کر لیا، پھر اس کا عدل کرنا ظلم کرنے پر غالب رہا، تو اس کے لیے جنت ہے اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب رہا، اس کے لیے جہنم ہے۔“

۳۵۷۵- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ نَجْدَةَ عَنْ جَدِّهِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَهُوَ أَبُو كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يَنَالَهُ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلَهُ فَلَهُ النَّارُ».

۳۵۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الأفضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد، فأصاب أو أخطأ، ح: ۱۷۱۶ من حديث عبدالعزيز الدراوردي، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح: ۷۳۵۲ من حديث ابن الهاد به.

۳۵۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۸۸/۱۰ من حديث أبي داود به * موسى بن نجدة مجهول (تقریب).



۳۵۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سورہ مائدہ کی یہ تینوں آیات ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ الْفَاسِقُونَ﴾ یہودیوں کے قبائل بالخصوص قریظہ اور بنو نضیر کے متعلق نازل ہوئی تھیں۔

۳۵۷۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ عَنْ أَبِي يَحْيَى الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ - ﴿الْفَاسِقُونَ﴾ [المائدة: ۴۴-۴۷] هَؤُلَاءِ الْآيَاتُ الثَّلَاثُ نَزَلَتْ فِي يَهُودٍ خَاصَّةٍ فِي قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ .

🌞 فائدہ: ان آیات میں ہے کہ جو فیصلہ کرنے والے اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔ ظالم ہیں۔ فاسق ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ فیصلے کے فریق غیر مسلم ہوں تو پھر بھی فیصلہ دینی برومی قوانین کے مطابق کرنا ہوگا۔ چاہے وہ ان کی آسمانی کتاب کے قوانین کیوں نہ ہوں۔ ان کے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا ہو تو یہ منصب کوئی مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔ چہ جائے کہ مسلمانوں کے درمیان قوانین وحی سے ہٹ کر دوسرے قوانین کے ذریعے سے فیصلہ کیا جائے؟



(المعجم ۳) - بَابُ: فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ
وَالْتَسَرُّعِ إِلَيْهِ (التحفة ۳)
باب: ۳- قضا کا عہدہ طلب کرنا اور فیصلہ کرنے میں جلد بازی کرنا

۳۵۷۷- جناب عبدالرحمن بن بشر الانصاری الازرق کہتے ہیں (کہ غالباً کوفہ میں) باب کندہ کی طرف سے دو آدمی آئے جبکہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما حلقے میں تشریف فرما تھے۔ ان دونوں نے کہا: کیا کوئی ہم میں فیصلہ نہیں کر دیتا؟ حلقے میں سے ایک آدمی نے کہا: میں کر دیتا ہوں۔ تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہما نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اسے دے ماری اور فرمایا: باز رہو۔ فیصلہ

۳۵۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ رَجَاءِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ الْأَزْرَقِ قَالَ: دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ أَبْوَابِ كِنْدَةَ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ جَالِسٌ فِي حَلْفَةٍ فَقَالَا: أَلَا رَجُلٌ يُقْضَى بَيْنَنَا، فَقَالَ رَجُلٌ

۳۵۷۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۴۶/۱ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به .
۳۵۷۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۱/۱۰ من حديث أبي داود به * الأعمش عنعن .

۲۲- کتاب القضاء -

تقاضے متعلق احکام و مسائل

مِنْ الْحَلْفَةِ: أَنَا، فَأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ كَفًّا مِنْ حَصَى فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ: مَهْ إِنَّهُ كَانَ يُكْرَهُ النَّسْرُ إِلَى الْحُكْمِ.

کرنے میں جلد بازی ناپسند سمجھی جاتی تھی۔ (یعنی صحابہ کرام میں۔)

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم معناً صحیح ہے یعنی جلد بازی ناپسندیدہ ہے۔ علاوہ ازیں قاضی حکومت کی طرف سے مسند قضا پر بیٹھنے والا بڑے اہم امور کا فیصلہ کرنے والا ہو یا کسی کو اتفاقاً کوئی فیصلہ کرنا پڑ جائے دونوں کا حکم برابر ہے حتیٰ کہ انسان پر لازم ہے کہ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے درمیان بھی حق و انصاف سے کام لے۔

۳۵۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ بِلَالٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وَاسْتَعَانَ عَلَيْهِ وَكَلَّ [إِلَيْهِ]، وَمَنْ لَمْ يَطْلُبْهُ وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهِ أَنْزَلَ اللَّهُ مَلَكَكَ يُسَدِّدُهُ».

۳۵۷۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”جس نے قاضی کا عہدہ طلب کیا اور اس کے لیے لوگوں سے مدد چاہی (سفارشیں کرائیں) تو یہ منصب اور کام اسی پر ڈال دیا جائے گا۔ (اللہ کی طرف سے اس کی کوئی مدد نہ ہوگی) اور جس نے اسے طلب کیا نہ لوگوں سے مدد چاہی، تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ نازل فرماتا ہے جو اسے سیدھی راہ دکھاتا رہتا ہے۔“

وَقَالَ وَكَيْفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالٍ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ: عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالٍ بْنِ مَرْثَدَاسٍ الْفَزَارِيِّ، عَنْ خَيْثَمَةَ الْبَصْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ.

وکیع نے اس روایت کی سند یوں بیان کی ہے: [عن اسرائیل، عن عبدالاعلیٰ، عن بلال بن ابی موسیٰ، عن انس بن النبی ﷺ، اور ابو عوانہ نے کہا: [عن عبدالاعلیٰ، عن بلال بن مرداس الفزاری، عن خيثمة البصري عن انس]

۳۵۷۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا ضَعِيفٌ: أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ، الْأَحْكَامُ، بَابُ مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْقَاضِي، ح: ۱۳۲۳، وَابْنُ مَاجَه، ح: ۲۳۰۹، مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ بِهِ * عَبْدِ الْأَعْلَى بْنُ عَامِرٍ التَّمَلِي ضَعْفُهُ الْجَمْهُورُ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ فِي مَجْمَعِ الزَّوَادِ: ۱/ ۱۴۷ "وَالْأَكْثَرُ عَلَى تَضْعِيفِهِ"، وَمَعَ ذَلِكَ حَسَنٌ لَهُ التِّرْمِذِيُّ.

۳۵۷۹- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”جس نے قاضی کا عہدہ طلب کیا اور اس کے لیے لوگوں سے مدد چاہی (سفارشیں کرائیں) تو یہ منصب اور کام اسی پر ڈال دیا جائے گا۔ (اللہ کی طرف سے اس کی کوئی مدد نہ ہوگی) اور جس نے اسے طلب کیا نہ لوگوں سے مدد چاہی، تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ نازل فرماتا ہے جو اسے سیدھی راہ دکھاتا رہتا ہے۔“

۳۵۷۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء عن رسول الله ﷺ في القاضي، ح: ۱۳۲۳، وابن ماجه، ح: ۲۳۰۹، من حديث إسرائيل به * عبد الأعلى بن عامر التملي ضعفه الجمهور، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد: ۱/ ۱۴۷ "والأكثر على تضعيفه"، ومع ذلك حسن له الترمذي.

۳۵۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، استنابة المرتدين... الخ، باب حكم المرتد والمردة استنابهم، ح: ۶۹۲۳، ومسلم، الإمامة، باب النهي عن طلب الإمامة والحرص عليها، ح: ۱۸۲۴ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۴/ ۴۰۹ بطوله.

۲۳- کتاب القضاء

تقاضے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَنْ نَسْتَعْمَلَ أَوْ لَا نَسْتَعْمَلَ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ».

ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اس منصب اور کام کا طلب گار ہوگا ہم اسے ہرگز نہیں دیں گے۔“

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ (التحفة ۴)

باب: ۳- رشوت حرام ہے

۳۵۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ.

۳۵۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے کو لعنت فرمائی ہے۔

☀ فائدہ: کسی دوسرے کا حق مارنے کے لیے کسی حاکم، قاضی یا اہلکار کو کچھ دینا رشوت اور حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی اہلکار ظالم ہو اور حق داروں کے حقوق بھی اس کے پاس محفوظ نہ رہتے ہوں اور وہ لوگوں سے طلب کرتا ہو یا اسے دینا پڑتا ہو تو اصل عزیمت یہی ہے کہ اسے کچھ نہ دیا جائے اور معاملہ اللہ پر چھوڑتے ہوئے اس ظالم سے چھٹکارے کی سبیل کی جائے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور صرف اور صرف اپنے جائز حق کے لیے شدید مجبوری کی صورت میں کبھی کچھ دینا پڑ جائے تو اس پر کثرت سے استغفار کرے۔ لینے والے کے حق میں یہ یقیناً رشوت اور حرام ہے بلکہ صاحب حق کو مجبور کرنے کی سزا کا بھی مستحق ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵) - بَابُ: فِي هَدَايَا الْعَمَالِ (التحفة ۵)

باب: ۵- حکام، قاضی اور دیگر اہلکاروں کے لیے ہدایا کا مسئلہ

۳۵۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۵۸۱- حضرت عدی بن عمیرہ کنندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! تم میں

۳۵۸۰- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، ح: ۱۳۳۷، وابن ماجه، ح: ۲۳۱۳ من حديث ابن أبي ذنب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۸۶، والحاكم: ۱۰۲/۴، ۱۰۳، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۱۹۶ وغيره.

۳۵۸۱- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ح: ۱۸۳۳ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

۲۳- کتاب القضاء۔

قضا سے متعلق احکام و مسائل

سے جس کسی کو ہماری طرف سے کوئی عملداری سونپی گئی ہو پھر اس نے اس کے محاصل میں سے کوئی سوئی یا اس سے بھی کم یا زیادہ کو چھپا لیا تو وہ طوق ہے جسے پہنے ہوئے وہ قیامت کے روز حاضر ہوگا۔ تو کالے سے رنگ کا ایک انصاری جوان کھڑا ہو گیا گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجیے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا ہوا؟“ اس نے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ یوں یوں فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”(ہاں) میں یہی کہتا ہوں۔ جس کو ہم نے کوئی کام سونپا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے محاصل تھوڑے ہوں یا زیادہ سب لے آئے۔ اور پھر اس میں سے جو اسے (حق خدمت) دیا جائے وہ لے لے اور جس سے روک دیا جائے اس سے رک جائے۔“

قَيْسُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ عَمِيْرَةَ الْكِنْدِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ عَمَلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكْتَمْنَا مِنْهُ مَخِيطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَبِلْ عَنِّي عَمَلُكَ، قَالَ: «وَمَا ذَلِكَ؟» قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا. قَالَ: «وَأَنَا أَقُولُ ذَلِكَ: مَنْ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا نَهِيَ عَنْهُ انْتَهَى».

☀ فائدہ: تمام ملی اور اجتماعی امور کی ذمہ داری انتہائی اہم ہے۔ اس میں محاصل کی ذمہ داری بھی شامل ہے۔ اس میں ذرا سی بھی غفلت اور کوتاہی انسان کے لیے آخرت کا وبال ہے۔ ایسی ذمہ داریاں ادا کرنے والے کو اگر کہیں سے ہدایا، تحائف یا دیگر منافع حاصل ہوں تو وہ اس کے لیے حلال نہیں۔ ایسی تمام اشیاء اسے خزانہ میں جمع کرانی ہوں گی، نیز حاکم اعلیٰ پر بھی لازم ہے کہ اپنے کارندوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتا رہے اور آخرت میں اللہ کے ہاں جو ہدائی کی یاد دلاتا رہے اور خود بھی متنبہ اور محتاط رہے۔

(المعجم ۶) - باب: كَيْفَ الْقَضَاءُ

باب ۶: فیصلہ کرنے کے آداب

(التحفة ۶)

☀ فائدہ: آئندہ چند ابواب میں پیش کردہ احادیث میں فیصلہ کرنے کے طریقوں کے بارے میں بہت عمدہ اصول بتائے گئے ہیں۔ حقائق تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ بیچ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے فہم و فراست کی دعا مانگے، کچی بات نہ کرے، فیصلہ حتی الوسع یقین حاصل ہونے اور پختہ رائے قائم کرنے کے بعد کرے۔ اسے یہ وضاحت کرنی چاہیے کہ اس کے فیصلے سے کسی کے لیے دوسرے کا حق حلال نہیں ہوتا۔ اور اگر قاضی دیکھے کہ معاملہ کسی بھی طرح واضح نہیں ہو سکتا تو دونوں کو صلح پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے۔ قضا کا یہ سنہری اصول بھی اسلام نے دیا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قاضی کو یکسوئی سے فیصلہ کرنا چاہیے طیش، غم، تفکرات یا ایسی کیفیت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے جس میں یکسوئی حاصل نہیں ہو سکتی۔

۳۵۸۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ حَنْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُرْسِلُنِي وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ وَيُبَيِّنُ لِسَانَكَ، فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخِرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أُخْرَى أَنْ يَسِينَ لَكَ الْقَضَاءُ». قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا أَوْ مَا شَكَّكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ.

۳۵۸۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نوعمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جب مقدمے کے دو فریق تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک ہرگز فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے سے سن نہ لینا جیسے کہ پہلے سے سنا ہو۔ بلاشبہ یہی چیز زیادہ لائق ہے کہ فیصلہ تمہارے لیے واضح ہو جائے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ میں وہاں قاضی بنا رہا یا (فرمایا) مجھے اس کے بعد فیصلہ کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوا۔



🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن یہ واقعہ کچھ اختصار کے ساتھ سنن ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ موجودہ روایت کا زائد حصہ یہ ہے کہ فیصلہ دونوں فریقوں سے سن لینے کے بعد کرنا چاہیے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے اور دیگر کئی روایات سے ثابت ہے۔ البتہ اگر کوئی فریق طلب کرنے پر بھی حاضر نہ ہو اور اس کے پاس کوئی عذر بھی نہ ہو اور واضح ہو جائے کہ وہ قاضی اور عدالت کا سامنا کرنے سے عداً گریز کر رہا ہے تو قاضی انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کی غیر حاضری میں فیصلہ بنا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي قَضَاءِ الْقَاضِي

باب: ۷- قاضی سے فیصلہ کرنے میں

إِذَا أَخْطَأَ (التحفة ۷)

خطا ہو جائے تو؟

۳۵۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۳۵۸۳- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

۳۵۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القاضي لا يقضي بين الخصمين حتى يسمع كلاهما، ح: ۱۳۳۱ من حديث سماك به، وقال: "حسن"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد معنوية عند ابن ماجه، ح: ۲۳۱۰ وغيره * شريك عنعن، وحش ضعفه الجمهور.

۳۵۸۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحبل، باب: ۱۰، ح: ۶۹۶۷ عن محمد بن كثير، ومسلم، الأفضية، باب: ۴۴

۲۱- کتاب القضاء

فتوے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک بشر ہوں، تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے مقابلے میں اپنی حجت پیش کرنے میں زیادہ چرب زبان ہو اور پھر میں اس سے سننے کے مطابق فیصلہ کر دوں، تو جس کسی کے لیے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اس سے کچھ نہ لے۔ بلاشبہ میں اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹ رہا ہوں۔“

اخبرنا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ هُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① قاضی کا فیصلہ صرف ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور مقدمے کے فریقین بالعموم اپنے طور پر خوب جان رہے ہوتے ہیں کہ حق کس کا ہے اور باطل پر کون ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ تو جہاں معاملہ صاف ہو وہاں ظالم کو اپنے بھائی کا حق مارتے ہوئے کچھ لینا چاہیے کہ وہ قاضی کے فیصلے کے باوجود آگ کا ٹکڑا لے رہا ہے۔ ② فیصلہ کرنے میں قاضی سے خطا کا سرزد ہو جانا اس کے لیے معاف ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے اس بیان سے واضح ہوا کہ وہ غیب نہ جانتے تھے۔ ④ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ بعض فیصلے اپنے اجتہاد سے کرتے تھے۔ امت کے قاضی ہمیشہ اجتہاد ہی سے فیصلے کر سکتے ہیں اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا اجتہاد اور طریقہ اجتہاد بہترین نمونہ اور حجت ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۵۸۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے ان کا میراث کے معاملے میں جھگڑا تھا اور ان کے پاس سوائے اپنے اپنے دعوے کے اور کوئی گواہ نہ تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا۔ چنانچہ وہ دونوں رونے لگے اور ہر ایک دوسرے سے کہنے لگا: میرا حق تیرے لیے ہے۔ پھر نبی ﷺ نے ان دونوں

۳۵۸۴- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو نُؤَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ لَهُمَا لَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعَوَاهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ. فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ

الحکم بالظاهر والالحن بالحجة، ح: ۱۷۱۳ من حدیث هشام بن عروة به.

۳۵۸۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/۳۲۰ من حدیث أسامة بن زيد به، وهو حسن الحديث، تقدم، ح: ۳۴۷، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۷۷۸، وابن الجارود، ح: ۱۰۰۰، والحاكم على شرط مسلم: ۹۵/۴، ووافقه الذهبي.

قصائے متعلق احکام و مسائل

۲۳- کتاب القضاء

وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لَكَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا إِذَا فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ تَحَالَا». سے فرمایا: ”جب تم ایسا کرتے ہو تو آپس میں تقسیم کرلو اور حق کا قصد کرو پھر آپس میں قرعہ ڈال لو (حصے کی تعیین کے لیے) پھر ممکنہ زیادتی ایک دوسرے سے معاف کرا لو“۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس قسم کے معاملات اور مقدمات میں مصالحت کے سوا دوسرا کوئی حل نہیں ہوتا۔ ② دو فریق جب کسی اشتقاق میں برابر ہوں تو قرعے سے معاملہ طے کر لینا چاہیے۔ ③ ممکنہ زیادتی سے اسی دنیا میں معافی سے خلائی کر لینا مناسب ہے۔ اس دنیا میں تو آدمی حسب احوال کوئی مالی دباؤ یا دوسری مشکل ومشقت برداشت کر سکتا ہے مگر ظلم کی صورت میں کل قیامت کے دن حساب انتہائی کڑا اور سخت ہوگا۔

۳۵۸۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ فَقَالَ: «إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ»۔

۳۵۸۵- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ ان دو آدمیوں کا وراثت میں جھگڑا تھا اور بھی چند دوسری چیزیں تھیں جن کے نشانات مٹ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز میں مجھ پر کچھ نازل نہ ہوا ہو اس میں میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔“

۳۵۸۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمَنَبْرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الرَّأْيَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُصِيبًا لِأَنَّ اللَّهَ كَانَ يُرِيهِ وَإِنَّمَا هُوَ مِنَّا الظَّنُّ وَالتَّكَلُّفُ۔

۳۵۸۶- ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا: اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کی رائے بالکل برحق ہوا کرتی تھی کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ بجھاتا تھا اور ہماری رائے غن و گمان اور تکلف محض ہوتی ہے۔

۳۵۸۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۳۵۸۵- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۵۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أنفرد به أبو داود قال المنذري: "هذا منقطع، الزهري لم يدرك عمر رضي الله عنه".

۳۵۸۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، في التاريخ الكبير ۳/ ۱۰۴ عن معاذ به.

قضا سے متعلق احکام و مسائل

الضَّبِّي: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُمَرَ الشَّامِيُّ: وَلَا إِخَالَئِي رَأَيْتُ شَامِيًا أَفْضَلَ مِنْهُ يَغْنِي حَرِيْزَ بْنَ عُثْمَانَ. بن معاذ نے بیان کیا۔ کہا کہ مجھے ابو عثمان شامی (حریر بن عثمان) نے بیان کیا اور (معاذ بن معاذ نے کہا کہ) میں کسی شامی کو حریر بن عثمان سے افضل نہیں سمجھتا۔

فائدہ: اوپر والی روایت سند اضعیف ہے لیکن یہی بات نیچے والی سند سے صحیح طریق سے مروی ہے۔ ان تینوں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اجتہاد سے فیصلے فرماتے تھے جو غلطیوں سے پاک ہوتے تھے اور آئندہ کے لیے حجت تھے۔ کیونکہ علی سبیل الافتراض اگر کوئی غلطی ہوتی تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی آپ کو مطلع فرما دیتا۔ آپ کے بعد تمام قاضیوں کو بہت زیادہ محنت سے حقائق سمجھنے چاہئیں۔

(المعجم ۸) - باب: كَيْفَ يَجْلِسُ الْخَصْمَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَاضِي؟ (التحفة ۸) باب: ۸- مقدمے کے دونوں فریق قاضی کے سامنے کیسے بیٹھیں؟

۳۵۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ. حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں قاضی کے سامنے بیٹھیں۔

فائدہ: روایت ضعیف الاسناد ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ کسی فریق کو عدالت میں کوئی فوقیت اور ترجیح نہ دی جائے۔ دونوں آنے والے ہوں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے عمل اور فرامین سے واضح ہے۔

(المعجم ۹) - باب الْقَاضِي يَقْضِي وَهُوَ غَضْبَانٌ (التحفة ۹) باب: ۹- قاضی کا غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا

۳۵۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَتَبَ جناب عبد الرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کی طرف لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی حکم

۳۵۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۴ من حديث ابن المبارك به * مصعب بن ثابت ضعيف من جهة سوء حفظه، وقال الهيثمي: "والأكثر على تضعيفه" (مجمع الزوائد: ۱/۲۵).

۳۵۸۹- تخریج: أخرجه مسلم، الأفضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح: ۱۷۱۷ من حديث سفیان، والبخاری، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يقضي وهو غضبان؟، ح: ۷۱۵۸ من حديث عبد الملك بن عمير به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

إِلَىٰ ابْنِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَفْضِي الْحَكْمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضَبَانٌ». (فیصلہ کرنے والا) غصے کی حالت میں دو فریقوں میں فیصلہ نہ کرے۔“

☀ فائدہ: طیش کی حالت میں انسان بالعموم حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے تو اس کیفیت میں فیصلہ عین ممکن ہے کہ عدل کے خلاف ہو لہذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ انتہائی غم، شدید فکر مندی، کسی بیماری کے سبب تکلیف اور درد اور اسی طرح کی کیفیتیں جن میں یکسوئی متاثر ہو غصے پر قیاس کی جائیں گی۔

(المعجم ۱۰) - **بَابُ الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ۱۰)** باب: ۱۰- ذمی لوگوں (کفار) میں فیصلہ کرنا

۳۵۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ (اگر یہ (یہود) آپ کے پاس آئیں تو آپ ان میں فیصلہ فرمائیں یا اعراض کر لیں۔“ پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا: ﴿فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ ”آپ ان میں فیصلہ فرمائیں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل کی۔“

۳۵۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ نازل ہوئی (انہوں نے سبب نزول) بیان کیا کہ بنو نضیر بنو قریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتے تو آدمی دیت دیت دیا کرتے اور اگر بنو قریظہ بنو نضیر کا کوئی آدمی قتل کر دیتے تو پوری دیت دیتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے ان میں برابر برابر کر دیا۔

۳۵۹۰- تخریج: [إسناده حسن]

۳۵۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب ذكر الاختلاف على عكرمة في ذلك، ح: ۴۷۳۷ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع * داود عن عكرمة منكر.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲- کتاب القضاء

تقاضے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: كَانَ بَنُو النَّضِيرِ إِذَا قَتَلُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَدَّوْا نِصْفَ الدِّيَةِ وَإِذَا قَتَلَ بَنُو قُرَيْظَةَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ أَدَّوْا إِلَيْهِمُ الدِّيَةَ كَامِلَةً فَسَوَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمْ.

(المعجم ۱۱) - باب اجتهاد الرأْي في القضاء (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- فیصلہ کرنے میں اجتہاد اور رائے سے کام لینا

۳۵۹۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، ابْنِ أَخِي الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَنَسٍ مِنْ أَهْلِ جَمْصٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟» قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ. قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟» قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ؟» قَالَ: أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي وَلَا أَلُو، فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدْرَهُ، فَقَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ».

۳۵۹۲- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب نے روایت کیا جو اہل حمص میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ فرمایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجیں تو آپ نے پوچھا: ”جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوگا تو فیصلہ کیسے کرو گے؟“ انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر کتاب اللہ میں نہ ملا تو؟“ کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔ فرمایا: ”اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور کتاب اللہ میں بھی نہ ملا تو؟“ کہا کہ میں اپنی رائے استعمال کرنے میں کمی نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا سینہ تھکایا اور فرمایا: ”حمد ہے اس اللہ کی جس نے رسول اللہ کے پیامبر کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول خوش ہے۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت فقہاء کے نزدیک بہت زیادہ مشہور ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سند کے لحاظ سے بالکل ضعیف ہے۔ ائمہ جرح و تعدیل میں کوئی بھی اس کی تصحیح نہیں کرتا۔ اس کے ضعف کے تین سبب گنوائے گئے ہیں۔ ① مرسل

۳۵۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القاضي كيف يقضي، ح: ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ من حديث شعبة به، وقال: "وليس إسناده عندي بم متصل" * الحارث مجهول، وهذا الحديث ضعفه البخاري والجمهور.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ ۵۰ اصحاب معاذ مجہول ہیں۔ ۵۱ حارث بن عمرو مجہول ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا مُرْسَلًا] ”یہ صحیح نہیں اور جتنے طرق معروف ہیں سبھی مرسل ہیں۔“ امام ترمذی کہتے ہیں: [هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ] ”یہ حدیث بس اسی سند سے مروی ہے جو میرے نزدیک متصل نہیں ہے۔“ امام دارقطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: [وَالْمُرْسَلُ أَصَحُّ] ”اس کا مرسل ہونا ہی صحیح تر ہے۔“ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الْحَارِثَ مَجْهُولٌ وَ شَيْوْخُهُ لَا يُعْرَفُونَ] ”یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ راوی حارث مجہول ہے اور اس کے شیوخ کی بھی خبر نہیں کہ کون ہیں۔“ ابن طاہر کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ] ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہا: [لَا يَصِحُّ] ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: [وَأَنْتَى لَهُ الصَّحَّةُ؟ وَمَدَارُهُ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ مَجْهُولٌ عَنْ رَجَالٍ مِنْ أَهْلِ جَمْعٍ لَا يُدْرَى مِنْ هُمْ] ”یہ حدیث کیونکر صحیح ہو سکتی ہے؟ اس کا مدار حارث بن عمرو پر ہے اور وہ خود مجہول ہے اہل جمص سے روایت کرتا ہے جن کی خبر نہیں کہ وہ کون ہیں۔“ علاوہ ازیں عقلی، سبکی اور ابن حجر رحمہم بھی یہی لیتے ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معنوی اعتبار سے بھی اس میں زبردست خلل ہے۔ اس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول: بیان کیا گیا ہے کہ پہلے کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ اگر اس میں نہ ملا تو پھر سنت رسول اللہ سے اگر اس میں بھی نہ ملا تو پھر رائے استعمال کروں گا۔ حالانکہ یہ ترتیب اور قرآن و سنت کی تفریق کسی طرح صحیح نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کے مجمل کا بیان کرتی ہے، مطلق کی تعقید اور عموم کی تخصیص کرتی ہے۔ الغرض یہ ترتیب صحیح نہیں۔ بلکہ ہر مسئلہ بیک وقت قرآن و سنت میں تلاش کیا جائے، پھر خیر القرون صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے فتاویٰ و معمولات کو دیکھا جائے اگر نہ ملے تو صاحب علم کو استنباط و استدلال اور اجتہاد کا حق حاصل ہے۔ (ماخوذ از

سلسلة الاحاديث الضعيفة علامه الباني رحمه الله الجزء الثاني، حديث: ۸۸۱)



۳۵۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَوْنٍ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ . . . بِمَعْنَاهُ.

۳۵۹۳- بعض اصحاب معاذ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جب یمن بھیجا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي الصَّلَاحِ باب: ۱۲- مصالحت کر لینے کا بیان (التحفة ۱۲)

۳۵۹۳- تخریج: [ضعیف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۱۴/۳ من حديث أبي داود به.

۲۳- کتاب القضاء

قضاے متعلق احکام و مسائل

۳۵۹۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَغْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ أَوْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، شَكَ الشَّيْخُ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ».

زَادَ أَحْمَدُ: «إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَ حَرَامًا».

زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ».

۳۵۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنُ أَبِي حَذَرٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَرْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۵۹۴- حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمانوں کا آپس میں صلح کر لینا جائز ہے (یعنی یہ نافذ ہوگی)۔“

احمد (بن عبد الواحد) نے مزید کہا: ”سوائے ایسی صلح کے جو کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام بنائے۔“
سلیمان بن داود نے اضافہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔“

۳۵۹۵- حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ نے ابن ابی حذر سے اپنے قرضے کا مطالبہ کیا۔ یہ مسجد میں تھے کہ ان کی آوازیں اونچی ہو گئیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سنا۔ پس رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے اور اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کعب بن مالک کو آواز دیتے ہوئے کہا: ”اے کعب!“ اس نے کہا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے

۳۵۹۴- [تخریج: حسن] أخرجه أحمد: ۳۶۶/۲ من حديث سليمان بن بلال به، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۳۷، وابن حبان، ح: ۱۱۹۹، وللحديث شواهد.

۳۵۹۵- [تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب رفع الصوت في المسجد، ح: ۴۷۱ عن أحمد بن صالح، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الوضوء من الدين، ح: ۱۵۵۸ من حديث ابن وهب به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گواہیوں سے متعلق احکام و مسائل

حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ ابْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: «يَا كَعْبُ!» فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَشَارَ لَهُ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ. قَالَ كَعْبُ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ فَأَقْضِهِ».

☀ فائدہ: قاضی اور حکم کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ عوام کے تنازعات میں ان کی صلح کرادے۔ اور مالی حقوق میں صاحب حق خوشی سے اگر اپنا حق چھوڑ دے تو جائز ہے۔ صلح میں جبر نہیں ہے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ فِي الشَّهَادَاتِ
(التحفة ۱۳)

۳۵۹۶- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ [عُثْمَانَ] أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشَّهَادَةِ: الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَ» شَكََّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَتَيْتُهُمَا قَالَ:

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكُ: «الَّذِي يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ وَلَا يَعْلَمُ بِهَا الَّذِي هِيَ لَهُ» قَالَ الْهَمْدَانِيُّ: «وَيَرْفَعُهَا إِلَى السُّلْطَانِ» قَالَ

۳۵۹۶- تخريج: أخرجه مسلم، الأفضية، باب بيان خير الشهود، ج: ۱۷۱۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۷۲۰/۲.



۲۳۔ کتاب القضاء

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

ابن السَّرْحِ: «أَوْ يَأْتِي بِهَا الْإِمَامُ» وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ الْهَمْدَانِيِّ. قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: كُتِبَ: يَا إِمَامَ (حَاكِم) كَسَانِي عِيْشَ كَرْدِي۔ ہمدانی کی روایت میں [أخبرنا] ہے۔ ابن السرح نے (راوی کا نام) ابن ابی عمرہ ذکر کیا ہے، عبدالرحمن (بن ابی عمرہ) نہیں ذکر کیا۔

🌞 توضیح: صحیح بخاری و مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ (قرب قیامت میں) ایسے لوگ ہوں گے جو گواہیاں دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ قسمیں کھائیں گے حالانکہ ان سے قسم طلب نہیں کی جائے گی۔ (صحیح البخاری، الشهادات، حدیث: ۲۶۵۲ و صحیح مسلم، فضائل الصحابة، حدیث: ۲۵۳۵) تو اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو جھوٹے ہوں کسی کا حق مارنے یا کسی دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے یہ قسمیں کھائیں اور آگے بڑھ کر گواہیاں دیں۔ جبکہ زیر بحث حدیث، میں صادق اور امین لوگوں کی مدح ہے جو مجبور اور سادہ لوح لوگوں کی مدد کریں یا حاکم اور قاضی کے لیے حق و انصاف۔ یہ میں معاون بنیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق اس امانت اور عاریت سے ہے جو کسی یتیم کی ہو اور سوائے اس گواہ کے کسی اور کے علم میں نہ ہو اور وہ از خود حاکم کے پاس جا کر حقدار کا حق دلوادے تو یقیناً وہ بہترین گواہ ہوگا۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا
(التحفة ۱۴)

باب: ۱۴۔ جو کوئی حقیقت جانے بغیر کسی جھگڑے میں مددگار بنے

۳۵۹۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ قَالَ: جَلَسْنَا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ

۳۵۹۷۔ یحییٰ بن راشد نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے تھے حتیٰ کہ وہ تشریف لے آئے اور بیٹھے پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جس شخص کی سفارش اللہ کی کسی حد کی تنفیذ میں آڑے آئی، تحقیق اس نے اللہ کی مخالفت کی اور جس نے جانتے بوجھے باطل (کی حمایت) میں جھگڑا کیا تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہے

۳۵۹۷۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۷۰/۲ من حديث زهير بن معاوية به، وصححه الحاكم: ۲۷/۲، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

فِي سَخَطِ اللَّهِ حَتَّى يَنْزِعَ عَنْهُ، وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللَّهُ رَدْعَةً الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ. (گواہوں کی پیپ میں ڈالے گا) وہ اسی کا مستحق رہے گا) حتیٰ کہ اپنی بات سے باز آ جائے۔“

☀️ فائدہ: اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب مقدمہ قاضی تک پہنچ جائے تو پھر تنفیذ حدود میں رکاوٹ بننا یا سفارش کرنا حرام ہے۔ اور اسی طرح جاہلی عصبیت کا شکار ہو جانا یا مسلمانوں پر تہمت لگانا بہت بڑے اور برے جرائم ہیں۔

۳۵۹۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدِ الْعُمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «وَمَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ يَظْلِمُ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ».

۳۵۹۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ فرمایا: ”جس نے کسی ظلم کے جھگڑے میں معاونت کی تحقیق وہ اللہ عزوجل کی ناراضی کے ساتھ لوٹا۔“



(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي شَهَادَةِ الزَّوْرِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵- جھوٹی گواہی کا بیان

۳۵۹۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ، يَعْنِي الْعُصْفَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً

۳۵۹۹- حضرت خرم بن فاطک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”جھوٹی گواہی دینا، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔“ تین بار فرمایا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت

۳۵۹۸- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من ادعى ما ليس له وخاصم فيه، ح: ۲۳۲۰ من حديث مطر الوراق * المثنى بن زيد، تابعه حسين المعلم، والحديث السابق شاهد له.

۳۵۹۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الشهادات، باب ماجاء في شهادة الزور، ح: ۲۳۰۰، وابن ماجه، ح: ۲۳۷۲ من حديث محمد بن عبيد به * حبيب بن النعمان مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، والراوي عنه لا يدري من هو؟، وللحديث شاهد ضعيف عند الترمذي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۲- کتاب القضاء

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

الصُّبْحَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: «عَدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ بِالْإِشْرَافِ بِاللَّهِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ: «فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ» [الحج: ۳۰، ۳۱].

فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ حُفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ﴿﴾ بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو اللہ کی طرف یکسو رہو اس حال میں کہ اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ ہو۔

🌞 فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، لیکن جھوٹ اور جھوٹی گواہی کی مذمت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جھوٹی گواہی کہاں میں شمار ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، الشهادات، حدیث: ۲۶۵۳)

(المعجم ۱۶) - باب مَنْ تَرَدَّدَ شَهَادَتُهُ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶- کن لوگوں کی گواہی قبول نہیں

۳۶۰۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَدَّ شَهَادَةَ الْخَائِنِ وَالْخَائِنَةِ وَذِي الْعِمْرِ عَلَى أَخِيهِ، وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَأَجَازَهَا لِعَيْرِهِمْ.

۳۶۰۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خائن مرد، خائن عورت اور اپنے بھائی کے ساتھ کینہ اور بغض رکھنے والے کی گواہی رد فرمائی ہے۔ اور ایسے ہی جو کسی گھر والوں کا خدمت گار (نوکر، غلام اور تابع) ہو اس کی گواہی بھی قبول نہیں کی۔ البتہ دوسروں کے حق میں قبول ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعِمْرُ: الْحِفْدُ وَالشَّخْنَاءُ، وَالْقَانِعُ: الْأَجِيرُ التَّائِعُ مِثْلُ الْأَجِيرِ الْخَاصِّ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الْعِمْرُ] کا معنی بغض و عداوت ہے۔ اور [الْقَانِعُ] سے مراد تابع رہنے والا ہے جیسے کہ کوئی خاص نوکر ہوتا ہے۔

🌞 توضیح: خائن یا خاند کی گواہی مطلقاً مردود ہے۔ اس میں مالی خیانت اور زبانی خیانت (جھوٹ) دونوں ایک جیسے ہیں۔ لیکن کینہ پرور اور بغض کی گواہی اس صورت میں مردود ہے جب معاملہ ان کے ساتھ ہو جن کے ساتھ اس کی دشمنی ہو، اگر سچا ہے تو دوسرے لوگوں میں مقبول ہوگی۔ اسی طرح ہی نوکر اور غلام کی طرح کے تابع قسم کے لوگوں کی گواہی

۳۶۰۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۱/۲ من حديث محمد بن راشد، وابن ماجه، ح: ۲۳۶۶ من حديث عمرو بن شعيب به، وقواه الحافظ في التلخيص الجبير: ۱۹۸/۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گواہیوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۳- کتاب القضاء

اپنے ولی نعمت کے حق میں قبول نہیں۔ اگرچے ہیں تو دوسروں کے حق میں قبول ہے۔

۳۶۰۱- سلیمان بن موسیٰ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”کسی خائن مرد یا عورت زانی مرد یا عورت یا اپنے بھائی کے بارے میں بغض و عداوت رکھنے والے کی گواہی جائز نہیں۔“

۳۶۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَلْفٍ بْنِ طَارِقِ الرَّازِيِّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ الْخَزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا زَانٍ وَلَا زَانِيَةٍ، وَلَا ذِي غَمْرٍ عَلَى أَخِيهِ».

باب: ۱۷- شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی

(المعجم ۱۷) - باب شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ

عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ (التحفة ۱۷)

۳۶۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کہ کسی دیہاتی کی شہری کے خلاف گواہی جائز نہیں۔“

۳۶۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَنَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ».



🌞 فائدہ: بدوی بادیہ سے ہے۔ کے خانہ بدوش کو کہتے ہیں جو ایک جگہ کے ساکن نہیں ہوتے بلکہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی بدوی سمجھ دار اور عدول ہو تو فی نفسہ اس کی گواہی معتبر ہوگی خود رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے چاند کی رویت میں بدوی کی شہادت قبول فرمائی۔ (ابوداؤد، الصوم، باب فی شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان) اس حدیث میں جو بات سمجھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بدوی عموماً مستقل آبادیوں کے حالات، عادات، رسم و رواج اور طور طریقوں سے واقف نہیں ہوتے۔ نیز بڑے سادہ لوح ہوتے ہیں۔ اس لیے

۳۶۰۱- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۶۰۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من لا تجوز شهادته، ح: ۲۳۶۷ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۰۹.

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

مشاہدے میں انہیں غلطی لگنے یا عدم فہم کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے کسی بستی یا شہر کے رہنے والے کے معاملے میں ان کی گواہی پر اعتراض واقع ہوگا۔ اس سبب سے اس کی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی۔ وہ معاملات جن کا فہم اہل بادیہ کے لیے آسان ہے اس میں ان کی گواہی ہر طرح معتبر ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بھی معاملے میں گواہی تب معتبر ہوگی جب اس معاملے کے عمومی فہم کی استعداد موجود ہو۔ کسی خالص فنی معاملے میں عام انسان کی گواہی معتبر نہ ہوگی جب تک وہ اس معاملے کا فہم نہ رکھتا ہو۔

(المعجم ۱۸) - باب الشَّهَادَةِ عَلَى الرِّضَاعِ (التَّحْفَةُ ۱۸)

باب: ۱۸- دودھ پلانے کی گواہی

۳۶۰۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، عَنْ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَحَدَّثَنِي صَاحِبُ لِي عَنْهُ، وَأَنَا لِحَدِيثِ صَاحِبِي أَحْفَظُ قَالَ: تَزَوَّجْتُ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا امْرَأَةً سَوْدَاءَ فَرَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْنَا جَمِيعًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا لَكَاذِبَةٌ قَالَ: «وَمَا يُذِيرُكَ وَقَدْ قَالَتْ مَا قَالَتْ، دَعَهَا عَنْكَ».

۳۶۰۳- جناب ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور مجھے یہ روایت میرے ایک اور ساتھی نے بھی عقبہ سے بیان کی اور اپنے ساتھی کی روایت مجھے زیادہ یاد ہے۔ کہا کہ میں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے شادی کی۔ تو ہمارے پاس ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بے شک وہ جھوٹی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کیا خبر؟ حالانکہ اس نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ اس عورت (اپنی بیوی) کو چھوڑ دے۔“

فائدہ: رضاعت کے مسئلے میں بالخصوص اکیلی عورت کی گواہی اور خبر معتبر اور کافی ہے۔ جیسے کہ پیدائش کے وقت بچے کے زندہ ہونے کے بارے میں ایک دایہ کی گواہی معتبر اور کافی ہوتی ہے تاہم خبر یا گواہی دینے والی کا معتد اور موثوق ہونا شرط ہے۔ علمائے کرام نے خبر اور گواہی میں فرق کیا ہے۔ گواہی ہمیشہ حاکم اور قاضی کے روبرو ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان مسائل کی تفصیلات میں مختلف نقطہ ہائے نظر موجود ہیں۔

۳۶۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب شهادة المرضعة، ح: ۵۱۰۴ من حديث أيوب السخيتاني به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گواہیوں سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۰۴- ابن ابی ملیکہ نے بواسطہ عبید بن ابی مریم حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے مگر مجھے عبید کا بیان زیادہ ضبط ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد بن زید نے حارث بن عمیر کو دیکھا اور کہا: یہ ایوب کے معتمد شاگردوں میں سے ہے۔

باب: ۱۹- سفر میں وصیت کے سلسلے میں
کافر کی گواہی

۳۶۰۵- جناب شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان کی دوقاء مقام پر وفات ہوگئی۔ اسے کوئی مسلمان نہ ملا جو اس کی وصیت پر گواہ ہوتا۔ تو اس نے اہل کتاب کے دو آدمیوں کو گواہ بنایا۔ پھر وہ دونوں کوفہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو اس کی خبر دی اور اس کا ترکہ اور وصیت بھی پیش کی۔ حضرت اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے بعد نہیں ہوا ہے۔ تو انہوں نے عصر کے بعد ان سے اللہ کے نام کی قسم لی کہ انہوں نے کسی قسم کی خیانت

۳۶۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ - وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ، وَلَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ - فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَظَرَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ فَقَالَ: هَذَا مِنْ ثِقَاتِ أَصْحَابِ أَيُّوبَ.

(المعجم ۱۹) - بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَ[فِي] الْوَصِيَّةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۹)

۳۶۰۵- حَدَّثَنَا زَيَْادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا عَنْ الشَّعْبِيِّ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَصَرَتْهُ الْوَفَاءُ بِدُقُوقَاءِ هَذِهِ، وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُشْهَدُهُ عَلَى وَصِيَّتِهِ فَأَشْهَدَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَدِمَا الْكُوفَةَ، فَأَتَيَا أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فَأَخْبَرَاهُ، وَقَدِمَا بَرَكِيَّةَ وَوَصِيَّتِهِ فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: هَذَا أَمْرٌ لَمْ يَكُنْ بَعْدَ الَّذِي كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْلَفَهُمَا بَعْدَ

۳۶۰۴- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، ورواه البخاري من حديث إسماعيل ابن عليّة به.

۳۶۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۱۶۵ من حديث أبي داود به * ذكرى بن أبي زائدة مدلس وعنن.

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

الْعَصْرِ بِاللّٰهِ مَا خَانَا وَلَا كَذَبًا وَلَا بَدَلًا وَلَا كَتَمًا وَلَا غَيْرًا، وَإِنَّهَا لَوَصِيَّةُ الرَّجُلِ وَتَرَكْتُهُ، فَأَمْضَى شَهَادَتَهُمَا .

انہوں نے ان کی گواہی کو قبول کر لیا۔

🌞 فائدہ: اگر کسی مسلمان کو ایسی جگہ موت کا سامنا ہو جہاں اس کی وصیت کے لیے مسلمان گواہ موجود نہ ہوں تو قرآن مجید میں یہ طریقہ بتایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے اور وصیت کے وقت اپنے (مسلمانوں) میں سے دو انصاف والے گواہ بنا لیا اگر تم زمین میں سفر پر نکلے ہو اور (راستے میں) موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر قوم کے دو گواہ بھی کافی ہوں گے، پھر اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد (مسجد میں) روک لو تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے بدلے کوئی قیمت نہیں لے رہے اور کوئی ہمارا رشتہ دار بھی ہو (تو ہم اس کی رعایت کرنے والے نہیں) اور ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپاتے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم گناہ گاروں میں شمار ہوں گے۔ پھر اگر پتا چل جائے کہ بے شک ان دونوں نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو ان دونوں کی جگہ دو اور گواہ ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کا حق مارا گیا ہو اور جو مرنے والے کے زیادہ قریبی ہوں پھر وہ دونوں اللہ کی قسم کھا لیں کہ ہماری گواہی ان (پہلے) دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی، اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں شمار ہوں گے۔ اس طرح زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے یا کم از کم اس بات ہی کا خوف کریں گے کہ کہیں ان (دو ثناء) کی قسموں کے بعد ان کی قسمیں رد نہ کر دی جائیں اور تم اللہ سے ڈرو اور سنو، اور اللہ نافرمانی کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“ (المائدہ: ۱۰۶-۱۰۸) اس باب کی دونوں حدیثوں سے یہی پتا چلتا ہے کہ مسلم گواہوں کی عدم موجودگی میں غیر مسلم گواہ بنائے جاسکتے ہیں۔ ان کی گواہی سے شک و شبہ ختم کرنے کے لیے گواہی کے ساتھ قسم بھی لینی چاہیے۔ پہلی حدیث کی اسناد میں اگرچہ کلام ہے لیکن آئندہ حدیث صحیح بخاری کی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا وہ عین وحی الہی کے مطابق تھا۔

۳۶۰۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ :

۳۶۰۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن براء کی معیت میں سفر پر نکلا۔ (دوران سفر) سہمی کی وفات ہوگئی جہاں کہ کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب وہ دونوں اس کا ترکہ لے کر آئے تو (وارثوں نے) چاندی کا ایک پیالہ گم پایا جس پر

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي

۳۶۰۶- تخریج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب قول الله عز وجل: "يا أيها الذين آمنوا شهادة بينكم . . . الخ"، ح: ۲۷۸۰ من حديث يحيى بن آدم به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سُنْهُمْ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِرُكْبَتِهِ فَقَدُوا جَامَ فَضِيَّةٍ مُحَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَأَخْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَجَدَ الْجَامَ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمِ وَعَدِيِّ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنَ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا: لَشَهَادَتِنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَامَ لَصَاحِبِنَا قَالَ: فَتَزَلَّتْ فِيهِمْ ﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهْدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَلَمُوتُ﴾ [الآيَةُ [المائدة: ۱۰۶].

سُنْهُمْ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِرُكْبَتِهِ فَقَدُوا جَامَ فَضِيَّةٍ مُحَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَأَخْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَجَدَ الْجَامَ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمِ وَعَدِيِّ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنَ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا: لَشَهَادَتِنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَامَ لَصَاحِبِنَا قَالَ: فَتَزَلَّتْ فِيهِمْ ﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهْدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَلَمُوتُ﴾ [الآيَةُ [المائدة: ۱۰۶].



🌞 فائدہ: اس مرنے والے سہمی کا نام بدیل بن ابی ماریہ ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس وقت نصرانی تھے جو بعد میں مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لے آئے اور تمیم داری نے اسلام قبول کر لیا تو اس خیانت کو بہت بڑا گناہ جانا پھر وہ سہمی کے وارثوں کے پاس گئے اور پوری خبر بتائی اور انہیں اپنے حصے کے پانچ سو درہم ادا کیے یہ بھی بتایا کہ باقی پانچ سو درہم عدی بن بداء کے پاس ہیں ان سے بھی پانچ سو لیے گئے۔ (فتح الباری) کتاب الوصایا باب قول اللہ عزوجل: يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ ۵/۵۰۲۵۰۱

(المعجم ۲۰) - بَابُ: إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ شَهَادَةِ الْوَاحِدِ، يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ بِهِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- قاضی کو جب ایک گواہ کی صداقت کا یقین ہو تو ایک گواہی پر فیصلہ کرنا بھی جائز ہے

۳۶۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ؛ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ حُزَيْمَةَ؛ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَتْهُ وَهِيَ مِنْ

۳۶۰۷- جناب عمارہ بن خزیمہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا نے بیان کیا جو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے کہ نبی ﷺ نے ایک بدوی سے گھوڑا خریدا۔ اور بدوی سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ تاکہ تمہارے گھوڑے

۳۶۰۷- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيهقي، باب التسهيل في ترك الإشهاد على البيع، ح: ۴۶۵۱ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۵/۲۱۵، ۲۱۶، وصححه الحاكم: ۲/۱۷، ۱۸، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق أخرى.

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

کی قیمت ادا کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ جلدی جلدی چلے جبکہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا۔ تو لوگ اس بدوی کے سامنے آئے اور گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ انہیں علم نہیں تھا کہ نبی ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ تو اس بدوی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا: اگر گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اسے فروخت کر دوں گا۔ نبی ﷺ اس کی آواز سن کر رک گئے اور فرمایا: ”کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا؟“ بدوی نے کہا: نہیں قسم اللہ کی! میں نے تو اسے تم کو نہیں بیچا۔ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں؟ میں نے تم سے خرید لیا ہے۔“ بدوی کہنے لگا: چلو گواہ لاؤ۔ تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیچ دیا ہے۔ نبی ﷺ خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر (یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں جھوٹ نہیں بول سکتے اور آپ ہمیں وہ کچھ بتاتے ہیں جو ہم ملاحظہ نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود ہم وہ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں تو یہ کیوں نہیں تسلیم کر سکتے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ، فَاسْتَبْعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ تَمَنَ فَرَسِهِ فَاسْرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيَّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَغْتَرِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ فَيَسْأَلُونَهُ بِالْفَرَسِ، وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ، فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسَ وَلَا يَعْتَهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ يَدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ فَقَالَ: «أَوَلَيْسَ قَدْ ابْتَعْتَهُ مِنْكَ؟» قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللَّهِ! مَا بَعْتُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَلَى قَدْ ابْتَعْتَهُ مِنْكَ»، فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلَمْ شَهِدًا، فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: «بِمَ تَشْهَدُ؟» فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.

فائدہ: اس واقعہ کو عام قاعدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اور ایسی صورت میں جب گواہ ایک ہو تو صاحب حق سے قسم لی جاسکتی ہے جیسے کہ بعد کی احادیث میں آ رہا ہے اور اس حدیث میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ انتہائی ذکی، فطین اور قوی الایمان صحابی تھے... رضی اللہ عنہ۔

(المعجم ۲۱) - باب الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ
باب: ۲۱- ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا
وَالشَّاهِدِ (التحفة ۲۱)

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۰۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔ (مدعی سے قسم لی۔)

۳۶۰۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ الْحُبَابِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ الْمَكِّيِّ - قَالَ عُثْمَانُ: سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بَيْنَ بَيْنَيْنِ وَشَاهِدٍ.

۳۶۰۹- جناب عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ سلمہ (بن شیبہ) کی روایت میں ہے عمرو نے کہا کہ ”(مالی) حقوق میں“ (اس طرح سے فیصلہ کیا۔)

۳۶۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَسَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قَالَ سَلَمَةُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ عَمْرُو: فِي الْحُقُوقِ.

۳۶۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔ (یعنی مدعی سے قسم لی۔)

۳۶۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ شَهْلٍ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْبَيْنَيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ.

امام ابو داود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان مؤذن نے مجھے اس روایت میں مزید کہا کہ ہمیں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے عبد العزیز سے روایت کیا۔ عبد العزیز نے کہا کہ میں نے سہیل بن ابی صالح سے یہ حدیث پوچھی تو کہا کہ مجھے (میرے شاگرد) ربیعہ الرائی نے بیان کیا اور وہ میرے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَهْلٍ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ أَنِّي حَدَّثْتُهُ إِيَّاهُ وَلَا أَحْقَظُهُ،

۳۶۰۸- تخریج: أخرجه مسلم، الأفضیة، باب وجوب الحكم بشاهد وبینین، ح: ۱۷۱۲ من حدیث زید بن حباب بہ.

۳۶۰۹- تخریج: [صحیح] انظر الحدیث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۰/ ۱۶۸ من حدیث أبي داود بہ.

۳۶۱۰- تخریج: [إسناده صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب القضاء بالشاهد واليمين، ح: ۲۳۶۸ عن أحمد بن أبي بكر بہ، وقال الترمذي، ح: ۱۳۴۳ "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۰۷.

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

نزدیک ثقہ اور معتمد ہے، کہا کہ میں (سہیل) ہی نے ربیعہ کو یہ حدیث بیان کی تھی۔ جو مجھے یاد نہیں۔ عبدالعزیز کہتے ہیں کہ جناب سہیل بیمار ہو گئے تھے۔ جس سے ان کی یادداشت زائل ہو گئی اور انہیں اپنی کئی حدیثیں بھول گئی تھیں۔ چنانچہ سہیل اس کے بعد یوں سند بیان کیا کرتے تھے کہ مجھے ربیعہ نے مجھ سے روایت کیا کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا۔

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَدْ كَانَ أَصَابَتْ سُهَيْلًا عِلَّةٌ أَذْهَبَتْ بَعْضَ عَقْلِهِ، وَنَسِيَ بَعْضَ حَدِيثِهِ، فَكَانَ سُهَيْلٌ، بَعْدُ، يُحَدِّثُهُ عَنْ رَبِيعَةَ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ.

۳۶۱۱- سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے ابو مصعب الزہری کی مذکورہ بالا سند سے اسی کے ہم معنی روایت کیا۔ سلیمان نے کہا کہ میں سہیل سے ملا اور ان سے یہ حدیث دریافت کی تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے ربیعہ نے آپ کے واسطے سے روایت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: اگر ربیعہ نے تمہیں بتایا ہے کہ اس نے مجھ سے روایت کیا ہے تو اسے بواسطہ ربیعہ مجھ سے روایت کرو۔

۳۶۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بِإِسْنَادِ أَبِي مُصْعَبٍ وَمَعْنَاهُ، قَالَ سُلَيْمَانُ: فَلَقِيتُ سُهَيْلًا فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: مَا أَعْرِفُهُ، فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ رَبِيعَةَ أَخْبَرَنِي بِهِ عَنْكَ، قَالَ: فَإِنْ كَانَ رَبِيعَةُ أَخْبَرَكَ عَنِّي فَحَدَّثْتُ بِهِ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِّي.

🌞 فوائد و مسائل: ① مدعی کے پاس جب ایک گواہ ہو تو مالی امور میں اس سے قسم لے کر فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور یہ قسم دوسرے گواہ کے قائم مقام ہوگی۔ ② محدث جب اپنی کسی روایت کو بھول جائے اور بالجزم اور یقین سے کہے کہ ”یہ مجھ پر جھوٹ ہے یا میں نے اسے یہ روایت نہیں کیا ہے وغیرہ“ تو ایسی روایت مردود ہوتی ہے۔ لیکن اگر محض احتمال کا اظہار کرتے ہوئے کہے: ”مجھے یہ حدیث یاد نہیں۔ یا مجھے معلوم نہیں۔“ اور پہلے دور میں سننے والا ثقہ راوی اس سے روایت کرے تو اس کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ مذکورہ اسناد اور واقعہ [مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ] جس نے حدیث بیان کی اور (بعد میں) بھول گیا۔ کی مثال ہے اور محدثین کی امانت علمی اور روایت کرنے میں احتیاط اور دقت پسندی کی دلیل ہے۔

۳۶۱۲- حضرت زُبَیْب بن ثَعْلَبہ رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۶۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا

۳۶۱۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۶۹/۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۶۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في الأحاد والمثنائي، ح: ۱۲۰۹ عن أحمد بن عبدة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گواہیوں سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک لشکر بنو عذر کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے طائف کے مضافات میں رکبہ مقام پر اس قبیلے کو جا پکڑا اور انہیں نبی ﷺ کی طرف لے آئے۔ میں سوار ہوا اور ان سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ میں نے کہا: ”اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آپ کا لشکر ہمارے ہاں پہنچا اور اس نے ہمیں پکڑ لیا حالانکہ ہم نے (پہلے ہی) اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنے جانوروں کے کان بھی کاٹ ڈالے تھے۔ جب بنو عذر کے لوگ پہنچ گئے تو نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے کہ تم پکڑے جانے سے پہلے ان ایام میں مسلمان ہو چکے تھے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تیرے گواہ کون ہیں؟“ میں نے عرض کیا کہ بنو عذر کا ایک فرد سمرہ اور ایک دوسرے آدمی کا نام لیا۔ چنانچہ اس دوسرے نے شہادت دی لیکن سمرہ نے شہادت دینے سے انکار کیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس نے گواہی دینے سے انکار کیا ہے لہذا تجھے اپنے دوسرے گواہ کے ساتھ قسم اٹھانا ہوگی۔“ میں نے کہا: ہاں (اٹھاؤں گا) تو آپ نے مجھ سے قسم لی اور میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم لوگ فلاں فلاں روز اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے جانوروں کے کان کاٹ چکے تھے۔ (یہ اسلام اور عدم اسلام کے درمیان فرق کرنے کا ایک انداز تھا۔) تب نبی ﷺ نے: (اپنے مجاہدین سے)

عَمَّارُ بْنُ شُعَيْثِ بْنِ [عُبَيْدِ] اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْبِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي الزُّبَيْبَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشًا إِلَى بَنِي الْعَنْبَرِ فَأَخَذُوهُمْ بِرُكْبَةٍ مِنْ نَاحِيَةِ الطَّائِفِ، فَاسْتَأْفَوْهُمْ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، فَرَكِبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَتَانَا جُنْدُكَ فَأَخَذُونَا وَقَدْ كُنَّا أَسْلَمْنَا، وَخَضَرْنَا أَذَانَ النَّعَمِ، فَلَمَّا قَدِمَ بَلْعَنْبَرُ، قَالَ لِي نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ لَكُمْ بَيِّنَةٌ عَلَى أَنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ قَبْلَ أَنْ تُؤْخَذُوا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «مَنْ بَيِّنَتُكَ؟» قُلْتُ: سَمْرَةُ، رَجُلٌ، مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ وَرَجُلٌ آخَرُ سَمَّاهُ لَهُ، فَشَهِدَ الرَّجُلُ وَأَبَى سَمْرَةُ أَنْ يَشْهَدَ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أَبَى أَنْ يَشْهَدَ لَكَ فَتَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِكَ الْآخَرَ»، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَاسْتَحْلَفَنِي فَحَلَفْتُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَسْلَمْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَخَضَرْنَا أَذَانَ النَّعَمِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «أَذْهَبُوا، فَقَاسِمُوهُمْ أَنْصَافَ الْأَمْوَالِ وَلَا تَمْسُوا ذَرَارِيَهُمْ، لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يُحِبُّ ضَلَالَةَ الْعَمَلِ مَا رَزَيْنَاكُمْ عِقَالًا»: قَالَ الزُّبَيْبُ: فَدَعَعْتَنِي أُمِّي فَقَالَتْ: هَذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زُرِّيَّيْنِ فَأَنْصَرَفَتْ إِلَى نَبِيِّ



الضبي به، وحسنه ابن عبد البر في الاستيعاب: ٥٨٨/١ (مع الإصابة) * عمار بن شعيب لم أجد من وثقه غير ابن عبد البر بتحسين حديثه، والله أعلم بحاله.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

فرمایا: ”جاؤ اور ان سے نصف نصف اموال لے لو اور ان کی اولادوں کو ہاتھ مت لگاؤ۔ (انہیں غلام مت بناؤ) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل (اور اس کی محنت) کو ضائع نہیں فرماتا ہے تو ہم تم سے ایک رسی بھی نہ لیتے۔“ زبیب نے کہا: پھر مجھے میری والدہ نے بلایا اور بتایا کہ اس آدمی نے مجھ سے میری توشک لی ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس گیا یعنی آپ کو خبر دی تو آپ نے مجھے فرمایا: ”اسے روکو۔“ تو میں نے اس کو گریان سے پکڑ لیا اور اپنی جگہ پر اس کے ساتھ رکا رہا۔ پھر نبی ﷺ نے ہمیں کھڑے دیکھا تو فرمایا: ”تو اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟“ تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اس آدمی سے فرمایا: ”اس کی ماں کی توشک جو تو نے اس سے لی ہے اس کو واپس کر دو۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ مجھ سے ضائع ہو گئی ہے۔ تو نبی ﷺ نے اس کی تلوار اتاری اور مجھے دے دی اور اسے فرمایا: ”جاؤ اور غلے کے چند صاع اور مرید بھی دو۔“ چنانچہ اس نے مجھے کئی صاع جو بھی دے دیے۔

☀ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ غالباً اسے اس لیے لائے ہیں کہ اس کی طرف توجہ مبذول کرائیں کہ اگر مدعی دو گواہ پیش نہیں کر سکتا تو ایک گواہ کے ساتھ وہ قسم کھائے گا تا کہ نصاب شہادت پورا ہو جائے۔ اس سے پہلی صحیح روایات کے الفاظ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ ایک گواہ کی کمی کو قسم سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایک گواہ بھی موجود نہ ہو تو قسم مدعی علیہ کے لیے ہوگی۔ جس طرح حدیث: ۳۶۱۹ میں بیان ہوا ہے۔

(المعجم ۲۲) - باب الرَّجُلَيْنِ يَدْعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ (التحفة ۲۲)

۳۶۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ ۳۶۱۳- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۶۱۳- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، آداب القضاء، باب القضاء، فيمن لم تكن له بيينة، ح: ۵۴۲۶، وابن ماجه ۴۴

۲۳- کتاب القضاء

گواہیوں سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کے حضور ایک اونٹ یا کسی جانور کا دعویٰ کیا لیکن کسی کے پاس گواہ نہیں تھا تو نبی ﷺ نے اسے ان دونوں کے مابین (آدھا آدھا) کر دیا۔

الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ؛ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا أَوْ دَابَّةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَتْ لِرَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا .

☀ فائدہ: اسلام کا اصول شہادت ہر طرح کی صورت حال کے لیے فیصلے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہے تو دوسرے گواہ کی کمی پوری کرنے کے لیے وہ قسم کھائے گا۔ اگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں اور مدعی علیہ قسم نہیں کھانا چاہتا تو قاضی دونوں کی رضامندی سے صلح کر سکتا ہے۔ اس صلح میں متنازع مال آدھا آدھا بھی تقسیم ہو سکتا ہے۔ اگر وہ صلح پر تیار نہیں ہوتے تو قاضی یہ فیصلہ بھی کر سکتا ہے کہ دونوں میں سے جو کوئی قسم کھائے گا مال اس کا ہوگا۔ اگر پھر بھی دونوں قسم کھانے سے انکار کریں تو قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کا نام نکلے گا اسے قسم کھانی ہوگی یا پھر دستبرداری دینی ہوگی۔ حدیث: ۳۶۱۳ سے لے کر ۳۶۱۹ تک کی احادیث سے مندرجہ بالا تمام اصول واضح ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے خصومات کے فیصلے کے لیے گواہی اور حلف ہی کو اساسی حیثیت دی ہے۔ کسی اور نظام قانون میں شہادت و حلف کے یہ تمام اصول بیان نہیں کیے گئے۔

۳۶۱۴- جناب سعید (بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ) نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۶۱۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَنَادَةَ وَمَعْنَاهُ .

۳۶۱۵- جناب قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے بیان کیا جو مذکورہ بالا حدیث کے قریب قریب ہے۔ کہ نبی ﷺ کے دور میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا اور ان دونوں نے دو دو گواہ بھی پیش کر دیے تو نبی ﷺ نے اسے ان کے مابین نصف نصف کر دیا۔

۳۶۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِثْلٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادَهُ؛ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدَيْنِ، فَقَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ .

❧ ح: ۲۳۳۰ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند أحمد: ۴/ ۴۰۲، والبيهقي: ۱۰/ ۲۵۷، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۲۰۱ وغيره .

۳۶۱۴- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق .

۳۶۱۵- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابقين، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۴/ ۹۵، ووافقه الذهبي .

۲۳- کتاب القضاء

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا فِي مَنَاعٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، لَيْسَ لَوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اسْتَهَمَا عَلَى الْيَمِينِ مَا كَانَ، أَحَبَّ ذَلِكَ أَوْ كَرِهَهَا».

۳۶۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی کسی مال کا تنازع لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈال لو جس کا بھی نکل آئے، تمہیں یہ پسند ہو یا نہ۔“ (اس کا یہی حل ہے کہ جو قسم کھائے گا مال لے لے گا۔)

۳۶۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. قَالَ أَحْمَدُ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَرِهَ الْاِثْنَانِ الْيَمِينَ أَوْ اسْتَحَبَّاهَا فَلْيَسْتَهَمَا عَلَيْهَا».

۳۶۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”اگر دونوں قسم کھانا پسند کریں یا دونوں ہی قسم کھانا چاہیں تو قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈال لیں۔“

قَالَ سَلَمَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَقَالَ: «إِذَا أُكْرِهَ الْاِثْنَانِ عَلَى الْيَمِينِ».

سلمہ (بن شیبہ) نے کہا: ہمیں معمر نے خبر دی کہ جب دونوں قسم کھانے پر مجبور کر دیے جائیں تو قرعہ ڈال لیں (کہ کون قسم کھائے۔)

☀ فائدہ: یعنی جب دونوں ہی قسم نہ کھانا چاہیں تو قاضی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ قرعہ اندازی کی جائے۔ جس کے نام کا قرعہ نکل آئے گا اسے قسم کھانی ہوگی یا پھر دستبردار ہو جائے گا۔

۳۶۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : جَنَابُ سَعِيدِ بْنِ ابْنِ عُرُوبَةَ نَعَى جَنَابَ بَن

۳۶۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب القضاء بالقرعة، ح: ۲۳۴۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: ۳۶۱۷.

۳۶۱۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۲۵۵ من حديث أبي داود به، وصححه، وهو في مسند أحمد: ۳۱۷/۲، وصحيفة همام، ح: ۹۷، وأصله عند البخاري، ح: ۲۶۷۴ بغير هذا اللفظ من حديث عبد الرزاق به.

۳۶۱۸- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۳۶۱۶، وأخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب: الرجلان يدعيان السلعة وليس بينهما بيعة، ح: ۲۳۲۹ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ۳۵۳/۷.

۲۳- کتاب القضاء

قضا میں قسم سے متعلق احکام و مسائل

منہال کی سند سے اس حدیث کے مثل روایت کیا، کہا کہ دو آدمیوں نے ایک جانور کے سلسلہ میں جھگڑا کیا اور کسی کے پاس گواہ نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈالیں۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِإِسْنَادِ ابْنِ مِنْهَالٍ مِثْلَهُ قَالَ: فِي ذَابَّةٍ وَلَيْسَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَسْتَهْمَا عَلَى الْيَمِينِ.

باب: ۲۳- جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں
تو مدعا علیہ قسم کھائے

(المعجم ۲۳) - باب الْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ (التحفة ۲۳)

۳۶۱۹- ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ (جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو) مدعا علیہ قسم کھائے۔

۳۶۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ.

باب: ۲۴- قسم کیسے اٹھائی جائے؟

(المعجم ۲۴) - بَابُ: كَيْفَ الْيَمِينِ (التحفة ۲۴)

۳۶۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا جس کو آپ نے قسم اٹھوائی کہ: ”تو اللہ کی قسم کھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں“ کہ تیرے پاس اس مدعی کی کوئی شے نہیں۔“ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راوی ابو یحییٰ کا نام زیاد ہے جو کوئی ہے اور ثقہ ہے۔

۳۶۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ، يَعْنِي لِرَجُلٍ حَلَفَهُ: «أَحْلِفُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مَا لَهُ عِنْدَكَ شَيْءٌ»، يَعْنِي الْمُدْعَى. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو يَحْيَى اسْمُهُ زَيْدٌ، كُوفِيٌّ، ثِقَّةٌ.

🌞 فائدہ: اس بیان کی بہت اہمیت ہے۔ اس طریقے سے دوسرے کا حق مارنے کے لیے ہر قسم کے حیلوں کا سد باب ہو جاتا ہے۔

۳۶۱۹- تخریج: أخرجه البخاري، الرهن، باب: إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه... الخ، ح: ۲۵۱۴، ومسلم، الأقضية، باب اليمين على المدعى عليه، ح: ۱۷۱۱ من حديث نافع بن عمر به.
۳۶۲۰- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۳۲۷۵، أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۰۰۷ من حديث أبي الأحوص، وأحمد: ۱/ ۲۵۳ من حديث عطاء بن السائب به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳- کتاب القضاء

(المعجم ۲۵) - بَابُ: إِذَا كَانَ الْمَدْعَى عَلَيْهِ ذِمًّا أَيْحَلَفَ (التحفة ۲۵)

۳۶۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ الْأَشْعَثِ قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي، فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَاكَ بَيْتَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «أَحْلِفْ»، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِذَا يَحْلِفُ وَيَذْعَبُ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتُورُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَتَمَّتْهُمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [آل عمران: ۷۷].

تفصیل سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۲۵- کیا جب مدعا علیہ ذمی (کافر) ہو تو وہ بھی قسم کھائے

۳۶۲۱- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے اور ایک یہودی کے مابین زمین کی شراکت داری تھی جو وہ مجھے دینے سے انکاری ہو گیا۔ تو میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا کوئی تمہارا گواہ ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے یہودی سے کہا ”قسم اٹھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال مار لے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتُورُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَتَمَّتْهُمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾..... ”بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں“ اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو بات کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا“ نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔“

فائدہ: کافر کے ساتھ اگر معاملہ قسم پر آ پھرے تو اس سے اللہ کے پاک اور عظیم نام ہی کی قسم لی جائے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کھا جائے تو صبر کرتے ہوئے یقین رکھنا چاہیے کہ وہ اس جھوٹی قسم کے وبال سے بچ نہیں سکے گا۔

باب: ۲۶- (قنازع معاملة میں) کسی سے اس کے علم پر قسم لینا جبکہ وہ اس میں موجود نہ رہا ہو

۳۶۲۲- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو کندہ اور حضرموت کے دو آدمی ایک زمین کا تنازع لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے وہ زمین یمن میں

(المعجم ۲۶) - بَابُ الرَّجُلِ يُحْلِفُ عَلَى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ (التحفة ۲۶)

۳۶۲۲- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْقُرَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عَنْ الْأَشْعَثِ

۳۶۲۱- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۳۲۴۳.

۳۶۲۲- تخریج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ۳۲۴۴.

تقاضی میں قسم سے متعلق احکام و مسائل

تھی۔ حضری نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے والد نے میری زمین غصب کر لی تھی اور وہ اب اس کے قبضے میں ہے۔ آپ ﷺ نے اس (حضری) سے پوچھا: ”کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ لیکن میں اسے (کندی کو) اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا یہ نہیں جانتا کہ یہ میری زمین ہے اور اس کے باپ نے مجھ سے غصب کر رکھی تھی؟ چنانچہ وہ کندی قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اور (ابن قیس رضی اللہ عنہ) آگے حدیث بیان کی۔ (دیکھیے: حدیث: ۳۲۴۳)

۳۶۲۳- حضرت علقمہ بن وائل بن حجر حضری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موت اور بنو کندہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضری نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی میری زمین پر قابض ہو گیا ہے جو کہ میرے والد کی تھی۔ کندی نے کہا: یہ زمین میری ہے میرے قبضے میں ہے، میں ہی اسے کاشت کر رہا ہوں اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ تو نبی ﷺ نے حضری سے کہا: ”کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر تیرے لیے اس کی قسم ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے اسے کوئی پروا نہیں کہ کیا قسم کھا رہا ہے۔ اسے کسی چیز کا پرہیز اور ڈر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے لیے اس سے بس یہی ہے۔“

ابن قیس؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَهَا أَبُو هَذَا وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أُحْلِفُهُ وَاللَّهِ! مَا يَعْلَمُ أَنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَهَا أَبُوهُ؟ فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ يَعْنِي الْيَمِينَ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۶۲۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلْكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلْكَ يَمِينُهُ»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ فَاجِرٌ لَيْسَ يُبَالِي مَا خَلَفَ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ».



🌞 فوائد و مسائل: ① مدعا علیہ متقی ہو یا فاجر قسم اٹھا کر مدعی کے دعوے سے بری ہو جائے گا۔ ② مدعی مدعا علیہ سے

۳۶۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الإیمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ۱۳۹۰ عن هناد بن

السري به.

اس کے علم کے حوالے سے قسم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مطالبے پر اعتراض نہیں کیا۔ ⑤ یہ دونوں احادیث پیچھے ۳۲۴۴ اور ۳۲۴۵ میں بھی گزر چکی ہیں۔

(المعجم ۲۷) - باب الذَّمِّي كَيْفَ
يُسْتَحْلَفُ؟ (التحفة ۲۷)

۳۶۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے کہا: ”میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، تم لوگ زانی کے بارے میں تورات میں کیا پاتے ہو؟“ اور قصہ رجم کے بارے میں حدیث بیان کی۔

۳۶۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْني لِلْيَهُودِ: «أَتَشْذِكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ عَلَى مَنْ زَنَا؟» وَسَاقَ الْحَدِيثَ فِي قِصَّةِ الرَّجْمِ.

۳۶۲۵- جناب زہری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھے مزینہ قبیلے کے ایک آدمی نے بیان کیا جو صاحب علم اور حافظ تھا اس نے سعید بن مسیب سے روایت کیا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۶۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ كَانَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعْبِهِي يُحَدِّثُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ.

🌞 فائدہ: یہ روایات آگے ۳۲۴۵ اور ۳۲۴۴ میں مفصل آئیں گی۔

۳۶۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: جناب عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

۳۶۲۴- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۴۸۸، وسيأتي، ح: ۴۴۵۰، ورواه أحمد: ۲/ ۲۷۹ عن عبد الرزاق به مرسلًا.

۳۶۲۵- تخریج: [ضعیف] انظر، ح: ۴۴۵۱.

۳۶۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * سعيد وقتادة مدلسان وعنعنا، والسند مرسل.

تقاضا میں قسم سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے ابن صوریہ (یہودی) سے کہا: ”میں تمہیں اس اللہ کی یاد دلاتا ہوں جس نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی تمہارے لیے سمندر کو شق کیا، تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلا نازل کیا اور تمہارے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، کیا تم اپنی کتاب میں رجم کا حکم پاتے ہو؟“ اس نے کہا: آپ نے مجھے بڑی عظیم ذات کی یاد دلائی ہے اور میرے لیے ممکن نہیں کہ آپ کو جھٹلا سکوں۔ اور حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ، يَعْنِي لَابْنَ صُورِيَا: «أَذْكَرُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي نَجَّاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَأَقْطَعَكُمْ الْبَحْرَ، وَظَلَّلَ عَلَيْكُمْ الْغَمَامَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمْ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمْ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى، أَنْتَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمُ الرَّجْمَ؟» قَالَ: ذَكَرْتَنِي بِعَظِيمٍ وَلَا يَسْعُنِي أَنْ أَكْذِبَكَ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.



فائدہ: اس باب میں تین روایتیں ہیں جن میں غیر مسلم ذمیوں سے حلف اٹھانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے یہ تینوں اپنی جگہ سداً ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بوجہ وجود شواہد کافی قوی ہوگئی ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ ہر غیر مسلم ذمی سے اس کے اپنے مذہب کے حوالے سے حلف لیا جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کی عدالت میں ان کے مذہب کی مصدقہ بنیاد ہی پر حلف لیا جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کے نزول کی قرآن نے تصدیق کی ہے اور ان دونوں کو اللہ کا سچا نبی تسلیم کیا ہے۔



(المعجم ۲۸) - باب الرَّجُلُ يَخْلِفُ
عَلَى حَقِّهِ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۸- آدمی اپنے حق کے حصول کے لیے قسم اٹھالے

۳۶۲۷- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو آدمیوں میں فیصلہ کیا۔ تو مقدمہ ہار جانے والے نے پیٹھ پھیری اور کہا: [حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ] ”مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عاجزی (اور محنت و کوشش نہ کرنے) پر ملامت فرماتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ دانائی (معاملات میں سوچہ بوجھ، محنت اور

۳۶۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ وَمُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ ابْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَجِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنْ سَيْفٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا أَذْبَرَ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۳۶۲۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۴، ۲۵ من حديث بقية به، وصرح بالسماع، ولكنه لم يصرح بالسماع المسلسل، وقال النسائي في الكبرى، ح: ۱۰۴۶۲، وعمل اليوم والليلة، ح: ۶۲۶ "سيف لا أعرفه".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ»۔

☀ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم حقیقت یہی ہے کہ انسان کو اپنے حقوق کا ہر لحاظ سے تحفظ کرنا چاہیے۔ محنت و کوشش پر توکل کی بنیاد رکھنی چاہیے نہ کہ ہاتھ پیر توڑ کر عاجز بن کر بیٹھ رہنے پر۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ فِي الدِّينِ هَلْ يُحْبَسُ بِهِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- قرضے وغیرہ میں مقروض کو قید کر لینا

۳۶۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ وَبَرِ بْنِ أَبِي دُلَيْلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِيُ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعَقُوبَتَهُ».

۳۶۲۸- حضرت عمرو بن شریذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مال دار کا قرض کی ادائیگی میں مال منول سے کام لینا اس کی بے عزتی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔“

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: يُحِلُّ عِرْضَهُ: يُغْلَظُ لَهُ، وَعَقُوبَتَهُ: يُحْبَسُ لَهُ.

ابن مبارک نے کہا: اس کی بے عزتی کو حلال کر دیتا ہے۔ یعنی اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے۔ اور اس کو سزا دینا حلال ہے۔ یعنی اسے قید کیا جاسکتا ہے۔

۳۶۲۹- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ: أَخْبَرَنَا هِرْمَاسُ بْنُ حَبِيبٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِغَرِيمٍ لِي فَقَالَ لِي: «الزَّمَّةُ»، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا أَخَا

۳۶۲۹- ہرماس بن حبیب..... ایک دیہاتی آدمی تھا..... وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ میں اپنے ایک مقروض کو نبی ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے مجھے فرمایا: ”اس کے ساتھ چٹنارہ۔“ پھر آپ نے مجھے فرمایا: ”اے بنو تمیم کے بھائی! تو اپنے قیدی کے

۳۶۲۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيهقي، باب مطل الغني، ح: ۴۶۹۳ من حديث ابن المبارك به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۴۲۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۶۴، والحاكم: ۱۰۲/۴، ووافقه الذهبي، وعلقه البخاري، قبل، ح: ۲۴۰۱، وحسنه الحافظ في الفتح: ۶۲/۵.

۳۶۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب الحبس في الدين والملازمة، ح: ۲۴۲۸ من حديث النضر بن شميل به * هرماس وأبوه مجهولان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تضامیں قسم سے متعلق احکام و مسائل

بَنِي تَمِيمٍ: مَا تُرِيدُ أَنْ تَفْعَلَ بِأَسِيرِكَ». ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟“

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ بات صحیح ہے کہ جب مقروض آدمی وسعت والا ہوتے ہوئے مال منول سے کام لے تو جائز ہے کہ آدمی اس سے چھٹ کر اپنے حق کا مطالبہ کرے۔

۳۶۳۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَبَسَ رَجُلًا فِي نَهْمَةٍ.

۳۶۳۰- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا (معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو تہمت (شبہ) میں قید کیا تھا۔

☀️ فائدہ: جس شخص پر الزام ہو مگر حقیقت واضح نہ ہو تو اسے حقیقت واضح ہونے تک تحقیق کی غرض سے مختصر وقت کے لیے قید کرنا جائز ہے۔ تاہم قید کا عرصہ بلا وجہ غیر معمولی طور پر لمبا کرنا (جیسا کہ آج کل معمول ہے) شرعاً محل نظر ہے اس سے بہت سے مفاسد جنم لیتے ہیں۔

۳۶۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ وَمُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ: قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ - قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: إِنَّ أَخَاهُ أَوْ عَمَّهُ - وَقَالَ مُؤَمِّلٌ: إِنَّهُ - قَامَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ: جِيرَانِي، بِمَا أَخَذُوا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلُّوا لَهُ عَنْ جِيرَانِهِ»، لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمِّلٌ: وَهُوَ يَخْطُبُ.

۳۶۳۱- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں ابن قدامہ نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھائی یا چچا اور مؤمل (ابن ہشام) نے کہا: بے شک وہ (معاویہ) نبی ﷺ کے رو برو کھڑا ہوا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا: میرے ہمسایوں کو کس بنا پر پکڑا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے دوبار اعراض فرمایا۔ پھر معاویہ نے کچھ کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کے ہمسایوں کو رہا کر دو۔“ مؤمل نے اپنی روایت میں ”خطبہ دینے کا“ ذکر نہیں کیا۔

☀️ فائدہ: ان لوگوں کو کسی تہمت میں پکڑا گیا تھا۔ جب تہمت ثابت نہ ہوئی تو ان کو رہا کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

۳۶۳۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدييات، باب ماجاء في الحبس في النهمه، ح: ۱۴۱۷ من حديث معمر به، وقال: 'حسن'، ورواه النسائي، ح: ۴۸۷۹، ۴۸۸۰، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۱۸۸۹۱، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۰۳، والحاكم: ۱۰۲/۴، ووافقه الذهبي.

۳۶۳۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴، ۲/۵، عن إسماعيل ابن علي به.

(المعجم ۳۰) - بَابُ: فِي الْوَكَالَةِ

باب: ۳۰- کسی کو اپنا وکیل بنانا

(التحفة ۳۰)

۳۶۳۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام پیش کیا اور عرض کیا کہ میں خیبر جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچو تو اس سے پندرہ وقت وصول کر لینا۔ اور اگر وہ تم سے کوئی علامت (نشانی) طلب کرے تو اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ دینا۔“

۳۶۳۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ قَالَ: أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ، فَقَالَ: «إِذَا أَتَيْتُ وَكَيْلِي فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَسَقًا، فَإِنْ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْفُوتِهِ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم وکیل بنانا جائز ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ذاتی کام اپنے وکیل کے ذریعے سے کروایا کرتے تھے۔ جیسے کہ بکری خریدنے کا واقعہ ہے۔ (صحیح البخاری، المناقب، حدیث: ۳۶۳۲) علاوہ ازیں عمال حکومت سبھی رسول اللہ ﷺ کے نائب اور وکیل ہی ہوا کرتے تھے۔ آج کل کے عدالتی نظام میں وکالت ناگزیر ہے اس کے بغیر اپنا حق وصول کرنا ناممکن ہے اس بنا پر صاحب حق کے لیے تو اپنے حق کی وصولی کے لیے وکیل بنانا اور کسی شخص کا اس کے لیے وکیل بننا جائز ہے۔ لیکن کسی دوسرے کا حق غصب کر کے عدالت سے اس پر مہر تصدیق ثبت کرانے کے لیے کسی کو وکیل بنایا اور اس ظالم و غاصب کی وکالت کے لیے کسی کا وکیل بننا قطعاً جائز نہیں ہے۔ ایسی وکالت کا سارا معاوضہ یکسر حرام اور ناجائز ہے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: فِي الْقَضَاءِ

باب: ۳۱- قضا سے متعلق دیگر احکام و مسائل

(التحفة ۳۱)

۳۶۳۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۳۶۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱۵۴، ۱۵۵، ح: ۴۲۵۹ من حديث عبيد الله بن سعد بن إبراهيم به * ابن إسحاق عن عن.

۳۶۳۳- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الطريق إذا اختلف فيه كم يجعله؟، ح: ۱۳۵۶ من حديث المثني بن سعيد به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۳۸، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۱۸، وأصله عند مسلم، ح: ۱۶۱۳ من حديث أبي هريرة به.

۲۳- کتاب القضاء

قضائے متعلق دیگر احکام و مسائل

حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَدَارَأْتُمْ فِي طَرِيقٍ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا کسی راستے کے بارے میں کوئی تنازع ہو تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دو۔“

فائدہ: گلیوں کا تنگ ہونا اور راستے کا تنگ کرنا اسلامی تہذیب و ثقافت کے منافی ہے۔ گلیاں مناسب طور پر کھلی ہونی چاہئیں۔ سات ہاتھ کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ ایک اونٹ آ رہا ہو اور ایک جا رہا ہو تو دونوں باسانی گزر جائیں۔ لیکن آج کل مزید کشادگی ضروری ہے تاکہ موجودہ دور کی ٹریفک آجاسکے۔

۳۶۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَأْذَنْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَنْ يَغْرَزَ خَشَبَةً فِي حِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ، فَتَكْسُوا، فَقَالَ: مَالِي أَرَأَيْكُمْ قَدْ أَعْرَضْتُمْ لِأَلْفَيْتِهَا بَيْنَ أَكْتَفَيْكُمْ».

۳۶۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سے کوئی بھائی اجازت چاہے کہ تمہاری دیوار میں لکڑی گاڑ لے تو اسے مت روکو۔“ تو سامعین نے اپنی گردنیں جھکا لیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا بات ہے کہ تم اس سے اعراض کرنے لگے ہو۔ میں اسے تمہارے کندھوں پر ٹکاؤں گا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي خَلْفٍ وَهُوَ أَتَمُّ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابن ابی خلف کی ہے اور کامل ہے۔

فائدہ: ہمسائیگی کے لازمی حقوق میں سے یہ ہے کہ احسان کا معاملہ کرتے ہوئے درمیانی دیوار پر شہتیر یا کڑیاں رکھنے اور کھنٹی گاڑنے سے ہرگز نہ روکا جائے۔ مگر بنیادی شرط یہ ہوگی کہ کوئی کسی کے لیے ضرر اور ظلم کا باعث نہ بنے۔ ظالم لوگ اس رعایت کی بنا پر حق ملکیت کا دعو کرنے لگے ہیں۔ درج ذیل روایت ملاحظہ ہو۔

۳۶۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۳۶۳۵- صحابی رسول حضرت ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے

۳۶۳۴- [تخریج: أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الرجل يضع على حائط جاره خشباً، ح: ۱۳۵۳، ومسلم، ح: ۱۶۰۹، وابن ماجه، ح: ۲۳۳۵ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاري، ح: ۲۴۶۳ من حديث الزهري به.

۳۶۳۵- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في الخيانة والغش، ح: ۱۹۴۰ عن قتیبہ به، وقال: "حسن غريب" * لؤلؤة لم يوثقها غير الترمذي، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۴۲، وللحديث شواهد كثيرة، كلها ضعيفة.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قضاے متعلق دیگر احکام و مسائل

روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اپنے مسلمان بھائی کو) نقصان پہنچایا اللہ اس کا نقصان کرے۔ اور جس نے کسی (مسلمان) کو مشقت (اور پریشانی) سے دوچار کیا اللہ اسے مشقت (اور پریشانی) میں ڈالے۔“

اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ ضَارَّ أَضَرَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ».

🌞 فائدہ: کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے بالخصوص کسی طرح بھی اذیت، مشقت یا نقصان کا باعث نہ بنے ورنہ اللہ کے نبی ﷺ کی بددعا کا نشانہ بنے گا اندیشہ ہے۔

۳۶۳۶- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے ایک انصاری کے باغ میں کھجوروں کے چند درخت تھے اور اس انصاری کے ساتھ گھر والے بھی رہائش پذیر تھے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کے لیے جاتے تو اس (انصاری) کو بڑی اذیت ہوتی اور اسے اس کا اس طرح آنا جانا برا لگتا تھا۔ انصاری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے چاہا کہ یہ درخت اس کو بیچ دے، مگر حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ پھر مطالبہ کیا کہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لے۔ تو بھی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بتایا۔ نبی ﷺ نے بھی اس سے کہا کہ انہیں اس کو فروخت کر دے تو اس نے انکار کیا۔ پھر آپ نے کہا کہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لے تو بھی اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کو بہہ کر دے تجھے اتنا اتنا اجر ملے گا۔“ اس کو بہت ترغیب دی

۳۶۳۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ عَصَدٌ مِنْ نَخْلٍ فِي حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلُهُ، قَالَ: فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخُلُ إِلَى نَخْلِهِ فَيَتَأَذَى بِهِ وَيَشْقُ عَلَيْهِ، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يَبِيعَهُ، فَأَبَى، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُنَاقِلَهُ، فَأَبَى، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَطَلَبَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيعَهُ، فَأَبَى، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُنَاقِلَهُ، فَأَبَى، قَالَ: «فَهَبْ لَهُ وَلَكَ كَذَا وَكَذَا» أَمْرًا رَغْبَةً فِيهِ، فَأَبَى، فَقَالَ: «أَنْتَ مُضَارٌّ»، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْأَنْصَارِيِّ: «إِذْهَبْ فَاقْلَعْ نَخْلَهُ».

۳۶۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۵۷/۶ من حديث سليمان بن داود العتكي به، و "ذكر ابن حزم أنه منقطع لأن محمد بن علي لا سماع له من سمرة" (الجوهر النقي: ۱۵۷/۶).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تقاضے متعلق دیگر احکام و مسائل

مگر اس نے انکار کر دیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نقصان دینے والا ہے۔“ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: ”جاؤ اور اس کی کھجوروں کو اکھیڑ ڈالو۔“

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اگر کہیں اس قسم کی کوئی صورت ہو تو قاضی کو حق حاصل ہے کہ ازالہ ضرر کے لیے انتہائی شدید اقدام کرے۔

۳۶۳۷- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پتھریلی زمین میں سے آنے والے پانی کے ایک نالے کے سلسلے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا جس سے یہ اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: پانی کو چھوڑیں اور آگے آنے دیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ (چاہا کہ پہلے وہ خود سیراب کر لیں) تو نبی ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”زبیر! پہلے تم پانی لے لو پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دیا کرو۔“ اس پر انصاری ناراض ہو گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! چونکہ یہ آپ کا پھوپھی زاد ہے (اس لیے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”زبیر! کھیت کو پانی دے۔ پھر اسے روک لے حتیٰ کہ کھیت کی منڈیر تک چڑھ جائے۔“ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اس سلسلے میں نازل ہوئی تھی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ.....﴾ ”قسم تیرے رب کی! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ اپنے تمام تنازعات میں آپ کو اپنا قاضی اور فیصل

۳۶۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ : أَنَّ رَجُلًا خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ : سَرَّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ ، فَأَبَى عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ : «اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ» . قَالَ : فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ ، فَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : «اسْقِ ثُمَّ اخْسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ» ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ : فَوَاللَّهِ ! إِنِّي لَأَخْسِبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ﴾ الْآيَةَ [النساء : ۶۵] .



۳۶۳۷- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ومسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ۲۳۵۷ من حديث الليث بن سعد به .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قضا سے متعلق دیگر احکام و مسائل

نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس کے بارے میں ان کے دلوں میں کوئی تنگی بھی نہ آئے اور خوب خوشی سے تسلیم کر لیں۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① کچھ صحابہ کرام باوجود صحابی ہونے کے بشری خطاؤں کے مرتکب ہو جاتے تھے۔ اور وہ کسی طرح معصوم نہ تھے۔ ان جزوی اور انفرادی تقصیرات کے باوجود کمرۂ ارض پر پائے جانے والے تمام طبقات انسانی میں ان صحابہ کا شرف و فضل غیر متنازع ہے۔ کہ اللہ عز و جل نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی نصرت، تقویت اور اشاعت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ ﷺ ② قدرتی ندی نالوں اور دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا یہی شرعی حل ہے کہ اولاً مصالحت سے تمام شرکاء اعتدال سے استفادہ کریں۔ لیکن اگر کوئی بعد والا ہٹ دھرمی دکھائے تو پھر پہلے والے کا حق فائق ہے اور جائز ہے کہ وہ اپنے کھیتوں کو خوب سیراب کر کے بعد والے کے لیے پانی چھوڑے۔ ③ سورۃ نساء کی یہ آیت مبارکہ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾..... ﴿مُسْلِمَانِ﴾ کے شرعی اور معاشرتی تمام امور کو محیط اور شامل ہے اور واجب ہے کہ قرآن و سنت کے فیصلوں کو برضا و رغبت تسلیم کیا جائے ورنہ سرے سے ایمان ہی خطرے میں ہو سکتا ہے۔ عافانا اللہ منہ ورزقنا اتباعہ ﷺ۔

۳۶۳۸- جناب ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بڑوں سے سنا تھا وہ بیان کرتے تھے کہ بنو قریظہ میں ایک قریشی کا زمین کا ایک قطعہ تھا۔ وادی مہزور میں ان لوگوں کا پانی کے سلسلے میں تنازع ہو گیا جسے وہ آپس میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ وہ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ان میں فیصلہ فرمایا کہ جب پانی ٹخنے ٹخنے ہو جائے تو پھر اوپر والا اسے نیچے والے کی طرف جانے سے مت روکے۔

۳۶۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ أَبِيهِ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ كِبْرَاءَهُمْ يَذْكُرُونَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانَ لَهُ سَهْمٌ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَاصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَهْزُورٍ - يَعْنِي السَّبِيلَ الَّذِي يَقْتَسِمُونَ مَاءَهُ - فَقَضَى بَيْنَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنَّ الْمَاءَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، لَا يَحْسِبُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ.

۳۶۳۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۵۴/۶ من حديث أبي أسامة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۴۸۱ * كبراءهم لم أعرفهم، والحديث الآتي شاهد له.

قضا سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۳۶۳۹- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وادی مہزور میں نالے کے پانی کے سلسلے میں فیصلہ فرمایا تھا کہ پانی روک لیا جائے حتیٰ کہ ٹخنے ٹخنے تک آجائے پھر اوپر والا نیچے والے کی جانب چھوڑ دے۔

۳۶۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي السَّيْلِ الْمَهْزُورِ أَنَّ يُمَسَّكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسَلَ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ.

۳۶۴۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جھگڑا لائے۔ ان کا ایک کھجور کے درخت کے ارد گرد احاطے (زمین کی حدود جو اس درخت کے ساتھ لازم اور ملحق ہو سکتی ہے) کے بارے میں تنازع تھا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس درخت کا (طول) ناپا جائے۔ اسے ناپا گیا تو وہ سات ہاتھ ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ وہ پانچ ہاتھ ہوا۔ تو آپ نے اس کا فیصلہ فرما دیا۔ راوی حدیث عبدالعزیز بن محمد نے کہا: پس آپ نے اس درخت کی ایک چھتری کے بارے میں حکم دیا اسی سے اسے ناپا گیا۔

۳۶۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ؛ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي طَوَّالَةَ وَعَمْرِو ابْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اخْتَصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ فِي حَرِيمٍ نَخْلَةٍ فِي حَدِيثٍ أَحَدُهُمَا: فَأَمَرَ بِهَا فَذُرْعَتْ فَوُجِدَتْ سَبْعَةٌ أَذْرُعَ، وَفِي حَدِيثٍ الْآخَرِ: فَوُجِدَتْ خَمْسَةٌ أَذْرُعَ، فَقَضَى بِذَلِكَ. قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَأَمَرَ بِجَرِيدَةٍ مِنْ جَرِيدِهَا فَذُرِعَتْ.



☀ فائدہ: کسی کا کہیں درخت ہو تو اس کے طول برابر اس کے اطراف میں اس کا خاص احاطہ ہوگا جس میں دوسرا دخل نہیں دے سکتا۔



۳۶۳۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب الشرب من الأودية ومقدار حبس الماء، ح: ۲۴۸۲ عن أحمد بن عبد الله به.
۳۶۴۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۸/ ۲۴۰ من حديث أبي داود به.

علم اور اہل علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی بے شمار وان گنت نعمتوں میں سے علم ایک عظیم الشان نعمت ہے علم ہی کی بدولت دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔ دنیا کی قیادت اور آخرت کی سیادت علم ہی پر موقوف ہے۔ دنیا میں جتنے بھی نامور ہوئے ہیں وہ اپنے علم و عمل ہی کی بدولت اپنے ہم عصروں پر فوقیت کے حقدار ٹھہرے۔ علم وہ نور ہے جس سے جہالت کی گمراہیاں دور ہوتی ہیں۔ انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہچان کر ادائیگی کے قابل ہوتا ہے۔ اگر علم کی روشنی نہ ہو تو انسان ہر دو قسم کے حقوق ضائع کر کے دنیا و آخرت کی رسوائیاں سمیٹ لیتا ہے۔ علم کی اسی فضیلت کی بدولت پروردگار عالم نے عالم کو جاہل پر فوقیت دی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾

(الزمر: ۹/۳۹)

”کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں بے شک عقل مند ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔“

علم اور اہل علم کی فضیلت

علم کی اعلیٰ و ارفع شان کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل پر علم کا خصوصی فضل کر کے اسے بطور احسان جنمایا ہے اور اس نعمت کے عطا کرنے پر خصوصی طور پر اسے ذکر کیا ہے۔ نبی آخر الزمان ﷺ کو یہ نعمت عطا کی تو فرمایا:

﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۱۳/۴)

”اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب و حکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو جانتا نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔“

یوسف علیہ السلام پر اس نعمت کے فیضان کو ان الفاظ میں ذکر کیا:

﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ (یوسف: ۲۲/۱۲)

”اور جب (یوسف) بچپن کی عمر کو پہنچ گئے تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم دیا، ہم نیک کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔“

عیسیٰ روح اللہ کو اپنی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ادْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ﴾ (المائدة: ۱۱۰/۱۵)

”اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا، جب میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی۔ تم لوگوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جب کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔“

اہل علم ہی وہ خوش نصیب ہیں جو حقوق اللہ کو جانتے ہیں، لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں اور خود بھی عمل پیرا ہوتے ہیں، لہذا وہ جانتے ہیں کہ مشکل کشا، گنج بخش، دیگر حاجت روا اور داتا صرف وہی ذات الہی ہے ان کی اس شہادت کو مالک جہاں نے نہایت شرف و منزلت سے نوازا ہے، ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿﴾ (آل عمران: ۱۸/۳)

”اللہ تعالیٰ فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کر رہا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے وہ زبردست حکمت والا ہے۔“

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی گواہی کو اپنی گواہی کے ساتھ ملا کر ہمیشہ کے لیے عظیم و برتر بنا دیا۔ علم وہ منفرد نعمت ہے جس میں اضافے کے حصول کے لیے تاجدارِ مدینہ کو اپنے رب سے خصوصی دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ، وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾
(طہ: ۱۱۳/۲۰)

”اور (اے نبی) جب تک تجھ پر قرآن کا اتنا پورا نہ ہو اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر اور دعا کر میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔“

رسول اللہ ﷺ نے ناصرف خود علم میں اضافے کے لیے التجائیں کی ہیں بلکہ اپنی امت کو بھی علم کے حصول کے لیے ترغیب دلائی ہے، لہذا آپ کا ارشاد گرامی ہے:

[إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ، حَتَّى النَّمْلَةِ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتِ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ] (صحيح الجامع: حديث ۸۳۳ او جامع الترمذی العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، حدیث: ۲۶۸۵)

”بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل کرتا ہے، اس کے فرشتے، اور زمین و آسمان میں بسنے والی تمام مخلوقات حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی (سمندر میں) اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہے۔“

نیز فرمایا:

[فَضَّلَ الْعَالِمُ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ] (صحيح الجامع، حدیث: ۳۰۸۹ و جامع الترمذی، العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، حدیث: ۲۶۸۵)

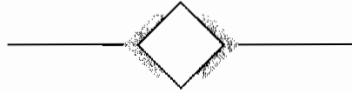
”عالم کی عابد پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کم تر شخص پر ہے۔“

۲۴ - کتاب العلم

علم اور اہل علم کی فضیلت

عالم ربانی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا فضل و کرم ہو سکتا ہے؟ کیا علم سے بڑھ کر بھی کسی اور چیز کی قدر و منزلت ہو سکتی ہے؟

علم کی اسی فضیلت کی بدولت اہل علم نے دن رات اس کے حصول کے لیے محنت شاقہ کی ہے۔ ہزاروں میل کا سفر اس کے حصول کے لیے کیا ہے۔ دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر اس کا اکرام کیا ہے۔ تب یہ علم اپنی تمام تر روشنائیوں سمیت ہم تک منتقل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۴) - كِتَابُ الْعِلْمِ (التحفة ۱۹)

علم اور اہل علم کی فضیلت

باب: ۱- حصول علم کی ترغیب کا بیان

(المعجم ۱) - بَابُ: فِي فَضْلِ الْعِلْمِ
(التحفة ۱)

845

۳۶۴۱- جناب کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے ابوالدرداء! میں ایک حدیث کی خاطر مدینۃ الرسول سے آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ مجھے یہاں اس کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے فرماتے تھے: ”جو شخص کسی راستے میں حصول علم کی خاطر چلا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر چلائے گا۔ اور بلاشبہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور صاحب علم کے لیے آسمانوں میں بسنے

۳۶۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ رَجَاءِ بْنِ حَيَّوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ جَمِيلٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ ﷺ لِحَدِيثٍ بَلَّغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ

۳۶۴۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ح: ۲۲۳ من حديث عبدالله بن داود به، وقال الترمذي، ح: ۲۶۸۲ "وليس إسناده عندي بم متصل" * داود بن جميل وشيخه ضعيفان، وحديث مسلم، ح: ۲۶۹۹ يغني عنه.

علم کے احکام و مسائل

والے زمین میں رہنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔ اور بلاشبہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے کہ چودھویں کے چاند کی سب ستاروں پر ہوتی ہے بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کوئی درہم و دینار ورثے میں نہیں چھوڑے ہیں۔ انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے۔ جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا نصیب (وافر حصہ) پایا۔“

الْعِلْمُ ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، وَالْحَيَاتَانِ فِي جَوْفِ الْمَاءِ ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ ، لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا ، وَرَّثُوا الْعِلْمَ ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ .

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کو بعض حضرات نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ ② لفظ ”علم“ کا اطلاق درحقیقت کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور ان کے متعلقات پر ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو دیگر علوم ہیں وہ دراصل فن اور کسب کے ہنر ہیں۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے: (العلم قال اللہ، قال رسولہ، قال الصحابة ہم اولو العرفان) ”علم یہ ہے کہ اللہ نے کہا، اللہ کے رسول نے کہا اور صحابہ نے کہا۔ یہی علم و عرفان والے ہیں۔“ ③ اس حدیث میں اخلاص کے ساتھ حصول علم اور صاحب علم کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے۔ ④ انبیاء کی عظمت اس تعلق کی بنا پر ہے جو انہیں اللہ رب العالمین کے ساتھ حاصل ہے۔ اور پھر علماء کی شان وراثت انبیاء کی وجہ سے ہے۔ اس لیے واجب ہے کہ علماء اس نسبت کی خوب حفاظت کریں۔ اور اپنے آپ کو کسی بھی دنیا دار سے بچ نہ جائیں۔ ⑤ اللہ اور نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ علمائے حق اور طلبائے دین کے ساتھ محبت رکھی جائے۔



۳۶۴۲- عثمان بن ابی سودہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۶۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدَّمَشَقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ : لَقِيتُ شَيْبَةَ ابْنَ شَيْبَةَ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ بِمَعْنَاهُ يَعْنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

۳۶۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے

۳۶۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ،

۳۶۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انفراد بہ ابوداؤد * شیب بن شیبہ مجهول .
۳۶۴۳- تخریج: [صحیح] أخرجه الدارمي، ح: ۳۵۱ عن أحمد بن يونس به، ورواه مسلم، ح: ۲۶۹۹ من حديث الأعمش به مطولاً .

علم کے احکام و مسائل

کسی راہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ اور جسے اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔“

عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَسْلُكُ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ».

فائدہ: علم محض پڑھ لینے اور جان لینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کے مطابق عمل بھی ہو، ورنہ خاندانی نسبتوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

(المعجم ۲) - باب رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ۲)

باب: ۲- اہل کتاب سے روایت کرنے کا بیان

۳۶۴۳- جناب ابن ابی نملہ اپنے والد (ابو نملہ عمار بن معاذ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک یہودی بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جنازہ گزرا۔ اس نے پوچھا: اے محمد! کیا یہ (میت) بولتی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔“ یہودی نے کہا: یہ بولتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل کتاب جو تمہیں بیان کریں تم اس کی تصدیق کرو نہ تکذیب۔ بلکہ یوں کہو: ہم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اگر ان کی بات غلط ہوئی تو تم نے (گویا) اس کی تصدیق نہیں کی اور اگر سچ ہوئی تو اسے جھٹلایا نہیں ہوگا۔“

۳۶۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي نَمْلَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ مَرَّ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَتَكَلَّمُ هَذِهِ الْجَنَازَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اللَّهُ أَعْلَمُ». قَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّهَا تَتَكَلَّمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكْذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكْذِّبُوهُ».

ملفوظ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ ایسے ہی ہے کہ جو باتیں قرآن و سنت کی رو سے بصراحت سچ ہیں ان کی تصدیق کی جائے اور جو غلط ہیں ان کی تکذیب کی جائے اور باقی کے بارے میں مذکورہ بالا جواب دیا جائے۔

۳۶۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۳۶/۴ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۰۱۶۰ و ۱۹۲۱۴، والجامع لمعمر، ص: ۱۱۰، ح: ۲۰۰۵۹ * نملة بن أبي نملة لم يوثقه غير ابن حبان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۶۴۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حدثنا ابنُ أبي الزنادِ عن أبيه، عن خارجةَ يعني ابنَ زيد بن ثابت، قال: قالَ زيدُ بنُ ثابت: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَعَلَّمْتُ لَهُ كِتَابَ يَهُودَ، وَقَالَ: «إِنِّي وَاللَّهِ! مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابِي»، فَتَعَلَّمْتُهُ، فَلَمْ يَمُرَّ بِي إِلَّا نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى حَذَقْتُهُ فَكُنْتُ أَكْتُبُ لَهُ إِذَا كَتَبَ، وَأَقْرَأُ لَهُ إِذَا كُتِبَ إِلَيْهِ.

۳۶۴۵- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے یہودیوں کی تحریر سیکھ لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! یہودیوں سے جو میں لکھواتا ہوں اس پر مجھے اعتماد نہیں ہے۔“ چنانچہ میں نے (ان کی زبان لکھنا پڑھنا) سیکھ لی اور دو ہفتے نہ گزرے کہ میں اس میں خوب ماہر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کو جب کچھ لکھنا ہوتا تو میں ہی لکھا کرتا۔ اور جب کوئی خط وغیرہ آتا تو آپ کو پڑھ کر سنا دیتا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① غیر مسلموں کی کسی زبان اور تحریر کا علم حاصل کرنا دینی اور دنیاوی غرض سے ناجائز نہیں ہے مگر اسے اپنی ثقافت کا حصہ بنالینا ناجائز ہے۔ اور جب یہ علم دینی اغراض سے ہو تو اس میں اجر بھی ہے۔ ② اور یہ زبانیں مسلمانوں کے ان افراد کو سکھائی جائیں جن کو ان کی ضرورت ہو۔ ورنہ اسے عام نصاب تعلیم بنادینا اور لازمی قرار دینا دینی و دنیاوی لحاظ سے ظلم عظیم ہے۔

(المعجم ۳) - باب كِتَابَةِ الْعِلْمِ (التحفة ۳)

باب: ۳- علمی باتیں ضبط تحریر میں لانے کا بیان

۳۶۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُعَيْبٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَتَهَنَّنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي

۳۶۴۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں جو کچھ سنتا وہ سب لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے حفظ کر لوں۔ تو (بعض) قریشیوں نے مجھے منع کیا۔ انہوں نے کہا: تو ہر بات جو سنتا ہے لکھ لیتا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں غصے اور خوشی (دونوں حالتوں) میں گفتگو کرتے ہیں، تو میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ تو آپ ﷺ نے اپنے

۳۶۴۵- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستذنان، باب ماجاء في تعليم السريانية، ح: ۲۷۱۵ من حديث عبد الرحمن بن أبي الزناد به، وقال: "حسن صحيح"، وعلقه البخاري، ح: ۷۱۹۵.

۳۶۴۶- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۶۲/۲ عن يحيى القطان به.

۲۴- کتاب العلم

علم کے احکام و مسائل

الْغَضَبِ وَالرَّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ،
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَوْمَأَ
بِإِصْبَعِهِ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ: «اِكْتَسَبَ قَوْلَ الَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ».

وہن مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے
فرمایا: ”لکھا کرو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی
نہیں ہے۔“

فائدہ: رسول ہر حال میں رسول اور جنت ہوتے ہیں اور ان کی پوری زندگی ہر حال میں امت کے لیے قابل اتباع
نمونہ ہوتی ہے اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ تو سید الرسل ہیں۔

۳۶۴۷- مطلب بن عبد اللہ بن خطاب سے منقول

۳۶۴۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا

ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے
ہاں آئے تو انہوں نے ان سے ایک حدیث کے بارے
میں پوچھا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا کہ اسے
لکھ لو تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم ان کی کوئی حدیث
ضبط تحریر میں نہ لائیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے مٹا دیا۔

أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَلٍ قَالَ: دَخَلَ
زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ
حَدِيثٍ، فَأَمَرَ إِنْسَانًا يَكْتُبُهُ، فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ:
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَكْتُبَ شَيْئًا
مِنْ حَدِيثِهِ، فَمَحَاهُ.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم ایک صحیح حدیث بھی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھ سے قرآن
کے علاوہ کچھ نہ لکھو۔ اور قرآن کے علاوہ کچھ مجھ سے لکھا ہے تو اسے مٹا دو۔ اور مجھ سے حدیث بیان کرو اس میں کوئی
حرج نہیں.....“ (صحیح مسلم، الزهد، باب التثبت فی الحدیث و حکم کتابۃ العلم، حدیث: ۳۰۰۳)
اس حدیث میں حدیث رسول لکھنے سے منع کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایات سے صحابہ کرام کے احادیث لکھنے کا
اثبات ہوتا ہے اور خود نبی ﷺ کی طرف سے حدیث کے لکھنے کا حکم ملتا ہے۔ علماء نے ان کے درمیان یہ تطبیق دی ہے
کہ جن صحابہ کی قوت ضبط و حافظہ زیادہ تھی (اور عربوں میں یہ خوبی عام تھی) ان کو آپ نے حدیث لکھنے سے منع فرمایا
تاکہ وہ کتابت ہی پر سارا بھروسہ نہ کریں اور حفظ و ضبط سے بے نیاز نہ ہو جائیں اور لکھنے کا حکم اور اس کی اجازت ان
لوگوں کو دی جن کی قوت حافظہ کمزور تھی۔ دوسری توجیہ اس کی یہ کی گئی ہے کہ ابتداء میں حدیث لکھنے سے روک دیا گیا
تھا تاکہ قرآن کے ساتھ اس کا اختلاط نہ ہو اور جب صحابہ قرآن کے اسلوب سے اچھی طرح واقف ہو گئے اور اختلاط
کا خطرہ نہ رہا تو احادیث لکھنے کی بھی اجازت دے دی گئی۔ تیسری تطبیق یہ ہے کہ نبی کا مطلب یہ تھا کہ ایک ہی صحیفہ

۳۶۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۸۲/۵ عن أبي أحمد الزبيري به * المطالب بن عبد الله لم يسمع
من زيد بن ثابت، جامع التحصيل، ص: ۲۸۱، ولا يثبت لقاؤه معاوية رضي الله عنه.



The Real Muslims Portal

معجم ابجد - ۲۱-۳۱

علم کے احکام و مسائل

۳۶۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُقَرِّي الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ مِهْرَانَ أَخُو حَزْمِ الْقَطَعِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍاءُ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ».

۳۶۵۲- حضرت جندب (بن عبد اللہ بنجلی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنی رائے سے کتاب اللہ میں کچھ کہا، خواہ درست ہی کہا ہو تو بھی اس نے خطا کی۔“

☀️ **ملحوظ:** یہ روایت ضعیف ہے، تاہم مسئلہ یہی ہے کہ علم و معرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا بہت بڑی اور بری جسارت ہے۔ اور ایسے ہی فرامین رسول ﷺ کی توجیح کے لیے بھی شرعی علوم میں رسوخ لازمی ہے۔

(المعجم ۶) - باب تَكْرِيرِ الْحَدِيثِ (التحفة ۶)

باب: ۶- بات دہرا کر بیان کرنا

۳۶۵۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ هَاشِمِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سَابِقِ بْنِ نَاجِيَةَ، عَنْ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ رَجُلٍ خَدَمَ النَّبِيَّ ﷺ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۳۶۵۳- جناب ابوسلام (مطور الحشبی) سے منقول ہے اس نے نبی ﷺ کے ایک خادم سے نقل کیا کہ نبی ﷺ جب کوئی بات کرتے تو اپنی بات کو تین بار دہراتے۔ (شرعی مسئلہ اپنے سامع کو خوب سمجھاتے۔)

☀️ **فائدہ:** حسب ظروف و مصالح مدرس، خطیب اور واعظ کو چاہیے کہ اپنی بات سامعین کے خوب ذہن نشین کرائے اور بات دہرانے کو عیب نہ جانے۔

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي سَرِّدِ الْحَدِيثِ (التحفة ۷)

باب: ۷- جلدی جلدی باتیں کرنا

۳۶۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنصُورٍ: ۳۶۵۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ماجاء في الذي يفسر القرآن برأيه ح: ۲۹۵۲ من حديث سهيل بن مهران به، وقال: "غريب" * سهيل بن مهران ضعيف (تقریب).

۳۶۵۳- تخريج: [إسناده حسن] * سابق بن ناجية هذا صحيح له الحاكم: ۵۱۸/۱، والذهبي، ووثقه ابن حبان فهو حسن الحديث.

۳۶۵۴- تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ۳۵۶۷ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، ح: ۱۶۰ / ۲۴۹۳ من حديث الزهري به.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پہلو میں بیٹھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے حجرے والی! سنئے۔ دوبار کہا۔ جب انہوں نے اپنی نماز پوری کر لی تو کہا: کیا تمہیں اس شخص پر اور اس کی باتوں پر تعجب نہیں آتا؟ تحقیق رسول اللہ ﷺ بات کرتے تو اگر کوئی (آپ کے الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

الطَّوْسِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: جَلَسَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةَ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي، فَجَعَلَ يَقُولُ: اسْمَعِي يَا رَبَّةَ الْحُجْرَةِ! مَرَّتَيْنِ، فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا قَالَتْ: أَلَا تَعْجَبُ إِلَى هَذَا وَحَدِيثِهِ، إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَحْدِثَ الْحَدِيثَ لَوْ شَاءَ الْعَادُّ أَنْ يُحْصِيَهُ أَحْصَاهُ.

۳۶۵۵- حضرت عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ امام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تمہیں ابو ہریرہ پر تعجب نہیں آتا کہ وہ آئے اور میرے حجرے کے پاس بیٹھ کر مجھے سنانے کو رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرنے لگے جبکہ میں نوافل پڑھ رہی تھی اور پھر میرے نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی اٹھ کر چل دیے۔ اگر میں انہیں پاتی تو میں انہیں بتاتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیز تیز باتیں نہیں کرتے تھے۔

۳۶۵۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ؛ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَلَا يَعْجَبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ سَرْدَكُمْ.

فائدہ: تیز تیز بولنا عام طور پر بھی کسی طرح ممدوح نہیں ہے بالخصوص داعی، خطیب اور مدرس کی گفتگو میں ٹھہراؤ کا ہونا بہت ہی عمدہ صفت ہے۔

باب: ۸- فتویٰ دینے میں احتیاط کرنا

(المعجم ۸) - باب التَّوَقُّي فِي الْفَتْيَا

(التحفة ۸)

۳۶۵۶- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

۳۶۵۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

۳۶۵۵- تخریج: أخرجه مسلم من حديث ابن وهب به، وانظر الحديث السابق، وعلقه البخاري، ح: ۳۵۶۸. ۳۶۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۵/۵ من حديث عيسى بن يونس به * عبدالله بن سعد لم يوثقه غير ابن حبان، وقال الساجي: ضعفه أهل الشام.

علم کے احکام و مسائل

۲۴- کتاب العلم

الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الصَّنَابِجِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْغُلُوطَاتِ.

🌞 فائدہ: یہ کسی طرح درست نہیں کہ رمزاور پہیلی کے انداز میں مسئلہ پوچھا جائے یا کوئی مفتی مبہم اور مخفی انداز سے جواب دے۔

۳۶۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے کسی مفتی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔“ سلیمان مہری کی روایت میں مزید ہے: ”جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جبکہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے خلاف میں ہے تو اس نے اس کی خیانت کی۔“ یہ لفظ سلیمان کے ہیں۔

۳۶۵۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِيءُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَفْتِيَ» ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي نُعَيْمَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الطَّنْبُذِيِّ، رَضِيَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ» زَادَ سُلَيْمَانُ الْمَهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ: «وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ» وَهَذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ.



🌞 فائدہ: جب عام معاملات میں بھلائی کے خلاف مشورہ دینا خیانت ہے تو دینی اور شرعی مسائل میں غلط فتویٰ دینا یا راجح کی بجائے مرجوح بات بتانا تو بہت بڑی خیانت ہے۔

۳۶۵۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب اجتناب الرأي والقياس، ح: ۵۳ من حديث مسلم بن يسار به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۲۶، ووافقه الذهبي.

(المعجم ۹) - باب كَرَاهِيَةِ مَنَعِ الْعِلْمِ
(التحفة ۹)

۳۶۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللَّهُ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۳۶۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپا لیا (اور بتایا نہیں) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام دے گا۔“

قائدہ: اس کا تعلق ”بقول فضیل بن عیاض رحمہ اللہ“، فرائض سے ہے جن کا سیکھنا عام مسلمان پر فرض ہے، تو عالم کو ان کا بتانا فرض ہے۔ علاوہ ازیں جو واجب نہیں ان کا بتانا بھی واجب نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۰) - باب فَضْلِ نَشْرِ الْعِلْمِ
(التحفة ۱۰)

۳۶۵۹- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ».

۳۶۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم (مجھ سے) سنتے ہو اور تم سے سنا جائے گا اور پھر جو تم سے سنے گا اس سے سنا جائے گا۔“

۳۶۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِنْ

۳۶۶۰- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ

۳۶۵۸- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في كتمان العلم، ح: ۲۶۴۹ من حديث علي ابن الحكم به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۹۵، ورواه جماعة عن عطاء بن أبي رباح به.

۳۶۵۹- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۳۲۱ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۷، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۹۵، ووافقه الذهبي * الأعمش عن.

۳۶۶۰- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع، ح: ۲۶۵۶، وابن ماجه، ح: ۴۱۰۵ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۷۲، ۷۳.

علم کے احکام و مسائل

اس شخص کو خوش و خرم اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے حفظ کیا اور یاد رکھا تا کہ اسے پہنچائے بہت سے علم و فقہ کے حامل اپنے سے بڑھ کر زیادہ دانا اور فقیر لوگوں کو پہنچاتے ہیں اور بہت سے علم و فقہ کے حامل ایسے ہوتے ہیں جو درحقیقت دانا اور فقیہ نہیں ہوتے۔“

وُلِدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «نَصَرَ اللَّهُ امْرَأًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلٍ فِيهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلٍ فِيهِ لَيْسَ بِفَقِيهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① صاحب حدیث کو لازم ہے کہ نقل الفاظ میں حفظ و امانت کو پیش نظر رکھے، البتہ فہم و استنباط ایک وہی ملکہ ہے جو اللہ تعالیٰ مختلف طبقات میں اصحاب علم کو عنایت فرماتا رہتا ہے عین ممکن ہے کہ براہ راست سننے والا وہ کچھ نہ سمجھ سکے جو اس کے شاگرد کی سمجھ میں آجائے۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ علم شریعت کا مدار براہ راست اساتذہ سے پڑھنے اور سننے میں ہے، جو شخص محض کتابیں پڑھ کر کوئی چیز سمجھتا ہے وہ اتنا معتد نہیں جتنا کہ اساتذہ سے پڑھنے اور سننے والا ہو سکتا ہے۔ محض کتابوں سے پڑھنے والے کو محدثین کی اصطلاح میں ”صحفی“ کہا جاتا ہے۔ ③ حدیث میں وارد فقہ و فقیہ کے الفاظ معروف اصطلاحی کلمات نہیں ہیں جو کہ بہت بعد میں ایجاد ہوئے ہیں۔ اس سے مراد فہم و استنباط مسائل کا وہی ملکہ ہے۔



۳۶۶۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِهَذَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ».

۳۶۶۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم اللہ کی! اللہ عز و جل تیری رہنمائی سے کسی ایک شخص کو بھی راہ حق دکھا دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے افضل ہے۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث میں داعی مبلغ، استاذ اور مربی حضرات کی بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ دائرہ اپنی اولاد عزیز و اقارب حلقہ احباب اور اجنبی طلبہ و سامعین سب کو محیط ہے۔ اس لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ قول و عمل ہر طرح سے ہر حال میں ادا کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ۱۱) - باب الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- بنی اسرائیل سے روایت کرنا

۳۶۶۱- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب القرشي... الخ، ح: ۳۷۰۱، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ۲۴۰۶ من حديث عبد العزيز بن أبي حازم به مطولا.

۳۶۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۳۶۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل (اہل کتاب)
 عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سے روایت کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔“
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَدِّثُوا عَنْ نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ».

🌞 فائدہ: یعنی ایسے مسائل جن کا (قرآن وحدیث سے) صدق ثابت ہو تو اسے بالجزم بیان کیا جائے یا کوئی تاریخی
 نوعیت کی بات ہو کہ اس میں صدق و کذب کا احتمال ہو تو اسے بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اعتماد دے تصدیق نہیں کی
 جاسکتی۔ اور جن امور کا کذب قرآن وحدیث سے ثابت ہو ان کی تکذیب کی جائے۔

۳۶۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: ۳۶۶۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی
 حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ ہے کہ نبی ﷺ (بعض اوقات) ہمیں بنی اسرائیل کی
 أَبِي حَسَّانٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: باتیں بیان کرتے رہتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور پھر نماز کے
 كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُنَا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ خیال ہی سے اٹھتے۔
 حَتَّى يُضْبِحَ مَا يَقُومُ إِلَّا إِلَى عَظْمِ صَلَاةٍ.

(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي طَلَبِ الْعِلْمِ باب: ۱۲- غیر اللہ کے لیے علم حاصل
 لِغَيْرِ اللَّهِ (التحفة ۱۲) کرنے کی مذمت

۳۶۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۳۶۶۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
 حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ التَّعْمَانِ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی رضامندی
 أَبِي طَوَّالَةَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ والا علم اس غرض سے حاصل کیا کہ دنیا حاصل کرے تو
 مَعْمَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ایسا آدمی قیامت کے دن جنت کی خوشبوئیں پاسکے گا۔“

۳۶۶۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۷۴/۲، والحميدي، ح: ۱۱۷۴ (بتحقيقي) من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۶۲/۹.

۳۶۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۷/۱، وابن خزيمة، ح: ۱۳۴۲ من حديث معاذ به * قتادة مدلس وعنن، وللحديث طريق آخر ضعيف عند أحمد: ۴۴۴/۴.

۳۶۶۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ۲۵۲ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ۵۴۳/۸، وصححه ابن حبان، ح: ۸۹، والحاكم: ۸۹/۱.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ
عِلْمًا، مِمَّا يُتَعَلَّى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ، لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا
لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرَفَ
الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، يَعْنِي رَيْحَهَا.

🌟 فائدہ: علم دین و شریعت کو محض دنیا کا مال و منصب حاصل کرنے کی غرض سے سیکھنا بہت بڑی شقاوت ہے۔
لازم ہے کہ اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کی نیت رکھی جائے۔ اللہ عزوجل دنیا کی ضروریات از خود پوری
فرمادے گا۔ جیسے کہ اہل علم صحابہ اور دیگر سلف صالحین کی سیرتوں سے ثابت ہے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي الْقَصَصِ
(التحفة ۱۳)

۳۶۶۵- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”وعظ وہی کہے گا جو امیر ہو یا اس کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو یا کوئی اپنی بڑائی یا شجی کا اظہار کرنے والا ہوگا۔“

۳۶۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ:
حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ: أَخْبَرَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ
الْحَوَاصُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو
السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا
يَقْصُ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُحْتَالٌ».

🌟 فائدہ: امیر پر واجب ہے کہ اپنی رعیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خوب اشاعت کرے اور ایسے باصلاحیت افراد مقرر کرے جو کا حق یہ فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ جن میں علم و فقہ کی صلاحیت نہ ہو ان کا از خود یہ منصب سنبھال لینا بالعموم فساد کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور درحقیقت یہ مسئلہ حکومت اسلامیہ سے متعلق ہے۔

۳۶۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ
ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنْ
الْعَلَاءِ بْنِ بَشِيرٍ الْمَرْزِيِّ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ
۳۶۶۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غریب مہاجرین کی مجلس میں جا بیٹھا۔ وہ لوگ لباس میں تنگی کی بنا پر عریاں ہو جانے کے ڈر سے ایک

۳۶۶۵- تخریج: [إسناده حسن] وله طريق آخر عند أحمد: ۴/۲۳۳، وحسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ۱/۱۹۰.

۳۶۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۶۳ من حديث جعفر بن سليمان به * العلاء بن بشير مجهول، ومسلم، ح: ۲۹۷۹، وابن حبان، ح: ۲۵۶۶ بغني عنه.

دوسرے کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک قاری ہم پر پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور برسر مجلس کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہو گیا تو آپ نے سلام کیا اور پوچھا: ”تم کیا کر رہے تھے؟“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! قاری پڑھ رہا تھا اور ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب سن رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حمد ہے اس اللہ کی جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھوں۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے تاکہ اپنے آپ کو ہمارے برابر ثابت کریں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو انہوں نے حلقہ بنالیا اور ان سب کے چہرے آپ کے سامنے آ گئے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سوا کسی کو پچا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے مہاجرین کے فقیر لوگو! تمہیں قیامت کے روز کامل نور کی بشارت ہو۔ تم لوگ اغنیاء سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور اس کی مقدار پانچ سو سال ہے۔“

النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَلَسْتُ فِي عَصَابَةٍ مِنْ ضَعَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعُرَى، وَقَارِيءٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَكَتَ الْقَارِيءُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: «مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ كَانَ قَارِيءٌ لَنَا يَقْرَأُ عَلَيْنَا فَكُنَّا نَسْتَمِعُ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أَمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِي مَعَهُمْ». قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَطْنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِينَا، ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا، فَتَحَلَّقُوا وَبَرَزَتْ وَجُوهُهُمْ لَهُ. قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَرَفَ مِنْهُمْ أَحَدًا غَيْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبَشِّرُوا يَا مَعْشَرَ صَعَالِكِ الْمُهَاجِرِينَ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ، وَذَلِكَ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ».

۳۶۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلَامِ يَعْنِي ابْنَ مُطَهَّرٍ أَبُو ظَفَرٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَلْفٍ الْعَمِّيُّ عَنْ قَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

۳۶۶۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ نماز فجر سے سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کریں مجھے ان کے ساتھ بیٹھے رہنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ اولاد اسماعیل سے چار

۳۶۶۷۔ تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۵۶۱ من حديث عبد السلام بن مطهر به قيادة عن أنس، وللحديث شواهد ضعيفة، انظر المسند الجامع (بتحقيق) ۴۳۹/۷، ح: ۵۳۰۵.

علم کے احکام و مسائل

اللہ ﷻ: «لَا أَنْ أَقْعَدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَلَآنَ أَقْعَدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً».

غلام آزاد کروں۔ اور میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھ رہوں جو نماز عصر سے سورج غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کریں زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ چار غلام آزاد کروں۔“

فائدہ: یہ روایت سداضعیف ہے۔ تاہم اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق ملنا بہت بڑی نیکی اور نعمت ہے اور قرآن و سنت کا وعظ کہنا سننا بھی اللہ کے ذکر کے معنی میں ہے۔ نیز فجر صادق سے سورج نکلنے تک اور اسی طرح عصر سے غروب تک کا وقت تقرب الہی کا بہترین قیمتی وقت ہوتا ہے۔ فرمایا: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ (ق: ۳۹) تاہم بعض حضرات نے اس کی تحسین بھی کی ہے۔

۳۶۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةَ النَّسَاءِ». قَالَ: قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ؟ قَالَ: «إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي». قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا انْتَهَيْتُ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾ الْآيَةَ [النساء: ۴۱]، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا عَيْنَاهُ تَهْمِلَانِ.

۳۶۶۸- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”مجھ پر سورۃ نساء کی قراءت کرو۔“ میں نے عرض کیا: میں آپ پر پڑھوں حالانکہ (قرآن) آپ پر نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے قراءت کی حتی کہ جب میں آیت کریمہ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾ پر پہنچا تو میں نے اپنا سراٹھایا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں۔



فوائد و مسائل: ① قرآن مجید سننا سنا سب سے عمدہ وعظ ہے بشرطیکہ انسان اس کے فہم سے آشنا ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ کا روحا غالب اس بنا پر تھا کہ آپ امت پر گواہ ہوں گے جبکہ لوگ نامعلوم کیسے عمل کر کے آئیں گے۔ آیت کا ریکارڈ ترجمہ یہ ہے: ”پھر ان کا کیا حال ہوگا جس وقت ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو اس امت پر گواہ بنا لیں گے۔“

۳۶۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب من أحب أن يستمع القرآن من غيره، ح: ۵۰۴۹، ومسلم صلوۃ المسافرين، باب فضل استماع القرآن... الخ، ح: ۸۰۰ من حديث حفص بن غياث به.

کھانے پینے سے متعلق احکام و مسائل

❖ الأَطْعَمَةُ کی لغوی تعریف: ”اطعمة“ طعام کی جمع ہے، قاموس میں اس کے معنی کیے گئے ہیں: ”الْبُرُّ وَمَا يُؤْكَلُ“: گندم اور جو چیز کھائی جاتی ہے اسے ”طعام“ کہا جاتا ہے۔ بعض علمائے لغت کے نزدیک ”طعام“ سے مراد صرف کھانا ہی نہیں بلکہ بعض اوقات پینے والی چیز پر بھی ”طعام“ کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے جس نے اس سے پانی پی لیا وہ مجھ سے نہیں اور جس نے اس کا پانی نہ چکھا تو یقیناً وہ میرا ہے۔“ (البقرہ: ۲۳۹)

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[زَمَزَمُ طَعَامٌ طُعِمَ وَ شِفَاءٌ سُقِمَ]

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

”زمر مہمان کھانے والے کا کھانا ہے اور بیمار کے لیے شفا ہے۔“ (مجمع الزوائد: ۲۸۶/۳ والمعجم الكبير للطبرانی: ۹۸/۱۱)

* اشریۃ کی لغوی تعریف: ”اشریۃ“ شراب کی جمع ہے، یعنی ہر بہنے والی چیز جسے پیا جائے وہ شراب کہلاتی ہے، ہمارے ہاں اُسے مشروب کہا جاتا ہے۔

* کھانے پینے کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے بے شمار نعمتیں بطور خوراک پیدا کی ہیں۔ پھر مزید رحمت فرماتے ہوئے ہر اس کھانے پینے کی چیز کو حرام قرار دے دیا جو انسانی صحت اور عقل کے لیے نقصان دہ تھی اور ہر وہ چیز جو مفید تھی اسے حلال رکھا، خواہ وہ دانے ہوں، پھل ہوں یا جانوروں کی شکل میں ہوں، لہذا ارشادِ باری ہے: ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ﴾ ”اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ اور پیو۔“ (البقرہ: ۲۴۹)

کھانے اور پینے کا بنیادی مقصد انسانی بقا ہے تاکہ انسان اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے ہر دم تیار ہو۔ اس کی صحت اس کا بھرپور ساتھ دے تاکہ وہ اطاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکے، اس لیے صرف حلال اور مفید چیزیں کھانے کی پابندی عائد کر دی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾
”اے لوگو! تم ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں۔“ (البقرہ: ۱۶۸)

رحمتِ دو عالم ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

[كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَابْسُتُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَحِيلَةٍ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ تُرَى نِعْمَتُهُ عَلَى عَبْدِهِ]

”کھاؤ پیو اور صدقہ خیرات کرو بغیر اسراف و تکبر و غرور کے لباس پہنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھنا پسند کرتا ہے۔“ (مسند احمد: ۱۸۱/۲ نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسے کتاب اللباس کے شروع میں معلق بیان کیا ہے)

* کھانے اور پینے کے چند نبوی آداب: ﷺ کھانے اور پینے کا بنیادی قانون یہ ہے کہ وہ چیز حلال اور پاکیزہ ہو، ارشادِ نبوی ہے: [كُلْ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلْ خَمْرٍ حَرَامٌ] (صحیح مسلم، الاشریۃ، باب بیان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام، حدیث: ۲۰۰۳) ”ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۵- کتاب الاشریۃ

شراب حرام ہے۔“

❊ جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دے دیا ہے ان سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔ مثلاً مردہ جانور کا گوشت کھانا، خنزیر ذبح کے وقت بہنے والا خون، قبروں اور بتوں کی نذر کیا جانے والا کھانا اور جانور ہر کچلی اور پنچے سے شکار کرنے والا جانور وغیرہ۔

❊ کھانے اور پینے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تقویت کا حصول اور بھوک مٹانا ہو تو یہ باعث اجر بن جاتا ہے۔

❊ کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ اور فارغ ہو کر الحمد للہ یاد گیر مسنون دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔

❊ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور بیٹھ کر کھانا افضل و بہتر ہے۔

❊ کھانے میں عیب نکالنا اور باتیں بنانا غلط ہے، ہاں اگر طبیعت نہ مانے تو نہ کھائے۔

❊ کھانا دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔

❊ اگر کھانے کے دوران میں لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔

❊ کھانے کی دعوت قبول کرنی چاہیے۔

❊ اگر چند افراد مل کر کھانا کھا رہے ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔

❊ کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پھونکیں مارنا درست نہیں۔

❊ ٹیک لگا کر یا لیٹ کر کھانا درست نہیں۔

❊ ملازموں اور خادموں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھانا افضل ہے، ورنہ انہیں کھانے میں سے کچھ نہ کچھ ضرور

دینا چاہیے۔

❊ کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا سنت ہے، البتہ دھونا بھی درست ہے۔

❊ دعوت کرنے والے کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔

❊ جن جانوروں کا گوشت کھایا نہیں جاتا ان کا دودھ پینا بھی حرام ہے۔

❊ تمباکو، سگریٹ، افیون، چرس اور ہیروئن وغیرہ سخت حرام ہیں۔

❊ ایسا جوس جس میں جوش اور نشہ پیدا ہو چکا ہو اسے پینا حرام ہے۔

❊ بوقت ضرورت کھڑے ہو کر پینا درست ہے۔

۲۵- کتاب الاشریۃ

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

- ❁ مشروب کو تین سانسوں میں پینا سنت ہے، ہر بار منہ برتن سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے۔
- ❁ اگر برتن میں کوئی چیز نظر آئے تو اسے ہاتھ سے یا مشروب بہا کر نکالنا چاہیے، پھونک مارنا ٹھیک نہیں۔
- ❁ کھانا یا مشروب پیش کرتے وقت دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔
- ❁ مشروب پیش کرنے والا سب کے آخر میں خود نوش کرے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۵) - كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (التحفة ۲۰)

مشروبات سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱: شراب کی حرمت کا بیان

(المعجم ۱) - بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

(التحفة ۱)

۳۶۶۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس وقت یہ پانچ چیزوں سے تیار ہوتی تھی یعنی انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے۔ اور شراب (خمر) سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اور تین باتوں کے متعلق میری خواہش یہ رہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وضاحت کرنے سے پہلے ہم سے جدا نہ ہوئے ہوتے۔ دادا کی وراثت، کلالہ کا حصہ اور سود کے بعض مسائل۔

۳۶۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ، قَالَ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: مِنَ الْعَنْبِ وَالْتَمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ، وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا فِيهِنَّ عَهْدًا نَنْتَهِيَ إِلَيْهِ: الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا.

☀️ فائدہ: بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ شراب صرف وہی ہوتی ہے جو انگور سے بنے صحیح نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو کسی بھی اور جنس سے تیار کی جائے اور جو عقل پر پردہ ڈال دے خمر ہے اور حرام ہے وہ کسی چیز کی بھی بنی ہوئی ہو۔

۳۶۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، التفسير، باب: في نزول تحريم الخمر، ح: ۳۰۳۲ من حديث إسماعيل بن إبراهيم، وهو ابن علي، والبخاري، التفسير، باب قوله: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجَسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾، ح: ۴۶۱۹ من حديث أبي حيان به.

۳۶۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ مُوسَى الْخَثَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرُو، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ﴾ [البقرة: ۲۱۹] الْآيَةُ، فَدَعَا عُمَرُ فَقَرَأَتْ عَلَيْهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي النَّسَاءِ ﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ﴾ [النساء: ۴۳] فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُنَادِي: أَلَا لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سُكَرَانٌ. فَدَعَا عُمَرُ فَقَرَأَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْهَوْنَ﴾ [المائدة: ۹۱] قَالَ عُمَرُ: انْتَهَيْنَا.



شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

۳۶۷۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں صاف صاف حکم بیان فرمادے۔ چنانچہ سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ.....﴾ (اے نبی!) لوگ آپ سے خمر (شراب) اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے (اور لوگوں کے لیے (کچھ) فائدہ بھی ہے لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور انہیں یہ آیت سنائی گئی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں خمر کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرمادے۔ چنانچہ سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَقْرُبُوا.....﴾ (اے ایمان والو! تم اس وقت نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے میں ہو۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا منادی نماز کی اقامت کے وقت اعلان کیا کرتا تھا: خبردار! کوئی شخص نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں شراب کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرمادے۔ چنانچہ سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْهَوْنَ.....﴾ (یقیناً خمر حرام ہے اور شیطانی اعمال میں سے ہے) کیا تم ان سے باز آتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم باز آ گئے۔

۳۶۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة المائدة، ح: ۳۰۴۹، والنسائي، ح: ۵۵۴۲ من حديث إسرائيل به، وصححه الترمذي، وسنده ضعيف * أبو إسحاق عن عمن، وعمر بن شرجيل لم يسمع من عمر، والحديث السابق: ۳۶۶۹ يغني عنه.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الأشرية

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

۳۶۷۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحْبُحٌ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، فَأَمَّهُمْ عَلِيٌّ فِي الْمَغْرِبِ وَقَرَأَ ﴿قُلْ يَتَايَا الْكَافِرِينَ﴾ فَخَلَطَ فِيهَا، فَتَرَلَبْتُ ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ [النساء: ۴۳].

۳۶۷۱- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نے ان کی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کی دعوت کی اور انہیں شراب پلائی اور یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز مغرب میں امامت کرائی اور سورۃ الکافرون کی قراءت کرنے لگے مگر وہ ان پر غلط ہو گئی۔ چنانچہ یہ حکم نازل ہوا: ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَى﴾ ”نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ“ حتیٰ کہ جانے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“

فائدہ: نماز میں انسان کو پورے شعور کے ساتھ متوجہ ہو کر کھڑے ہونا چاہیے اسی لیے نماز میں اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ پہلے اپنی نیند پوری کرے۔

۳۶۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿يَتَايَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَى﴾ [النساء: ۴۳] وَتَسْتَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ [البقرة: ۲۱۹] نَسَخْتُهُمَا الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ﴾ [الآية: المائدة: ۹۰].

۳۶۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آیات کریمہ ﴿يَتَايَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَى﴾ اور ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ﴾ ان دونوں کو ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

۳۶۷۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة النساء، ح: ۳۰۲۶ من حديث عطاء بن السائب به، وقال: "حسن غريب صحيح".
۳۶۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۸/ ۲۸۵ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الاشریہ

۳۶۷۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ حَيْثُ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَمَا شَرَابُنَا يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْفَضِيخُ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، وَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا: هَذَا مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل
۳۶۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوطالبہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں اہل مجلس کو شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔ اور اس دن ہماری شراب ”فضیخ“ (کچی کھجور سے تیار کی ہوئی شراب تھی۔ ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: تمہاری شراب حرام کر دی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے منادوں نے اعلان بھی کر دیا۔ پس ہم نے کہا: یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اعلان کر رہا ہے۔

🌞 فائدہ: گویا جس شراب کے لیے حرمت کا حکم نازل ہوا وہ انگور کی بنی ہوئی تھی بلکہ کچی کھجور کی بنی ہوئی تھی۔

(المعجم ۲) - بَابُ الْعَصِيرِ لِلْخَمْرِ (التحفة ۲)

باب: ۲- اگر کوئی شراب بنانے کی غرض سے انگور نچوڑے

۳۶۷۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ [أَبِي طُعْمَةَ] - مَوْلَاهُمْ - وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْغَافِقِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَعَنَ اللَّهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ».

۳۶۷۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے شراب اس کے پینے والے پلانے والے بیچنے والے خریدنے والے انگور نچوڑنے والے نچوڑانے والے اس کے اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھائی جا رہی ہو ان سب پر لعنت کی ہے۔“

🌞 فائدہ: باغ والے اور تاجر کو اگر معلوم ہو کہ خریدار لوگ ان انگوروں وغیرہ سے شراب بنائیں گے تو ان کو فروخت کرنا یا کسی اور طرح سے معاون بنانا جائز نہیں، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ ”گناہ

۳۶۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، المائدة، باب: ﴿ليس على الذين آمنوا وعملوا الصالحات جناح فيما طعموا﴾، ح: ۴۶۲۰، ومسلم، الأشرية، باب تحريم الخمر... الخ، ح: ۱۹۸۰ من حديث حماد بن زيد به.

۳۶۷۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأشرية، باب: لعنت الخمر على عشرة أوجه، ح: ۳۳۸۰ من حديث وكيع به * أبو علفمة صوابه أبو طعمة كما عند ابن ماجه وغيره.

اور تعدی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیا کرو۔“ (المائدہ: ۲)

باب ۳۔ شراب کو سرکہ بنالینا

(المعجم ۳) - باب مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ

تُخَلَّلُ (التحفة ۳)

۳۶۷۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یتیموں کو ورثے میں شراب ملی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے بہادو (اور ضائع کر دو۔) انہوں نے کہا: کیا میں اس سے سرکہ نہ بنا لوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“

۳۶۷۵۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الشَّاذِلِيِّ، عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَيْتَامٍ وَرَثُوا خَمْرًا، قَالَ: «أَهْرِقْهَا»، قَالَ: أَفَلَا أَجْعَلُهَا خَلًّا، قَالَ: «لَا».

فائدہ: شراب اس غرض سے رکھ چھوڑنا کہ سرکہ بن جائے حرام ہے البتہ کہیں سے سرکہ بنا بنایا مل جائے تو الگ بات ہے اور وہ جائز ہے، کیونکہ اسے وہ سرکہ ہی کی شکل میں ملی ہے۔

باب ۴۔ شراب کن چیزوں سے بنتی ہے؟

(المعجم ۴) - باب الْخَمْرِ مِمَّا هِيَ

(التحفة ۴)

۳۶۷۶۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انگور سے شراب ہے کھجور سے شراب ہے شہد سے شراب ہے گندم سے شراب ہے اور جو سے بھی شراب ہے۔“

۳۶۷۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْرًا وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْبُرِّ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا».

۳۶۷۷۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

۳۶۷۷۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ

۳۶۷۵۔ تخریج: أخرجه مسلم، الأشریة، باب تحريم تخليل الخمر، ح: ۱۹۸۳ من حديث سفیان الثوري به.

۳۶۷۶۔ تخریج: [حسن] أخرجه الترمذی، الأشریة، باب ماجاء في الجبوب التي يتخذ منها الخمر، ح: ۱۸۷۳ عن الحسن بن علي به، وقال: "هذا حديث غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۳۷۹، وانظر الحديث الآتي.

۳۶۷۷۔ تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ۲۸۹/۸ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۷۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ انگور کے شربت سے کشمش، کھجور، گندم، جو اور مکئی سے شراب بنتی ہے اور میں تمہیں ہر نشہ آور سے منع کرتا ہوں۔“

أَبُو عَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَرِيرٍ، أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُ أَنَّ الثُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَصِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالْتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالذَّرَةِ، وَإِنِّي أَنَهَاكُمُ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ».

۳۶۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب ان دو درختوں سے ہے یعنی کھجور اور انگور سے۔“

۳۶۷۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند کے راوی ابو کثیر الغبری کا نام یزید بن عبد الرحمن بن غفیلۃ السحیمی ہے۔ بعض نے اذینۃ کہا ہے لیکن غفیلۃ ہی صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي كَثِيرٍ الْغُبَرِيُّ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَفِيلَةَ [السَّحِيمِي]. وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَذِينَةُ، وَالصَّوَابُ غَفِيلَةُ.



☀ فائدہ: اس باب میں تین احادیث بیان کی گئی ہیں۔ پہلی دو احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً متعدد اشیاء بیان فرمائیں جن سے شراب بنائی جاتی تھی۔ آپ کے فرمان کا مقصد بھی یہی ہے کہ شراب کسی چیز سے بھی بنے اگر نشہ آور ہے تو خمر ہے اور حرام ہے۔ تیسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ شراب جو عام طور پر ملتی ہے اور رائج ہے وہ ان دو پھلوں سے بنی ہوئی ہے۔ ان الفاظ سے بعض لوگوں نے جو یہ مفہوم نکالا ہے کہ شراب صرف وہی ہوگی جو ان دو پھلوں سے بنائی جائے گی درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ مقصد نہ ہو سکتا ہے اور نہ تھا۔ یہ آپ ﷺ کے ایک مختصر قول کو آپ کی بیان کردہ وضاحت سے الگ کر کے اپنی مرضی کا مفہوم بنانے کی کوشش ہے جو کسی طرح بھی روا نہیں۔

۳۶۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الأشرية، باب بيان أن جميع ما ينبذ، مما يتخذ من النخل والعنب يسمى خمرًا، ح: ۱۹۸۵ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۳۶۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور شے خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے اور جو شخص اس حالت پر مر گیا کہ وہ شراب پیتا تھا تو وہ آخرت میں نہیں پے گا۔“

۳۶۷۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يَذْمُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

🌞 فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص اس شراب سے محروم رہے گا جو جنت میں داخل ہونے والوں کو میسر ہوگی دوسرے لفظوں میں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۳۶۸۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈال دے وہ خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے اور جس نے کوئی نشہ آور چیز استعمال کی اس کی چالیس دن کی نمازیں کاٹ لی جائیں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اگر اس نے چوتھی بار پینے کا اعادہ کیا تو اللہ پر یہ حق ہوگا کہ اسے [طِينَةُ الْحَبَالِ] پلائے۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! [طِينَةُ الْحَبَالِ] سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ جہنمیوں کی پیپ ہے۔ اور جس نے کسی کم عمر کو شراب پلا دی جسے حلال

۳۶۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ التَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الثَّعْمَانَ [يَعْنِي ابْنَ الْمُزْدِرِ] يَقُولُ: عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُخْمَرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخَسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْحَبَالِ». قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْحَبَالِ يَا رَسُولَ

۳۶۷۹- تخریج: أخرجه مسلم، الأشرية، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح: ۷۳/۲۰۰۳ عن سليمان بن داود أبي الربيع العتكي به.

۳۶۸۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۸۸/۸ من حديث أبي داود به * النعمان هو ابن أبي شيبه الجندي.

۲۵- کتاب الاشریۃ

نشہ سے متعلق احکام و مسائل

اللہ؟ قال: «صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ حَرَامَ كَيْ تَمِيزَ نَهْتَهُ تَوَالِدُ اللّٰہِ بِرَحْمَتِہٖ ہُوَ کَہ اسے [طِیْنَةُ صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ الْخَبَالِ] یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائے۔“

حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① کہتے ہیں کہ نشہ آور چیز کا اثر جسم میں چالیس دنوں تک رہتا ہے۔ ② نادان بچوں کو یا جسے نہ ہو اسے کوئی نشہ آور چیز پلانا شدید معاشرتی اور اخلاقی جرم ہے۔ جس سے پلانے والے کی عاقبت خراب ہو جاتی ہے۔

۳۶۸۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ۳۶۸۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔“

يَعْنِي ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْفَرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

🌞 فوائد و مسائل: اس حدیث مبارک میں صراحت کر دی گئی کہ ہر نشہ آور چیز اس کی نوعیت خواہ کچھ ہو وہ مقدار میں تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہی ہے۔ اور یہ کہنا یا سمجھنا کہ گلوڑ کی ہو تو حرام ہے اور دوسری قسم کی ہو تو اس کا اتنی مقدار میں پینا حلال ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہو فرمان رسول کے خلاف ہے۔ اس لیے محقق اطباء اور علمائے محدثین کے نزدیک ہومیوپیتھک، ایلوپیتھک یا یونانی ادویہ جن میں الکحل، ایون، شراب یا کوئی بھی ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس سے علاج کرنا حرام ہے اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے چنانچہ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور منجم کبیر میں مرفوعاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ] (صحیح البخاری، الاشریۃ قبل حدیث: ۵۶۱۳، والمعجم الکبیر للطبرانی: ۳۳۵/۹) نیز ان جیسی دیگر روایات اور نصوص سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ پلید اور حرام چیزوں کے ساتھ علاج ممنوع ہے، بعض علماء نے حرام اور پلید چیزوں کے ساتھ علاج کو جائز قرار دیا ہے، تو انہوں نے اسے مضطر کے لیے مردار اور خون کے استعمال کے جواز پر قیاس کیا ہے، لیکن نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ قیاس کمزور ہے، لہذا یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مردار اور خون کھانے سے ضرورت زائل ہو جاتی ہے اور اس سے جان کی حفاظت ہو جاتی ہے جبکہ حرام اور پلید چیز کے استعمال سے شفا یقینی نہیں اور ضروری نہیں کہ مرض کا ازالہ ہو جائے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ خبر دی ہے کہ یہ دوائیں لہذا اس سے علاج بھی صحیح نہیں۔



۳۶۸۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشریۃ، باب ماجاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ۱۸۶۵ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۳۹۳، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۶۰، وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۷۹/۷، ح: ۵۳۵۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الاشریۃ

نشد سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بیچ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔“

۳۶۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْبَيْعِ، فَقَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَشْكِرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن عبد ربہ الجرجسی پر حدیث کی قراءت کی۔ اس کی سند یہ تھی: محمد بن حرب نے زبیدی سے انہوں نے زہری سے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی۔ اس میں مزید ہے: بیع سے مراد شہد کی شراب ہے جو کہ اہل یمن استعمال کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجُسِيِّ، حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ. زَادَ: وَالْبَيْعُ نَبِيذُ الْعَسَلِ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہتے تھے لا الہ الا اللہ جرجسی کیسا عجیب، معتبر اور ثقہ آدمی تھا۔ اہل حمص میں اس جیسا کوئی آدمی نہیں تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مَا كَانَ أَتْبَعُهُ، مَا كَانَ فِيهِمْ مِثْلُهُ يَعْنِي فِي أَهْلِ حِمَصَ، يَعْنِي الْجُرْجُسِيِّ.

۳۶۸۳- حضرت ولیم حمیری رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سرد علاقے کے لوگ ہیں ہمیں پر مشقت کام کرنا پڑتا ہے ہم اس گندم سے ایک مشروب بناتے ہیں جس سے اپنے کام میں طاقت حاصل کرتے اور سردی کا دفاع کرتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”کیا یہ مشروب نشہ دیتا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ

۳۶۸۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ دَبْلَمِ الْجَمِيرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا بِأَرْضِ بَارِدَةٍ نَعَالِجُ فِيهَا عَمَلًا شَدِيدًا، وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هَذَا

۳۶۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأشرية، باب الخمر من العسل وهو البتع، ح: ۵۵۸۵، ومسلم، الأشرية، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ۲۰۰۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۸۴۵/۲.

۳۶۸۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/۲۳۲ من حديث محمد بن إسحاق به، وتابعه عبد الحميد بن جعفر وغيره.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الاشریۃ

نشہ سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: ”تو اس سے بچو۔“ میں نے عرض کیا کہ لوگ تو اسے نہیں چھوڑیں گے، آپ نے فرمایا: ”اگر وہ نہ چھوڑیں تو اس پر ان سے قتال کرو۔“

الْقَمْحُ نَقَوَى بِهِ عَلَى أَعْمَالِنَا وَعَلَى بَرَدِ بِلَادِنَا. قَالَ: «هَلْ يُسَكِّرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «فَاجْنِبُوهُ». قَالَ: فَقُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ غَيْرَ تَارِكِيهِ. قَالَ: «فَإِنْ لَمْ يَتْرُكُوهُ فَقَاتِلُوهُمْ».

فائدہ: کسی حرام چیز کا عادی ہو جانا اس کے حلال ہونے کی وجہ جواز نہیں بن سکتا۔ نیز صریح خلاف اسلام امور پر خلیفہ وقت کو قتال کر کے بھی ان کا زالہ کرنا لازم ہے۔

۳۶۸۴- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَرَابٍ مِنَ الْعَسَلِ، فَقَالَ: «ذَاكَ الْبَنَعُ». قُلْتُ: وَيَتَّبِعُ مِنَ الشَّعِيرِ وَالذَّرَّةِ. قَالَ: «ذَلِكَ الْمِزْرُ». ثُمَّ قَالَ: «أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّ كُلَّ مُسَكِّرٍ حَرَامٌ».

۳۶۸۳- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شہد کی شراب کے متعلق نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ”یہی جمع ہے۔“ میں نے کہا کہ جو اور مکئی سے بھی بنید (نشہ آور مشروب) بنایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ مزر ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”اپنی قوم کو بتا دے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

فائدہ: ”بنید“ کھجور یا کشمش وغیرہ سے بنایا جانے والا میٹھا مشروب مطلقاً حرام نہیں ہے۔ یہ حرام اسی صورت میں ہوتا ہے جب اس میں ترشی اور نشہ آجائے۔

۳۶۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ

۳۶۸۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شراب جوئے سارگی اور غبیراء سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

۳۶۸۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، ح: ۶۱۲۴-۴۳۴۴، ومسلم، ح: ۱۷۳۳، بعد، ح: ۲۰۰۱ من حديث أبي بردة به.

۳۶۸۵- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۲۲۱/۱۰ من حديث حماد بن سلمة، وأحمد: ۱۵۸/۳ من حديث يزيد ابن أبي حبيب به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ۳۶۹۶ وغيره.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الاشریۃ

نشہ سے متعلق احکام و مسائل

نَهَى عَنْ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكَوْبَةِ
وَالْغُبَيْرَاءِ وَقَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

قال أبو داود: قال ابن سلام أبو عبيد:
الغُبَيْراءُ السُّكْرُكَةُ تُعْمَلُ مِنَ الذَّرَّةِ، شَرَابٌ
يَعْمَلُهُ الْحَبَسَةُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن سلام ابو عبید نے کہا
کہ ”غُبیراء“ مکی جوار وغیرہ سے بنائی جانے والی
شراب ہے جو اہل حبسہ بناتے ہیں۔

فائدہ: موسیقی کا بھی ایک معنوی نشہ ہوتا ہے۔ ان میں سارنگی، ڈھول، ڈھولکی، قسم کی مزامیر بھی حرام ہیں، صرف
دف کی رخصت ملتی ہے۔

۳۶۸۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ
عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ، عَنِ
الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ،
عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفْتِرٍ.

۳۶۸۶- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور اور سستی لانے (سن کر
دینے) والی اشیا سے منع فرمایا ہے۔

۳۶۸۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُوسَى بْنُ
إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ يَعْنَى ابْنُ
مَيْمُونٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ، قَالَ
مُوسَى: وَهُوَ عَمْرُو بْنُ سَلَمٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ
الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَا أَشْكَرَ
مِنْهُ الْفَرْقُ فَمِلْهُ الْكَفَّ مِنْهُ حَرَامٌ».

۳۶۸۷- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ
میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”ہر
نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کا بڑا پالہ نشہ آور ہو تو اس کا
ایک چلو بھی حرام ہے۔“

فائدہ: بلکہ اس سے بھی قلیل مقدار خواہ قطرہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے۔

۳۶۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۳۰۹ من حديث الحسن بن عمرو الفقيمي به * الحكم بن
عتيبة مدلس وعنعن.

۳۶۸۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشرية، باب ما جاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ۱۸۶۶
من حديث مهدي بن ميمون به، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۶۱، وابن حبان، ح: ۱۳۸۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الأضرحة

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي الدَّاذِيّ

(التحفة ۶)

۳۶۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَاتِمِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنَمٍ فَقَدَاكَرْنَا الطَّلَاءَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْشَرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يَسْمُونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل
بادہ قسم کی شراب کا حکم

۳۶۸۸- مالک بن ابی مریم کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ آئے اور طلاء (انگور کے شیرے کو پکالیا جائے یہاں تک کہ دو حصے خشک ہو جائے اور ایک حصہ باقی رہ جائے تو اسے طلاء کہتے ہیں) کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”(ایک وقت آئے گا کہ) میری امت کے کچھ لوگ شراب پیئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔“

🌞 فائدہ: [داذی] ایک خاص قسم کا دانہ ہے جو نیش میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے اس میں شدت آ جاتی ہے اور نشہ آور شراب بن جاتی ہے۔



۳۶۸۹- جناب ابو منصور حارث بن منصور کہتے ہیں: میں نے جناب سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ ان سے بادہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ شراب پیئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔“

۳۶۸۹- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَاسِطٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ الْحَارِثُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَسُئِلَ عَنِ الدَّاذِيّ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْشَرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يَسْمُونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

امام ابو داود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بادہ فاسق لوگوں کا مشروب ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: الدَّاذِيّ شَرَابُ الْفَاسِقِينَ.

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي الْأَوْعِيَةِ

(التحفة ۷)

۳۶۸۸- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه . الفتن ، باب العقوبات ، ح : ۴۰۲۰ من حديث معاوية بن صالح به ، وهو في مسند أحمد : ۳۴۲ / ۵ ، وصححه ابن حبان ، ح : ۱۳۸۴ ، وللحديث شواهد عند ابن ماجه ، ح : ۳۳۸۵ وغيره .

۳۶۸۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق ، وقول سفیان الثوري سنده إليه ضعيف .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۹۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ
حَيَّانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ
وَإِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَا : نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
نَهَى عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُرْفَتِ وَالنَّقِيرِ .
۳۶۹۰- حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا: ہم گواہی دیتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن (تونہ) سبز
رنگ کا برتن جس میں روغن مل لیا جاتا تھا، روغن زیت
لگے برتن اور چوبی برتن سے منع فرمایا ہے۔“

🌞 فائدہ: اسلام سے پہلے لوگ جن برتنوں میں شراب بنایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان میں نبیذ (پھلوں، کھجور، کشمش اور دیگر خشک یا تر پھلوں کا پانی کے ذریعے بنایا ہوا آمیزہ) جو بطور مشروب استعمال ہوتا تھا بنا کر پینے سے منع فرمادیا۔ اس غرض سے عموماً چاقم کے برتن استعمال کیے جاتے تھے:

۱- الدباء: بڑے سائز کے کدو جب خشک ہو جاتے تو ان کے اندر کا گودا وغیرہ نکال کر سخت خول کو برتن کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ افریقہ کے ملکوں میں آج بھی اس کا رواج ہے۔ وہاں ایسے کدو بھی پائے جاتے ہیں جو نیچے سے گول ہوتے ہیں اور اوپر کی طرف ان کی بہت لمبی گردن ہوتی ہے۔ ان کو بھی اندر سے خالی کر کے مشروب وغیرہ کے برتن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل صراحی کی شکل کا ہوتا ہے۔ فارسی شاعری میں اسی لیے کدو کا لفظ شراب کے برتن یا صراحی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے باہر کی سطح سخت اور نرم پروف جبکہ اندر کی سطح اسفنجی ہوتی ہے اور اگر اس کو شراب کے لیے استعمال کیا جائے تو دھونے کے باوجود اس کی اندرونی اسفنجی سطح میں خامرہ یعنی وہ مادہ جو نبیذ کے رس وغیرہ میں خمیر اٹھانے کا سبب بن جاتا ہے موجود ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے برتن میں پھلوں کا رس تیار کرنے یا رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

۲- حنتم: شراب بنانے کی غرض سے مٹی کے بڑے بڑے برتنوں کو اس طرح بنایا جاتا تھا کہ ان کی مٹی گوندھتے وقت اس میں خون اور بال ملا دیے جاتے۔ اس سے ان برتنوں کا رنگ سیاہی مائل سبز ہو جاتا تھا۔ غرض یہ ہوتی کہ اس کی سطح سے ہوا کا گزر بند ہو جائے اور تخمیر کا عمل تیز اور شدید ہو جائے۔ دیکھیے: (فتح الباری، کتاب الأشربة، باب ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیہ) ایسے برتنوں کے اندر ہوا کی بندش کو یقینی بنانے کے لیے کوئی روغن وغیرہ بھی لگا دیا جاتا تھا۔ یہ برتن اپنی ساخت میں گندے اور غلیظ ہونے کے علاوہ اندرونی سطح پر شراب کے خامروں کو چھپائے رکھتے تھے جن کی وجہ سے اس میں بھی تیزی سے تخمیر کا عمل شروع ہو جاتا تھا۔

۳- مُرْفَتٌ: وہ برتن جس کے اندر روغن ”زفت“ ملایا گیا ہو۔ یہ تارکول سے ملتا جلتا معدنی روغن ہے۔ (لسان العرب) ”زفت“ ملنے کا مقصد بھی وہی تھا کہ ہوا کا گزر نہ ہو اور شراب سازی کے لیے عمل تخمیر جلد اور شدت سے

۳۶۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباز في المرفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح: ۱۹۹۷ من حديث منصور بن حيان به .



شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

شروع ہو جائے۔ یہ بھی دوسرے برتنوں کی طرح شراب کے خامروں کا حامل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ روغن ملنے کی وجہ سے چچپا اور نا صاف بھی ہوتا تھا۔

۴- نقیسر: کجور کے تنے کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا جاتا تھا اور اس میں شراب بنائی جاتی تھی۔ بعض لوگ تو درخت کے تنے کا اوپر کا کافی حصہ کاٹ کر اسے کھوکھلا کرتے لیکن اس کی جڑیں اسی طرح زمین میں رہنے دیتے۔ ظاہر ہے اس کا صحیح طور پر دھونا ممکن نہ تھا نیز اس کی اندرونی سطح پر شراب کے خامرے اور دوسری گندگی بھی موجود رہتی تھی، اس میں پھولوں وغیرہ کا مشروب (نبیذ) بنایا جاتا تو وہ جلد شراب میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

عرب ان برتنوں میں شراب کے علاوہ نبیذ بھی بنا تے تھے اور اس میں بہت جلد ترشی آ جاتی تھی، چونکہ یہ لوگ پہلے ان برتنوں کے مشروبات اور شراب کے عادی تھے تو انہیں معمولی نشے کا احساس بھی نہ ہوتا تھا اس لیے حرمت شراب کی ابتدا میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرما دیا گیا مگر بعد ازاں اجازت دے دی گئی تھی۔



۳۶۹۱- جناب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھرے کی نبیذ حرام فرمائی ہے۔ سعید کہتے ہیں کہ میں ان کی بات سے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھرے کی نبیذ حرام فرمائی ہے گھبرا کر نکل آیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات سنی ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھرے کی نبیذ حرام فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سچ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے گھرے کی نبیذ حرام کی ہے۔ میں نے پوچھا کہ گھرے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہر وہ برتن جو مٹی سے بنا ہو۔

۳۶۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَخَرَجْتُ فِرْعَا مِنْ قَوْلِهِ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَدَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ. قَالَ: صَدَقَ، حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ. قُلْتُ: مَا الْجَرُّ؟ قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنْ مَدَرٍ.

نوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز کو حرام یا حلال کرنا ان کی اپنی مرضی سے ہرگز نہ تھا بلکہ یہ سب وحی کی بنا پر ہوتا تھا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳-۴)

۳۶۹۱- تخریج: أخرجه مسلم من حديث جرير به، انظر الحديث السابق.

⑤ مٹی سے بنے برتنوں میں وہ برتن بھی شامل ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے جس برتن میں کسی طرح کا روغن ملا جاتا تھا خواہ سبز رنگ کا ہوتا یا سفید وغیرہ سب منع تھے۔ (صحیح البخاری الاشریہ: حدیث: ۵۵۹۶) ⑥ خیال رہے کہ نبیذ وہ مشروب ہوتا ہے کہ کھجور یا کشمش وغیرہ کو پانی میں بھگو دیتے ہیں، چند گھنٹوں کے بعد پانی میٹھا ہو جاتا ہے اور استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مشروب نبیذ کہلاتا ہے۔ اسے صرف اتنا وقت رکھنے کی اجازت ہے کہ وہ اصل حالت میں رہے سردیوں میں تین دن تک اور گرمیوں میں صرف ایک دن تک۔

۳۶۹۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کفار حاکم ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف حرمت کے مہینوں میں آسکتے ہیں۔ لہذا آپ ہمیں ایسی بات فرمادیجیے جسے ہم پکڑ لیں اور اپنے پیچھے والوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان اور لا الہ الا اللہ کی شہادت اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک عدد کی گرہ بنائی (ایک کا اشارہ کیا)..... مسدود نے صرف ایمان باللہ کا ذکر کیا..... پھر آپ نے انہیں اس کی وضاحت فرمائی کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور جو غنیمت تمہیں حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمہیں کدو کے برتن (تو بنے) سبز برتن جس پر کسی طرح کا روغن ملا گیا ہو روغن زفت

۳۶۹۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - وَهَذَا حَدِيثُ سُلَيْمَانَ - قَالَ: قَدِمَ وَقَدْ عَبْدَ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا، هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، قَدْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ وَلَيْسَ نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ حَرَامٍ، فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ وَرَاءِنَا. قَالَ: «أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» وَعَقْدَ بَيْدِهِ وَاحِدَةً، - وَقَالَ مُسَدَّدٌ: «الْإِيمَانُ بِاللَّهِ»، ثُمَّ فَتَرَهَا لَهُمْ: «شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُوَدُّوا

۳۶۹۲- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب قول الله تعالى: ﴿مُتَّبِعِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ...﴾ الخ، ح: ۵۲۳، ومسلم، الاشریہ، باب النهي عن الانتباز في المزفت والدباء والحتم والتقير... الخ، ح: ۱۷، بعد، ح: ۱۹۹۵ من حديث عباد بن عباد به.

۲۵- کتاب الاُشریۃ

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

الْحُمْسَ مِمَّا غَيَّمْتُمْ. وَأَنْهَأْتُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزْقَتِ وَالْمُقَيَّرِ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْدٍ: النَّقِيرُ مَكَانُ الْمُقَيَّرِ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: وَالنَّقِيرُ وَالْمُقَيَّرُ. وَلَمْ يَذْكُرِ الْمُزْقَتِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو جَمْرَةَ نَصَرُ بْنُ عَمْرَانَ الضُّبَعِيُّ.

لگے برتن اور روغن قیر لگے برتن سے منع کرتا ہوں۔ ابن عبید نے "مقیّر" کی بجائے "نقیّر" (لکڑی کو کھوکھلا کر کے بنایا ہوا برتن) کا لفظ کہا۔ جبکہ مسدد نے نقیر اور مقیر کہا، انہوں نے مزقت کا ذکر نہیں کیا۔

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ سند میں مذکور ابو جمرہ کا نام نصر بن عمران ضبعی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حق کی معرفت لازمی طور پر اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان اس پر کاربند ہو اور دوسروں کو اس کی دعوت دے اور یہی فطرتِ سلیمہ ہے جیسے کہ ان لوگوں نے اپنی ابتدائی گفتگو میں از خود اس کا اظہار کیا۔ ② دین و ایمان کچھ احکام اور کچھ نواحی پر مشتمل ہے جس کی پاسداری کے بغیر اسلام اور دین مکمل نہیں ہو سکتا۔

۳۶۹۳- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ نُوحِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَوْفِدَ عَبْدِ الْقَيْسِ: «أَنْهَأْتُمْ عَنِ النَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمِ وَالِدُّبَاءِ وَالْمَزَادَةِ الْمَحْبُوبَةِ وَلَكِنْ اشْرَبْ فِي سِقَائِكَ وَأَوْكِه».

۳۶۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد عبد القیس کے لوگوں سے فرمایا: "میں تمہیں لکڑی کے کھدے ہوئے برتن، روغن زفت لگے برتن، سبز رنگ کے روغن ملے ہوئے برتن اور کدو کے برتن (توبے) سے منع کرتا ہوں اور بڑی مٹک سے بھی جس کو اوپر سے کاٹا گیا ہو اور پیندے کی طرف سے سوراخ نہ ہوں منع کرتا ہوں، لیکن اپنے مشکیزے سے پیا کرو اور پھر اس کا منہ باندھ دیا کرو۔" (یعنی اس میں نیڈ بنایا کرو۔)

۳۶۹۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي

۳۶۹۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وفد عبد القیس کے قصے میں مروی ہے کہ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! ہم کن برتنوں میں پیا کریں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

۳۶۹۳- تخریج: أخرجه مسلم، الأُشریۃ، باب النهي عن الانتباه في المزفت والدياء والحتم والنقير... الخ، ح: ۱۹۹۳ من حديث نوح بن قيس به.

۳۶۹۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۶۱، والنسائي في الكبرى، ح: ۶۸۳۳ من حديث أبان بن يزيد الطمار به * قتادة عنن.

۲۵- کتاب الاشریہ

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

قِصَّةُ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ: قَالُوا فِيمَا نَشْرَبُ ”چمڑے کے مشکیزے استعمال کرو جن کے مونہوں پر یَابَنِيَّ اللَّهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِأَسْقِيَةِ الْأَدَمِ الَّتِي يَلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا».

فائدہ: شاید منہ باندھنے سے اگر اس میں ترش پیدا ہو تو گیس سے وہ پھول جاتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں ترش آگئی ہے۔ (بذل المحمود)

۳۶۹۵- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْقَمُوصِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ كَانَ مِنَ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَقَفُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ - يَحْسِبُ عَوْفٌ أَنَّ اسْمَهُ قَيْسُ ابْنِ التُّعْمَانِ - فَقَالَ: «لَا تَشْرَبُوا فِي تَقِيرٍ وَلَا مَرْفَتٍ وَلَا دُبَاءٍ وَلَا حَتَمٍ، وَاشْرَبُوا فِي الْجِلْدِ الْمَوْكِي عَلَيْهِ، فَإِنْ اشْتَدَّ فَاسْكِرُوهُ بِالْمَاءِ، فَإِنْ أَغْيَاكُمْ فَأَهْرِيقُوهُ».

۳۶۹۵- ابوالقموص زید بن علی سے روایت ہے اس نے وفد عبدالقیس کے ایک آدمی سے نقل کیا جو اس وفد میں شریک تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا..... (راوی حدیث) عوف کا خیال ہے کہ اس کا نام قیس بن نعمان تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لکڑی کے برتن روغن زیت والے برتن، کدو کے برتن (تو بنے) یا سبز روغن ملے برتن میں مت پیو بلکہ چمڑے کے مشکیزے میں پیو جس کا منہ باندھا جاتا ہے اگر نیبہ میں شدت آ جائے (ترش ہو جائے) تو اس کی شدت کو پانی ڈال کر ختم کر لو! اگر وہ ختم نہ ہو تو اسے بہا دو۔“

فائدہ: نیبہ میں ترش کی ابتدا ہی ہوئی ہو اور مزید پانی ڈال کر اسے عام مشروب بنانا ممکن ہو تو بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن بہت زیادہ ترش ہو جانے یا نشا آور ہو جانے کی صورت میں ایسا نہیں کیا جاسکتا، پھر اس کو بہا دینا ہی ضروری ہے۔

۳۶۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ بَذِيمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ ابْنِ حَبْتَرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِيمَا نَشْرَبُ؟ قَالَ: «لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَاءِ وَلَا

۳۶۹۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وفد عبدالقیس کے لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس میں پیئیں؟ آپ نے فرمایا: ”کدو کے برتن (تو بنے) تارکول لگے برتن اور لکڑی کے برتن میں مت پیو اپنے مشکیزوں میں نیبہ بنایا کرو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مشکیزوں میں ہوتے ہوئے بھی اس میں

۳۶۹۵- تخریج: [إسناده صحيح] انفراد به أبو داود.

۳۶۹۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۷۴ عن أبي أحمد الزبير بن به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الاشریہ

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

شدت آجائے تو؟ آپ نے فرمایا: ”اس میں مزید پانی ڈال لیا کرو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: ”اسے بہا ڈالو۔“ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام فرمایا ہے یا کہا..... حرام کی گئی ہے..... شراب جو اور کو بہ۔“ اور فرمایا: ”ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔“

فِي الْمُرْفَتِ وَلَا فِي النَّقِيرِ وَانْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: «فَضْبُوا عَلَيْهِ الْمَاءَ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّلَاثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ: «أَهْرِيقُوهُ». ثُمَّ قَالَ: «إِنْ اللَّهُ حَرَّمَ عَلَيَّ - أَوْ حُرِّمَ - الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْكُوبَةُ»، قَالَ: «وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ میں نے علی بن بذیمہ سے ”کو بہ“ کی وضاحت پوچھی تو انہوں نے کہا: ”اس سے مراد ڈھول ہے۔“

قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بَذِيمَةَ عَنِ الْكُوبَةِ. قَالَ: الطَّبْلُ.



882

فوائد و مسائل: ① مشکیزے میں ڈالے ہوئے رس میں یہ شدت کسی خامرے کی آمیزش کے بغیر فطری طور پر پیدا ہوتی تھی۔ ② تیسری یا چوتھی بار پوچھنے سے پتہ چلا کہ وہ غیر معمولی شدت ہے جو زیادہ وقت گزرنے کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ ③ جہاں شراب ایک مادی مشروب حرام ہے کیونکہ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے وہاں موسیقی ایک صوتی چیز ہے جو بھلے جگے آدمی کی عقل کو مآوف کر دیتی ہے۔ آلات موسیقی میں سے ایک ڈھول بھی ہے جو حرام ہے، البتہ دف حلال ہے جس پر ایک طرف سے چمڑا منڈھا ہوتا ہے اور دوسری طرف سے خالی ہوتا ہے، اسے ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔

۳۶۹۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کدو کے برتن (تو بنے) روغن لگے ہوئے ہنر برتن لکڑی کے برتن اور جو کی شراب سے منع فرمایا ہے۔

۳۶۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَمْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَمِيرٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْجِعَةِ.

فائدہ: اطباء کی اصطلاح میں ”آش جو“ (جو کا جوش دیا ہوا پانی) استعمال کرنا جائز ہے، لیکن اگر اس میں کسی طرح نشے کے اثرات کا اندیشہ ہو تو حلال نہیں ہے۔

۳۶۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب خاتم الذهب، ح: ۵۱۷۳ من حديث إسماعيل بن سميع به، وسنده ضعيف للانقطاع بين مالك بن عمير وعلي رضي الله عنه. محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۹۸- جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں تین باتوں سے روکا تھا، اب میں تمہیں ان کے بارے میں حکم دیتا ہوں، میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب ان کی زیارت کو جایا کرو بے شک ان کی زیارت میں عبرت اور نصیحت ہے۔ میں نے تمہیں چمروں کے برتنوں کے علاوہ کئی برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا، تو سب قسم کے برتنوں میں پی سکتے ہو لیکن کوئی نشہ آور چیز مت پیو۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد استعمال کرنا منع ہے تو اب اسے کھا سکتے ہو اور اپنے سفروں میں اس سے فائدہ اٹھاؤ۔“

۳۶۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مَعْرَفُ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ وَأَنَا أَمْرُكُمْ بِهِنَّ: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذَكُّرَةً، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرَبَةِ أَنْ تَشْرَبُوا إِلَّا فِي ظُرُوفِ الْأَدَمِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وَعَاءٍ غَيْرِ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاجِي أَنْ تَأْكُلُوهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَكُلُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِهَا فِي أَسْفَارِكُمْ».

۳۶۹۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے کہا: ہمیں ان برتنوں کے استعمال سے کوئی چارہ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (استعمال کر سکتے ہو۔“ درج ذیل حدیث میں مزید وضاحت ہے۔)

۳۶۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمَّا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْأَوْعِيَةِ قَالَ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا قَالَ: «فَلَا إِذَا».

۳۷۰۰- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے برتنوں کا ذکر فرمایا۔ یعنی کدو کا برتن

۳۷۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ زِيَادِ بْنِ

۳۶۹۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجناز، باب استئذان النبي ﷺ به - عز وجل - في زيارة قبر أمه، ح: ۹۷۷ من حديث محارب بن دثار به.

۳۶۹۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح: ۵۵۹۲ من حديث يحيى القطان به.

۳۷۰۰- تخریج: [صحیح] رواه البخاري، الأشربة، ح: ۵۵۹۳، ومسلم، ح: ۲۰۰۰ من حديث أبي عياض عمرو بن الأسود العنسي به.

نبیذ سے متعلق احکام و مسائل

(تو نبی) روغن ملا ہوا سبز برتن روغن زفت لگا ہوا برتن اور لکڑی کھود کر بنایا جانے والا برتن تو ایک اعرابی نے کہا: (ان کے علاوہ) ہمارے پاس اور کوئی برتن ہی نہیں ہوتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”(تو پھر صرف) وہی پیو جو حلال ہو۔“ (یعنی محض برتن سے کوئی چیز حلال یا حرام نہیں ہوتی مشروب کے حرام نہ ہونے کی صورت میں ان برتنوں کو استعمال کر سکتے ہو۔)

فَيَاضٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْأَوْعِيَةَ الدُّبَاءَ وَالْحَتْمَ وَالْمُرْقَتَ وَالْقَيْمِرَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: إِنَّهُ لَا ظُرُوفَ لَنَا، فَقَالَ: «اشْرَبُوا مَا حَلَّ».

☀ فائدہ: اس مرحلے میں اجازت کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ وہ برتن جو شراب میں استعمال ہونے کی وجہ سے پھلوں کے دوسرے مشروبات میں تعمیر پیدا کر سکتے تھے اگر وہ لوگوں کے پاس موجود بھی تھے تو اب اس قباحت سے پاک ہو چکے تھے۔

۳۷۰۱- جناب شریک بن عبد اللہ نے اپنی سند سے روایت کیا فرمایا: ”جو چیز نشہ دے اس سے اجتناب کرو۔“

۳۷۰۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: «اجْتَنِبُوا مَا أَشْكَر».

۳۷۰۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔ جب مشکیزہ نہ ہوتا تو پتھر کے بڑے پیالے میں بنا لیا کرتے تھے۔

۳۷۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَمِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ يُتَبَدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَجِدُوا سِقَاءً نَبَذَ لَهُ فِي تَوْرِ مِنْ حِجَارَةٍ.

باب: ۸- دو مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي الْخَلِيطَيْنِ (التحفة ۸)

۳۷۰۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے

۳۷۰۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۳۷۰۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۸/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۷۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانباز في المزقة والدباء... الخ، ح: ۱۹۹۸/ ۶۲ من حديث زهير بن معاوية به.

۳۷۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انباز التمر والزبيب مخلوطين، ح: ۱۹۸۶ عن قتية،

نبیذ سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُتَبَذَّ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُتَبَذَّ الْبُسْرُ وَالرُّطْبُ جَمِيعًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کشمش اور کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اور ایسے ہی تازہ (پختہ) کھجور اور نیم پختہ (گدڑی ہوئی) کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے روکا ہے۔

☀ فائدہ: نہایہ ابن اثیر میں بیان کردہ شرح کے مطابق جاہلی دور میں نشہ آور نبیذ بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کشمش اور کھجور یا پختہ تازہ کھجور اور نیم پختہ کھجور کا گودا پانی میں ملا کر اسے بالاجاتا پھر اسے اتنی دیر کے لیے رکھ دیا جاتا تھا کہ اس میں شدت آجائے۔ لیث بن سعد سے مروی ہے کہ دو الگ الگ چیزیں ملنے سے بہت جلد شدت آ جاتی تھی اور مشروب نشہ آور ہو جاتا تھا، اس لیے اس طرح کی نبیذ سے منع کر دیا گیا۔ حدیث نمبر ۳۷۰۶ میں بالوضاحت اسی عمل کو بیان بھی کیا گیا ہے اس سے روکا بھی گیا ہے۔ البتہ اگر پھلوں کے گودے یا Concentrated اس طرح سے ملائے جائیں کہ تخمیر (Fermentation) کا عمل پیدا نہ ہو تو اس میں حرج نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳۷۰۷ اور ۳۷۰۸ سے واضح ہوتا ہے۔

۳۷۰۴- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ کشمش اور کھجور (خشک) کو ملانا، نیم پختہ اور (خشک) کھجور کو ملانا اور نا پختہ کھجور (جس نے ابھی سرخ یا زرد رنگ پکڑا ہو) اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانا منع ہے۔ کہا کہ ان چیزوں میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ طور پر نبیذ بناؤ۔

۳۷۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ [عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ]: أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَلِيطِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالرُّطْبِ وَقَالَ: «انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلَى حِدَةٍ».

ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ابو قتادہ سے اس نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔

قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: بِهَذَا الْحَدِيثِ.

❖ والبخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكراً . . . الخ، ح: ۵۶۰۱ من حديث عطاء ابن أبي رباح به.

۳۷۰۴- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكراً . . . الخ، ح: ۵۶۰۲، ومسلم، الأشربة، باب كراهة انتباز التمر والزبيب مخلوطين، ح: ۱۹۸۸ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۲۵- کتاب الاشریہ

۳۷۰۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ قَالَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ رَجُلٍ قَالَ حَفْصُ بْنُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : نَهَى عَنِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ وَالزَّيْبِ وَالتَّمْرِ.

۳۷۰۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ : حَدَّثَنِي رِبْطَةُ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَتْ : سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ؟ قَالَتْ : كَانَ يَنْهَانَا أَنْ نَعْجَمَ النَّوَى طَبَخًا أَوْ نَخْلِطَ الزَّيْبَ وَالتَّمْرَ.

۳۷۰۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُبْذَلُ لَهُ زَيْبٌ فَيُلْقَى فِيهِ تَمْرٌ أَوْ تَمْرٌ فَيُلْقَى فِيهِ زَيْبٌ.

۳۷۰۸- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى

نیز سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۰۵- ابن ابی لیلیٰ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کچی کھجور اور پختہ کھجور اور اسی طرح کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۰۶- کبشہ بنت ابی مریم کہتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ کس چیز سے منع کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ہمیں منع کرتے تھے کہ کھجور کو اس قدر پکائیں کہ اس کی گٹھلی ہی ختم ہو جائے یا کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع کرتے تھے۔

۳۷۰۷- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کشمش کی نیبذ بنائی جاتی اور پھر اس میں کھجور ڈال دی جاتی تھی یا کھجور کی نیبذ بنائی جاتی اور پھر اس میں کشمش ڈال دی جاتی تھی۔

۳۷۰۸- صفیہ بنت عقیلہ کہتی ہیں کہ میں وفد عبدالقیس

۳۷۰۵- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأثرية، باب نهى البیان عن شرب نبذ الخلبين . . . الخ ح : ۵۵۴۹ من حديث شعبة بن عتبة صرح بالسماع عند أحمد : ۴/ ۳۱۴.

۳۷۰۶- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ۶/ ۲۹۲ من حديث يحيى القطان به * ربطة لا تعرف، وكبشة بنت أبي مریم لا يعرف حالها.

۳۷۰۷- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي : ۸/ ۳۰۷، ۳۰۸ من حديث أبي داود به * امرأة من بني أسد مجهولة.

۳۷۰۸- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي : ۸/ ۳۰۸ من حديث أبي داود به * أبو بھر عبدالرحمن بن عثمان بن أمية البكر اوي ضعفه الجمهور، وعتاب وثقه ابن حبان وحده، وصفیة بنت عقیلة لا تعرف.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰- کتاب الاشریہ

نبیذ سے متعلق احکام و مسائل

کی خواتین کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ ہم نے آپ سے کھجور اور کشمش کو ملانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی کشمش لیتی اور انہیں پانی میں ڈال دیتی پھر انہیں اپنے ہاتھ سے مسلتی اور نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی اور انہیں پلایا کرتی تھی۔

الْحَسَّانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَعْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفِيَّةُ بِنْتُ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ فَقَالَتْ: كُنْتُ أَخْذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ، فَأُلْقِيهِ فِي إِنَاءٍ، فَأَمْرُسُهُ ثُمَّ أَسْقِيهِ النَّبِيَّ ﷺ.

باب: ۹- نیم پختہ کھجور سے نبیذ بنانا

(المعجم ۹) - بَابُ: فِي نَبِيذِ الْبُسْرِ

(التحفة ۹)

۳۷۰۹- جناب جابر بن زید اور عمرہ رضی اللہ عنہما کے متعلق آتا ہے کہ وہ دونوں بُسر (نیم پختہ کھجور) کی نبیذ کو مکروہ سمجھتے تھے اور وہ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ یہ وہی ”مُزَاء“ نہ ہو جس سے عبد القیس کے وفد کو منع کیا گیا تھا۔ (ہشام نے کہا: میں نے قتادہ سے پوچھا: ”مُزَاء“ سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سبز روغن ملے ہوئے گھرے اور روغن زفت لگے برتن میں تیار کردہ نبیذ کو ”مُزَاء“ کہتے ہیں۔

۳۷۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكرَمَةَ، أَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهُانِ الْبُسْرَ وَحَدَهُ وَيَأْخُذَانِ ذَلِكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَحْشَى أَنْ يَكُونَ الْمُزَاءُ الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ عَبْدُ الْقَيْسِ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَا الْمُزَاءُ؟ قَالَ: النَّبِيذُ فِي الْحَتَمِ وَالْمَرْفَتِ.

فائدہ: مختلف علاقوں میں شراب بنانے کا رواج بھی مختلف تھا اور نام بھی مختلف تھے۔ مُزَاء کا نام غالباً اہل حجاز کے لیے پہلے سے متعارف نہ تھا، اس لیے مُزَاء کے بارے میں جو بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچی وہ اتنی ہی تھی کہ یہ نشہ آور مشروب نیم پختہ کھجور سے بنتا ہے۔ ہشام نے قتادہ سے پوچھ کر اس کی مزید تفصیل بیان کر دی ہے۔ علاوہ ازیں نہایہ ابن اثیر میں صراحت ہے کہ ”مُزَاء“ وہ شراب ہوتی ہے جس میں ترشی ہو۔ بعض نے نیم پختہ اور پختہ کھجور ملا کر نبیذ بنانے کو بھی مُزَاء کہا ہے۔ بہر حال جس صورت میں بھی کسی مشروب میں نشے کے اثرات آجائیں اس کا استعمال جائز نہیں۔

۳۷۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۳۱۰ من حديث قتادة به، وسنده ضعيف * قتادة عن عن، وحديث النسائي: ۵۵۷۳ يغني عنه.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي صِفَةِ النَّبِيذِ

(التحفة ۱۰)

۳۷۱۰- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنِ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ وَمِنْ أَيْنَ نَحْنُ، فَإِلَى مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: «إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ»، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لَنَا أَعْتَابًا مَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: «زَبَبُوهَا»، قُلْنَا: مَا نَصْنَعُ بِالزَّبَبِ؟ قَالَ: «انْبِذُوهُ عَلَى عَدَائِكُمْ، وَاشْرَبُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلَى عَدَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ فِي السَّنَانِ وَلَا تَبْذُوهُ فِي الْفُلَلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا».



نبیذ سے متعلق احکام و مسائل
باب: ۱۰- نبیذ کا بیان

۳۷۱۰- جناب عبداللہ بن (فیروز) الدیلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں اور کس کے پاس آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی طرف آئے ہو اور اس کے رسول کی طرف۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں انگور ہوتے ہیں ہم ان کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”انہیں خشک کر کے زہیب یعنی کشمش بنا لیا کرو۔“ ہم نے عرض کیا: ہم (زہیب) کشمش کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”صبح کے وقت بھگو دیا کرو اور رات کو پی لیا کرو۔ اور رات کو بھگو رکھا کرو اور صبح کو پی لیا کرو اور نبیذ مشیکنوں میں بنایا کرو مکلوں میں نہیں، تحقیق اسے نچوڑنے میں جب تاخیر ہو جاتی ہے تو یہ سرکہ بن جاتی ہے۔“

☀ فائدہ: اصل نبیذ جو حلال ہے وہی ہے جس کی وضاحت خود رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں آگئی ہے۔ یعنی خشک پھل کے گودے کا پانی میں ملا کر بنایا ہوا مشروب آپ کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ اصل اور حلال نبیذ بغیر ابالے یا دھوپ میں رکھے استعمال ہوتی تھی اور بنائے جانے کے بعد اتنے وقت کے اندر کہ اس میں تخمیر یا ترشی پیدا ہونے کا عمل بھی شروع نہ ہوتا تھا۔ یہی مشروب زیادہ دیر رکھ کر اور نشہ آور بنا کر پینے والے اسے بھی نبیذ ہی کہتے ہیں۔ بعض فقہانے اسی طرح کے مشروب کو بھی حلال قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک خمر وہی شراب ہے جو انگور کے رس سے بنائی جاتی ہے۔ ان کے خیال میں باقی سب مشروب حلال ہیں۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس باب میں اصل نبیذ کا تعارف اصل نبیذ کی کیفیت اور بننے کے بعد اس کے استعمال کے لیے وقت کی زیادہ سے زیادہ کیا حد ہے سب کچھ تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ انہوں نے ان احادیث کے ذریعے واضح کر دیا ہے کہ انگور کے رس کے علاوہ دوسرے پھلوں کے

۳۷۱۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب ذكر ما يجوز شربه من الأنبيذة وما لا يجوز، ح: ۵۷۳۹ عن عيسى بن محمد به.

گودے سے بنایا جانے والا مشروب جب اس میں تخمیر کا عمل شروع ہو جائے یا اس عمل کے آغاز کے لیے اس میں خمر شامل ہو جائیں تو وہ حرام ہے۔

۳۷۱۱- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک ایسے مشکیزے میں نبید بنائی جاتی تھی جس کے اوپر کے دہانے کو دھاگے سے باندھ دیا جاتا اور اس کے نیچے کی طرف سوراخ تھے۔ صبح کے وقت بھگولیا جاتا تو آپ اسے عشاء کے وقت نوش فرما لیتے اور رات کو بھگولیا جاتا تو آپ صبح کو پی لیا کرتے۔

۳۷۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ يُوَكَّلُ أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءٌ، يُنْبَذُ غُدُوءَ فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَيُنْبَذُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدُوءًا.

۳۷۱۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے صبح کے وقت نبید بھگو رکھتیں۔ پس جب شام ہوتی اور آپ رات کا کھانا کھاتے تو اسے پی لیتے۔ اگر کچھ بچ جاتا تو میں اسے گرا دیتی تھی۔ پھر رات کے وقت بھگو رکھتی، جب صبح ہوتی اور آپ کھانا کھاتے تو اس وقت پی لیتے۔ بیان کیا کہ ہم مشکیزے کو صبح شام دھوتے تھے۔ میرے والد (حیان) نے عمرہ سے کہا: کیا ایک دن میں اسے دو دفعہ دھویا جاتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

۳۷۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ شَيْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمَّتِي عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تُنْبَذُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غُدُوءًا فَإِذَا كَانَ مِنَ الْعِشَاءِ فَتَعَشَى شَرِبَ عَلَى عِشَائِهِ، فَإِنْ فَضَّلَ شَيْءً صَبَّغَتْهُ أَوْ فَرَعَتْهُ ثُمَّ تُنْبَذُ لَهُ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَعَدَّى فَشَرِبَ عَلَى غَدَائِهِ، قَالَتْ: نَغْسِلُ السَّقَاءَ غُدُوءًا وَعِشِيَّةً، فَقَالَ لَهَا أَبِي: مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ قَالَتْ: نَعَمْ.

۳۷۱۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۷۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ:

۳۷۱۱- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشند ولم يصر مسكرًا، ح: ۲۰۰۵ عن محمد ابن المثنى به.

۳۷۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۲۴/۶ من حديث المعتمر به.

۳۷۱۳- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشند ولم يصر مسكرًا، ح: ۲۰۰۴ من حديث أبي معاوية الضرير به.

The Real Muslims Portal

۲۵- کتاب الاشریہ

شہد پینے سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ نبی ﷺ (معمول کے مطابق ازواج مطہرات کے ہاں چکر لگاتے تو) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں رکتے اور ان کے ہاں سے شہد نوش فرمایا کرتے۔ تو میں نے اور حفصہ نے آپس میں طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی ﷺ تشریف لائیں تو وہ کہے کہ میں آپ سے مغایر (جندی کے رس) کی بو محسوس کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ ہم میں سے ایک کے پاس آئے تو اس نے یہ بات کہہ دی۔ تو آپ نے فرمایا: ”(نہیں) میں نے تو زینب کے پاس شہد پیا ہے اور آئندہ ہرگز نہیں پیوں گا۔“ چنانچہ سورۃ تحریم کی یہ آیات نازل ہو گئیں۔ ﴿لَم تَحْرَمَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ..... إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾ (اس کا) اشارہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف ہے اور ﴿وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ ”اور جب نبی ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے رازدارانہ بات کی۔“ تو یہ راز وہی تھا جو آپ نے کہا تھا کہ ”بلکہ میں نے شہد پیا ہے۔“

حَنْبَلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَيُّنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَاوِيرَ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَتَعُدَّ لَهُ»، فَتَرَلَّتْ: ﴿لَمْ تَحْرَمَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَنِي﴾ إِلَى ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾ [التحریم: ۴] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ [التحریم: ۳] لِقَوْلِهِ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا».

۳۷۱۵- اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا... اور مذکورہ بالا قصے کا کچھ حصہ بیان کیا... (اور کہا کہ) رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت گراں محسوس ہوتی تھی کہ آپ سے کوئی ناگوار بو آئے۔

۳۷۱۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ - فَذَكَرَ بَعْضُ هَذَا الْخَبَرِ - وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوْجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ.

اس حدیث میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بلکہ

وفي الحديث قالت سودة: بل أكلت

۳۷۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، الأشرية، باب الباذق، ومن نهى عن كل مسكر من الأشرية... الخ، ح: ۵۵۹۹، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ۱۴۷۴ من حديث أبي أسامة به. محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الاشریہ

شہدینے سے متعلق احکام ومسائل

آپ نے مغایر (جنڈی کارس) پیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے جو مجھے حصہ نے پلایا ہے۔“ تو میں نے کہا: (شاید) شہد کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ (عرفط) ایک بوٹی کا نام ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

مَغَايِرَ قَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا سَقَنَنِي حَفْصَةُ» فَقُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطُ: نَبْتُ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”مغایر“ ایک طرح کی گوند سی ہوتی ہے۔ اور ”جرست“ کے معنی ہیں ”اس نے چوسا ہوگا اور ”عرفط“ ایک بوٹی ہوتی ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْمَغَايِرُ: مُقْلَةٌ وَهِيَ صَمْعَةٌ. وَجَرَسَتْ: رَعَتْ وَالْعُرْفُطُ: نَبْتُ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

🌞 فوائد ومسائل: ① شہد اللہ تعالیٰ کی عظیم جامع نعمتوں میں سے ہے اور بے شمار بیماریوں کا تریاق ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ (النحل: ۶۹) ”اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔“ ② کسی بھی حلال چیز کو اپنے لیے حرام قرار دے لینا نبی ﷺ کے لیے بھی جائز نہ تھا۔ ③ مذکورہ بالا اور اس قسم کے دیگر واقعات میں ازواج نبی ﷺ کی آپس میں کشاکش اس بات کی تصریح ہے کہ وہ اس دنیا کی مخلوق تھیں، معاشرتی زندگی کے حوالے سے ان کے جذبات فطری تھے۔ وہ معصوم عن الخطا نہ تھیں۔ مگر اللہ عز و جل نے انہیں نبی ﷺ کی دل بستگی اور اشاعت دین کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کی یہ پرزور تمنا اور انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ جس طرح بھی بن پائے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی الفت و محبت اور التفات کا زیادہ سے زیادہ حصہ وصول کر لے اور یہ عین ایمان بھی ہے۔ اس صورت حال میں اس انداز کے معمولی جھول نظر انداز کر دینے کے لائق تھے اور ہیں اور جہاں ضروری سمجھا گیا تنبیہ بھی کی گئی۔ ان ازواج مطہرات کا جو قلبی و قلبی ربط و ضبط رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (الاحزاب: ۳۳) ”اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔“ اور نبی ﷺ سے فرمایا: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ﴾ (الاحزاب: ۵۲) ”اے نبی! آپ کے لیے ان بیویوں کے بعد اور کوئی عورت حلال نہیں اور نہ آپ ان کے بدلے کوئی اور لاسکتے ہیں خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی پسند کیوں نہ آئے، ہاں لوٹنیاں جائز ہیں۔“ انہی فضائل کی بنا پر یہ امت کی مائیں قرار دی گئی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن وارضاهن.

(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي النَّبِيِّ إِذَا بَاب: ۱۲- نیز میں جب تیزی (تخیر) آجائے عَلٰی (الصحفة ۱۲)

۲۵- کتاب الأشربة

کھڑے ہو کر پینے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھا کرتے ہیں، چنانچہ (ایک روز) میں آپ کے لیے افطار کے وقت نبیذ لے آیا جو میں نے کدو کے برتن میں بنائی تھی اور اس میں خمیر اٹھا ہوا تھا (وہ جوش مار رہی تھی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اس دیوار پر دے مار، بلاشبہ یہ ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔“

۳۷۱۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ، فَتَحَيَّيْتُ فِطْرَهُ يَنْبِيذُ صَنَعْتُهُ فِي دُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ، فَإِذَا هُوَ يَنْشُ، فَقَالَ: «أَضْرِبْ بِهَذَا الْحَايِطِ؛ فَإِنَّ هَذَا شَرَابُ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ».

فائدہ: نبیذ حلال اور طیب مشروب ہے، لیکن اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر اس کا پینا حرام ہوگا۔

باب: ۱۳- کھڑے ہو کر پینا

(المعجم ۱۳) - بَابُ فِي الشَّرْبِ

قَائِمًا (التحفة ۱۳)

۳۷۱۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کسی بھی شخص کو کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۱۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

فائدہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی تلقین ہے پانی بھی حتی الامکان بیٹھ کر ہی پینا چاہیے۔ یہ نبی تزیبی ہے اور بلا وجہ کھڑے ہو کر پینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ اس موضوع میں کئی احادیث آئی ہیں ان تمام کو پیش نظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام آرام سے بیٹھ کر پینے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا البتہ اگر ضرورت ہو تو کھڑے ہو کر پینا بھی جائز ہے، جیسے اگلی روایت سے واضح ہوتا ہے لیکن اسے معمول نہیں بنایا جاسکتا۔

۳۷۱۸- جناب نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور کھڑے ہو کر پیا، پھر کہا: تحقیق کچھ لوگ اس کو مکروہ سمجھنے لگے ہیں حالانکہ میں

۳۷۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ النَّزَّالِ بْنِ

۳۷۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب تحريم كل شراب أسكر كثيره، ح: ۵۲۱۳ عن هشام ابن عمار به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۴۰۹ * ورواه قزعة بن يحيى عن أبي هريرة به (الدارقطني: ۴/ ۲۵۲).

۳۷۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في الشرب قائما، ح: ۲۰۲۴ من حديث هشام به.

۳۷۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب قائما، ح: ۵۶۱۵ من حديث مسعر بن كدام به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الاشریہ

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سَبْرَةً؛ اَنَّ عَلِيًّا دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ رَجُلًا يَكْرَهُ اَحَدَهُمْ اَنْ يَفْعَلَ هَذَا، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُوْنِي فَعَلْتُ.

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس طرح کر لیا کرتے تھے جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔ (یعنی کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔)

☀ فائدہ: جامع ترمذی کی ایک حدیث جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اس میں ہے کہ ”حضرت کبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں گئے گھر میں مشکیزہ لٹک رہا تھا تو آپ نے اس سے کھڑے کھڑے پانی نوش فرمایا..... پھر میں نے اس مشکیزے کے منہ کا وہ حصہ (جس سے آپ ﷺ کا وہ بن مبارک مس ہوا تھا) کاٹ کر رکھ لیا۔ (جامع الترمذی، الاشریہ، حدیث: ۱۸۹۲) اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ مشکیزے کو منہ لگا کر پینے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے اس سے روکا ہے لیکن یہ بھی تحریری نہیں، اسے معمول بنائے بغیر ضرورت کے وقت ایسا کیا جاسکتا ہے جس طرح اگلی حدیث میں وارد ہوا۔ آپ ﷺ کا یہ عمل امت کے لیے آسانی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ سند احمد میں ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ (مسند احمد: ۳/۶۱۶) نیز سفر حج میں بھی نبی ﷺ نے زمزم کھڑے ہو کر پیا تھا۔ (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۶۳۷)



(المعجم ۱۴) - باب الشَّرَابِ مِنْ فِي
السَّقَاءِ (التحفة ۱۴)

۳۷۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ وَعَنْ رُكُوبِ الْجَلَالَةِ وَالْمُجْتَمَةِ.

۳۷۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پیا جائے اور گندگی کھانے والے جانور پر سواری کی جائے اور ایسا جانور کھایا جائے جس کو باندھ کر نشانہ مارا گیا ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَلَالَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو پاخانہ کھاتا ہو۔ (یعنی جس کی یہ عادت ہو۔)

☀ فوائد و مسائل: ① مشکیزے کے منہ سے یا نل کو منہ لگا کر براہ راست پینا مکروہ (تہزیبی) ہے۔ علماء نے کہا ہے

۳۷۱۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأ طعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، ح: ۱۸۲۵، والنسائي، ح: ۴۴۵۳ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۶۳، والحاكم على شرط البخاري: ۳۴/۲، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کہ یہ صرف اس صورت میں ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا ہو تو براہ راست پینے کا جواز ثابت ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ رائے بھی نقل کی ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا ہو۔ اسے اتارنا نہ جاسکتا ہو یا برتن میسر ہی نہ ہو اور تھیلی سے پینا بھی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں مشکیزے سے براہ راست پینے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتح الباری، کتاب الاشریۃ، باب الشرب من فم السقاء) مشکیزے کے خراب ہونے کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ مشکیزے میں یا نل میں کوئی موذی چیز داخل ہوگی ہو اور پینے والے کو اس کی خبر بھی نہ ہو اور پھر اذیت اٹھائے۔ ⑤ گندگی کھانے والے جانور کا دودھ، گوشت اور اس کی سواری سب منع ہیں۔ ذبح کرنا ہو تو پہلے کم از کم تین دن تک باندھ کر رکھا جائے۔ (ارواء الغلیل، روایت: ۲۵۰۵) ③ کسی مملوک جانور کو نشانہ مار کر قتل کرنا حرام ہے الا یہ کہ وہ وحشی بن جائے اور شکار کے حکم میں آجائے تو جائز ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ فِي اخْتِنَاتٍ
الْأَسْقِيَةِ (التحفة ۱۵)

۳۷۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مشکیزوں کا منہ الٹ کر ان سے پیا جائے۔

۳۷۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ.

☀ فائدہ: اس سے اگلی حدیث (۳۷۲۱) میں اس کے جواز کا بیان ہے، لیکن وہ روایت سنداً ضعیف ہے، اس لیے ممانعت ہی کو ترجیح ہے۔ تاہم یہ ممانعت بطور تنزیہی ہی ہے جیسا کہ اس سے پہلے حدیث (۳۷۱۹) کے فوائد میں وضاحت کی گئی ہے۔

۳۷۲۱- عیسیٰ بن عبد اللہ انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُحد کے دن نبی ﷺ نے مشکیزہ منگوایا پھر فرمایا: ”اس کا منہ الٹاؤ۔“ پھر آپ نے اس کے منہ سے (منہ لگا کر پانی) پیا۔

۳۷۲۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عِيْسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِإِدَاوَةٍ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: «اخْنِثْ فَمَ الْإِدَاوَةِ ثُمَّ شَرِبْ مِنْ فِيهَا».

۳۷۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الأشریۃ، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ۲۰۲۳ من حدیث سفیان ابن عیینہ، والبخاری، الأشریۃ، باب اختنات الأسقية، ح: ۵۶۲۵ من حدیث الزهري به.
۳۷۲۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذی، الأشریۃ، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح: ۱۸۹۱ من حدیث عبد اللہ بن عمر العمری به * عیسیٰ بن عبد اللہ لم یوثقه غیر ابن حبان، وتلمیذه العمری ضعیف عن غیر نافع.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

باب: ۱۶- پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي الشَّرْبِ مِنْ

ثَلَمَةِ الْقَدَحِ (التحفة ۱۶)

۳۷۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پیا جائے یا مشروب میں پھونک ماری جائے۔

۳۷۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ ثَلَمَةِ الْقَدَحِ وَأَنْ يَنْفَخَ فِي الشَّرَابِ.

[احمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوسعید بن اعرابی نے بیان کیا کہ مجھے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے قرۃ بن عبد الرحمن بن حیویل بن کاسر المدی کی بابت یہ خبر پہنچی ہے کہ انہیں (کاسر المدی) ”مد توڑنے والا“ اس لیے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے بادشاہ کے دربار میں مد توڑ دیا تھا تو اسی وجہ سے انہیں اسی نام سے پکارا جانے لگا۔]

[قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَزْمٍ: قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ بَلَّغَنِي عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: قُرَّةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَيْوِيلَ بْنِ كَاسِرِ الْمُدِّ، وَكَاسِرُ الْمُدِّ: كَانَ كَسَرَ الْمُدَّ عَلَى سُلْطَانٍ فُسِّمِي بِهِ.]



فوائد و مسائل: ① حدیث میں قوسین والے الفاظ صاحب بذل المجہود نے حاشیے میں ذکر کرتے ہوئے ان کی بابت لکھا ہے کہ سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں یہ موجود ہیں ہم نے عوام کے استفادے کے لیے انہیں تحریر کر دیا ہے۔ ② پیالے یا پلیٹ میں ٹوٹی ہوئی جگہ کی بالعموم کما حقہ صفائی نہیں ہوتی ہے اس لیے ہو سکتا ہے کہ وہ جگہ ہونٹوں کو زخمی کر دے یا پیتے وقت مشروب ہونٹوں سے باہر گرنے لگے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ ایسے ہی پانی چائے دودھ یا دوسری خوراک میں پھونک مارنا کسی طرح جائز نہیں۔ مگر دم کے لیے پھونک مارنے میں اختلاف ہے کچھ علماء عموم کے تحت اسے بھی ناجائز کہتے ہیں جب کہ کچھ علماء کا موقف ہے کہ دم میں سورۃ فاتحہ اور مسنون دعائیں پڑھنے کی وجہ سے اس میں کچھ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے دم کر کے پھونک مارنا جائز ہے۔ (تفصیلی دلائل کے لیے ملاحظہ ہو ہفت روزہ الاعتصام لاہور یکم اگست ۲۰۰۳ء جلد: ۵۵ شماره: ۳) خیال رہے کہ علمائے کرام کا اس قسم کی احادیث میں ان منہیات کو ”نہی تنزیہی یا مکروہ تنزیہی“ کہنے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو اس کے مرتکب کو مرتکب کبیرہ نہ سمجھا جائے۔ ارشاد رسول ﷺ بہر حال واجب التعمیل ہوتا ہے۔ اگر کوئی اسے لایعنی جانے یا تحقیر کرتے ہوئے عمداً

۲۵- کتاب الاُشربة

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

مخالفت کرے تو یہ کفر ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ: فِي الشَّرْبِ فِي

باب: ۱۷- سونے چاندی کے

آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (التحفة ۱۷)

برتن میں (کھانا) پینا

۳۷۲۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ:

۳۷۲۳- جناب ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى

حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے انہوں نے پانی طلب کیا تو

قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ

ایک دھقان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ تو انہوں

دِهْقَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ قَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ

نے اسے پھینک مارا اور پھر کہا: میں نے اسے بلاوجہ نہیں

أَرَمَهُ بِهِ إِلَّا أَنِّي قَدْ نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهُ، وَإِنَّ

پھینکا بلکہ میں اس کو اس سے پہلے منع کر چکا ہوں، مگر یہ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ وَالذِّيَّاجِ،

باز نہیں آیا۔ اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے حریر و دیاج

وَعَنِ الشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ،

سے منع فرمایا ہے (حریر عام ریشم اور دیاج باریک ریشم کو

وَقَالَ: «هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي

کہتے ہیں) اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے

الْآخِرَةِ».

روکا ہے اور فرمایا ہے: ”یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں

ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔“



فائدہ: ریشم اور سونا بطور زیور اور لباس عورتوں کے لیے حلال ہیں، مردوں کے لیے صرف چاندی مباح ہے جبکہ

سونا اور ریشم حرام ہیں۔ سونے چاندی کے برتن سبھی کے لیے حرام ہیں۔ اسی طرح ریشمی بچھونا بھی مردوں کے لیے

بالا اتفاق حرام ہے اور عورتوں کے لیے بعض لوگ حلال سمجھتے ہیں بعض حرام۔ (فتح الباری، اللباس، باب افتراش

الحریر) لیکن احتیاطی بہتر ہے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ: فِي الْكَرْعِ

باب: ۱۸- زمین کے کسی حصے میں

(التحفة ۱۸)

جمع شدہ صاف پانی منہ لگا کر پینا

۳۷۲۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۳۷۲۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

ہے کہ نبی ﷺ اپنے ایک صحابی کے ساتھ ایک انصاری

۳۷۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب في آية الذهب، ح: ۵۶۳۲ عن حفص بن عمر،

ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء... الخ، ح: ۲۰۶۷ من

حديث شعبة به.

۳۷۲۴- تخریج: [صحيح] أخرجه البخاري، الأشربة، باب الكرع في الحوض، ح: ۵۶۲۱ من حديث فليح بن

سليمان، وابن ماجه، ح: ۳۴۳۲ من حديث يونس بن محمد به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الاشریۃ

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کے ہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ اپنے باغ میں پانی لگا رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہے جو رات بھر مشکیزے میں ہو (تو لے آؤ) ورنہ ہم کنوئیں کے حوض میں جمع شدہ پانی ہی منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔“ اس نے کہا: ہاں میرے پاس مشکیزے میں رات کا پانی موجود ہے۔

فُلَيْحٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ، وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنٍّْ وَإِلَّا كَرَعْنَا؟» قَالَ: بَلَى، عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّْ.



فائدہ: [کرع] کے متعدد معانی ہیں [کرع] انسان کی پنڈلی یا جانور کے اگلے پچھلے پاؤں کے اوپر گھٹنے تک کے حصے کو کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن التین کے حوالے سے ابو عبد الملك سے نقل کیا ہے کہ اس کے معنی ”دونوں ہاتھوں سے پانی پینا“ ابن التین نے اسے اہل لغت کے خلاف قرار دیا ہے لیکن [کرع] کے اصل معنی کے حوالے سے یہ مفہوم غلط نہیں۔ [کرع الارض] زمین کے کنارے کو کہتے ہیں جہاں گہرا ہونے کی وجہ سے بارش وغیرہ کا صاف پانی جمع ہو جاتا ہے۔ [کرع] پہاڑ یا پتھر کیلے میدانوں سے نکلنے والے پانی کو بھی کہتے ہیں۔ [كِرْعَ القوم] یا [اَكْرَعَ القوم] کے معنی ہیں کہ لوگوں کو بارش وغیرہ کا جمع شدہ پانی مل گیا جو انہوں نے استعمال کیا۔ (لسان العرب: کرع) یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: ”اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو رات بھر سے مشکیزے میں ہے (تو لے آؤ) ورنہ ہم حوض سے جمع شدہ پانی پی لیتے ہیں۔“ [کرع] کے ایک معنی برتن یا ہاتھ استعمال کیے بغیر جانوروں کی طرح منہ سے پانی پینا بھی ہیں۔ بہت سے مترجمین نے اس حدیث کا ترجمہ اسی طرح کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی ریاض الصالحین (باب جواز الشرب من جميع الاواني.....) میں اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں، اس لیے اسے بھی غلط نہیں کہا جاسکتا اور اس مفہوم کے اعتبار سے بوقت ضرورت اس طرح پانی پینے کے جواز کا اثبات ہوتا ہے۔



(المعجم ۱۹) - بَابُ: فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۹- (لوگوں کو) پلانے والا کب پیے؟

۳۷۲۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ۳۷۲۵- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے
قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمُحْتَارِ، عَنْ رَوَايَتِ هِيَ كَمَا نَبِي ﷺ نَے فرمایا: ”قوم کو پلانے والا

۳۷۲۵- تخريج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۳۵۴ من حديث شعبة به، وله شواهد عند مسلم، ح: ۶۸۱، والترمذي، ح: ۱۸۹۴ وغيرهما.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۵- کتاب الأشربة ----- پانی میں پھونک مارنے اور برتن میں سانس لینے سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: سَبَّ سَبَّيْنِ فِيهِمَا سَبُّي الْقَوْمِ أَخْرَجُهُمْ شُرْبًا.

۳۷۲۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَغْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أُعْطِيَ الْأَغْرَابِيَّ وَقَالَ: «الْأَيْمَنُ فَلَا أَيْمَنَ».

۳۷۲۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کو دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملا یا گیا تھا۔ اور آپ کی دائیں جانب ایک دیہاتی تھا اور بائیں جانب ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے دودھ پیا، پھر اس دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا: ”داہنے والا پھر داہنے والا۔“

🌞 فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ ساقی خود آخر میں پیے۔ اور جسے مجلس میں دودھ وغیرہ پیش کیا جائے وہ اوروں کی طرف بڑھائے تو دائیں طرف والے کو دے اور پھر اسی طرح آگے پیش کیا جائے۔

۳۷۲۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِیْهِمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي عَصَامٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: «هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ».

۳۷۲۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پیتے پیتے تو تین سانس لیتے اور فرماتے: ”یہ (انداز) پیاس خوب بجھاتا ہے، ہضم کو قوت دیتا ہے اور تندرستی کا باعث ہے۔“

(المعجم ۲۰) - بَابُ: فِي التَّنْفِيسِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- پانی میں پھونک مارنا اور برتن میں سانس لینا

۳۷۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ

۳۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا اس

۳۷۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب: الأيمن فالأيمن في الشرب، ح: ۵۶۱۹، ومسلم، الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما على يمين المبتدئ، ح: ۲۰۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۲۶/۲.

۳۷۲۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الإناء... الخ، ح: ۲۰۲۸ من حديث هشام به، ورواه البخاري، ح: ۵۶۳۱ من حديث أنس به

۳۷۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في كراهية النفخ في الشراب، ح: ۱۸۸۸، وابن ماجه، ح: ۳۴۲۹ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وله شواهد كثيرة.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الأشربة

پانی میں پھونک مارنے اور برتن میں سانس لینے سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي مِثْقَالٍ مِنْ مِثْقَالِ الْوُزْنِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُتَفَخَّ فِيهِ.

🌞 فائدہ: ① افضل یہ ہے کہ انسان تین سانس میں پیے اور برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لے۔ ② کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنا بھی جائز نہیں۔ اگر کھانا یا مشروب زیادہ گرم ہو تو انتظار کر لے اور ٹھنڈا کر کے کھائے پیے۔ اسی طرح اگر کوئی تکا وغیرہ اس میں گر پڑا ہو تو ہاتھ سے نکال لے، پھونک نہ مارے۔ ③ بعض علماء تبرک کے لیے قرآن کریم یا کوئی دعا پڑھ کر دم کرنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ اور مسنونہ اذعیہ پڑھنے سے اس میں کچھ تاثر پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے وہ دم کر کے پھونک مارنے کو ممنوع نفع میں شامل نہیں کرتے بلکہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۲۲ کے فوائد و مسائل دیکھیں۔)

۳۷۲۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ قَالَ:

۳۷۲۹- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما جو قبیلہ بنی سلیم

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِي فَتَزَلَ عَلَيْهِ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامًا فَذَكَرَ حَيْسًا أَتَاهُ بِهِ، ثُمَّ أَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، فَتَنَاوَلَ مِنْ عَلَى يَمِينِهِ فَأَكَلَ تَمْرًا فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوَى عَلَى ظَهْرِ [أُضْبُعِيهِ] السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى، فَلَمَّا قَامَ قَامَ أَبِي فَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ، فَقَالَ: اذْعُ اللَّهُ لِي، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاعْفُ رَحْمَتَهُمْ».

سے ہیں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں تشریف لائے اور کچھ دیر ٹھہرے۔ میرے والد نے آپ کو کھانا پیش کیا۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ کھانا حبس (ایک خاص قسم کا کھانا جو کھجور، پنیر، گھی اور آٹے وغیرہ مرکب ہوتا ہے) تھا جو لایا گیا۔ پھر وہ مشروب لائے۔ آپ نے نوش فرمایا پھر اپنے دائیں طرف والے کو دے دیا، اور آپ نے کھجوریں کھائیں اور گٹھلیاں اپنی انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی کی پشت پر رکھتے گئے۔ پھر جب آپ وہاں سے اٹھے تو میرے والد نے اٹھ کر آپ کی سواری کی لگام تھام لی اور عرض کیا کہ میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیں، تو آپ نے فرمایا: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاعْفُ رَحْمَتَهُمْ» [اے اللہ! تو نے انہیں عنایت فرمایا ہے اس میں انہیں برکت دے ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحمت نازل کر۔]

۳۷۲۹- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب وضع النوى خارج التمر... الخ، ح: ۲۰۴۲

حدیث شعبہ بہ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ نے کھائی ہوئی کھجوروں کی گھٹلیاں اسی برتن میں نہیں ڈالیں بلکہ علیحدہ رکھیں، کیونکہ نفیس طبائع پر یہ بات بہت ناگوار گزرتی ہے، تو اسی طرح پانی کے برتن میں سانس لینا بھی دوسروں کو برا لگتا ہے۔ ② مشروب پینے کے بعد آپ نے دائیں طرف والے کو دیا۔ ③ اصحاب فضل کی تکریم کرنا جس طرح میزبان نے رسول اللہ ﷺ کی تکریم کی پسندیدہ بات ہے۔ ④ میزبان اپنے مہمان سے دعا کی درخواست کر سکتا ہے۔ ⑤ کھانے کے بعد دعا کرنا سنت ہے اور جو دعا رسول اللہ ﷺ نے فرمائی وہی دعا کرنا افضل ہے۔

باب: ۲۱- دودھ پینے کی دعا

(المعجم ۲۱) - باب مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ

اللَّبَنِ (التحفة ۲۱)

۳۷۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں (اپنی خالہ) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ گھر والوں نے دوسانڈے بھنے ہوئے پیش کیے جو دو لکڑیوں پر رکھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (انہیں دیکھ کر) تھوک دیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال ہے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جو آپ نے نوش فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو یوں دعا کیا کرے [اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ] ”اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے عمدہ عطا فرما۔“ اور جب اسے دودھ پلایا جائے تو یوں کہے: [اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ] ”اے اللہ! ہمیں

۳۷۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَجَاؤُوا بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ عَلَى ثِمَامَتَيْنِ فَبَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ خَالِدٌ إِخَالِكَ تَقْدَرُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «أَجَلٌ»، ثُمَّ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَكَلْتَ أَحَدَكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَإِذَا سَقَيْتَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزَىءُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا

۳۷۳۰- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا أكل طعامًا، ح: ۳۴۵۵ من حديث علي بن زيد بن جدعان به، وقال: "حسن" * علي بن زيد ضعيف، وعمر بن حرملة مجهول فالسنده ضعيف، وللحديث شاهد ضعيف في الصحيحة: ۲۳۲۰.

۲۵- کتاب الاشریۃ

اللَّبْنُ».

کھانے پینے کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل
اس میں برکت دے اور مزید عنایت فرما۔“ دودھ کے سوا
اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں سے
کفایت کرے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَفْظُ مُسَدِّدٍ. امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ الفاظ جناب مسدد کے ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے جیسا کہ (الصحيحۃ، حدیث: ۲۳۲۰) میں اس کی وضاحت ہے اور اسی طرح مسند احمد کے محققین نے بھی اسی رائے کو درست کہا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ۳۳۳/۳، ۳۳۵) لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سائڈا حلال جانور ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا البتہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کھانا پسند نہ تھا۔ ② عام مترجمین ”ضب“ کے معنی سوسمار اور گوہ کرتے ہیں، جو کسی طرح صحیح نہیں۔ ”سائڈا“ گھاس کھانے والا جانور ہے۔ جبکہ سوسمار یا گوہ مینڈک اور چھپکلیاں وغیرہ کھاتی ہے۔ گوہ کے لیے عرب میں جو نام ہے وہ ”ورل“ ہے۔ گوہ سائڈے سے بڑی ہوتی ہے۔ علمائے حیوانات لکھتے ہیں کہ ورل ’ضب‘ اور ورغ (چھپکلی) شکل و شباهت میں قریب قریب ہوتے ہیں اور احادیث واضح کرتی ہیں کہ چھپکلی وغیرہ کو مار دینا چاہیے جبکہ ضب یعنی سائڈے کا کھانا جائز ہے، ورل (گوہ سوسمار) کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ③ اللہ کی ہر ہر نعمت پر اس کا شکر کرنا واجب ہے بالخصوص کھانے پینے اور دودھ کے بعد ماثور دعائیں پڑھنا تاکیدی سنت ہے۔

(المعجم ۲۲) - باب: فِي إِكْثَاءِ الْآيَةِ باب: ۲۲- برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا بیان (التحفة ۲۲)

۳۷۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَغْلِقْ بَابَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَلَوْ يَبْعُدُ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ، وَادْكُرْ

۳۷۳۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنا دروازہ بند کر اور اللہ کا نام لے بلاشبہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اپنا چراغ بجھا اور اللہ کا نام لے۔ اپنا برتن ڈھانپ کر رکھ خواہ اس میں کوئی لکڑی آڑے طور پر رکھ دے اور اللہ کا نام لے۔ اور اپنے مشکیزے کا تسمہ باندھ کر رکھ اور اللہ کا نام لے۔“

۳۷۳۱- تخریج: أخرجه البخاري، الاشریۃ، باب تغطية الإناء، ح: ۵۶۲۳، ومسلم، الاشریۃ، باب استحباب تخمير الإناء... الخ، ح: ۹۷/۲۰۱۲ من حديث ابن جريج به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھانے پینے کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۵- کتاب الاشریۃ

اَسْمَ اللّٰهِ، وَأَوَّلُكَ سِقَاءَكَ وَادْكُرْ اِسْمَ اللّٰهِ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① شیطان کی عداوت اور شرارت بہت مخفی اور مسلسل ہوتی ہے، اس کا مقابلہ اللہ کے نام ہی سے ممکن ہے، اس لیے مناسب مواقع پر مسنون دعائیں پڑھتے رہنا چاہیے بالخصوص معمول کے چھوٹے چھوٹے کاموں پر بسم اللہ کہنا اپنی عادت بنا لینا چاہیے۔ ② حفظانِ صحت وغیرہ کے اصولوں کی پابندی کرنا فطرت ہے، لیکن اگر انسان سننِ نبویہ پر عمل کرنے کی نیت سے یہ سب کچھ کرے تو یہ امور تقرب الہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور ثواب بھی ملتا ہے۔

۳۷۳۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ (عبد اللہ بن مسلمہ کی) یہ روایت مکمل نہیں ہے، فرمایا: ”شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا“ نہ تسمہ اور بندھنا ہی کھول سکتا ہے اور نہ ڈھانپے ہوئے برتن کو ننگا کر سکتا ہے (چراغ بجھا کر نہ سویا جائے تو اس کا نقصان یہ ہے کہ) چوہیا لوگوں کے گھروں کو جلا ڈالتی ہے۔“ (یعنی کو گھسیٹ لے جاتی ہے اور اس طرح گھر میں آگ لگ جاتی ہے۔)

۳۷۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَبَرِ، وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ قَالَ: «فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وَكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفَوَيسِقَةَ تُضَرِّمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ أَوْ بُيُوتَهُمْ»۔

🌞 فائدہ: طبی طور پر ثابت ہے کہ رات کو روشنی بجھا کر سونا بہت زیادہ راحت اور سکون کا باعث ہوتا ہے۔ چراغ وغیرہ جلا کر سونے میں وہ ضرر ہے جو حدیث میں بیان ہوا، بجلی یا گیس کے بیڑیا کو نلکے کی انگلیٹھی جلتی چھوڑ کر سوجانا بھی بہت مضر ہے۔ بہت سی خبریں سننے پڑھنے میں آئی ہیں کہ ان سے آگ لگ جاتی ہے اور کبھی لوگ دم گھٹ کر مر جاتے ہیں۔

۳۷۳۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا: ”عشاء کے وقت اور جناب مسدود نے روایت کیا کہ شام کے وقت اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک کر رکھا کرو۔ اس وقت جن (زمین میں)

۳۷۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَفُضَيْلُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الشُّكْرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيرِ بْنِ شَنْظِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، رَفَعَهُ، قَالَ: «وَاحْتَفِئُوا صِبْيَانَكُمْ

۳۷۳۲- تخریج: أخرجه مسلم من حديث مالك به، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۲۹، ۹۲۸/۲۔

۳۷۳۳- تخریج: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ... الخ، ح: ۳۳۱۶ عن مسدد به، ورواه مسلم، ح: ۲۰۱۲ من حديث عطاء به۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الأشربة

کھانے پینے کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

عِنْدَ الْعِشَاءِ»، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: «عِنْدَ الْمَسَاءِ» بچھل جاتے ہیں اور (بچوں کو) اچک لیتے ہیں۔
فَإِنَّ لِلْجِنَّ أَنْتِشَارًا وَخَطْفَةً.

فائدہ: شیطانی اثرات اور ان کے حملوں سے بچنے کے لیے مسنون اذکار کے ساتھ ساتھ اس مذکورہ حفاظتی تدبیر کا اہتمام کرنا بھی لازمی ہے۔

۳۷۳۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک بار) ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ نے پانی طلب فرمایا، ایک شخص نے کہا: کیا ہم آپ کو نبیذ نہ پیش کریں؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں۔“ چنانچہ وہ بھاگتا بھاگتا گیا اور ایک پیالہ لے آیا اس میں نبیذ تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں؟ اس پر کوئی لکڑی ہی رکھ لیتا۔“

۳۷۳۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَسْقَى فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا؟ قَالَ: «بَلَى»، قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَشْتَدُ فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَلَا خَمْرَتُهُ، وَلَوْ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (امام لغت) اصمعی نے اس لفظ کو [تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ] پڑھا ہے۔ (راء کے پیش کے ساتھ جبکہ دوسرے زیرے پڑھتے ہیں۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْأَصْمَعِيُّ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ.

فائدہ: کھانے پینے کی اشیاء کو جب کچھ دوری تک ادھر ادھر لے جانا ہو تو مناسب یہ ہے کہ ڈھانپ کر لے جایا جائے۔

۳۷۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میٹھا پانی سُقیا کے گھروں سے لایا جاتا تھا۔ قتیبہ نے کہا: ”سُقیا“ ایک چشمے کا نام تھا جو مدینے سے دو دن کی مسافت پر تھا۔

۳۷۳۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ؛

۳۷۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في شرب النبيذ وتخمير الإناء، ح: ۲۰۱۱ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأشربة، باب شرب اللبن... الخ، ح: ۵۶۰۵ من حديث الأعمش به.

۳۷۳۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰۰/۶ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۳۸/۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۵- کتاب الأشریة

کھانے پینے کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسْتَعَذَّبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ
بُيُوتِ السُّفِيَّا. قَالَ قُتَيْبَةُ: هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا
وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَانِ.

☀ فائدہ: صاف اور عمدہ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے لیے اہتمام رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔
جائز حدود میں رہتے ہوئے اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونا زہد کے خلاف نہیں، البتہ ان نعمتوں کا شکر ضروری ہے۔ عجمی اور
ہندی تصورات کے زیر اثر بعض صوفیا ان فطری نعمتوں سے گریزاں رہنے کو دین سمجھتے ہیں جبکہ یہ تصور درست نہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۶) - كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ (التحفة ۲۱)

کھانے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: کھانے پینے پہننے اور سکن (رہائش) وغیرہ کے انسانی عادات پر مبنی مسائل میں اصل حلت ہے یعنی سب ہی حلال ہیں سوائے ان چیزوں اور ان امور کے جن سے شریعت نے منع کر دیا ہو۔

(المعجم ۱) - باب مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ
الدَّعْوَةِ (التحفة ۱)

باب: ۱- دعوت قبول کرنے کا بیان

907

۳۷۳۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو ایسے کی دعوت
دی جائے تو چاہیے کہ وہ اس میں حاضر ہو۔“

۳۷۳۷- حضرت امین عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم
معنی ذکر کیا اور مزید کہا: ”اگر روزہ نہ رکھا ہو تو کھانے
میں شریک ہو جائے اور اگر روزے سے ہو تو (صاحب
طعام کے لیے) دعا کرے۔“

۳۷۳۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ۳۷۳۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ

۳۷۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة... الخ، ح: ۵۱۷۳، ومسلم،
النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۴۶/۲.

۳۷۳۷- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبيد الله بن عمر به، انظر الحديث السابق.

۳۷۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، من حديث عبد الرزاق به، وانظر، ح: ۳۷۳۶، وهو في مصنف عبد الرزاق،
ح: ۱۹۶۶۶.

۲۶- کتاب الأطعمة

دعوت سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: ”جب تمہیں تمہارا بھائی دعوت دے تو قبول کرنی چاہیے شادی (کا ولیمہ) ہو یا اس کی مانند کوئی اور۔“
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ».

☀️ فائدہ: اپنے مسلمان بھائی کی خوشی میں شریک ہونا انتہائی فضیلت کا کام ہے۔

۳۷۳۹- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ أَيُّوبَ وَمَعْنَاهُ.
۳۷۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

۳۷۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا دُرُسْتُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي طَارِقٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا».

۳۷۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَسَّ دَعْوَتِي دِيٌّ كُنْتُ أَسْأَلُ عَنْهُ»
۳۷۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَسَّ دَعْوَتِي دِيٌّ كُنْتُ أَسْأَلُ عَنْهُ»
۳۷۴۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَسَّ دَعْوَتِي دِيٌّ كُنْتُ أَسْأَلُ عَنْهُ»

۳۷۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَسَّ دَعْوَتِي دِيٌّ كُنْتُ أَسْأَلُ عَنْهُ»
۳۷۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَسَّ دَعْوَتِي دِيٌّ كُنْتُ أَسْأَلُ عَنْهُ»
۳۷۴۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَسَّ دَعْوَتِي دِيٌّ كُنْتُ أَسْأَلُ عَنْهُ»

۳۷۳۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث بقیة به، انظر، ح: ۳۷۳۶.
۳۷۴۰- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۳۰ من حديث سفیان به.
۳۷۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶۸/۷ من حديث أبي داود به * درست بن زیاد ضعيف، وشيخه مجهول كما قال أبو داود.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نکاح کے موقع پر ولیمہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۴۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عن ابن شِهَابٍ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي
هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ
الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ
الْمَسَاكِينُ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ
عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

۳۷۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ
سب سے برا ولیمہ وہ ہے جس میں اغنیاء اور امیروں کو
بلا یا جائے اور مساکین اور فقیروں کو چھوڑ دیا جائے اور جو
دعوت میں نہیں آیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی
نافرمانی کی۔

🌞 فائدہ: ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ شرعی دعوتوں کا اہتمام کرنا، انہیں قبول کرنا اور ان میں حاضر ہونا انتہائی تاکید کی غل ہے۔ بغیر اس استثناء کے کہ دعوت دینے والا کون ہے؟ لہذا شرعی عذر کے بغیر ان سے پیچھے رہنا قطعاً روا نہیں جو ایک اعتبار سے تکبر میں شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی اغنیاء کی دعوت قبول کرنا اور فقراء سے اعراض کرنا بھی بہت بڑا عیب ہے۔ نیز اہم شرط یہ ہے کہ ان دعوتوں میں شرعی امور و آداب کی پابندی، اخوت و حب اسلامی کا اظہار اور اکرام مسلم مقصود ہو۔ ریا، شہرہ، صرف اغنیاء اور امراء کو جمع کرنا، فقراء کو اہمیت نہ دینا، اسراف و تبذیر اور دیگر شرعی مخالفتوں کا ارتکاب ان دعوتوں کو مکروہ بنا دیتا ہے۔ جن میں شرکت جائز نہیں۔ علاوہ ازیں اس طرح کی دعوت میں شریک ہونے والا بھی محض لذت کا مودہ بن کر اپنا طمع نظر نہ بنائے۔

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي اسْتِحْبَابِ
الْوَلِيمَةِ لِلنِّكَاحِ (التحفة ۲)
باب: ۲- نکاح کے موقع پر ولیمہ کرنا
مستحب ہے

🌞 فائدہ: [ولیمہ] لغت میں "ولم" سے ماخوذ ہے جس کا معنی جمع ہونا ہے۔ چونکہ یہ دعوت زوجین کے اکٹھے اور جمع ہونے کی خوشی میں ہوتی ہے تو اسی لیے اسے "ولیمہ" کہا جاتا ہے۔ ویسے ہر خوشی کی دعوت کو بھی "ولیمہ" ہی کہتے ہیں مگر نکاح کی خوشی میں یہ زیادہ مشہور ہے۔

۳۷۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: ذَكَرَ
تَرْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
۳۷۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں
ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر آیا
گیا تو انہوں نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ

۳۷۴۲- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح: ۵۱۷۷، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۳۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۶۶/۲.
۳۷۴۳- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من أولم على بعض نسائه أكثر من بعض، ح: ۵۱۷۱ من مسند، ومسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، ح: ۱۴۲۸ عن قتيبة * حماد هو ابن زيد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الاطعمه

دعوتِ ولیمہ کے ایام سے متعلق احکام و مسائل

فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ.
 ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے ولیمہ میں اس قدر اہتمام کیا ہو جتنا ان کے موقع پر ولیمہ میں کیا تھا۔ آپ نے ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

فائدہ: یہ نکاح وحی کی بنیاد پر ہوا تھا۔ اس میں ولی حق مہر اور گواہوں کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ سورہ احزاب میں ہے: ﴿فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لِغَيْرٍ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ (الاحزاب: ۳۷) ”پس جب زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے اسے آپ کے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے اپنا حجبی بھر لیں۔“

۳۷۴۴- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ ذَاوُدَ عَنْ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بَسْوِيقٍ وَتَمْرٍ.
 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں ستوار کھجور سے ولیمہ کیا تھا۔



فائدہ: ولیمہ کرنا مستحب ہے اور جو میسر ہو پیش کر دینا چاہیے۔ ضروری نہیں کہ گوشت ہی ہو۔ آج کل ولیمے کی سنت پر عمل کیا جاتا ہے لیکن اصحابِ حیثیت اس میں اتنا تکلف کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! اسراف و تبذیر کا یہ مظاہرہ اس کو شیطانی عمل میں تبدیل کر دیتا ہے: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِحْوَانَ الشَّيْطَانِ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۷) ”فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔“ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ.

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي كَيْفِ كَيْفِ تَسْتَحَبُّ
 (الوليمة) (التحفة ۳)
 باب: ۳- ولیمے کی دعوت کتنے دنوں تک مستحب ہے؟

۳۷۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:
 ۳۷۴۵- عبد اللہ بن عثمان نے قبیلہ ثقیف کے ایک

۳۷۴۴- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الوليمة، ح: ۱۰۹۵، وابن ماجه، ح: ۱۹۰۹، من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۳۷۱، ومسلم، ح: ۱۳۶۵، بعد، ح: ۱۴۲۷، وغيرهما.

۳۷۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۵۹۶، عن محمد بن المثنى به، ورواه أحمد: ۲۸/۵، قتادة والحسن عن عينا، وعبد الله بن عثمان الثقيفي مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة.
 محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سفر سے واپسی پر دعوت سے متعلق احکام و مسائل

کانے آدمی سے روایت کی اسے معروف کہا جاتا تھا یعنی اس کی مدح کی جاتی تھی۔ اگر اس کا نام زہیر بن عثمان نہیں تو مجھے معلوم نہیں کہ اس کا کیا نام تھا؟ اس نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بے شک ولیمہ پہلے دن حق (لازم) ہے، دوسرے دن نیکی ہے اور تیسرے دن شہرہ اور دکھلاوا ہے۔“

حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ التَّغَفِيُّ، عَنْ رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ، كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفًا - أَيْ: يُنْتَنَى عَلَيْهِ خَيْرًا - إِنْ لَمْ يَكُنِ اسْمُهُ زُهَيْرُ بْنُ عُثْمَانَ فَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْوَلِيمَةُ أَوَّلُ يَوْمٍ حَقٌّ، وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ، وَالْيَوْمُ الثَّلَاثُ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ».

قنادہ رحمہ اللہ نے ایک آدمی سے نقل کیا کہ جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ کو پہلے دن دعوت دی گئی تو قبول کی دوسرے دن بلایا گیا تو قبول کیا، تیسرے دن بلایا گیا تو قبول نہ کیا اور کہا: یہ لوگ شہرہ اور دکھلاوا چاہتے ہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ دُعِيَ أَوَّلَ يَوْمٍ فَأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّانِي فَأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّلَاثَ فَلَمْ يُجِبْ وَقَالَ: أَهْلُ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ.

۳۷۴۶- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب سے یہ قصہ بیان کیا۔ کہا کہ تیسرے دن بلایا گیا تو دعوت قبول نہ کی اور پیغام لانے والے کو نکر دے مارا۔

۳۷۴۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: «فَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّلَاثَ فَلَمْ يُجِبْ، وَحَصَبَ الرَّسُولَ».

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ شیخ عبد التواب ملتانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر تینوں دن کھانے والے لوگ ایک ہی ہوں تو تیسرے دن کی دعوت ناجائز ہے۔ اگر مختلف ہوں تو ایام کی کثرت کا کوئی حرج نہیں جو کہ سلف سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، النکاح، باب حق

إجابة الوليمة والدعوة ومن أولم سبعة أيام ونحوه)

باب: ۴- سفر سے واپس پہنچنے پر کھانا کھانا

(المعجم ۴) - باب الإطعام عند القدوم من السفر (التحفة ۴)

۳۷۴۷- حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی

۳۷۴۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۳۷۴۶- تخریج: [مسنادہ ضعیف] انظر الحديث السابق.

۳۷۴۷- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الطعام عند القدوم، ح: ۳۰۸۹ من حديث وكيع به.

۲۶- کتاب الأطعمة

ضیافت سے متعلق احکام و مسائل

قال: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً.

ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ایک اونٹ یا گائے ذبح کی تھی۔

🌞 فائدہ: شاید یہ غزوہ تبوک سے واپسی کا واقعہ ہو۔ (بذل المجهود)

(المعجم ۵) - باب مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ (التحفة ۵)

باب: ۵- ضیافت (مہمانی) کا بیان

۳۷۴۸- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْكُعْبِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يَوْمٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَيَّ عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ».

۳۷۴۸- حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے، خوب خدمت اور مدارات ایک دن رات ہے، مہمانی تین دن ہوتی ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے میزبان کے پاس ڈیرا ڈال لے کہ اس کے لیے مشقت اور بوجھ بن جائے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مَسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَكَمَ أَشْهَبُ قَالَ: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ»، قَالَ: يُكْرِمُهُ وَيُتَحَفُّهُ وَيَحْفَظُهُ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ضِيَافَةً.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ بسند حارث بن مسکین اشہب سے مروی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے نبی ﷺ کے فرمان: [جائزۃ یوم و لیلۃ] کا مفہوم پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا کہ ایک دن رات اس کی خوب عزت افزائی کرے اسے تحفہ دے اور اس کا خوب خیال کرے اور تین دن تک مہمانی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① [جائزۃ] کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مہمان کے روانہ ہوتے وقت بھی اسے اس قدر دے کہ ایک دن رات کی مسافت آسانی سے طے ہو جائے۔ (فتح الباری ۶۱۳۵) ② مہمان کے لیے لازم ہے کہ اپنے میزبان کے احوال کا خیال رکھے اور اس کے لیے اذیت یا مشقت کا باعث نہ بنے۔ ③ میزبان اگر مطالبہ کرے یا کوئی اضطراری کیفیت ہو تو تین دن سے زیادہ بھی ٹھہر سکتا ہے، مگر یہ خدمت میزبان کی طرف سے صدقہ ہوگی۔

۳۷۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه... الخ، ح: من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۲۹/۲، ورواه مسلم، ح: ۴۸، بعد، ح: ۱۷۲۶ من حديث سعيد المقبري به. محكم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضيافت سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میزبانی تین دن ہے جو اس کے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے۔“

۳۷۵۰- حضرت ابو کریمہ (مقدم بن معدی کرب)

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک رات کی ضیافت ہر مسلمان پر حق لازم (واجب) ہے۔ جو شخص کسی کے صحن میں اترے تو ضیافت اس پر قرض ہے مہمان چاہے تو وصول کر لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔“

۳۷۵۱- حضرت مقدم (بن معدیکرب) ابو کریمہ

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی قوم کا مہمان ہو پھر وہ ضیافت سے محروم رہے تو اس کی نصرت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے حتیٰ کہ وہ ان سے اپنی ایک رات کی ضیافت حاصل کر لے۔ اس کی کھیتی سے اور مال سے۔“

۳۷۵۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۷۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الضَّيْفَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۳۷۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَخَلْفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي كَرِيمَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَصْبَحَ بِفَنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، إِنْ شَاءَ أَقْتَضَى، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

۳۷۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجُودِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ الْمَقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَضَافَ قَوْمًا فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا فَإِنْ نَصَرَهُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَتَّى يَأْخُذَ بِقَرَى لَيْلَةٍ مِنْ زَرْعِهِ وَمَالِهِ».

۳۷۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۳۷۴۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۵۴ من حديث حماد بن سلمة به * عاصم هو ابن بهدلة.

۳۷۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب حق الضيف، ح: ۳۶۷۷ من حديث منصور به.

۳۷۵۱- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۱۳۱ من حديث شعبة به، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرک: ۴/ ۱۳۲، والحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ۴/ ۱۵۹.

۳۷۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف، ح: ۶۱۳۷، ومسلم، اللقطة، باب الضيافة ونحوها، ح: ۱۷۲۷ عن قتيبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الاطعمة

ضیافت سے متعلق احکام و مسائل

ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں روانہ فرماتے ہیں ہم کسی قوم کے ہاں پڑاؤ کرتے ہیں اور وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”اگر تم کسی قوم کے ہاں پڑاؤ کرو تو اگر وہ تمہارے لیے اس چیز کا کہیں جو مہمان کے لائق ہے تو اسے قبول کر لو اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے اپنا حق ضیافت وصول کرو جو لائق اور مناسب ہو۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں دلیل ہے کہ انسان اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔

باب: ۶- دوسرے کا مال بطور ضیافت کھانے کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے

۳۷۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے سورۃ النساء کی آیت (۲۹) کی تفسیر میں فرمایا ﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم﴾ ”تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ“ سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی سے تجارت ہو۔“ اس آیت کے اترنے پر لوگ ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھانے میں حرج سمجھتے تھے۔ پھر سورۃ نور کی آیت ۱۱: نے اس کو منسوخ کر دیا۔ فرمایا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ﴾ ”تم پر کوئی حرج نہیں کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ تَبْعُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا، فَمَا تَرَى؟ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ، فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَتَّبِعِي لِلْضَيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَتَّبِعِي لَهُمْ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ حُجَّةٌ لِلرَّجُلِ بِأَخْذِ الشَّيْءِ إِذَا كَانَ لَهُ حَقًّا.

(المعجم ۶) - باب نسخ الضيف في الأكل من مال غيره (التحفة ۶)

۳۷۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ بَحْكَرَةً عَنْ فَرَاخٍ مِنْكُمْ﴾ [النساء: ۲۹] فَكَانَ الرَّجُلُ يَخْرُجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، فَتَنَسَخَ ذَلِكَ الْآيَةُ الَّتِي فِي النُّورِ، فَقَالَ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - ﴿أَشْتَاتًا﴾ [النور: ۶۱] كَانَ



۳۷۵۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۷/ ۲۷۴ من حديث أبي داود به .

نخرو یا کی نیت سے کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم سب ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔“ (اسی طرح) کوئی غنی اپنے اہل کے کسی فرد کو کھانے کی دعوت دیتا تو وہ کہتا کہ میں اس کے کھانے میں حرج سمجھتا ہوں کوئی اور مسکین اس کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ چنانچہ اس آیت کے ذریعے سے حلال ٹھہرایا گیا ہے کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ کھالیا کریں اور (ایسے ہی) اہل کتاب کا کھانا بھی حلال کر دیا گیا۔

الرَّجُلُ يَعْنِي الْغَنَى - يَدْعُو الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ، قَالَ: إِنِّي لَأَجْنَحُ أَنْ أَكُلَ مِنْهُ - وَالتَّجْنَحُ: الْحَرَجُ - وَيَقُولُ: الْمُسْكِينُ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي، فَأُحِلَّ فِي ذَلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَأُحِلَّ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ.

فائدہ: سورہ نساء کی آیت سے بعض صحابہ نے یہ سمجھا کہ تجارت کے بغیر کسی کے ہاں کھانا کھانا اکل بالباطل (ناجائز) ہے۔ اسی طرح بعض مال دار اپنے غریب رشتے دار کے ہاں کھانے میں حرج سمجھتے تھے سورہ نور کی آیت سے ان دونوں شہادت کا ازالہ کر کے واضح کر دیا گیا کہ تم تجارت کے بغیر بھی ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھا سکتے ہو۔ اسی طرح مال دار شخص اپنے غریب رشتے دار کے گھر کھانا کھا سکتا ہے صرف ایک شرط ہے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے۔

باب: ۷- (بطور نخرو یا) مقابلہ بازی میں

کھانے والے کا کھانا

المعجم (۷) - بَابُ: فِي طَعَامِ

الْمُتَبَارِعِينَ (التحفة ۷)

۳۷۵۴- عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: بلاشبہ نبی ﷺ نے مقابلہ بازی میں آکر کھلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۵۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَبْرِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خَرِيتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ

۳۷۵۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۷/ ۲۷۴ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم: ۴/ ۱۲۸، ۱۲۹، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ۱۱/ ۳۸۴، ح: ۴۰۱، وللحديث شواهد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

النَّبِيِّ ﷺ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِكِينَ أَنْ يُؤْكَلَ .

امام ابو داود و ترمذی فرماتے ہیں کہ جریر کے اکثر شاگرد اس روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام ذکر نہیں کرتے۔ البتہ ہارون نحوی نے ان کا نام لیا ہے۔ حماد بن زید نے بھی ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی ان کی روایت مرسل ہوئی۔)

فائدہ: مقابلہ بازی میں کھانے والے کا مقصد محض فخر و ریا اور حصول شہرت ہو تو ایسے کھانے میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

باب: ۸- ایسی دعوت میں جانا جس میں کوئی غیر شرعی بات ہو

(المعجم ۸) - باب الرَّجُلِ يُدْعَى فِتْرَى
مَكْرُوهًا (التحفة ۸)

۳۷۵۵- حضرت سفینہ ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کے لیے کھانا تیار کیا (اور ان کے گھر بھیج دیا) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو بلا لیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ تناول فرمائیں (تو بہت خوب ہو) چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو دعوت دی اور آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھا اور ایک منقش پردہ دیکھا جو گھر کی ایک جانب میں لگایا گیا تھا تو آپ ﷺ واپس ہو لیے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: نبی ﷺ سے ملیں اور معلوم کریں کہ کس چیز نے آپ کو واپس لوٹایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کس وجہ سے

۳۷۵۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمَهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ؛ أَنَّ رَجُلًا أَصَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَكَلَ مَعَنَا، فَدَعَوْهُ فَجَاءَ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِضَادَتِي الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ: الْحَقُّ انْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا رَدَّكَ؟ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيِّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّغًا».

۳۷۵۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب إذا رأى الضيف منكراً رجع، ح: ۳۳۶۰ من حديث حماد بن سلمة به.

دعوت قبول کرنے سے متعلق احکام و مسائل

واپس آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے لائق نہیں یا کھانا
کہ نبی کو لائق نہیں کہ نقش و نگار والے گھر میں داخل ہو۔“

فائدہ: ① گھروں میں دیواروں کو غیر ضروری رنگارنگ منقش پردوں وغیرہ سے مزین کرنا اسلامی ثقافت کے
منافی ہے۔ ② اور اسی طرح جس دعوت میں کسی غیر شرعی بات کا ارتکاب ہو اس میں بھی شرکت درست نہیں۔
بالخصوص ایسی شخصیات کے لیے جو عوام کے ہاں شرعی امور میں معتبر ہوں ان کی شرکت اور پھر منکرات پر ان کی
خاموشی ایک لحاظ سے رضامندی سمجھی جاسکتی ہے جو ان کے حق میں بہت بڑا عیب ہے۔ ③ اور ایسے گھر جن کی تعمیر ہی
منکرات و فواحش اور غیر شرعی کاموں کے لیے ہوتی ہے وہاں جانا حرام ہے۔

(المعجم ۹) - باب: إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ
أَيُّهُمَا أَحَقُّ (التحفة ۹)

باب: ۹- جب دو داعی اکٹھے ہو جائیں تو
کون زیادہ حق دار ہے؟

۳۷۵۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ
عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ
الدَّالَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ
حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَيْرِيِّ، عَنْ
رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
قَالَ: «إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا
بَابًا، فَإِنْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبَهُمَا جَوَارًا،
وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِي سَبَقَ».

فرمایا: ”جب دو شخص دعوت دینے والے اکٹھے ہو جائیں
تو اس کی دعوت قبول کر جس کا دروازہ ان میں سے زیادہ
قریب ہو کیونکہ جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو اسی کی
ہمسائیگی زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اور اگر ان میں سے
ایک پہلے آیا ہے تو پہلے آنے والے کی قبول کر۔“

فائدہ: یہ روایت سند اضعیف ہے تاہم دیگر صحیح احادیث سے بھی یہ ترتیب ثابت ہے اور اکثر علماء کا عمل بھی اسی
پر ہے۔

(المعجم ۱۰) - باب: إِذَا حَضَرَتِ
الصَّلَاةُ وَالْعِشَاءُ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- جب نماز تیار ہو اور رات کا کھانا بھی

۳۷۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

۳۷۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

۳۷۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۸/۵ عن عبد السلام بن حرب به، وضعفه الحافظ في
التلخيص الحبير: ۱۹۶/۳ * أبو خالد الدالاني عن عن وهو مدلس.

۳۷۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلوة، ح: ۶۷۳، ۶۷۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اوقات نماز میں کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا رات کا کھانا رکھ دیا گیا ہو اور نماز کی اقامت بھی ہو گئی ہو تو (نماز کے لیے) نہ اٹھے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو جائے۔“ مسدد نے مزید کہا کہ حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما کے لیے رات کا کھانا رکھ دیا جاتا..... یا شام کا کھانا تیار ہو جاتا..... تو وہ کھانے سے فارغ ہو جانے تک نہ اٹھتے خواہ اقامت سن لیتے یا امام کی قراءت سن رہے ہوتے۔

وَمُسَدَّدٌ، الْمَعْنَى، قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى الْقَطَّانُ [وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَاقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَقْرُغَ». زَادَ مُسَدَّدٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا وُضِعَ عَشَاؤُهُ - أَوْ حَضَرَ عَشَاؤُهُ - لَمْ يَقُمْ حَتَّى يَقْرُغَ وَإِنْ سَمِعَ الْإِقَامَةَ وَإِنْ سَمِعَ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ.

☀️ فائدہ: نماز ایسی عبادت ہے جس میں رب ذوالجلال سے مناجات ہوتی ہے تو انسان کو اپنے فطری عوارض سے فارغ ہو کر پوری یکسوئی سے نماز ادا کرنی چاہیے۔ کھانے پر پہنچنے سے پہلے نماز کا بوجھ اتارنے کی کوشش قطعاً مناسب نہیں۔ اسی طرح پیشاب پاخانے کے تقاضے ہیں ضروری ہے کہ انسان پہلے ان امور سے فارغ ہو لے ایسا نہ ہو کہ دھیان کھانے وغیرہ کی طرف لگا ہو اور نماز میں یکسوئی حاصل نہ ہو پائے۔



۳۷۵۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھانے یا کسی اور وجہ سے نماز کو مؤخر نہ کیا جائے۔“

۳۷۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ بَرِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ يَعْنَى ابْنُ مَنصُورٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ».

۳۷۵۹- جناب عبداللہ بن عبید بن عمیر نے کہا کہ

۳۷۵۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ

۴۴ و مسلم، المساجد، باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال . . . الخ، ح: ۵۵۹ من حديث عبد الله بن عمر به، وهو في مسند أحمد: ۲/۲۰.

۳۷۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ۲/۲۳ من حديث محمد بن ميمون الزعفراني به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور.

۳۷۵۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/۷۴ من حديث أبي داود به.

کھانے کے وقت ہاتھ دھونے سے متعلق احکام ومسائل

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور کی بات ہے کہ میں اپنے والد (عبید بن عمیر) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ عباد بن عبداللہ بن زبیر نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ (نماز سے پہلے) عشائے (رات کے کھانے) سے ابتدا کی جائے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس تم پر! بھلا ان کا عشائے کیا ہوتا تھا؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے باپ کے عشائے کی طرح ہوتا تھا؟ (یعنی کیا انواع واقسام کے کھانے ہوتے تھے؟)

قال: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الصَّحَّاحُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي فِي زَمَانِ ابْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى جَنْبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَقَالَ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: إِنَّا سَمِعْنَا أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالْعِشَاءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: وَيَحْكُ! مَا كَانَ عِشَاءُؤُهُمْ؟ أَتُرَاهُ كَانَ مِثْلَ عِشَاءِ أَبِيكَ؟!

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت (۷۳۵۸) سنداً ضعیف ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عبید بن عمر والی روایت صحیح ہے اور پچھلی حدیث کے مفہوم کی تائید کرتی ہے۔ باب کی پہلی حدیث میں نماز سے پہلے کھانے اور دو احادیث کھانے کے لیے نماز کو مؤخر نہ کرنے کی تاکید کرتی ہیں۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ دونوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کھانے کی طلب بہت زیادہ ہو اور دسترخوان بھی لگا دیا گیا ہو تو پہلے کھانا کھالیا جائے۔ لیکن اگر یہ کیفیت نہ ہو کھانے میں تکلفات ہوں اور بہت زیادہ دیر لگتی ہو اور نماز کا وقت یا جماعت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے نماز پڑھ لی جائے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ
عِنْدَ الطَّعَامِ (التحفة ۱۱)

۳۷۶۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا سے نکلے تو آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ صحابہ نے کہا: کیا آپ کے لیے وضو کا پانی نہ لے آئیں؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے وضو کا حکم اسی وقت ہے جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں۔“

۳۷۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا: أَلَا نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوَضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ».

فوائد ومسائل: ① اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے کے وقت دوبارہ دھونے کا اہتمام کوئی سنت نہیں ہے۔

۳۷۶۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب في ترك الوضوء قبل الطعام، ح: ۱۸۴۷، والنسائي، ح: ۱۳۲ من حديث إسماعيل ابن علي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الأطعمة

کھانے سے قبل ہاتھ دھونے اور نہ دھونے سے متعلق احکام و مسائل

① بیت الخلا میں فراغت کے بعد ہاتھ اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہیں، کھانے کے لیے انہیں دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں۔ ② ہر وقت با وضو رہنا مستحب ہے مگر واجب نہیں۔ ③ کھانے کے وقت وضو کا اہتمام بہتر ہے ضروری نہیں۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي غَسْلِ الْيَدِ
قَبْلَ الطَّعَامِ (التحفة ۱۲)

۳۷۶۱- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے سے پہلے وضو کر لینا باعث برکت ہوتا ہے۔ میں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”کھانے کی برکت وضو میں ہے کہ کھانے سے پہلے کیا جائے اور بعد میں بھی۔“

۳۷۶۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ زَادَانَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ أَنَّ بَرَكََةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «بَرَكََةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ»، وَكَانَ سَفِيَانُ يَكْرَهُ الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ.

اور جناب سفیان کھانے سے پہلے وضو کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ.

باب: ۱۲- اچانک کھانے کے موقع پر (بغیر ہاتھ دھوئے) کھانا

(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي طَعَامِ
الْفَجْأَةِ (التحفة ۱۳)

۳۷۶۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پہاڑی کی گھاٹی کی طرف سے تشریف لائے۔ آپ قضائے حاجت سے آئے تھے اور ہمارے سامنے ڈھال پر کھجوریں رکھی تھیں۔ ہم نے آپ کو دعوت دی تو آپ نے ہمارے ساتھ مل کر تناول

۳۷۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي يَعْنِي سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۷۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في الوضوء قبل الطعام وبعده، ح: ۱۸۴۶ من حديث قيس بن الربيع به، وذكر كلاماً قيس بن الربيع ضعيف، والحديث ضعفه أبو حاتم الرازي وغيره. ۳۷۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۹۷، ح: ۱۵۳۴۵ من حديث أبي الزبير المكي به، وهو مدلس وعنعن.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الاطعمه کھانے میں عیب نکالنے اور مل کر کھانے سے متعلق احکام و مسائل

مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْجَبَلِ وَقَدْ قَضَى حَاجَتَهُ فَرَمَائِسٍ أَوْ رِطَائِسٍ كَوْنَهُنَّ يَتَمَرُّ عَلَى تَرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ، فَذَعُونَاهُ فَأَكَلَ مَعَنَا وَمَا مَسَّ مَاءً.

🌞 فوائد و مسائل: ① علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ اگر دعوت دینے والے نے بیٹنگی دعوت نہ دے رکھی ہو تو اچانک اس کے کھانے میں شریک ہونا ناپسند سمجھا جاتا ہے الایہ کہ آثار و قرائن سے واضح ہو کہ صاحب طعام فرانخ دلی سے پیش کش کر رہا ہے تو شریک ہو جائے۔ ② مذکورہ دونوں روایات (ہاتھ دھونے والی اور نہ دھونے والی) ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہیں۔ بنا بریں کھانے کے وقت ہاتھ دھونے ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ صاف نہ ہوں تو پھر دھونے ضروری ہوں گے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ ذَمِّ الطَّعَامِ (التحفة ۱۴)

۳۷۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِلَّا اسْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① انسان اللہ کی نعمت کھانے سے رہ بھی نہ سکے اور پھر اس کی عیب جوئی بھی کرے یہ بہت بری خصلت ہے۔ اگر کھانا تیار کرنے والے کی تقصیر ہو تو اس کو مناسب انداز سے سمجھا دینا چاہیے۔ ② اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جاسکتا ہے کہ انسان نے کسی شخص یا ادارے سے کوئی معاہدہ طے کیا ہو اور طے شدہ امور و شرائط پر معاملہ چل رہا ہو تو مناسب نہیں کہ اس ادارے یا افراد پر بلا وجہ معقول طعن و تشنیع کرے۔ یا تو بخیر و خوبی ساتھ نبھائے یا بھلے انداز سے جدا ہو جائے۔ تاہم نصیحت اور خیر خواہی کا اسلامی شرعی اور اخلاقی حق اچھے طریقے سے ادا کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي الاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۳- کھانے میں عیب جوئی مکروہ ہے

۳۷۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأظعمة، باب: ما عاب النبي ﷺ طعامًا، ح: ۵۴۰۹ عن محمد بن كثير، ومسلم، الأثرية، باب: لا يعيب الطعام، ح: ۲۰۶۴ من حديث سفیان به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الأطعمة

کھانے پر ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۶۴- وحشی بن حرب اپنے والد سے اور وہ (وحشی کے) دادا صحابی (وحشی بن حرب) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب نبی ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: ”شاید تم لوگ علیحدہ علیحدہ ہو کر کھاتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اُکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو اس میں تمہارے لیے برکت پیدا کر دی جائے گی۔“

۳۷۶۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ؛ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَسِيرُ، قَالَ: «فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «فاجتمعوا على طعامكم واذكروا اسمَ الله عليه يبارك لكم فيه».

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تم کسی دعوت میں شریک ہو اور عشاء (کھانا) سامنے رکھ دیا جائے تو جب تک گھر والا اجازت نہ دے مت کھاؤ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كُنْتَ فِي وَلِيْمَةٍ فَوَضِعَ الْعِشَاءَ فَلَا تَأْكُلْ، حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ.



🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک ضعیف الاسناد ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے اور جنہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے وہ اس حدیث سے ورج ذیل مسائل اخذ کرتے ہیں۔ ② کھانے پر اُکٹھے ہونے میں الفت و مودت کے ساتھ ساتھ برکت برہتی ہے۔ دوستوں میں اگر کوئی شکر رنجی ہو تو دور ہو جاتی ہے۔ عام اجتماعات کے علاوہ گھروں میں بھی اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اس طرح برکت کے علاوہ نو خیز بچوں کو آداب مجلس کی تربیت ملتی ہے۔ ③ بعض علماء نے اس سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں ایک ہی برتن میں کھانے کی ترغیب ہے۔ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے جس اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ کھانے کے آداب کا اہم حصہ ہے۔

(المعجم ۱۵) - باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۵- کھانے پر بِسْمِ اللہ پڑھنا

۳۷۶۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ قَالَ: ۳۷۶۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ

۳۷۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الاجتماع على الطعام، ح: ۳۲۸۶ من حديث الوليد بن مسلم به، ولم يصرح بالسماع المسلسل ومع ذلك صححه ابن حبان، ح: ۱۳۴۵ * وحرب بن وحشي لم يوثقه غير ابن حبان.

۳۷۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ۲۰۱۸ من حديث أبي عاصم به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھانے پر ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

کوفر مانتے سنا: ”انسان جب اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا نام لیتا ہے اور پھر اپنے کھانے پر بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: تمہارے لیے یہاں نہ رات کا کوئی ٹھکانا ہے اور نہ رات کا کھانا۔ اور جب انسان داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات کا ٹھکانا مل گیا اور جب کھانے پر بھی اللہ کا نام نہ لے تو کہتا ہے: تمہیں رات کے ٹھکانے کے ساتھ ساتھ کھانا بھی مل گیا۔“

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَذْرَكُكُمْ الْمَيْتَ، فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَذْرَكُكُمْ الْمَيْتَ وَالْعَشَاءَ».

☀ فائدہ: شیطان اور اس کے چیلے چائے نظر نہیں آتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف: ۲۷) ”بے شک شیطان اور اس کا لشکر تمہیں ایسے مقام سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔“ اور ان کے حملے انتہائی مخفی شدید اور مسلسل ہیں۔ ان سے بچاؤ کا یقینی طریقہ اللہ کا نام لینا ہے۔

۳۷۶۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو ہم میں سے کوئی کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ شروع نہ کر لیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ ایک بدوی آیا گویا اسے دھکیلا جا رہا تھا پس وہ آگے بڑھا کہ کھانے میں اپنا ہاتھ ڈالے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک چھوٹی بچی آئی گویا اسے (بھی) دھکیلا جا رہا تھا اس نے بھی آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور فرمایا: ”جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو شیطان

۳۷۶۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي حُدَيْفَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا لَمْ يَضَعْ أَحَدُنَا يَدَهُ حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ طَعَامًا، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَذَهَبَ لِيَضَعَ يَدَهُ فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِيَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، قَالَ: فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهَا وَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيْسَنَ جِلَّ الطَّعَامِ الَّذِي لَمْ يَذْكُرِ اسْمُ

۳۷۶۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ۲۰۱۷ من حديث أبي معاوية الضرير به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الأطعمة

کھانے پر ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

اسے اپنے لیے حلال سمجھ لیتا ہے۔ وہ اس بدوی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانا حاصل کر سکے، مگر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس بچی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانا لے سکے، تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ اس کا ہاتھ ان (دونوں) کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔“

اللہ عَلَیْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيَّ لِيَسْتَجِلَّ بِهِ فَأَخَذَتْ يَدَهُ، وَجَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَجِلَّ بِهَا فَأَخَذَتْ يَدَهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ يَدَهُ لَفِي يَدِي مَعَ أَيْدِيهِمَا».

☀ فائدہ: شیطان جب نبی ﷺ کی مجلس طعام میں حملہ آور ہونے سے باز نہیں آیا تو عام مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے تحفظ کا معتد طریقہ ارشاد فرما دیا ہے اور وہ ہے کھانا شروع کرتے وقت [بسم اللہ] کا پڑھنا۔



۳۷۶۷- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدُّسْتَوَائِيَّ، عَنْ بُذَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ كَلْثُومٍ، عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ».

۳۷۶۸- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ

۳۷۶۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في التسمية على الطعام، ح: ۱۸۵۸ من حديث هشام الدستوائي به، وقال: "حسن صحيح". ورواه ابن ماجه، ح: ۳۲۶۴، وصححه ابن حبان ح: ۱۳۴۱، والحاكم: ۱۰۸/۴، ووافقه الذهبي.

۳۷۶۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۳۶/۴، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۱۱۳، وعمل اليوم والليلة، ح: ۲۸۲ من حديث جابر بن صبح به، وصححه الحاكم: ۱۰۸/۱، ووافقه الذهبي * المثنى بن عبد الرحمن حسن الحديث، وللحديث شواهد، انظر مجمع الزوائد: ۲۲/۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک لگا کر کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

جبکہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ حتیٰ کہ جب اس کے کھانے سے ایک لقمہ باقی رہ گیا تو اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا: [بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ] ”اللہ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔“ تو نبی ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا: ”شیطان اس کے ساتھ کھائے جا رہا تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اس نے وہ سب تے کر کے نکال دیا۔“

يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَزْرَاعِيُّ عَنْ عَمِّهِ أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جابر بن صبح، سلیمان بن حرب کے نانا ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ جَدُّ سَلِيمَانَ بْنِ حَرْبٍ مِنْ قَبْلِ أُمِّهِ.

🌞 فائدہ: بھول جانے کی صورت میں یہی دعا پڑھنی چاہیے جیسے کہ اس سے پہلے والی حدیث میں گزرا ہے۔ معلوم رہے کہ شیاطین کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے کچھ کھاتے، پیتے اور مباشرت بھی کرتے ہیں۔ ان کا کھانا پینا بائیں ہاتھ سے ہوتا ہے تمام شیاطین سے تحفظ اللہ کے ذکر ہی سے ممکن ہے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي الْأَكْلِ مُتَكِنًا (التحفة ۱۷)

۳۷۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا أَكُلُ مُتَكِنًا».

۳۷۷۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنْ حَضْرَةِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانُ كَرْتِهِ تَحَّى كَرْتِهِ

۳۷۶۹- تخریج: أخرجه البخاري، الاطعمة، باب الأكل متكناً، ح: ۵۳۹۸ من حديث علي بن الأقرم به. ۳۷۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استجاب تواضع الأكل وصفة قعوده، ح: ۲۰۴۴ من حديث مصعب بن سليم، والنسائي في الكبرى، ح: ۶۷۴۴ من حديث وكيع به.

۲۶- کتاب الأطعمة

برتن میں سے کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے مجھے (کسی کام سے) بھیجا۔ پھر میں آپ کے پاس واپس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور اقعاء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ مُقْعٌ.

۳۷۷۱- ۳۷۷۱- جناب شعیب بن عبد اللہ بن عمرو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ نے تکیہ لگا کر کھانا کھایا ہو یا دواؤں میں نے بھی آپ کی ایڑیاں روندی ہوں (ایسے نہیں ہوا کہ آپ تکبرانہ انداز سے آگے آگے چلیں اور لوگ آپ کے پیچھے ہوں۔)

۳۷۷۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ مُتَكِنًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ.



926

توضیح: [اقعاء] یعنی اس طرح زمین پر بیٹھ جانا کہ پنڈلیاں سامنے کھڑی ہوں۔ اس صورت میں بعض اوقات پیچھے سہارا بھی لینا پڑتا ہے۔ لہذا اس سے یہ استنبہا دیکھا جاسکتا ہے کہ بیماری اور کمزوری وغیرہ کی صورت میں سہارا لینا جائز ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ ایک روایت میں [مُقْع] کی بجائے [مُتَحَفِّز] کا لفظ آیا ہے یعنی اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ بہر حال عام روایات سے ثابت ہے کہ سہارا لے کر (ٹیک لگا کر) کھانا سنت کے خلاف ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ خوب جم کر اور کھڑ کر بیٹھے کو بھی [اتكاء] میں شمار کرتے ہیں جیسے کہ آلتی پالتی مار کر بیٹھنا کہ اس صورت میں انسان بہت زیادہ کھانا کھا لیتا ہے۔ الایہ کہ کوئی عذر ہو۔ علمائے کرام (غزالی وغیرہ) افضل صورت یہ بتاتے ہیں کہ گھٹنوں کے بل بیٹھے یا دایاں گھٹنا کھڑا کیا ہو اور بائیں پر بیٹھ جائے۔ جیسے کہ بعض دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

باب: ۱۷- پیالے کے اوپر کے حصے سے کھانا (درست نہیں)

(المعجم ۱۷) - بَابُ: فِي الْأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ (التحفة ۱۸)

۳۷۷۲- ۳۷۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جب کوئی کھانا

۳۷۷۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ،

۳۷۷۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب من كره أن يوطأ عقبه، ح: ۲۴۴ عن موسى ابن إسماعيل به.

۳۷۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في كراهية الأكل من وسط الطعام، ح: ۱۸۰۵، وابن ماجه، ح: ۳۲۷۷ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکروہ اشیاء والے دسترخوان پر کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل
کھانے لگے تو پیالے کے اوپر (درمیان) سے نہ کھائے
بلکہ نیچے (ایک جانب) سے کھائے۔ بلاشبہ برکت اس
کے اوپر کی طرف سے اترتی ہے۔“

عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عن ابْنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلُ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلَكِنْ يَأْكُلُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَهَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا».

۳۷۷۳- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا ایک بہت بڑا طشت تھا جسے غراء کہا جاتا تھا اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہوا اور انہوں نے سعی کی نماز پڑھ لی تو اس طشت کو لایا گیا جبکہ اس میں شریہ بنایا گیا تھا (یعنی شوربے میں روٹی بھگوئی گئی تھی)۔ سب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ جب لوگوں کی کثرت ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے گھٹنے ٹیک لیے۔ ایک بدوی نے کہا: بیٹھے کا یہ کیسا انداز ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے مجھے نیک خوبندہ بنایا ہے نہ کہ متکبر سرکش۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی اطراف سے کھاؤ اور چوٹی کو چھوڑ دو اس میں برکت ہوگی۔“

۳۷۷۳- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ الْجُمَيْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَرَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ بُسْرِ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، يُقَالُ لَهَا: الْغَرَاءُ، فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى، أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ يُعْنِي وَقَدْ ثَرَدَ فِيهَا، فَالْتَفَعُوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَنَّا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوا ذُرْوَتَهَا يُبَارِكْ فِيهَا».

باب: ۱۸- جس دسترخوان پر مکروہات کا استعمال ہو اس پر نہیں بیٹھنا چاہیے

(المعجم ۱۸) - باب الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَا يُكْرَهُ (التحفة ۱۹)

۳۷۷۳- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۳۷۷۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ

۳۷۷۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الأكل متكئا، ح: ۳۲۶۳ عن عمرو بن عثمان به، وصححه الحاكم: ۱۰۷/۴، ووافقه الذهبي.

۳۷۷۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱۲۹/۴ من حديث كثير بن هشام به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي لعلته، وفيه علة أخرى، وللبعض الحديث شاهد ضعيف عند البيهقي: ۲۶۶/۷.

۲۶- کتاب الأطعمة

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

نے کھانے کے متعلق دو باتوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک ایسے دسترخوان پر بیٹھنا جس پر شراب پی جائے دوسرے پیٹ کے بل اوندھے لیٹ کر کھانا۔

بُرْقَان، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ مَطْعَمَيْنِ، عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ.

امام ابوداؤد نے کہا: یہ حدیث جعفر نے زہری سے نہیں سنی یہ روایت منکر ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ جَعْفَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ مُنْكَرٌ.

۳۷۷۵- ہارون بن زید بن ابی الزرقاء نے کہا ہمیں میرے والد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں جعفر نے بیان کیا کہ اسے زہری سے یہ حدیث پہنچی۔

۳۷۷۵- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثُ.

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معاصیح ہے یعنی دوسری صحیح روایات سے یہ مضمون ثابت ہے۔ بتا بریں ایسا دسترخوان یا ایسی مجالس جہاں حرام ہو ان میں شرکت ناجائز اور حرام ہے سوائے اس کے کہ شریک ہو کر نبی عن المنکر اور امر بالعرف کا فریضہ ادا کرے۔



باب: ۱۹- دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم

(المعجم ۱۹) - باب الأكل باليمين (التحفة ۲۰)

۳۷۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیے بلاشبہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اپنے بائیں سے پیتا ہے۔“

۳۷۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ».

۳۷۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيهقي، باب تفسير ذلك، ح: ۴۵۲۰ عن هارون بن زيد به.
۳۷۷۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأثرية، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ۲۰۲۰ من حديث سفيان ابن عيينة به، وهو في جزء ۵۰، ح: ۵، ومسند أحمد: ۸/۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

🌟 فائدہ: دائیں ہاتھ سے کھانا پینا واجب ہے۔ نیز برے لوگوں کی مشابہت سے بچنا بھی لازم ہے۔

۳۷۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
لَوْثٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِي
وَجْزَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: «أَذْنُ مِنِّي، فَسَمَّ اللَّهَ، وَكُلَّ
بِيَمِينِكَ، وَكُلَّ مِمَّا يَلِيكَ».

🌟 فائدہ: بچوں اور خادموں وغیرہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا سنت نبوی ہے نیز بچوں اور کم علم لوگوں کو شرعی آداب کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ بالخصوص کھانے کے بارے میں مذکورہ تین باتیں بہت اہم ہیں۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ: فِي أَكْلِ اللَّحْمِ
(التحفة ۲۱)

۳۷۷۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسَّكِّينِ فَإِنَّهُ مِنْ
صَنِيعِ الْأَعَاجِمِ وَانْهَسُوهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ.

🌟 فائدہ: امام ابو داود رحمہ اللہ نے اس روایت کے ضعیف ہونے کا تذکرہ اس لیے بھی فرمایا کہ پتہ چل جائے کہ یہ روایت صحیحین کی اس روایت کے مقابلے میں نہیں آ سکتی جس میں چھری سے کاٹنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (عون المعبود) امام بخاری رحمہ اللہ نے پانچ مختلف ابواب میں یہ حدیث بیان کی ہے انہوں نے اس روایت سے ”چھری سے کاٹ کر گوشت کھانے کے جواز پر استدلال کیا ہے۔“ دیکھیے: (فتح الباری، کتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق وكتاب الجهاد والسير، باب ما يذكر في السكين)

۳۷۷۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۲۷/۴ عن لوين به * وأبو وجزة صرح بالسماع.

۳۷۷۸- تخریج: [إسناده ضعيف] انفراد به أبو داود * أبو معشر نجح السند ضعيف (تقريب).

۲۶- کتاب الأظعمة

گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:

حَدَّثَنَا ابْنُ عُليَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَلَيْمَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنْتُ أَكُلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخَذُ اللَّحْمَ يَبْدِي مِنَ الْعَظْمِ، فَقَالَ: «أَذِنِ الْعَظْمَ مِنْ فَيْكِ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

۳۷۷۹- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور آپ ہاتھ سے ہڈی پر سے گوشت جدا کر رہا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہڈی اٹھا کر اپنے منہ سے لگاؤ (یعنی نوچ کر کھاؤ) بے شک اس طرح یہ زیادہ لذیذ لگتا ہے اور ہضم خوب ہوتا ہے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان نے صفوان سے نہیں سنا اور یہ روایت مرسل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عُثْمَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ، وَهُوَ مُرْسَلٌ.

۳۷۸۰- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بکری کی ایسی ہڈی بہت پسند تھی جس پر سے گوشت اتار لیا گیا ہو اور تھوڑا باقی ہو۔

۳۷۸۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عِيَّاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الْعَرَاقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَرَاقُ الشَّاةِ.

۳۷۸۱- جناب ابو داؤد (الطیالسی) رحمہ اللہ نے اسی سن سے روایت کیا کہ نبی ﷺ کو دسی کا گوشت بہت پسند تھا۔ بیان کیا کہ آپ کو دسی کے گوشت ہی میں زہر دینے کی کوشش کی گئی تھی اور یہ کارستانی یہودیوں نے کی تھی۔

۳۷۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الذَّرَاعُ، قَالَ: وَسَمَّ فِي الذَّرَاعِ، وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُوهُ.

۳۷۷۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۱/۳ من حديث إسماعيل ابن علي به، وصححه الحاكم: ۱۱۲/۴، ووافقه الذهبي، والسند منقطع، وللحديث شواهد ضعيفة.

۳۷۸۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۶۵۴ عن هارون بن عبد الله، والترمذي في الشمائل، ح: ۱۶۸ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ۳۸۸ * أبو إسحاق عن، وحديث البخاري، ح: ۳۳۴۰، ومسلم، ح: ۱۹۴ يغي عنه.

۳۷۸۱- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ۱۶۸ عن محمد بن بشار به، والحديث الصحيح يغي عنه.

باب: ۲۱- کدو کھانے کا بیان

(المعجم ۲۱) - بَابُ: فِي أَكْلِ الدُّبَاءِ
(التحفة ۲۲)

۳۷۸۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ
سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ خَيْطًا دَعَا
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِبَطْعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسُ:
فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى ذَلِكَ
الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُبْزًا
مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ
أَنَسُ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَّبِعُ الدُّبَاءَ
مِنْ حَوَالِي الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ
الدُّبَاءَ بَعْدَ يَوْمَيْهِ.

۳۷۸۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا جو اس نے
تیار کیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی رسول اللہ
ﷺ کے ساتھ اس کھانے میں گیا تھا۔ پس اس نے
رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور شور با پیش کیا جس میں
کدو اور خشک گوشت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں
نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پیالے کے اطراف سے
کدو کے ٹکڑے تلاش کر رہے تھے چنانچہ اس دن کے
بعد میں کدو کو بہت پسند کرنے لگا ہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت کا یہ مظہر تھا کہ شرعی امور کے علاوہ عام
عادات میں بھی وہ آپ ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ بھی بلا امتیاز ان کی دعوتیں قبول فرماتے تھے۔ نیز درزی کا
پیشہ اختیار کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ ② دوسری حدیث میں جو آیا ہے کہ کھانا اپنے سامنے سے کھانا چاہیے تو ان
احادیث میں تطبیق یوں ہے کہ جب کھانے میں مختلف اشیاء ہوں اور کوئی نسبتاً کم درجے کی چیز تلاش کر کے کھانا چاہے
جسے کھانے میں شریک ساتھی بھی ناگوار نہ سمجھیں تو جائز ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی اس طرح تربیت
فرمائی کہ کھانے کی نسبتاً کم قیمت چیز بھی رغبت سے کھانی چاہیے کیونکہ ہر چیز کے اپنے اپنے فائدے ہیں جن کو
نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اب جدید علم الاغذیہ نے اس بات کو خصوصاً سبزیوں کے فائدے کو اپنے طریق پر واضح کر
کے رسالت مآب ﷺ کی سنت کی حکمت کو اجاگر کیا ہے۔

باب: ۲۲- شریک کھانے کا بیان

(المعجم ۲۲) - بَابُ: فِي أَكْلِ الشَّرِيدِ
(التحفة ۲۳)

فائدہ: شریک بنیادی طور پر توڑنے کے ٹکڑے کرنے کا معنی دیتا ہے۔ شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو لیے جائیں تو

۳۷۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب المرق، ح: ۵۴۳۶ عن القعنبي، ومسلم، الأشربة، باب جواز
أكل المرق واستحباب أكل اليفطين . . . الخ، ح: ۲۰۴۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):
. ۵۴۷، ۵۴۶/۲

۲۶- کتاب الأطعمة

کھانے کو مکروہ سمجھنے سے متعلق احکام و مسائل

اسے ”ثرید“ کہتے ہیں جب کہ کھجور، گھی اور پیڑ وغیرہ کے مرکب کو ”حیس“ کہتے ہیں۔

۳۷۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانٍ ۳۷۸۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ
السَّمِثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ رَوَى كَا ثَرِيدٍ أَوْ حَيْسٍ كَا ثَرِيدٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَوَسَبِ
[عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الثَّرِيدُ مِنَ الْخُبْزِ، وَالْثَّرِيدُ مِنَ الْحَيْسِ.]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ. امام ابو داود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ ضعیف ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثرید کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کو دیگر کھانوں پر۔“ (صحیح البخاری، الأطعمة، حدیث: ۵۲۱۹ و صحیح مسلم، فضائل الصحابة، حدیث: ۲۳۳۶) اور اوپر ذکر ہوا ہے کہ آپ کے ایک ورزی صحابی نے بھی اپنی ایک دعوت میں آپ کو ثرید ہی پیش کیا تھا۔ (صحیح بخاری، الأطعمة، حدیث: ۵۲۲۰) اور یہ ایک ہلکا، مقوی اور زود ہضم کھانا ہوتا ہے۔

(المعجم ۲۳) - باب كَرَاهِيَةِ التَّقْدِيرِ باب ۲۳- کسی کھانے سے بلا وجہ بیزاری
لِلطَّعَامِ (التحفة ۲۴) مکروہ ہے

۳۷۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۳۷۸۴- جناب قبيصة بن لمب طائی اپنے والد
الْقُفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا أَتَخَرَّجُ مِنْهُ، فَقَالَ: «لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي سِنِّكَ شُكٌّ وَشِبْنَةٌ ذُلَّ السُّرَى تَوَصَّرَ لَهَا» (ابن ماجه، ح: ۲۸۳۰ من حديث سَمَاكَ بِهِ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَسَنٌ غَرِيبٌ".)

۳۷۸۳- تخریج: [إسناده ضعیف] أخرجه ابن سعد: ۱/۳۹۳ من حديث المبارك بن سعيد به * رجل من أهل البصرة مجهول، وسقط ذكره في المستدرک: ۱۱۶/۴، فصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.

۳۷۸۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذی، السير، باب ماجاء في طعام المشركين، ح: ۱۵۶۵، وابن ماجه، ح: ۲۸۳۰ من حديث سَمَاكَ بِهِ، وقال الترمذی: "حسن غريب".

۲۶- کتاب الاطعمة نجاست خور جانور کے گوشت اور دودھ سے متعلق احکام و مسائل

نَفْسِكَ شَيْءٌ ضَارَعَتْ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةُ. کے مشابہ ہو جائے گا۔“

☀️ فائدہ: شرعاً حلال اور پاکیزہ چیزوں میں بلاوجہ معقول شک و شبہ کرنا جائز نہیں۔ یہ نصرانی راہبوں کا کام تھا کہ خواخواہ شکوک و شبہات میں پڑ کر چیزوں کو اپنے لیے حرام ٹھہرا لیتے تھے۔ کسی چیز کے بارے میں کوئی شبہ محسوس ہو تو ثقہ اہل علم کی طرف رجوع کر کے صحیح نتیجہ حاصل کرنا چاہیے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام۔ ہاں کوئی چیز طبعاً مرغوب نہ ہو تو اس سے احتراز کرنے میں حرج نہیں۔

(المعجم ۲۴) - باب النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِيَا (التحفة ۲۵)

باب: ۲۴- نجاست خور جانور کے گوشت کھانے اور اس کے دودھ پینے کی ممانعت کا بیان

۳۷۸۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِيَا.

۳۷۸۶- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لَبَنِ الْجَلَالَةِ.

۳۷۸۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَهْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:

۳۷۸۵- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الاطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة والبانها، ح: ۱۸۲۴ من حديث عبدة به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد.

۳۷۸۶- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۳۷۱۹، ورواه الترمذي، والنسائي من حديث هشام به، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۸۷، وابن حبان.

۳۷۸۷- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۲۵۵۷، ۲۵۵۸.

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَلَالَةِ فِي الْإِبِلِ
أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا، أَوْ يُشْرَبَ مِنْ أَلْبَانِهَا.

☀️ فائدہ: جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نجاست کھائے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نجاست خور مرغی کو اس میں شامل نہیں کرتے لیکن اکثریت کے مطابق مرغی سمیت تمام پرندے بھی اگر نجاست خور ہوں تو جلالہ ہی میں آئیں گے۔ ابو اسحاق المرزوی، امام الحرمین، بغوی اور غزالی رحمہم نے نجاست خور مرغی کے اٹھنے کو نجاست خور بکری گائے وغیرہ کے دودھ پر قیاس کیا ہے۔ بلکہ ہر اس جانور کو جلالہ کے حکم میں شامل کیا ہے جس کی پرورش نجس خوراک پر ہو، مثلاً ایسا بکری کا بچہ جس کی پرورش کتیا کے دودھ پر کی گئی ہو۔ دیکھیے: (فتح الباری، کتاب الذبائح والصيد: باب لحم الدجاج) آج کل مرغیوں کی خوراک میں حیوانی پروٹین کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ خون وغیرہ تو پاکستان جیسے مسلمان ممالک میں بھی فیڈ میں ڈالا جاتا ہے۔ غیر مسلم ممالک میں حرام جانوروں کے گوشت کے اجزا بھی فیڈ میں استعمال ہوتے ہیں۔ کیا اس قسم کی مرغی جلالہ کہلائے گی؟ ہاں اگر اس کی غذا کا زیادہ تر حصہ حرام اور نجس اجزا پر مشتمل ہو یا اس سے گوشت اٹھے وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جائے تو یقیناً حرام ہوگی۔ کسی جانور کے جلالہ ہونے نہ ہونے کے حوالے سے یہی دو باتیں اہم ہیں۔ بعض فقہاء نے یہ کہا کہ اگر اس کی غذا کا زیادہ حصہ نجس ہے تو جلالہ ہے، تاہم امام لیث رحمہ اللہ کے نزدیک اگر جانور صرف نجاست کھاتا ہے تو جلالہ ہے۔ رافعی وغیرہ کا خیال ہے کہ غذا کی مقدار اہم نہیں اصل اہمیت گوشت، دودھ وغیرہ میں بدبو پیدا ہونے نہ ہونے کی ہے۔ اگر یہ اشیاء بوسے پاک ہیں تو استعمال کر لی جائیں اور اگر بدبودار ہیں تو ممنوع ہیں۔

وثری واکڑوں اور فیڈ سازوں کے مطابق مغربی ممالک کی مرغیوں کی فیڈ میں کسی حد تک ملی جلی حیوانی پروٹین شامل ہوتی ہیں۔ عمومی تجربہ یہ ہے کہ ان کے گوشت میں کوئی ناگوار بو بھی پائی نہیں جاتی اس لیے یہ مرغیاں جلالہ کے حکم میں شامل نہ سمجھی جائیں گی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مسلمان اپنے استعمال کے لیے خود فارم بنائیں کفار سے ایسی اشیاء کی درآمد پر انحصار ختم کریں۔ اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر ایسے جانور کو باندھ کر اسے صرف چارہ وغیرہ کھلایا جاتا رہے تو کچھ عرصے کے بعد اس کا گوشت دودھ وغیرہ نجاست کے اثرات سے پاک ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نقل کیا ہے کہ وہ جلالہ مرغی کو تین روز بند رکھا کرتے تھے۔ بڑے جانوروں گائے اونٹ وغیرہ کے بارے میں حضرت عطاء اور دیگر فقہاء چالیس دن بند رکھ کر چارہ کھلانے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جس میں جلالہ کی حرمت اور حلت کے لیے جانور کو چالیس روز تک مجبوس رکھنے کا حکم ہے لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ صحیح احادیث میں شراب پینے والے انسان کی چالیس روز تک نماز قبول نہ ہونے کی صراحت موجود ہے۔ (سنن النسائی، الأشریة، باب ذکر الآثام المتولدة من شرب الخمر.....)

۲۳- کتاب الاطعمة گھوڑے کے گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

حدیث: ۵۶۷۴۵۶۷۱ و جامع الترمذی 'الأشربة' باب ماجاء فی شارب الخمر' حدیث: (۱۸۶۲) جس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ نجس چیز کے استعمال کے اثرات چالیس روز کے بعد اجسام سے زائل ہو جاتے ہیں۔ بعض فقہاء مثلاً امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اصل وجہ منع چونکہ بدبو ہے اس لیے جب یہ زائل ہو جائے تو جانور کا گوشت اور دودھ وغیرہ شرعاً قابل استعمال ہوگا۔ دیکھیے: (عون المعبود، الاطعمة، باب النهی عن اكل الحلاله والبانها) یہ حکم غالباً نجاست زدہ کنویں کے پانی کو صاف کرنے کے حکم سے مشابہ ہے کہ نجاست زائل کرنے کے بعد اس وقت تک پانی نکالا جاتا رہے حتیٰ کہ وہ بزرگ اور ذلتے میں بالکل صاف ہو جائے۔

نجاست خوراؤٹی وغیرہ پر سواری کرنا بھی اسی وقت جائز ہوگا۔ جب اس کے جسم (پینے وغیرہ) سے نجاست کی بدبو بالکل زائل ہو جائے گی۔ طہارت اور پاکیزگی کا یہ اعلیٰ معیار صرف اسی دین کا بتایا ہوا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان فرمائی: ﴿وَيُجِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (الاعراف: ۱۵۷) ”پاکیزہ اشیاء کو حلال ٹھہراتے ہیں اور تمام گندگیوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔“

(المعجم ۲۵) - بَابُ: فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ۲۶)

باب: ۲۵- گھوڑے کا گوشت کھانے کا مسئلہ
۳۷۸۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خیبر والے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی تھی۔

۳۷۸۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَأَذِنَ لَنَا فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

۳۷۸۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے خیبر کے روز گھوڑے، خچر اور گدھے ذبح کیے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خچروں اور گدھوں سے منع فرمایا لیکن گھوڑوں سے منع نہیں فرمایا۔

۳۷۸۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَالْبَعَالَ وَالْحَمِيرَ، فَتَنَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبَعَالِ وَالْحَمِيرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ.

۳۷۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۱۹ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ۱۹۴۱ من حديث حماد بن زيد به.

۳۷۸۹- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۵۶ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ۱۹۴۱ من حديث أبي الزبير به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الاطعمه

گھوڑے کے گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۹۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَيْبٍ وَحَبِوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْجَمْعِيُّ - قَالَ حَبِوَةُ: حَدَّثَنَا - بَقِيَّةُ عَنْ ثَوْرٍ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرَبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ - زَادَ حَبِوَةُ - وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ.

۳۷۹۰- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حبیبہ بن شریح نے مزید کہا: درندوں میں سے ہر ناب دار (کچلی والے) جانور سے بھی منع فرمایا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہے (یعنی گھوڑا مکروہ ہے۔)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ..... گھوڑے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں مگر اس پر عمل نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا بَأْسَ بِلُحُومِ الْخَيْلِ، وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اور یہ (روایت جس میں گھوڑے کے گوشت کھانے کی ممانعت ہے) منسوخ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے گھوڑے کا گوشت کھایا ہے۔ ان میں حضرت ابن زبیر، فضالہ بن عبید، انس بن مالک، اسماء بنت ابی بکر، سیدہ بن غفلہ اور علقمہ رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قریشی لوگ گھوڑا ذبح کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مَنْسُوخٌ، قَدْ أَكَلَ لُحُومَ الْخَيْلِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَفَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ عَقْلَةَ وَعَلَقَمَةُ، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَذْبَحُهَا.

توضیح: گھوڑے کا گوشت حلال اور طیب ہے۔ ہمارے ہاں اس کا رواج نہ ہونا الگ بات ہے۔ دیکھیے: (صحیح

البخاری، الذبائح والصید، باب لحوم الخيل: حدیث: ۵۵۱۹ و باب النحر والذبح، حدیث: ۵۵۱۱/۵۵۱۰-

۳۷۹۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب لحوم البغال، ح: ۳۱۹۸، والنسائي، ح: ۴۳۳۶ من حديث بقیة به * یحیی بن المقدم مستور، وصالح بن یحیی لین (تقریب)، وقال البخاري: فيه نظر، والحديث ضعفه الحافظ موسى بن هارون وغيره، وحاول بعض المتأخرين تقوية الحديث لنصرة مذهب التقليدي ولم يصنع شيئاً.

وصحيح مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة اكل لحم الخيل، حديث: (۱۹۳۲، ۱۹۳۱) اور یہ آخری روایت (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) ضعیف ہے۔ اسے امام احمد بخاری، موسیٰ بن ہارون، دارقطنی، خطابی، ابن عبد البر اور عبد الحق رحمہم وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ علامہ البانی رحمہم اللہ نے بھی اسے ضعیف سنن ابی داؤد میں درج کیا ہے۔ بعض اہل علم سورہ نحل کی آیت مبارکہ: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل: ۸) ”(اللہ نے) گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لیے باعث زینت بھی ہیں۔“ سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ یہ جانور کھانے کے لیے نہیں ہیں (لہذا حرام ہیں)۔ ان حضرات کا استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت کریمہ کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ یہ جانور محض سواری اور زینت ہی کے لیے ہیں، دیگر فوائد حاصل کرنا ناجائز ہیں۔ چونکہ مذکورہ فوائد اہم تر تھے اس لیے قرآن کریم نے ان کا ذکر فرمایا ہے جیسے کہ سورہ مائدہ میں ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَيْزُرِ﴾ (المائدہ: ۳) ”تم پر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔“ اس میں خنزیر کے صرف گوشت کا ذکر ہوا ہے کیونکہ اہم شے یہی ہے حالانکہ دیگر اشیاء جرنی ہڈی اور دوسرے اجزاء کا بھی حکم ہے اور ان کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس مذکورہ سیاق میں گھوڑے پر بوجھ لادنے کا ذکر بھی نہیں ہے تو کیا گھوڑے پر بوجھ لادنا ناجائز سمجھ لیا جائے؟ یہ بات عقل و نقل کے سراسر خلاف ہوگی۔ اسی طرح اس سے اس کے حرام ہونے کا استدلال بھی قطعاً درست نہیں۔ شروع آیات میں ہے: ﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ (النحل: ۵) ”اسی نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرم لباس ہیں اور بھی بہت سے منافع ہیں اور کئی تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں۔“ تو یہاں اہم فوائد کا ذکر کر دیا گیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (معالم السنن و عون المعبود)

(المعجم ۲۶) - بَابُ: فِي أَكْلِ الْأَرْزَبِ (التحفة ۲۷)

۳۷۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ غَلَامًا حَزَوْرًا فَاصْدْتُ أَرْزَبًا فَشَوَّيْتُهَا، فَبَعَثَ مَعِيَ أَبُو طَلْحَةَ بِعَجْزِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَقَبِلَهَا.

۳۷۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نوخیز مضبوط لڑکا تھا۔ میں نے ایک خرموش شکار کیا، پھر میں نے اسے بھون لیا۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا پھلادھڑ دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ میں اسے آپ کے پاس لے آیا تو آپ نے اسے قبول فرمایا۔

۳۷۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول هدية الصيد، ح: ۲۵۷۲، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الأرنب، ح: ۱۹۵۳ من حديث هشام بن زيد به.

۲۶- کتاب الأطعمة

سانڈ اُکھانے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا اس ہدیے کو قبول فرمایا اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے۔

۳۷۹۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي خَالِدَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ يَقُولُ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ بِالصَّفَاحِ، - قَالَ مُحَمَّدٌ: مَكَانٌ بِمَكَّةَ - وَإِنَّ رَجُلًا جَاءَ بِأَرْزَبٍ قَدْ صَادَهَا فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو! مَا تَقُولُ؟ قَالَ: قَدْ جِئْتُ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا جَالِسٌ، فَلَمْ يَأْكُلْهَا وَلَمْ يَنْهَ عَنْ أَكْلِهَا، وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحِيضُ:

☀️ فائدہ: فتح الباری میں منقول ایک روایت میں الفاظ تَذْمِی ہیں۔ (فتح الباری الذبائح، باب الأرنب) 'اے خون آتا ہے۔ اول تو یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ تاہم اس کی اگر کوئی حقیقت ہے تو ماہرین علم الحیوانات کے مطابق صرف اتنی ہے کہ خرگوش کا پیشاب گاہے بگاہے رنگ دار ہو جاتا ہے، کبھی تیز سرخ اور کبھی نارنجی۔ معروف حیض یا خون نہیں ہے۔ (Pathology of Laboratory: by Deon H. Percy Stephen, P.180)

(المعجم ۲۷) - بَابُ: فِي أَكْلِ الضَّبِّ (التحفة ۲۸)

۳۷۹۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ خَالَتَهُ أَهْدَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَمْنًا وَأَضْبًا وَأَقِطًا، فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَمِنَ الْأَقِطِ وَتَرَكَ الْأَضْبَ

۳۷۹۳- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی خالہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی، سائڈے اور پنیر کا ہدیہ بھیجا۔ آپ نے گھی اور پنیر کھالیا مگر سائڈے کو طبیعت کے نہ چاہنے پر چھوڑ دیا۔ تاہم اسے آپ کے دسترخوان پر کھایا گیا، اگر حرام ہوتا تو

۳۷۹۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۲۱/۹ من حديث أبي داود به * محمد بن خالد مستور، وأبوہ لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شاهد ضعيف، انظر فتح الباري: ۶۶۲/۹.

۳۷۹۳- تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهدية، ح: ۲۵۷۵، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ۱۹۴۷ من حديث شعبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سانڈ کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۲۶- کتاب الاطعمه

تَقْدَرَا، وَأَكَلَ عَلَى مَاِئِدَتِهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَاسْتِخْوَانٍ بِرِزْقِهِ كَمَا جَاءَ.
حَرَامًا مَا أَكَلَ عَلَى مَاِئِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

🌞 فائدہ: حدیث نمبر: ۳۷۳۰ کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ وہاں تفصیل ذکر کر دی گئی ہے۔

۳۷۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (خالد رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے انہیں بھونا ہوا سانڈا پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو بعض خواتین نے جو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھیں کہا: نبی ﷺ جو کھانے لگے ہیں انہیں اس کے متعلق بتا دو۔ پس صحابہ نے کہا: یہ سانڈا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں! لیکن یہ میرے وطن میں نہیں پائے جاتے اس لیے میں طبعی کراہت کی بنا پر اس سے بچتا ہوں۔“ خالد نے کہا: پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھا لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

۳۷۹۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُتَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ؛ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأَتَيْتُ بِضَبٍّ مَخْنُودٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسَاءِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا النَّبِيَّ ﷺ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقَالُوا: هُوَ ضَبٌّ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ قَالَ: فَقُلْتُ: أَحْرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «لَا وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافَهُ». قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ.

۳۷۹۵- حضرت ثابت بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں سانڈے ملے۔ میں ان میں سے ایک بھون کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے ایک تنکا لیا اور اس سے اس کی

۳۷۹۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضَبَابًا قَالَ: فَشَوِيتُ مِنْهَا ضَبًّا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ

۳۷۹۴- تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الضب، ح: ۵۵۳۷ عن القعنبی، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ۱۹۴۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۶۸/۲.

۳۷۹۵- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الضب، ح: ۳۲۳۸، والنسائي، ح: ۴۳۲۵ من حديث حصين به، وصححه الحافظ في الفتح: ۶۶۳/۹، وله شواهد عند مسلم، ح: ۱۹۴۹-۱۹۵۱ وغيره.

۲۶- کتاب الاطعمة

جباری کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

انگلیاں شمار کریں۔ پھر فرمایا: ”بنو اسرائیل کی ایک قوم کو زمین کے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا تھا، مجھے نہیں معلوم وہ کون سے جانور تھے۔“ کہا کہ پھر آپ نے ندا سے کھایا اور منع کیا۔

اللہ ﷻ فَوَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: فَأَخَذَ عُوْدًا فَعَدَّ بِهِ أَصَابِعُهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابًّا فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَذْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ؟» قَالَ: فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْتَه.

۳۷۹۶- حضرت عبدالرحمن بن شبل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سانڈے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ صَمُصَمِ بْنِ زُرْعَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْخُبَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبِلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ.

🌞 فائدہ: ممانعت والی یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا احادیث صحیح ہیں۔ اور ان سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے گواہی طبعی کراہت کی وجہ سے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا، لیکن آپ نے صحابہ کو اس کے کھانے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ چنانچہ جسے پسند ہو کھالے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر اسے کھایا گیا ہے اور جسے پسند نہ ہو نہ کھائے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ: فِي أَكْلِ لَحْمِ الْحُبَارَى (التحفة ۲۹)

🌞 فائدہ: جباری راگھ کے رنگ کا لمبی گردن والا پرندہ جو بہت تیز اور دور تک اڑتا ہے اور از حد سادہ طبیعت کا پرندہ ہے۔ جباری تکور (Bustard) کی ایک قسم ہے جو پاکستان کے صحراؤں اور جزیرۃ العرب میں ملتی ہے۔ اسے (Hubara Bustard) ہی کہا جاتا ہے۔ یہ لمبی اڑان کرنے والے حلال پرندوں میں سے سب سے وزنی ہوتا ہے۔ عرب اس کا شکار کرنے پاکستان آتے ہیں۔

۳۷۹۷- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: ۳۷۹۷- بُرَيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَفِينَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَأْكُلُوا لَحْمَ الْحُبَارَى»

۳۷۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۲۶/۹ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع * إسماعيل ابن عياش مدلس وعنعن، ومن صحيحه غفل عن هذه العلة.

۳۷۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأظمة، باب ماجاء في أكل الحبارى، ح: ۱۸۲۸ عن الفضل بن سهل به، وقال: "غريب" * بریه مختلف فیہ، ضعفه العقيلي والجمهور.

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَكَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَحْمَ حَبَارَى.

(ان کے باپ عمر بن سفینہ) ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ”حباری“ کا گوشت کھایا تھا۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ: فِي أَكْلِ
حَشَرَاتِ الْأَرْضِ (التحفة ۳۰)

باب: ۲۹- زمین کے اندر رہنے والے
جانوروں کا کھانا

۳۷۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو ثَوْرٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى بْنِ نُمَيْلَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فُسِّلَ عَنْ أَكْلِ الْفُنْفُنَةِ فَتَلَا: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ [الأنعام: ۱۴۵]. قَالَ: قَالَ شَيْخٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «حَبِيبَةُ مِنَ الْحَبَائِثِ» فَقَالَ

۳۷۹۹- عیسیٰ بن نمیلہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ان سے خارپشت (سہمہ) کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے سورۃ الانعام کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ الخ

”کہہ دیجیے کہ بذریعہ وحی جو احکام میرے پاس آئے ہیں ان میں سے میں کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز جسے وہ کھانا چاہے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت بے شک وہ

٣٧٩٨- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣٢٦/٩ من حديث أبي داود به * غالب مجهول، وملفام مستور (تقريب).

٣٧٩٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣٨١/٢ من حديث سعيد بن منصور به، ورواه البيهقي: ٣٢٦/٩ من حديث أبي داود به * عيسى بن نميلة وأبوه مجهولان، وشيخ لم أعرفه.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الاطعمہ

ابْنُ عُمَرَ: إِنْ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا؛ فَهُوَ كَمَا قَالَ، مَا لَمْ نَذِرْ.

جن چیزوں کے حرام ہونے کی صراحت نہیں انہیں کھانے کا حکم ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو پھر جو شخص مجبور ہو جائے (بشرطیکہ) وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“ مجلس میں سے بڑی عمر کے ایک آدمی نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: ”خبیث جانوروں میں سے ایک خبیث جانور ہے۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر بات وہی (صحیح) ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔



فائدہ: خاریط کی حلت اور حرمت کی بابت علماء میں اختلاف ہے بعض نے اسے حلال اور بعض نے حرام قرار دیا ہے۔ تاہم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ حلال ہے کیونکہ حیوانات کے بارے میں اصل حلت ہے اور ان میں صرف وہی حرام ہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو اور اس کی بابت شریعت میں ایسی کوئی دلیل وارد نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ جانور حرام ہے۔ یہ خرگوش اور ہرن کی طرح نباتات کھاتا ہے اور کچلی سے شکار کرنے والے درندوں میں سے بھی نہیں ہے لہذا اس کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ مذکورہ حیوان سیدہ کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اسے ”دلدل“ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جبکہ مذکورہ روایت علمائے محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ جلد: سوم)

(المعجم ۳۰) - باب مَا لَمْ يَذْكُرْ
باب: ۳۰- جن چیزوں کے حرام ہونے کی صراحت نہیں (ان کا حکم تَحْرِيمُهُ) (التحفة ۳۱)

۳۸۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي بَنَ شَرِيكَ الْمَكِّيَّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنِ ابْنِ ۳۸۰۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسلام سے پہلے لوگ کئی چیزوں کو کھاتے اور کئی کو ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا نبی مبعوث فرمایا اپنی کتاب نازل کی حلال کو حلال اور حرام

۳۸۰۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم ۱۱۵/۴ من حديث الفضل بن دكين به، وصححه، ووافقه الذهبي.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لگڑ بگڑ کھانے سے متعلق احکام و مسائل

کو حرام ٹھہرایا۔ تو جس کو اس نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جس کو اس نے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے اور سورہ انعام کی آیت تلاوت فرمائی ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا..... الخ﴾ ”کہہ دیجیے کہ بذریعہ وحی جو احکام میرے پاس آئے ہیں ان میں میں کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز جسے وہ کھانا چاہے حرام نہیں پاتا الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت بے شک وہ ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو پھر جو شخص مجبور ہو جائے (بشرطیکہ) وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

☀ فائدہ: عادات کے امور میں اصل حلت ہے سوائے اس کے کہ ان کے حرام ہونے کا حکم ہو۔ اور یہ حکم صرف وحی کے ذریعہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے نہ کہ خواہش نفس سے۔ لہذا جن چیزوں کے حرام ہونے کی شریعت میں صراحت نہیں ہے علمائے کرام اصول شریعت اور ان چیزوں کے خواص و صفات کی بنا پر ان کا حکم بتاتے ہیں۔ لہذا ہر علاقے کے ثقہ علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے مزید آیت کریمہ کی تفسیر کے لیے تفسیر احسن البیان وغیرہ دیکھی جائے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: فِي أَكْلِ الضَّبُعِ
(التحفة ۳۲)

☀ فائدہ: [الضَّبُع] لگڑ بگڑ (Hyena) یہ ایک (ذوناب) کچیلوں والا مردار خور جانور ہے جو افریقہ، عرب، ایران، پاکستان، بھارت، افغانستان اور وسط ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ نزکا وزن تقریباً ایک من اور مادہ کا وزن اس سے تقریباً دس پاؤنڈ کم ہوتا ہے۔ بسا اوقات یہ تھوڑی عمر والے اور چھوٹے قد والے (زندہ) جانوروں مثلاً بکری وغیرہ پر حملہ کر کے اٹھالے جاتا ہے۔
(The mammals of Pakistan P:194)

۳۸۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ۳۸۰۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

۳۸۰۱- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الضبع يصيبها المحرم، ح: ۸۵۱، ۸۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الاطعمه

درندوں کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

الْخَزَاعِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الضَّبْعِ فَقَالَ: «هُوَ صَيْدٌ، وَيُجْعَلُ فِيهِ كَبْشٌ إِذَا صَادَهُ الْمُحْرِمُ».

میں نے رسول اللہ ﷺ سے لگز بگز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”وہ شکار ہے اگر اسے محرم شکار کرے تو اس کو ایک مینڈھا فدیہ دینا ہوگا۔“



فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ لگز بگز کا کھانا حلال ہے کیونکہ اسے نبی ﷺ نے ”شکار“ قرار دیا ہے یعنی جس کا شکار کر کے کھانا جائز ہے۔ ② دوسرا یہ معلوم ہوا کہ حالت احرام میں محرم اگر کسی جانور کا شکار کر لے گا تو اسے اس جانور کی مثل فدیہ ضروری ہوگا۔ اور یہ مثلیت ظاہری جسم کے ذیل ڈول (قد و قامت) کے حساب سے ہوگی نہ کہ قیمت کے اعتبار سے۔ جیسے لگز بگز اور مینڈھا جسامت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ ③ لگز بگز بھی ذوناب (کچلیوں سے شکار کرنے والا) جانور ہے اور ہر ذوناب درندہ حدیث کی رو سے حرام ہے۔ پھر اسے اس حدیث میں کیوں حلال قرار دیا گیا ہے؟ امام خطابی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ کُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ کے عموم سے اس کی تخصیص ہوگئی ہے۔ اور امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ لگز بگز (ضبغ) بھی اگرچہ درندہ ہی ہے، لیکن ہر درندے میں حرمت کی دو جہتیں ہیں۔ ایک کچلیوں کا ہونا اور دوسرا عادی درندہ ہونا۔ اور درندگی کا وصف کچلیاں ہونے کے مقابلے میں زیادہ اہم اور خاص ہے۔ اس لیے کہ دونوں وصف رکھنے والے جانوروں کو کھانے سے کھانے والے کے اندر بھی درندگی والی قوت آ جاتی ہے، جیسے شیر، چیتا اور لومڑی وغیرہ ہیں اور لگز بگز کچلیوں والا تو ہے لیکن اس میں درندگی والی وہ قوت نہیں ہے جو مذکورہ جانوروں میں ہے اس لیے اس کو حلال قرار دے دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم (تفصیل کے لیے دیکھیے: عون المعبود)



(المعجم ۳۲) - باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدُّرُودِ - درندوں کا گوشت کھانا حرام ہے
السَّبَاعِ (التحفة ۳۳)

۳۸۰۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حضرت ابوثعلبة خنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ح: ۱۷۹۱ من حديث عبد الله بن عبيد بن عمير به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۲۸۳۹، وابن ماجه، ح: ۳۲۳۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، وابن حبان، ح: ۹۷۹، ۱۰۶۸، وابن الجارود، ح: ۴۳۸، ۴۳۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۴۵۲/۱.

۳۸۰۲ - تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ۵۵۳۰، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ۱۹۳۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۹۶/۲.

۲۶- کتاب الأطعمة - درندوں کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

ابن شہاب، عن أبي إدريس الخولاني،
عن أبي ثعلبة الحُسنِي؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ.

رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والا درندہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۳۸۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ
مِهْرَانَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ،
وَعَنْ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

۳۸۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر چنچے دار
پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

☀️ فائدہ: وہ پرندے جو اپنے بچوں یعنی ناخنوں سے اپنا شکار پکڑیں اور چیر پھاڑ کر کھائیں وہ حرام ہیں جیسے کہ
شاہین باز اور گدھ وغیرہ، اسی طرح درندوں میں نیش دار (کچلیوں سے شکار کرنے والے) درندے حرام ہیں جیسے شیر
بھیریا وغیرہ۔

۳۸۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى
الْحِمَصِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ
عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ رُوْبَةَ
التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ،
عَنِ الْمُقَدَّامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ، عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا لَا يَحِلُّ ذُو نَابٍ مِنَ
السَّبْعِ، وَلَا الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ، وَلَا اللَّقْطَةُ
مِنْ مَالٍ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَعْنِيَ عَنْهَا،
وَأَيُّمَا رَجُلٍ ضَافَ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوهُ، فَإِنَّ لَهُ
أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاءِهِ».

۳۸۰۴- حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! کچلیوں
والا درندہ پالتو گدھا اور کسی ذی (کافر) کا گرا پڑا مال
حلال نہیں ہیں سوائے اس کے کہ اس کا مالک اس مال
سے بے پروا ہو اور جو کوئی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ
اس کی مہمانی نہ کریں تو اس کے لیے جائز ہے کہ ان سے
اپنی مہمانی کے برابر کچھ لے لے۔“

۳۸۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع... الخ، ح: ۱۹۳۴
من حديث أبي عوانة به.

۳۸۰۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳۳۲/۹ من حديث الزبيدي به، وانظر، ح: ۴۶۰، وصححه ابن
حبان، ح: ۹۷.

۲۶- کتاب الأطعمه

درندوں کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل



فائدہ: جب کسی کافر کا گرا پڑا مال اٹھانا جائز نہیں تو مسلمان کا مال اٹھانا بالاولیٰ منع ہوا۔ ہاں اگر مال معمولی ہو کہ اس کے مالک کو اس کی طمع نہ ہو تو الگ بات ہے۔ اسی طرح اعلان کرنے کی نیت سے بھی اٹھایا جاسکتا ہے۔

۳۸۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز ہر کچلی والا درندہ اور بچے دار پرندہ کھانا منع فرمایا۔

۳۸۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرٍ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

۳۸۰۶- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک تھا۔ چنانچہ یہودی (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئے اور شکایت کی کہ لوگ (مسلمان) ان کے بازوؤں پر چڑھ دوڑے ہیں (یعنی مال موسیٰ لوٹ لیے ہیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! معاہدہ (ذمی) لوگوں کا مال حلال نہیں سوائے اس کے کہ شرعی اور اصولی حق ہو تم پر پالتو گدھے، گھوڑے، خچر، کچلیوں والے درندے اور بچے دار پرندے حرام ہیں۔“

۳۸۰۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ شَلِيمٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمَقْدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْمَقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرَبٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ، فَأَتَتْ الْيَهُودُ فَشَكَّوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حِظَائِرِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا لَا تَحِلَّ أَمْوَالُ الْمُعَاهِدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُمْرُ الْأَهْلِيَّةِ وَخَيْلُهَا وَبَعَالُهَا، وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ، وَكُلُّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ».

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم گھوڑے کی بابت دیکھیے احادیث: ۳۷۸۸ اور ۳۷۹۰-۳

۳۸۰۵- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ۳۲۳۴ من حديث محمد بن أبي عدي به، ورواه النسائي، ح: ۴۳۵۳، والحديث السابق يغي عنه.

۳۸۰۶- [تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۷۹۰، وأخرجه أحمد: ۸۹/۴ من حديث محمد بن حرب به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۸۰۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

۳۸۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عُمَرَ بْنِ زَيْدٍ الصَّنَعَانِيِّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهِرِّ.

ابن عبد الملک کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بلی کے کھانے اور اس کی قیمت کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: عَنْ أَكْلِ الْهِرِّ وَأَكْلِ ثَمَنِهَا.

باب: ۳۳- پالتو گدھوں کا گوشت کھانا؟

(المعجم ۳۳) - بَابُ: فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (التحفة ۳۴)

۳۸۰۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ہم گھوڑوں کا گوشت کھائیں۔

۳۸۰۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصْبِصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْحُمُرِ، وَأَمَرَ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْخَيْلِ.

عمرو نے کہا: میں نے یہ روایت ابو الشعثاء کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ حکم (بن عمرو) غفاری (بصرہ میں) ہمارے پاس تھے وہ بھی یہی کہتے تھے۔ مگر اس ”بحر“ نے اس کا انکار کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

قَالَ عَمْرُو: فَأَخْبَرْتُ هَذَا الْخَبَرَ أَبَا الشَّعْثَاءِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْحَكَمُ الْغِفَارِيُّ فِينَا يَقُولُ هَذَا، وَأَبَى ذَلِكَ الْبَحْرُ - يُرِيدُ ابْنَ عَبَّاسٍ - .

☀️ فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علم و فضل کی بنا پر انہیں [بحر الأمة یا حبر الأمة] کہا جاتا ہے۔ اور گدھوں کے بارے میں ان کا یہ قول شاید وضاحت کے ساتھ حدیث نہ پہنچنے کے سبب تھا۔ صحیحین میں شععی کے حوالے سے ان کا قول مروی ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ (خیبر کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے گدھوں کا گوشت کھانے

۳۸۰۷- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۳۴۸۰.

۳۸۰۸- تخریج: [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۳۷۸۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الاطعمه

پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

سے منع کیا تھا کہ لوگ سوار یوں سے محروم نہ ہو جائیں یا ان کو حرام قرار دیا تھا۔ لیکن بالآخر جب انہیں بالوضاحت حرمت کی احادیث پہنچیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی ان کی بحث ہوئی تو یقین کے ساتھ وہ ان کی حرمت کے قائل ہو گئے تھے۔ (فوائد ابن القیم رحمہ اللہ)

۳۸۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُبَيْدِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَالِبِ بْنِ أَبَجَرَ قَالَ: أَصَابَتْنا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي شَيْءٌ أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا شَيْءٌ مِنْ حُمْرٍ، وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ حَرَّمَ لُحُومَ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصَابَتْنا السَّنَةُ، وَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي مَا أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا سِمَانُ حُمْرٍ، وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ لُحُومَ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ؟ فَقَالَ: «أُطْعِمُ أَهْلَكَ مِنْ سَمِينِ حُمْرِكَ فَإِنَّمَا حَرَّمْتُهَا مِنْ أَجْلِ جَوَالِ الْقَرْيَةِ» يَغْنِي الْجَلَالَةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ هَذَا هُوَ ابْنُ مَعْقِلٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِشْرِ، عَنْ نَاسٍ مِنْ مَرْيَتِهِ؛ أَنَّ سَيِّدَ مَرْيَتِهِ أَبَجَرَ أَوْ ابْنُ أَبَجَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ.

۳۸۰۹- حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قحط سے دوچار ہو گئے۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جو میں اپنے گھروالوں کو کھلا سکتا۔ صرف چند گدھے ہی تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام فرما دیا تھا۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم قحط میں مبتلا ہیں اور میرے پاس کوئی مال نہیں جو میں اپنے گھروالوں کو کھلا سکوں سوائے موٹے موٹے گدھوں کے اور آپ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے گھروالوں کو اپنے موٹے گدھوں میں سے کھلاؤ“ میں نے انہیں اس لیے حرام کیا ہے کہ یہ بستی کی گندگی کھاتے ہیں۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور عبدالرحمن یہ ابن معقل ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو شعبہ نے عبید ابوالحسن سے روایت کیا ہے انہوں نے عبدالرحمن بن معقل سے انہوں نے عبدالرحمن بن بشر سے انہوں نے مزینہ کے کچھ لوگوں سے (انہوں نے بیان کیا) کہ قبیلہ مزینہ کے سردار ابجر یا ابن ابجر نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا۔

۳۸۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد في الطبقات ۸۶/۶ عن عبيد الله بن موسى به * عبدالرحمن بن معقل لم يسمعه من غالب بن أبجر رضي الله عنه، وشيخه عبدالرحمن بن بشر ينظر فيه، وناس من مزينة مجاهيل كلهم.

ٹڈی کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۸۱۰- ابن معقل قبیلہ خزینہ کے دوا دیوں سے

روایت کرتے ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے۔ ایک عبداللہ بن عمرو بن عوفیم ہے اور دوسرا غالب بن ابجر۔ مسعر نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ غالب ہی تھا جو نبی ﷺ کے پاس آیا تھا۔ اور یہ روایت بیان کی۔

۳۸۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مَسْعَرٍ، عَنْ [عَبِيدٍ]، عَنْ ابْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ مَرْيَتَةَ - أَحَدُهُمَا عَنْ الْآخَرِ - أَحَدُهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفِيمٍ وَالْآخَرُ غَالِبُ بْنُ الْأَبْجَرِ قَالَ مَسْعَرٌ: أَرَى غَالِبًا، الَّذِي أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۸۱۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت، گندگی (نہجاست) کھانے والے جانوروں کی سواری اور ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

۳۸۱۱- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْجَلَالَةِ عَنْ رُكُوبِهَا وَأَكْلِ لَحْمِهَا.

باب: ۳۴- ٹڈی کھانے کا بیان

(المعجم ۳۴) - بَابُ: فِي أَكْلِ الْجَرَادِ

(التحفة ۳۵)

۳۸۱۲- ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ

بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا جب کہ میں نے ان سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی ہے۔ ہم اسے کھایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔

۳۸۱۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ

النَّمِرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى، وَسَأَلْتُهُ عَنْ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِتًّا أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَأْكُلُهُ مَعَهُ.

۳۸۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۶۶/۱۸، ح: ۶۶۶ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وضعفه الحافظ في فتح الباري: ۶۵۶/۹، وانظر الحديث السابق.

۳۸۱۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الضحيا، باب النهي عن أكل لحوم الجلالة، ح: ۴۴۵۲ من حديث سهل بن بكار به.

۳۸۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل الجراد، ح: ۵۴۹۵، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الجراد، ح: ۱۹۵۲ من حديث شعبة به.

۲۶- کتاب الاطعمه

مڈی کھانے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: یہ ایک پر دار کثیرا ہے جو فصلوں کو تباہ کرتا ہے حلال ہونے کی وجہ سے اسے ذبح کیے بغیر کھایا جاتا ہے۔
معروف حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لیے مرے ہوئے (بغیر ذبح) دو جانور حلال کیے گئے ہیں
ایک مچھلی دوسرا مڈی۔“ (سنن ابن ماجہ، الصید، حدیث: ۳۲۱۸)

۳۸۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: «أَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

۳۸۱۳- جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مڈی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”(یہ) اللہ کے بہت بڑے لشکروں میں سے ہے نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام ٹھہراتا ہوں۔“

قال أبو داود: رَوَاهُ الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو معتمر نے اپنے والد سے اس نے ابو عثمان سے اور اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ اس سند میں سلمان کا ذکر نہیں۔

۳۸۱۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ الْجَزَارِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ فَقَالَ مِثْلَهُ قَالَ: «أَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ».

۳۸۱۴- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ آپ نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند فرمایا..... آپ نے فرمایا: ”یہ اللہ کا بہت بڑا لشکر ہے۔“

قال عليّ: اسْمُهُ فَإِنَّهُ يَعْنِي أَبَا الْعَوَّامِ. عليّ (بن عبد الله) نے کہا ہے کہ ابو العوام (الجزاري) کا نام ”فائدہ“ ہے۔

۳۸۱۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۶/ ۲۵۱، ح: ۶۱۲۹ من حديث محمد بن الفرج به * ابن الزبير قال هو محمد أبو همام، وانظر الحديث الآتي.

۳۸۱۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب صيد الحيتان والجراد، ح: ۳۲۱۹ عن نصر بن علي به * أبو العوام وثقه ابن حبان وحده، وتابعه سليمان التيمي، والحديث المرسل شاهد له، لكن التيمي مدلس فلعلة دلس منه أو من غيره.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مری ہوئی پھلی کھانے سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو حماد بن سلمہ نے ابوالعوام سے، اس نے ابو عثمان سے، اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور سلمان کا ذکر نہیں کیا۔

باب: ۳۵- جو پھلی مر کر اوپر تیر آئے اس کا کھانا (کیسا ہے؟)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

(المعجم ۳۵) - بَابُ: فِي أَكْلِ الطَّافِي مِنَ السَّمَكِ (التحفة ۳۶)

۳۸۱۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر جو باہر پھینک دے یا پانی پیچھے ہٹ جانے کی صورت میں جو زمین پر رہ جائے اسے کھا لو اور جو اس میں مر گئی ہو اور اوپر تیر آئے تو اسے مت کھاؤ۔“

۳۸۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفًا فَلَا تَأْكُلُوهُ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو سفیان ثوری، ابویوب اور حماد نے ابوالزبیر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے حضرت جابر پر موقوف کیا ہے۔ اور دوسری سند سے یہ روایت مسند مرفوع بیان کی گئی ہے جو ضعیف ہے۔ یعنی ابن ابی ذئب نے بیان کیا ابوالزبیر سے، انہوں نے حضرت جابر رحمہ اللہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَبُوبُ وَحَمَادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَوْقَفُوهُ عَلَى جَابِرٍ. وَقَدْ أُسْنِدَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ وَجْهِ ضَعِيفٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

☀ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم از خود مرنے والی پھلی حلال ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں جیش الخبز کا معروف واقعہ مذکور ہے کہ حضرت ابو سعید رحمہ اللہ کی زیر قیادت اس لشکر کو ابتدا میں انتہائی مشقت کا سامنا کرنا پڑا بڑی سخت بھوک برداشت کرنا پڑی، مگر بعد میں انہیں سمندر کے کنارے بہت بڑی پھلی مل گئی جس کو وہ دو ہفتے تک کھاتے رہے اور بعض لوگ اس کا کچھ حصہ بچا کر مدینے بھی لے آئے جو رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر آپ ﷺ کو بھی پیش کیا گیا اور آپ نے اسے تناول فرمایا۔ (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۴۳۶۰ وما بعد) آگے حدیث:

۳۸۱۵- تخریج: [استادہ ضعیف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الطافي من صيد البحر، ح: ۳۲۴۷ عن أحمد ابن عبدة به * أبو الزبير مدلس وعتم.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الأطعمة

۳۸۴۰ میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

باب: ۳۶- مجبور کے لیے مردار

(کھانا) (مباح ہے)

(المعجم ۳۶) - بَابُ: فِيمَنْ اضْطُرَّ إِلَى

الْمَيْتَةِ (التحفة ۳۷)

۳۸۱۶- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ ایک آدمی نے (مدینہ کے قریب) حرہ مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے بھی تھے۔ (وہاں کے) ایک آدمی نے اس سے کہا کہ میری اونٹنی گم ہو گئی ہے اگر تمہیں ملے تو اسے پکڑ لینا۔ چنانچہ وہ اسے مل گئی مگر اس کا مالک نہ ملا۔ پھر وہ اونٹنی بیمار ہو گئی۔ تو اس شخص کی بیوی نے کہا کہ اس کو نحر (ذبح) کر لو۔ مگر وہ نہ مانا اور بالآخر وہ مر گئی۔ تو عورت نے کہا کہ اس کا چمڑا اتار لو کہ ہم اس کی چربی اور گوشت خشک کر لیں اور کھائیں۔ تو آدمی نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو تمہیں اس سے بے پروا کر دے؟“ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ”تب تم اسے کھا سکتے ہو۔“ پھر اس اونٹنی کا مالک آ گیا تو اس نے اسے ساری تفصیل بتائی تو اس نے کہا: تم نے اسے نحر (ذبح) کیوں نہ کر لیا؟ اس نے جواب دیا مجھے تم سے حیا آئی۔ (کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ اس نے حیلے بہانے سے اونٹنی کاٹ کھائی ہے۔)

۳۸۱۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ؛ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ الْحَرَّةَ وَمَعَهُ أَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ نَاقَةً لِي ضَلَّتْ فَإِنْ وَجَدْتَهَا فَأَمْسِكْهَا. فَوَجَدَهَا فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا، فَمَرَضَتْ، فَقَالَتْ: امْرَأَتُهُ: انْحَرِّهَا فَأَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتْ: اسْلُخْهَا حَتَّى نَقْدَدَ شَحْمَهَا وَلَحْمَهَا وَنَأْكُلَهُ فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكَ غَنَى يُغْنِيكَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَكُلُّوْهَا»، قَالَ: فَجَاءَ صَاحِبُهَا، فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: هَلَّا كُنْتُ نَحَرْتُهَا؟ قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.



952



فوائد ومسائل: ① جب آدمی از حد لاچار ہو جائے اور کھانے کو کچھ نہ پائے تو اس کے لیے مردار کھانا جائز ہو جاتا ہے۔ ② یہ فطری اور شرعی حیات تھی کہ انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی یہ شخص دوسرے کا مال کھانے کا روادار نہ ہوا

۳۸۱۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰۴/۵ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البيهقي: ۳۵۶/۹ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۶- کتاب الاطعمة۔ ایک وقت میں دو قسم کا کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

اور یہ ایمان کا حصہ ہے۔ ⑤ یہ شخص ایسا پکا 'سچا' کھرا پابند شریعت مومن اور رسول اللہ ﷺ کا مطیع و فرماں بردار تھا کہ اس لاچاری کی کیفیت میں بھی اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی اور اس حالت میں بھی لوگوں سے مانگنے کی ذلت قبول نہیں کی۔

۳۸۱۷- حضرت فُجَّعِ عامری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: کیا ہمارے لیے مردار حلال نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہارا طعام کیا ہے؟“ ہم نے کہا: غُبُوق اور صُبُوح۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ عقبہ (بن وہب) نے مجھے اس کی وضاحت کی کہ ایک پیالہ دودھ صبح اور ایک پیالہ دودھ رات کو۔ کہا: میرے باپ کی قسم! یہ تو بڑی سخت بھوک ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لیے اس حالت میں مردار کو حلال قرار دیا۔

۳۸۱۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ وَهَبٍ بْنُ عُقْبَةَ الْعَامِرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ الْفُجَّعِ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَا يَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ: «مَا طَعَامُكُمْ؟» قُلْنَا: نَعْتَبِقُ وَنَصْطَبِحُ - قَالَ أَبُو نَعِيمٍ: فَسَرَهُ لِي عُقْبَةُ: قَدَحُ غُدُوَّةٍ وَقَدَحُ عَشِيَّةٍ. - قَالَ: «ذَلِكَ - وَأَبَى - الْجُوعُ» فَأَحَلَّ لَهُمُ الْمَيْتَةَ عَلَى هَذِهِ الْحَالِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دن کے آخر میں پی جانے والی چیز کو غُبُوق اور دن کے شروع میں پی جانے والی کو صُبُوح کہتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغُبُوقُ: مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، وَالصُّبُوحُ: مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں اگر عرصہ دراز سے یہی حالت ہے تو یہ کیفیت ہلاکت یا شدید بیماری کا سبب بن سکتی ہے، اسی لیے یہ ایسا اضطراب ہے جس میں حرام حلال ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ: فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْثَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ۳۸)

باب: ۳۷- ایک وقت میں دو قسم کے کھانے جمع کرنا

۳۸۱۸- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۳۸۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

۳۸۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۳۲۱/۱۸، ح: ۸۲۹ من حديث الفضل بن دكين به * وهب ابن عقبه وثقه ابن حبان وحده، وقال البيهقي: ۳۵۷/۹ "وفي ثبوت هذه الأحاديث نظر".

۳۸۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الاطعمة، باب الخبز الملبق بالسمن، ح: ۳۳۴۱ من حديث الفضل بن موسى به * أيوب لعله ابن خوط كما في النكت الظراف: ۷۵/۹، وهو متروك (تقريب) وإلا فمجهول، وهو غير أيوب السخيتاني.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



۲۶- کتاب الأَطْعَمَةِ

پنیر کھانے سے متعلق احکام و مسائل

ابن أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَدِدْتُ أَنْ عِنْدِي خُبْزَةٌ بَيْضَاءَ مِنْ بَرَّةٍ سَمَرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ»، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ، فَقَالَ: «فِي أَيِّ شَيْءٍ تَكُنْ هَذَا؟» قَالَ: فِي عُكَّةٍ ضَبَّ. قَالَ: «ارْفَعْهُ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہ رہا ہے کہ گندم کی سفید روٹی کھاؤں جو گھی اور دودھ میں گوندھی گئی ہو۔“ تو لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا اور پکوا کر لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے پوچھا: ”یہ گھی کس چیز میں تھا؟“ اس نے کہا کہ ساندے کی کھال کی کپی میں، آپ نے فرمایا: ”اسے اٹھا لو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَيُّوبُ لَيْسَ هُوَ السَّخْنَيَانِي.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: سند میں مذکور ایوب ایوب سختیانی نہیں ہے۔



🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور اس قسم کی چیزوں کی خواہش کرنا نبی ﷺ کے مزاج کے خلاف تھا۔ ویسے ایک وقت میں کھانے کی ایک سے زائد چیزیں مہیا ہوں تو ان کے کھانے میں قطعاً کوئی عیب نہیں۔ بنیادی ضرورت یہ ہے کہ چیزیں حلال اور طیب ہوں، نیز یہ کہ اسراف بھی نہ ہو۔ آئندہ حدیث: ۳۸۳۵ و مابعد میں اس کا ذکر آ رہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تازہ کھجور لکڑی کے ساتھ کھا رہے تھے۔ (صحیح البخاری، الأَطْعَمَةُ، باب جمع اللونین او الطعامين بمرۃ، حدیث: ۵۴۳۹) اسی طرح ثرید اور حبیس بھی کئی نوع کے کھانوں کا مرکب ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رحمہ اللہ کھایا کرتے تھے۔

(المعجم ۳۸) - بَابُ: فِي أَكْلِ الْجُبْنِ
(التحفة ۳۹)

۳۸۱۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَنصُورٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ ابْنِ

۳۸۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تبوک میں نبی ﷺ کو جب نہ یعنی پنیر پیش کیا گیا تو آپ نے چھری منگوائی اور پھر بسم اللہ پڑھ کر اسے کانا۔

۳۸۱۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶/۱۰ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سرکہ کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۲۶- کتاب الأطعمة

عُمَرَ قَالَ: أَتَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ بِجُبَّةٍ فِي تَبُوكَ،
فَدَعَا بِسَكِّينَ فَسَمَّى وَقَطَعَ.

🌞 فائدہ: جو چیزیں کفار اور مشرکین نے تیار کی ہوں اور ان میں حرام کی آمیزش کا شائبہ نہ ہو تو وہ حلال اور طیب ہیں؛ کیونکہ چیزوں میں اصل حلت (حلال ہونا) ہی ہے۔ حرمت (حرام ہونے) کے لیے شرعی دلیل ضروری ہے، لیکن اقتصادی نقطہ نظر سے بطور مسلمان ہونے کے ہمیں غیر مسلموں کی تیار کردہ اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے اور اہل اسلام کی مصنوعات کو فروغ دینا چاہیے۔

باب: ۳۹- سرکہ کا بیان

(المعجم ۳۹) - بَابُ: فِي الْخَلِّ

(التحفة ۴۰)

۳۸۲۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سرکہ بہترین سالن ہے۔“

۳۸۲۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

۳۸۲۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”سرکہ بہترین سالن ہے۔“

۳۸۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّنَائِسيُّ وَمُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

باب: ۴۰- لہسن کھانے کا بیان

(المعجم ۴۰) - بَابُ: فِي أَكْلِ الثُّومِ

(التحفة ۴۱)

۳۸۲۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا

۳۸۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ:

۳۸۲۰- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الأظعمة، باب ماجاء في الخل، ح: ۱۸۴۲ من حدیث معاویة بن ہشام بہ، ورواہ ابن ماجہ، ح: ۳۳۱۷، وانظر الحدیث الآتی.

۳۸۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ۲۰۵۲ من حدیث المثنی بن سعید بہ.

۳۸۲۲- تخریج: أخرجه البخاری، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ۸۵۵ عن أحمد بن صالح، ومسلم، المساجد، باب نهی من أكل ثوماً أو بصلًا أو كراثًا أو نحوها مما له رائحة كريهة... الخ، ح: ۵۶۴/۷۳ من حدیث ابن وہب بہ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لہسن کھانے سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے لہسن یا پیاز کھائی ہو وہ ہم سے الگ رہے..... یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے..... اسے چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔“ (ایک بار) آپ کے سامنے طباق پیش کیا گیا، اس میں کئی طرح کی سبزیاں تھیں۔ آپ نے اس میں بو محسوس کی اور دریافت فرمایا تو جو سبزیاں اس میں تھیں سب بتائی گئیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے اس شخص کے قریب کر دو۔“ (یعنی اس صحابی کے جو آپ کے پاس تھا۔) جب اس نے آپ کو دیکھا (کہ آپ نے نہیں کھایا) تو اس نے بھی اسے کھانا پسند نہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تم کھاؤ، کیونکہ میں (بہت قریب سے) اس سے بات کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَاحٍ؛ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا - أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا - وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ»، وَإِنَّهُ أَتَى بَيْدَرَ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنَ الْبُقُولِ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ، فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ، فَقَالَ: «قَرُّبُوهَا» - إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ - فَلَمَّا رَأَاهُ كَرِهَ أَكْلَهَا. قَالَ: «كُلْ فَإِنِّي أَنَا جِي مَنْ لَا تَنَاجِي».

قال أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، يَبْدِرُ فَسَّرَهُ ابْنُ وَهْبٍ: طَبَّقَ.

احمد بن صالح نے لفظ ”بدر“ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن وہب نے اس کا ترجمہ ”طباق“ (طباق) کیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① لہسن اور پیاز اگر کچی کھائی جائے تو اس سے بڑی ناگوار بو آتی ہے جس سے ساتھ والے لوگ اور فرشتے اذیت محسوس کرتے ہیں، اس لیے اس کیفیت میں مسجد میں آنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس پر قیاس ہے تمباکو یا ایسی سبزیاں جن کے نتیجے میں ناگوار ڈکار آتی ہے اور یہ بھی کہ منہ کو گندہ رکھنا مسواک نہ کرنا انتہائی قبیح عادت ہے۔ ② حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے جس صحابی کا ذکر آیا ہے وہ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ (صحیح مسلم الأشربة، باب اباحۃ أكل الثوم.....، حدیث: ۲۰۵۳) میں اس کی صراحت ہے۔

۳۸۲۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو؛ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا النَّجِيبِ مَوْلَى

۳۸۲۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لہسن اور پیاز کا ذکر کیا گیا، اور کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ان تمام میں سے لہسن

۳۸۲۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۶۶۹ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۱۸* أبو النجيب حسن الحديث.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لہسن کھانے سے متعلق احکام و مسائل

(کی بو) زیادہ سخت ہے تو کیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اسے کھاؤ اور تم میں سے جو اسے کھائے تو وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ اس سے اس کی بدبو ختم ہو جائے۔“

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الثُّومَ وَالْبَصْلَ، وَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَشَدُّ ذَلِكَ كُلَّهُ الثُّومُ أَفْتَحَرُمُهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّوهُ وَمَنْ أَكَلَهُ مِنْكُمْ فَلَا يَقْرَبْ هَذَا الْمَسْجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ مِنْهُ رِيحُهُ».

۳۸۲۴- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے راوی کا

خیال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ”جس نے قبلے کی طرف تھوکا تو قیامت کے دن وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان لگا ہوگا اور جس نے یہ ناپسندیدہ سبزی کھائی ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے“ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

۳۸۲۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زُرَّارِ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَطْنَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَقَلَّ تَجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَقْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبُقْلَةِ الْخَبِيثَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» ثَلَاثًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① مسجد کے آداب کے علاوہ قبلے کے احترام میں یہ چیز بھی انتہائی اہم ہے کہ اس کی سمت میں تھوکا نہ جائے نماز کی حالت ہو یا نماز سے باہر یہ بات صراحت سے کہی گئی لیکن لوگ اس کی پروا نہیں کرتے، حالانکہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو اس جرم کی پاداش میں امامت سے معزول فرما دیا تھا۔ دیکھیے: (گزشتہ حدیث: ۳۸۲۳) کتاب الصلوٰۃ، کراہیۃ البزاق فی المسجد ② مسجد نبوی کی تعظیم و حرمت حرم مکی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آدمی کسی طرح بھی دوسروں کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے۔ دیگر مساجد کا ادب بھی یہی ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں ہے۔

۳۸۲۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ سبزی کھائی ہو (لہسن اور پیاز) تو وہ ہرگز مسجدوں کے قریب نہ جائے۔“

۳۸۲۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ

۳۸۲۴- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷۶/۳ من حديث أبي داود به، ورواه ابن أبي شيبة: ۳۶۵/۲ موقوفاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۲۵، ۱۳۱۴، ۱۶۶۳، وابن حبان، ح: ۳۳۲ كونه موقوفاً، وسنده صحيح، وهو الصواب. ۳۸۲۵- [تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ۸۵۳، ومسلم، المساجد، باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً... الخ، ح: ۵۶۱ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۲۰/۲، ۲۱.]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ.

۳۸۲۶- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ قُرُوحٍ قَالَ:

أَخْبَرَنَا أَبُو هَلَالٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ هَلَالٍ

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ:

أَكَلْتُ ثُومًا فَأَتَيْتُ مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ

سَبَقْتُ بِرُكْعَةٍ، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَجَدَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رِيحَ الثُّومِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ

الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا أَوْ

رِيحُهُ»، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جِئْتُ إِلَى

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ!

لَتُعْطِنِي يَدُكَ. قَالَ: فَأَدْخَلْتُ يَدَهُ فِي كُمِّ

فَمِصَصِي إِلَى صَدْرِي فَإِذَا أَنَا مَعْصُوبُ

الصَّدْرِ. قَالَ: «إِنَّ لَكَ عُذْرًا».



☀ فائدة: یعنی بیماری کے علاج کی خاطر لہسن استعمال کرنے پر آپ نے ان کو معذور جانا۔

۳۸۲۷- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مِيسَرَةَ يَعْنِي الْعَطَّارَ،

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

ﷺ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ وَقَالَ: «مَنْ

أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا»، وَقَالَ: «إِنْ

۳۸۲۷- حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو ہزریوں

سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: ”جس نے یہ کھائی ہوں وہ

ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“ اور فرمایا: ”اگر تم

نے انہیں ضرور ہی کھانا ہو تو پکا کر ان کی بو ختم کر لیا کرو۔“

راوی نے کہا کہ ان ہزریوں سے مراد پیاز اور لہسن ہے۔

۳۸۲۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۲۴۹ من حديث أبي هلال به، وتابعه سليمان بن المغيرة

عنده: ۴/۲۵۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۷۲، وابن حبان، ح: ۳۱۹.

۳۸۲۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/۱۹ عن أبي عامر به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ۶۶۸۱

من حديث خالد بن ميسرة العطار به.

کھجور سے متعلق احکام و مسائل

۲۶- کتاب الأطعمة

كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَكْلُوهُمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبَخَا» قال :
يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ .

۳۸۲۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لہسن کھانے

سے منع کیا گیا ہے سوائے اس کے کہ پکا ہوا ہو۔

۳۸۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : أَخْبَرَنَا

الْجَرَّاحُ أَبُو وَكَيْعٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ
شَرِيكٍ ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : نُهِيَ عَنِ أَكْلِ
الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوحًا .

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور راوی

”شریک“ سے مراد شریک بن حنبل ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ : شَرِيكٌ بْنُ حَنْبَلٍ .

۳۸۲۹- ابو زیاد خیار بن سلمہ نے ام المومنین سیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا:

آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا اس میں
پیاز شامل تھی۔

۳۸۲۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

قال : أخبرنا ؛ ح : وحدثنا حيوة بن شريح
قال : حدثنا بقیة عن بحیر ، عن خالد ،
عن أبي زياد خیار بن سلمة : أنه سأل
عائشة عن البصل قالت : إن آخر طعام
أكله رسول الله ﷺ طعام فيه بصل .

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن کھانے میں اچھی طرح پکی ہوئی پیاز یا لہسن جس سے ان کی بو ختم ہو جائے
استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ فِي الثَّمَرِ

باب: ۴۱- کھجور کا بیان

(التحفة ۴۲)

۳۸۳۰- حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جو
کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: ”یہ اس کا

۳۸۳۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ :

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ : حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى ، عَنْ زَيْدِ الْأَعْوَرِ ،

۳۸۲۸- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي ، الأطعمة ، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخا ،
ح : ۱۸۰۸ من حديث مسدد به ، وقال : " هذا الحديث ليس إسناده بذلك القوي " * أبو إسحاق عنعن .

۳۸۲۹- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ۸۹ / ۶ عن حيوة بن شريح به ، ورواه النسائي في الكبرى ،
ح : ۶۶۷۹ * بقية لم يصرح بالسماع المسلسل ، وخيار بن سلمة لم يوثقه غير ابن حبان .

۳۸۳۰- تخریج : [ضعيف] تقدم ، ح : ۳۲۶۰ .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الأطعمة

کھجور سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: سَأَلَ
رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ،
فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ: «هَذِهِ إِدَامٌ هَذِهِ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ جن علاقوں میں کھجور بکثرت ہوتی ہے وہاں لوگ اس کے ساتھ بلا تکلف روٹی کھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تکلفات سے کوسوں دور تھے۔

۳۸۳۱- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ قَالَ: ۳۸۳۱- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر
سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ والے بھوکے ہیں۔“
عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَبْتَ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ».

🌞 فائدہ: علامہ طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس فرمان میں جن علاقوں میں کھجور زیادہ ہوتی ہے وہاں کے لوگوں کو بالخصوص ترغیب دی گئی ہے کہ اس سے خوب استفادہ کیا کریں اور دیگر مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس مبارک پھل سے فائدہ اٹھایا کریں۔ نیز اس کی کاشت بڑھانا مادی لحاظ سے بھی بہت نفع آور ہے۔

(المعجم ۴۲) - بَابُ: فِي تَفْتِيهِ التَّمْرِ الْمَسُوسِ عِنْدَ الْأَكْلِ (التحفة ۴۳)
باب: ۴۲- کیڑا لگی کھجور کو کھاتے وقت صاف کرنے کا بیان

۳۸۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمٌ بْنُ قُتَيْبَةَ أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُنْثِيَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَمَرٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُقَشِّشُهُ يُخْرِجُ السُّوسَ مِنْهُ.

۳۸۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، ح: ۲۰۴۶ من حديث سليمان بن بلال به.

۳۸۳۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب تفتيش التمر، ح: ۳۳۳۳ من حديث سلم بن قتيبة به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھجور سے متعلق احکام و مسائل

☀️ **فائدہ:** ”مسوس“ پہلے سین پر زبر پڑھیں تو یہ مصدر ہوگا اس سے مراد کھجور یا غلے کا وہ دانہ ہوگا جس میں کیزر وغیرہ لگ گیا ہو۔ اگر پہلے سین پر پیش پڑھیں تو خود کیزر یا اس سرری مراد ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ کیزر وغیرہ لگنے سے کھجور یا غلہ نجس نہیں ہو جاتا اور جہاں تک ہو سکے صاف کر کے استعمال کر لینا چاہیے۔ اس میں نبی ﷺ کی توضیح کا بھی بیان ہے کہ آپ میں نخوت نہ تھی۔

۳۸۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ فِيهِ دُودٌ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. ۳۸۳۳- إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ سَمِعَ مَرُيَّ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أْكَلَ تَمْرًا فِيهِ دُودٌ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ».

(المعجم ۴۳) - **بَابُ الْإِقْرَانِ فِي التَّمْرِ**
عِنْدَ الْأَكْلِ (التحفة ۴۴)

۳۸۳۴- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُهَيْمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ تَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَكَ.

☀️ **فائدہ:** یہ ارشاد آداب مجلس اور آداب طعام سے متعلق ہے کہ جب اجتماعی طور پر بیٹھے ہوئے کھانا یا کھجوریں وغیرہ کھا رہے ہوں تو انسان کو اپنے شرف اور دوسروں کے حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(المعجم ۴۴) - **بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ اللَّوْنَيْنِ عِنْدَ الْأَكْلِ** (التحفة ۴۵)

۳۸۳۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ

۳۸۳۳- **تخریج:** [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۵۸۸۶ من حديث أبي داود به.

۳۸۳۴- **تخریج:** [صحیح] أخرجه أحمد: ۷/۲ عن محمد بن فضيل بن غزوان به، ورواه البخاري، ح: ۵۴۴۶، ومسلم، ح: ۲۰۴۵ من حديث جبلة بن سُهَيْم به.

۳۸۳۵- **تخریج:** أخرجه البخاري، الأطعمة، باب القضاء، ح: ۵۴۴۷، ومسلم، الأشربة، باب أكل القضاء ۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الأطعمة

کھجور سے متعلق احکام و مسائل

النَّمْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَاءَ بِالرُّطَبِ.

۳۸۳۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ نُصَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ الْبُطَيْخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُولُ: «نَكْسِرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا، وَبَرْدَ هَذَا بِحَرِّ هَذَا».

۳۸۳۶- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تربوز اور تازہ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے اور فرماتے: ”ہم اس (کھجور) کی گرمی کا اس (تربوز) کی ٹھنڈک سے اور اس کی ٹھنڈک کا اس کی گرمی سے توڑ کرتے ہیں۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث سے چیزوں کی طبائع اور خواص کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے جو کہ طب قدیم میں معروف ہے۔ درحقیقت خواص اشیاء کے حوالے سے ٹھنڈک اور گرمی سے مراد وہ ٹھنڈک اور گرمی نہیں جو تھرمیا میٹر سے ناپی جاسکتی ہے بلکہ ان اشیاء کے استعمال سے انسان کو جسم میں جو کیفیت محسوس ہوتی ہے اس کو ٹھنڈک یا گرمی سے تشبیہ دے کر اس کے اظہار کرنے کا طریقہ زمانہ قدیم سے اطباء اور عام انسانوں میں رائج ہے۔ حتیٰ کہ انگریز ڈاکٹر بھی اس کھانے کو جس میں مرچیں اور مسالے زیادہ شامل کر دیے جائیں Very Hot کہتے ہیں خواہ وہ کھانا حرارت کے حوالے سے ٹھنڈا ہی کیوں نہ ہو۔

۳۸۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مَرْيَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ ابْنَتِي بُسْرِ السَّلَمِيِّينَ قَالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَدَمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالْتَمَرَ.

۳۸۳۷- سلیم بن عامر نے بسر کے دو بیٹوں سے روایت کیا جو قبیلہ بنو سلیم سے تھے (اور ان کا نام عبداللہ اور عطیہ نقل ہوئے ہیں) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کی خدمت میں مکھن اور کھجور پیش کی اور آپ مکھن اور کھجور پسند فرمایا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: کھانے میں دو چیزیں یا دو قسم کے کھانے جمع کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اسراف اور زُہد یعنی محض

🌞 بالرطب، ح: ۲۰۴۳ من حدیث إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ.

۳۸۳۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل البطيخ بالرطب، ح: ۱۸۴۳ من حدیث هشام بن عروة به، وقال: "حسن غريب".

۳۸۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب التمر بالزبد، ح: ۳۳۳۴ من حدیث عبدالرحمن بن يزيد بن جابر به * ابنا بسر هما عبداللہ و عطیہ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اہل کتاب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۶- کتاب الأطعمه

خوش حالی اور خوش خوراک کا اظہار نہ ہو۔

باب: ۴۵- اہل کتاب (یہود و نصاریٰ)

کے برتنوں میں کھانا؟

۳۸۳۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد پر جاتے تھے تو ہم مشرکوں سے برتن اور مشکیزے لے کر استعمال کر لیتے تھے اور آپ ﷺ اسے عیب نہ سمجھتے تھے۔

(المعجم ۴۵) - بَابُ: فِي اسْتِعْمَالِ آيَةِ

أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ۴۶)

۳۸۳۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ بُرْدِ بْنِ سَيَّانٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَبِيبٌ مِنْ آيَةِ الْمُشْرِكِينَ وَأَسْقِيَتِهِمْ، فَسَمِعْتُهُ بِهَا فَلَا يَعْيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ.

فائدہ: مشرکین یا اہل کتاب کے متعلق جب یہ یقین ہو کہ ان کے برتن پاک صاف ہیں اور کسی حرام شے سے آلودہ نہیں ہیں تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر شبہ ہو تو انہیں دھو کر پاک کرنا چاہیے خصوصاً عیسائی، یہودی اور مشرک ممالک میں غالب گمان ہوتا ہے کہ وہ لوگ حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے تو وہاں احتیاطاً دھولینا ضروری ہے۔

۳۸۳۹- حضرت ابو ثعلبہ حشّی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم اہل کتاب کی ہمسائیگی میں رہتے ہیں جب کہ وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں کوئی اور برتن مل جائے تو ان میں کھاؤ اور پیو اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور نہ ملیں تو انہیں پانی سے اچھی طرح دھو کر ان میں کھا پی لیا کرو۔“

۳۸۳۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللَّهِ مُسْلِمِ بْنِ مَشْكَمٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّا [نُجَاوِرُ] أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبَخُونَ فِي قُدُورِهِمُ الْخَنَزِيرَ، وَيَشْرَبُونَ فِي آيَتِهِمُ الْخَمْرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوا بِالْمَاءِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا».

۳۸۳۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳۷۹ عن عبد الأعلى به.

۳۸۳۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/۳۳ من حديث أبي داود به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal

۲۶- کتاب الاطعمة

(المعجم ۴۶) - باب: في دَوَابِّ

الْبَحْرِ (التحفة ۴۷)

۳۸۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
النُّفْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو
الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَأَمَرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، نَتَلَقَّى
عِمْرًا لِفُرَيْشٍ، وَزَوَدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمَرٍ لَمْ
نَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ
يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً كُنَّا نَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ
الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنْ مَاءٍ فَتَكْفِينَا
يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعَصِينَا
الْحَبْطَ، ثُمَّ نَبْلُهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ. قَالَ:
وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا
سَكَبَتِيَّةُ الْكَيْسِ الضَّخْمُ، فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هُوَ
دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَةُ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مِثْلُ
وَلَا تَحِلُّ لَنَا، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ
اضْطَرَّرْنَا إِلَيْهِ فَكُلُوا، فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا
وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا، فَلَمَّا قَدِمْنَا
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:
«هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ
لَحْمِهِ شَيْءٍ فَتَطْعَمُونَا مِنْهُ؟» فَأَرْسَلْنَا مِنْهُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَكَلَ.



سمندری جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۴۶- سمندری جانوروں کا حکم

۳۸۴۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مہم میں) روانہ
فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر
فرمایا، ہم نے قریش کا ایک قافلہ پکڑنا تھا۔ آپ نے
ہمیں زادِ راہ کے طور پر ایک تھیلا کھجوروں کا عنایت فرمایا،
ہمیں اس کے علاوہ اور کچھ نہ ملا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ
عنہ ہمیں ایک ایک دانہ کھجور دیا کرتے تھے ہم اسے چوستے
رہتے جیسے کہ بچہ چوستا ہے پھر اس پر پانی پی لیتے تو وہ
ہمیں ایک دن رات تک کے لیے کفایت کرتا تھا۔ اور ہم
اپنی لٹھیوں سے درختوں سے پتے جھاڑتے، انہیں پانی
میں بھگو لیتے، پھر انہیں کھا جاتے تھے۔ انہوں نے بیان
کیا کہ ہم ساحلِ سمندر کے ساتھ ساتھ چلے تو ہمیں ایک
بہت بڑے ٹیلے جیسی چیز نظر آئی۔ ہم اس کے پاس پہنچے
تو وہ ایک جاندار چیز تھی جسے غبر کہا جاتا ہے۔ حضرت
ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مردار ہے جو ہمارے لیے حلال
نہیں، پھر کہنے لگے: نہیں بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے
ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اور اس کے محتاج
بھی ہیں لہذا تم اسے کھا سکتے ہو۔ چنانچہ ہم وہاں اس کے
پاس ایک مہینہ تک رہے ہماری تعداد تین سو تھی (ہم اس
میں سے کھاتے رہے) حتیٰ کہ ہم غریب ہو گئے۔ پھر جب ہم
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے

۳۸۴۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ميتات البحر، ح: ۱۹۳۵ من حديث زهير بن معاوية

به، ورواه البخاري، ح: ۲۴۸۳ من حديث جابر به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گھی میں چوہا گر جائے تو اسے کھانے سے متعلق احکام و مسائل
آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”وہ رزق تھا جو
اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا، کیا اس میں سے کچھ
تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ؟“ چنانچہ ہم نے
اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا جسے
آپ نے تناول فرمایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”عزیر“ بہت بڑی دھیل مچھلیوں کی ایک قسم ہے۔ اس کے ابھرے ہوئے سر سے تیل (Sperm Oil) نکلتا ہے جو مشینری کو چکنا چتا ہے (Lubricant) اور اس کی انتڑیوں سے معروف خوشبو ”عزیر“ حاصل ہوتی ہے۔ بہت بڑی مچھلی جب پانی کی شدہ زور موجوں کے ذریعے سے ساحل کے کم گہرے حصوں پر آ کر پھنس جاتی ہے اور موجوں کی واپسی کے وقت واپس نہیں جاسکتی تو کنارے پر ہی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ مرنے والے جانداروں کے جسم میں گلنے سڑنے (Decomposition) کا عمل انتڑیوں وغیرہ سے شروع ہوتا ہے کہ اس میں فضلات ہوتے ہیں۔ اس بڑی دھیل کی انتڑیوں میں انتہائی خوشبودار چکنا مادہ عزیر موجود ہوتا ہے جو انتڑیوں سے گلنے سڑنے کے عمل کو شروع نہیں ہونے دیتا۔ اس لیے اس کا گوشت نسبتاً زیادہ عرصے کے لیے محفوظ رہتا ہے۔ بحیرہ قلم کے دونوں طرف، عرب اور افریقہ میں گوشت کی دوسری اقسام کے علاوہ مچھلی کو دھوپ میں خشک کرنے کا طریقہ قدیم سے موجود تھا اور اب تک موجود ہے۔ ان علاقوں کی منڈیوں میں آج بھی بڑی مقدار میں خشک مچھلی بکتی ہے جو بالکل خشک لکڑی کی طرح محسوس ہوتی ہے۔ اب آسٹریلیا وغیرہ میں جدید طریقوں کے مطابق بڑی مقدار میں مچھلی کو خشک کر کے ان علاقوں سمیت دنیا بھر میں فروخت کیا جاتا ہے۔

② تین سو صحابہ نے ایک مہینے تک اس محفوظ شدہ مقوی غذا کو استعمال کیا اور ساتھ لے آئے جو بارگاہ رسالت مآب میں بھی پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تنگ دستی کے عالم میں جہاد کے اس موقع پر ایسی غذا کی فراہمی اللہ کی طرف سے خصوصی انعام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اشاعت اسلام میں جس عزیمت کی مثالیں قائم کی ہیں دنیا کی کوئی تحریک اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت، اطاعت امیر اور صبر و جانفشانی کے بغیر دین و دنیا کا کوئی کام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

③ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ سمندری جانور مچھلی کے حکم میں ہیں، یعنی وہ از خود مر جائیں تب بھی حلال ہیں جیسا کہ گذشتہ حدیث: ۳۸۱۵ میں گزرا ہے۔ ④ نیز مبارک چیز سے حصہ لینے کی خواہش کرنا معیوب نہیں ہے۔

(المعجم ۴۷) - بَابُ: فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ
فِي السَّمْنِ (التحفة ۴۸)

باب: ۴۷- گھی میں اگر چوہا گر جائے تو؟

۲۶- کتاب الأطعمة

گھی میں چوہا گر جائے تو اسے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۸۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۸۴۱- ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

شَفِيَانٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

کہ گھی میں چوہا گر گیا، نبی ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے

ابن عبد الله عن ابن عباس، عن ميمونة:

فرمایا: ”(چوہا اور) اس کے ساتھ ساتھ جو ہے وہ گرا دو اور

أَنَّ فَارَةَ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ

باقی کھالو۔“

فَقَالَ: «الْقُوا مَا حَوْلَهَا وَكُلُّوا».



فائدہ: ارد گرد کا گھی جہاں تک متاثر ہوا اسے نکالنے کے بعد باقی گھی استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اگلی دونوں

احادیث میں جیسے ہوئے اور پگھلے ہوئے گھی میں فرق بیان کیا گیا ہے۔ محدثین بلکہ خود امام بخاری رحمہ اللہ نے آگے

آنے والی حدیث کو کئی ظلل اور اوہام کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن اکثر فقہاء نے یہی کہا ہے کہ گھی جما ہوا

ہو تو ارد گرد کے گھی سمیت چوہا نکال کر باقی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر پگھلا ہوا ہو تو اسے کھانے میں استعمال نہ کیا

جائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ بعض محدثین نے گھی یا تیل چاہے پگھلا ہوا اس میں ارد گرد سے

سارا متاثرہ تیل نکال کر باقی کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ خوردنی تیل ملائیشیا وغیرہ سے بڑے بڑے بحری

جہازوں میں آتا ہے۔ ان جہازوں میں چوہے وغیرہ مستقل بسیرا کر رہے ہیں اگر ایک چوہا گرنے سے سارا تیل

ضائع کرنا پڑے تو یہ ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے بھی اس کی مؤید ہے۔



۳۸۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ

۳۸۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،

وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ، قَالَ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گھی میں چوہا گر جائے تو

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

اگر وہ جما ہوا ہو تو چوہا اور اس کے ارد گرد جو ہوا اسے گرا دو

الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي

اور اگر وہ سیال (پگھلا ہوا) ہو تو اس کے قریب مت جاؤ۔“

هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا

وَقَعَتْ الْفَارَةُ فِي السَّمْنِ، فَإِنْ كَانَ جَامِدًا

فَالْقُوا مَا حَوْلَهَا، وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا

تَقْرُبُوهُ».

۳۸۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا وقعت الفارة في السمن الجامد أو الذائب،

ح: ۵۵۳۸ من حديث شفيان بن عيينة به.

۳۸۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۶۵ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف، ح: ۲۷۸،

وصححه ابن الجارود، ح: ۸۷۱ * الزهري عن، وأشار البخاري إلى تضعيفه، انظر، ح: ۵۵۳۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھانے میں مکھی وغیرہ گر جائے تو اسے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

حسن (بن علی) نے کہا کہ عبدالرزاق نے بیان کیا کہ معمر نے یہ روایت کئی دفعہ بسند زہری، عبید اللہ بن عبد اللہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کی۔

قال الحسن: قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَرَبَّمَا حَدَّثَ بِهِ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۸۴۳- احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں عبدالرحمن بن بوذویہ نے معمر سے خبر دی، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی ﷺ سے۔ اسی (حدیث) کے مثل روایت کی جو زہری نے ابن مسیب سے روایت کی ہے۔

۳۸۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بُوْذَوَيْهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبِ.

باب: ۴۸- مکھی اگر کھانے میں گر جائے تو؟

(المعجم ۴۸) - بَابُ: فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ (التحفة ۴۹)

۳۸۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے اسی میں ڈبولو بلاشبہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے اور یہ اپنے بیماری والے پر سے اپنا بچاؤ کرتی ہے لہذا اسے ساری کوڈ بولینا چاہیے۔“

۳۸۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشَرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَأَمْلَقُوهُ فَإِنْ فِي أَحَدٍ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ، وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ، فَلْيَعْمِسْهُ كُلُّهُ».

۳۸۴۳- تخريج: [ضعيف] أخرجه النسائي، الفرع والعنبر، باب الفأرة تقع في السمن، ح: ۴۲۶۵ من حديث عبدالرزاق به، وانظر الحديث السابق.

۳۸۴۴- تخريج: [صحیح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۵ من حديث بشر بن المفضل به، وهو في مسند أحمد: ۲۲۹/۲، ۲۳۰، وله شواهد عند البخاري، ح: ۳۳۲۰، والطحاوي في مشكل الآثار: ۴/ ۲۸۳ وغيرهما.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



۲۶- کتاب الأطعمه

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① جدید میڈیکل سائنس میں یہ بات مسلمہ ہے کہ کبھی اپنے جسم کے کچھ اعضاء میں ایسے جراثیم اٹھائے پھرتی ہے جو بیماری پیدا کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس بات کی خبر دے دی جب انسان جدید طب اور جراثیم وغیرہ اٹھائے پھرنے والے جانداروں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کے ساتھ نبی ﷺ نے مزید بتایا کہ اس کبھی کے جسم میں وہ دفاعی عنصر موجود ہوتا ہے جو اس بیماری سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ بات جدید تجربات سے اور زیادہ واضح ہو گئی ہے ہر قسم کی ویکسین جسم کے اندر اسی نظام دفاع کو مضبوط کرتی ہے جس کے سبب بیماری کے جراثیم جسم تک پہنچ جانے کے باوجود بیماری پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس بارے میں ازہر یونیورسٹی کے شعبہ حدیث کے مدیر ڈاکٹر محمد ایم السمعی نے ایک آرٹیکل میں تحریر کیا کہ کبھی اپنے ساتھ ایک بیماری کے جراثیم (Pathogens) اور ان کا ترياق (antidote) بیماری کے خلاف دفاع کو مضبوط کرنے والا عنصر اٹھائے پھرتی ہے۔ جب وہ کسی مائع (Liquid) پر بیٹھتی ہے تو اس میں وہ جراثیم منتقل کر دیتی ہے جبکہ فطری طور پر جسم کے ان حصوں کو ڈوبنے سے بچاتی ہے جن میں تحفظ دینے والے عناصر ہوتے ہیں۔ کبھی پوری ڈوب جائے تو وہ تحفظ دینے والے عناصر (ترياق) بھی مائع میں منتقل ہو کر بیماری کے خطرے کو کم کر دیتے ہیں۔ (دیکھیے حاشیہ صبح بخاری حدیث: ۳۳۰- از ڈاکٹر محمد محسن خان)

باب: ۴۹- کھانے کا لقمہ نیچے گرجائے تو؟

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي اللَّقْمَةِ

سَقَطَ (التحفة ۵۰)

۳۸۴۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرمالتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے اور فرماتے: ”جب کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اس سے لگی آلودگی کو دور کر کے اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔“ اور آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پلیٹ کو انگلی سے صاف کر لیا کریں اور فرمایا: ”تم میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ طعام کے کس حصے میں اس کے لیے برکت ڈالی گئی ہے۔“

۳۸۴۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعَقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ: «إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَاكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ»، وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُكَ الصَّحْفَةَ وَقَالَ: «إِنْ أَحَدَكُمُ لَا يَذَرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ مَبَارَكٌ لَهُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث اور اگلی دونوں احادیث کی رو سے کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا یا چٹو لینا

سنت ہے۔ ② گرا ہوا لقمہ اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔ ③ قابل استعمال کھانے کو ضائع کرنا شیطان کو دینا

۳۸۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصة... الخ، ح: ۲۰۳۴ من حديث حماد بن سلمة به.

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

ہے۔ ⑤ اپنی پلیٹ میں کھانا اتنا ہی لینا چاہیے جتنی ضرورت ہو اور پھر آخر میں برتن کو خوب صاف کرنا چاہیے۔ یہ کوئی معیوب کام نہیں بلکہ عین سنت ہے اور اس میں غرور و تکبر کا علاج بھی ہے۔ اسی طرح روٹی کے ٹکڑے بھی ضائع کرنا جائز نہیں نا معلوم کس میں برکت ہو۔

باب: ۵۰- خادم اپنے مالک کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے

(المعجم ۵۰) - بَابُ: فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى (التحفة ۵۱)

۳۸۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا خادم تمہارے لیے کھانا تیار کر کے تمہیں پیش کرے جبکہ وہ اس کی گرمی اور دھواں برداشت کرتا رہا ہو تو چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے اگر کھانا کم اور اس کے طلب گار زیادہ ہوں تو (بھی) مناسب ہے کہ ایک دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔“

۳۸۴۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامًا ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيَقْعِدْهُ مَعَهُ، فَلْيَأْكُلْ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا فَلْيَضْغْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ».

☀ فائدہ: غلاموں اور خادموں کے ساتھ حسن معاملہ اور ان کی ہر ممکن دلجوئی اسلامی تہذیب و ثقافت کا حصہ ہے۔ ان کا دل توڑنا ان کو حقیر سمجھنا یا ان کی تحقیر کرنا بہت بڑا عیب ہے اور شرعاً بھی درست نہیں ہے۔

باب: ۵۱- کھانے کے بعد رومال سے ہاتھ صاف کرنا

(المعجم ۵۱) - بَابُ: فِي الْمِنْدِيلِ (التحفة ۵۲)

۳۸۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اسے چاٹ نہ لے یا پتھو نہ لے۔“

۳۸۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحَنَّ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ

۳۸۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل... الخ، ح: ۱۶۶۳ عن القعنبي به، ورواه البخاري، ح: ۲۵۵۷ من طريق آخر عن أبي هريرة به.

۳۸۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصة... الخ، ح: ۲۰۳۱ من حديث ابن جريج، والبخاري، الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها قبل أن تمسح بالمنديل، ح: ۵۴۵۶ من حديث عطاء بن أبي رباح به.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الأطعمة

حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعَقَهَا»

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کی نفاست طبع کا تقاضا تھا کہ آپ کھانا کھاتے ہوئے پانچوں انگلیوں کی بجائے تین یعنی انگوٹھا اور دو انگلیوں کو استعمال فرماتے۔ (دیکھیے حدیث: ۳۸۳۸) طعام کھانے کے لیے ہے اور جو انگلیوں پر لگا رہ جائے اسے ضائع کرنے کا کوئی جواز نہیں اس کا کھالینا ہی مناسب ترین ہے۔ خاندان میں محبت اور اپنائیت کے جوڑتے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے گھر کے افراد ایک دوسرے کا بچا ہوا کھانا کھاتے ہیں جو کہ انتہائی پیارا اور پسندیدہ عمل ہے۔ نیز کھانا کھاتے ہوئے اگر سانس وغیرہ انگلیوں کو لگ جائے تو وہ اپنے بچوں کو یا اپنی بیوی کو یا دیگر افراد کو چٹو اے تو یہ عمل جائز اور مباح ہے۔ ② انگلیاں چاٹ کر یا چٹوا کر وصال سے ہاتھ صاف کر لینا جائز ہے اور شرعاً یہ ضروری نہیں کہ ہاتھ فوری طور پر پانی ہی سے دھوئے جائیں البتہ سونے سے پہلے دھو لینا زیادہ بہتر ہے۔

(دیکھیے حدیث: ۳۸۵۳)

www.KitaboSunnat.com

۳۸۴۸- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ نبی ﷺ کھانا تین انگلیوں سے کھایا کرتے تھے اور اپنا ہاتھ اس وقت تک نہیں پونچھتے تھے جب تک کہ اس کو چاٹ نہیں لیتے تھے۔

۳۸۴۸- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو

مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا.

باب: ۵۲- کھانا کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھے؟

(المعجم ۵۲) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ (التحفة ۵۳)

۳۸۴۹- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ دسترخوان اٹھا لیے جانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: «الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا» ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے بہت زیادہ پاکیزہ

۳۸۴۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

يَحْيَى عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودَّعٍ وَلَا

۳۸۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، الأثرية، باب استحباب لعق الأصابع والقصة... الخ، ح: ۲۰۳۲ من حدیث أبي معاوية الضرير به.

۳۸۴۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ۳۴۵۶ من حدیث يحيى القطان، والبخاري، ح: ۵۴۵۸ من حدیث ثور به.

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

مُسْتَعْنَى عَنْهُ رَبَّنَا» .

اور برکت ڈالی گئی ہے اس میں نہ کفایت کیا گیا (کہ مزید کی ضرورت نہ رہے) اور نہ اسے وداع (چھوڑا) کیا گیا ہے اور نہ اس سے بے نیاز ہوا جاسکتا ہے اسے ہمارے رب۔“

☀ فائدہ: ((غَيْرَ مَكْفِيٍّ الخ)) انسان ایک دفعہ کھانے کے بعد پھر سے اس کا طلب گار ہوتا ہے اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا لہذا کھانے جیسی نعمت کا شکر بھی اسی طرح کا ہونا چاہیے جو اس کے مہتم بالشان ہو اور یہ نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ادعیٰ ہی کے ذریعے سے ممکن ہے۔

۳۸۵۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھا کرتے تھے [الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسْلِمِينَ] ”سب تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔“

۳۸۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ

قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِيَّاحٍ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسْلِمِينَ» .

☀ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن صحیح احادیث میں دیگر دعائیں مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی دعا مانگی جاسکتی ہے۔

۳۸۵۱- حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

کہ رسول اللہ ﷺ جب کچھ کھاتے پیتے تو یوں کہا کرتے تھے: [الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَ سَقَى وَ سَوَّغَهُ وَ جَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا] ”حمد اس اللہ کی جس نے کھلایا، پلایا، اسے خوش گوار بنایا اور اس کے باہر نکلنے کا

۳۸۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُبَلِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا

۳۸۵۰- تخریج: [ضعیف] أخرجه أحمد: ۳۲/۳ عن وكيع به، ورواه الترمذي في الشمائل، ح: ۱۹۱، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۱۲۱، وعمل اليوم والليلة، ح: ۲۸۹ من حديث سفيان الثوري به * إسماعيل بن رباح مجهول، وغيره مجهول، وللحديث طريقان ضعيفان عند الترمذي، ح: ۳۴۵۷، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۲۹۰ .

۳۸۵۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۰۱۱۷، وعمل اليوم والليلة، ح: ۲۸۵ من حديث عبد الله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۵۱ .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۶- کتاب الأطعمة

أَكَلَ أَوْ شَرَبَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَظَّمَ بِنَادِيَا»
أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا».

فائدہ: یوں تو ہر نعمت اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے، لیکن مذکورہ بالا چاروں نعمتیں اپنے ضمن میں مزید بے شمار نعمتیں لیے ہوئے ہیں جو بجائے خود قابلِ حمد ہیں۔

(المعجم ۵۳) - بَابُ: فِي غَسْلِ الْيَدِ
بَاب: ۵۳- کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے کا بیان
مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ۵۴)

۳۸۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ:
حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي
صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ وَفِي يَدَيْهِ غَمَرٌ وَلَمْ
يَغْسِلْهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يُلْوَمَنَّ إِلَّا نَفْسُهُ».

فائدہ: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے بالخصوص سونے سے پہلے۔ چکنائی کی بو پا کر کوئی کیزا کھڑا بھی
کاٹ سکتا ہے اور یہ کھانا خراب ہو کر کسی بیماری کا سبب بھی بن سکتا ہے اس لیے کھانے کے بعد صرف ہاتھ ہی نہیں
بلکہ منہ بھی صاف کرنا چاہیے جس کا ذکر دوسری احادیث میں ملتا ہے۔ اسلام ہر حالت میں نظافت اور پاکیزگی کی
تاکید کرتا ہے۔

(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ
الطَّعَامِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ (التحفة ۵۵)

۳۸۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَنَعَ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ
الْتَّيْهَانِ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا، فَدَعَا النَّبِيَّ ﷺ

۳۸۵۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب من بات وفي يده ریح غمر، ح: ۳۲۹۷ من
حدیث سهیل بن ابی صالح به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۵۴.

۳۸۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرده أبو داود* أبو خاليد الدالاني عن عن وتقدم حاله، ح: ۳۷۵۶، و"رجل" مجهول.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

وَأَصْحَابَهُ، فَلَمَّا فَرَعُوا قَالَ: «أُثْبِتُوا أَحَاكُم». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِثَابَتُهُ؟ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دُخِلَ بَيْتُهُ، فَأُكِلَ طَعَامُهُ وَشُرِبَ شَرَابُهُ، فَدَعَا لَهُ، فَذَلِكَ إِثَابَتُهُ». اور بدل ہے۔“

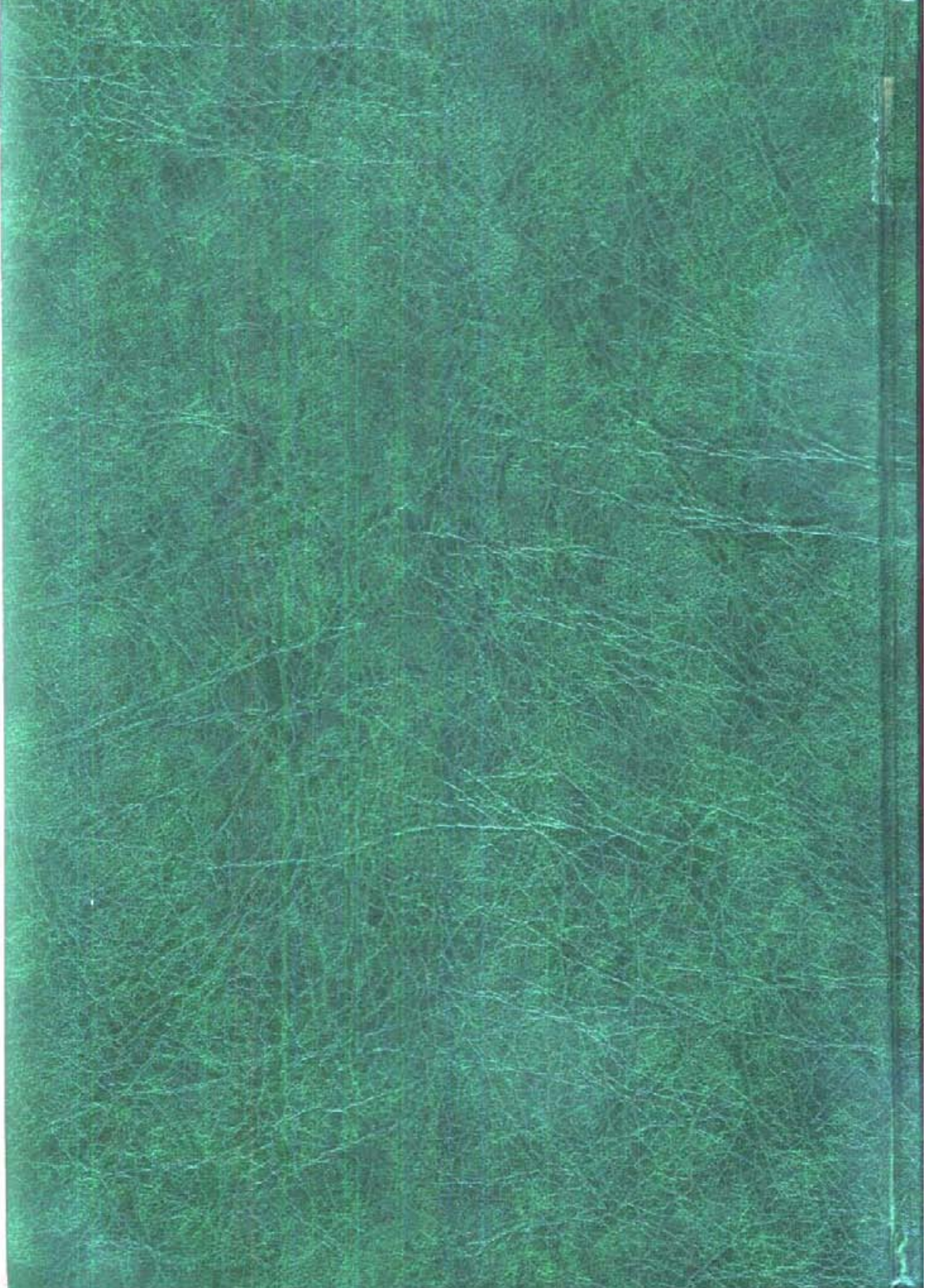
☀ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح احادیث میں میزبان کے لیے دیگر دعائیں بھی مذکور ہیں جن میں سے صحیح مسلم کی یہ دعا مذکور ہے: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مَا رَزَقْتَهُمْ فَاغْفِرْ لَهُمْ فَاَرْحَمْهُمْ] دوسرے نسخے میں ہے: [واغفر لهم وارحمهم] ”اے اللہ! تو نے ان اہل خانہ کو جو کچھ دیا ہے اس میں برکت عطا فرما“ ان کی غلطیاں کوتاہیاں معاف فرما اور ان پر رحم فرما۔“ (صحیح مسلم، الأشربة، حدیث: ۲۰۴۲) نیز میزبان خود بھی دعا کے لیے کہہ سکتا ہے۔

۳۸۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَجَاءَ بِخَبْزٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ». حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جناب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے روٹی اور روغن زیتون پیش کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا، پھر نبی ﷺ نے یوں فرمایا: [أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ وَ أَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَ صَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ] ”روزے دار تمہارے ہاں افطار کیا کریں، نیک صالح لوگ تمہارا کھانا کھایا کریں اور فرشتے تمہیں دعائیں دیا کریں۔“

☀ توضیح: ان کلمات کا ترجمہ جملہ انشائیہ کے طور پر ہو تو یہ دعا ہے جیسے کہ اوپر ترجمے سے ظاہر ہے اور جو حضرات ان کلمات کا ترجمہ بطور خبر کرتے ہیں تو اس صورت میں یہ کلمات دعا نہیں بنتے ”یعنی روزے داروں نے تمہارے ہاں روزہ افطار کیا۔ صالح لوگوں نے کھانا کھایا اور فرشتوں نے دعائیں دیں۔“ اس صورت میں اس کا مصداق خود رسول اللہ ﷺ اور دیگر شرکائے دعوت تھے۔ تاہم یہ دعائے کلمات بھی بن سکتے ہیں جیسا کہ پہلے ترجمے سے واضح ہے اس لیے ان کلمات کو دعا کے طور پر پڑھنا بھی صحیح ہے۔

۳۸۵۴- [تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱۳۸/۳ عن عبد الرزاق به مطولاً، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۷۹۰۷، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۱۲۶۸، وللحديث شواهد كثيرة جداً، انظر نيل المصنود، ۳/ ۸۶۰، يسر الله لنا طبعه.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

The Real Muslims Portal